تاریخ اسلام کی ۱۰۰ شخصیات کے احوال، واقعات اور مرویات پر مشتمل مستند و بے مثال کتاب

حلیۃ الاولیاء اردو

و

طبقات الاصفیاء

اولیاء کی عظمت پر مؤلفؒ کا مقدمہ، مہاجرین صحابۂ کرامؓ اور اہل صفہ صحابۂ کرامؓ بشمول انبیاء صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا تذکرہ
حضرت ابوبکر صدیقؓ تا حضرت ابوہریرہؓ

امام حافظ علامہ ابونعیم احمد بن عبداللہ اصفہانی شافعی

دار الاشاعت
اردو بازار، ایم اے جناح روڈ، کراچی پاکستان فون 32631861

تاریخ اسلام کی ۸۰۰ شخصیات کے احوال، اقوال اور مرویات پر مشتمل مستند و بے مثال کتاب

حلیۃ الاولیاء اردو
و
طبقات الاصفیاء

حصہ اوّل

اولیاء کی عظمت پر مؤلفؒ کا مقدمہ، مہاجرین صحابہ کرامؓ اور اہل صفہ
صحابہ کرامؓ بشمول انبیاء صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا تذکرہ
حضرت ابوبکر صدیقؓ تا حضرت ابوہریرہؓ

امام حافظ علامہ ابونعیم احمد بن عبداللہ اصفہانی شافعی

مترجم
مولانا محمد اصغر مغل فاضل جامعہ دارالعلوم کراچی

دارالاشاعت
اردو بازار ایم اے جناح روڈ
کراچی پاکستان 2213768

باہتمام : خلیل اشرف عثمانی
طباعت : جنوری ۲۰۰۶ء علمی گرافکس
ضخامت : 648 صفحات

قارئین سے گزارش

اپنی حتی الوسع کوشش کی جاتی ہے کہ پروف ریڈنگ معیاری ہو۔ الحمدللہ اس بات کی نگرانی کے لئے ادارہ میں مستقل ایک عالم موجود رہتے ہیں۔ پھر بھی کوئی غلطی نظر آئے تو ازراہ کرم مطلع فرما کر ممنون فرمائیں تاکہ آئندہ اشاعت میں درست ہو سکے۔ جزاک اللہ

......ملنے کے پتے......

ادارۃ المعارف جامعہ دارالعلوم کراچی
بیت القرآن اردو بازار کراچی
ادارۃ اسلامیات موہن چوک اردو بازار کراچی
بیت القلم مقابل اشرف المدارس گلشن اقبال بلاک ۲ کراچی
بیت الکتب بالمقابل اشرف المدارس گلشن اقبال کراچی
مکتبہ اسلامیہ امین پور بازار۔ فیصل آباد
مکتبۃ المعارف محلہ جنگی۔ پشاور

ادارہ اسلامیات ۱۹۰۔ انارکلی لاہور
بیت العلوم 20 نابھ روڈ لاہور
مکتبہ سید احمد شہیدؒ اردو بازار لاہور
مکتبہ امدادیہ ٹی بی ہسپتال روڈ ملتان
یونیورسٹی بک ایجنسی خیبر بازار پشاور
کتب خانہ رشیدیہ۔ مدینہ مارکیٹ راجہ بازار راولپنڈی
مکتبہ اسلامیہ گامی اڈا۔ ایبٹ آباد

انگلینڈ میں ملنے کے پتے

Azhar Academy Ltd.
At Continenta (London) Ltd.
Cooks Road, London E15 2PW

Islamic Books Centre
119-121, Halli Well Road
Bolton BL 3NE, U.K.

امریکہ میں ملنے کے پتے

MADRASAH ISLAMIAH BOOK STORE
6665 BINTLIFF, HOUSTON,
TX-77074, U.S.A.

DARUL-ULOOM AL-MADANIA
182 SOBIESKI STREET,
BUFFALO, NY 14212, U.S.A

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حلیۃ الاولیاء

حصہ اول ودوم

تالیف: الامام الحافظ ابونعیم احمد بن عبداللہ الاصفہانی رحمہ اللہ

حلیۃ الاولیاء

حصہ دوم

ختم شد

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حلیۃ الاولیاء حصہ اول

مقدمہ از مؤلفؒ

حمد وصلوٰۃ.....حضرت شیخ مؤلف امام حافظ ابونعیم احمد بن عبداللہ بن احمد بن اسحٰق بن موسیٰ بن مہران اصفہانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہیں جو کائنات اور اس کی تمام اشیاء کو وجود بخشنے والا ہے۔ تمام زمانوں کو پیدا کرنے والا ہے۔ عقول واجسام کا خالق ہے۔ اپنی دوستی کے لئے برگزیدہ ہستیوں کو منتخب کرنے والا ہے۔ دین برہان کے ساتھ اپنے نیک بندوں کے اسرار کو روشن کرنے والا ہے۔ شیاطین شرار کو بصیرت ویقین کے نور سے محروم کر کے تاریکی وظلمت میں دھکیلنے والا ہے۔ نطق ولسان کو اپنی معرفت بخشنے والا ہے۔ روز قیامت اتمام حجت کیلئے اور اپنی نشانیوں کے اظہار کیلئے ہتھیلیوں اور پوروں کو زبان بخشنے والا ہے۔ تاکہ تنزیل کی بات بھی ثابت ہو اور دلیل ولسان باہم مطابق ہوں۔ پس پروردگار لوگوں پر انبیاء ومرسلین کے ذریعے حجت تام کرنے والا ہے۔ اپنے سچے راستے کو ان برگزیدہ لوگوں کے لئے روشن کرنے والا ہے، جن کو انبیاء کا خلفاء بنایا، پاکدامن لوگوں کا دوست بنایا، انہیں میں سے عالی مرتبت مقربین منتخب کئے۔ پست لوگوں کے انساب سے ان کو منزہ کیا۔ معرفت وحق کے ساتھ انکو حمایت بخشی۔ تصدیق واتباع کے ساتھ انکو ثابت قدم کیا۔ معرفت بالائے معرفت کے ساتھ انکو اپنا مقرب بنایا۔ حق سے مفارقت کو انکے لئے سزا ٹھیرایا۔ دین کی خدمت کو گلے لگانا ان پر لازم کیا۔ اپنے رسول کی شریعت کی موافقت کرنا ان پر لازم کیا۔

حمدِ الٰہی کے بعد صلاۃ وسلام ہو اس عظیم ذات پر جس نے خدا کی طرف سے دین کا پیغام پہنچایا اور شریعت کی راہ استوار کی۔ امر خداوندی کو لے کر کھڑا ہوا اور حق کا اعلان کیا اور اپنے متبعین کے لئے خیر وبرکت کے درخت اگائے .....یعنی درود وسلام ہو محمد ﷺ اور آپکے دوسرے بھائیوں پر یعنی انبیاء ومرسلین پر، آپ کی آل اور آپ کے منتخب اصحاب پر۔

امابعد! اے مخاطب! اللہ تجھے خیر کی توفیق بخشے میں اللہ عزوجل سے مدد مانگتے ہوئے تیری فرمائش کو قبول کرتا ہوں اور یہ کتاب تالیف کرتا ہوں، جو ایک برگزیدہ جماعت کے کلام اور احوال پر مشتمل ہے۔ وہ جماعت امت کے صوفیاء اور ائمہ کی ہے۔ جن کا ذکرِ خیر انکے طبقات کی ترتیب پر ہوگا، یعنی پہلے صحابہ، پھر تابعین پھر تبع تابعین اور پھر ان کے بعد آنے والے باصفا لوگوں کا ذکر خیر درجہ بدرجہ ہوگا۔

انہی لوگوں نے دلائل وحقائق کو جانا۔ حالات کا مقابلہ کیا۔ باغہائے بہشت کے ساکن ہوئے۔ دنیوی تعلقات اور دنیوی بکھیڑوں کو خیر باد کہا۔ طعن وتشنیع کرنے والے، کھود کرید کرنے والے، بلند وبانگ دعوے کرنے والے...... کاہلوں اور حوصلہ شکنوں، محض لباس وقول کے ساتھ حلیہ بدلنے والوں اور عقیدہ ومسلک کے گمراہ لوگوں سے براءت کا اظہار کیا۔

اس کتاب کی تالیف اس وجہ سے پیش آئی کہ بہت سے فساق وفجار اور ملحدین وکفار ہر سو چہار اطراف میں اپنے ملحدانہ خیالات اور اپنی ذاتی اختراعات کو بزرگوں کی طرف منسوب کر رہے تھے...... اگرچہ وہ جھوٹ اور باطل شئ سے بلند رتبہ لوگوں کی شان میں کسی قباحت کو پیدا نہیں کر سکتے۔ لہذا یہ سعی محض اس بنیاد پر ہے کہ کذاب اور متکبر لوگوں سے اظہار براءت کر کے صادقین اور حق پر کمربستہ لوگوں کو ان سے مبرا وممتاز کیا جائے۔

اس لئے کہ ہمارے اسلاف واکابر اپنے خاص احوال اور علم وذکر میں اپنی الگ شان رکھتے ہیں۔ بحمد اللہ میرے دادا محمد یوسف البنار رحمہ اللہ بھی ان بزرگوں میں سے تھے جو اللہ کے ہو رہے تھے اور بہت سے لوگوں کی اصلاح کا سبب تھے، یوں بھی اولیاء اللہ کی نقصِ شان کو ہم کیسے برداشت کر سکتے ہیں جبکہ ان کے ایذاء رساں اللہ کے ساتھ اعلان جنگ کرنے والے ہیں، جیسا کہ فرمان نبوی ہے:

(یہاں سے مصنف رحمہ اللہ احادیث ہوں یا بزرگوں کے واقعات یا ان کے اقوال جو بھی ان کو سند کے ساتھ پہنچے ہیں، ان تمام احادیث، واقعات اور اقوال وغیرہ کو سلسلہ وار نمبروں کے ساتھ بیان کرتے جائیں گے۔ اس طرح مکمل کتاب میں تقریبا پندرہ ہزار سات سو نمبرات ہیں جن کو ذیل کی ایک نمبر حدیث سے شروع کیا جاتا ہے بحمد اللہ وبعونہ۔ اصغر)

اولیاء اللہ کی علامات

۱۔خدا کے دوست اور دشمن ابراہیم بن محمد بن حمزہ، ابوعبیدہ محمد بن احمد بن مؤمل وابراہیم بن عبداللہ، محمد بن اسحاق سراج: محمد بن اسحاق بن کرامۃ، خالد بن مخلد، سلیمان بن بلال، شریک بن عبداللہ بن ابی نمر، عطاء کی سند کے ساتھ حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اللہ عزوجل فرماتے ہیں: جس نے میرے کسی ولی کو ایذاء دی، یقیناً اس کے لئے میری طرف سے اعلان جنگ ہے۔ اور کوئی بندہ میرا قرب اس چیز سے زیادہ کسی اور شئ سے زیادہ حاصل نہیں کرسکتا جو میں نے اس پر فرض کیا ہے۔ بندہ مسلسل نوافل کے ساتھ میرا قرب حاصل کرتا رہتا ہے...... حتیٰ کہ میں اس سے محبت کرنے لگتا ہوں۔ جب میں اس سے محبت کرتا ہوں تو اس کا کان بن جاتا ہوں جس سے وہ سنتا ہے اور اس کی آنکھ بن جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے اور اس کا ہاتھ بن جاتا ہوں جس سے وہ پکڑتا ہے اور اسکا پاؤں بن جاتا ہوں جس سے وہ چلتا ہے۔ پس اگر وہ بندہ مجھ سے سوال کرتا ہے تو میں اس کو عطا کرتا ہوں اور اگر پناہ مانگتا ہے تو اس کو پناہ دیتا ہوں اور میں کسی کام کو کرنے میں اتنا متردد نہیں ہوتا جتنا کہ مؤمن بندے کی روح قبض کرنے میں، وہ اسکو ناپسند کرتا ہے اور میں اس کے ناپسند کرنے کو اچھا نہیں سمجھتا۔[۱]

۲۔قاضی ابواحمد محمد بن احمد بن ابراہیم، حسن بن علی بن نصر ابومحمد بن مثنیٰ، حسن بن ابی سلمۃ بن ابی کبشہ، ابوعامر عقدی، عبدالواحد، عروۃ کی سند سے حضرت عائشہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

پروردگار عزوجل فرماتے ہیں: جس نے میرے کسی ولی کو ایذاء دی پس اس سے میری جنگ حلال ہوگئی۔[۲]

۳۔سلیمان بن احمد، یحیٰ بن ایوب، سعید بن ابی مریم، نافع بن یزید، عیاش بن عیاش، عیسیٰ بن عبدالرحمٰن، زید بن اسلم عن ابیہ کی سند کے ساتھ...... حضرت ابن عمرؓ سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ (میرے والد ماجد) حضرت عمرؓ بن خطاب نے حضرت معاذؓ بن جبل کو رسول اللہ ﷺ کی قبر مبارک پر روتے ہوئے پایا۔

پوچھا: کیوں رو رہے ہو؟ عرض کیا: ایک چیز مجھے رلا رہی ہے، میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا تھا: تھوڑا سا دکھاوا

۱۔ صحیح البخاری ۸/ ۱۳۱، السنن للبیھقی ۳/ ۳۴۶، ۱۰/ ۲۱۹. صفة الصفوة ۱/ ۳۹. مشکاة ۲۲۶۶. اتحاف السادة المتقین ۱۰/ ۴۰۳. کنز العمال ۲۱۳۲۷. تفسیر القرطبی ۶/ ۱۳۵. تلخیص الحبیر ۳/ ۱۱۷.

۲۔ مجمع الزوائد ۲/ ۲۴۷. الاولیاء لابن ابی الدنیا ۴۵. اتحاف السادة المتقین ۴/ ۲۷۷. تلخیص الحبیر ۳/ ۱۱۷

بھی شرک ہے اور جس نے اللہ کے اولیاء سے دشمنی مول لی یقیناً اس نے اللہ سے اعلان جنگ کر دیا۔[1]

اولیاء اللہ کی نشانیاں ...... حضرت مؤلف فرماتے ہیں: جان لے! اولیاء اللہ کی کچھ ظاہری صفات ہوتی ہیں اور کچھ مشہور علامات ہوتی ہیں۔ عقلاء اور صالحین ان کی محبت اور دوستی کی وجہ سے انکے تابع فرمان ہو جاتے ہیں۔ اور انکے بلند رتبہ پر شہداء اور انبیاء بھی رشک کرتے ہیں: جیسا کہ ذیل کی حدیث میں آیا:

۴- محمد بن جعفر بن ابراہیم، جعفر بن محمد الصائغ، مالک بن اسماعیل و عاصم بن علی، قیس بن الربیع، عمارۃ بن القعقاع، ابی زرعۃ، عمرو بن جریر،...... حضرت عمرؓ بن خطاب سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اللہ کے بندوں میں کچھ لوگ ایسے ہیں جو انبیاء ہیں نہ شہداء، لیکن اللہ کی طرف سے قیامت کے روز ان کو ملنے والے رتبے پر انبیاء اور شہداء بھی رشک کریں گے۔ ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ! وہ کون لوگ ہیں اور انکے اعمال کیا ہیں؟ تاکہ ہم بھی ان سے محبت رکھیں۔ فرمایا وہ ایسی قوم ہیں جو محض اللہ کے لئے آپس میں محبت رکھیں گے، بغیر کسی آپس کی رشتہ داری کے اور بغیر کسی مال کے لین دین کے۔ اللہ کی قسم ان کے چہرے مجسم نور ہونگے اور وہ نور کے منبروں پر بیٹھے ہونگے اور جب دوسرے لوگ خوف میں مبتلا ہوں گے انکو کوئی خوف نہ ہوگا، دوسرے لوگ غم و اندوہ میں مبتلا ہوں گے تو انکو کوئی غم لاحق نہ ہوگا۔ اس کے بعد آپ علیہ السلام نے تلاوت فرمائی:

ألا ان اولیاء اللہ لا خوف علیھم و لاھم یحزنون (یونس ۶۲)

خبردار! اللہ کے اولیاء پر کوئی خوف ہوگا اور نہ وہ رنجیدہ ہوں گے۔[2]

مؤلف رحمہ اللہ فرماتے ہیں اولیاء اللہ کی خصوصیات میں سے ہے کہ وہ اپنے ہم نشینوں کو ذکر کا شوق اور اس کی رغبت دلاتے ہیں اور اپنے دوستوں کو نیکی کی راہ پر لگا دیتے ہیں۔

۵- انصار کے آزاد کردہ غلام ...... سلیمان بن احمد، احمد بن علی الابار، ہیثم بن خارجۃ، رشید بن سعد، عبداللہ بن الولید التجیبی، ابی منصور سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ انہوں نے حضرت عمرو بن الجموح کو فرماتے ہوئے سنا کہ انہوں نے رسول اکرم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ اللہ عزوجل کا ارشاد ہے۔

میرے بندوں میں سے میرے اولیاء اور میری مخلوق میں سے میرے محبوب بندے وہ ہیں جو میرا ذکر کرتے رہتے ہیں اور میں ان کا ذکر کرتا رہتا ہوں۔[3]

۶- احمد بن یعقوب المعدل، الحسن بن علویۃ، اسماعیل بن عیسی، الہیاج بن بسطام، مسعر بن کدام، بکیر بن الاخنس، ابوسعیدؓ سے مروی رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا گیا اللہ کے اولیاء کون ہیں؟ فرمایا: وہ لوگ جب انہیں دیکھا جائے تو خدا یاد آ جائے۔[4]

۷- جعفر بن محمد بن عمر، ابوحصین القاضی، یحیی بن عبدالحمید، داود العطار، عبداللہ بن عثمان بن خثیم، شہر بن حوشب، حضرت اسماءؓ بنت یزید سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: میں تم کو تمہارے بہترین لوگ نہ بتاؤں؟ صحابہؓ نے عرض کیا کیوں نہیں! فرمایا: وہ لوگ جب

۱۔ سنن ابن ماجۃ ۳۹۸۹، اتحاف السادۃ المتقین ۳/۱۴۴، الدر المنثور ۴/۲۵۷

۲۔ سنن النسائی ۸/۲۷، و سنن ابی داؤد ۳۵۲۷، و الدر المنثور ۳/۳۱۰، و مشکاۃ المصابیح ۵۰۱۲، ۵۰۱۳، و الترغیب و الترھیب ۴/۲۱م و اتحاف السادۃ المتقین ۶/۱۷۵.

۳۔ مسند الامام أحمد بن حنبل ۳/۴۳۰، و الدر المنثور ۳/۳۱۰.

۴۔ مجمع الزوائد ۱۰/۷۸.

انہیں دیکھا جائے تو خدا کی یاد آ جائے۔[1]

مؤلفؒ فرماتے ہیں اولیاء اللہ کی صفات میں سے ہے کہ وہ فتنوں میں مبتلا ہونے سے محفوظ رہتے ہیں اور (دنیاوی) مشقتوں سے بچے ہوتے ہیں۔

۸- ابواحمد محمد بن احمد ابراہیم، محمد بن القاسم بن الحجاج، الحکم بن موسیٰ، اسماعیل بن عیاش، مسلم بن عبید اللہ، ابن عمرؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کے کچھ خواص بندے ہیں۔ جن کو وہ اپنی رحمت سے روزی دیتا ہے اور جب انکو موت دیتا ہے تو موت کے بعد اپنے سایۂ عافیت میں انکو زندہ رکھتا ہے۔ وہ وہ لوگ ہیں جن پر فتنے تاریک رات کی طرح چھا جاتے ہیں لیکن اس کے باوجود وہ ان سے عافیت میں رہتے ہیں۔[2]

مؤلف فرماتے ہیں نیز انکی صفات میں سے ہے کہ وہ کھانے پینے اور لباس و اطوار میں بے حال ہوتے ہیں۔ شدت و حادثات میں اگر وہ خدا پر قسم کھالیں تو خدا انکی قسمیں پوری فرماتا ہے۔

۹- ابواسحٰق بن حمزۃ، احمد بن شعیب بن یزید، اسحٰق بن احمد، ابراہیم بن یوسف، محمد بن عزیز، سلامۃ بن روح، عقیل، ابن شہاب، حضرت انسؓ بن مالک سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (اللہ کے کچھ بندے) کتنے ضعیف، کمزور اور مفلس حال ہوتے ہیں اگر وہ اللہ پر قسم کھالیں تو اللہ انکی قسم پوری فرمادیتے ہیں۔ انہی میں سے حضرت براء بن مالک رضی اللہ عنہ ہیں۔[3]

راوی کہتے ہیں اس کے بعد حضرت براءؓ بن مالک مشرکین کے خلاف ایک لڑائی میں شریک ہوئے۔ اس لڑائی میں مشرکین مسلمانوں کو شدید نقصان پہنچا چکے تھے۔ مسلمانوں نے حضرت براءؓ کو کہا: اے براء! نبی ﷺ نے تجھے فرمایا ہے کہ اگر تو کسی معاملے میں اپنے رب پر قسم اٹھالے تو تیرا رب تیری قسم پوری کردے گا۔ پس ابھی تو (مشرکین کے خلاف) کوئی قسم اٹھا۔ حضرت براءؓ نے قسم اٹھائی اور بارگاہ ایزدی میں عرض کیا: اے رب! میں تجھے قسم دیتا ہوں کہ تو ہمیں مشرکین پر غلبہ عطا فرمادے۔ پس اللہ کی طرف سے مسلمانوں کو مشرکین پر غلبہ حاصل ہوگیا۔

اسی طرح جنگ سوس میں مسلمانوں کو تکلیف کا سامنا کرنا پڑا۔ لوگوں نے براءؓ کو عرض کیا اپنے رب کو قسم دیں۔ حضرت براء نے عرض کیا: اے پروردگار! میں تجھے قسم دیتا ہوں کہ تو ہمیں ان پر غلبہ عطا کر اور مجھے اپنے پیغمبر ﷺ کے ساتھ ملادے۔ لہٰذا مسلمانوں کو کفار پر غلبہ نصیب ہوا اور حضرت براءؓ شہید ہوگئے۔

۱۰- محمد بن احمد بن الحسن، محمد بن نصر الصائغ، ابراہیم بن حمزۃ الزبیری، ابن ابی حازم، کثیر بن یزید، ولید بن رباح۔ حضرت ابو ہریرۃؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بہت سے پراگندہ حال، مفلس و نادار جن سے لوگ نظریں پھیر لیں اگر وہ اللہ پر قسم کھالیں تو اللہ انکی

۱۔ مسند الامام أحمد بن حنبل ۴۵۹/۲، والسنن الکبری للبیہقی ۱۹۴/۱۰،۱۷۱/۳، وموارد الظمآن ۱۹۱۹، والأدب المفرد للبخاری ۳۲۳، والأولیاء لابن أبی الدنیا ۱۲، والترغیب والترھیب للمنذری ۴۰۸/۳، ومجمع الزوائد ۲۳۴/۷، ۹۳/۸، وتفسیر ابن کثیر ۲۱۸/۸، والمطالب العالیۃ لابن حجر ۳۹۷۴.

۲۔ المعجم الکبیر للطبرانی ۳۸۵/۱۲، والأولیاء لابن ابی الدنیا ۳، ومجمع الزوائد ۲۶۵/۱۰، وکنز العمال ۱۱۲۴۲.

۳۔ المستدرک للحاکم ۲۹۱/۳، ۲۹۲، ودلائل النبوۃ للبیہقی ۳۶۸/۲، والکامل لابن عدی ۱۱۲۱/۳، والجامع الصغیر للسیوطی ۶۴۱۲.

قسم پوری فرمادیں ا۔

حضرت مؤلف رحمہ اللہ فرماتے ہیں ان بزرگوں کے یقین کی طاقت سے چٹانیں شق ہو جاتی ہیں اور انکے ہاتھ کے اشارے سے سمندر راستہ دیتے ہیں۔

۱۱-عبداللہؓ بن مسعود کی کرامت......سہل بن عبداللہ العسترى، حسین بن اسحٰق، داؤد بن رشید، ولید بن مسلم، ابن لہیعۃ، عبداللہ بن ہبیرۃ، حنش الصنعانی، عبداللہؓ بن مسعود سے مروی ہے کہ انہوں نے کسی کے درد والے کان میں قرآن کی آیت پڑھی تو وہ صحیح ہو گیا۔ رسول اللہ ﷺ نے عبداللہؓ بن مسعود سے دریافت فرمایا: تم نے اس کے کان میں کیا پڑھا تھا؟ آپؓ نے عرض کیا میں نے:

افحسبتم انما خلقناكم عبثاً و انكم الينا لا ترجعون (الآیۃ المؤمن ۱۱۵)

ختم سورت تک پڑھی تھی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اگر کوئی شخص یقین کے ساتھ اس کو پہاڑ پر بھی پڑھے تو وہ اپنی جگہ سے ٹل جائے۔۲

۱۲-صحابہ کا سمندری موجوں کو مسخر کرنا......ابوبکر احمد بن جعفر بن حمدان، عبداللہ بن احمد بن حنبل، محمد بن یزید الکوفی، محمد بن فضیل، صلت بن مطر، قدامۃ بن حماطۃ بن اخت سہم بن منجاب،......قدامہ بن حماطہ سے مروی ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے سہم بن منجاب سے سنا: وہ فرماتے ہیں ہم نے حضرت العلاءؓ بن الحضرمی کے ساتھ جہاد میں شرکت کی۔ ہم چلتے چلتے ایسے علاقے تک پہنچے کہ اس سے پہلے ہمارے درمیان سمندر حائل تھا۔ حضرت العلاءؓ نے بارگاہ رب العزت میں دعا کی:

یا علیم یا حلیم یا علی یا عظیم انا عبیدک و فی سبیلک نقاتل عدوک اللهم فاجعل لنا الیهم سبیلاً۔

اے علیم! اے حلیم! اے عالی شان! اے عظمت والے! ہم تیرے غلام اور بندے ہیں اور تیری راہ میں تیرے دشمن سے لڑنے نکلے ہیں۔ اے اللہ ان تک ہمارے پہنچنے کا راستہ بنا۔

راوی کہتے ہیں: اس دعا سے سمندر نے ہمیں راستہ دیدیا اور ہم سمندر میں گھس گئے۔ اور پانی ہمارے گھوڑوں کی زین کو نہیں پہنچ رہا تھا۔ حتیٰ کہ ہم سمندر سے نکل کر دشمنوں تک پہنچ گئے۔

۱۳-کافر گورنر پر مسلمانوں کی ہیبت......ابو حامد بن جبلۃ، محمد بن اسحٰق الثقفی، یعقوب بن ابراہیم الولید بن شجاع، عبداللہ بن بکر، حاتم بن ابی صغیرۃ، سماک بن حرب، حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے آپ فرماتے ہیں میں نے حضرت العلاءؓ بن الحضرمی میں تین ایسی باتیں دیکھی ہیں کہ ہر بات دوسری سے عجیب تر تھی۔ ایک مرتبہ ہم چلے جا رہے تھے کہ حتیٰ کہ ہم بحرین پہنچے اور چلتے چلتے سمندر کے کنارے پہنچ گئے۔ حضرت العلاءؓ نے فرمایا: چلتے رہو۔ آپؓ نے سمندر پر پہنچ کر اپنی سواری اس میں ڈال دی اور چل پڑے...... ہم بھی آپ کے پیچھے ہو لئے۔ سمندر ہماری سواریوں کے گھٹنوں تک نہیں پہنچ رہا تھا۔ اس حال میں ہمیں ابن مکعبر (مشرک) نے دیکھ لیا جو اس علاقے پر کسریٰ کا گورنر تھا۔ اس نے کہا: نہیں! اللہ کی قسم! ہم ان کا مقابلہ نہیں کر سکتے اور پھر وہ کشتی میں بیٹھ کر فارس کو کوچ کر گیا۔

حضرت مؤلفؒ فرماتے ہیں اولیاء اللہ کی خصوصیات میں سے ہے کہ وہ قوموں اور زمانوں میں (عملاً) سابقین ہوتے ہیں

۱۔ المستدرک للحاکم ۲۹۱/۳، واتحاف السادۃ المتقین للزبیدی ۷/۶، وکشف الخفاء للعجلونی ۲۹۲/۱، ۲۹۳، وتخریج الاحیاء للعراقی ۵۱۲/۱، وکنز العمال ۲۹۲۵، ومشکل الآثار للطحاوی ۲۹۲/۱، ۲۹۳، الجامع الصغیر للسیوطی ۴۴۰۱، وفیض القدیر ۱۵/۴۔

۲۔ تاریخ بغداد للخطیب ۳۱۳/۱۲، وتفسیر ابن کثیر ۴۹۰۴/۵، وتفسیر القرطبی ۱۵۷/۱۲، والدر المنثور ۱۷/۵، وعمل الیوم واللیلۃ لابن السنی ۲۲۵، والأذکار للنووی ۱۲۱، وکنز العمال ۲۶۸۲، ومجمع الزوائد ۱۱۵/۵۔

اور انکے اخلاص کے سبب سے لوگوں پر بارش ہوتی ہے اور ان کے طفیل لوگوں کی مدد کی جاتی ہے۔

۱۴-عبداللہ بن جعفر، اسماعیل بن عبداللہ، سعید بن ابی مریم، یحییٰ بن ایوب، ابن عجلان ۱، عیاض بن عبداللہ، عبداللہؓ بن عمرو سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

ہر زمانے میں میری امت کے اندر سابقین رہیں گے۔۲

سابقین سے مراد نیکیوں میں آگے بڑھنے والے اولیاء اللہ کا مخصوص طبقہ۔

۱۵-سلیمان بن احمد، محمد بن الخزر الطبرانی، سعید بن ابی زید، عبداللہ بن ہارون الصوری، الاوزاعی، الزہری، نافع، ابن عمرؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

ہر زمانے میں میری امت میں پانچ سو بہترین لوگ رہیں گے، چالیس ابدال رہیں گے۔ پانچ سو میں سے کچھ کم ہوں گے اور نہ چالیس میں سے کم ہوں گے مگر (ان کی خانہ پری کردی جائے گی اس طرح کہ) ابدال میں سے جو کم ہونگے، پانچ سو خیار میں سے اس کا خلاء پر کردیا جائے گا۔ اور چالیس میں سے انکی کمی کو پورا کیا جائے گا۔ صحابہ کرامؓ نے عرض کیا: یا رسول اللہ! ہمیں انکے اعمال بتادیجئے۔ فرمایا:

وہ لوگ اپنے اوپر ظلم کرنے والے سے درگزر کریں گے اور اپنے ساتھ برا سلوک کرنے والے کے ساتھ اچھا برتاؤ کریں گے اور جو مال اللہ عزوجل نے ان کو دیا ہوگا وہ اس کے ذریعہ دوسرے لوگوں کی غم خواری کریں گے۔۳

۱۶-محمد بن احمد بن الحسن، محمد بن السری القنطری، قیس بن ابراہیم بن قیس السامری، عبدالرحمن بن یحییٰ الارمنی، عثمان بن عمارۃ، معافی بن عمران، سفیان ثوری، منصور، ابراہیم، حضرت اسود حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

مخلوق میں اللہ تعالیٰ کے تین سو ایسے خواص بندگان ہیں جن کے قلوب حضرت آدمؑ کے قلب جیسے ہیں اور چالیس ایسے خواص بندگان ہیں جن کے قلوب موسیٰؑ کے قلب جیسے ہیں اور سات ایسے برگزیدہ خواص ہیں جنکے قلوب حضرت ابراہیم علیہ السلام کے قلب جیسے ہیں۔ اور پانچ ایسے اولوالعزم خواص ہیں جن کے دل حضرت جبرئیل علیہ السلام کے دل جیسے ہیں اور اللہ عزوجل کے تین ایسے خواص بندگان ہیں جنکے دل حضرت میکائیل علیہ السلام کے دل جیسے ہیں اور مخلوق میں ایک ایسا خاص بندۂ خدا ہے جس کا دل حضرت اسرافیل علیہ السلام کے دل کی مانند ہے۔

سو جب اس ایک کی موت آجاتی ہے تو اللہ عزوجل تین میں سے اسکی جگہ پر فرمادیتے ہیں اور جب تین میں سے کوئی مرجاتا ہے تو پانچ میں سے اس کی جگہ پر کردی جاتی ہے۔ اور جب پانچ میں سے کوئی مرجاتا ہے تو سات میں سے اس کی جگہ پر کردی جاتی ہے۔ اور جب سات میں سے کوئی انتقال کرجاتا ہے تو چالیس میں سے اس کا خلاء پر کردیا جاتا ہے۔ اور جب چالیس میں سے کوئی انتقال کرجاتا ہے تو تین سو میں سے کوئی اس کی جگہ آجاتا ہے اور جب تین سو میں سے کوئی مرجاتا ہے تو عامۃ الناس میں سے کوئی اس کی جگہ پر کردیتا ہے۔ پس انہی خاصان خدا کی بدولت اہل زمین کو خدا زندگی اور موت دیتا ہے اور انہی کی بدولت بارش ہوتی ہے اور انہی کے طفیل نباتات اگتی ہیں اور مصیبتیں ختم ہوتی ہیں۔

۱اس روایت میں ایک راوی محمد بن عجلان ہے جس کو امام بخاری نے ضعیف شمار کیا ہے لہذا یہ روایت محل کلام ہے۔ فیض القدیر للمناوی ۲۸۸/۵ (اصغر)

۲- كنز العمال ٣٤٦٢٧، والحاوى للسيوطى ٤٥٢/٢، والجامع الصغير للسيوطى ٧٣٢٧.

۳یہ حدیث علامہ ابن جوزیؒ نے موضوعات (من گھڑت احادیث) میں ذکر کی ہے۔ (الموضوعات ۱۵۱/۳)۔ والفوائد المجموعة للشوكانى ٢٤٥ واللآلى المصنوعة للسيوطى ١٧٧/٢، واتحاف السادة المتقين للزبيدى ٢٩٣/٦، ٣٨٦/٨، وكنز العمال ٣٤٥٩١، وتذكرة الموضوعات الفتنى، والسلسلة الضعيفة ٩٢٥، وفيض القدير للمناوى ٤٦١/٢.

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے پوچھا گیا: انکے سبب سے زندگی وموت کیسے دی جاتی ہے؟ فرمایا: وہ اللہ عزوجل سے امت کی کثرت کا سوال کرتے ہیں پس امت کثیر ہوجاتی ہے اور وہ سرکش لوگوں کے خلاف بددعا کرتے ہیں تو انکی بیخ کنی کردی جاتی ہے۔ وہ بارش طلب کرتے ہیں تو بارش برسادی جاتی ہے وہ سوال کرتے ہیں تو زمین نباتات دیتی ہے، وہ دعائیں کرتے ہیں تو بلاء ومصیبتیں دفع کردی جاتی ہیں۔[1]

۱۷- محمد ابوعمرو بن حمدان، حسن بن سفیان، عبدالوہاب بن الضحاک، ابن عیاش، صفوان بن عمرو...... حضرت خالد بن معدان حضرت حذیفہؓ بن الیمان سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

میری امت کے ہر گروہ میں ایک طبقہ ہوگا جو پراگندہ حال اور گرد آلود ہوگا، میں ہی ان کا مقصود نظر ہونگا، وہ میری اتباع کریں گے۔ کتاب اللہ کو قائم کریں گے۔ وہ مجھ سے ہیں اور میں ان سے، خواہ انہوں نے مجھے دیکھا نہ ہو۔

۱۸- سلیمان بن احمد، بکر بن سہل، عمرو بن ہاشم، سلیمان بن ابی کریمۃ، ...... ہشام بن عروہ اپنے والد عروہؓ سے اور وہ حضرت عائشہؓ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

جو میرے متعلق سوال کرنے یا اسکو خواہش ہو کہ مجھے دیکھے تو اسے چاہیئے کہ غبار آلود، بھوک سے نڈھال اور عفت دار شخص کو دیکھ لے، جس نے (مکان کی تعمیر میں) اینٹ پر اینٹ نہ رکھی ہوگی اور (چھت پر) سرکنڈا نہ لگایا ہوگا (یعنی مکان وجائیداد کے جھنجٹ سے آزاد ہوگا)۔ اس کا کلی علم اٹھالیا گیا ہے پس اس کو تلاش کرو۔ پس آج دوڑ کا میدان ہے اور کل سبقت کا دن، انجام کار جنت ہے یا جہنم۔[2]

شیخ مؤلفؒ فرماتے ہیں: اولیاء اللہ نے دنیا کے باطن کو دیکھا لہذا اس کو چھوڑ دیا۔ اس کی ظاہری رونق اور خوبصورتی کو بھی دیکھا چنانچہ اس کی پستی اور گھٹیاپن کو انہوں نے اچھی طرح جانچ لیا ہے۔

۱۹- آخرت کے راہی، عیسیٰؑ کا فرمان...... ابوبکر احمد بن جعفر بن مالک، عبداللہ بن احمد بن حنبل، ابواحمد، غوث بن جابر، محمد بن داؤد ابوداؤد، حضرت وہب بن منبہ رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام کے حواریین نے آپ علیہ السلام سے عرض کیا: اے عیسیٰ: اللہ کے اولیاء کی صفات کیا ہیں جن پر قیامت کے دن خوف ہوگا اور نہ وہ رنجیدہ ہونگے؟ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا: وہ لوگ جنہوں نے اس وقت دنیا کے باطن پر نظر رکھی جب کہ دنیا دار اس کی ظاہری فریب کاریوں کو دیکھ رہے تھے۔ وہ لوگ جنہوں نے دنیا کے انجام کار کو دیکھا جبکہ لوگ اس کی موجودہ رنگینیوں کو دیکھ رہے تھے...... پس انہوں نے اپنی ان خواہشات کو قتل کردیا جو ان کے اخلاق کو عیب دار کرسکتی تھیں اور ان دنیاوی چیزوں کو چھوڑ دیا جنکے متعلق گمان تھا کہ وہ انکو چھوڑ دیں گی اور دنیا میں کثرت کے ساتھ دین پر ثابت قدمی رکھی۔ وہ لوگ دنیا کا ذکر فناء کے ساتھ کرتے ہیں اور دنیا کے دیئے ہوئے غموں پر خوش ہوتے ہیں۔ انکے پاس دنیا کی جاہ وقسمت آئی تو انہوں نے اس کو چھوڑ دیا اور ناحق بلندی ورفعت آئی اس کو پس پشت ڈال دیا۔ انکے پاس دنیا اپنی تمام تر زیب وزینت کے ساتھ ظاہر ہوئی مگر انہوں نے کبھی اس کی پرواہ نہ کی حتی کہ انکے آباد خانے اور ان کے گھر ویران ہوگئے۔ مگر انہوں نے ان کو تعمیر نہ کیا۔ انکی دنیاوی امنگیں انکے سینوں میں مرکھپ گئیں مگر انہوں نے کبھی اسکو زندہ کرنے کی کوشش نہ کی۔ بلکہ انہوں نے تو از خود اپنی دنیا برباد کی اور اس کے عوض دار آخرت آباد کیا...... وہ لوگ دنیا کے عوض آخرت کی وہ چیزیں خریدتے رہے جو ہمیشہ ان کے لئے باقی رہیں گی۔

اسی سبب وہ خوش وخرم رہتے ہیں کیونکہ انہوں نے اہل دنیا کو دیکھ لیا ہے کہ وہ دنیا پر بدہوش مرے پڑے ہیں جس کی وجہ سے

[1] علامہ ابن جوزی نے اس روایت کو من گھڑت احادیث میں شمار کیا ہے، اصغر۔ الموضوعات لابن الجوزی ۱۵۰/۳، ومیزان الاعتدال ۵۵۴۹.

مصیبتیں اور آفتیں ان پر مسلسل نازل ہو رہی ہیں، لہذا انہوں نے موت کی یاد زندہ کر لی اور زندگی کا تذکرہ ختم کر دیا۔ وہ لوگ اللہ عزوجل سے محبت رکھتے ہیں اور اس کے ذکر کو محبوب رکھتے ہیں اس کے نور سے روشنی حاصل کرتے ہیں اور اسی کے ساتھ دنیا کی ظلمتوں کو روشن کرتے ہیں۔ انکے لئے عجیب خیر ہے اور عجیب خبر ہے۔ انہی کے بدولت کتاب اللہ نافذ ہے جبکہ وہ خود اس کے طفیل قائم و دائم ہیں۔ کتاب نے ان کا تذکرہ کیا اور انہوں نے کتاب کا ذکر اپنی زبان کا ورد بنالیا۔ انکے ذریعہ کتاب کا علم حاصل ہوتا ہے اور وہ کتاب سے علم حاصل کرتے ہیں اور اس پر عمل کرتے ہیں۔ وہ لوگ کسی دینے والے کو اور نہ اس کی دین کو دیکھتے ہیں اور نہ کسی کی امان و پناہ پر بھروسہ رکھتے ہیں۔ بلکہ صرف اللہ کی عطا اور پناہ کی آس رکھتے ہیں۔ نہ کسی سے ڈرتے ہیں سوائے اس (خدا) کے جس سے انکو ڈرایا جاتا ہے۔

(حضرت مؤلف رحمہ اللہ فرماتے ہیں وہ دھوکے کی آنکھ کے ساتھ دنیا کو للچائی نظروں سے دیکھنے سے محفوظ ہوتے ہیں بلکہ دنیا میں اپنے محبوب خدا کی صنعت و کارگری کو غور و فکر اور دیدۂ عبرت کے ساتھ دیکھتے ہیں۔

۲۰- **موسیٰ کو فرعون کی طرف بھیجتے ہوئے خدا کی نصیحتیں**...... احمد بن جعفر بن حمدان، عبداللہ بن احمد بن حنبل، سفیان بن وکیع، ابراہیم بن عیینہ، وفاء بن ایاس، سعید بن جبیر، ابن عباس ؓ سے مروی ہے آپ ؓ فرماتے ہیں:

اللہ تعالیٰ نے جب موسیٰ و ہارون علیہ السلام کو فرعون کی طرف بھیجا تو فرمایا: تم اس کے لباس سے رعب اور دھوکہ میں نہ آجانا جو میں نے اس کو پہنایا ہے۔ اس کی پیشانی میرے دستِ قدرت میں ہے وہ کوئی بات یا اشارہ صرف میری اجازت کے ساتھ ہی کر سکتا ہے اور تم کو اس کی زیب و زینت دھوکہ میں نہ ڈال دے جس کو اپنانے سے اس کو منع کیا گیا ہے۔ اگر میں تم کو دنیا کی زیب و زینت کے ساتھ مزین کرنا چاہتا تو ایسی زینت تم کو بخش دیتا کہ فرعون بھی اس سے قطعاً عاجز ہوتا، میں ایسا کر سکتا تھا۔ اور تمہاری یہ حالت (فقیری) اس وجہ سے نہیں ہے کہ تمہاری میرے نزدیک کوئی وقعت نہیں ہے، بلکہ میں تم کو کرامت و شرافت کا وہ لباس پہنانا چاہتا ہوں جو تمہارا نصیب ہے۔ دنیا کی فانی زینت کے ساتھ تمہارا نصیب کم نہیں کرنا چاہتا۔ میں اپنے دوستوں کو دنیا سے ایسے بچاتا ہوں جیسے چرواہا اپنے اونٹ کو خارشی اونٹوں کے باڑے میں جانے سے بچاتا ہے۔ پس میں اپنے محبوب بندوں کو دنیا کی تر و تازگی سے یوں دور رکھتا ہوں جس طرح چرواہا اپنے اونٹ کو ہلاکت زدہ چراگاہوں میں جانے سے دور رکھتا ہے۔ میں چاہتا ہوں فقر و مسکنت کے ساتھ اپنے دوستوں کے مراتب بلند کروں اور انکے دلوں کو دنیا کی محبت سے پاکیزہ رکھوں۔ اسی نشانی و علامت کے ساتھ تو وہ پہچانے جاتے ہیں اور اسی کے باعث وہ فخر کرتے ہیں۔

اے موسیٰ یاد رکھ! جس نے میرے کسی ولی کو خوفزدہ کیا اس نے میرے ساتھ دشمنی کا اعلان کر دیا۔ اور میں کل قیامت کے دن اپنے اولیاء کا انتقام لینے والا ہوں۔

۲۱- احمد بن السری، حسن بن علویۃ القطان، اسماعیل بن عیسی، اسحق بن بشیر، جویبر، ضحاک، حضرت ابن عباس ؓ سے اور مصنف کے والد عبداللہ کی مکمل سند کے ساتھ حضرت وہب بن منبہ رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ:

جب اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ اور ہارون علیہ السلام کو فرعون کی طرف بھیجا تو ارشاد فرمایا: تم کو اس کی دنیاوی زیب و زینت اور ممنوعات دنیوی رعب اور تعجب میں نہ ڈالے دیں۔ اور ہاں! تم ان چیزوں کی طرف اپنی نظریں نہ اٹھانا۔ یہ دنیا کی خوشنمائی اور عیش پرستوں کی زینت ہے۔ اگر میں تم کو دنیا کی زینت کے ساتھ مزین کرنا چاہتا تو ایسا کر دیتا کہ فرعون دیکھ کر عاجز، ششدر اور حیران رہ جاتا۔ لیکن میں تم دونوں کو اس سے بچانا چاہتا ہوں۔ میں اپنے دوستوں کے ساتھ ایسا ہی کرتا ہوں اور پہلے بھی کبھی میں نے اپنے اولیاء کے لئے ان چیزوں کو اختیار نہیں کیا۔ میں انکو دنیا کی عیش و عشرت اور فراخیوں سے یوں دور رکھتا ہوں جس طرح مہربان چرواہا اپنی

بکریوں کو ہلاکت خیز چراگاہوں سے دور رکھتا ہے اور میں ان کو دنیا کی رنگینیوں اور عیش عشرتوں سے یوں دور رکھتا ہوں جس طرح شفیق چرواہا اپنے اونٹوں کو خارش زدہ اونٹوں کے باڑے سے دور رکھتا ہے۔

اپنے اولیاء کے ساتھ میرا یہ سلوک اس وجہ سے نہیں کہ انکی میرے نزدیک کوئی اہمیت نہیں ہے بلکہ یہ اس لئے ہے تاکہ وہ آخرت میں میرے اکرام واعزاز سے اپنا پورا پورا حصہ حاصل کرلیں، دنیا اور اس کی خواہشات اس میں کمی نہ کرسکیں۔

جان لے! زہد فی الدنیا سے بڑھ کر میرے نزدیک کوئی زینت نہیں جس کو بندے اختیار کریں۔ یہی متقیوں کی زیب وزینت ہے۔ پرہیزگاروں پر دنیا کا ایسا لباس ہوتا ہے جس سے عاجزی اور وقار ٹپکتا ہے۔ انکے چہروں پر سجدوں کی وجہ سے ایک خاص نشانی ہوتی ہے۔ یہی میرے پکے دوست ہیں۔ جب تو ان سے ملے عاجزی وفروتنی سے مل، اپنے دل اور زبان کو انکے لئے بچھا بچھا دے۔ جان لے! جس نے میرے کسی دوست کی اہانت کی یا اس کو خوفزدہ کیا، پس اس نے میرے ساتھ اعلان جنگ وجدل کردیا اور اپنی ذات میرے آگے پیش کردی اور مجھے لڑائی کے لئے بلالیا۔

میں اپنے دوستوں کی مدد کرنے میں سب سے زیادہ تیز ہوں۔ پس جس نے مجھے جنگ کی دعوت دے دی ہے کیا اس کا گمان ہے وہ میرے سامنے کھڑا رہ سکے گا؟ یا اس کا یہ خیال ہے کہ وہ مجھ سے دشمنی مول لے کر مجھے عاجز کردے گا؟ یا اس کا یہ خیال ہے کہ وہ مجھ سے سبقت لے جائے گا یا مجھ سے بچ جائے گا؟ ہرگز نہیں...... میں اپنے دوستوں کا دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی بھرپور انتقام لینے والا ہوں۔ میں اپنے دوستوں کی مدد کسی اور کے بھروسہ پر نہیں چھوڑتا۔

اسماعیل بن عیسیٰ اپنی حدیث میں یہ اضافہ کرتے ہیں: جان لے اے موسیٰ! میرے اولیاء وہ ہیں جنہوں نے اپنے دلوں میں میرا خوف بٹھالیا ہے پس خوف انکے جسموں اور کپڑوں پر عیاں ہے اور انکی وجہ سے وہ جدوجہد میں مبتلا ہیں اسکے سبب وہ قیامت میں کامیاب وکامران ہوں گے۔ وہ لوگ اپنی موت کو یاد رکھتے ہیں اور اپنی نشانیوں کے سبب پہچانے جاتے ہیں۔ جب تو ان سے ملے تو اپنے نفس کو انکے آگے ذلیل وپست رکھ۔

۲۲- ابوالحسن احمد بن محمد بن مقسم، عباس بن یوسف الشکلی، محمد بن عبدالملک،...... عبداللہ الباری رحمہ اللہ فرماتے ہیں میں نے حضرت ذوالنون المصری رحمہ اللہ سے عرض کیا مجھے ابدال کی صفات بیان فرمایئے فرمایا: تم نے مجھ سے گھور تاریکیوں کے متعلق سوال کیا ہے۔ خیر! اے عبدالباری میں تمہارے لئے ان تاریکیوں سے پردہ اٹھاؤں گا۔ سنو! وہ لوگ ایسی قوم ہیں جو اللہ عزوجل کا ذکر دلوں کے ساتھ کرتے ہیں۔ پروردگار عزوجل کی عظمت اور اس کی بزرگی کو جانتے ہوئے وہ لوگ اللہ تعالیٰ کی مخلوق پر اس کی حجت ہیں۔ اللہ نے اپنی محبت کے طفیل انکو چمکدار نور سے منور کیا ہے۔ ہدایت کے علم انکے لئے بلند کئے۔ اپنی مدد کے لئے انکو بہادروں کے مقام پر کھڑا کیا۔ اپنی نافرمانی سے بچنے میں ان کو صبر وقوت عطا کی۔ اپنے مراقبہ کے ساتھ انکے بدنوں کو پاکیزہ کیا۔ اچھا برتاؤ کرنے والوں کے ساتھ انکو اچھا کیا۔ اپنی محبت کے دھاگوں سے بنے جوڑے انکو پہنائے۔ اپنی خوشنودی کے تاج انکے سروں پر چمکائے۔ انکے دلوں میں غیب کے خزانے رکھے۔ پس وہ اللہ سے وصل اور ملاقات کے لیے بے تاب ہیں۔ انکے رنج وغم کا محور ایک خدا ہے۔ ان کی آنکھیں اسکو پردہ سے دیکھتی ہیں۔ اللہ نے اپنے قرب کے طفیل انکو اس مقام پر کھڑا کردیا ہے جہاں سے وہ پروردگار کا مشاہدہ کرتے ہیں۔ پروردگار نے انکو اہل معرفت کی اطباء کی کرسیوں پر بٹھایا اور پھر فرمایا: اگر میرے فقراء میں سے کوئی علیل وبیمار تمہارے پاس آئے تو اس کی دوا دارو کرو۔ اگر کوئی میرے فراق کا مریض آئے تو اس کا علاج کرو۔ یا کوئی مجھ سے خوفزدہ شخص آئے تو اسکو مجھ سے امید دلاؤ۔ اگر کوئی بے خوف شخص آئے تو اس کو مجھ سے ڈراؤ۔ اگر کوئی میرے وصل کا خواہشمند آئے تو اسکو مبارکباد دو۔ اگر کوئی مجھ سے بچھڑا شخص آئے تو اس کو میری طرف لوٹا دو۔ اگر کوئی میری راہ میں لڑنے سے بزدلی دکھانے والا آئے تو اسکو شجاعت وبہادری کا حوصلہ دلاؤ۔ اگر کوئی میرے فضل سے

مایوس شخص آئے تو اس کو میرے وعدے یاد دلاؤ۔ اگر کوئی میرے احسان کا امیدوار آئے تو اس کو خوشخبری دو۔ اگر مجھ سے اچھی امیدیں باندھ کر آئے تو اس کی ڈھارس بندھاؤ۔ اگر کوئی مجھ سے محبت کرنے والا آئے تو اس کو عزت دو۔ اگر کوئی میری تعظیم کرنے والا آئے تم بھی اس کی تعظیم کرو۔ اگر کوئی میری راہ کا متلاشی شخص آئے تو اس کی رہنمائی کرو۔ اگر کوئی احسان کے بعد برائی کرنے والا آئے تو اس کو عتاب و سرزنش کرو۔ اگر کوئی میرے لئے تم سے وصل کا خواہش مند ہو تو اس کے ساتھ میل جول کرو۔ جو تم سے غائب ہو جائے اسکی خبر لو۔ اگر کوئی تم پر کسی طرح کا بوجھ ڈال دے اس کی مدد کرو۔ جو میرے واجب حق میں بھی کوتاہی کرے اسکو چھوڑ دو۔ جو کوئی غلطی کر بیٹھے اسکو نصیحت کرو۔ میرے دوستوں میں سے کوئی مریض ہو جائے تو اس کی عیادت کرو۔ کوئی رنج و غم میں مبتلا ہو جائے تو اس کو بشارت دو۔ اگر کوئی بے آسرا شخص تم سے پناہ مانگے اس کو پناہ دو۔

اے میرے اولیاء! تمہارے لئے ہی میں کسی پر عتاب کرتا ہوں۔ تمہاری طرف ہی رغبت رکھتا ہوں۔ تم ہی سے وفاداری طلب کرتا ہوں۔ تمہارے لئے ہی خدمتگار چنتا ہوں۔ جبکہ تم سے اپنی خدمت چاہتا ہوں اور اسی لئے تمہارے ساتھ خصوصیت برتتا ہوں۔ کیونکہ میں سرکشوں سے خدمت لینا نہیں چاہتا۔ نہ متکبرین سے وصل چاہتا ہوں، نہ خلط ملط لوگوں سے راہ و رسم رکھنا چاہتا ہوں نہ دھوکہ پسند لوگوں سے بات چیت کرنا چاہتا۔ نہ بڑائی پسند لوگوں سے قرب چاہتا ہوں، نہ باطلین سے ہم نشینی چاہتا ہون اور نہ ہی شرپسندوں کی دوستی چاہتا ہوں۔

اے میرے دوستو! میری طرف سے تم کو بہترین بدلہ ملنے والا ہے۔ میری عطاء تمہارے لئے بہترین عطا ہوگی۔ میرا خرچ کرنا تمہارے لئے بہترین خرچ کرنا ہوگا اور میرا فضل تم پر سب سے زیادہ ہوگا۔ میں تمہارے ساتھ سب سے اچھا معاملہ کرتا ہوں تمہارے لئے میرا مطالبہ سخت ترین مطالبہ ہے۔ میں دلوں کو منتخب کرنے والا ہوں۔ میں علام الغیوب ہوں۔ میں ہر حرکت دیکھ رہا ہوں۔ ہر لحظہ کو ملاحظہ کرتا ہوں۔ دلوں کے تمام بھید جانتا ہوں۔ فکر کے میدان کا عالم ہوں۔ پس تم میری طرف بلانے والے بن جاؤ۔ میرے سوا کوئی صاحب بادشاہت تم کو گھبراہٹ اور رعب میں نہ ڈال دے۔ جو تم سے دشمنی مول لے گا میں اس کا دشمن ہوں۔ جو تم سے دوستی رکھے گا میں اس کا دوست ہوں۔ جو تم کو ایذاء دے گا میں اس کو ہلاک کر دوں گا جو تمہارے ساتھ اچھا سلوک رکھے گا میں اس کو اچھا بدلہ دوں گا اور جو تم کو چھوڑے گا میرے نزدیک وہ مبغوض ہوگا۔

حضرت شیخ مؤلف رحمہ اللہ فرماتے ہیں: وہ خاصانِ خدا خدا اور اس کی محبت میں غرق رہتے ہیں اور اس کے حکم اور وعدے کے پابند ہوتے ہیں۔

۲۳-سلیمان بن احمد، ابن منصور المدائنی، محمد بن اسحٰق المسیبی، عبداللہ بن محمد بن الحسن بن عروۃ، ہشام بن عروۃ، عن ابیہ، ......حضرت عائشہؓ آپ ﷺ سے روایت کرتی ہیں کہ موسیٰ علیہ السلام نے بارگاہ رب العزت میں عرض کیا اے پروردگار! مجھے بتا تیری مخلوق میں تیرے نزدیک کون سب سے زیادہ باعزت ہے؟ فرمایا: وہ شخص جو میری مرضیات کی طرف اس طرح دوڑتا ہے جس طرح گدھ اپنی خواہشات کی طرف دوڑتا ہے اور وہ شخص جو میرے نیک بندوں کے ساتھ ایسی محبت رکھتا ہے جیسے بچے کے ساتھ محبت کی جاتی ہے۔ اور وہ شخص جو میری محرمات کے توڑنے پر چیتے کی طرح غضبناک ہو جاتا ہے کیونکہ چیتا جب غضب آلود ہوتا ہے تو وہ لوگوں کے کم زیادہ ہونے کی پرواہ نہیں کرتا۔ (بلکہ حملہ آور ہو جاتا۔)[1]

۲۴-ذوالنون مصریؒ کا عارفانہ کلام......ابونعیم، ابو عبداللہ، احمد بن محمد بن مصقلۃ، ابو عثمان سعید بن عثمان الحناط، ابوالفیض ذوالنون

۱- اتحاف السادة المتقين ۹/۲۲۶، ومجمع الزوائد للهيثمي ۷/۲۵۶.

بن ابراہیم المصری رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ کی مخلوق میں کچھ لوگ اس کے صالحین باصفا بندے ہیں اور کچھ لوگ اس کے اچھے بندگان ہیں۔ حاضرین میں سے کسی نے پوچھا: اے ابوالفیض! انکی علامت کیا ہے؟ فرمایا: وہ لوگ جو راحت وآرام کو خیرباد کہہ چکے ہیں طاعتِ خداوندی میں اپنی جانوں کو صرف کر چکے ہیں۔ جاہ ومرتبے کو چھوڑ چکے ہیں۔ پھر فرمایا

منع القران بوعده ووعيده......مقيل العيون بليلها ان تهجعا

فهمواعن الملك الكريم كلامه..........فهماتذل له الرقاب وتخضعا

اس کے وعدے اور وعید کو سن کر سواری کی رسی کھینچ لی۔ آنکھوں کا آرام اچاٹ ہو گیا۔

کریم ذات کا کلام تھا کہ اس کے آگے گردنیں جھک گئیں۔

حاضرین مجلس میں سے کسی نے کہا: اے ابوالفیض! اللہ آپ پر رحم کرے، یہ کون لوگ ہیں؟ فرمایا: افسوس! تو نہیں جانتا؟ یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے اپنی پیشانیوں کے لئے سواریوں کو تکیہ بنالیا۔ خاک ارض کو اپنے پہلوؤں کے لئے بچھونا بنالیا۔ قرآن ان لوگوں کے خون اور گوشت میں رچ بس گیا اور اس نے انکو انکی بیویوں سے دور کر دیا۔ ساری ساری رات ان کو پا بہ رکاب رکھا۔ پس ان لوگوں نے قرآن کو اپنے دلوں پر رکھ لیا اور ان کے دل اس کے لئے واہو گئے۔ پھر انہوں نے قرآن کو اپنے سینوں ملایا تو وہ کھل گئے۔ انکی ساری پریشانیاں اور کلفتیں اس کی بدولت دور ہو گئیں۔ ان لوگوں نے قرآن کو اپنی تاریکیوں میں چراغ بنالیا۔ اپنی نیند کے لئے بچھونا بنالیا۔ اپنے راستے کے لئے نشانِ سفر بنالیا۔ اپنی صحبت کے لئے دلیل وراہ نما بنالیا۔ اور لوگ رنج وخوشی میں ہیں، سورہے ہیں اور جاگ رہے ہیں، کھارہے ہیں اور روزے بھی رکھتے ہیں، امن اور خوف میں ہیں......لیکن وہ بندگان خاصان خوفزدہ اور چوکنے ہیں۔ ڈرے، سہمے، مستعد اور تیار بیٹھے ہیں۔ عمل کے فوت ہو جانے کے ڈر سے برق رفتار ہیں۔

موت کو لبیک کہنے کے لئے تیار ہیں۔ وہ آنے والے سانحۂ موت کو چھوٹا نہیں سمجھتے۔ متوقع عذاب وثواب کی وجہ سے وہ قرآن کے راستوں پر گامزن ہیں۔ خالص اللہ کیلئے قربانیوں کو پیش کرنے کے ساتھ مخلص ہیں۔ رحمٰن کے نور سے منور ہیں۔ پس وہ اس بات کے منتظر ہیں کہ قرآن انکے ساتھ اپنا وعدہ پورا کر دے، ان کو اپنے عمدہ مقام (جنت) میں سکونت بخشے اور اپنی وعیدوں اور سزاؤں سے انکو امن بخشے۔

پس انہوں نے اس قرآن کے طفیل اپنی مرضیات کو پالیا۔ اسکی بدولت ابھرے سینے والیوں کو گلے لگالیا۔ اسکے ذریعے عذاب وعقاب سے مامون ہو گئے، کیونکہ انہوں نے دنیا کی رنگینیوں کو غضب آلود نگاہوں کے ساتھ چھوڑ دیا۔ مہربان نگاہوں کے ساتھ آخرت کے ثواب کو دیکھ لیا۔ فنا پذیر کے بدلے ہمیشہ باقی رہنے والی شی کو خرید لیا۔ واہ! کیا ہی خوب انہوں نے تجارت کی ہے کہ دونوں جہانوں کا نفع پالیا (دین ودنیا دونوں بھلائیوں کو جمع کر لیا)۔ دونوں فضیلتوں کا شرف حاصل کر لیا۔ تھوڑے دنوں کے صبر کے بدلے وہ منزلوں کو پا گئے۔ عذاب والے دن کے ڈر سے تھوڑے سے توشے پر دنیا کے سفر کو پورا کر لیا۔ انہوں نے مہلت کے دنوں میں خیر کی طرف جلدی کی حوادثِ زمانہ کے خوف سے امورِ خیر میں سبقت کی۔ اپنے دنوں کو لہو ولعب میں برباد نہیں کیا۔

باقی رہنے والی نیکیوں کے لئے سختیوں اور مشقتوں میں گھس گئے۔ اللہ کی قسم! مشقت نے انکی طاقت کو ختم کر دیا۔ تکلیف اور مصیبت نے انکا رنگ بدل دیا۔ انہوں نے شعلوں والی آگ کو یاد رکھا۔ خیر کی طرف سبقت کی۔ خواہشات کو ختم کر لیا۔ شکوک واوہام اور نفس کوئی سے بری ہو گئے۔ پس وہ عمدہ کلام والے گونگے ہیں۔ اچھی نگاہ والے اندھے ہیں۔ ان کی صفات بیان کرنے سے زبان قاصر ہے وہ لوگ وہی تو ہیں جنکے طفیل عذاب ٹل جاتے ہیں۔ برکات کا نزول ہوتا ہے۔ زبان اور ذوق میں سب سے میٹھے ہیں۔ عہد وپیمان میں سب سے زیادہ وفا کرنے والے ہیں۔ وہ مخلوق خدا کے لئے چراغ ہیں۔ شہروں کے منارے ہیں۔ تاریکیوں میں روشنی کی قندیلیں

ہیں۔ رحمت کی کانیں ہیں۔ حکمت کے چشمے ہیں۔ امت کے ستون ہیں۔ بچھونوں سے انکے پہلو دور رہتے ہیں۔ وہ لوگ معذرت کو سب سے زیادہ قبول کرنے والے ہیں۔ عفو و درگزر ان کا شیوہ ہے۔ جود و سخا انکی فطرت ہے۔ پس انہوں نے مشتاق دلوں کے ساتھ اللہ کے ثواب پر نظر کی۔ انکی سواریاں دنیا سے دور ہو گئیں۔ انہوں نے دنیا سے اپنی امیدوں کو ختم کر لیا۔ انکے رب کے خوف نے ان کے مالوں میں انکی کوئی خواہش اور طلب نہیں چھوڑی۔ پس اے مخاطب! تو ان کو دیکھے گا کہ وہ مالوں سے خزانے بھرنا نہیں چاہتے۔ اور نہ اونوں سے ریشم بنانا چاہتے۔ نہ وہ عمدہ سواریوں کے دلدادہ ہیں نہ پختہ محلات کے خواہشمند۔ ہاں! لیکن انہوں نے اللہ کی توفیق کے ساتھ دیکھا اور خدا نے ان پر الہام کیا چنانچہ وہ کچھ دنوں کے لئے صبر پر آمادہ ہو گئے اور انہوں نے اپنے جسموں کو محرمات میں پڑنے سے باز رکھا۔ انواع و اقسام کے کھانوں سے اپنے ہاتھوں کو روک لیا۔ اپنی جانوں کو گناہوں سے بچا لیا۔ اور سیدھے راستے پر گامزن ہو گئے۔ رشد و ہدایت کے لئے منہمک ہو گئے۔ اہل دنیا کے ساتھ انکی آخرت سنوارنے میں شریک ہو گئے۔ مصیبتوں پر صبر کیا۔ امیدوں کا گلا گھونٹ دیا۔ موت اور اس کی پیش آمدہ سختیوں سے ڈر گئے۔ قبر اور اس کی تنگی سے خوفزدہ ہو گئے۔ منکر نکیر کے سوال و جواب اور زجر و توبیخ سے کانپ گئے۔ خدا کے سامنے کھڑے ہونے سے انکے رونگٹے کھڑے ہو گئے۔

شیخ مؤلف رحمہ اللہ فرماتے ہیں وہ لوگ تاریکیوں کے چراغ ہیں۔ رشد و ہدایت کے چشمے ہیں۔ بھیدوں کے مالک ہیں۔ اور بناوٹ سے پاک اخلاص کے صاف ستھرے چشمے ہیں۔

۲۵- عبداللہ بن محمد، ابو احمد محمد بن احمد، فضل بن الحباب، شاذ بن فیاض، ابو قحذم، ابی قلابہ، عبداللہ بن عمرؓ بن خطاب سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ حضرت عمرؓ حضرت معاذؓ بن جبل کے پاس سے گزرے۔ دیکھا کہ حضرت معاذؓ رو رہے ہیں۔ دریافت کیا: اے معاذ! آپ کو کیا چیز رلا رہی ہے؟ عرض کیا: میں نے رسول اکرم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک محبوب ترین بندے وہ گمنام اتقیاء ہیں کہ اگر غائب ہوں تو کوئی انکی تلاش کی حاجت محسوس نہ کرے اور اگر حاضر ہوں تو پہچانے نہ جائیں (اور لائق التفات نہ ہوں) پس وہی لوگ ہدایت کے امام اور علم کے چراغ ہیں۔[1]

۲۶- ابو عمرو بن حمدان، حسن بن سفیان، ابو موسیٰ اسحٰق بن ابراہیم الہروی، ابو معاویہ عمرو بن عبدالجبار السنجاری، عبیدۃ بن حسان، عبدالحمید بن ثابت بن ثوبان مولیٰ حضور اکرم ﷺ ...... ثوبانؓ فرماتے ہیں ایک مرتبہ میں رسول اللہ ﷺ کی مجلس میں حاضر تھا آپ ﷺ نے فرمایا: بشارت ہو اخلاص والوں کے لئے؟ یہ لوگ ہدایت کی روشن قندیلیں ہیں، انکے طفیل تمام تاریک فتنے چھٹ جاتے ہیں۔

شیخ رحمہ اللہ فرماتے ہیں یہ لوگ حق کی رسی کو تھامنے والے، فضل خداوندی کے لئے کوشاں رہنے والے اور عدل کے ساتھ فیصلہ کرنے والے ہیں۔[2]

۲۷- محمد بن احمد بن الحسن، بشر بن موسیٰ، یحییٰ بن اسحٰق السلیحینی، ابن لہیعہ، خالد بن ابی عمران، قاسم بن محمد، حضرت عائشہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

جانتے ہو سایۂ خداوندی کی طرف سبقت کرنے والے کون لوگ ہیں؟ لوگوں نے عرض کیا: اللہ اور اس کا رسول زیادہ جانتے

---

[1] اتحاف السادۃ المتقین للزبیدی ۳۸۸/۷، ومیزان الاعتدال للذہبی ۹۰۸۷، ولسان المیزان ۵۷۹/۶، وکشف الخفا للعجلونی ۵۴/۱.

[2] اتحاف السادۃ المتقین للزبیدی ۲۳۶/۸، والدر المنثور ۲۳۷/۲، وکنز العمال ۵۲۶۸، والجامع الصغیر ۵۲۸۹، وفیض القدیر للمناوی وقال: وفیہ عمرو بن عبد الجبار السنجاری أوردہ فی الضعفاء، قال ابن عدی، روی عن عمہ مناکیر، وعبیدہ بن حسان أوردہ الذہبی فی ذیل الضعفاء والمتروکین.

ہیں! فرمایا: وہ لوگ جنکو حق دیا جائے تو وہ قبول کرلیں، جب ان سے حق مانگا جائے تو دیدیں اور لوگوں کے لئے یونہی فیصلے کریں جس طرح اپنی جانوں کے لئے کرتے ہیں۔[1]

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ نے یحیٰی بن اسحٰق سے بھی اس کے مثل کلام نقل کیا ہے۔

شیخ رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔ وہ لوگ کھلے بندوں خوش وخرم رہتے ہیں اور خلوت میں افسردہ وپژمردہ رہتے ہیں۔ شوق ملاقات اور پاکیزہ روح ان کو خوش رکھتی ہے اور ہجر وفراق کا خوف انکو غمزدہ کردیتا ہے۔

۲۸۔ اللہ کے خواص بندے، الحدیث...... عبداللہ بن محمد بن جعفر، عبداللہ بن محمد بن زکریا، سلمۃ بن شبیب، ولید بن اسماعیل الحرانی، شیبان بن مہران، خالد بن المغیرۃ بن قیس عن مکحول، عیاض بن غنم۔

عیاض بن غنم رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے نبی کریم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: کہ مجھے درجات علی میں ملأ اعلیٰ نے بتایا ہے کہ میری امت کے بہترین لوگ وہ ہیں جو اپنے رب کی رحمت وسیع ہونے پر جہراً (اور علانیۃً خوش ہوتے ہیں اور) ہنستے ہیں۔ اور اپنے رب کے عذاب کے خوف سے سراً اندر ہی اندر روتے ہیں۔ صبح وشام اپنے رب کا ذکر کرتے ہیں۔ اپنی زبانوں کے ساتھ امید وڈر کی حالت میں اس کو پکارتے ہیں۔ اپنے ہاتھوں کو اس کے آگے پھیلا کر پست اور بلند آواز کے ساتھ اس سے سوال کرتے ہیں۔ اپنے قلوب کے ساتھ اس کی ملاقات کے اول وآخر مشتاق ہوتے ہیں۔ انکا بوجھ لوگوں پر ہلکا ہے۔ لیکن اپنی جانوں پر بہت زیادہ ہے۔ وہ لوگ ننگے قدموں زمین پر چیونٹی کی مثل عاجزی وفروتنی کے ساتھ چلتے ہیں۔ وسیلہ کے ساتھ قرب خداوندی پاتے ہیں۔ بوسیدہ کپڑے زیب تن کرتے ہیں۔ برہان (حق) کی اتباع کرتے ہیں۔ فرقان کی تلاوت کرتے ہیں۔ قربانیاں قربان گاہ میں پیش کرتے ہیں۔ ان پر اللہ کی طرف سے گواہ فرشتے اور نگہبان فرشتے مقرر ہیں۔ ان پر خدا کی نعمتیں ظاہر ہیں۔ وہ لوگ نور فراست سے بندوں کو جان لیتے ہیں دنیا میں غور وفکر کرتے ہیں۔ انکے جسم زمین پر ہوتے ہیں لیکن ان کی نگاہیں آسمان میں ہوتی ہیں۔ انکے قدم زمین پر ہوتے ہیں اور قلوب آسمان میں۔ انکے پاکیزہ نفوس زمین پر ہوتے ہیں اور دل عرش پر۔ اور انکی ارواح دنیا میں ہوتی ہیں اور عقلیں آخرت کی سوچ میں۔ پس ان کے لئے وہی ہے جو وہ چاہیں گے۔ ان کی قبریں تو دنیا میں ہیں لیکن ان کا مقام اللہ عزوجل کے پاس ہے۔ پھر آپ ﷺ نے ذیل کی آیت مبارک تلاوت فرمائی:

ذالک لمن خاف مقامی وخاف وعید

یہ اس شخص کے لئے ہے جو میرے آگے کھڑا ہونے سے اور میری وعید سے ڈر گیا۔

شیخ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: وہ لوگ حقوق کی ادائیگی میں آج اور کل کے انتظار میں تاخیر نہیں کرتے۔ اور طاعات کو بغیر کمی کے پورا پورا بجالاتے ہیں۔

۲۹۔ سلیمان بن احمد، محمد بن موسیٰ الایلی، عمر بن یحیٰی الایلی، حکیم بن حزام، ابی جناب الکلبی، ابی الزبیر، حضرت جابرؓ حضور اکرم ﷺ سے روایت فرماتے ہیں کہ اللہ عزوجل کے ایک کے بندے پر تین واجب حقوق ہیں۔ جب وہ اللہ کے حقوق میں سے کسی حق کو دیکھے تو اس کو آنے والے دنوں تک مؤخر نہ کردے۔ اور یہ کہ وہ عمل صالح جو علی الاعلان کرنا چاہیے اسکو علی الاعلان کرے۔ ان لوگوں کے علم میں لاکر جو اس کو خفیہ کرتے ہیں۔ اور وہ اپنے عمل کے ساتھ ساتھ اپنی نیک امیدوں کی بجاآوری میں بھی مصروف رہے۔ رسول اللہ ﷺ نے اپنے

۱۔ مسند الامام احمد بن حنبل ۶/۶۷، وتفسیر ابن کثیر ۷/۴۹۰، ومشکاۃ المصابیح للبغوی ۳۷۱۱، وکنز العمال ۴۳۲۶۸، وکتاب الزھد للامام أحمد ۴۰.

ہاتھ مبارک سے تین کا اشارہ کرتے ہوئے فرمایا یہ شخص اللہ کا ولی ہے۔[1]

۳۰- ابوبکر بن خلاد، حارث بن ابی اسامۃ، داؤد بن المحبر، میسرہ بن عبدربہ، حنظلہ بن وداعہ، عن ابیہ، حضرت براء بن عازبؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اللہ تعالیٰ کے کچھ خواص بندے ہیں جن کو اللہ تعالیٰ جنت کے اعلیٰ درجات میں جگہ مرحمت فرمائیں گے اور وہ لوگوں میں سب سے زیادہ عقل مند ہیں۔ صحابہؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ! وہ لوگ سب سے عقل مند کیسے ہوئے؟ فرمایا وہ اللہ رب العزت کی طرف سبقت کرنے میں کوشش کرتے ہیں اور اس کو راضی کرنے کے لئے جلدی کرتے ہیں۔ دنیا، اس کی جاہ وحشمت اور اس کی ناز ونعم سے اعراض برتتے ہیں۔ دنیا ان کے آگے ذلیل وحقیر ہوتی ہے۔ پس وہ لوگ تھوڑی مشقت برداشت کرتے ہیں اور طویل آرام کرتے ہیں۔[2]

تصوف کی حقیقت

شیخ رحمہ اللہ فرماتے ہیں ہم نے اولیاء اور اصفیاء کے چند مناقب اور مراتب کو ذکر کئے ہیں۔ اب تصوف کے بارے میں کچھ عرض کرتے ہیں۔ تصوف اہل شارات اور اہل عبارات کے نزدیک صفاء اور وفاء سے ماخوذ ہے۔

تصوف لغوی حقیقت کے اعتبار سے من جملہ چار چیزوں میں سے کسی ایک سے ماخوذ ہے۔

اول تصوف صوفانہ سے ماخوذ ہے۔ صوفانہ کے معنیٰ سبزی اور گرد وغبار دونوں آتے ہیں۔ دوم تصوف صوفۃ سے ماخوذ ہے۔ صوفۃ قدیم زمانے کی ایک جماعت ہے جو حاجیوں کی دیکھ بھال اور خانہ کعبہ کی خدمت کرتی تھی۔ سوم تصوف صوفۃ القفا سے ماخوذ ہے اس کے معنیٰ گدی پر اگنے والے بال ہیں۔ چہارم تصوف صوف سے ماخوذ ہے۔ صوف بھیڑ کی اون کو کہتے ہیں۔

اگر تصوف کو صوفانہ سے ماخوذ تسلیم کیا جائے جس کے معنیٰ سبزی کے آتے ہیں تو اس کا مطلب ہوگا کہ پہلے برگزیدہ مسلمانوں نے اللہ عزوجل کی توحید کو تسلیم کیا تو اللہ عزوجل نے سبزی اور گھاس پات وغیرہ ایسی چیزوں کے ساتھ انکو قناعت پر راضی کیا جس سے کسی دوسری مخلوق کو ذبح کرنے کی تکلیف دیئے بغیر شکم سیری کی حاجت پوری کر لی جائے۔ جیسے کہ اولین مہاجرین مسلمین کے ساتھ اس کی بار بار نوبت آئی مثلاً......

۳۱- محمد بن احمد بن الحسن، عبداللہ بن احمد بن حنبل، ابو احمد، یزید بن ہارون، اسماعیل بن ابی خالد بن ابی، قیس بن ابی حازم، سعدؓ بن وقاص فرماتے ہیں: اللہ کی قسم میں پہلا عرب ہوں جس نے اللہ عزوجل کی راہ میں تیر چلایا۔ ہم رسول اکرم ﷺ کے ساتھ اس حال میں جہاد کرتے تھے کہ ہمارے پاس کھانے کے لئے کوئی شئے میسر نہ ہوتی تھی۔ بیری کے پتے کھا کھا کر ہماری باچھیں زخمی ہوگئی تھیں حتیٰ کہ کوئی بھی ہمارا ساتھی اس طرح خشک پاخانہ کرتا تھا جس طرح بکری مینگنی کرتی ہے۔

اور اگر تصوف کو صوفۃ سے ماخوذ بنایا جائے جس سے مراد حاجیوں اور خانہ کعبہ کی خدمت کرنے والا قدیم قبیلہ ہے تو اس صورت میں صوفیاء کے لئے اس لفظ کے استعمال کی توجیہ یہ ہوگی کہ صوفی دنیا کے رنج وغم سے چھٹکارا پالیتا ہے۔ اپنے مال سے دنیا ہی میں فائدہ اٹھالیتا ہے اور اپنی آخرت کے لئے ذخیرہ کر لیتا ہے۔ دنیا کے اندر رہتے ہوئے ہلاکت خیزیوں سے بچ جاتا ہے۔ بیتے لمحوں سے توشہ پالیتا ہے۔ اپنے اوقات کی حفاظت کر لیتا ہے۔ اور ائمہ ہدایت کی پیروی میں چل کر موت کی سختیوں سے نجات پالیتا ہے اور ہلاکتوں

۱۔ کنز العمال ۴۳۳۱۵۔

۲۔ المطالب العالیۃ لابن حجر ۳۲۹۹، وتنزیہ الشریعۃ ۲۱۶/۱۔

سے بچ جاتا ہے۔اس کی مثال میں مندرجہ ذیل احادیث ملاحظہ فرمائیں:

۳۲-محمد بن الفتح، حسن بن احمد بن صدقۃ، محمد بن عبدالنور الخزاز، احمد بن المفضل الکوفی، سفیان، حبیب بن ابی ثابت، عاصم بن ضمرۃ علیؓ بن ابی طالب سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

اے علی: جب لوگ نیکی کے دروازوں میں اپنے خالق کا قرب حاصل کرتے ہیں تو پروردگار انکو رشد و ہدایت کی عقل دے کر اپنا قرب بخشتا ہے۔اور بلند درجات نوازتا ہے۔دنیا میں لوگوں کے نزدیک بھی بلند رتبہ دیتا ہے اور آخرت میں اپنے ہاں اعلیٰ مرتبہ نوازتا ہے۔[1]

۳۳-محمد بن احمد بن الحسن، جعفر بن محمد الفریابی، ابراہیم بن ہشام بن یحیی بن یحیی الغسانی، ہشام بن یحیی بن یحیی الغسانی، یحیی بن یحیی الغسانی، ادریس الخولانی......

حضرت ابوذر غفاریؓ سے مروی ہے کہ وہ فرماتے ہیں میں ایک مرتبہ رسول اکرم ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر تھا کہ میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! ابراہیم کے صحیفوں میں کیا تھا؟ فرمایا: اس میں تمام امثال تھیں۔اور ان میں یہ تھا کہ عمل کرنے والے پر لازم ہے کہ جب تک وہ مغلوب العقل نہ ہوا پنے اوقات کو یوں تقسیم کرے؛ ایک وقت میں اپنے پروردگار عزوجل سے ذکر و مناجات کرے۔ایک وقت میں اپنے نفس کا محاسبہ کرے۔ایک وقت مخلوقات الٰہی میں غور و فکر کے لئے وقف کردے۔اور ایک وقت میں اپنے کھانے پینے کی حاجات پوری کرے۔[2]

اور اگر لفظِ تصوف صوف القفا (گدی کے بال) سے ماخوذ ہو تو اس کے معنی ہوں گے کہ صوفی حق کی طرف مائل ہوتا ہے۔اس کے لئے مخلوق سے منہ موڑ لیتا ہے۔اسکے عوض کسی بدلے کا ارادہ کرتا ہے اور نہ حق سے پھرنا چاہتا ہے۔

اس کی مثال میں مندرجہ ذیل احادیث ملاحظہ فرمائیں:

۳۴-ابراہیمؑ کے نذرِ آتش کئے جانے سے **متعلق چند احادیث**......قاضی عبداللہ بن محمد بن عمر، عبداللہ بن العباس الطیالسی، عبدالرحیم بن محمد بن زیاد، ابوبکر بن عیاش، حمید، حضرت انسؓ بن مالک سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: آگ والے روز ابراہیم علیہ السلام کو آگ پر پیش کیا گیا تو آپ نے آگ کو دیکھا اور فرمایا:

حسبنا اللہ و نعم الوکیل

اللہ ہم کو کافی ہے اور بہترین کارساز ہے۔[3]

۳۵-عبداللہ بن محمد بن جعفر، محمد بن محمد بن سلیمان، سلیمان بن توبہ، سلام بن سلیمان الدمشقی، اسرائیل، ابی حصین، ابی صالح، ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: جب ابراہیم علیہ السلام کو آگ میں ڈالا گیا تو انہوں نے کہا: **حسبی اللہ و نعم الوکیل**۔

۳۶-ابوعمرو بن حمدان، حسن بن سفیان، محمد بن یزید الرفاعی، اسحق بن سلیمان، ابوجعفر الرازی، عاصم بن بہدلۃ، ابی صالح، حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: جب ابراہیمؑ کو آگ میں ڈالا گیا تو آپؑ نے (بارگاہ خداوندی میں) عرض کیا: اے اللہ! تو آسمانوں میں اکیلا ہے اور میں زمین پر تیری عبادت کرنے والا اکیلا ہوں۔[4]

۱۔ میزان الاعتدال ۲۲۵۔ ۲۔ اتحاف السادۃ المتقین ۹/۳۹، والدر المنثور ۶/۳۴۱۔

۳۔ کنز العمال ۳۲۲۸۸۔

۴۔ تاریخ ابن عساکر ۲/۲۴۷، (التھذیب) وتاریخ بغداد ۱۰/۳۴۶، وتفسیر ابن کثیر ۵/۳۴۵، والبدایۃ والنھایۃ ۱/۱۴۶، والدر المنثور ۴/۳۲۲، ومجمع الزوائد ۸/۲۰۱، وکنز العمال ۳۲۲۸۶، ۳۲۲۸۷، ۳۲۳۰۱۔

۳۷-ابوبکر بن مالک، عبداللہ بن احمد بن حنبل، عبداللہ بن عمر القواریری، معاذ بن ہشام عن ابیہ، عامر الاحول، عبدالملک بن عامر، نوف البکالی سے مروی ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بارگاہ خداوندی میں عرض کیا:

اے پروردگار! زمین میں میرے سوا کوئی تیری بندگی کرنے والا نہیں ہے۔

چنانچہ اللہ تعالیٰ نے تین ہزار فرشتے ابراہیم علیہ السلام کی تسکینِ قلب کے لئے نازل فرمائے اور آپ نے آگ میں تین یوم تک انکی امامت فرمائی۔

۳۸-احمد بن جعفر بن حمدان، عبداللہ بن احمد بن حنبل، شیبان ابو ہلال، بکر بن عبداللہ المزنی فرماتے ہیں جب ابراہیم علیہ السلام کو آگ میں ڈالا جانے لگا تو ساری مخلوق اللہ کی بارگاہ میں گڑگڑائی: اے پروردگار! تیرا دوست آگ میں ڈالا جارہا ہے، ہمیں اجازت مرحمت فرما کہ ہم اس کو بجھائیں۔ پروردگار نے ارشاد فرمایا: وہ میرا دوست ہے۔ اس کے سوا زمین پر میرا کوئی دوست نہیں۔ اور میں اس کا رب ہوں اور میرے سوا اس کا کوئی رب نہیں ہے۔ اگر وہ تم سے مدد چاہتا ہے تو تم کو اس کی مدد کرنے کی اجازت ہے ورنہ تم اسکو اس کے حال پر چھوڑ دو۔ پھر بارش کا نگراں فرشتہ حاضر ہوا اور عرض کیا یارب! تیرا دوست آگ کی نذر ہورہا ہے، مجھے اجازت مرحمت ہو تو میں آگ کو بارش کے ساتھ سرد کردوں؟ فرمایا: وہ میرا دوست ہے اسکے سوا زمین پر میرا کوئی دوست نہیں ہے۔ میں اس کا رب ہوں اور میرے سوا اس کا کوئی رب نہیں ہے۔ اگر وہ تجھ سے مدد چاہتا ہے تو تو اس کی مدد کردے ورنہ چھوڑ دے۔ چنانچہ جب ابراہیم علیہ السلام کو آگ میں ڈالا گیا تو انہوں نے اپنے رب ہی سے دعا کی، لہذا اللہ تعالیٰ نے حکم فرمایا: اے آگ! ابراہیم پر ٹھنڈی اور سلامتی والی ہوجا۔ چنانچہ اس دن آگ مشرق و مغرب ہر جگہ ٹھنڈی ہوگئی اور بکری کا ایک پایہ پکانے کے قابل نہ رہی۔

۳۹-احمد بن السندی، حسن بن علویہ، اسماعیل، اسحٰق بن بشر، مقاتل اور سعید رحمہما اللہ فرماتے ہیں ابراہیم علیہ السلام کو آگ برد کرنے کے لئے لایا گیا اور آپ کے کپڑے اتار گئے رسی سے آپ کو باندھا گیا اور منجنیق میں رکھا گیا تو آسمان، زمین، پہاڑ، سورج، چاند، عرش، کرسی، بادل، ہوا اور ملائکہ سب ہی رو پڑے۔ سب نے کہا: اے پروردگار! ابراہیم تیرا بندہ ہے، نذرِ آتش کیا جارہا ہے۔ ہمیں اس کی مدد کرنے کی اجازت دیجئے۔ پروردگار عزوجل نے سب کو ارشاد فرمایا: میرے بندے نے میری ہی عبادت کی ہے اور اس کو میری محبت میں ایذاء کا سامنا ہے۔ اگر وہ مجھے پکارے گا تو میں اس کو جواب دوں گا لیکن اگر وہ تم سے مدد کا خواہاں ہے تو تم کو اس کی مدد کرنے کی اجازت ہے۔ چنانچہ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام کو آگ کی طرف اچھال دیا گیا تو آپ علیہ السلام منجنیق اور آگ کے درمیان تھے کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام حاضر ہوئے اور عرض کیا السلام علیکم اے ابراہیم! میں جبرئیل ہوں کیا تم کو میری ضرورت ہے؟ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا: تمہاری حاجت تو نہیں ہے۔ مجھے تو اللہ رب العزۃ کی حاجت ہے۔ پھر آپ آگ میں ڈال دیئے گئے تو آپ کے آگ میں گرنے سے قبل اسرافیل علیہ السلام آگ پر متوجہ ہوئے اور آگ کو حکم دیا اے آگ ابراہیم پر ٹھنڈی اور باعث سلامتی ہوجا!

اگر اللہ رب العزت آگ کو ٹھنڈی ہونے کے ساتھ ساتھ سلامتی والی ہوجانے کا حکم نہ فرماتے تو وہ تکلیف دہ حد تک ٹھنڈی ہوجاتی۔

۴۰-حسین بن محمد بن علی، یحییٰ بن محمد مولیٰ بنی ہاشم، یوسف القطان، مہران بن ابی عمر، اسماعیل بن ابی خالد، منہال بن عمرو رحمہ اللہ فرماتے ہیں مجھے خبر پہنچی ہے کہ ابراہیم علیہ السلام کو آگ میں ڈالا گیا تو چالیس پچاس یوم تک آپ آگ کے احاطہ میں رہے۔ ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا کہ زندگی کے ان دنوں سے اچھے رات دن مجھے کبھی میسر نہیں ہوئے۔ میری خواہش ہوئی کہ ساری زندگی ہی اس آگ کی نذر ہوجائے۔

شیخ رحمہ اللہ فرماتے ہیں اگر تصوف کو معروف لفظ صوف سے ماخوذ سمجھا جائے، جس کے معنیٰ اون کے ہیں تو اس کا مطلب

ہوگا کہ صوفیا کو اون کا لباس اختیار کرنے کی وجہ سے صوفیاء کہا جانے لگا۔ کیونکہ اون کی پیدائش اور نشوونما میں انسان کوئی کلفت نہیں اٹھاتا بلکہ اس کو پہن کر اپنی نخوت اور غرور کو ختم کر لیتا ہے۔ کیونکہ اون ذلت و مسکنت کا پہناوا ہے اور انسان کو قناعت کا عادی بناتا ہے۔ ہم "لبس صوف" کتاب میں اس کے نتائج کا ذکر کر چکے ہیں۔

۴۱۔ حضرت امام جعفر بن محمد الصادق رحمہ اللہ فرماتے ہیں جو شخص رسول اللہ ﷺ کی ظاہری زندگی کو اپنائے وہ سُنّی ہے یعنی سنت پر گامزن۔ اور جو آپ ﷺ کی باطنی زندگی کو اختیار کرے وہ صوفی ہے، باطنی زندگی سے مراد آپ علیہ السلام کے پاکیزہ اخلاق اور رجوع الی الآخرت ہے۔ چنانچہ جس شخص نے رسول ﷺ کی مرغوب اشیاء میں اپنا دل لگالیا اور آپ علیہ السلام کی کراہت فرمودہ اشیاء سے نفرت اختیار کی پس وہ تمام غلاظتوں سے صاف ہوگیا اس صفائی کی بناء پر اس کو صوفی کہا جاتا ہے۔" فقد صفا من الکدر یعنی صوفی ہوگیا، صاف ہوگیا، اور گندگی سے پاک ہوگیا اور اغیار سے نجات پالی"۔ اور جو شخص آپ علیہ السلام کے نشانِ سفر اور طریقۂ زندگی سے منحرف ہوگیا اور اپنے نفس کے حکم پر عمل پیرا ہوگیا، اپنے پیٹ اور شرمگاہ کی خواہشات کا ہو کر رہ گیا تو وہ شخص درحقیقت تصوف سے خالی ہوگیا۔ اب وہ شخص اندھیروں کا مسافر اور پیش آمدہ خطرناک احوال سے غافل ہے۔

۴۲۔ وہ لوگ جن کے اعمال اکارت اور ضائع گئے ...... ابوبکر بن خلاد، حارث بن ابی اسامۃ، داؤد بن المحبر، نصر بن طریف، منصور بن المعتمر، ابوسویدؓ بن غفلۃ فرماتے ہیں: ...... حضرت ابوبکرؓ ایک دن باہر نکلے، نبی کریم ﷺ سے آپ کا سامنا ہوا۔ آپؓ نے استفسار کیا: یارسول اللہ! آپ کو کس چیز کے ساتھ مبعوث کیا گیا؟ فرمایا عقل کے ساتھ۔ عرض کیا: ہم کس طرح عقل کو اختیار کر سکتے ہیں؟ فرمایا: عقل کی انتہاء نہیں ہے لیکن جس شخص نے اللہ کے حلال کو حلال جانا اور حرام کو حرام جانا تو اس کو عاقل کہا جائے گا ...... پھر وہ مزید راہِ خدا میں کوشش کرے۔ لیکن جو شخص اللہ کی عبادت کرے اور مصیبتوں پر صبر کرے لیکن عقل کا سہارا نہ لے جو اس کو صحیح حکم الٰہی پر گامزن رکھے اور منہیات الٰہی سے باز رکھے تو ایسے لوگ بدترین اعمال والے ہیں جنکی دنیا میں کی گئی عبادتیں اکارت گئیں اور وہ اپنے آپ کو اچھے عمل کرنے والے سمجھتے رہے۔

۴۳۔ عبداللہ بن محمد بن جعفر، محمد بن عمران بن الجنید، محمد بن عبدک، سلیمان بن عیسیٰ، ابن جریج، عطاء، حضرت ابوسعیدؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ عزوجل نے عقل کو تین حصوں میں تقسیم فرمایا: جس شخص میں تینوں حصے ہوں وہ کامل العقل ہے اور جس شخص میں کوئی حصہ نہ ہو اس کا عقل سے کوئی واسطہ نہیں۔ اللہ عزوجل کی معرفت۔ اللہ عزوجل کی طاعت۔ اللہ عزوجل کے حکم پر صبر۔[1]

شیخ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: پس ایسے شخص کو تصوف کی طرف کیسے منسوب کیا جاسکتا ہے کہ جب اللہ عزوجل کی معرفت سے اسکا واسطہ پڑے تو وہ اس میں دوسری غیر مستند باتوں کو خلط ملط کردے اور معرفتِ حقیقی سے اعراض کرے اور جب اس سے طاعت الٰہی اور اس کے نتائج کا مطالبہ کیا جائے تو وہ جہالت کا اظہار کرے اور اس کی عقل خبط ہو جائے۔ اور جب کسی مشقت اور مصیبت کے ساتھ اس کی آزمائش کی جائے جس پر صبر واجب ہے تو وہ بجائے صبر کے جزع فزع اور ہائے واویلا کرے۔

علماء صوفیاء نے تصوف کے بارے میں کلام کیا ہے اور اس کی حدود متعین کی ہیں اور اس کی انواع و اقسام پر مفصل بحث کی ہے۔ چنانچہ:

۴۴۔ تصوف کے بارے میں جنید بغدادیؒ کا کلام ...... شیخ ابونعیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں مجھے جعفر بن محمد بن نصیر خواص نے لکھا کہ مجھے ازدیار بن سلیمان فارسیؒ نے بیان کیا کہ میں نے جنید بن محمد رحمہ اللہ (بغدادی) کو تصوف کے بارے میں کئے گئے سوال کے جواب

۱۔ الموضوعات لابن الجوزی ۱/۱۷۲، واللآلی المصنوعۃ للسیوطی ۱/۶۶، واتحاف السادۃ المتقین ۱/۴۷۳، والدر المنثور ۱/۱۵۹۔

میں فرماتے ہوئے سنا:

تصوف دس معانی پر مشتمل نام ہے۔ پہلا یہ کہ دنیا کی ہر شی میں کثرت کے بجائے قلت پر اکتفاء کرے۔ دوسرا یہ کہ اسباب پر بھروسہ کرنے کی بجائے اللہ عزوجل پر قلب کا اعتماد رکھے۔ تیسرا یہ کہ نفلی طاعات کے ساتھ فرض پورا کرنے میں رغبت رکھے۔ چوتھا یہ کہ دنیا چھوٹ جانے پر صبر کرے اور دست سوال اور زبان شکوہ دراز نہ کرے۔ پانچواں یہ کہ قدرت کے باوجود کسی بھی شی کے حصول کے وقت (حلال حرام وغیرہ کی) تمیز رکھے۔ چھٹا یہ کہ تمام مشغولیات کے مقابلے میں اللہ کے ساتھ شغل رکھنے کو ترجیح دے۔ ساتواں یہ کہ تمام اذکار کے مقابلے میں ذکر خفی کو فوقیت دے۔ آٹھواں یہ کہ وساوس آنے کے باوجود اخلاص کو ثابت اور پختہ رکھے۔ نواں یہ کہ شک کی وجہ سے یقین کو متزلزل نہ ہونے دے۔ دسواں یہ کہ اضطراب اور وحشت کو چھوڑ کر اللہ عزوجل کے ساتھ انس اور سکون حاصل کرے۔۔۔۔۔ پس جو شخص ان صفات کا حامل ہو وہ اس نام کا یعنی صوفی کہلانے کا مستحق ہے ورنہ وہ کاذب ہے۔

۴۵۔ **صوفی کے کلام اور سکوت کی صفت**۔۔۔۔۔ شیخ رحمہ اللہ فرماتے ہیں ہمیں محمد بن احمد بن یعقوب نے عبداللہ بن محمد بن میمون سے نقل کیا کہ انہوں نے حضرت ذوالنون مصری رحمہ اللہ سے صوفی کے بارے میں سوال کیا تو فرمایا: صوفی وہ ہے جب بولے تو اس کی زبان حقائق سے پردہ اٹھائے اور اگر سکوت اختیار کرے تو اسکے اعضاء و جوارح دنیا سے ترک تعلقات کی گواہی دیں۔

۴۶۔ ابو محمد از دیار بن سلیمان، جعفر بن محمد کے واسطہ سے ابوالحسن المزین کا قول نقل کرتے ہیں۔ تصوف ایسی قمیص ہے جو اللہ نے لوگوں کو پہنائی ہے پس اگر لوگوں کو اس پر شکر کی توفیق ہوتی ہے تو ٹھیک ورنہ اللہ عزوجل لوگوں سے اس کے بارے میں حجت فرمائے گا۔

۴۷۔ خواص رحمہ اللہ سے تصوف کے بارے میں سوال کیا گیا تو انہوں نے فرمایا عامۃ الناس سے اس کی حقیقت او جھل ہے سوائے اہل معرفت کے، اور وہ انتہائی قلیل ہیں۔

۴۸۔ مؤلف رحمہ اللہ فرماتے ہیں: میں نے ابوالفضل نصر بن ابی نصر الطوسی کو سنا انہوں نے ابوبکر بن الشاقف سے سنا وہ فرماتے ہیں میں نے جنید بغدادی رحمہ اللہ سے تصوف کے بارے میں سوال کیا تو فرمایا: ہر گھٹیا اخلاق سے پاک ہونا اور ہر اچھے اخلاق کو اپنانے کا نام تصوف ہے۔

۴۹۔ **تصوف کی حقیقت شبلیؒ کی زبانی**۔۔۔۔۔ ابوالفضل الطوسی نے ابوالحسن فرغانی سے سنا، ابوالحسن فرماتے ہیں میں نے ابوبکر شبلی رحمہ اللہ سے سوال کیا کہ عارف کی کیا علامات ہیں؟ شبلی رحمہ اللہ نے فرمایا: عارف کا سینہ کھلا، قلب زخمی اور جسم بے حال ہوتا ہے۔ فرغانی فرماتے ہیں: میں نے عرض کیا یہ عارف کی علامات ہوئیں اور عارف کی حقیقت کیا ہے؟ فرمایا: عارف وہ ہے جو اللہ عزوجل کو پہچان لے، اس کی معرفت حاصل کرلے، اللہ عزوجل کی مراد اور منشاء کی معرفت حاصل کرلے، اللہ عزوجل کے حکم پر عمل پیرا ہو جائے، اللہ عزوجل کی منہیات سے اجتناب کرے اور اللہ عزوجل کے بندوں کو اس کی راہ کی طرف بلائے۔

فرغانی فرماتے ہیں میں نے عرض کیا یہ تو عارف ہوا اور صوفی کون ہے؟ فرمایا: جس شخص کا قلب صاف ہو گیا اور اس نے نبی کریم ﷺ کے طریقہ کو اپنایا، دنیا کو اپنے پیچھے پھینک دیا اور خواہشات کو مشقت کا مزہ چکھایا وہ صوفی ہے۔ فرغانی نے عرض کیا: یہ تو صوفی ہے اور تصوف کیا ہے؟ شبلی رحمہ اللہ نے فرمایا: احوال کو قابو میں کرنا، دنیا سے کنارہ کرنا اور تکلف سے اعراض کرنا۔ فرغانی نے عرض کیا: اس سے مزید بہتر تصوف کیا ہے؟ فرمایا: علام الغیوب کی بارگاہ میں قلب مصفی کا نذرانہ کرنا۔ فرغانی نے عرض کیا: اس سے اعلیٰ تصوف کیا ہے؟ شبلی رحمہ اللہ نے فرمایا: اللہ کی تعظیم کرنا اور اس کے بندگان کے ساتھ شفقت کا معاملہ رکھنا۔ فرغانی نے عرض کیا: اس سے بڑھ کر صوفی کی صفات کیا ہیں؟ فرمایا جو ہر گندگی سے صاف ہو گیا، رزیل و پست اخلاق سے پاک ہو گیا، فکر الٰہی سے بھر گیا اور اس کے نزدیک

سونا اور مٹی برابر ہو گیا وہ عظیم ترین صوفی ہے۔

۵۰- ابوالفضل نصر بن ابی نصر، علی بن محمد مصری سے نقل کرتے ہیں کہ حضرت سری سقطی رحمہ اللہ سے تصوف کے بارے میں سوال کیا گیا تو فرمایا: تصوف ایسے اخلاق کریمانہ کا نام ہے جو اپنے حامل شخص کو مکرم قوم سے ملا دیں۔

۵۱- مؤلف رحمہ اللہ فرماتے ہیں ابو ہمام عبدالرحمٰن بن مجیب صوفی سے صوفی کے بارے میں سوال کیا گیا تو میں نے انکو فرماتے ہوئے سنا: صوفی اپنے نفس کو ذبح کرنے والا، اپنی خواہشات کو رسوا کرنے والا، اپنے دشمن (شیطان) کو نقصان پہنچانے والا، مخلوق کو نصیحت کرنے والا، ہمیشہ خوف خدا رکھنے والا، ایسا شخص ہوتا ہے جو عمل کا مستحکم ہوتا ہے امیدوں اور آرزؤں سے دور رہتا ہے وسوسوں اور خلل اندازی سے محفوظ ہوتا ہے۔ لغزشوں کو درگزر کرتا ہے۔ نیز جان لے! اس کا عذر ہی اس کا سرمایہ ہے۔ اس کا رنج اس کا ہنر ہے، اسکی عیش وعشرت قناعت میں پوشیدہ ہے۔ وہ حق کا عارف ہے۔ خدا کی چوکھٹ پر سرنگوں ہے۔ دنیا کے بکھیڑوں سے پاک ہے۔ وہ نیکی کا کاشتکار ہے۔ محبت کا گھنا شجر ہے۔ اور اپنے عہد و پیمان کا راعی ہے۔

حضرت شیخ مؤلف فرماتے ہیں حلیۃ الاولیاء کے علاوہ ایک دوسری کتاب میں ہم نے تصوف اور اس کے بارے میں مشائخ کے کلام کو مزید تفصیل سے ذکر کیا ہے اور انکی مختلف انداز کی متنوع عبارتیں سپرد قلم کی ہیں جو درحقیقت انکے اپنے حالات کی عکاس تحریرات ہیں۔ فی الجملہ صوفیاء کا کلام تین انواع پر مشتمل ہے؛ توحید کی طرف اشارات۔ باطنی فیوض و مراتب کا حصول۔ مرید اور اسکے احوال پر کلام۔ پھر ہر نوع اپنے اندر بے شمار مسائل اور فروع رکھتی ہے۔ جبکہ صوفیاء کے اصول میں سے سب سے اصل عرفانِ حق ہے یعنی معرفت باری تعالیٰ، اسکے بعد اس کے احکام پر عمل اور پھر اس حالت پر دوام و استمرار۔

۵۲- محمد بن احمد بن حمدان، حسن بن ابی سفیان، امیۃ بن بسطام، یزید بن زریع، روح بن القاسم، اسماعیل بن امیۃ، یحییٰ بن عبداللہ بن صیفی، ابی معبد، ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے حضرت معاذؓ بن جبل کو یمن کی طرف بھیجا تو فرمایا تم کتاب کی حامل قوم کے پاس جا رہے ہو، لہذا سب سے اول چیز جس کی تم انکو دعوت دو اللہ عزوجل کی عبادت ہے۔ جب وہ اللہ عزوجل کو جان لیں تو انکو بتاؤ کہ اللہ عزوجل نے انپر دن اور رات میں پانچ نمازیں فرض فرمائی ہیں۔ جب وہ اس کو مان لیں تو انکو بتاؤ کہ اللہ عزوجل نے ان پر زکوٰۃ فرض کی ہے جو انکے مالداروں سے وصول کر کے انہی کے فقراء میں تقسیم کی جائے گی۔[1]

۵۳- **پہلے کس علم کا حصول ضروری ہے**..... عبدالرحمٰن بن العباس، ابراہیم بن اسحٰق الحربی، احمد بن یونس، زہیر بن معاویۃ، خالد بن ابی کریمۃ، عبداللہ بن المسور، عبداللہؓ بن مسعود سے مروی ہے کہ ایک شخص رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا: یارسول اللہ! مجھے نادر علوم سکھا دیجئے! آپ ﷺ نے فرمایا: کیا تم نے اصل علم حاصل کر لیا؟ جو نادر علم کو تلاش کر رہے ہو! عرض کیا: اصل علم کیا ہے؟ فرمایا: کیا تم نے رب کی معرفت حاصل کر لی؟ عرض کیا: جی ہاں۔ فرمایا: پھر تم نے اسکا کتنا حق ادا کر دیا؟ عرض کیا: جتنا اللہ نے چاہا۔ فرمایا: تم نے موت کو پہچان لیا ہے؟ عرض کیا: جی ہاں۔ فرمایا: اس کے لئے کس قدر تیاری کر لی؟ عرض کیا: جتنی اللہ نے چاہی۔ فرمایا: جاؤ پہلے ان چیزوں کو مضبوط کرو۔ پھر آ جانا میں تم کو نادر علوم سکھا دوں گا۔[2]

تصوف حقیقی کی بنیاد چار ارکان پر ہے..... حضرت شیخ ابونعیم فرماتے ہیں تصوف حقیقی کی بنیاد چار ارکان پر ہے۔

۱۔ صحیح البخاری ۲/ ۱۴۷، ۹/ ۱۴۰، وصحیح مسلم، کتاب الایمان ۳۱، والسنن الکبریٰ للبیہقی ۴/ ۱۰۱، وسنن الدارقطنی ۲/ ۱۳۶، والمعجم الکبیر للطبرانی ۱۱/ ۲۶، ۳۲۶، وفتح الباری ۱۳/ ۳۴۷.

۲۔ تنزیہ الشریعۃ المرفوعۃ لابن عراق ۱/ ۲۷۷.

اول اللہ عزوجل کی معرفت، اسکے اسماء وصفات اور افعال کی معرفت: دوم نفس اور اس کے شرور کی معرفت، دشمن کے وساوس، مکروفریب اور گمراہیوں کی معرفت۔ سوم دنیا، اس کے دھوکے، اس کی رنگینیوں اور اس کے فناء پزیر ہونے کی معرفت اور اس سے احتراز اور اجتناب کی معرفت۔ چہارم یہ کہ ان چیزوں کی معرفت کاملہ کے بعد اپنے نفس کو مجاہدے اور مشقت کا دائمی عادی بنائے نیز اوقات کی حفاظت کرے۔ طاعت الٰہی کو غنیمت سمجھے۔ راحت وآرام اور لذت وعیش کی زندگی سے جدائی اختیار کرے۔ کرامات کے پیچھے پڑنے سے احتراز کرے۔ لیکن زندگی کے ضروری معاملات سے ناطہ نہ توڑ لے۔ نہ بے جا تاویلات اور باتوں کی طرف مائل ہو۔ تعلقات دنیوی سے اعراض کرے۔ دل کو یادِ خدا سے دور کرنے والی چیزوں سے اپنا دامن جھاڑ دے۔

تمام غموں کو ایک غم بنالے۔ مال ومتاع کی ترقی اور اضافے کا خواہشمند نہ ہو۔ مہاجرین وانصار کی اتباع کرنا اپنا شیوۂ زندگی بنالے۔ جاگیروجائیداد سے کنارہ کرے۔ راہ خدا میں خرچ کرنے اور ایثار کرنے کو ترجیح دے۔ اگر ان اوصاف کے ساتھ زمین اور اس کی آبادی اس پر تنگ ہوجائے تو پہاڑوں اور جنگلوں کی طرف نکل جائے۔ اور نگاہوں اور انگلیوں کا نشانہ بننے سے اپنے آپ کو محفوظ رکھے۔ جوکہ انوار وبرکات سے دوری کا باعث ہے۔ پس ان صفات سے متصف لوگ اتقیاء اخفیاء، غرباء اور مکرم لوگ ہیں۔ انکا عقیدہ اور معاملہ خدا کے ساتھ بالکل درست ہے اور انکا راز مضمر ہے۔

۵۴- ابوبکر بن خلاد، حارث بن ابی اسامۃ، محمد بن عمر الواقدی، بکیر بن مسمار، عامر بن سعد بن ابی وقاص اپنے والد سعدؓ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اکرم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا:

اللہ پاک گمنام، غنی دل اور متقی بندے کو محبوب رکھتے ہیں۔[1]

۵۵- ابوبکر بن مالک، عبداللہ بن احمد بن حنبل، سفیان بن وکیع، عبداللہ بن رجاء، ابن جریج، ابن ابی ملیکۃ، عبداللہؓ بن عمروؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

محبوب ترین لوگ اللہ کے نزدیک غرباء ہیں۔ دریافت کیا گیا: غرباء کون ہیں؟ فرمایا: اللہ کے دین کو لے کر بھاگنے والے۔ اللہ پاک ان کو روزِ قیامت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کے ساتھ مبعوث فرمائیں گے۔[2]

۵۶- ابوغانم سہل بن اسماعیل الفقیہ الواسطی، عبداللہ بن الحسن، اسحٰق بن وہب، عبدالملک بن یزید، ابوعوانہ، الاعمش، ابی وائل، عبداللہؓ بن مسعود سے مروی ہے فرمایا: جب اللہ پاک کسی بندے کو پسند فرماتے ہیں تو اس کو اپنے لئے خاص کر چن لیتے ہیں اور بیوی بچوں میں اس کو مشغول نہیں ہونے دیتے۔ نیز فرمایا کہ رسول اکرم ﷺ کا ارشاد پاک ہے لوگوں پر ایک زمانہ ایسا آئے گا کہ کسی دین دار کا دین سلامت نہیں رہے گا سوائے اس شخص کے جو اپنے دین کو لے کر ایک بستی سے دوسری بستی بھاگے، ایک گھاٹی سے دوسری گھاٹی اور ایک کھوہ سے دوسری کھوہ میں بھاگے۔

۵۷- سلیمان بن احمد، عباس بن الفضل، عبداللہ بن محمد بن عائشۃ، عبدالعزیز بن مسلم القسملی، لیث، عبیداللہ بن زحر، علی بن یزید، القاسم، حضرت ابوامامہؓ رسول اکرم ﷺ سے روایت کرتے ہیں فرمایا: ہمارے نزدیک قابل رشک مؤمن تھوڑے مال والا نماز روزے کا پابند شخص ہے، جو اپنے رب کی احسن طریقے سے عبادت کرے اور دل میں اس کی عظمت کا پاس رکھے، لوگوں میں یوں مل جل کر عام بندہ بنا رہے

۱- صحیح مسلم، کتاب الزھد ۱۱، ومسند الامام احمد ۱/۱۶۸، وشرح السنۃ للبغوی ۱۵/۲۲، ومشکاۃ المصابیح للتبریزی ۵۲۸۴، واتحاف السادۃ المتقین ۸/۳۱، ۳۰۸، والبدایۃ والنھایۃ ۷/۲۸۳، والترغیب والترھیب ۴۳۹، والعزلۃ للبستی ۱۲، وتخریج الاحیاء للعراقی ۲/۲۲۵، ۳/۱۷۴، وکشف الخفا ۱/۲۸۷۔

۲- کنزالعمال ۵۹۳۰، الزھد للامام احمد ۱۴۹۔

کہ اس کی طرف انگلیاں نہ اٹھیں۔ اس کی معیشت اور روزی گذران کے بقدر ہو اور اس پر دل سے قانع و صابر ہو جائے جلد ہی اسکا بلاوا آ جائے۔ اس پر رونے والے بھی تھوڑے ہوں اور پس ماندہ مال وراثت بھی قلیل ہو۔[1]

شیخ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: وہ لوگوں شریف احوال اور عمدہ اخلاق کے مالک ہوتے ہیں انکا مقام بلند اور سوال رشک آمیز ہوتا ہے۔

۵۸۔صلوٰۃ التسبیح ......سلیمان بن احمد، ابراہیم بن احمد بن برۃ الصنعانی، ہشام بن ابراہیم ابوالولید المخزومی، موسیٰ بن جعفر بن ابی کثیر، عبدالقدوس بن حبیب، مجاہد:

ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے انکو فرمایا: اے لڑکے! کیا میں تجھے ایک ہدیہ نہ کروں؟ کیا میں تجھے ایک بخشش نہ کروں؟ کیا میں تجھے ایک عطیہ نہ دوں؟ ابن عباسؓ فرماتے ہیں میں نے عرض کیا: میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں، کیوں نہیں یارسول اللہ! پھر آپ علیہ السلام نے فرمایا: رات دن میں ایک مرتبہ چار رکعت یوں ضرور پڑھ! سورہ فاتحہ اور سورۃ پڑھنے کے بعد "سبحان اللہ والحمدللہ ولا الہ الااللہ واللہ اکبر" پندرہ مرتبہ پڑھ پھر رکوع کر اور اس میں (تسبیح کے بعد) دس مرتبہ اسکو پڑھ پھر کھڑے ہو کر (تحمید کے بعد) دس مرتبہ پڑھ۔ پھر ہر رکعت میں اسی طرح کر۔ آخری رکعت میں تشہد کے بعد لیکن سلام سے پہلے یہ دعا پڑھ:

اللھم انی اسئلک توفیق اھل الھدیٰ، واعمال اھل الیقین، ومناصحۃ اھل التوبۃ، وعزم اھل الصبر، وجد اھل الخشیۃ، وطلبۃ اھل الرغبۃ، وتعبد اھل الورع، وعرفان اھل العلم، حتی اخافک، اللھم انی اسئلک مخافۃ تحجزنی عن معاصیک، وحتی اعمل بطاعتک عملاً استحق بہ رضاک، وحتی اناصحک فی التوبۃ خوفاً منک، وحتی اخلص لک النصیحۃ حباً لک، وحتی اتوکل علیک فی الأمور حسن الظن بک سبحان خالق النور.

اے اللہ میں تجھ سے سوال کرتا ہوں ہدایت یافتہ لوگوں جیسی توفیق کا، اہل یقین کے اعمال کا، اہل توبہ کے خلوص کا، مہاجرین کے عزم کا، اہل خشیت کی سعی و کوشش کا، اہل شوق کی طلب کا، پرہیزگاروں کی عبادت کا، اہل علم کی معرفت کا، جس سے میں تجھ سے ڈرنے لگوں...... اے اللہ میں تجھ سے ایسا خوف مانگتا ہوں جو مجھے تیری تمام نافرمانیوں سے باز رکھے۔ اور جس کے طفیل میں تیری ایسی فرمانبرداری کروں کہ تیری رضا کا سزاوار ہو جاؤں۔ اور اس خوف کی بدولت میں تجھ سے خالص اور سچی توبہ مانگوں اور تجھ سے خالص تیرے لئے محبت کروں۔ اور تجھ سے نیک خواہشات رکھتے ہوئے تجھ پر کامل بھروسہ کرنے لگوں بے شک پاک ہے تو اے نور کو پیدا کرنے والے!

[1] سنن الترمذی ۲۳۴۷، وسنن ابن ماجۃ ۴۱۱۷، ومسند الامام أحمد ۲۵۵/۵، والمستدرک ۱۲۳/۴، والمعجم الکبیر للطبرانی ۲۴۲/۸، وزوائد الزھد للامام أحمد ۱۱، والزھد لابن المبارک ۵۴، والأمالی للشجری ۲۰۱/۲، العلل المتناھیۃ لابن الجوزی ۱۴۷/۲، والاسرار المرفوعۃ ۴۸۴، وفیض القدیر ۴۲۷/۲.

ابن القطان رحمہ اللہ فرماتے ہیں حضرت ابوہریرہؓ کی طرف اس روایت کی نسبت غلط ہے۔ المنار میں ہے کہ یہ روایت ضعیف ہے، کیونکہ اس کو عبداللہ بن زہر علی بن یزید نے روایت کیا ہے اور وہ قاسم سے روایت کرتے ہیں اور یہ رواۃ ضعیف ہیں۔ امام حاکم کے اس روایت کو صحیح قرار دینے پر علامہ ذہبی رحمہ اللہ نے اس پر گرفت فرمائی ہے اور فرمایا ہے کہ یہ روایت ضعف میں اپنی مثل آپ ہے۔ حافظ عراقی رحمہ اللہ فرماتے ہیں امام ترمذی اور امام ابن ماجہ دونوں نے اسکو ضعیف سند کے ساتھ روایت کیا ہے۔

ابن جوزی رحمہ اللہ فرماتے ہیں یہ حدیث قابل صحت نہیں۔ اسکے رواۃ مجہول اور ضعیف ہیں بلکہ ممکن ہے کہ یہ روایت انکی خود ساختہ ہی ہو۔

اس کے بعد آپ علیہ السلام نے فرمایا: اے ابن عباس! جب تو یہ کرے گا اللہ پاک تیرے تمام گناہ معاف کر دے گا چھوٹے بڑے، نئے پرانے، پوشیدہ، علانیہ، جان بوجھ کر کیے ہوئے اور بھول سے کیے ہوئے ہر طرح کے گناہ معاف کر دے گا۔[۱]

حضرت شیخ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اللہ کے خاص اولیا مخلوق خدا کی طرف خدا کے سفیر ہوتے ہیں۔ حق نے ان کو اپنا اسیر اور گرویدہ بنا رکھا ہے۔ ہجر و فراق نے انکو مضطرب کر دیا ہے۔ بے چینی اور حیرانی نے انکو پراگندہ حال کر دیا ہے۔

۵۹۔ حضور ﷺ کی معاذؓ بن جبل کو نصائح ...... عباس بن محمد الکنانی، ابو الحریش الکلابی، علی بن یزید بن بہرام، عبدالملک بن ابی کریمۃ، ابی حاجب، عبدالرحمن بن غنمؒ حضرت معاذؓ بن جبل سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے معاذ! مؤمن بندہ حق کا اسیر ہے۔ وہ جانتا ہے کہ اس پر نگہبان مقرر ہے۔ کان، آنکھ، زبان، ہاتھ، پاؤں، شکم، شرمگاہ حتی کہ اسکا پلکیں چھپکانا، مٹی کے ریزوں کے ساتھ اس کا کھیلنا اور آنکھوں میں سرمہ لگانا الغرض اس کی ہر حرکت پر نگہبان فرشتہ مقرر ہے۔ مؤمن کا قلب مامون نہیں ہوتا، اسکے اعضاء و جوارح پر سکون نہیں ہوتے اور اس کا اضطراب اور بے چینی ختم نہیں ہوتی۔ وہ صبح و شام موت کی تلوار اپنے سر پر لٹکی دیکھتا ہے۔ پس تقویٰ اسکا ہم نشین ساتھی ہے۔ قرآن اس کا رہبر و رہنما ہے۔ خوف خدا اس کی حجت ہے۔ شرافت اس کی سواری ہے۔ تدبیر و احتیاط اسکی ساتھی ہے۔ خشیت الٰہی اسکا شعار ہے۔ نماز اس کے لئے جائے پناہ ہے۔ روزہ اس کے لئے ڈھال ہے۔ صدقہ اس کی آزادی (کا پروانہ) ہے۔ سچائی اس کی وزیر ہے۔ حیاء اس کی سرپرست ہے۔ ان تمام چیزوں کے پیچھے اس کا پروردگار گھات لگائے ہوئے ہے (اور وہ اس کی ہر ہر حرکت پر نگران ہے)۔

اے معاذ! قرآن نے مؤمن کو بہت سی خواہشات نفس اور شہوات سے قید میں کر رکھا ہے۔ اس کے اور اس کی ہلاکت خیزیوں کے درمیان حائل ہو کر اسکو مرضیات الٰہی کی طرف لے جا رہا ہے۔ اے معاذ! میں تیرے لئے وہی پسند کرتا ہوں جو اپنے لئے پسند کرتا ہوں۔ اور تجھے ان باتوں سے منع کرتا ہوں جن سے مجھے جبرئیل نے منع کیا۔ پس میں تجھے قیامت کے دن اس حال میں نہ پاؤں کہ خدا نے جو تم کو دیا ہے اس کے ساتھ کوئی اور تم سے زیادہ سعادت مند ہو جائے۔[۲]

۶۰۔ ابو عمرو بن حمدان، حسین بن سفیان، محمد بن یحیٰ بن عبدالکریم، حسین بن محمد، ابی عبداللہ القشیری، ابی حاجب، عبدالرحمن، معاذ مثلہ وعن غالب بن شہر عن معاذ مثلہ وعن مکحول عن عبدالرحمن بن غنم عن حضرت معاذؓ مذکورہ تین سلسلہ اسناد سے بھی اس کے مثل روایت مروی ہے۔[۳] حضرت شیخ رحمہ اللہ فرماتے ہیں اولیاء اللہ حق کے ساتھ محبت رکھتے ہیں۔ اور حق کے ساتھ ہی ان کا مرنا جینا ہوتا ہے۔ حق کے سوا مخلوقات سے اعراض کرتے ہیں اور حق میں مشغول ہو کر تسلی پاتے ہیں۔

۶۱۔ تین باتیں ایمان کی مٹھاس ہیں...... عبداللہ بن جعفر، یونس بن حبیب، ابوداؤد، شعبۃ، اخبرنی قتادۃ، حضرت انسؓ بن مالک نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں فرمایا: تین باتیں جس شخص میں ہوں گی وہ ایمان کی حلاوت پالے گا۔ اللہ اور اس کا رسول ہر چیز سے زیادہ اس کے نزدیک محبوب ہوں۔ اس کو نذر آتش کیا جانا اس سے کہیں زیادہ محبوب ہو کہ وہ کفر میں پڑے جبکہ اللہ نے اس کو کفر سے نکال لیا ہے۔ اور یہ کہ جس سے بھی محبت کرے محض اللہ کے لئے کرے۔[۴]

۱۔ الترغیب والترهیب ۱/۴۷، واتحاف السادة المتقین ۴۷۷/۳، ومجمع الزوائد ۲۸۲/۷ی، وکنز العمال ۲۱۵۴۹.

۲، ۳۔ تفسیر ابن کثیر ۱۹/۸، واتحاف السادة المتقین ۱۰/۲۵، ۱۰۳.

۴۔ صحیح البخاری ۱/۱۰، ۱۲، ۹/۲۵، وصحیح مسلم، کتاب الایمان ۶۷، وسنن النسائی ۹۴/۸، ومسند الامام أحمد ۱۰۳/۳، ۱۷۴، ۲۳۰، وموارد الظمآن ۲۸۵، ومصنف عبد الرزاق ۲۰۳۲۰، وفتح الباری ۱/۶۰، ۶۲، ۷۲، واتحاف السادة المتقین ۵۴۷/۵، والترغیب والترهیب ۱۴/۴، وسنن ابن ماجة ۴۰۳۳.

۶۲ - احمد بن جعفر بن حمدان، عبداللہ بن احمد بن حنبل، ابوہ احمد، عبدالوہاب، ایوب، ابی قلابۃ، حضرت انسؓ سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

تین باتیں جس شخص میں پائی جائیں وہ ایمان کی لذت پائے گا یہ کہ اللہ اور اس کا رسول اس کے نزدیک تمام چیزوں سے زیادہ محبوب ہوں۔ کسی سے محبت کرے تو اللہ ہی کے لئے کرے۔ اور اسلام کی دولت ملنے کے بعد کفر میں جانا ایسا ہی ناگوار ہو جیسا کہ آگ میں جانا ناگوار ہوتا ہے۔[۱]

شیخ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: حضرت معاذؓ وغیرہ کی روایات سے واضح ہوتا ہے کہ تصوف احوال شاقہ اور پاکیزہ اخلاق کا نام ہے۔ (کیفیات والے) احوال صوفیاء کو اپنی سختیوں اور جانفشانیوں کا اسیر بنالیتے ہیں۔ وہ لوگ اخلاق کا علم حاصل کرتے ہیں اور انکو اپنی زندگی کا اسوہ بنالیتے ہیں۔ حق کی خدمت خلوص کے ساتھ بجالاتے ہیں۔ حیرت اور شک کے راستوں سے دور رہتے ہیں۔ حق سے انقطاع اور وقفے سے محفوظ رہنے کی سعی کرتے ہیں۔ حق جل شانہ کے ساتھ ہی انس حاصل کرتے ہیں۔ اسی کے ساتھ آرام اور سکون پاتے ہیں پس وہ لوگ دلوں کے بادشاہ ہیں۔ اپنے نور فراست کے ساتھ امور غیب میں جھانکتے ہیں۔ محبوب ذات کبریاء کا مراقبہ کرتے ہیں۔ حق سے منحرف شخص کا راستہ چھوڑ دیتے ہیں۔ حق کے لئے جنگ کرتے ہیں۔ وہ صحابہ اور تابعین کی راہ کے راہرو ہیں۔ اور ان لوگوں کے ہم سفر ہیں جو انکی راہ پر گامزن ہیں جو ظاہر ابد حال ہیں۔ بقاء وفناء کے راز جانتے ہیں۔ اخلاص اور ریاء کے درمیان تمیز رکھتے ہیں۔ چھوٹے بڑے وساوس اور عزم ونیت کی باریکیوں سے آگاہ ہیں۔ وہ لوگ دل کے بھیدوں کا محاسبہ کرنے والے ہیں۔ رازوں کے امین ہیں۔ نفوس امارہ کی مخالفت پر کمربستہ ہیں۔ غور وفکر اور ذکر واذکار کے ساتھ شیطان وسوسہ انداز سے بچتے ہیں۔ قرب حق کا حصول چاہتے ہیں۔ اور راہ حق کی جدوجہد میں سستی وکمزوری سے احتراز کرتے ہیں۔

ان نفوس قدسیہ کی عزت وحرمت کی اہانت دین سے عاری شخص ہی کرتا ہے۔ انکے احوال کا دعوی بیوقوف شخص کرتا ہے۔ اور انکے عقیدے کو عالی ہمت شخص اپناتا ہے۔ اور ان کی دوستی کا ہاتھ مضبوط شخص پکڑتا ہے۔ پس یہ لوگ آفاق کے سورج ہیں۔ انکی زیارت کیلئے گردنیں اٹھی ہوتی ہیں۔ انہی نفوس قدسیہ کی ہم اقتداء کرتے ہیں اور مرتے دم تک انہی کی طرف دوستی اور محبت کا ہاتھ بڑھاتے رہیں گے۔ حضرت شیخ رحمہ اللہ فرماتے ہیں اب ہم ہر اس صحابی کا ذکر کرتے ہیں جو کسی بھی واقعے اور اچھی صفت کے ساتھ مشہور ہے فتور اور کسل مندی سے محفوظ ہیں۔ اچھی یادگاریں اس کے ساتھ وابستہ ہیں۔ حق کی راہ سے کوئی تعب اور ملال اسکو منحرف کرنے والی نہیں ہے۔ چنانچہ مہاجرین میں سے سب سے پہلے رئیس المہاجرین کے ذکر کے ساتھ ان صفحات کو منور کرتے ہیں۔

نوٹ: مصنف ابونعیم اصفہانی رحمہ اللہ تمام بزرگوں کو سلسلہ وار ذکر فرمائیں گے۔ سب سے پہلے ایک نمبر سے حضرت ابوبکر صدیقؓ کا ذکر خیر شروع ہوگا اور آخر کتاب تک چھ سو اٹھاسی ۶۸۸ بزرگان دین کے اقوال اور عبرت خیز واقعات بیان کریں گے سب سے آخر میں حضرت محمد بن الحسین الخشوعی رحمہ اللہ کا ذکر ہوگا۔

مقدمہ مصنف تمام شد

محمد اصغر غفرہ اللہ

۱۔ صحیح البخاری ۱/۱۰، ۱۲، ۲۵/۹، وصحیح مسلم، کتاب الایمان ۶۷، وسنن النسائی ۹۴/۸، ومسند الامام أحمد ۱۰۳/۳، ۱۷۴، ۲۳۰، وموارد الظمآن ۲۸۵، ومصنف عبد الرزاق ۲۰۳۲۰، وفتح الباری ۶۰/۱، ۷۲، واتحاف السادۃ المتقین ۵۴۷/۵، والترغیب والترھیب ۱۴/۴، وسنن ابن ماجۃ ۴۰۳۳.

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

(۱) حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ[۱]

حضرت ابوبکر صدیقؓ سابق بالتصدیق ملقب بالعتیق اور من جانب اللہ مؤید بالتوفیق ہیں۔ حضر وسفر میں حضور ﷺ کے رفیق ہیں۔ زندگی کے ہر موڑ پر مہربان دوست ہیں...... بلکہ موت کے بعد بھی روضۂ اطہر میں آپ ﷺ کے انیس ہیں۔ خدائے ذوالجلال نے اپنے مقدس کلام میں فخر کے ساتھ آپکو یاد فرمایا جسکی وجہ سے آپ کو تمام لوگوں پر فوقیت حاصل ہوئی اور رہتی دنیا تک آپ کے شرف وبزرگی کا علم بلند رہے گا۔ آپؓ کی بلندی تک کوئی صاحب طاقت وبصارت نظر نہیں اٹھا سکتا۔ پروردگار اپنے مقدس کلام میں فرماتا ہے:

ثَانِيَ اثْنَيْنِ اِذْهُمَا فِي الْغَارِ (سورۃ توبہ ۴۰)

(ابوبکر صدیقؓ) دو میں سے دوسرا تھا جب وہ دونوں غار میں تھے۔

اسی طرح آپؓ کے بارے میں فرمانِ الٰہی ہے:

لَايَسْتَوِىْ مِنْكُمْ مَنْ اَنْفَقَ مِنْ قَبْلِ الْفَتْحِ وَقَاتَلَ

تم میں سے کوئی اس شخص کا ہمسر نہیں ہوسکتا جس نے فتح سے پہلے (راہ خدا میں) خرچ کیا اور قتال کیا۔

اس طرح کی بہت سی آیات واحادیث ہیں جو روزِ روشن کی طرح عیاں ہیں اور آپ کی فضیلت ومنقبت پر دلالت کرتی ہیں۔ ہر صاحب فضل پر آپکی فضیلت بلند ہے۔ ہر مقابل اور حریف پر آپ فائق ہیں۔ تمام حالات میں آپ کی انفرادیت قائم رہی۔ جب جب پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام نے آپؓ کو راہِ حق کی طرف بلایا تو آپ نے فوراً لبیک کہا۔ اور سب کچھ راہِ خدا میں پروانہ وار لٹا کر مال ومتاع سے خالی ہوگئے۔ توحید الٰہی کو قائم کرنا آپ کا ہدف اور نشان منزل تھا۔ جس کی وجہ سے پریشانیوں اور مصیبتوں نے آپ کو ہدف بنالیا۔ دھن دولت سب کچھ چھوڑ چھاڑ کر زاہد بن گئے اور مخلوق سے منہ موڑ کر حق کی راہ پر چل پڑے۔

تصوف کی حقیقت بھی یہی ہے کہ ہزار راستوں کو چھوڑ کر حق کی رسی کو تھام لیا جائے۔

۱۔ طبقات ابن سعد ۲۶/۹، ۲۸، والاصابۃ ۴۸۰۸، والکامل لابن الأثیر ۱۶۰/۲، وتاریخ الطبری ۴۶/۴، وصفۃ الصفوۃ ۸۸/۱، وتاریخ الیعقوبی ۲۶/۲، وتاریخ الخمیس ۱۹۹/۲، والریاض النضرۃ ۴۴، ۱۸۷، ومنهاج السنۃ ۱۱۸/۳، والبدء والتاریخ ۶۲/۵، والاعلام ۱۰۲/۴۔

۶۳۔حضور ﷺ کی وفات کا واقعہ..... مصنف ابونعیم احمد رحمہ اللہ فرماتے ہیں ہمیں ابوبکر بن خلاد نے، انہیں احمد بن ابراہیم بن ملحان نے، انہیں یحییٰ بن بکیر نے بیان کیا، وہ فرماتے ہیں ہمیں لیث بن سعد نے عقیل سے روایت کیا انہوں نے ابن شہاب سے روایت کیا وہ فرماتے ہیں کہ مجھے ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن نے ابن عباسؓ سے روایت کرتے ہوئے خبر دی ہے کہ:

جب رسول اللہ ﷺ کی وفات ہوگئی اور حضرت عمرؓ لوگوں کو خطاب کر رہے تھے اس وقت حضرت ابوبکرؓ تشریف لائے اور حضرت عمرؓ کو فرمایا: بیٹھ جاؤ اے عمر! لیکن حضرت عمرؓ نے شدت جذبات کی وجہ سے بیٹھنے سے انکار کر دیا۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے پھر انکو بیٹھنے کا فرمایا پھر حضرت ابوبکرؓ نے شہادت دی اور لوگوں کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا:

امابعد! تم میں سے جو شخص (محمد رسول اللہ ﷺ) کی عبادت کیا کرتا تھا وہ سمجھ لے کہ بے شک محمد وفات پا گئے ہیں۔ اور جو شخص اللہ کی عبادت کیا کرتا تھا تو اسے جان لینا چاہیے کہ اللہ زندہ ہے کبھی نہیں مرے گا۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

و مامحمد الا رسول قد خلت من قبله الرسل افئن مات أو قتل انقلبتم علی اعقابکم (آیۃ آل عمران ۱۴۴)

اور محمد (ﷺ) تو صرف (خدا کے) پیغمبر ہیں ان سے پہلے بھی بہت سے پیغمبر ہوگزرے ہیں۔ بھلا اگر یہ مر جائیں یا مارے جائیں تو کیا تم الٹے پاؤں پھر جاؤ گے؟ (اور مرتد ہو جاؤ گے) اور جو الٹے پاؤں پھرے گا تو خدا کا کچھ نقصان نہیں کر سکے گا۔ اور خدا شکر گزاروں کو (بڑا) ثواب دے گا۔

حضرت ابن عباسؓ کہتے ہیں اللہ کی قسم: لوگ ایسے محسوس ہو رہے تھے گویا انہوں نے یہ آیت مبارکہ پہلے کبھی سنی نہیں تھی حضرت ابوبکرؓ نے تلاوت کی تو انکو معلوم ہوا۔ پھر تمام لوگوں نے اس آیت مبارکہ کو پلے باندھ لیا اس کے بعد ہم کسی بشر کو اس کے علاوہ کچھ تلاوت کرتے نہ سنتے تھے۔

ابن شہاب راوی فرماتے ہیں: مجھے حضرت سعید بن المسیب تابعی رحمہ اللہ نے خبر دی کہ حضرت عمرؓ بن الخطاب نے فرمایا: اللہ کی قسم! میں نے ابوبکرؓ کو اس آیت کی تلاوت کرتے سنا تو میں (شدت غم سے) گھٹنوں کے بل گر گیا اور میرے قدموں نے میرا بوجھ اٹھانے سے انکار کر دیا اور میں زمین بوس ہو گیا اور مجھے یقین آ گیا کہ رسول اللہ ﷺ انتقال فرما گئے ہیں۔ (انا للہ و انا الیہ راجعون)

شیخ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: حضرت ابوبکرؓ عزت و وفاداری کے پیکر انسان تھے۔

کہا گیا ہے کہ تصوف کی حقیقت: بندہ کا یکتا و تنہا ذات کے ساتھ یکتا و تنہا رہ جانا ہے۔

۶۴۔سلیمان بن احمد، اسحٰق بن ابراہیم، عبدالرزاق، معمر، زہری، عروۃ بن الزبیرؓ کے سلسلہ سند کے ساتھ حضرت عائشہؓ سے منقول ہے وہ فرماتی ہیں:

جب قریش نے ابن الدغنہ کی ذمہ داری حضرت ابوبکرؓ کے متعلق قبول کر لی تو قریش ابن الدغنہ کو بولے کہ: ابوبکر کو کہو کہ وہ اپنے رب کی عبادت اپنے گھر میں کیا کرے۔ اپنے گھر میں جتنی چاہے نماز پڑھے اور جتنا چاہے قرآن پڑھے۔ اور ہم کو ایذاء نہ دے اور اپنے گھر کے علاوہ کہیں نماز کا اعلان (اذان) بھی نہ کیا کرے۔ لہذا حضرت ابوبکرؓ نے اس پر عمل کیا اور اپنے گھر کے صحن میں (جائے نماز یعنی عارضی مسجد) بنالی۔ اسی میں نماز پڑھتے اور قرآن کریم کی تلاوت فرماتے۔ یہاں بھی مشرکین کی عورتیں اور بچے آپ کے اردگرد جمع ہونے لگے۔ وہ آپ کے قرآن پڑھنے کو سنتے اور تعجب کرتے اور آپ کی طرف ٹکٹکی باندھ کر دیکھتے رہتے۔ حضرت ابوبکرؓ قرآن پڑھتے تو آپؓ اپنے آنسوؤں کو نہ روک پاتے اور رو پڑتے تھے۔

اس چیز سے قریش مکہ کو پھر خطرہ لاحق ہوا کہ کہیں انکے بیوی بچے کلام الٰہی کی طرف مائل نہ ہو جائیں۔لہذا انہوں نے دوبارہ ابن الدغنہ کو پیغام دے کر بلوایا اور ابو بکرؓ کے پاس بھیجا۔ابن الدغنہ حضرت ابو بکرؓ کے پاس حاضر ہوئے اور کہنے لگے: اے ابو بکر! آپ جانتے ہیں میں نے آپکی ذمہ داری قبول کی ہے۔لہذا آپ یا تو اسی پر بس کردیں یا میرا ذمہ چھوڑ دیں۔کیونکہ مجھے یہ بات ناپسند ہے کہ عرب لوگ میرے دیئے ہوئے ذمہ کی رسوائی سنیں۔

حضرت ابو بکرؓ نے فرمایا: میں تیرا ذمہ تجھے لوٹاتا ہوں اور اللہ اور اسکے رسول کے ذمہ پر بھروسہ کرتا ہوں۔ان دنوں رسول اللہ ﷺ مکہ میں تھے۔

۶۵-عبداللہ بن محمد، احمد بن علی بن الجارود، عبداللہ بن سعید الکندی، عبداللہ بن ادریس الخولانی، حسین بن محمد، حسن، حمید، جریر، ابو اسحٰق الشیبانی، ابی بکر بن ابی موسیٰ، اسود بن ہلال کے سلسلۂ سند کے ساتھ مروی ہے کہ حضرت ابو بکرؓ نے اپنے ساتھیوں کو فرمایا: ان دو آیتوں کے متعلق تمہارا کیا خیال ہے؟

ان الذین قالوا ربنا اللّٰہ ثم استقاموا (الاحقاف ۱۳)

جن لوگوں نے کہا اللہ ہمارا رب ہے پھر اس پر ڈٹ گئے۔

والذین اٰمنوا ولم یلبسوا ایمانھم بظلم (الانعام ۸۲)

اور جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے اپنے ایمان کو ظلم کے ساتھ نہیں ملایا۔

لوگوں نے جواب دیا: اللہ ہمارا رب ہے اور اس پر مضبوط ہوگئے اور دوسرا دین اختیار نہیں کیا۔اور نہ اپنے ایمان کو گناہ کے ظلم کے ساتھ ملایا۔

حضرت ابو بکرؓ نے فرمایا: تم نے ان آیتوں کو غیر محل پر محمول کیا ہے۔ان آیتوں کا مطلب ہے انہوں نے کہا کہ اللہ ہمارا رب ہے پھر کسی اور کی طرف التفات نہیں کیا۔اور اپنے ایمان کو شرک کے ظلم کے ساتھ خلط ملط نہیں کیا۔

مؤلف شیخ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: حضرت ابو بکر صدیقؓ دنیا کی رنگینیوں سے دور اور آخرت کی یاد میں منہمک رہنے والے تھے۔

تصوف دنیا سے کنارہ کشی اور اس کے مال و متاع سے بے التفاتی کا نام ہے۔

۶۶-احمد بن اسحٰق، ابو بکر بن ابی عاصم، حسن بن علی و فضل بن داؤد، عبدالصمد بن عبدالوارث، عبدالواحد بن زید، اسلم، مرۃ الطیب، زید بن ارقم کے سلسلۂ سند کے ساتھ مروی ہے کہ:

حضرت ابو بکرؓ نے پانی طلب فرمایا: آپ کے پاس ایک برتن لایا گیا جس میں پانی اور شہد ملا ہوا تھا۔حضرت ابو بکرؓ نے پینے کی غرض سے اسکو منہ کے قریب کیا لیکن پھر آپ رو پڑے اور مجلس میں دیگر حاضرین بھی رو پڑے۔آپ چپ ہو گئے لیکن لوگوں کے آنسو نہ تھمے تو آپ پر بھی دوبارہ گریہ طاری ہو گیا۔لوگوں کو خیال آیا کہ اس کیفیت میں تو آپ سے رونے کی وجہ بھی نہیں پوچھی جاسکے گی لہذا وہ خاموش ہوئے تو حضرت ابو بکرؓ کو بھی قدرے سکون میسر ہوا۔پھر لوگوں نے دریافت کیا: کس چیز نے آپ کو رُلایا؟

حضرت ابو بکرؓ نے فرمایا: میں ایک مرتبہ نبی کریم ﷺ کے ساتھ تھا۔آپ ﷺ کسی غیر مرئی چیز (ان دیکھی شئ) کو اپنے سے دور کر رہے تھے اور فرمارہے تھے: پرے ہٹ! پرے ہٹ! حالانکہ میں انکے ساتھ کسی اور کو نہ دیکھ رہا تھا۔میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! میں دیکھ رہا ہوں کہ آپ کسی شئ کو اپنے سے دور فرما رہے تھے جبکہ مجھے آپ کے ساتھ کوئی شئ نظر نہیں آرہی؟ آپ ﷺ نے فرمایا: یہ دنیا تھی جو میرے سامنے بن سنور کر آئی تھی۔میں نے اس کو کہا مجھ سے ہٹ جا تو وہ ہٹ گئی اور کہنے لگی: اللہ کی قسم! آپ تو مجھ سے بچ گئے، لیکن آپ کے بعد آنے والے مجھ سے نہ بچ سکیں گے۔حضرت ابو بکرؓ فرماتے ہیں: اسی سے مجھے خوف پیدا ہوا کہ وہ مجھ پر غالب ہو گئی ہے اور اسی بات نے مجھے رلا دیا۔[۱]

۱۔ اتحاف السادۃ المتقین ۸/ ۸۱، وکنز العمال ۱۸۵۹۸۔

شیخ مصنف رحمہ اللہ فرماتے ہیں: حضرت ابوبکرؓ راہِ حق میں جدو جہد سے نہ ہٹتے تھے اور حدود الٰہی سے تجاوز نہ کرتے تھے۔
قول: تصوف راہِ طریقت میں مالک الملک کی طرف مسلسل جدو جہد کا نام ہے۔

۶۷- ابوبکر صدیقؓ کا کھایا ہوا کھانا قے کرنا...... ابو عمرو بن حمدان، حسن بن سفیان، یعقوب بن سفیان، عمرو بن منصور المصری، عبدالواحد بن زید اسلم الکوفی، مرۃ الطیب کے سلسلہ سند کے ساتھ حضرت زیدؓ بن ارقم سے مروی ہے کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ کا ایک غلام تھا جو کما کر لاتا تھا۔ ایک رات وہ آپ کے پاس کچھ کھانا لایا۔ آپ نے اس میں ایک لقمہ لیا۔ غلام نے کہا: کیا بات ہے آپ ہر رات سوال کرتے تھے آج آپ نے سوال نہیں کیا؟ (کہ یہ کھانا کہاں سے لائے؟) حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا: بھوک نے مجھے نڈھال کر رکھا تھا۔ تم بتاؤ کہاں سے لائے یہ؟ عرض کیا: میں نے زمانہ جاہلیت میں کسی کیلئے تعویز اور جھاڑ پھونک کیا تھا۔ انہوں نے مجھے کچھ دینے کا وعدہ کیا تھا۔ آج جب میں انکے پاس سے گزرا تو انکے ہاں شادی کا کھانا تیار تھا۔ لہذا اس میں سے انہوں نے مجھے بھی دیدیا۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے فرمایا: قریب تھا کہ تو مجھے ہلاک کر دیتا۔ پھر آپ نے اپنا ہاتھ منہ میں ڈالا اور کھایا ہوا قے کرنے لگے۔ لیکن وہ نکل نہ رہا تھا۔ کسی نے کہا یہ پانی سے نکلے گا۔ آپ نے پانی کا برتن منگوایا اور پانی پی پی کر قے کرنے کی کوشش کرتے رہے حتی کہ اسکو باہر پھینک دیا۔ پھر آپ کو کسی نے کہا: اللہ آپ رحم فرمائے یہ (تکلیف) اس لقمے کی نحوست سے پہنچی۔ آپؓ نے فرمایا: اگر یہ لقمہ میری جان لے کر نکلتا تب بھی میں اسکو نکالتا میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے آپ فرما رہے تھے:

ہر جسم جس نے حرام سے پرورش پائی جہنم اس کے لئے زیادہ مستحق ہے[1]

اس سے مجھے خوف ہوا کہیں میرے جسم کی معمولی پرورش بھی اس لقمے سے نہ ہو جائے۔

عبدالرحمن بن القاسم نے اپنے والد قاسم سے انہوں نے حضرت عائشہؓ سے اسکے مثل روایت کیا ہے۔

سکندر بن محمد بن المنکدر نے اپنے والد محمد سے انہوں نے حضرت جابرؓ سے اس کے مثل نقل کیا ہے۔

حضرت شیخ مؤلف رحمہ اللہ فرماتے ہیں: حضرت ابوبکرؓ مشکل کاموں میں سبقت فرماتے تھے کیونکہ ان میں ثواب کی امید زیادہ کی جاتی ہے۔

تصوف خدا کے وصل و شوق کی گرمی میں راحت و سکون پانے اور محبوب سے ملنے کی آس رکھنے کا نام ہے۔

۶۸- محمد بن احمد بن الحسن، بشر بن موسیٰ، حمیدی، سفیان بن عیینہ، ولید بن کثیر، ابن تدرس، اسماءؓ بنت ابی بکرؓ کے سلسلہ سند سے مروی ہے ایک پکارنے والا آلِ ابی بکر کے پاس آیا۔ اس نے ابوبکرؓ کو کہا اپنے ساتھی (محمد ﷺ) کی خیر خبر لو۔ آپ فوراً ہمارے پاس سے نکلے، آپ کے بالوں کی مینڈھیاں بنی ہوئی تھیں۔ آپ مسجد میں داخل ہوئے اور یہ کہہ رہے تھے: افسوس تم لوگوں پر! کیا تم ایسے شخص کے قتل کے درپے ہو جو کہتا ہے: اللہ میرا رب ہے۔ حالانکہ وہ تمہارے رب کی طرف سے کھلی نشانیاں لیکر آیا ہے پس لوگ رسول اللہ ﷺ (کو مارنے) سے ہٹ گئے اور ابوبکرؓ کی طرف متوجہ ہو گئے۔ حضرت ابوبکرؓ ہماری طرف لوٹے تو آپ کا حال یہ تھا کہ آپؓ بالوں کے جس حصے پر ہاتھ پھیرتے وہ آپکے ہاتھ میں آ جاتے اس حالت میں بھی آپؓ کی زبان پر یہ مبارک کلمات جاری تھے تبارکت یا ذالجلال والاکرام، تبارکت یا ذالجلال والاکرام۔ اے ذوالجلال والاکرام تیری ذات بابرکت ہے۔ اے ذوالجلال والاکرام تیری ذات بابرکت ہے۔

---

[1] اتحاف السادۃ المتقین ۵/۲۲۶، ۲/۸، ۱۰، وکشف الخفا ۲/۱۷۶، وکنز العمال ۹۲۵۹، ۹۲۹۵، ۹۲۹۵، والدر المنثور ۲/۲۸۴، والجامع الصغیر ۶۲۹۶، وفیض القدیر ۵/۱۸.

اس میں ایک راوی عبدالواحد بن زید ہے جس کو محدثین نے متروک قرار دیا ہے۔ جس کی بناء پر یہ روایت اس سند کے ساتھ محل کلام ہے۔

حضرت شیخ مؤلف رحمہ اللہ فرماتے ہیں حضرت ابوبکرؓ بڑی چیز (آخرت) کے بدلے میں حقیر چیز (دنیا) کو قربان فرمادیا کرتے تھے۔

قول: تصوف اپنی تمام کوششوں کو نعمتوں کے مالک کے لئے وقف کردینا ہے۔

۶۹- ابوبکر صدیقؓ کی سخاوت...... علی بن احمد بن علی المصیصی، ابوعطاء محمد بن ابراہیم بن صلت الطائی، داؤد بن معاذ، عبدالوارث بن سعید بن یونس بن عبید کے طریق سے حضرت حسن بصریؒ سے مروی ہے کہ حضرت ابوبکرؓ حضور ﷺ کی خدمت اقدس میں صدقہ لیکر حاضر ہوئے اور اس کو مخفی رکھا۔ اور عرض کیا یارسول اللہ! یہ میری طرف سے صدقہ ہے۔ اور بارگاہ الٰہی کے لئے میرے ہاں اور بھی ہے۔ پھر حضرت عمرؓ حضور ﷺ کی خدمت اقدس میں صدقہ لے کر حاضر ہوئے لیکن اسکو ظاہر کردیا اور عرض کیا یارسول اللہ! یہ میری طرف سے صدقہ ہے اور اللہ کے ہاں میرے لئے اس کا بدلہ ہے! حضور اکرم ﷺ نے فرمایا:

اے عمر! تم نے بغیر تانت کے اپنی کمان کو چلہ چڑھانے کی کوشش کی ہے۔

تم دونوں کے صدقے کے درمیان ایسا ہی فرق ہے جیسا کہ تمہاری باتوں کے درمیان فرق ہے۔[1]

حضرت زید بن اسلم نے اپنے والد اسلمؒ کے حوالہ سے حضرت عمرؓ سے انکے مثل نقل فرمایا ہے۔

۷۰- سلیمان بن احمد، علی بن عبدالعزیز، ابوبکر الطلحی، عبید بن غنام، ابوبکر بن ابی شیبہ، ابونعیم، ہشام بن سعد، زید بن ارقم، حضرت زیدؓ بن ارقمؓ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں انہوں نے فرمایا کہ میں نے حضرت عمرؓ بن خطاب کو فرماتے ہوئے سنا کہ رسول اللہ ﷺ نے ہم کو صدقہ کرنے کا حکم فرمایا۔ اتفاق سے اس وقت میرے پاس مال تھا میں نے کہا اگر میں کبھی ابوبکر سے سبقت حاصل کرسکتا ہوں تو آج میں ان سے سبقت حاصل کرکے رہوں گا۔

لہذا اس خیال کے تحت میں اپنا نصف مال لے کر حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ ﷺ نے دریافت فرمایا کہ اپنے گھر والوں کے لئے کیا چھوڑا؟ سو میں نے عرض کیا: اتنا ہی اور ہے۔

جبکہ حضرت ابوبکرؓ اپنے پاس موجود سارا مال لے کر حاضر خدمت ہوگئے۔ ان سے بھی رسول اللہ ﷺ نے دریافت فرمایا: اپنے گھر والوں کے لئے کیا چھوڑا؟ ابوبکرؓ نے فرمایا انکے لئے میں اللہ اور اس کا رسول چھوڑ آیا ہوں۔ حضرت عمرؓ فرماتے ہیں میں نے کہا میں کبھی بھی آپؓ سے کسی چیز میں سبقت حاصل نہیں کرسکتا۔[2]

عبداللہ بن عمر العمری رحمہ اللہ نے نافع عن ابن عمر عن عمر کے طریق سے اسکو روایت کیا ہے۔

حضرت شیخ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: حضرت ابوبکرؓ صفیاء کی صف میں سب سے آگے اور بھائی چارگی میں سب سے زیادہ اخوت پسند تھے۔

قول: تصوف شوق الٰہی میں اطاعت کا طوق گلے میں ڈالنا اور دلوں کی صفائی میں دنیا کی آلودگیوں سے انکو صاف کرنا ہے۔

۷۱- غار ثور کا واقعہ...... عبداللہ بن محمد بن جعفر، محمد بن العباس بن ایوب، احمد بن محمد بن حبیب المؤدب، ابومعاویہ، ہلال بن عبدالرحمن، عطاء بن ابی میمونہ ابومعاذ، حضرت انسؓ بن مالک سے مروی ہے کہ جب غار (ثور) والی رات کا قصہ پیش آیا تو حضرت ابوبکرؓ نے عرض

۱- كنز العمال ۳۲۶۳۳، ۳۵۶۶۶، والجامع الكبير للسيوطي ۱/۷۰۹.

۲- سنن الترمذي ۳۶۷۵، وسنن أبي داؤد ۱۶۷۸، والسنن الكبرى للبيهقي ۴/۱۸۱، واتحاف السادة المتقين ۴/۳۰۱، ۲۵۲/۶، وتخريج الاحياء ۲/۳۵۶، وتفسير ابن كثير ۸/۷۹.

کیا: یارسول اللہ! مجھے اجازت دیجئے کہ میں غار میں پہلے داخل ہوکر سانپ یا کوئی اور موذی شئے ہوتو اس کا بندوبست کرلوں؟ حضور ﷺ نے فرمایا جاؤ۔ لہذا حضرت ابوبکرؓ غار میں داخل ہوکر اپنے ہاتھوں سے (سوراخوں کو) تلاش کر کے بند کرنے لگے۔ جہاں کہیں کوئی بل وغیرہ دیکھتے کپڑا پھاڑ کر اس کا منہ بند فرما دیتے حتیٰ کہ سارا کپڑا اس کام آ گیا۔ لیکن ایک سوراخ باقی رہ گیا۔ وہاں حضرت ابوبکرؓ نے اپنے پاؤں کی ایڑی رکھ دی۔ پھر رسول اللہ ﷺ کو اندر داخل فرمایا۔

حضرت انسؓ فرماتے ہیں جب صبح نمودار ہوئی تو حضور ﷺ نے حضرت ابوبکرؓ سے دریافت فرمایا: اے ابوبکر! تمہارا کپڑا کہاں ہے؟ حضرت ابوبکرؓ نے کپڑے کا ماجرا سنایا تو حضور ﷺ نے اپنے ہاتھ اٹھائے اور بارگاہ الٰہی میں دعا کی! اے اللہ قیامت کے روز ابوبکر کو جنت میں میرے درجے میں جگہ عطا فرما۔ اللہ تعالیٰ نے وحی فرمائی کہ اللہ نے تمہاری دعا قبول کرلی ہے۔[۱]

۷۲۔ محمد بن احمد بن محمد الوراق، ابراہیم بن عبداللہ بن ایوب المخرمی، سلمۃ بن حفص السعدی، یونس بن بکیر، محمد بن اسحٰق، ہشام بن عروۃ، یحییٰ بن عباد بن عبداللہ بن الزبیر، عن ابیہ عباد بن عبداللہ بن زبیر...... حضرت اسماءؓ بنت ابی بکرؓ سے روایت ہے کہ جب حضور ﷺ اور حضرت ابوبکرؓ نے حج کیا تو ابوبکرؓ کا مال حضور ﷺ کے دستِ تصرف میں تھا۔

۷۳۔ ابوبکر بن مالک، عبداللہ بن احمد بن حنبل، مصعب الزبیری، مالک بن انس، زید بن اسلم اپنے والد اسلمؒ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت عمرؓ حضرت ابوبکرؓ کے پاس تشریف لائے تو دیکھا کہ حضرت ابوبکرؓ اپنی زبان مبارک کو پکڑ کر کھینچ رہے ہیں۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا: رک جاؤ۔ اللہ آپ کی مغفرت فرمائے۔ حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا: اس نے مجھے ہلاکتوں میں ڈال دیا ہے۔

۷۴۔ عبدالرحمٰن بن الحسن، ہارون بن اسحٰق، عبدۃ، اسماعیل بن ابی خالد، طارق بن شہاب سے مروی ہے کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ کا فرمان ہے: خوشخبری ہے اس شخص کے لئے جو ناتات میں مرا، پوچھا گیا ناتات کیا ہے؟ فرمایا اوائل اسلام (کی تکالیف کے زمانے) میں،

۷۵۔ عبدالرحمٰن بن الحسن، ہارون بن اسحٰق، ابومعاویۃ، الاعمش، حضرت ابوصالح سے مروی ہے کہ جب خلافت ابوبکرؓ میں اہل یمن کا وفد آیا اور انہوں نے قرآن سنا تو اہل وفد رو پڑے۔ راوی کہتے ہیں: اس پر حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا: اسی طرح (اوائل اسلام میں) ہمارا حال تھا پھر قلوب پر سختی طاری ہوگئی۔

صاحب حلیہ فرماتے ہیں قست القلوب کے معنیٰ دل مضبوط ہوگئے اور اللہ کی معرفت پر مطمئن ہوگئے۔

حضرت ابوبکرؓ کے الفاظ ہیں "ھکذا کنا ثم قست القلوب" مذکورہ دونوں معنی اس سے مراد لئے جاسکتے ہیں (مترجم)

۷۶۔ حسین بن محمد بن سعید، محمد بن عزیز، سلامۃ بن روح، عقیل، ابن شہاب، عروۃ بن الزبیر اپنے والد حضرت زبیرؓ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابوبکرؓ نے ایک مرتبہ لوگوں کو خطبہ دیا اور فرمایا: اے مسلمانوں اللہ عزوجل سے حیا کرو۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے جب میں کھلی فضا میں حاجت کے لئے جاتا ہوں تو خدا سے حیا و شرم کرتے ہوئے اپنے اوپر کپڑا ڈال لیتا ہوں۔

ابن المبارک رحمہ اللہ نے یونس سے اس کے مثل روایت کی ہے۔

۷۷۔ احمد بن جعفر بن حمدان، عبداللہ بن احمد بن حنبل، احمد بن حنبل، وکیع، مالک بن مغول، ابی السفر سے مروی ہے کہ جب حضرت ابوبکرؓ بیمار پڑے تو لوگ آپکی عیادت کے لئے حاضرِ خدمت ہوئے اور عرض کیا: اگر آپ اجازت دیں تو ہم آپکے لئے طبیب کا بندوبست کردیں؟ فرمایا: طبیب مجھے دیکھ چکا ہے۔ لوگوں نے استفسار کیا: پھر اس نے کیا تجویز کیا؟ فرمایا: اس نے کہا ہے: انی فعال لما ارید ...... میں جو چاہتا ہوں کرتا ہوں۔

---

[۱] اتحاف السادۃ المتقین ۶/۲۵۲، ۷/۶۸، والدر المنثور ۳/۲۴۲، وکنز العمال ۳۲۶۲۵، والجامع الکبیر للسیوطی برقم ۹۹۳۸.

۷۸-سلیمان بن احمد، ابوالزنباع، سعید بن عفیر، علوان بن داؤد البجلی، حمید بن عبدالرحمٰن بن عوف، صالح بن کیسان، حمید بن عبدالرحمٰن بن عوف اپنے والد حضرت عبدالرحمٰنؓ بن عوف سے نقل کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں کہ میں حضرت ابوبکرؓ کے مرض الوفات میں آپکے پاس حاضر ہوا اور آپ کو سلام کیا۔ حضرت ابوبکرؓ نے (جواب کے بعد) فرمایا: میں نے دنیا کو دیکھا وہ متوجہ ہو چکی ہے لیکن ابھی پوری طرح آئی نہیں ہے، عنقریب وہ آ جائے گی۔ اور تم ریشم کے پردے بناؤ گے۔ دیباج کے تکیے بناؤ گے۔ اون کے تکیوں اور بستروں سے تکلف محسوس کرو گے، اسکو تم سعدان کے کانٹوں کی طرح سمجھو گے۔ اللہ کی قسم تم میں سے کسی کی ناحق گردن ماردی جائے میرے نزدیک یہ اس سے بہت بہتر ہے کہ وہ دنیا کی ایسی تاریکیوں میں بھٹکتا پھرے۔

۷۹-ابوبکر بن مالک، عبداللہ بن احمد بن حنبل، احمد بن حنبل، ولید بن مسلم، الاوزاعی، یحییٰ بن ابی کثیر رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ حضرت ابوبکرؓ اپنے خطبہ میں فرمایا کرتے تھے: کہاں ہیں خوبصورت چہروں والے؟ جو اپنی جوانیوں پر ناز کرتے تھے؟ کہاں ہیں وہ بادشاہ، جنہوں نے شہر بنائے اور انکے گرد فصیلوں کے ساتھ قلعے تعمیر کئے؟ کہاں ہیں وہ فاتحین، کامیابی جنگوں میں جنکے قدم چومتی تھی؟ زمانے نے ان کا نام ونشان مٹاڈالا۔ اب وہ قبروں کے گھور اندھیروں میں پڑے ہیں۔ افسوس! افسوس! نجات! نجات!۔

۸۰-حضرت ابوبکرؓ کا خطبہ...... عبداللہ بن محمد، محمد بن ابی سہل، عبداللہ بن ابی شیبہ، محمد بن فضیل، عبدالرحمٰن بن اسحٰق، عبداللہ القرشی، عبداللہ بن عکیم سے مروی ہے وہ فرماتے ہیں ایک مرتبہ حضرت ابوبکرؓ نے ہمیں خطبہ دیا اور فرمایا امابعد!

میں تم کو اللہ کے تقوی کی وصیت کرتا ہوں اور تم کو تاکید کرتا ہوں کہ اس کی حمد وثناء کرو جس کا وہ اہل ہے۔ خدا سے امید وبیم کی حالت میں رہو، خدا سے الحاح وزاری کے ساتھ سوال کرو۔ اسی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے ذکریا علیہ السلام اور انکے اہل بیت کی تعریف کرتے ہوئے فرمایا: **انهم كانوا يسارعون فى الخيرات ويدعوننا رغباً ورهباً وكانوا لنا خاشعين** . (الانبیاء ۹۰)

یہ لوگ بڑھ چڑھ کر نیکیاں کرتے تھے۔ اور ہمیں امید وخوف سے پکارتے تھے اور ہمارے آگے عاجزی کیا کرتے تھے۔

پھر حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا: اے اللہ کے بندو! جان لو، اللہ تعالیٰ نے اپنے حق کے بدلے تمہاری جانوں کو گروی رکھ لیا ہے۔ اس پر تم سے بھاری عہد و پیمان بھی لئے ہیں۔ تم سے تھوڑی سی فانی زندگی خرید لی ہے۔ اور باقی رہنے والی بہت سی زندگی تم کو بخش دی ہے۔ یہ تمہارے بیچ اللہ کی کتاب ہے اسکے عجائبات کبھی ختم نہیں ہوسکتے۔ اس کا نور کبھی بجھ نہیں سکتا۔ اس کی بات کی تصدیق کرو۔ اس سے نصیحت حاصل کرو۔ تاریکی کے دن کے لئے اس سے نور بصیرت حاصل کرلو۔ اللہ نے تم کو عبادت کے لئے پیدا فرمایا ہے۔ تم پر کراماً کاتبین نگران مقرر کردیے ہیں۔ جو تم کرتے ہو وہ انکے علم میں ہے۔ بندگان خدا! جان لو، تم ایک مقررہ وقت کی طرف صبح وشام کررہے ہو۔ جس کا علم تم سے مخفی رکھا گیا ہے۔

اگر تم سے ہو سکے کہ تمہاری عمر اس حال میں پوری ہو کہ تم اللہ کے کام میں مشغول ہو تو ایسا ضرور کرو اور یہ اللہ کی توفیق کے بغیر ممکن نہیں ہے لہذا تم موت آنے سے قبل بڑھ چڑھ کر نیکی کرتے رہو۔ کہیں برے اعمال پر تمہارا انجام بد نہ ہو جائے۔ بہت سے لوگوں نے اپنی عمریں دوسروں کے لئے داؤ پر لگادیں جبکہ اپنی ذات کو بھول گئے۔ میں تم کو روکتا ہوں کہ تم انکے مثل نہ بن جانا۔ خبردار! خبردار! نجات! نجات! موت تمہارے تعاقب میں ہے، جو تیزی سے آن دبوچے گی۔

۸۱-سلیمان بن احمد، علی بن عبدالعزیز، ابوعبید القاسم بن سلام، ازہر بن عمیر، ابوالہذیل، عمرو بن دینار رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ حضرت ابوبکرؓ نے خطبہ دیتے ہوئے فرمایا: میں تمہیں وصیت کرتا ہوں کہ خدارا! اپنے فقر وفاقہ (اور ہر حال) میں اس سے ڈرتے رہو، اور اسکی حمد وثناء کرتے رہو جس کا وہ اہل ہے۔ اس سے اپنے گناہوں کی بخشش مانگتے رہو بے شک وہ بہت زیادہ بخشنے والا ہے۔

راوی کہتے ہیں اس کے بعد حضرت ابوبکرؓ نے گزشتہ عبداللہ بن علیم کی روایت کی طرح ارشاد فرمایا پھر فرمایا:

جان لو! کہ جو عمل خالصتاً اللہ کے لئے تم نے کیا ہو بس وہی تم نے اپنے رب کی عبادت کی ہے اور اپنے حق کی حفاظت کر لی ہے۔ پس گزرتے دنوں میں اپنے لئے اعمال کا توشہ تیار کر لو۔ اور نوافلوں کا ذخیرہ اکٹھا کر لو۔ پس تمہارے فقر و حاجت کے وقت یہ سب تمہارے کام آئیں گی۔ اے اللہ کے بندو! سوچ بچار تو کرو۔ تم سے پہلے لوگ کل کہاں تھے اور آج کہاں ہیں؟ کہاں ہیں وہ شاہان دنیا؟ جنہوں نے زمین کے سینے کو چاک کیا اور اس پر آباد کاری کی؟ آج ان کا نام و نشان تک نہیں، آج وہ یوں ہیں گویا کبھی تھے ہی نہیں، اور وہ قبروں کی تاریکیوں میں پڑے ہیں۔

فتلک بیوتھم خاویۃ بماظلموا (النمل ۵۲)

یہ دیکھو ان کے گھر خالی اور ویران پڑے ہوئے ہیں۔ انکے ظلم کے سبب سے۔

ھل تحس منھم من احد او تسمع لھم رکزا (مریم ۹۸)

کیا تم ان میں سے کسی ایک کو بھی محسوس کرتے ہو یا کسی کی آہٹ بھی سنتے ہو؟

کہاں ہیں تمہارے وہ دوست اور بھائی بند؟ جن کو تم پہچانتے تھے؟ وہ اپنے کئے کو پہنچ گئے۔ کوئی شقاوت کو پہنچا تو کسی نے سعادت پالی۔ اللہ اور اس کی مخلوق میں سے کسی کے درمیان کوئی رشتہ داری یا قرابت نہیں ہے، جس کی وجہ سے وہ خدا سے خیر پالے۔ یا اپنے سے کوئی برائی دفع کر لے۔ اس کا راستہ تو صرف اس کی اطاعت اور اتباع ہے۔ دیکھو! وہ نیکی نیکی نہیں ہے جس کی پاداش جہنم ہو۔ وہ شر شر نہیں ہے جس کا بدلہ جنت ہو۔ بس مجھے یہ ہی کہنا تھا اور میں اللہ سے اپنے لئے اور تمہارے لئے مغفرت کا طالب ہوں۔

۸۲-سلیمان بن احمد، احمد بن عبدالوہاب بن نجدۃ، ابوالمغیرۃ، حریز بن عثمان، نعیم بن نحمۃ سے منقول ہے، فرماتے ہیں حضرت ابوبکرؓ کے فرمودات خطبہ میں سے ہے:

لوگو! کیا تم کو معلوم ہے تم ایک مقررہ مدت کی طرف صبح و شام کرتے ہوئے پیش قدمی کر رہے ہو؟ پھر آپؓ نے گزشتہ سے پیوستہ عبداللہ بن حکیم والی روایت کے ارشادات بیان فرمائے۔

پھر فرمایا: اس بات میں کوئی خیر نہیں ہے جس سے اللہ کی رضا مطلوب نہ ہو۔ اس مال میں کوئی خیر نہیں ہے جو اللہ کی راہ میں خرچ نہ کیا جائے۔ اس شخص میں کوئی خیر نہیں ہے، جس کی جہالت اس کی بردباری پر غالب آ جائے۔ اور اس شخص میں بھی کوئی خیر (کا ذرہ) نہیں جو اللہ کے بارے میں کسی ملامت زن کی پرواہ کرے۔

۸۳-محمد بن احمد بن الحسن، بشر بن موسیٰ، خلاد بن یحییٰ، فطر بن خلیفہ، عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن سابط سے مروی ہے کہ جب حضرت ابوبکرؓ کی وفات کا وقت قریب آیا تو آپ نے حضرت عمرؓ کو بلایا۔ اور فرمایا: اے عمر! اللہ سے ڈر۔ جان لے! اللہ کا کوئی حکم جو دن میں ادا کرنا ضروری ہے اللہ اس کو رات میں قبول نہ فرمائے گا۔ اور رات کا عمل دن میں قبول نہ فرمائے گا۔ اور پروردگار کسی نفل کو قبول نہ فرمائیں گے جب تک فرض ادا نہ کر لیا جائے۔ اور نامۂ اعمال ان لوگوں کا بھاری ہوگا جنہوں نے دنیا میں حق کی اتباع کر کے آخرت میں نیکیوں کا پلہ جھکا لیا۔ اور میزان ان پر غالب آ گیا۔ اور قیامت کے دن ان لوگوں کا نامۂ اعمال ہلکا رہ جائے گا جنہوں نے دنیا میں باطل کی اتباع کر کے آخرت میں اپنا نامہ اعمال ہلکا کر دیا اور میزان میں وہ ہلکے رہ گئے۔ اور کل جس میزان میں حق رکھا جائے اس پر لازم ہے کہ وہ بھاری ہو جائے۔ اور کل جس میزان میں باطل رکھا جائے گا اس پر لازم ہے کہ وہ ہلکی رہے۔ دیکھو اللہ تعالیٰ نے اہل جنت کا ذکر انکے اچھے اعمال کے ساتھ کیا ہے اور انکی سیئات سے درگزر کر لیا ہے، پس جب میں ان کو یاد کرتا ہوں تو ڈرتا ہوں کہیں ان میں داخل ہونے سے رہ نہ جاؤں اور اللہ تعالیٰ نے اہل جہنم کا ذکر انکی برائیوں کے ساتھ فرمایا ہے اور ان کی نیکیوں کو ان پر رد کر دیا ہے، سو جب انکو یاد

کرتا ہوں تو خوف آتا ہے کہیں ان میں شامل نہ ہو جاؤں۔

بندہ کو خدا سے امید اور ڈر دونوں رکھنے چاہئیں، بے جا امیدیں باندھنے سے احتراز کرے اور اس کی رحمت سے مایوس بھی ہرگز نہ ہو۔

سو اگر تو نے میری ان باتوں کو یاد رکھا تو موت سے زیادہ کوئی چیز تجھے اچھی نہ ہوگی اور اگر ان وصیتوں کو ضائع کر دیا تو موت سے زیادہ کوئی چیز تجھے مبغوض نہ ہوگی۔ حالانکہ موت سے تو چھٹکارا نہیں پا سکتا۔

۸۴- عبدالرحمٰن بن حسن، جعفر بن محمد الواسطی، خالد بن مخلد، سلیمان بن بلال، علقمۃ بن ابی علقمۃ، حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں: میں نے ایک مرتبہ (نئے) کپڑے پہنے اور گھر میں آتے جاتے اپنے دامن کو دیکھنے لگی یوں کپڑوں کی طرف میری توجہ مبذول ہوگئی۔ حضرت ابوبکرؓ میرے پاس تشریف لائے اور فرمایا: اے عائشہ! تو جانتی ہے کہ اس وقت اللہ تعالیٰ نے تجھ سے اپنی نظر ہٹالی ہے؟

۸۵- احمد بن السندی، حسن بن علویۃ، اسماعیل بن عیسیٰ، اسحٰق بن بشر، ابن سمعان، محمد بن زید، حضرت عروۃ بن زبیرؓ سے مروی ہے حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں ایک مرتبہ میں نے اپنی نئی چادر زیب تن کی اور اس کو دیکھنے لگی، مجھے وہ پسند آ گئی، حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا: کیا دیکھ رہی ہے! اللہ تعالیٰ تجھے نہیں دیکھ رہے۔ میں نے عرض کیا وہ کیوں؟ فرمایا: کیا معلوم نہیں کہ جب کسی بندہ کے دل میں دنیا کی زیب و زینت کی وجہ سے عجب پیدا ہو جائے پروردگار عزوجل اس سے ناراض ہو جاتے ہیں، حتیٰ کہ وہ اس چیز سے الگ ہو جائے، حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں میں نے وہ چادر اتار دی اور صدقہ کر دی، حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا: ممکن ہے اب یہ تمہارے اس گناہ کا کفارہ بن جائے۔

۸۶- ابوبکر بن مالک، عبداللہ بن احمد بن حنبل، احمد بن حنبل، ابوالمغیرۃ، عتبہ، ابوضمرۃ حبیب بن ضمرۃ فرماتے ہیں حضرت ابوبکر صدیقؓ کے ایک فرزند کی وفات کا وقت قریب آ گیا۔ وہ جوان بار بار تکیے کی طرف دیکھ رہا تھا، پھر جب اس کی وفات ہو چکی تو لوگوں نے حضرت ابوبکرؓ سے عرض کیا: ہم آپ کے بیٹے کو دیکھ رہے تھے کہ وہ تکیہ کی طرف متوجہ ہو رہا ہے۔ پھر لوگوں نے وہ تکیہ اٹھایا تو اس کے نیچے سے پانچ یا چھ دینار برآمد ہوئے۔ حضرت ابوبکرؓ نے اپنے ہاتھ پر ہاتھ مارا اور انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھی اور (افسوس کے ساتھ) فرمایا: میرا نہیں خیال کہ تیری کھال اس کی (سزا کی) گنجائش رکھتی ہوگی۔

۸۷- ابوبکر محمد بن احمد بن محمد، احمد بن محمد بن عمر، محمد بن ہشام، ابوابراہیم الترجمانی، عاصم بن طلیق، ابن سمعان، ابوبکر بن محمد الانصاری سے مروی ہے حضرت ابوبکرؓ کو کہا گیا اے خلیفۂ رسول! کیا آپ اہل بدر کو (سرکاری کاموں پر) عامل نہیں بنائیں گے؟ حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا: میں ان کا مرتبہ دیکھتا ہوں تو مجھے یہ بات ناپسند محسوس ہوتی ہے کہ انکو دنیا (کی آلودگیوں) میں ملوث کروں۔

۸۸- محمد بن احمد بن الحسن، محمد بن عثمان بن ابی شیبہ، عمہ ابوبکر، سعید بن عمر، سفیان، اسماعیل، حضرت قیس سے مروی ہے کہ ابوبکرؓ نے حضرت بلالؓ کو پانچ اوقیہ سونے میں خریدا جبکہ وہ پتھروں سے مارے جاتے تھے۔ فروخت کرنے والوں نے کہا: اگر آپ صرف ایک اوقیہ پر ہی اڑ جاتے تو ہم اس کو ایک اوقیہ کے بدلے بھی فروخت کر دیتے۔ حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا اگر تم سو اوقیہ سے کم پر رضامند نہ ہوتے تب بھی میں اس کو خرید کر رہتا۔

حضرت ابوبکر صدیقؓ کا ذکر خیر مکمل ہوا۔

(۲) عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضرت مؤلف رحمۃ اللہ فرماتے ہیں: امت کے عظیم انسان حضرت عمر فاروقؓ عالی مقام اور بلند شان کے مالک تھے۔ اللہ نے آپ کے ذریعے اپنے حبیب صادق ومصدوق کی دعوت حقہ کو غلبہ عطا فرمایا۔ آپؓ کے ذریعہ حق اور لغویات کے درمیان فرق کیا۔ آپ علیہ السلام کو انکے ذریعے تقویت بخشی۔ حضرت فاروقؓ نے حضور علیہ السلام کے لئے توحید کے میدانوں کو ہموار کیا۔ مصائب کے منہ بند کئے۔ آپؓ کے طفیل دعوتِ اسلام کو سربلندی نصیب ہوئی۔ اللہ کا کلمہ مضبوط ہوگیا۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت عمرؓ کو عسکری قوت وشوکت عطا فرمائی جس کی بدولت دنیا میں اسلام کی حکومت راسخ ہوگئی۔ توحید کے لئے مسلمانوں کی پست آواز بلند ہوگئی۔ مسلمان اپنے کمزور حال ہونے کے بعد ثابت قدم اور مضبوط ہوگئے۔ اللہ کی طرف سے آپؓ کو حق الیقین ایمان نصیب ہوا جس کی بدولت آپ نے مشرکین کی تمام چالیں ان پر الٹ دیں۔ آپؓ نے انکی کثرت اور طاقت کی طرف کبھی التفات نہ فرمایا۔ انکی روک ٹوک اور دادودہش کی کبھی پروانہ کی۔ صرف اس ذات پر بھروسہ کیا جو سب کی خالق اور سب کو کافی ہے۔ اور اس ذات سے مدد حاصل کی جو کفار کی بیخ کنی کرنے والی اور انکا علاج کرنے والی ہے۔ آپؓ نے اس بوجھ کو اٹھایا جو رسول علیہ السلام نے اٹھایا تھا۔ اور شدائد ومصائب پر صبر کیا کیونکہ اسی میں خدا کا وصل مضمر ہے۔ اور آپؓ نے ہر پروردۂ عیش وعشرت سے دوری اختیار کی اور ہر اس شخص کو گلے لگایا جس نے دین کے لئے اپنے آپ کو پیش کیا۔

آپؓ تمام صحابہ کے درمیان باطل پرستوں سے برسرپیکار رہنے کے لئے آگے آگے تھے۔
آپؓ کی رائے انجانے میں خدا کے حکم کے موافق ہوتی تھی۔

سکینہ (اور خدا تعالیٰ کی تائید ونصرت) آپ کی زبان کے ساتھ بولتی تھیں۔ حکمت وبصیرت آپکے بیان سے مترشح ہوتی تھی۔ آپؓ حق کی طرف مائل اور حق کے لئے برسرپیکار رہتے تھے۔ دوسروں کے بوجھوں کو اٹھانے والے تھے۔ اللہ کے حکم کی تعمیل میں کسی نفع کو خاطر میں نہ لاتے تھے۔

کہا گیا ہے: تصوف مصیبتوں میں مشقتوں کو برداشت کرنے کا نام ہے۔

۸۹- ابو محمد عبداللہ بن جعفر بن احمد بن فارس، یونس بن حبیب، ابوداؤد، زہیر، ابی اسحٰق، حضرت براءؓ سے مروی ہے فرمایا: احد کے دن ابوسفیان بن حرب مسلمانوں کے پاس آیا اور آواز دے کر پوچھا کیا تم میں محمد ہیں؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اس کو جواب نہ دو۔ ابوسفیان نے پھر آواز لگائی، کیا تم میں محمد ہیں؟ لوگوں نے کوئی جواب نہ دیا۔ ابوسفیان نے تیسری مرتبہ پھر وہی سوال دھرایا۔ کیا تم میں محمد ہیں؟ لوگوں نے پھر کوئی جواب نہ دیا۔ اسکے بعد اس نے سوال کیا: کیا تمہارے درمیان ابن ابی قحافہ (ابوبکر صدیق) ہیں؟ لوگوں نے کوئی جواب نہ دیا۔ اس نے تین مرتبہ یہ سوال دھرایا۔ اس کے بعد پوچھا کیا تم میں عمر بن الخطاب ہیں؟ تین مرتبہ یہ سوال بھی دھرایا مگر

ا۔ الکامل لابن الأثیر ۹/۳ ا، وتاریخ الطبری ۱/۱۸۷، ۲/۲۷، ۳/۲، ۸۲، وتاریخ الیعقوبی ۱/۱۰۱، وتاریخ الخمیس ۱/۲۵۹، ۲، ۲۳۹، واخبار القضاۃ لوکیع ۱/۱۰۵، والبدء والتاریخ ۵/۸۸، ۱۶۷، والکنی والأسماء ۱/۷، والاسلام والحضارۃ العربیۃ ۲/۱۱۱، ۳۶۴، والاعلام ۵/۴۶.

کوئی جواب نہ آیا؟ پھر ابوسفیان کہنے لگا: شاید یہ سب پورے ہو چکے ہیں (شہید ہو چکے ہیں)۔ اس بات پر حضرت عمر بن الخطاب اپنے آپ پر قابو نہ رکھ سکے اور بولے اے اللہ کے دشمن تو جھوٹ بولتا ہے۔ یہ رہے رسول اللہ ﷺ اور ابوبکر! اور ہم سب زندہ ہیں۔ ہماری طرف سے تجھ کو بھی ایک برا دن دیکھنا نصیب ہوگا۔ ابوسفیان نے کہا: یہ دن بدر والے دن کا جواب ہے۔ اور جنگ ڈول کی مانند ہے۔ پھر بولا: ہبل کی جے، ہبل کی جے۔ (ہبل مشرکین کا ایک بت تھا)۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اس کو جواب دو لوگوں نے استفسار کیا: یارسول اللہ! کیا جواب دیں۔ فرمایا: کہو (اللہ اعلی واجل) اللہ کی شان بلند اور عظیم ہے۔

(لوگوں نے یہ جواب دیا تو) ابوسفیان نے دوسرا نعرہ بلند کیا "لنا العزی ولا عزی لکم" ہمارے پاس عزیٰ (بت) ہے جو تمہارے پاس نہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اس کو جواب دو لوگوں نے دریافت کیا: یارسول اللہ! کیا جواب دیں؟ فرمایا: کہو "اللہ مولانا ولا مولیٰ لکم" اللہ ہمارا رب ہے اور تمہارا کوئی رب نہیں۔[1]

۹۰- عبداللہ بن ابراہیم بن ایوب، ابومعشر الدارمی، عبدالواحد بن غیاث، حماد بن سلمۃ النبانی، حضرت عکرمہؓ سے مروی ہے ابوسفیان بن حرب نے جب نعرہ لگایا: ہبل کی جے۔ تو رسول اللہ ﷺ نے عمرؓ بن خطاب کو فرمایا کہو: "اللہ اعلیٰ واجل" اللہ اعلیٰ و بزرگ ہے۔ ابوسفیان نے (یہ سن کر) کہا "لنا عزی ولا عزی لکم" ہمارا عزیٰ ہے تمہارا عزیٰ نہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے عمرؓ کو فرمایا کہو: "اللہ مولانا والکفرون لا مولیٰ لھم" اللہ ہمارا آقا و مالک ہے اور کافروں کا کوئی آقا و مالک نہیں۔[2]

۹۱- فاروق الخطابی، زیاد الخلیلی، ابراہیم بن المنذر، محمد بن فلیح، ہارون، موسیٰ بن عقبۃ، ابن شہاب الزہری سے مروی ہے کہ احد کے دن ابوسفیان نے نعرہ مارا: ہبل کی جیت اور یوں وہ اپنے معبودوں کے ساتھ فخر کرنے لگا۔ حضرت عمرؓ نے عرض کیا: یارسول اللہ! سنیں یہ دشمن خدا کیا کہہ رہا ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم بھی پکارو: اللہ ہی کی فتح ہے وہی سب سے بزرگ و برتر ہے۔[3]

حضرت شیخ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: حضرت عمرؓ چونکہ جرات اور بہادری میں اپنی مثال آپ تھے اس لئے آپ ﷺ نے دشمن کو للکارنے کے لئے آپؓ کو منتخب فرمایا: نیز رفاقت نبوت میں عمرؓ کے جوہر بے مثال آپ علیہ السلام پر عیاں تھے اور توحید کے لئے عمرؓ کی شدت تو سب پر عیاں تھی جس سے شفقت نبوت نے بھی روک ٹوک نہیں فرمائی اس لئے یہ خصوصیت آپ ہی کا حق تھی۔

حضرت عمر دین کا علی الاعلان اظہار فرماتے تھے۔ جبکہ نیکی کے اعمال کو مخفی رکھتے تھے۔

تصوف نام ہے پوشیدہ حق کو ظاہر کرنے کا۔

۹۲- حضرت عمرؓ کا واقعۂ اسلام...... محمد بن احمد بن الحسن، محمد بن عثمان بن ابی شیبہ، عمہ ابوبکر بن ابی شیبۃ، یحییٰ بن یعلی الاسلمی، عبداللہ بن المؤمل، ابی الزبیر، حضرت جابرؓ سے مروی ہے وہ حضرت عمرؓ بن الخطاب کا قول انہی سے نقل فرماتے ہیں کہ حضرت عمرؓ نے فرمایا: میرے اسلام کی ابتداء یوں پیش آئی کہ ایک مرتبہ میری ہمشیرہ کو درد زہ لاحق ہوا پس میں گھر سے نکل کر بیت اللہ پہنچا، آ کر غلاف کعبہ کو تھاما یہ ایک سیاہ رات کا واقعہ ہے۔

اسی اثناء میں نبی کریم ﷺ بیت اللہ میں تشریف لائے اور حجر اسود کے پاس پہنچے آپ نے اپنے نعلین مبارک زیب قدم کئے ہوئے تھے۔ پھر آپ نے اللہ کی توفیق کے بقدر نماز ادا فرمائی اور لوٹ گئے۔ میں نے کوئی ایسی عجیب آواز سنی جو اس سے پہلے کبھی

---

[1] صحیح البخاری ۴/۸۰، ومسند الامام أحمد ۱/۲۶۳، ۲۹۳، ودلائل النبوۃ للبیھقی ۳/۲۱۳، وتاریخ ابن عساکر ۶/۳۹۸، (التھذیب) وفتح الباری ۷/۳۴۹، وتفسیر القرطبی ۹/۷۶.

[2] دلائل النبوۃ للبیھقی ۳/۲۱۳، صحیح البخاری ۴/۸۰، ومسند الامام أحمد ۱/۲۶۳، ۲۹۳، ودلائل النبوۃ للبیھقی ۳/۲۱۳، وتاریخ ابن عساکر ۶/۳۹۸، (التھذیب) وفتح الباری ۷/۳۴۹، وتفسیر القرطبی ۹/۷۶.

میرے کانوں میں نہ پڑی تھی۔ چنانچہ میں بھی بیت اللہ سے نکل کر آپ کے تعاقب میں روانہ ہوگیا۔ آپ ﷺ نے آواز دی کون ہے؟ میں نے کہا: عمر! آپ ﷺ نے فرمایا: اے عمر! تو مجھے رات میں چھوڑتا ہے نہ دن میں (ہر وقت در پے ایذاء رہتا ہے) حضرت عمرؓ فرماتے ہیں مجھے شدید خوف محسوس ہوا کہ کہیں آپ مجھ پر کوئی بددعا نہ کردیں۔ چنانچہ میں نے کلمہ شہادت پڑھ لیا۔

اشھد ان لاالٰہ الااللہ وانک رسول اللہ

حضور ﷺ نے مجھے فرمایا: اس کو چھپائے رکھنا۔ میں نے عرض کیا: قسم ہے اس پاک ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا میں نے شرک کا جس طرح علی الاعلان ارتکاب کیا حق کا بھی خوب اعلان کروں گا۔[۱]

۹۳- محمد بن احمد بن الحسن، محمد بن عثمان بن ابی شیبۃ، عبدالحمید بن صالح، محمد بن ابان، اسحٰق بن عبداللہ بن ابان بن صالح، مجاہد، ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ میں نے حضرت عمرؓ سے دریافت کیا کہ آپ کو کس وجہ سے فاروق کہا جاتا ہے؟ فرمایا: مجھ سے تین روز قبل حضرت حمزہؓ نے اسلام قبول کرلیا تھا۔ پھر اللہ نے مجھے بھی اسلام کے لئے شرح صدر فرمادیا۔ تب میں نے کہا: "اللہ لاالٰہ الا ھو لہ الاسماء الحسنیٰ" اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں تمام اچھے نام اسی کو لائق ہیں۔ پھر روئے زمین پر کوئی جان مجھے رسول اکرم ﷺ سے محبوب نہیں رہی۔ پھر میں نے پوچھا: محمد کہاں مل سکتے ہیں؟ میری ہمشیرہ نے کہا آپ ﷺ صفاء پر ارقمؓ بن ارقم کے گھر ہیں۔ میں وہاں پہنچا تو حضرت حمزہؓ حضور کے دیگر رفقاء کے ساتھ آپ کی خدمت میں تھے۔ رسول اکرم ﷺ اندر کمرے میں تشریف فرما تھے۔ میں نے دروازے پر دستک دی تو رفقاءِ رسول ﷺ باہر آئے۔ حضرت حمزہؓ نے ان سے پوچھا: تمہیں کیا ہوا؟ انہوں نے کہا: عمر آئے ہیں۔ یہ سن کر رسول اکرم ﷺ باہر نکل آئے اور عمر کے کپڑوں کو کھینچ کر چھوڑ دیا۔ شدت ہیبت کا عمر پر ایسا غلبہ ہوا کہ وہ گھٹنوں کے بل گر گئے۔ پھر سرکار دوعالم ﷺ نے پوچھا: اے عمر! تم باز نہیں آؤ گے؟ حضرت عمرؓ فرماتے ہیں : میں نے فوراً کلمہ پڑھ لیا۔

اشھدان لاالٰہ الااللہ وحدہ لاشریک لہ واشھدان محمداً عبدہ ورسولہ۔

یہ سننا تھا کہ دارارقم میں موجود تمام رفقاءِ رسول نے اس قدر زور سے اللہ اکبر کہا کہ مسجد حرام میں موجود لوگوں نے اس کی بازگشت سنی۔

حضرت عمرؓ فرماتے ہیں پھر میں نے خدمت اقدس میں عرض کیا یارسول اللہ! ہم مریں یا جئیں! کیا ہم ہر حال میں حق پر نہیں ہیں؟ آپ نے ارشاد فرمایا قسم ہے میری جان کے مالک کی! تم مرو یا جیو ہر حال میں حق پر ہو۔ عمرؓ فرماتے ہیں میں نے عرض کیا: پھر چھپانا کس بات کا؟ قسم ہے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث کرنے والی ذات کی آپ ضرور نکلیں گے۔ چنانچہ رسول اکرم ﷺ نے ہم کو دو گروہوں میں نکالا۔ ایک میں حضرت حمزہؓ تھے اور دوسری میں میں تھا۔ ازدحام کی وجہ سے ہم آٹے کی طرح پس رہے تھے۔ حتیٰ کہ ہم مسجد حرام میں داخل ہوگئے۔ حضرت عمرؓ فرماتے ہیں۔ قریش نے مجھ اور حمزہؓ کو (آپ کے ساتھ) دیکھا تو انکو ایسی چوٹ اور تکلیف پہنچی کہ اس سے پہلے کبھی ایسی چوٹ نہ پہنچی تھی۔

اس دن رسول اکرم ﷺ نے مجھے فاروق نام دیا۔ اور اللہ نے حق وباطل کے درمیان فرق فرمادیا۔[۲]

۹۴- ابوبکر الطلحی، ابوحصین القاضی الوادعی، یحییٰ بن عبدالحمید، حصین بن عمرو، مخارق، طارق، حضرت عمر بن خطاب سے مروی ہے کہ میں نے دیکھا کہ نبی کریم ﷺ کے ساتھ ابھی صرف ۳۹ انتالیس اشخاص مسلمان ہوئے ہیں اور میں چالیسواں مسلمان تھا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کے دین کو غالب کردیا اور اسکی مدد فرمائی اور اسلام کو عزت بخشی۔

یحییٰ عن ابیہ عن عمہ عبدالرحمٰن بن صفوان عن طارق عن عمرؓ کے طریق سے بھی یہ روایت مروی ہے۔

۱۔ المصنف لابن أبی شیبہ ۱۲/۱۹ ۳۱۔

۲۔ دلائل النبوۃ لابی نعیم ۱/۸۰۔ مشکاۃ للتبریزی ۵۶۲۴۔ کنز العمال ۳۵۷۴۲

۹۵-ابوعمرو بن حمدان، حسن بن سفیان، علی بن میمون العطار، حسن البزاز، اسحٰق بن ابراہیم الحنینی، اسامہ بن زید بن اسلم عن ابیہ، عن جدہ، حضرت عمرؓ کے غلام حضرت اسلمؓ فرماتے ہیں ایک مرتبہ حضرت عمرؓ نے ہم کو فرمایا: کیا خیال ہے تمہارا اگر تم پسند کرو تو میں تم کو اپنے اسلام کا آغاز بتاؤں؟ ہم نے عرض کیا ضرور۔ فرمایا: میں لوگوں میں حضور ﷺ سے عداوت مول لینے میں سب سے زیادہ پیش پیش تھا ایک مرتبہ میں صفاء کے نزدیک جس گھر میں آپ قیام پزیر تھے (یعنی دار ارقم) میں حاضر ہوا آپ ﷺ نے میری قمیص کو کھینچا اور فرمایا: اے ابن خطاب! اسلام لے آ۔ اے اللہ اس کو بخش دے، حضرت عمر فرماتے ہیں یہ سن کر میں نے کلمۂ اسلام پڑھ لیا۔

اشهدان لا اله الاالله و اشهدانک رسول الله.

میں شہادت دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور آپ اللہ کے رسول ہیں۔

چنانچہ میرا کلمہ پڑھنا تھا کہ حاضرین نے اس زور سے نعرۂ (اللہ اکبر) بلند کیا کہ اس کی آواز مکہ کی گلیوں میں سنی گئی۔

اس وقت تک مسلمان پوشیدہ تھے چونکہ جب کوئی شخص مسلمان ہو جاتا تھا تو کفار اس کو تکلیف رسانی کے درپے ہو جاتے تھے۔ اور اسکو مارتے تھے اور وہ انکو مارتا تھا۔ چنانچہ میں بھی اپنے ماموں کے پاس آیا اور حقیقت حال اسکو گوش گذار کی۔ لیکن اس نے گھر میں گھس کر دروازہ بھیڑ لیا اور میرے دل کی مرادنہ بر آئی (کہ وہ مجھے مارتے تو میں بھی ان کو مزہ چکھاتا) پھر میں ایک دوسرے قریش کے سردار کے پاس پہنچا اور اس کو اپنا اسلام قبول کرنا سنایا۔ لیکن وہ بھی گھر میں گھس گیا۔ میں نے اپنے دل میں کہا یہ تو کوئی بات نہ ہوئی۔ لوگوں کو طرح طرح مارا جاتا ہے اور مجھے کوئی ہاتھ نہیں لگا رہا ہے۔ چنانچہ ایک شخص نے کہا تو اپنے اسلام کو سب پر ظاہر کرنا چاہتا ہے ناں؟ میں نے کہا: بالکل! اس نے کہا: جب لوگ بیت اللہ میں جمع ہو کر بیٹھ جائیں تو تم فلاں شخص کے پاس جا کر اپنے دین سے پھرنے کی خبر پہنچادو۔ کیونکہ اس شخص سے کوئی بھی راز راز نہیں رہتا۔ چنانچہ میں اس کے پاس آیا اور اس کو کہا تجھے معلوم ہے کہ میں تمہارے دین سے پھر گیا ہوں۔ لہذا اس شخص کا یہ سننا تھا کہ اس نے فوراً بلند آواز سے اعلان کیا: ابن خطاب بددین ہو چکا ہے۔ ابن خطاب بددین ہو چکا ہے۔ پھر میرے ماموں نے آ کر اعلان کیا کہ میں اپنے بھانجے کو پناہ دیتا ہوں، لہذا اس کو کوئی شخص چھونے کی جرات نہ کرے۔ چنانچہ لوگوں کی بھیڑ مجھ سے چھٹ گئی۔ میں نہیں چاہتا تھا کہ کوئی مسلمان زدوکوب کیا جائے اگر ایسا کوئی ناخوشگوار حادثہ پیش آئے تو میں اس کی خبر گیری کروں۔ میں نے پھر (اپنے دل میں) کہا اور مسلمان تو دین میں ستائے جائیں اور میں محفوظ رہوں۔ چنانچہ دوبارہ جب کفار مسجد حرام میں جمع ہوئے تو میں اپنے ماموں کے پاس آیا اور کہا آپ سن رہے ہیں؟ انہوں نے کہا کیا؟ میں نے کہا: آپ کی پناہ کو میں آپ پر واپس کرتا ہوں۔ ماموں نے کہا: ایسا مت کر۔ لیکن میں باز نہ آیا۔ حضرت عمرؓ فرماتے ہیں چنانچہ میں پٹتا رہا اور خود بھی پٹتا رہا حتی کہ اللہ نے اسلام کو غلبہ عنایت فرمادیا۔[۱]

حضرت شیخ رحمہ اللہ فرماتے ہیں حضرت عمرؓ حق گوئی میں ممتاز تھے۔ قطع رحمی اور فراق سے دور تھے۔ احکامات خداوندی کو صحیح مشہور کرنے میں آگے آگے تھے۔

تصوف بھی حق کی موافقت اور خلق سے مفارقت کا نام ہے۔

۹۶-محمد بن احمد بن مخلد، محمد بن یونس الکدیمی، عثمان بن عمر، شعبہ، قیس بن مسلم، طارق بن شہاب، حضرت علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں ہم آپس میں کہتے تھے کہ کوئی فرشتہ ہے جو عمر کی زبان سے بولتا ہے۔

۹۷-محمد بن احمد بن الحسن، حسن بن علی بن الولید، عبدالرحمٰن بن نافع، مروان بن معاویہ، یحیٰی بن ایوب البجلی، شعبی، عن ابی جحیفہ، حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا فرمان ہے ہم اس بات کو بالکل بعید نہیں سمجھتے تھے کہ سکینہ عمر کی زبان سے بولتی ہے۔ (سکینہ رحمت خداوندی اور اس کے

[۱] دلائل النبوة للبيهقی ۲۱۳/۳. دلائل النبوة لابی نعيم ۸۰/۱. مشكاة للتبريزی ۵۶۲۴. كنز العمال ۳۵۷۴۲

علاوہ بہت سے اچھے معانی میں استعمال ہوتی ہے)۔

۹۸- سعد بن محمد بن اسحٰق ،محمد بن عثمان بن ابی شیبۃ ،طاہر بن ابی احمد ،ابوہ ابواحمد ،ابواسرائیل ،ولید بن العیز ار ،عمرو بن میمون ،علیؓ بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں: ہم اصحاب رسول کثیر تعداد میں تھے اور کہتے تھے کہ سکینہ ہے جو عمرؓ کی زبان سے بات کرتی ہے۔

۹۹- سلیمان بن احمد ،عمرو بن ابی طاہر ،سعید بن ابی مریم ،عبداللہ بن عمر ،جہم بن ابی الجہم ،مسور بن مخرمۃ ،حضرت ابو ہریرہؓ حضور اکرم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے حق کو عمر کی زبان اور اس کے دل پر جاری کر دیا ہے۔[1]

۱۰۰- محمد بن علی بن مسلم ،محمد بن یحییٰ بن المنذر ،سعید بن عامر ،جویریۃ بن اسماء ،نافع ،حضرت ابن عمرؓ اپنے والد محترم حضرت عمرؓ سے روایت کرتے ہیں حضرت عمرؓ نے فرمایا: تین باتوں میں پروردگار عزوجل نے میری موافقت فرمائی۔ مقام ابراہیم پر، حجاب میں اور بدر کے قیدیوں میں۔

حمید نے اس کو روایت کیا اور علی بن زید زہری نے حضرت انسؓ سے بھی اس کے مثل روایت نقل کی ہے۔

فائدہ: مقام ابراہیم کے متعلق عمرؓ نے حضور اکرم ﷺ سے عرض کیا یہاں دو رکعت نماز شروع ہو جائیں تو اچھا ہے۔ چنانچہ پروردگار نے آسمان سے اسکا حکم قرآن میں نازل فرمادیا۔ پھر ایک مرتبہ حضرت عمرؓ نے عرض کیا اگر پردہ کا حکم ہو جائے تو بہتر ہو چنانچہ آسمان سے قرآن میں پردہ کے نزول کا حکم آیا۔ اس طرح بدر کے قیدیوں کے بارے میں جو مشورہ حضرت عمرؓ نے دیا وہی حکم خدا کی مشیت ٹھہرا۔

ان سب مواقع پر حضرت عمرؓ نے جن الفاظ کے ساتھ مشورہ دیا خدا نے انہی الفاظ کو قرآن کا حصہ بنادیا۔ (اصغر)

۱۰۱- محمد بن احمد بن الحسن ،عبداللہ بن احمد بن حنبل ،احمد بن حنبل ،ابونوح قراد ،عکرمۃ بن عمار ،سماک ابوزمیل ،حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں مجھے حضرت عمرؓ نے فرمایا: جب بدر کا دن تھا اللہ نے مشرکین کو کھلی شکست سے دوچار کیا۔ ستر کافر مارے گئے اور ستر ہی قید ہوئے۔ رسول اللہ ﷺ نے مشاورت فرمائی، فرمایا: اے خطاب کے بیٹے! تیری (ان قیدیوں کے متعلق) کیا رائے ہے؟ میں نے عرض کیا آپ مجھے فلاں شخص (جو کہ حضرت عمرؓ کا رشتہ دار تھا) حوالہ فرمائیں میں اس کی گردن اڑاتا ہوں اور عقیل پر علیؓ کو قدرت دیں وہ اپنے سگے بھائی کی گردن اڑائیں، حمزہؓ کو فلاں پر قدرت دیں وہ ان کی گردن اڑائیں تا کہ اللہ عزوجل جان لے کہ ہمارے دلوں میں مشرکین کی کوئی محبت نہیں ہے۔ یہ لوگ ان کفار قریش کے سرغنہ، ائمہ اور پیشوا ہیں۔ لیکن رسول اللہ ﷺ نے میری بات کا ارادہ نہیں فرمایا۔ اور مشرکین سے فدیہ لے کر ان کو گلو خلاصی مرحمت فرمادی۔ جب اگلے دن میں نبی کریم ﷺ کی خدمت میں پہنچا تو کیا دیکھتا ہوں کہ آپ ﷺ اور ابوبکرؓ بیٹھے رو رہے ہیں۔ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! مجھے بتایئے آپ کو اور آپ کے رفیق کو کیا چیز ہے جو رلا رہی ہے؟ اگر مجھے رونا آیا تو میں بھی روؤں گا ورنہ آپ دونوں کے رونے کو دیکھ کر رونے کی کوشش کروں گا۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا: تمہارے ساتھیوں کے فدیہ لینے کی وجہ سے عذاب الٰہی اس درخت سے زیادہ قریب پہنچ گیا تھا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی ہیں:

"ما كان لنبي ان يكون له اسرى حتى يثخن في الارض تريدون عرض الدنيا و الله يريد الآخرة" سے لمسكم فيما اخذتم عذاب عظيم . تک (الانفال ۶۷-۶۸)

---

[1] سنن الترمذی ۳۶۸۲، ومسند الامام احمد ۲/ ۵۳، ۴۰۱، والمستدرک ۳/ ۸۶، ۸۷، والمعجم الكبير للطبراني ۱/ ۹، ۲۳۹/ ۱۹، ۳۱۳/ ۳، وموارد الظمآن ۲۱۸۴، ۲۱۸۵، والسنة لابن ابي عاصم ۲/ ۵۸۱، وتاريخ أصبهان لابي نعيم ۲/ ۲۲۷، وطبقات ابن سعد ۳/ ۱/ ۱۹۴، ۲/ ۲/ ۹۹، والمصنف لابن ابی شيبة ۱۲/ ۲۵۱.

پیغمبر کو شایاں نہیں کہ اس کے قبضہ میں قیدی ہوں اور وہ (ان کافروں کو قتل کر کے) زمین میں بکثرت خون (نہ) بہائے۔ تم لوگ دنیا کے مال کے طالب ہو اور خدا آخرت (کی بھلائی) چاہتا ہے اور خدا غالب حکمت والا ہے۔

حضرت عمرؓ فرماتے ہیں پھر اللہ نے مسلمانوں کے لئے غنیمت کے اموال کو حلال فرما دیا۔ لیکن جب آئندہ سال کا معرکہ پیش آیا تو مسلمانوں نے جو فدیہ وصول کیا اسی کے بقدر سزا دی گئی۔ چنانچہ ستر مسلمان شہید ہو گئے۔ نبی کریم ﷺ کے رفقاء (عارضی طور پر) آپ سے بھاگ گئے۔ آپکے سامنے کے چار دندان مبارک شہید ہو گئے، سر پر جو خود (جنگی ٹوپی) تھی اسکی کڑیاں آپکے سر میں گھس گئیں اور خون آپکے چہرے کو تر کر گیا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے یہ آیات نازل فرمائیں:

"اولما اصابتکم مصیبۃ قد اصبتم مثلیھا قلتم انی ھذا، قل ھو من عند انفسکم، ان اللہ علی کل شیء قدیر" (ال عمران ۱۶۵)

(بھلا یہ) کیا (بات ہوئی کہ) جب (احد کے دن کفار کے ہاتھوں) تم پر مصیبت پڑی حالانکہ (جنگ بدر میں) اس سے دو چند مصیبت تمہارے ہاتھوں سے ان پر پڑ چکی ہے تو (اب) تم چلا اٹھے کہ (ہائے یہ) آفت کہاں سے آ پڑی؟ کہہ دو کہ یہ تمہاری شامت اعمال ہے (کہ تم نے فدیہ لیا) بے شک خدا ہر چیز پر قادر ہے۔[1]

۱۰۲- **حضرت عمرؓ کی بارگاہِ نبوت میں جرات** ...... سلیمان بن احمد، محمد بن شعیب الاصبہانی، احمد بن ابی سریج الرازی، عبید اللہ بن موسیٰ، اسرائیل، ابراہیم بن مہاجر، مجاہد، ابن عمرؓ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے جب بدر کے قیدیوں کو قید کر لیا تو ابوبکرؓ سے مشورہ لیا ابوبکرؓ نے عرض کیا: یہ آپ کی قوم اور خاندان والے ہیں۔ لہذا آپ ان کو آزاد کر دیجئے۔ پھر آپ ﷺ نے حضرت عمرؓ سے مشورہ طلب کیا تو عمرؓ نے عرض کیا: آپ ان کو قتل کر دیجئے۔ بالآخر آپ ﷺ نے ان سے فدیہ لے لیا۔ پھر اللہ پاک نے یہ آیات نازل فرمائیں۔

"ماکان لنبی ان یکون لہ اسری حتی یثخن فی الارض تریدون عرض الدنیا واللہ یرید الآخرۃ" سے لمسکم فیما اخذتم عذاب عظیم۔ تک (الانفال ۶۷-۶۸)

پھر آپ ﷺ عمرؓ سے ملے تو فرمایا قریب تھا کہ ہم پر تیری مخالفت میں عذاب نازل ہو جاتا۔[2]

۱۰۳- ابو عمرو بن حمدان، حسن بن سفیان، عبدالوہاب بن الضحاک، اسماعیل بن عیاش فرماتے ہیں میں نے حضرت عمرؓ بن الخطاب کو فرماتے ہوئے سنا:

جب عبداللہ بن ابی سلول کی وفات ہو گئی تو رسول اکرم ﷺ کو ان پر نماز پڑھنے کے لئے بلایا گیا۔ جب آپ ﷺ اس (منافق) پر نماز کے ارادے سے کھڑے ہوئے تو میں وہاں سے پھر گیا اور عرض کیا یا رسول اللہ آپ اللہ کے دشمن کی نماز جنازہ پڑھائیں گے جو یوں کہتا ہے؟ اور میں عبداللہ بن ابی سلول کی باتیں گنوانے لگا رسول اللہ ﷺ مسکراتے رہے۔

حتی کہ میں نے بہت ہی زیادہ (باتیں) کر دیں۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا: اے عمر! مجھے چھوڑ! مجھے (پڑھنے نہ پڑھنے کا) اختیار دیا گیا تھا۔ لہذا میں نے پڑھنے کو ترجیح دی۔ چونکہ منافقین کے لئے فرمایا گیا ہے کہ (استغفار کریں) یا نہ کریں۔ اگر آپ ستر بار بھی انکے لئے استغفار کریں تب بھی اللہ انکو معاف نہ فرمائے گا پس اگر مجھے معلوم ہوتا کہ اگر ستر مرتبہ سے زائد استغفار کرنے میں اس کے لئے بخشش ممکن ہے تو میں زیادتی کر لیتا۔ پھر آپ ﷺ نے اس کی نماز جنازہ پڑھی اور اس کے ساتھ بھی چلے۔ حتی کہ اس کی قبر پر کھڑے رہے

۱۔ مسند الامام احمد ۱/ ۳۱، ۳۳.

۲۔ الدر المنثور ۳/ ۲۰۲، والمستدرک ۲/ ۳۲۹، واسباب النزول للواحدی ۲۰.

تا آنکہ اس کی تدفین سے فارغ ہوگئے۔ حضرت عمرؓ فرماتے ہیں اب مجھے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ کیے ہوئے جرات آمیز رویے پر تعجب ہوتا ہے۔ حالانکہ اللہ اور اس کا رسول سب سے زیادہ جانتے ہیں۔ پھر اللہ کی قسم تھوڑا ہی عرصہ گزرا تھا کہ یہ دو آیتیں نازل ہوئیں:

ولا تصل على احد منهم مات ابدا ولا تقم على قبره (التوبۃ ۸۴،۸۵)

اس کے بعد رسول اکرم ﷺ نے کسی منافق کی نمازِ جنازہ نہیں پڑھائی حتیٰ کہ اللہ عزوجل نے آپ کو اپنے پاس بلالیا۔[1]

حضرت شیخ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: پھر حضرت عمرؓ نے اپنی تمام تر سعی و جہد مفارقتِ خلق میں صرف کر دی جس کے صلے میں اللہ نے ان کی موافقتِ حق میں وحی نازل فرمائی۔ چنانچہ رسول علیہ السلام کو منافقین پر نماز پڑھنے سے روک دیا گیا۔ اور وصولِ فدیہ کے معاملے سے درگذر کیا گیا۔

۱۰۴- **عمر بن الخطاب کا اپنے بعد کسی کو خلیفہ نامزد نہ کرنا**...... سلیمان بن احمد، اسحٰق بن ابراہیم، عبدالرزاق، ابوعمرو بن حمدان، حسن بن سفیان، اسحٰق بن ابراہیم، عبدالرزاق، معمر، الزہری، سالم، ابن عمرؓ فرماتے ہیں میں اپنے والد مکرم (حضرت عمرؓ) کے پاس حاضر ہوا اور عرض کیا میں لوگوں کے درمیان ایک بات گردش کرتی سن رہا ہوں میں چاہتا ہوں کہ آپ کے گوش گذار کر دوں؟ لوگوں کا خیال ہے کہ آپ (اپنے بعد) خلافت کے لئے کسی کو نامزد نہیں فرما رہے آپ ایک مثال لے لیجئے کہ اگر آپ کے اونٹوں یا بکریوں کا کوئی چرواہا ہو اور وہ انکو چھوڑ کر آپ کے پاس چلا آئے تو آپ بھی خیال کریں گے کہ اس نے جانوروں کو تباہی کے سپرد کر دیا۔ لہذا انسانوں کی تو جانوروں سے زیادہ رعایت قابل لحوظ ہے؟ حضرت عمرؓ یہ بات سن کر کچھ دیر کے لئے سوچ میں گم ہوگئے۔ پھر سر اٹھا کر فرمایا:

پروردگار عزوجل اپنے دین کی حفاظت فرمائے گا۔ اور میں کسی کو خلیفہ منتخب نہیں کرتا کیونکہ رسول اکرم ﷺ نے کسی کو خلیفہ نامزد نہیں فرمایا۔ لیکن اگر میں کسی کو خلافت کیلئے منتخب کروں تو اس کی بھی گنجائش ہے کیونکہ حضرت ابوبکرؓ نے اپنا خلیفہ چنا تھا۔

حضرت ابن عمرؓ فرماتے ہیں اللہ کی قسم انکے رسول اکرم ﷺ اور ابوبکرؓ کے یوں ذکر فرمانے سے میں جان گیا کہ آپؓ حضور اکرم ﷺ کے مقابلے میں کسی کی متابعت قبول نہیں فرمائیں گے اور خلاصہ کلام اپنی جانب سے کسی کو خلیفہ مقرر نہیں فرمائیں گے۔

۱۰۵- **خواب میں آپ ﷺ کا عمرؓ کو روزے کی حالت میں بوسہ لینے سے منع فرمانا**...... ابوبکر الطلحی، عبید بن غنام، ابوبکر بن ابی شیبۃ، ابواسامۃ، عمرو بن حمزۃ، سالم، ابن عمرؓ سے مروی ہے کہ حضرت عمرؓ نے فرمایا: میں نے رسول اکرم ﷺ کو خواب میں دیکھا۔ دیکھا کہ آپ میری طرف التفات نہیں فرما رہے ہیں۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! مجھ سے کیا خطا سرزد ہوئی ہے؟ فرمایا: کیا تم روزے کی حالت میں بوسہ نہیں لیتے؟ میں نے عرض کیا: قسم ہے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث کرنے والی ذات کی! آئندہ میں روزہ کی حالت میں کبھی بوسہ نہیں لوں گا۔[2]

۱۰۶- سلیمان بن احمد، مقدام بن داؤد، اسد بن موسیٰ، یحییٰ بن المتوکل، ابوسلمۃ بن عبیداللہ بن عمر، عن ابیہ، عن جدہ...... ابن عمرؓ سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ حضرت عمرؓ نے نئی قمیص زیب تن فرمائی۔ پھر مجھے چھری لانے کو فرمایا۔ پھر فرمایا اے بیٹے! میری قمیص کی آستین کو اپنی طرف کھینچو اور میری انگلیوں کے پوروں تک آستینیں اپنے ہاتھ سے پکڑ کر زائد حصہ کاٹ دو۔ ابن عمرؓ نے دونوں آستیوں کا بڑھا ہوا حصہ کاٹ دیا۔ حضرت ابن عمرؓ نے عرض کیا: اباجان اگر آپ فرمائیں تو میں قینچی کے ساتھ اسکو برابر کر دوں؟ فرمایا: چھوڑ دو بیٹے! میں نے

۱۔ صحیح البخاری ۲/۱۲۱، ۶/۸۵، وسنن النسائی ۴/۶۴، ۶۸، وسنن الترمذی ۳۰۹۷، ومسند الامام أحمد ۱/۱۶، وتفسیر الطبری ۱۰/۱۴۲، ومصابیح السنۃ ۳/۱۳۱.

۲۔ المطالب العالیۃ ۹۸۳، وکنز العمال ۲۴۴۰۴.

رسول اکرم ﷺ کو یونہی دیکھا ہے۔

ابن عمرؓ فرماتے ہیں اس کے بعد وہ قمیص آپ کے بدن مبارک پر ہمیشہ رہی حتی کہ چھوٹی پڑ گئی اور اکثر میں اس کے دھاگے آپؓ کے قدموں پر گرتے دیکھا کرتا تھا۔

۱۰۷-سلیمان بن احمد، مقدام بن داؤد، عبداللہ بن محمد بن المغیرۃ، مالک بن مغول، نافع، ابن عمرؓ سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ عراق سے حضرت عمرؓ کے دربار خلافت میں کافی سارا مال آیا۔ آپؓ نے اسکو تقسیم فرمانا شروع کر دیا۔ ایک شخص نے کھڑے ہو کر عرض کیا: اے امیر المومنین! اگر کسی آنے والے دشمن یا کسی پیش آمدہ مصیبت کے واسطے بھی کچھ مال پس انداز کر لیں تو بہتر ہو۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا: تجھے کیا ہو گیا اللہ کی تجھ پر پھٹکار پڑے۔ شیطان تیری زبان سے بات کر رہا ہے۔ اللہ نے مجھے اس مال کے بارے میں واضح حجت عطا فرمائی ہے اور اللہ کی قسم میں آنے والی کل کی خاطر آج کے روز خدا کی نافرمانی ہرگز نہیں کر سکتا۔ ہاں لیکن رسول اکرم ﷺ نے مسلمانوں کے لئے جو کچھ بندوبست کیا وہ میں بھی کروں گا۔

شیخ رحمہ اللہ فرماتے ہیں حضرت عمرؓ حقائق کے شیفتہ اور بطلان پرستی سے کنارہ کش تھے۔

تصوف نام ہے کھرے کے لئے کھوٹے کو چھوڑنا۔

۱۰۸-حسن بن محمد بن کیسان، اسماعیل بن اسحٰق القاضی، حجاج بن منہال، حماد بن سلمۃ، علی بن یزید بن جدعان، عبدالرحمٰن بن ابی بکرۃ، الاسودؓ بن سریع سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ میں حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا: میں اپنے رب کی حمد و ثنا کرتا ہوں اور آپ کی بھی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: تیرا پروردگار عزوجل تعریف کو بہت پسند فرماتا ہے۔ پھر میں آپ کے ساتھ مصروف گفتگو ہو گیا اور آپ کو اشعار سنانے لگا۔ حضرت اسودؓ فرماتے ہیں پھر ایک دراز قامت شخص جس کے سر کے اگلے حصے کے بال اڑے ہوئے تھے آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اس کی آمد پر آپ ﷺ نے مجھے خاموش ہونے کا حکم دیا۔ پھر وہ شخص آیا اور کچھ دیر آپ ﷺ کے ساتھ گفتگو کرنے کے بعد چلا گیا۔ میں پھر آپ کے ساتھ محو کلام ہو گیا۔ وہ شخص دوبارہ آیا اور رسول اللہ ﷺ نے مجھے دوبارہ خاموش کرا دیا۔ وہ شخص حسب سابق کچھ دیر بات چیت کر کے چلا گیا۔ دو یا تین مرتبہ ایسا واقعہ پیش آیا۔ پھر میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! یہ شخص کون ہے جس کے لئے آپ نے مجھے بار بار چپ کرایا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: یہ عمر ہے یہ ایسا آدمی ہے جو باطل کو پسند نہیں کرتا۔[1]

۱۰۹-سلیمان بن احمد، محمد بن عبداللہ الحضرمی، مصعب بن بکار السعدی، ابراہیم بن سعد، الزہری، عبدالرحمٰن بن ابی بکرۃ، الاسود التیمی، عبدالرحمٰن بن ابی بکرۃؓ سے مروی ہے کہ حضرت اسود تمیمیؓ فرماتے ہیں میں ایک مرتبہ رسول اکرم ﷺ کی خدمت اقدس میں آیا اور آپ کے ساتھ مصروف ہو گیا اور آپ کو شعر سنانے لگا اسی دوران ایک بلند بانسہ شخص حاضر ہوا اور رسول اکرم ﷺ نے مجھے فرمایا: تم (ذرا) ٹھہرو۔ پھر جب وہ شخص چلا گیا تو مجھے فرمایا سناؤ میں پھر آپ کے ساتھ محو گفتگو ہو گیا۔ تھوڑی دیر گزری تھی کہ وہ شخص پھر حاضر ہوا اور آپ ﷺ نے مجھے فرمایا: ٹھہرو، پھر جب وہ چلا گیا تو فرمایا بولو۔ میں نے عرض کیا اللہ کے پیغمبر! بتائیں تو سہی یہ کون شخص ہے جب بھی وہ آیا تو آپ نے مجھے فرمایا ٹھہر جاؤ اور اس کے جانے کے بعد فرمایا اب بولو۔ آپ ﷺ نے فرمایا: یہ عمر بن خطاب ہے باطل سے اس کو کچھ سروکار نہیں ہے۔[2]

نبی کریم ﷺ کا اسود صحابی کو حضرت عمرؓ کے متعلق خبر دینا کہ یہ شخص باطل کو پسند نہیں کرتا اس کا مطلب ہے یعنی جو شخص کسی کی مدح سرائی کو پیشہ اور کمائی کا ذریعہ بنالے اور اس کی یہ حرص و لالچ اسکو خوشامد پسند لوگوں کی وادیوں میں گھسیٹتی پھرے اور اس کی یہ ملمع سازی

۱،۲- مسند الامام أحمد ۳/۴۳۵، والمستدرک للحاکم ۳/۶۱۴، ۶۱۵، والمعجم الکبیر للطبرانی ۱/۲۵۸، ۲۶۵، ۲۶۵، والکامل لابن عدی ۵/۱۷۶۳.

مجالس ومحافل کو عیب دار بنائے اور وہ لالچ وطمع کا غلام غیر مستحق شخص کی تعریف وتوصیف میں مبالغہ آرائی کرے اور کسی رفیع المرتبت شخص کی شان کو گرائے بوجہ اس کے اس ہجو گو کو عطیہ سے محروم کرنے کے اور یوں وہ اپنی حرص کی فطرت سے مجبور ہو کر خدا کے پست کردہ کو بلند کرنے کی کوشش کرے یا خدائے لایزل کے رفعت عطا کردہ کو نیچے گرانے کی کوشش کرے تو اس طرح کی حرفت اور پیشہ سراسر باطل ہے اسی وجہ سے آپ ﷺ نے حضرت عمرؓ بن خطاب کے متعلق فرمایا: یہ باطل کو پسند نہیں کرتا۔ جبکہ صحیح شعر باطل نہیں بلکہ جواز کے درجہ میں ہے جس کی اللہ پاک صاحب علم وفن کو صلاحیت مرحمت فرماتے ہیں۔ حضرت ابوبکرؓ حضرت عمرؓ اور حضرت علیؓ بھی اشعار پڑھا کرتے تھے،

۱۱۰-سلیمان بن احمد، ابو یزید القراطیسی، اسد بن موسیٰ، مبارک بن فضالۃ، حسن، اسودؓ بن صریع سے مروی ہے وہ فرماتے ہیں میں نبی کریم ﷺ کو اشعار سنایا کرتا تھا۔ جبکہ مجھے نبی کریم ﷺ کے اصحاب کی خاص پہچان نہ تھی۔ ایک مرتبہ ایک چوڑے شانوں اور سر کے اگلے حصہ سے اڑے ہوئے بالوں کا مالک شخص خدمت اقدس میں حاضر ہوا۔ کسی نے شور مچادیا چپ ہو جاؤ چپ ہو جاؤ۔ میں نے کہا: اس کی ماں اس کو روئے! یہ کون ہوتا ہے جس کی وجہ سے میں نبی کریم ﷺ کو اشعار سنانے سے خاموش ہو جاؤں؟ کسی نے کہا: یہ عمر بن خطاب ہے۔ حضرت اسودؓ فرماتے ہیں: تب میں نے یہ سمجھ لیا کہ اللہ کی قسم! اس کے لئے کوئی مشکل نہیں کہ اگر مجھے یہ اشعار گاتے ہوئے سن لے تو مجھ سے بات چیت کئے بغیر مجھے پاؤں سے گھسیٹتا ہوا بقیع تک لے جائے۔

حضرت شیخ رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔ شرک اور عناد سے پاک اور معرفت ومحبت سے لبریز بندگان خدا کا یہی راستہ ہے کہ کوئی باطل قول یا فعل انکو خدا سے غافل نہ کر سکے اور حق کی طرف انکے التفات اور توجہ کو کوئی حالت ختم نہ کر سکے۔ وہ لوگ ہمیشہ کامل حال اور مضبوط دل کے ساتھ حق کے شیدائی ہوتے ہیں۔ حضرت عمرؓ ذلت ومسکنت کے ساتھ قوت اور عزت کے مالک مولیٰ کو تلاش کرتے تھے۔ اور اس کی اطاعت شعاری میں ہر طرح کی آسودہ حالی اور نفرت وکراہت کو پس پشت ڈال دیتے تھے۔

کہا گیا ہے کہ تصوف مراتب دنیا سے کنارہ کر کے مرتبہ علیا کی طرف ملتفت ہونا ہے۔

۱۱۱-محمد بن احمد، عبدالرحمٰن بن محمد بن عبداللہ المقری، یحییٰ بن الربیع، سفیان، عن ایوب الطائی، قیس بن مسلم، طارق بن شہاب سے مروی ہے کہ جب حضرت عمرؓ ملک شام تشریف لائے تو راستے میں ایک جگہ پانی آ گیا۔ آپؓ اپنے اونٹ سے اترے اور اپنے نعلین پاؤں سے نکال کر ہاتھ میں لے لئے۔ پھر اونٹ کی مہار لے کر پانی میں گھس گئے۔ (افواج اسلامیہ کے سربراہ) حضرت ابوعبیدہؓ نے عرض کیا: اہل زمین کے نزدیک آپ نے بہت بڑا کام کرلیا۔ (کہ خلیفہ وقت ہوتے ہوئے اتنا پستی کا کام کیا) حضرت عمرؓ نے حضرت ابوعبیدہؓ کے سینے پر ہاتھ مار کر افسوس بھرے لہجے میں فرمایا: کاش! تمہارے علاوہ کوئی اور یہ بات کرتا اے ابوعبیدہ! تم لوگ انسانیت کے ذلیل ترین لوگ تھے۔ پھر اللہ نے اپنے رسول کے صدقے تم کو (دنیا میں) معزز بنادیا۔ پس جب بھی تم عزت کو کسی اور راستے سے تلاش کرو گے خدا تعالیٰ تم کو ذلت سے دوچار کردے گا۔

امام اعمش رحمہ اللہ نے قیس بن مسلم سے انسؓ کی روایت مثل روایت نقل فرمائی ہے۔

۱۱۲-عبیداللہ بن محمد، محمد بن شبل، ابوبکر بن ابی شیبہ، وکیع، اسماعیل، حضرت قیس سے مروی ہے کہ جب حضرت عمرؓ نے ارض شام میں رنجہ قدمی فرمائی تو لوگ آپکی پیشوائی اور استقبال کو نکلے۔ آپؓ اپنے اونٹ پر سوار تھے۔ لوگوں نے کہا! اے امیر المؤمنین! اگر آپ (اعلیٰ نسل کے) ترکی گھوڑے پر سوار ہو جائیں تو بہتر ہوگا کیونکہ قوم کے سردار اور عظماء سے آپ کی ملاقات ہوگی۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا: میں تمہیں ایسا نہیں سمجھتا تھا۔ پھر آسمان کی طرف ہاتھ اٹھائے ہوئے فرمایا: عزت تو وہاں ہے تم لوگ میرے اونٹ کا راستہ چھوڑ دو۔

۱۱۳-حضرت عمرؓ کا اپاہج بڑھیا کے کام کاج کیلئے روز جانا...... محمد بن معمر، یحییٰ بن عبداللہ الاوزاعی سے مروی ہے ایک مرتبہ

حضرت عمرؓ رات کی تاریکی میں باہر نکلے۔ حضرت طلحہؓ نے انکو دیکھ لیا۔ حضرت عمرؓ ایک گھر میں داخل ہوئے پھر وقفہ کے بعد دوسرے گھر میں داخل ہوئے۔ صبح ہوئی تو حضرت طلحہؓ اس گھر میں پہنچے اور دیکھا کہ ایک اندھی اور اپاہج بڑھیا ہے۔ حضرت طلحہؓ نے اس سے دریافت کیا: یہ شخص جو تیرے پاس آتا ہے اسکا کیا ماجرا ہے؟ بڑھیا گویا ہوئی! یہ فلاں فلاں وقت سے میرے پاس حاضری دے رہا ہے میرے گھر کے کام کاج کرتا ہے اور گندگی صاف کرتا ہے۔ حضرت طلحہؓ اپنے آپ سے مخاطب ہوکر بولے گم ہوجائے تو اپنی ماں سے اے طلحہ! کیا عمر کے نقشِ قدم پر تو چل سکتا ہے؟

۱۱۴- ابومحمد بن حیان، محمد بن عبداللہ بن رستہ، شیبان، ابوبکر بن مالک، عبداللہ بن احمد بن حنبل، احمد بن حنبل، عبدالصمد، ابوالاشہب، حضرت حسن سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ حضرت عمرؓ کا ایک کوڑی پر گزر ہوا تو وہیں رک گئے۔ آپ کے رفقاء کو اس گندگی سے اذیت محسوس ہوئی تو حضرت عمرؓ نے فرمایا: یہ ہے تمہاری دنیا جس کی تم لالچ کرتے ہو اور اس کے گن گاتے ہو۔

حضرت شیخ رحمہ اللہ فرماتے ہیں آپ ؓ عیش وعشرت اور لذت وآرام سے کوسوں دور رہ کر باقی رہنے والی زندگی کے متلاشی تھے۔ مشقتوں کے عادی اور شہوات وخواہشات سے نالاں تھے۔

کہا گیا ہے کہ تصوف جان کو سختیوں کا عادی بنانا ہے اور یہی عمدہ مقام ہے۔

۱۱۵- **حضرت عمرؓ کا اپنی جان پر سختی کرنا**..... احمد بن جعفر بن حمدان، عبداللہ بن احمد بن حنبل، ابوالہیثم محمد بن یعقوب الربانی، عبیداللہ بن نمیر، ثابت، حضرت انسؓ سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ حضرت عمرؓ کا شکم مبارک (بھوک اور سختی سے) گڑگڑانے لگا۔ یہ ایام قحط کے تھے۔ حضرت عمرؓ نے اپنی جان پر گھی ممنوع کر رکھا تھا صرف زیتون کے تیل پر اکتفاء فرماتے تھے۔ (جب شکم مبارک میں تکلیف ہوئی تو) اس میں انگلی مار مار کر فرمانے لگے جتنا گڑگڑانا ہے گڑگڑا تا رہ۔ جب تک لوگوں سے فاقہ کی سختی ختم نہیں ہوجاتی ہمارے پاس تیرے لئے یہی کچھ ہے۔

۱۱۶- ابوبکر بن مالک، عبداللہ بن احمد بن حنبل، احمد بن حنبل، یزید بن مروان، اسماعیل بن ابی خالد، مصعب، حضرت سعدؓ بن ابی وقاص سے مروی ہے کہ (ام المؤمنین) حضرت حفصہؓ بنت عمرؓ بن خطاب نے اپنے والد حضرت عمرؓ سے عرض کیا: یا امیر المؤمنین! آپ ان کپڑوں سے اچھے اور نرم کپڑے زیب تن فرمایا کریں اور موجودہ کھانے سے اچھا کھانا تناول فرمایا کریں۔ اللہ عزوجل نے رزق وافر مہیا کر رکھا ہے اور مال کی بہتات ہے۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا: میں اس معاملے میں تمہاری مخالفت کرتا ہوں۔ کیا تمہیں رسول اکرم ﷺ کی مشقت والی زندگی بھول گئی۔ پھر حضرت عمرؓ نے حضور کی زندگی کے اس قدر مصائب وشدائد کے حوالے دیئے کہ حضرت حفصہ کو رلا دیا۔ پھر فرمایا: (اے بیٹی!) اللہ کی قسم تم نے جو کچھ کہا (وہ میں نے سنا) لیکن اللہ کی قسم مجھ سے جس قدر ممکن ہوگا میں ان کی اتباع کروں گا۔ پھر ہیں شاید میں انکی آخرت کی راحت والی زندگی میں انکا شریک ہوسکوں۔

۱۱۷- یوسف بن یعقوب النجیرمی، حسن بن المثنی، عفان، جریر بن حازم، حضرت حسن فرماتے ہیں ایک مرتبہ حضرت عمرؓ نے فرمایا: واللہ! اگر میں پسند کروں تو تم سے اچھا اور نرم لباس پہن سکتا ہوں۔ اچھا کھانا اور سب سے اچھی زندگی بسر کرنے کا متحمل ہوں۔ اللہ کی قسم میں سینے کے عمدہ گوشت، گھی، آگ پر بھنے ہوئے گوشت اور چپاتیوں سے ناواقف نہیں ہوں۔ لیکن بات یہ ہے کہ میں نے اللہ عزوجل کا فرمان سنا ہے جس میں پروردگار نے نعمت وآسائش پانے والی قوم کو عار دلائی ہے فرمان الٰہی ہے:۔

اذھبتم طیباتکم فی حیاتکم الدنیا واستمتعتم بھا. (الاحقاف ۲۰)

تم نے اپنی اچھی چیزیں دنیاوی زندگی میں پالی ہیں اور ان کے ساتھ فائدہ اٹھا چکے ہو۔

۱۱۸-عبداللہ الاصفہانی، ابراہیم بن محمد بن الحسن، احمد بن سعید، عبداللہ بن وہب، عمرو بن الحارث، سعید بن ابی ہلال، موسیٰ بن سعد، حضرت سالم بن عبداللہؒ سے مروی ہے کہ حضرت عمرؓ بن خطاب فرمایا کرتے تھے: اللہ کی قسم! ہم بھی چاہتے ہیں عیش وعشرت کرنا (اور ہمارا دل بھی کرتا ہے) کہ چھوٹی بکری کو بھوننے کا حکم دیں اور میدے کی روٹی بنوائیں اور مشکیزے میں نبیذ بنوائیں۔ جب گوشت نرچکور کی طرح ہو جائے تو اس کو کھائیں اور مشکیزے کا مشروب نوش کریں۔ لیکن پھر ہم یہ ارادہ کر لیتے ہیں کہ ان عمدہ اشیاء کو آخرت کے لئے بچالیں کیونکہ ہم نے اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان سنا ہے:۔

اذھبتم طیبٰتکم فی حیاتکم الدنیا واستمتعتم بھا۔ (الاحقاف ۲۰)

تم نے اپنی اچھی چیزیں دنیاوی زندگی میں پالی ہیں اور ان کے ساتھ فائدہ اٹھا چکے ہو۔

۱۱۹-عبداللہ بن محمد، ابن ابی سہل، ابوبکر بن ابی شیبۃ، سفیان بن عیینہ، ابی فروۃ، عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ سے مروی ہے کہ عراق سے کچھ لوگوں کا وفد حضرت عمرؓ بن خطاب کے ہاں حاضر ہوا۔ حضرت عمرؓ نے (کھانے کے دوران) انکو دیکھا گویا وہ محض لحاظ اور مروت کا پاس رکھتے ہوئے کھا رہے ہیں۔ حضرت عمرؓ نے انکو مخاطب ہو کر فرمایا: اے باشندگان عراق اگر میں چاہوں تو میں بھی تمہاری طرح عمدہ کھانے بنوا سکتا ہوں لیکن ہم دنیا سے جو کچھ پاتے ہیں وہ اپنی آخرت کے لئے باقی رکھتے ہیں۔ کیا تم نے ایک قوم کے متعلق اللہ عزوجل کا فرمان نہیں سنا:۔

اذھبتم طیبٰتکم فی حیاتکم الدنیا واستمتعتم بھا۔ (الاحقاف ۲۰)

تم نے اپنی اچھی چیزیں دنیاوی زندگی میں پالی ہیں اور ان کے ساتھ فائدہ اٹھا چکے ہو۔

۱۲۰-عبداللہ بن محمد بن جعفر، عبدالرحمٰن بن محمد بن مسلم، ابومعاویۃ، الاعمش، حبیب بن ابی ثابت اپنے کسی ساتھی کے حوالہ سے حضرت عمرؓ سے نقل کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ اہل عراق کا ایک وفد جس میں جابر بن عبداللہ بھی تھے حضرت عمرؓ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ حضرت عمرؓ ایک بڑا تھال لائے جس میں روٹی اور زیتون کے تیل کا کھانا بنا ہوا تھا۔ حضرت عمرؓ نے انکو فرمایا: لو کھاؤ۔ لیکن انہوں نے اسکو چار و ناچار زہر مار کیا۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا: تم سے یہ کھانا کھایا نہیں جا رہا؟ کیا کھانا چاہتے ہو؟ کھٹا میٹھا، ذائقہ دار، ٹھنڈا اور گرم؟ پھر تم اس کو اپنے شکموں کے حوالے کرو گے؟۔

۱۲۱-ابوبکر بن مالک، عبداللہ بن احمد بن حنبل، شجاع بن الولید، خلف بن حوشب سے مروی ہے کہ حضرت عمرؓ نے فرمایا: میں نے اس بات کو دیکھ لیا اور جانچ لیا کہ جب بھی میں دنیا کا ارادہ کرتا ہوں تو آخرت کا نقصان ہوتا ہے اور جب آخرت کا ارادہ کرتا ہوں تو دنیا ہاتھ سے جاتی ہے پس جب معاملہ یوں الجھ جائے تو تم فانی شے کا نقصان برداشت کر لو۔

۱۲۲-عبداللہ بن محمد، محمد بن شبل، عبداللہ بن محمد العبسی، عبداللہ بن ادریس، اسماعیل بن ابی خالد، سعید ابن ابی بردہؒ سے مروی ہے کہ حضرت عمرؓ نے حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ کو لکھا:

اما بعد! کامیاب اور سعادت مند داعی وہ ہے جس کی وجہ سے اس کی رعایا کا بھلا ہو۔ اور بدبخت داعی وہ ہے جس کی وجہ سے اس کی رعایا بدبخت ہو جائے۔ (ناجائز) چرنے سے اجتناب کرو ورنہ تیرے ارکان مملکت بھی چرتے پھریں گے پھر تیری مثال اس جانور کی طرح ہوگی جس نے زمین کے سبزے کو دیکھا تو اس پر ٹوٹ پڑا اور کھا کھا کر موٹا ہو گیا اور وہی موٹاپا اس کے لئے موت کا پیامبر ثابت ہوا۔

والسلام علیک۔

۱۲۳-ابومحمد بن حیان، ابویحییٰ الرازی، ہناد بن السری، محمد بن فضیل، سری بن اسماعیل، عامر شعبیؒ فرماتے ہیں کہ حضرت عمرؓ نے حضرت

ابو موسیٰؓ کو لکھا:

جس کی نیت خلوص پر مبنی ہو اللہ پاک اس کے اور مخلوق کے درمیان معاملات کے لئے کافی ہو جاتے ہیں اور جو شخص لوگوں کے لئے ایسے دکھاوے کا لبادہ اوڑھے جس کا درونِ قلب سے کوئی واسطہ نہ ہو...... اللہ پاک ایسے شخص کو رسوا فرما دیتے ہیں۔ پس اے مخاطب! تمہارا کیا خیال ہے جلد حاصل ہونے والے معمولی رزق اور پروردگار کی رحمت کے خزانوں کے درمیان کون سا افضل ہے؟ (والسلام)

شیخ رحمہ اللہ فرماتے ہیں آپؓ کے یکتا اقوال حقیقتِ حال کا راستہ دکھاتے ہیں۔

۱۲۴- احمد بن جعفر بن مالک، عبداللہ بن احمد بن حنبل، احمد بن حنبل، ابو معاویۃ، الاعمش، حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ حضرت عمرؓ کا قول ہے: ہم نے زندگی کا بہترین راز صبر میں پالیا۔

۱۲۵- ابو بکر بن حمدان، عبداللہ بن احمد بن حنبل، احمد بن حنبل، ابو معاویۃ ووکیع، ہشام بن عروۃ...... حضرت عروۃؓ سے مروی ہے کہ حضرت عمرؓ نے ایک مرتبہ خطبہ میں ارشاد فرمایا: جان لو کہ لالچ فقر ہے۔ (لوگوں سے) مایوس ہونا غنیٰ اور مالداری ہے۔ کیونکہ جب کسی شے سے ناامیدی ہو جاتا ہے تو انسان اس سے بے نیاز ہو جاتا ہے۔

ابن وہب رحمہ اللہ نے ثوری عن ہشام عن زید بن صلت کے سلسلۂ سند کے ساتھ حضرت عمرؓ سے اس کو نقل کیا ہے۔

۱۲۶- عبداللہ الاصفہانی، ابراہیم بن محمد، احمد بن سعید ابن وہب، ابو حامد بن جبلۃ، محمد بن اسحٰق الثقفی، عبداللہ، محمد بن فضیل، زکریا بن ابی زائدۃ، عامر شعبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ حضرت عمرؓ نے فرمایا:

اللہ کی قسم! میرا دل خدا کے لئے اس قدر نرم ہو گیا کہ مکھن بھی اتنا نرم نہیں ہوگا اور خدا ہی کے لئے میرا دل اس قدر سخت ہو گیا کہ پتھر بھی اس کے سامنے سخت نہ ہوگا۔

۱۲۷- عبداللہ بن محمد، محمد بن ابی سہل، ابو بکر بن ابی شیبہ، محمد بن بشر، مسعر، عون بن عبداللہ بن عتبہ سے مروی ہے کہ حضرت عمرؓ نے فرمایا:

توابین (توبہ کرنے والوں) کے ساتھ مجالست اپناؤ کیونکہ وہ لوگ سب سے زیادہ نرم دل واقع ہوتے ہیں۔

۱۲۸- احمد بن جعفر بن حمدان، عبداللہ بن احمد بن حنبل، احمد بن حنبل، سفیان بن عیینہ، حضرت ابو خالدؓ سے مروی ہے کہ حضرت عمرؓ نے فرمایا:

اے بندگانِ خدا! کتاب اللہ کے لئے برتن بن جاؤ اور علم کے سرچشمے بن جاؤ اور خدا سے دن دن کا رزق مانگو۔

۱۲۹- ابن حیان، ابو یحییٰ الرازی، ہناد بن السری، ابو معاویۃ، اعمش حضرت ابراہیم سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمرؓ بن خطاب نے ایک شخص کو کہتے ہوئے سنا: اے اللہ! میں تیری راہ میں اپنا مال اور اپنی جان خرچ کرنا چاہتا ہوں۔ حضرت عمرؓ نے اس کو فرمایا: تم کو ایسی بات کرنے سے باز رہنا چاہیے۔ اگر کبھی آزمائش آجائے تو صبر کرے ورنہ عافیت پر خدائے عز وجل کا شکر ادا کرے۔

فائدہ: انسان کو از خود خدا سے کسی مشکل کو طلب نہ کرنا چاہیے اگر خدا کی طرف سے کوئی حادثہ یا دشمنوں کے ساتھ جنگ پیش آجائے تو پھر کھلے دل کے ساتھ جان مال خرچ کرے اور صبر کرے ورنہ معمول کی زندگی میں عافیت پر خدا کا شکر ادا کرے۔

۱۳۰- ابو بکر بن مالک، عبداللہ بن احمد بن حنبل، ولید بن شجاع بن الولید، شجاع بن الولید، زیاد بن خیثمۃ، محمد بن جحادۃ، حبیب بن ابی ثابت، یحییٰ بن جعدۃؓ سے مروی ہے کہ حضرت عمرؓ بن خطاب کا فرمان ہے اگر تین باتوں کا مزہ نہ ہوتا تو میں خدا سے ملاقات کو زیادہ پسند کرتا۔ اللہ کے سامنے سر ٹیکنے کا مزہ، ایسی مجالس میں شرکت کا مزہ جن میں اس طرح اچھا کلام منتخب کیا جاتا ہے جس طرح عمدہ کھجوروں کو چن لیا جاتا ہے اور اللہ کے راستے میں چلنے کا مزہ۔

خیسب منصور بن المعتز، ثوری اور مسعودی سے اسکو روایت کیا گیا ہے۔

۱۳۱-احمد بن جعفر بن حمدان، عبداللہ بن احمد بن حنبل، سلیمان بن داؤد، شعبۃ، سلیمان التیمی، ابوعثمان النہدی رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ حضرت عمر بن خطابؓ نے فرمایا: موسم سرما عبادت گزاروں کے لئے غنیمت ہے۔

تیمی رحمہ اللہ سے زائدہ اور ایک جماعت نے اسکو نقل کیا ہے۔

۱۳۲-ابراہیم بن محمد بن الحسین، ابوکریب، مطلب بن زیاد، عبداللہ بن عیسیٰ رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ حضرت عمرؓ بن خطاب کے چہرہ مبارک پر رونے کی وجہ سے دو سیاہ گڑھے پڑ گئے تھے۔

۱۳۳-عبداللہ بن محمد بن عطاء محمد بن ابی سہا، ابوبکر بن ابی شیبۃ، عفان، جعفر بن سلیمان، ہشام بن الحسن رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ حضرت عمرؓ پڑھتے پڑھتے کسی آیت پر گزرتے تو ان کا گلہ رندھ جاتا اور اس قدر روتے کہ (بے حال ہو کر) گر جاتے۔ پھر گھر میں پڑے رہتے حتیٰ کہ لوگ عیادت کو آتے اور آپ کو مریض سمجھنے لگتے۔

۱۳۴-محمد بن حمید عبداللہ بن زیدان، ابوکریب، ابن ادریس، عبدالرحمٰن بن اسحٰق، عن محارب بن دثار، ابن عمرؓ فرماتے ہیں میں نے حضرت عمرؓ کے پیچھے نماز ادا کی تو آپکے رونے کی آواز تین صفوں کے بعد بھی سنائی دی۔

۱۳۵-محمد بن احمد بن الحسن، بشر بن موسیٰ، حمیدی، سفیان، جعفر بن برقان، ثابت بن حجاج فرماتے ہیں حضرت عمرؓ بن خطاب کا فرمان ہے:

تم اپنے نفوس کا وزن کر لو قبل اس سے کہ ان کا وزن کیا جائے اور ان کا محاسبہ کر لو قبل اس سے کہ انکا محاسبہ کیا جائے کیونکہ کل حساب کے روز تمہارے لئے اپنی جانوں کا محاسبہ کرنا آسان ہو جائے گا۔ اور بڑی پیشی کے لئے اپنے آپ کو تیار کر لو جس کے متعلق آیا ہے:۔

یومئذ تعرضون لا تخفی منکم خافیة (الحاقۃ ۱۸)

اس دن تم کو پیش کیا جائے گا تو تم سے کوئی شئ مخفی نہ رہے گی۔

۱۳۶-عبداللہ بن محمد بن جعفر، عبدالرحمٰن بن مسلم، ہناد، ابومعاویۃ، جویبر، ضحاک رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ حضرت عمرؓ بن خطاب نے فرمایا: کاش میں اپنے گھر والوں کے لئے ایک مینڈھا ہوتا۔ وہ ایک عرصہ تک مجھے کھلا پلا کر موٹا تازہ کرتے۔ حتیٰ کہ جب میں خوب فربہ ہو جاتا تو گھر والوں کے کچھ مہمان آتے اور پھر میرا کچھ حصہ بھون لیا جاتا اور کچھ حصے کا سالن بنا کر کھا لیا جاتا پھر مجھے وہ کھاتے اور نکال دیتے اور میں بشر نہ ہوتا۔

۱۳۷-محمد بن علی، عبداللہ بن محمد، علی بن الجعد، شعبہ، عاصم بن عبیداللہ، ابن عمرؓ سے مروی ہے فرماتے ہیں ایک مرتبہ حضرت عمرؓ کا سر میری ران پر تھا، یہ آپ کے مرض الوفات کا واقعہ ہے۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا: میرا سر زمین پر رکھ دو۔ میں نے عرض کیا: آپ کا سر میری ران پر ہو یا زمین پر...... آپ پریشان نہ ہوں۔ لیکن حضرت عمرؓ نے فرمایا: نہیں تم زمین پر رکھ دو۔ چنانچہ میں نے آپ کا سر زمین پر رکھ دیا۔ پھر آپ نے (آہ وزاری کے ساتھ) کہا: ہلاکت و تباہی ہے میری اور میری ماں کی اگر پروردگار نے مجھ پر رحم نہ فرمایا۔

۱۳۸-ابوحامد بن جبلہ، محمد بن اسحٰق، یعقوب بن ابراہیم، ابن علیہ، ایوب السختیانی، ابن ابی ملیکۃ، مسورؓ بن مخرمہ سے مروی ہے کہ وفات سے قبل جب آپ کو نیزہ مارا گیا تو ایک مرتبہ فرمانے لگے: اللہ کی قسم! اگر میرے پاس زمین کے برابر سونا ہوتا تو میں خدا کے عذاب کو دیکھنے سے قبل اس کے عوض سارا سونا قربان کر دیتا۔

۱۳۹-محمد بن معمر، ابوشعیب الحرانی، یحییٰ بن عبداللہ، الاوزاعی، سماک، عبداللہؓ بن عباسؓ فرماتے ہیں جب حضرت عمرؓ کو نیزہ مارا گیا تو میں آپؓ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا: امیر المؤمنین! آپ کو خوشخبری ہو، اللہ نے آپ کے ذریعے شہروں کو فتح کرا دیا۔ نفاق کا

دفع کرایا اور رزق کے دروازے کھول دیئے۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا: کیا امارت سے متعلق تم میری تعریف کر رہے ہو اے ابن عباس؟ عرض کیا: امارت اور غیر امارت دونوں وقتوں کی بات کر رہا ہوں۔ حضرت عمرؓ بن خطاب نے فرمایا:

قسم ہے اس ذات کی جس کے تصرف میں میری جان ہے میری خواہش ہے کہ میں اس باب خلافت سے اس طرح نکل جاؤں کہ مجھ پر ثواب ہو نہ عذاب۔

۱۴۰-**خلافت اسلامیہ کے امیر کا لباس**...... ابوبکر بن مالک، عبداللہ بن احمد بن حنبل، احمد بن حنبل، بہز، جعفر بن سلیمان، مالک بن دینار، حضرت حسنؒ سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ آپؓ نے خطبہ دیا جبکہ آپ خلیفہ وقت تھے۔ اس وقت آپ کے بدن مبارک پر جو چادر تھی اس میں بارہ جگہ پیوند لگے ہوئے تھے۔

۱۴۱-محمد بن معمر، عبداللہ بن الحسن الحرانی، یحییٰ بن عبداللہ البابلی، الاوزاعی، داؤد بن علی رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ حضرت عمرؓ بن خطاب نے فرمایا: اگر نہر فرات کے کنارے کوئی بکری کسی سبب سے ہلاک ہو جائے تو مجھے اندیشہ ہے کہ قیامت کے روز اللہ تعالیٰ مجھ سے اس کی باز پرس فرمائے گا۔

۱۴۲-محمد بن معمر، ابوشعیب الحرانی، یحییٰ بن عبداللہ البابلی، الاوزاعی، یحییٰ بن ابی کثیر رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ حضرت عمرؓ بن خطاب نے فرمایا: اگر کوئی منادی آسمان سے یہ نداء دے کہ اے انسانو! تم سب جنت میں جاؤ گے سوائے ایک شخص کے، تو مجھے خوف ہے کہ وہ شخص میرے سوا کوئی نہ ہوگا۔ اور اگر منادی یوں نداء دے کہ اے انسانو! تم سب جہنم میں داخل ہوگے سوائے ایک شخص کے تو مجھے (خدا سے) امید ہے کہ وہ شخص میں ہونگا۔

۱۴۳-ابوبکر بن مالک، عبداللہ بن احمد بن حنبل، ابومعمر، عبدالعزیز الدراوردی، عبیداللہ بن عمر، حضرت نافعؒ فرماتے ہیں حضرت عمرؓ اور آپ کے فرزند (یعنی میرے والد) ابن عمرؓ کی نیکی میں کوئی امتیاز اور فرق اس وقت تک نہ ہوتا تھا جب تک دونوں بات نہ کرتے یا ایسا کوئی عمل نہ کرتے جو دونوں میں امتیاز کر دے۔

ابن عیینہ نے زہری، عبیداللہ بن عبداللہ کے حوالہ سے اس کے مثل روایت نقل فرمائی ہے۔

۱۴۴-محمد بن علی بن حبیش، ابوشعیب الحرانی، عبداللہ بن محمد العیشی، عبدالواحد بن زیاد، عبدالرحمٰن بن اسحٰق، رجل قرشی، ابن عکیمؒ مروی ہے حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ مجھے رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: یہ دعا مانگا کرو۔

اللھم اجعل سریرتی خیراً من علانیتی و اجعل علانیتی حسنۃ.

اے اللہ! میرے باطن کو میرے ظاہر سے اچھا بنادے اور میرے ظاہر کو اچھا بنادے۔[1]

۱۴۵-ابوحامد بن جبلۃ، محمد بن اسحٰق، محمد بن الصباح، سفیان، مسعر، ابی صخرۃ، جامع بن شداد، اسود بن بلال المحاربی سے منقول ہے کہ جب حضرت عمرؓ کو ولایت سونپی گئی تو آپ برسر منبر کھڑے ہوئے اور حمد و ثنائے الٰہی کے بعد فرمایا: اے لوگو میں دعا مانگتا ہوں تم امین کہتے جاؤ۔ پھر دعا کی: اے اللہ میں سخت خو ہوں مجھے نرم کر دیجئے۔ میں بخیل ہوں مجھے سخی بنا دیجئے اور میں کمزور و ناتواں ہوں مجھے توانا اور

۱۔ **مشکلۃ المصابیح للتبریزی ۲۵۰۴، و کنز العمال ۳۷۳۳، و الجامع الکبیر للسیوطی ۱/ ۴۰۷، و الجامع الصغیر للسیوطی ۱۳۴۴.**

معمولی فرق کے ساتھ علامہ سیوطی رحمہ اللہ نے اس کو نقل فرمایا اور امام ترمذی کی طرف اس روایت کو منسوب کیا اور حضرت عمرؓ سے اسکو نقل کرنا ضعیف قرار دیا ہے جبکہ امام سیوطی رحمہ اللہ نے الجامع الصغیر میں بھی امام ترمذی کے حوالہ سے اسکو نقل کیا اور طویل الفاظ کے ساتھ نقل کیا۔ نیز وہاں بھی اس روایت کو عمرؓ سے نقل کرنا ضعیف قرار دیا۔

طاقتور بنادیجئے۔

۱۴۶-ابراہیم بن عبداللہ، ابوالعباس الثقفی، قتیبہ بن سعید، لیث بن سعد، عن ہشام، زید بن اسلم اپنے والد اسلمؒ روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت عمرؓ بن الخطاب کو یوں دعا کرتے ہوئے سنا: اے اللہ! میرا قتل ایسے کسی شخص کے ہاتھوں نہ ہو جس نے تجھے سجدہ کیا ہو، کہیں وہ اس کی وجہ سے قیامت کے روز مجھ پر غالب آجائے۔

۱۴۷-سلیمانؒ بن احمد، ابراہیم بن ہشام، امیہ بن بسطام، یزید بن زریع، روح بن القاسم، زید بن اسلمؒ اپنے والد سے اور وہ حضرت حفصہؓ بنت عمرؓ سے روایت کرتے ہیں حضرت حفصہؓ فرماتی ہیں: میں نے حضرت عمرؓ کو دعا کرتے ہوئے سنا:

اے اللہ مجھے اپنی راہ میں قتل ہونا نصیب فرما اور اپنے نبی کے شہر میں موت نصیب فرما۔ حضرت حفصہؓ نے عرض کیا: یہ کیسے ممکن ہے؟ فرمایا: اللہ پاک جب چاہے گا کردے گا۔

۱۴۸-محمد بن احمد بن یعقوب، احمد بن عبدالرحمن، یزید بن ہارون، یحیٰ بن سعید الانصاری، حضرت سعید بن المسیب رحمہ اللہ ذکر کرتے ہیں ایک مرتبہ حضرت عمرؓ نے وادئ بطحاء میں ایک جگہ اپنے ہاتھوں سے مٹی ہموار کی پھر اسی پر اپنی چادر کا حصہ بچھا کہ چت لیٹ گئے پھر اپنے دونوں ہاتھ آسمان کی طرف بلند کر کے دعا کرنے لگے: اے اللہ میں بوڑھا ہو چکا ہوں میرے اعصاب کمزور پڑ گئے ہیں میری رعایا بکھر چکی ہے۔ پس مجھے اس حال میں اپنے پاس بلالے کہ میں ضائع نہ ہو جاؤں اور زیادتی کرنے والا نہ ہوں۔

۱۴۹-عبداللہ بن محمد بن عطاء، محمد بن شبل، عبداللہ بن محمد العبسی، ابن فضیل، لیث،...... سلیم بن حنظلہ حضرت عمرؓ سے روایت کرتے ہیں کہ آپؓ اپنی دعا میں فرماتے تھے:

اے اللہ! میں اس بات سے تیری پناہ مانگتا ہوں کہ تو مجھے اچانک (موت کے شکنجہ میں) پکڑ لے، یا مجھے غفلت میں چھوڑ دے یا مجھے غافلین میں شمار کرے۔

۱۵۰-احمد بن جعفر بن حمدان، عبداللہ بن احمد بن حنبل، یعقوب الدورقی، روح، شعبۃ، عبداللہ بن خراش اپنے چچا سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمرؓ بن خطاب اپنے خطبہ میں یوں دعا مانگتے تھے: اے اللہ! اپنی رسی کے ساتھ ہماری حفاظت فرما اور اپنے دین پر ہمیں ثابت قدم رکھ۔

۱۵۱-**خدا کی بارگاہ میں حضرت عمرؓ کا حساب بارہ برس تک چلنا**......ابوبکر احمد بن السدی، حسن بن علویہ، اسماعیل بن عیسیٰ، ہیاج بن بسطام، روح بن القاسم، زید بن اسلمؒ، عبداللہؓ بن عمرؓ سے مروی ہے آپ فرماتے ہیں میرے نزدیک سب سے زیادہ پسندیدہ بات یہ تھی کہ میں زیادہ سے زیادہ (اپنے والد ماجد) حضرت عمرؓ کے بارے میں معلومات حاصل کروں۔ چنانچہ ایک دن میں نے خواب دیکھا ایک عالی شان محل ہے۔ میں نے پوچھا یہ کس کا ہے؟ کہا: یہ عمر بن خطاب کا ہے۔ پھر محل سے حضرت عمرؓ باہر تشریف لائے۔ آپ پر چادر زیب تن تھی اور یوں محسوس ہورہا تھا گویا ابھی غسل فرما کر نکلے ہیں میں نے عرض کیا: آپکے ساتھ کیا کچھ بیتی؟ فرمایا: بھلا ہو گیا۔ قریب تھا کہ عرش مجھ پر گر جاتا۔ لیکن میں نے اپنے پروردگار کو انتہائی مغفرت کرنے والا پایا۔ پھر حضرت عمرؓ نے پوچھا مجھے تم سے جدا ہوئے کتنا عرصہ بیت گیا ہے؟ میں نے عرض کیا: بارہ برس۔ فرمایا اب جا کر حساب کتاب سے گلوخلاصی ہوئی ہے۔

۱۵۲-ابوبکر، حسن بن جعفر، منجاب بن الحارث، علی بن شہر، محمد بن عمرو، یحیٰ بن عبدالرحمن، حضرت عباس بن عبدالمطلبؓ فرماتے ہیں میں حضرت عمرؓ کا ہمسایہ تھا۔ میں نے حضرت عمرؓ سے بڑھ کر افضل انسان کوئی نہیں دیکھا۔ آپ کی رات نماز میں اور دن روزے اور لوگوں کی حاجت روائی میں بسر ہوتے تھے۔ جب حضرت عمرؓ وفات فرما گئے تو میں نے اللہ عزوجل سے دعا کی کہ مجھے خواب میں عمرؓ کی زیارت

ہو جائے۔ چنانچہ میں نے خواب میں دیکھا کہ حضرت عمرؓ مدینہ کے بازار کی طرف سے، سر پر عمامہ باندھے ہوئے تشریف لا رہے ہیں۔ میں نے آپ کو سلام عرض کیا تو آپؓ نے جواب دیا۔ پھر میں نے عرض کیا: آپ کا کیا حال ہے؟ فرمایا: بہتر ہے۔ میں نے پوچھا: آپ کے ساتھ کیا ماجرا پیش آیا؟ فرمایا: میں ابھی حساب کتاب سے فارغ ہوا ہوں۔ قریب تھا کہ عرش تلے دب جاتا اگر میں اپنے رب کو رحیم نہ پاتا۔

۱۵۳- عبداللہ بن محمد، محمد بن ابی سہل، ابوبکر بن ابی شیبہ، عبداللہ بن ادریس، محمد بن عجلان، ابراہیم بن مرۃ، محمد بن شہاب سے مروی ہے کہ حضرت عمرؓ بن خطاب نے فرمایا:

ایسے کسی کام میں مشغول مت ہو جس کا تمہیں کوئی فائدہ نہیں۔ اپنے دشمن سے دور رہو۔ دوستی کے لئے صرف امانت دار کو منتخب کرو۔ کیونکہ امین کے برابر قوم کا کوئی فرد نہیں اور فاجر شخص کا ساتھ مت اختیار کرو۔ ورنہ وہ تمہیں گناہ کی راہ پر لگائے گا اور اس کو کبھی اپنا راز داں مت بناؤ بلکہ اپنے معاملات کا مشورہ ایسے لوگوں سے کیا کرو جو اللہ عزوجل سے ڈرتے ہیں۔

۱۵۴- حسن بن عجلان الوراق، عبداللہ بن عبدالمقری، محمد بن عثمان، یوسف بن ابی امیۃ الثقفی، حکم بن ہشام، عبدالملک بن عمیر، ابن زبیرؓ سے مروی ہے کہ حضرت عمر بن خطابؓ نے فرمایا:

اللہ کے خاص بندے وہ ہیں جو باطل کو چھوڑ کر اس کو موت کی نیند سلا دیتے ہیں اور حق کا بول بالا کر کے اس کو زندگی بخشتے ہیں۔ انکو نعمہائے خداوندی کا مژدہ سنایا گیا تو وہ سحر آگیں ہو گئے۔ عذاب الٰہی سے ڈرایا گیا تو خوف ان کے بدن سے چھلکنے لگا۔ وہ خدا سے خوفزدہ ہو کر دوبارہ اطمینان کی پناہ میں نہیں آئے۔ آنکھوں سے معائنہ کئے بغیر اس یقین کی دولت سے مالا مال ہو گئے جس کو کوئی شی ڈگمگا نہیں سکتی۔ خوف انکی رگ و پے میں یوں سرایت کر گیا کہ باقی رہنے والی زندگی کے مقابلہ میں انہوں نے ہر چیز سے اپنی راہ منقطع کر لی۔ پس زندگی انکے لئے نعمت ہے لیکن موت کرامت ہے۔ جس کے سبب حور عین سے انکا بندھن بندھے گا اور نوعمر حشم وخدم ان کی خدمت کے لئے مقرر کر دیے گئے ہیں۔

حضرت عمرؓ کا ذکرِ خیر تمام ہوا۔

(۳) عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ

خلیفۂ ثالث، مطیع وفرماں بردار، ذوالنورین، خائف خدا، ذوالہجرتین، مُصَلّی الی القبلتین ...... عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ ان خاصانِ حق میں سے تھے جن کی منقبت خدائے عزوجل نے یوں بیان فرمائی۔

جو لوگ ایمان لائے اور اچھے اعمال کئے پھر تقویٰ اختیار کیا اور ایمان لائے پھر تقویٰ اختیار کیا اور احسان کیا۔ (ترجمہ المائدہ: ۹۳)

آپؓ دن رات بارگاہ خداوندی میں سجدہ ریز رہتے، آخرت سے ڈرتے اور اپنے رب سے آس لگائے رکھتے تھے۔ آپؓ کی خاص الخاص صفات سخاوت وحیا اور خوف ورجاء تھیں۔ دن کے وقت جود وسخا اور صوم وصیام آپ کا محبوب عمل تھا اور رات کو بارگاہِ خداوندی میں سجود وقیام آپ کا خاص عمل تھا۔ آپؓ کو ابتلائے آزمائش اور نجات خداوندی کی خوشخبری عنایت کی گئی۔

تصوف راہِ حق میں مصروف عمل رہ کر منزل تک رسائی پانے کا نام ہے۔

۱۵۵- محمد بن احمد بن الحسن، بشر بن موسیٰ، خلاد بن یحییٰ، مسعر، ابو عون الثقفی، محمد بن حاطب رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ حضرت عثمانؓ بن عفان کا ذکر چل پڑا حضرت حسن بن علی کرم اللہ وجہہما نے فرمایا: ابھی امیر المؤمنین (حضرت علیؓ ذکرِ عثمان کرنے) آئیں گے چنانچہ حضرت علیؓ تشریف لائے اور فرمایا: عثمانؓ ان لوگوں میں سے تھے جن کے متعلق ارشادِ خداوندی ہوا:

وہ لوگ ایمان لائے اور پرہیز کیا اور ایمان لائے پھر پرہیز کیا اور نیکی کی اور اللہ نیکی کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔ (المائدہ ۹۳)

۱۵۶- ابو بکر بن موسیٰ البابسیری، عمر بن الحسن، ابن شبہ، ابو خلف صاحب الحریر، یحییٰ البکاء، ابن عمرؓ سے مروی ہے آپؓ فرماتے ہیں: ارشاد خداوندی ہے:

(بھلا مشرک اچھا ہے) یا وہ جو رات کے وقتوں میں زمین پر پیشانی رکھ کر اور کھڑے
ہو کر عبادت کرتا ہے اور آخرت سے ڈرتا ہے اور اپنے رب کی رحمت کی امید رکھتا ہے۔ (الزمر ۹)

سے مراد حضرت عثمان بن عفانؓ ہیں۔[1]

۱۵۷- سلیمان بن احمد، احمد بن عمرو الربیعی، زکریا ابن یحییٰ المقری، الاصمعی، عبدالاعلی السامی، عبیداللہ بن عمر، عن نافع، ابن عمرؓ سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: عثمان میری امت میں سب سے زیادہ حیادار معزز ومکرم ہیں۔[2]

۱۵۸- محمد بن علی بن حبیش، عمر بن ایوب، ابو معمر، ہشیم، کوثر بن حکیم، نافع، ابن عمرؓ سے مروی ہے کہ حضور اقدس ﷺ کا ارشاد ہے: میری

۱۔ الکامل لابن الاثیر (حوادث سنۃ ۳۵) وغایۃ النہایۃ ۱/۵۰۷، وشرح نہج البلاغۃ ۲/۶۱، والبدء والتاریخ ۵/۷۹، ۱۹۴، ۲۰۸، وتاریخ الطبری ۵/۱۴۵، وصفۃ الصفوۃ ۱/۱۱۲، وتاریخ الخمیس ۲/۲۵۴، والمحبر ۳۷۷، والکنی والاسماء ۱/۸، ومنہاج السنۃ ۲/۱۸۶، ۳/۱۶۵، والریاض النضرۃ ۲/۸۲، ۱۵۲، والاسلام والحضارۃ العربیۃ ۲/۱۳۸، ۳۷۳، والاعلام ۴/۲۱۰۔

۲۔ کنز العمال ۳۲۸۰۶، والجامع الصغیر ۵۳۸۱، وعزاہ للمصنف فی ہذا الکتاب وضعفہ، وقال المناوی فی فیض القدیر ۴/۳۰۲، یہ روایت ضعیف ہے۔ فیض القدیر میں علامہ مناوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں اس روایت کو طبرانی اور دیلمی نے نقل کیا ہے۔ اس میں ایک راوی ذکریا بن یحییٰ المقری ہے۔ اور ایک راوی ابو سعید بن یونس ہے جس کو امام ذہبی رحمہ اللہ نے ضعیف قرار دیا ہے۔

امت کے سب سے زیادہ حیادار انسان عثمانؓ بن عفان ہیں۔[1]

۱۵۹- ابوبکر بن مالک، عبداللہ بن احمد بن حنبل، عبدالصمد، ابوجمیع، حضرت حسنؒ سے مروی ہے انہوں نے حضرت عثمانؓ اور آپکی حیاداری کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا: اگر آپؓ کمرہ میں (تنہا) ہوں اور دروازہ بھی بند ہو تب بھی آپ پانی ڈالنے کے لئے کپڑے نہ اتارتے تھے۔ نیز شدت حیاء کی وجہ سے آپؓ کمر سیدھی نہ کرتے تھے۔

۱۶۰- سلیمان بن احمد، طاہر بن عیسیٰ، سعید بن ابی مریم، ابن لہیعۃ، حارث بن یزید، علی بن رباح رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ حضرت ابن عمرؓ نے فرمایا: قریش کے تین اشخاص سب سے زیادہ بارونق چہرے والے، اچھے اخلاق والے اور سب سے زیادہ حیاء دار تھے، اگر وہ تجھ سے بات کریں تو کبھی جھوٹ نہ بولیں گے اگر تو ان سے بات کرے تو کبھی تجھے نہیں جھٹلائیں گے: ابوبکر صدیق، عثمان بن عفان اور ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہم اجمعین۔

۱۶۱- احمد بن جعفر بن حمدان، عبداللہ بن احمد بن حنبل، احمد بن حنبل، حماد بن خالد، زبیر بن عبداللہ اپنی ایک دادی سے جنکا نام زہیمہ تھا روایت کرتے ہیں، وہ فرماتی ہیں: حضرت عثمانؓ صائم الدہر تھے اور رات کے اول پہر کو چھوڑ کر ساری ساری رات عبادت کرتے تھے

۱۶۲- ایک نماز میں پورا قرآن پڑھنا...... ابراہیم بن عبداللہ، محمد بن اسحٰق، قتیبۃ بن سعید، ابوعلقمۃ الفروی (عبداللہ بن محمد)، عثمان بن عبدالرحمٰن التیمی، عبدالرحمٰن تیمی رحمہ اللہ فرماتے ہیں ایک رات میں نے مقام (ابراہیم) پر نماز پڑھنے کا ارادہ کیا چنانچہ میں عشاء کی نماز پڑھ کر مقام ابراہیم میں نماز کے لئے کھڑا ہو گیا۔ میں کھڑا تھا کہ کسی شخص نے میرے شانوں کے درمیان اپنا ہاتھ رکھا۔ وہ حضرت عثمان بن عفان تھے۔ پھر آپؓ نے سورۃ فاتحہ سے قرآن پڑھنا شروع کیا حتیٰ کہ پورا قرآن کریم ختم کر لیا پھر رکوع اور سجدہ کر کے نماز تمام کی۔ پھر جوتے اٹھالئے۔ عبدالرحمٰن تیمی رحمہ اللہ فرماتے ہیں معلوم نہیں اس سے پہلے بھی آپ نے کچھ نماز ادا کی یا نہیں۔

یزید بن ہارون نے محمد بن عمرو، محمد بن ابراہیم، عبدالرحمٰنؓ بن عوف کے سلسلہ سند سے اس روایت کو نقل کیا ہے۔

۱۶۳- سلیمان بن احمد، ابوزید القراطیسی، اسد بن موسیٰ، سلام بن مسکین، محمد بن سیرین رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ حضرت عثمان بن عفان کی بیوی (نائلہ) کہتی ہیں کہ جب دشمنوں نے حضرت عثمانؓ کو قتل کے ارادے سے گھیرے میں لے لیا تو آپؓ اس بات سے صرف نظر کر کے کہ وہ قتل کر دیئے جائیں گے تمام تمام رات عبادت میں مصروف رہتے اور صرف ایک رکعت میں پورا قرآن پڑھ لیتے تھے۔

۱۶۴- ابواحمد الغطریفی وسلیمان بن احمد، ابوخلیفۃ، حفص بن عمر الحوضی، حسن بن ابی جعفر، مجلد، شعبی رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ حضرت مسروق کی ملاقات اشتر سے ہوئی حضرت مسروق نے پوچھا: تم نے عثمانؓ کو قتل کر دیا؟ اشتر نے کہا: ہاں۔ مسروق رحمہ اللہ نے فرمایا: اللہ کی قسم! تم نے صائم الدھر اور قائم اللیل شخص کے قتل سے اپنے ہاتھ خون آلود کئے ہیں۔

۱۶۵- حسین بن علی، ابراہیم بن محمد، محمود بن خداش، ابومعاویۃ، عاصم، حضرت انسؓ بن مالک سے مروی ہے کہ حضرت عثمان بن عفان کو جب قتل کیا گیا تو انکی بیوی نے قاتلوں سے فرمایا: تم نے ایسے شخص کو قتل کر ڈالا جو ساری ساری رات جاگ کر ایک رکعت میں قرآن کریم مکمل کرتا تھا۔

انس بن مالکؓ سے یوں مروی ہے کہ ایک بڑی جماعت نے اس کو حضرت انس بن سیرین سے نقل کرنے کا دعویٰ کیا ہے۔

شیخ رحمہ اللہ فرماتے ہیں حضرت عثمانؓ کو ان مصائب اور بلوی میں آزمائش کی پہلے خبر دیدی گئی تھی (بزبان مہبط وحی رسول اکرم ﷺ)۔ چنانچہ ان سخت ترین حالات میں آپ کسی قسم کے جزع وفزع کرنے سے محفوظ رہے اور صبر وشکر کر کے بارگاہ حق کا قرب

[1] کنز العمال ۳۲۷۹۲، والسنۃ لابن ابی عاصم ۲/۵۸۷، والجامع الکبیر ۱/۱۱۲.

پاتے رہے۔

کہا گیا ہے کہ تصوف بلویٰ پر صبر کر کے نجویٰ (خدا سے مناجات) کی حلاوت حاصل کرنے کا نام ہے۔

۱۶۶- قتل اور جنت کی بشارت ...... محمد بن معمر، محمود بن المروزی، حامد بن آدم، عبداللہ بن المبارک، سفیان بن غیاث، ابی عثمان النہدی، ابی موسیٰ الاشعری، ابوموسیٰ اشعریؓ سے مروی ہے کہ میں باغہائے (مدینہ) میں سے کسی باغ میں رسول اکرم ﷺ کے ساتھ تھا۔ کوئی شخص آیا اور اس نے دروازہ پر دستک دی۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: ان کے لئے دروازہ کھول دو اور ایک مصیبت پر انکو جنت کی خوشخبری دیدو۔ ان کو مصیبت (قتل) لاحق ہوگی۔ ابوموسیٰؓ فرماتے ہیں میں نے دروازہ کھولا تو معلوم ہوا کہ وہ عثمانؓ بن عفان ہیں میں نے ان کو خبر سنائی تو فرمانے لگے: اللہ مددگار ہے۔[۱]

۱۶۷- عبداللہ بن جعفر، یونس بن حبیب، ابوداؤد، ہمام، قتادہ، محمد بن سیرین، محمد بن عبید الحظی، عبیداللہ بن عمروؓ سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ مدینہ کے کسی نخلستان میں تھے۔ ایک پست آواز شخص نے آنے کی اجازت طلب کی۔ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: انکو اندر آنے کی اجازت دو اور انکو خوشخبری دو کہ انکو ایک آزمائش سے واسطہ پڑے گا جس کے نتیجہ میں وہ جنت کے حقدار ہوں گے[۲]۔ عبیداللہ فرماتے ہیں میں نے آنے والے صاحب کو اجازت اور خوشخبری دی وہ عثمانؓ بن عفان تھے۔ آپؓ اس اطلاع پر حمد وثناء الٰہی بجالائے اور قریب آ کر بیٹھ گئے۔

۱۶۸- ابومحمد بن حیان، محمد بن عبداللہ بن رستہ، ہریم بن عبدالاعلیٰ، معتمر بن سلیمان، ابوموسیٰؓ سے مروی ہے کہ ایک شخص نے رسول اکرم ﷺ سے اندر آنے کی اجازت طلب کی۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا: انکو اندر آنے کی اجازت دو اور ایک مصیبت کی وجہ سے جنت کی خوشخبری دو[۳]۔ حضرت عثمانؓ نے (سن کر) فرمایا: میں اللہ سے صبر کا سوال کرتا ہوں۔

۱۶۹- محمد بن احمد بن الحسن، عبداللہ بن احمد بن حنبل، احمد بن حنبل، وکیع، اسماعیل بن ابی خالد، قیس بن ابی حازم فرماتے ہیں مجھے ابوسہلۃ نے بیان کیا کہ جس دن قتل کے ارادے سے حضرت عثمانؓ کے گھر کا محاصرہ کرلیا گیا تو حضرت عثمانؓ بن عفان نے فرمایا: رسول اکرم ﷺ نے مجھ سے ایک وعدہ کیا تھا آج میں اس پر کاربند رہ کر صبر اختیار کرتا ہوں۔

حضرت قیس فرماتے ہیں۔ لوگوں کو اس عہد کی حقیقت کا اندازہ تھا۔ ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں اپنے کسی صحابی سے راز و نیاز کی کچھ باتیں کرنا چاہتا ہوں؟ لوگوں نے دریافت فرمایا: کیا ہم ابوبکرؓ کو بلالائیں؟ فرمایا: نہیں۔ پھر دریافت کیا: عمرؓ کو؟ فرمایا: نہیں۔ دریافت کیا علیؓ کو فرمایا نہیں۔ آخر حضرت عثمانؓ کو بلا کر لایا گیا۔ پھر آپ ﷺ ان سے سرگوشیوں میں کچھ بات چیت فرماتے رہے جنہیں سن کر حضرت عثمانؓ کا رنگ بار بار بدلتا تھا۔[۴]

۱۷۰- احمد بن شداد، عبداللہ بن احمد بن اسید، احمد بن سنان، عبدالرحمٰن بن مہدی فرماتے ہیں حضرت عثمانؓ کی فضیلت ومنقبت میں دو باتیں ایسی تھیں جو حضرات ابوبکرؓ اور عمرؓ میں بھی نہ تھیں آپؓ کا اس حد تک صبر اختیار کئے رکھنا کہ اس کی نوبت قتل پر منتج ہوئی۔ دوسری خاص بات آپؓ کا تمام لوگوں کو ایک مصحف شریف (قرآن کریم) پر جمع کرنا تھی۔

۱۔ صحیح البخاری ۵/ ۱۶، ۸/ ۵۹، وصحیح مسلم، کتاب الصحابۃ ۲۸، وسنن الترمذی ۳۷۱۰، ومسند الامام احمد ۴/ ۴۰۶، والأدب المفرد للبخاری ۹۶۵، ومشکاۃ المصابیح ۶۰۷۵، وفتح الباری ۷/ ۴۳، ۱۰/ ۵۹۷.

۲،۳۔ صحیح البخاری ۵/ ۱۰، ۹/ ۶۹، ۸۵، ۱۱۰، وصحیح مسلم، کتاب فضائل الصحابۃ ۲۹، وسنن الترمذی ۳۷۱۰، ومسند الامام أحمد ۱/ ۶۵، ۳/ ۴۰۸، والأدب المفرد ۱۵۱، والمعجم الکبیر للطبرانی ۱۲/ ۳۲۷.

۴۔ مسند الامام أحمد ۶/ ۲۱۴، وسنن ابن ماجہ ۱۱۳، والمصنف لابن أبی شیبۃ ۱۲/ ۴۵، وطبقات ابن سعد ۳/ ۱/ ۴۶.

اس کے علاوہ حضرت عثمانؓ رضائے الٰہی پانے کے لئے مال کی بے دریغ قربانی دیا کرتے تھے۔آپ کے مال سے بندگان خدا کے لئے نفلی صدقات و خیرات کا چشمہ بہتا رہتا تھا۔جبکہ آپ خود اپنے مال میں سے تھوڑے سے حصے اور معمولی لباس پر قناعت پزیر رہتے تھے۔

منتہائے فضیلت پانے کے لئے وسیلۂ حق اختیار کرنا تصوف ہے۔

۱۷۱-عثمان بن عفان کا دو مرتبہ جنت خریدنا.....محمد بن اسحٰق، ابراہیم بن سعدان، بکر بن بکار، عیسیٰ بن المسیب، ابو زرعۃ، ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ حضرت عثمانؓ بن عفان نے دو مرتبہ سرکار رسول اللہ ﷺ سے جنت خریدی ایک مرتبہ جب بئر رومہ کو مسلمانوں کے لئے خرید کر وقف فرمایا۔دوسری مرتبہ جب جیش العسرت (جنگ تبوک) کے لئے سامان جہاد فراہم کیا۔

۱۷۲-عبداللہ بن جعفر، یونس بن حبیب، ابوداؤد، فاروق الخطابی، ابومسلم الجمی، حجاج بن نصر، سکن بن المغیرۃ، ولید بن ابی ہشام، فرقد بن ابی طلحہ، عبدالرحمٰن بن ابی حباب سلمیؓ فرماتے ہیں جب نبی کریم نے ﷺ جیش عسرت کے موقع پر لوگوں کو ترغیب دی تو حضرت عثمانؓ بن عفان نے فرمایا: مجھ پر سو اونٹ بمع ٹاٹ اور پالان وغیرہ کے لازم ہوئے۔حضور اکرم ﷺ نے دوبارہ مسلمانوں کو راہ خدا میں مال خرچ کرنے پر ابھارا (چونکہ یہ سفر انتہائی دور دراز کا تھا اور مسلمان فوجیوں کے پاس زادِ راہ کے لئے کچھ سامان سفر نہ تھا) چنانچہ حضرت عثمانؓ ہی دوبارہ بولے: مجھ پر سو اونٹ اور لازم ہوئے بمع ساز و سامان کے۔رسول اکرم ﷺ نے پھر لوگوں کو اکسایا اس مرتبہ بھی حضرت عثمانؓ بولے: مجھ پر مزید سو اونٹ بمع ساز و سامان کے لازم ہوئے۔راوی عبدالرحمٰن فرماتے ہیں:

میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ (خوشی سے) ہاتھ ہلا رہے ہیں اور فرما رہے ہیں: عثمان پر کوئی گرفت اور مؤاخذہ نہیں اگر آج کے بعد وہ کوئی عمل نہ کریں۔[1]

۱۷۳- سلیمان بن احمد، حسین بن اسحٰق العستری، رجاء بن مصعب الاذنی، محمد بن اسحٰق الصعانی، عامر الشعبی، مسروق عبداللہؓ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے جیش العسرۃ کے موقع پر حضرت عثمانؓ بن عفان کو بار بار آتے جاتے دیکھا تو آپؐ نے انکو یہ دعا دی:

اے اللہ! عثمان کی مغفرت فرما وہ جب بھی آئیں اور جائیں، جو پوشیدہ رکھیں اور جو ظاہر کریں اور جو سراً کریں یا جہراً کریں انکی ہر طرح سے مغفرت فرما۔[2]

محمد بن اسحٰق الصعانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں میں نے امام شعبی رحمہ اللہ سے صرف یہ ایک حدیث سنی ہے۔

۱۷۴-محمد بن علی بن نصر الوراق، یوسف بن یعقوب الواسطی، زکریا بن یحیٰی زحمویہ، عمر بن ہارون البلخی، عبداللہ بن شوذب، عبداللہ بن قاسم، کثیر مولیٰ سمرۃ، عبدالرحمٰنؓ بن سمرۃ سے مروی ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں جیش العسرۃ کے موقع پر رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ تھا۔حضرت عثمانؓ ایک ہزار دینار لے کر آئے اور آپ ﷺ کے قدموں میں بکھیر کر چلے گئے۔پھر گئے اور ہزار دینار لے کر آئے اور آپ ﷺ کے قدموں میں بکھیر کر چلے گئے۔پھر میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ ان دیناروں کو الٹ پلٹ کر رہے ہیں اور ساتھ ساتھ فرما رہے ہیں: آج کے بعد عثمان کوئی عمل بھی کریں انہیں کوئی نقصان نہیں۔[3]

---

[1] سنن الترمذی ۳۷۰۰، ومسند الامام احمد ۷۵/۴، وطبقات ابن سعد ۵۵/۷، وتفسیر ابن کثیر ۱۷۱/۴، ومجمع الزوائد ۸۵/۹.

[2] کنز العمال ۳۲۸۴۶. والجامع الکبیر ۹۷۹۱.

[3] تاریخ ابن عساکر ۱۱۱/۱. (التھذیب).

ضمرۃ نے اس روایت کو ابن شوذب عن کثیر بن ابی کثیر مولی عبدالرحمٰن بن سمرۃ کے طریق سے عبدالرحمٰن بن سمرۃؓ سے روایت کیا ہے۔

۱۷۵-آج کے بعد عثمانؓ پر کوئی حرج نہیں...... محمد بن عمر بن مسلم، محمد بن ابراہیم بن زیاد، عبدالحمید بن عبداللہ الحلوانی، حبیب بن ابی حبیب (کاتب مالک)، مالک، نافع، ابن عمرؓ سے مروی ہے کہ جب حضور ﷺ جیش العسرت کی تیاری فرمانے لگے تو حضرت عثمانؓ بن عفان ایک ہزار دینار لے کر آئے اور فداہ ابی وامی ﷺ کی جھولی میں ڈال دیئے۔ نبی کریم ﷺ نے دعا مانگی:

اے اللہ عثمان کو فراموش نہ کیجیئگا۔ پھر فرمایا آج کے بعد عثمان پر کوئی حرج نہیں کوئی عمل کریں یا نہ کریں۔[1]

۱۷۶-ابوحامد بن جبلۃ، محمد بن اسحٰق، محمد بن الصباح، سفیان، ابن ابی عروبۃ، حضرت قتادہؓ سے مروی ہے کہ حضرت عثمانؓ نے غزوۂ تبوک کے موقع پر ایک ہزار لوگوں کو ساز وسامان کے ساتھ سواری دی جن میں پچاس گھوڑے بھی تھے۔

۱۷۷-امیر المؤمنین کی حالتِ امیری...... ابوبکر بن مالک، عبداللہ بن احمد بن حنبل، اسحٰق بن سلیمان، ابوجعفر، یونس، حضرت حسنؓ سے مروی ہے فرماتے ہیں میں نے عثمانؓ کو مسجد میں ایک کپڑے میں لپٹے پڑے دیکھا اور آپ کے پاس کوئی نہ تھا۔ امیر المؤمنین ہونے کے باوجود آپ کا یہ حال تھا۔

۱۷۸-سلیمان بن احمد، ابوزید القراطیسی، اسد بن موسیٰ، ابن لہیعۃ، ابوالاسود، عن عبیداللہ، عبدالملک بن شداد ابن الہاد سے مروی ہے وہ فرماتے ہیں میں نے ایک جمع کے موقع پر حضرت عثمانؓ کو برسرِ منبر دیکھا آپ کے جسم اطہر پر ایک معمولی سی عدنی ازار بند تھی جس کی قیمت بمشکل چار پانچ درہم ہوگی اور اوپری جسم پر کوئی چادر تھی۔

۱۷۹-احمد بن جعفر بن حمدان، عبداللہ بن احمد بن حنبل، عبداللہ بن عیسی، خلف الخزاز، یونس بن عبید، حضرت حسنؓ سے مسجد میں قیلولہ کرنے والوں کے متعلق سوال کیا گیا تو آپ نے فرمایا: میں نے عثمانؓ بن عفان کو مسجد میں قیلولہ کرتے ہوئے دیکھا جبکہ آپؓ خلیفہ بھی تھے۔ جب آپ اٹھے تو پتھروں کے نشان آپکے جسم پر نمایاں تھے۔ جبکہ آپکے متعلق یہ کہا جاتا تھا آپ امیر المؤمنین ہیں امیر المؤمنین۔

۱۸۰-احمد بن عبداللہ بن احمد، جعفر بن محمد بن الفضل، محمد بن حمیر، اسماعیل بن عیاش، شرحبیل بن مسلم رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ حضرت عثمانؓ (کی درویشی کا یہ عالم تھا کہ) لوگوں کو امیروں والے کھانے کھلاتے اور پھر گھر جا کر خود سرکہ اور زیتون سے روٹی کھاتے۔ اور کوئی عام سالن بھی استعمال نہ فرماتے۔

۱۸۱-ابوبکر بن مالک، عبداللہ بن احمد بن حنبل، شیبان، محمد بن راشد، سلیمان بن موسی سے مروی ہے کہ حضرت عثمانؓ کو اطلاع دے کر کچھ لوگوں کو دیکھنے کے لئے بلایا گیا جو کسی غلط کام میں مصروف تھے۔ آپؓ تشریف لائے تو وہ لوگ وہاں سے ہٹ کر جا چکے تھے آپؓ نے انکے آثار دیکھ کر اس بات پر اللہ کی حمد کی کہ آپ نے انکو مبتلائے عصیان حالت میں نہ دیکھا۔ پھر آپؓ نے ایک غلام آزاد فرمایا۔

۱۸۲-ابوبکر بن مالک، عبداللہ بن احمد بن حنبل، احمد بن حنبل، ابوسلمۃ الحرانی، ابی عبدالرحیم، فرات بن سلیمان، میمون بن مہران ہمدانی رحمہ اللہ سے مروی ہے فرماتے ہیں میں نے حضرت عثمانؓ بن عفان کو ایک خچر پر سوار دیکھا حالانکہ آپ خلیفہ وقت تھے۔ اور آپ نے اپنے پیچھے اپنے غلام نائل کو بٹھا رکھا تھا۔

۱۸۳-احمد بن جعفر بن حمدان، عبداللہ بن احمد بن حنبل، احمد بن حنبل، محمد بن بکر بن علی بن مسعدۃ، عبداللہ بن الرومی رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ فرماتے ہیں مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ حضرت عثمانؓ نے فرمایا: اگر میں جنت اور جہنم کے درمیان ہوں اور مجھے معلوم نہ ہو کہ مجھے کس

[1] کنز العمال ۳۲۸۴۵، والجامع الکبیر ۹۹۵۳۔

طرف جانے کا حکم دیا جائے گا تو میری خواہش ہوگی کہ میں مٹی ہو جاؤں قبل اس سے کہ مجھے کسی طرف جانے کا حکم دیا جائے۔

۱۸۴-عثمانؓ کی حیاداری......ابراہیم بن عبداللہ، محمد بن اسحٰق، قتیبۃ بن سعید، لیث بن سعد، عبداللہ بن عامر بن ربیعۃ سے مروی ہے کہ ہم (محاصرہ کے دن) گھر میں حضرت عثمانؓ کے پاس تھے۔ آپ نے فرمایا: اللہ کی قسم! میں نے کبھی زنا نہیں کیا جاہلیت میں اور نہ زمانہ اسلام میں اور اسلام میں میری حیاداری میں اضافہ ہی ہوا۔

۱۸۵-سلیمان بن احمد، عبداللہ بن محمد بن سعید بن ابی مریم، محمد بن یوسف الفریابی، سفیان الثوری، صلت بن دینار، عقبہ بن صہبان رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ حضرت عثمانؓ بن عفان نے اپنی شرمگاہ سے متعلق فرمایا کہ جب سے میں مسلمان ہوا کبھی میں نے دائیں ہاتھ سے اسکو چھوا تک نہیں۔

۱۸۶-فاروق الخطابی، ابومسلم الکشی، علی بن عبداللہ المدینی، ہشام بن یوسف، عبداللہ بن بحیر، حضرت عثمانؓ کے غلام ہانی فرماتے ہیں حضرت عثمانؓ جب کسی قبر کے پاس کھڑے ہوتے تو اس قدر روتے کہ آنسوؤں سے آپکی ریش مبارک تر ہو جاتی۔

۱۸۷-عبداللہ بن جعفر، یونس بن حبیب، ابو داؤد، حریث بن السائب، حسن، حمران بن ابان رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ حضرت عثمانؓ فرماتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ کا فرمان ہے سوائے خالی روٹی کے عمدہ کھانے، میٹھا پانی اور سایہ دار گھر ابن آدم کیلئے زائد نعمت ہے۔ ابن آدم کی اسمیں کوئی فضیلت نہیں ہے[1]

۱۸۸-سلیمان بن احمد، احمد بن عبدالوہاب بن نجدۃ، یحیی بن صالح الوحاظی، سلیمان بن عطاء الجزری، مسلمۃ بن عبداللہ الجہنی، ابومشجعہ رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ ہم حضرت عثمانؓ بن عفان کی معیت میں ایک مریض کی عیادت کو گئے۔ حضرت عثمانؓ نے اس مریض کو فرمایا: کہو "لاالٰہ الااللہ" مریض نے کہہ لیا پھر فرمایا: قسم ہے میری جان کی مالک کی، اس شخص نے کلمہ کے ساتھ اپنی خطاؤں کو پھینک کر ریزہ ریزہ کر دیا۔ ابومشجعہ راوی فرماتے ہیں میں نے عرض کیا آپ نے ایسی کوئی بات رسول اللہ ﷺ سے سنی ہے یا آپ اپنی طرف سے بیان فرما رہے ہیں؟ فرمایا: نہیں تندرست کے لئے یہ زیادہ گناہوں کو مٹانے والا ہے[2]

☆☆☆

[1] تاریخ اصبهان، للمصنف ۱/۲۵۴.

[2] اتحاف السادة المتقين للزبيدی ۱۰/۲۷۵، وكنز العمال ۲۵۶۸۳.

(۴) حضرت علیؓ بن ابی طالب[1]

آپ قوم کے سردار، اللہ تعالیٰ اور اس کی شریعت سے محبت رکھنے والے، باب مدینۃ العلم، بہترین واعظ، اشارات کا استنباط کرنے والے، مہتدین کے علم، مطیعین کے نور، متقین کے والی، امام العادلین، اسلام قبول کرنے میں اسبق، فیصلہ کرنے میں اعدل، حلم میں اعظم، علم میں اوفر، متقین کے پیشوا، عارفین کی زینت، حقائق توحید سے باخبر کرنے والے عاقل اور لسان سائل کے حامل، عہد کا ایفاء کرنے کے مصداق، فتنوں کا قلع قمع کرنے والے، امتحانات میں کامیابی حاصل کرنے والے اور دشمنان اسلام کا ڈٹ کر مقابلہ کر کے اور ان کو نیست و نابود کرنے والے تھے۔

۱۸۹- خیبر[2] کی فتح...... ابراہیم بن محمد بن یحییٰ، محمد بن اسحٰق ثقفی، قتیبہ بن سعید، یعقوب بن عبدالرحمٰن، ابوحازم کے سلسلۂ سند سے سہل بن سعد کی روایت منقول ہے کہ:

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خیبر کے روز فرمایا: آج میں عَلَم اللہ اور اس کے رسول کے محبوب کے ہاتھ میں دوں گا، اور من جانب اللہ اسی کے ذریعہ خیبر فتح ہوگا۔ صحابہ کرامؓ نے اضطراب کی حالت میں شب گزاری کہ نا معلوم وہ کون خوش نصیب انسان ہوگا۔ صبح ہوئی تو آپ علیہ السلام نے صحابۂ کرام سے حضرت علیؓ کے بابت استفسار فرمایا۔ صحابہؓ نے عرض کیا: یا رسول اللہ! وہ آشوب چشم میں مبتلا ہیں۔ بعد ازاں رسالت مآب ﷺ نے حضرت علی کو بلوا کر ان کی آنکھوں میں اپنا لعاب مبارک لگایا اور ان کے لئے صحت کی دعا بھی فرمائی، کچھ دیر بعد شیر خدا کی آنکھوں سے الم کا ازالہ ہوگیا، پھر رسول اللہ ﷺ نے حضرت علی کو علم عطاء فرمایا حضرت علی نے عرض کیا یا رسول اللہ! دشمنان اسلام کے کلمہ پڑھنے تک میں ان سے قتال کرتا رہوں؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا اے علی! تم ان کے پاس پہنچنے کے بعد اولاً انہیں اسلام کی دعوت دینا، اور ان کو حقوق اللہ سے آگاہ کرنا، کیوں کہ تمہاری وجہ سے ایک انسان کا راہ راست پر آنا تمہارے لئے سرخ اونٹوں سے بہتر ہے۔

۱۹۰- ابوبکر بن خلاد، حارث بن ابی اسامہ، داؤد، عمر، ابوراشد ثنیٰ بن زرعۃ، محمد بن اسحٰق، بریدۃ بن سفیان اسلمی کے والد سفیان کے سلسلۂ سند سے سلمۃ بن اکوع کا قول مروی ہے ایک بار آپ علیہ السلام نے حضرت صدیق اکبرؓ کو قلعۂ خیبر کی طرف روانہ فرمایا، لیکن وہ بسیار کوشش کے بعد بلا فتح واپس آگئے۔ اس کے بعد حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کل میں ایک ایسے شخص کے ہاتھ میں علم دوں گا جسکے ذریعہ خیبر فتح ہوگا اور وہ شخص میدان جنگ سے راہ فرار اختیار نہیں کرے گا۔

راوی کہتے ہیں کہ اس کے بعد آپ ﷺ نے حضرت علیؓ کو بلوایا اس وقت ان کی آنکھوں میں درد تھا آپ نے ان کی آنکھوں

---

[1] الكامل لابن الاثير (حوادث سنة ۴۰) وتاريخ الطبرى ۸۳/۶. والبدء والتاريخ ۷۳/۵. وصفة الصفوة ۱۱۸/۱، ومقاتل الطالبين ۱۴، وشرح نهج البلاغة ۵۷۹/۲. ومنهاج السنة ۲/۳، ۷۳، وصفة الصفوة ۱۱۸/۱. ومقاتل الطالبين ۱۴، وشرح نهج البلاغة ۵۷۹/۲، ومنهاج السنة ۲/۳، ۲/۴، وتاريخ الخميس ۲۷۶/۲، وتاريخ المسعودى ۲/۲، ۳۹، والاسلام والحضارة العربية ۱۴۱/۲. والرياض النضرة ۱۵۳/۲، ۲۴۹، والاصابة.

[2] صحيح البخارى ۷۳/۴، ۲۳/۵، ۱۷۱، وصحيح مسلم، كتاب الفضائل ۳۴، ومسند الامام أحمد ۳۳۳/۵. وفتح البارى ۷۰/۷، ۴۷۶، وشرح السنة للبغوى ۱۱۲/۱۴. ودلائل النبوة للبيهقى ۲۰۵/۴، وخصائص الامام على للنسائى ۱۳، والمستدرك ۱۰۹/۳، واتحاف السادة المتقين ۱۸۸/۷.

میں تھوک ڈالا پھر فرمایا: یہ جھنڈا لو اور اس وقت تک لڑتے رہو جب تک خدا تمہارے ہاتھوں فتح عطا نہ فرمائے۔ راوی سلمۃ بن الاکوع کہتے ہیں کہ اس کے بعد حضرت علیؓ نے سفر شروع فرمایا میں نے بھی ان کے ساتھ رخت سفر باندھ لیا، اور ہم چلتے رہے حتیٰ کہ حضرت علی نے قلعہ کے نیچے ایک عظیم پتھر پر علم نصب فرما دیا۔ قلعہ کے اوپر ایک یہودی نے حضرت علیؓ کو دیکھ کر ان سے سوال کیا کہ آپ کون ہیں؟ شیر خدا نے فرمایا میں علی ہوں، اس یہودی نے کہا پھر فتح تمہاری ہوگی، کیوں کہ ہماری کتاب "توراۃ" میں اسی طرح مرقوم ہے۔ا

شیخ فرماتے ہیں بریدہ عن ابیہ کے طریق سے یہ حدیث غریب ہے کیونکہ اس میں ایسی زیادتی ہے جس کی کوئی مثال اور تابع نہیں ہے۔ جبکہ یہی حدیث یزید بن ابی عبیدہ عن سلمۃ بن الاکوع کے طریق سے صحیح ہے۔

۱۹۱- احمد بن یعقوب بن مہرجان المعدل، محمد بن عثمان بن ابی شیبہ، ابراہیم بن اسحٰق ضبی، قیس بن ربیع، لیث بن ابی سلیم، ابن ابی لیلیٰ کے سلسلۂ سند سے حضرت حسن بن علی سے مروی ہے ایک موقع پر سرکار دو عالم ﷺ نے فرمایا اے لوگو! سید العرب (عرب کے سردار حضرت علیؓ) کو بلاؤ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں میں نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا آپ سید العرب نہیں ہو؟ اس وقت آپ علیہ السلام نے فرمایا میں اولاد آدم کا اور حضرت علی عرب کے سردار ہیں۔ پھر حضرت علی کے پہنچنے کے بعد آپ ﷺ نے انصار کو بلوا کر ان سے فرمایا اے انصار یہ بات بواسطہ جبرئیل کے اللہ تعالیٰ نے مجھ سے فرمائی ہے۔۲

ابو بشر نے سعید بن جبیر عن عائشہ کے طریق سے اس کو نقل کیا ہے۔

۱۹۲- محمد بن احمد بن علی، محمد بن عثمان بن ابی شیبہ، ابراہیم بن محمد بن میمون، علی بن عیاش، حارث بن حصیرۃ، قاسم بن جندب کے سلسلۂ سند سے انسؓ کا قول مروی ہے، ایک بار آپ ﷺ نے میرے ذریعہ وضوء فرما کر دو رکعت نماز ادا فرمائی پھر آپ ﷺ نے فرمایا اے انس! اس باب سے داخل ہونے والا سید المسلمین ہوگا۔ حضرت انس فرماتے ہیں کہ میں دل ہی دل میں دعا کرتا رہا کہ اے اللہ داخل ہونے والے کا تعلق انصار سے ہو، کچھ دیر بعد اس باب سے حضرت علیؓ داخل ہوئے حضرت علیؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ! آج آپ ﷺ نے میرے متعلق عجیب بات ارشاد فرمائی ہے! آپ ﷺ نے فرمایا ایسا ہی ہوگا۔۳

جابر جعفی نے ابی الطفیل عن انسؓ سے اس کو نقل کیا ہے۔

۱۹۳- ابو احمد محمد بن احمد جرجانی، حسن بن سفیان، عبد الحمید بن بحر، شریک، سلمۃ بن کہیل کے سلسلۂ سند سے حضرت علیؓ کا قول مروی ہے: فرمان نبوی ﷺ ہے: میں حکمت کا گھر اور علی اس کا باب ہے۔۴

اصبغ بن نباتہ اور حارث نے علی سے اس کے مثل نقل کیا ہے اور مجاہد نے عن ابن عباس عن رسول اللہ ﷺ سے اس کے مثل نقل

۱۔ صحیح البخاری ۴/۷۳، ۵/۲۳، ۱۷۱، وصحیح مسلم، کتاب الفضائل ۳۴، ومسند الامام أحمد ۵/۳۳۳، وفتح الباری ۷/۷۰، ۴۷۶، وشرح السنۃ للبغوی ۱۴/۱۱۲. ودلائل النبوۃ للبیہقی ۴/۲۰۵، وخصائص الامام علی للنسائی ۱۳، والمستدرک ۳/۱۰۹، واتحاف السادۃ المتقین ۷/۱۸۸.

۲۔ المعجم الکبیر للطبرانی ۳/۹۰، ومجمع الزوائد ۹/۱۳۲. وکنز العمال ۳۶۴۴۸.

۳۔ الموضوعات لابن الجوزی ۱/۳۷۶، واللآلیء المصنوعۃ للسیوطی ۱/۱۸۶، وتاریخ أصبہان للمصنف ۲/۷۱، ومجمع الزوائد ۱/۲۱۶. یہ روایت موضوع ہے۔

۴۔ سنن الترمذی ۳۷۲۷، والزہد لابن المبارک ۳۱۴، ومشکاۃ المصابیح ۲۰۸۷، واتحاف السادۃ المتقین ۶/۲۴۴، والموضوعات ۱/۳۴۹، ۳۵۰، واللآلی المصنوعۃ ۱/۱۷۰، والفوائد المجموعۃ ۳۴۸، وتنزیہ الشریعۃ ۳۷۷، وتخریج الاحیاء ۲/۱۸۸.

کیا ہے۔

۱۹۴- محمد بن عمر بن غالب، محمد بن احمد بن ابی خیثمہ، عباد بن یعقوب، موسیٰ بن عثمان حضرمی، اعمش، مجاہد کے سلسلۂ سند سے ابن عباس کی روایت ہے کہ فرمان نبوی ﷺ ہے: اللہ نے کوئی آیت ایسی نازل نہیں فرمائی جس میں "یاایھاالذین آمنوا" سے خطاب کیا گیا ہو مگر اس میں علی مؤمنین کے سردار اور امیر مراد ہیں۔[1]

۱۹۵- جعفر بن محمد بن عمر، ابو حصین وادی، یحییٰ بن عبدالحمید، شریک، ابی یقظان، ابووائل کے سلسلۂ سند سے حذیفہ بن الیمان کا قول مروی ہے۔ ایک موقع پر صحابہؓ نے حضرت علی کے بابت آپ علیہ السلام سے استفسار فرمایا کیا آپ علی کو خلیفہ نہیں بنائیں گے؟ آپ ﷺ نے فرمایا اگر تم علی کو ولایت سپرد کرو تو تم علی کو ہادی مہدی اور تمہیں صراط مستقیم پر چلانے والا پاؤ گے۔[2]

نعمان بن ابی شیبہ جندی نے ثوری عن ابی اسحاق عن زید بن یثیع عن حذیفہ کی سند سے اس کو نقل کیا ہے۔

۱۹۶- سلیمان بن احمد، عبداللہ بن وہیب غزی، ابن ابی السری، عبدالرزاق، نعمان بن ابی شیبہ جندی، سفیان ثوری، ابواسحٰق، زید بن یثیع کے سلسلۂ سند سے حذیفہؓ کا قول مروی ہے، فرمان نبوی ﷺ ہے: اگر تم علی کو خلیفہ بناؤ اور میں نہیں سمجھتا کہ تم ان کو خلیفہ بناؤ گے تو تب تم ان کو ہادی و مہدی پاؤ گے، جو تم کو شریعت بیضاء پر چلائے گا۔[3]

ابراہیم بن ہراسہ نے ثوری عن ابی اسحاق عن زید بن یثیع عن علیؓ کے طریق سے اس کو روایت فرمایا ہے۔

۱۹۷- زید بن جناح قاضی، اسحٰق بن محمد بن مہران، محمد بن مہران، ابراہیم بن ہراسہ، ابن اسحٰق، زید بن یثیع، علی کے سلسلۂ سند سے گزشتہ روایت کی مانند آپ علیہ السلام کا قول مروی ہے۔

۱۹۸- ابواحمد غطریفی، ابوالحسن بن ابی مقاتل، محمد بن عبید بن عتبہ، محمد بن علی وہبی کوفی، احمد بن عمران بن سلمہ، سفیان ثوری، منصور، ابراہیم، علقمہ کے سلسلۂ سند سے عبداللہ بن مسعود کا قول مروی ہے:

میرے سامنے حضور علیہ السلام سے حضرت علیؓ کے بابت سوال کیا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا حکمت دس اجزاء پر تقسیم کئے جانے کے بعد نو اجزاء علیؓ کو اور باقی ایک جز دیگر لوگوں کو عطاء کی گئی ہے۔[4]

۱۹۹- ابوبکر بن خلاد، محمد بن یونس کدیمی، عبداللہ بن داؤد خریبی، ہرمز بن حوران، ابی عون، ابی صالح حنفی کے سلسلۂ سند سے حضرت علیؓ کا قول مروی ہے۔

ایک بار میری درخواست پر آپ علیہ السلام نے مجھے دین پر استقامت کی تلقین فرمائی، میں نے جواب میں عرض کیا واللہ ربی وما توفیقی الا باللہ علیہ توکلت والیہ انیب، آپ نے فرمایا اے ابوالحسن تجھے علم مبارک ہو علم کے خزانوں سے نوازے جانے کی خوشخبری سناتا ہوں۔[5]

۱۔ الدر المنثور ۱/۱۰۴، وکنز العمال ۳۲۹۲۰، والجامع الکبیر ۱/۶۹۵، وعزاہ لمصنف عن ابن عباس.

۲۔ کنز العمال ۳۲۹۶۶.

۳۔ العلل المتناھیۃ لابن الجوزی ۱/۲۵۲.

۴۔ العلل المتناھیۃ لابن الجوزی ۱/۲۳۹، والبدایۃ والنھایۃ ۷/۳۶۰، وکنز العمال ۳۲۹۸۲، ۳۶۴۶۱، والجامع الکبیر للسیوطی ۱/۶۰۷، وعزاہ للمصنف، والازدی فی الضعفاء، وابو علی الحسن بن علی البرذعی فی معجمہ، وابن النجار، وابن الجوزی فی الواھیات عن ابن مسعود)

۵۔ المستدرک ۳/۳۰۴، وتاریخ ابن عساکر ۲/۳۲۹، (التھذیب) والدر المنثور ۳/۳۴۷، وکنز العمال ۳۶۵۲۴.

۲۰۰-ابوالقاسم نزیر بن جناح القاضی، اسحق بن محمد بن مروان، محمد بن مروان، عباس بن عبیداللہ، غالب بن عثمان الہمدانی، ابو مالک، عبیدۃ، شقیق کے سلسلۂ سند سے عبداللہ بن مسعودؓ سے مروی ہے: قرآن سات حرفوں پر نازل کیا گیا ہے کوئی حرف ایسا نہیں جس کا کوئی ظاہر اور باطن نہ ہو اور علی بن ابی طالب کے پاس ظاہر بھی ہے اور باطن بھی۔

۲۰۱-ابوبکر محمد بن حسن، محمد بن سلیمان بن حارث، عبیداللہ بن موسیٰ، اسماعیل بن ابی خالد، ابواسحق کے سلسلۂ سند سے ہبیرۃ بن یریم کی روایت ہے: ایک روز حضرت حسن بن علی نے خطبہ کے دوران ارشاد فرمایا:

اے لوگو! کل گزشتہ تم سے اولین وآخرین میں علم کے اعتبار سے افضل انسان جدا ہو گیا۔ آپ ﷺ جب بھی انہیں جھنڈا دے کر کہیں بھیجتے تو فتح کے بغیر آپ کی واپسی نہیں ہوتی تھی۔ جبریلؑ آپ کے دائیں طرف اور میکائیل بائیں طرف ہوتے تھے آپؓ نے کوئی درہم چھوڑا نہ دینار، صرف سات سو (درہم) آپ کی عطاء میں سے بچ گئے تھے جن سے آپ ایک غلام خریدنا چاہتے تھے۔ ۱

۲۰۲-محمد بن جعفر بن ہیثم جعفر بن محمد صائغ، قبیصہ بن عقبہ، سفیان، حبیب بن ابی ثابت، سعید بن جبیر کے سلسلۂ سند سے ابن عباس کی روایت منقول ہے کہ حضرت عمرؓ نے ارشاد فرمایا: حضرت ابیؓ ہم میں سب سے بڑے قاری اور حضرت علیؓ سب سے بڑے قاضی ہیں۔

۲۰۳-ابراہیم بن احمد بن ابی حصین، محمد بن عبداللہ حضرمی، خلف بن خالد عبدی بصری، بشر بن ابراہیم انصاری، ثور بن یزید، خالد بن معدان کے سلسلۂ سند سے معاذؓ بن جبل کی روایت منقول ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

اے علی میں تمہارے ساتھ نبوت کے ذریعہ جھگڑتا ہوں اور میرے بعد نبوت نہیں ہے۔ نیز اللہ نے تمہیں سات فضائل سے نوازا ہے کوئی قریشی ان میں تم سے نہیں جھگڑ سکتا۔ ایمان لانے میں سب سے اول، عہد الٰہی کو سب سے زیادہ پورا کرنے والے، امر الٰہی کو سب سے زیادہ قائم کرنے والے، برابری اور انصاف کے ساتھ تقسیم کرنے والے، رعیت میں عدل ومساوات قائم کرنے والے، فیصلہ کرنے میں سب سے زیادہ صاحب بصیرت، اللہ کے ہاں سب سے زیادہ مرتبہ والے۔ ۲

۲۰۴-محمد بن مظفر، عبداللہ بن اسحق، ابراہیم انماطی، قاسم بن معاویہ انصاری، عصمہ بن محمد، یحیٰ بن سعید انصاری، سعید بن مسیب کے سلسلۂ سند سے ابوسعید خدریؓ کی روایت منقول ہے کہ آپ ﷺ نے حضرت علی کے کندھے پر ہاتھ مارا اور فرمایا: تجھے سات ایسے فضائل میسر ہیں، قیامت کے دن جن میں تجھ سے کوئی مقابلہ نہیں کر سکتا ایمان لانے میں سب سے اول، عہد الٰہی کو سب سے زیادہ پورا کرنے والے، امر الٰہی کو سب سے زیادہ قائم کرنے والے، برابری اور انصاف کے ساتھ تقسیم کرنے والے، رعیت میں عدل ومساوات قائم کرنے والے، فیصلہ کرنے میں سب سے زیادہ صاحب بصیرت، قیامت کے روز اللہ کے ہاں سب سے زیادہ مرتبہ والے۔ ۳

۲۰۵-عمر بن احمد بن عمر قاضی قصبانی علی بن عباس بجلی، احمد بن یحیٰ، حسن بن حسین، ابراہیم بن یوسف بن ابی اسحق عن ابیہ کے سلسلۂ سند سے شعبیؒ سے مروی ہے، حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ آپ علیہ السلام نے میرے متعلق ارشاد فرمایا مسلمانوں کے سید اور متقیوں کے امام حضرت علی کو خوش آمدید! ۴ حضرت علی سے پوچھا گیا: آپ نے کس شیء پر شکر ادا کیا؟ فرمایا: میں نے اللہ کی عطا کردہ نعمت پر اس کی حمد وثناء کی۔ اور ان نعمتوں پر شکر کی توفیق مانگی اور مزید عطا کا سوال کیا۔

۲۰۶-محمد بن حمید علی بن سراج مصری، محمد بن فیروز، ابوعمرو لاہز بن عبداللہ، معمر بن سلیمان، عن ابیہ، ہشام بن عروۃ، عن ابیہ کے سلسلۂ سند

۱۔ تاریخ أصبهان، للمصنف ۱/۴۵.

۲۔ الموضوعات لابن الجوزی ۱/۳۴۳، واللآلی المصنوعة ۱/۱۶۷، وتنزیه الشریعة ۱/۳۵۲، وکنز العمال ۳۲۹۹۴.

۳۔ اللآلی المصنوعة ۱/۱۶۱ وکنز العمال ۳۲۹۹۵. یہ روایت ضعیف ہے۔

۴۔ کشف الخفا للعجلونی ۲/۱۰۴، وکنز العمال ۳۳۰۰۹، ۳۶۵۲۷.

سے حضرت انس کی روایت منقول ہے آپ علیہ السلام نے میرے ذریعہ برزۃ اسلمی کو پیغام بھیجا اور فرمایا: اے ابو برزہ اسلمی! اللہ تعالیٰ نے علی کے بارے میں مجھ سے عہد لیا ہے کہ علی ہدایت کے علم، ایمان کے منارے، میرے اولیاء کے امام، اور میرے فرمانبرداروں کے نور ہیں۔ اے ابو برزہ! علی بن ابی طالب ﷺ قیامت کے دن میرے امین ہونگے، میرے جھنڈے کو اٹھانے والے ہونگے اور علی میرے رب کی رحمت کے خزانوں کی کنجی ہیں۔[1]

۲۰۷- ابوبکر طلحی، محمد بن علی بن دحیم، عباد بن سعید بن عباد جعفی، محمد بن عثمان بن ابی بہلول، صالح بن ابی اسود، ابو مطہر رازی، اعمش ثقفی، سلام جعفی کے سلسلۂ سند سے ابو برزۃؓ سے مروی ہے کہ فرمان نبوی ﷺ ہے:

اللہ تعالیٰ نے علی کے بارے میں مجھ سے عہد لیا تو میں نے عرض کیا یا رب العالمین! مجھے بیان کیجئے کہ وہ عہد کیا ہے؟ فرمایا: سنو میں نے عرض کیا میں ہمہ تن گوش ہوں۔ فرمایا: علی ہدایت کے علم، میرے اولیاء کے امام، اور میرے فرمانبرداروں کے نور ہیں۔ یہ وہی کلمہ ہیں جن کو میں نے متقیوں کیلئے لازم کردیا ہے۔ جس نے ان سے محبت کی اس نے مجھ سے محبت کی اور جس نے ان سے بغض رکھا اس نے مجھ سے بغض رکھا۔ اس بات کی علی کو خوشخبری دیدو۔ چنانچہ علی آئے تو میں نے ان کو بشارت دیدی۔ علیؓ نے عرض کیا: یا رسول اللہ! میں اللہ کا بندہ ہوں اس کے قبضۂ قدرت میں ہوں اگر وہ مجھے عذاب دے تو میرے گناہوں کی وجہ سے مجھے عذاب ہوگا اور اگر میرے لئے یہ نعمتیں تمام کردے جو آپ نے بیان فرمائی ہیں تو اللہ میرا اور ان کا مالک ہوگا۔ حضور ﷺ نے فرمایا: اے اللہ! علی کا دل دھودے اور ایمان کو اس کے دل کی بہار بنادے۔ اللہ نے فرمایا: میں نے ایسا کردیا۔ اور نیز ان کو ایسی مصیبت کا سامنا ہوگا جو تیرے اصحاب میں سے کسی کو نہیں ہوگا۔ حضور ﷺ نے عرض کیا یا اللہ! یہ میرا بھائی اور میرا ساتھی ہے خدارا! کچھ رحم فرمایئے! اللہ نے فرمایا: یہ بات لکھی جاچکی ہے اور ان کو یہ مصیبت پہنچ کر رہے گی۔[2]

۲۰۸- سعد بن محمد صیرفی، محمد بن عثمان بن ابی شیبہ، ابراہیم بن محمد بن میمون، حکم بن ظہیر، السدی، عبد خیر، حضرت علیؓ فرماتے ہیں آپ علیہ السلام کی وفات کے بعد میں نے قسم اٹھائی کہ میں قرآن کو جمع کرنے سے قبل اپنی چادر نہیں اتاروں گا چنانچہ میں نے ایسا ہی کیا۔[ ]

۲۰۹- ابوبکر بن مالک، محمد بن یونس السامی، ابوبکر حنفی، فطر بن خلیفہ، اسماعیل بن رجاء، عن ابیہ کے سلسلۂ سند سے ابو سعید خدریؓ کی روایت منقول ہے۔ حضرت ابو سعیدؓ فرماتے ہیں: ایک بار ہم آپ علیہ السلام کے ساتھ سفر میں تھے کہ آپ ﷺ کی جوتی کا تسمہ ٹوٹ گیا حضرت علی نے آپ ﷺ کی جوتی لیکر اسے صحیح کردیا۔ پھر آپ علیہ السلام نے فرمایا اے لوگو! میرے تنزیل قرآن پر قتال کرنے کی مانند تم میرے بعد تاویل قرآن پر قتال کروگے۔ ابو سعیدؓ فرماتے ہیں میں نکلا تا کہ اس کی خبر لوگوں کو سنادوں لیکن کوئی اس خبر کو سن کر خوش نہ ہوا۔[3]

۲۱۰- محمد بن عمر بن سلم، ابو محمد قاسم بن محمد بن جعفر بن محمد بن عبداللہ بن محمد بن عمر بن علی بن ابی طالب، عن ابیہ، عن ابیہ جعفر، عن ابیہ محمد بن عبداللہ، عن ابیہ محمد، عن ابیہ عمر کے سلسلۂ سند سے علیؓ کا قول مروی ہے:

فرمان نبوی ﷺ ہے: اے علی! اللہ تعالیٰ کا حکم ہے کہ میں تجھے قریب کروں اور تجھے علم سکھاؤں تا کہ تو اس کو محفوظ رکھے۔ اور یہ آیت ''وتعیھا اذن واعیۃ'' ترجمہ تا کہ اس کو محفوظ کرنے والے کان محفوظ کرلیں۔ میرا علم یہ کہتا ہے کہ اس سے تیرے کان مراد ہیں۔[4]

۱۔ الموضوعات لابن الجوزی ۱/۳۸۸، والکامل لابن عدی ۷/۲۶۰۰۔

۲۔ العلل المتناھیۃ ۱/۲۳۶، واللآلی المصنوعۃ ۱/۱۸۸۔

۳۔ مسند الامام أحمد ۳/۸۲، والمستدرک ۳/۱۲۳، ودلائل النبوۃ للبیھقی ۶/۴۳۵، وموارد الظمآن ۲۲۰۷، وشرح السنۃ ۱۰/۲۳۳، والعلل المتناھیۃ ۱/۲۳۹، والبدایۃ والنھایۃ ۶/۲۴۷، ۷/۳۰۵، ومجمع الزوائد ۵/۱۸۶، ۹/۱۲۳۔

۴۔ الدر المنثور ۶/۲۶۰، وتفسیر الطبری ۲۹/۳۶، وکنز العمال ۳۶۵۲۵، وتفسیر القرطبی ۱۸/۲۶۴۔

۲۱۱- حسن بن علی بن خطاب، محمد بن عثمان بن ابی شیبہ، احمد بن یونس، ابوبکر بن عیاش، نصیر، سلیمان احمسی، عن ابیہ کے سلسلۂ سند سے حضرت علیؓ کا قول مروی ہے اللہ کی قسم! میں قرآن کی ہر آیت کے نزول اور مقام نزول سے واقف ہوں۔ اور اللہ تعالیٰ نے مجھے قلب عاقل اور لسانِ سائل سے نوازا ہے۔

۲۱۲- محمد بن احمد بن حسن، بشر بن موسیٰ، خلاد، مسعر، عمرو بن مرۃ کے سلسلۂ سند سے ابوالبختری کا قول مروی ہے:

حضرت علیؓ سے ان کی ذات کے بابت سوال کیا گیا تو انہوں نے فرمایا مجھے ہر سوال کے جواب سے نوازا گیا ہے۔

۲۱۳- احمد بن یعقوب بن مہرجان العدل، محمد بن حسین بن حمید، محمد بن تسنیم علی بن حسین بن عیسیٰ بن زید، عن جدہ عیسیٰ بن زید، اسماعیل بن ابی خالد، عمرو بن قیس، منہال بن عمرو، ابوذرؓ کے سلسلۂ سند سے حضرت علیؓ کا قول مروی ہے فرمایا: میں نے فلاں فتنہ کی آنکھ پھوڑی تھی اگر میں نہ ہوتا تو فلاں فلاں قتل نہ ہوتے۔

۲۱۴- ابوبکر خلاد، احمد بن علی الخراز، عبدالرحمٰن بن حفص طنافسی، زیاد بن عبداللہ، ابواسحٰق، عبداللہ بن عبدالرحمٰن بن معمر، سلیمان کے سلسلۂ سند سے ابوسعید خدریؓ کا قول مروی ہے:

آپ ﷺ کے سامنے علی کی بابت شکایت کی گئی، آپ ﷺ نے لوگوں کوؓ اس سے منع فرما کر فرمایا علی کی شکایت نہ کرو، علی سب سے زیادہ خوف خدا رکھنے والے ہیں۔[1]

۲۱۵- سلیمان بن احمد، ہارون بن سلیمان المصری، سعد بن بشر الکوفی، عبدالرحیم بن سلیمان، یزید بن ابی زیاد، اسحٰق بن کعب بن عجرۃ کے سلسلۂ سند سے ان کے والد کا قول مروی ہے کہ فرمان نبوی ﷺ ہے:

اے لوگو علی کو برا بھلا مت کہو۔ وہ اللہ کی ذات میں غرق انسان ہیں۔[2]

۲۱۶- عبداللہ بن محمد بن جعفر، احمد بن محمد الحمال، ابومسعود، سہل بن عبدربہ، عمرو بن ابی قیس، مطرف، منہال بن عمرو، عن التیمی کے سلسلۂ سند سے ابن عباسؓ کا قول مروی ہے کہ ہم آپس میں بات چیت کرتے تھے کہ آپ علیہ السلام نے حضرت علی کے تقریباً ستر فضائل بیان فرمائے ہیں جبکہ کسی اور کے اس قدر فضائل نہیں گنوائے۔

اطاعت وفرمانبرداری حضرت علیؓ کی شان تھی اور آپؓ نیکی اور گناہ سے بچنے میں خدا کی ذات پر بھروسہ رکھتے تھے۔

کہا گیا ہے کہ تصوف پوشیدہ دلوں کو مقلب القلوب کی طرف موڑنے کا نام ہے۔

۲۱۷- محمد بن احمد بن حمدان، حسن بن سفیان، قتیبہ بن سعید، لیث بن سعد، عقیل، محمد بن احمد بن حسن، عبداللہ بن احمد بن حنبل، اسماعیل بن ابی کریمۃ، محمد بن سلمۃ، ابی عبدالرحیم، زید بن ابی انیسہ، زہری، علی بن حسین، کے سلسلۂ سند سے ان کے والد حسینؓ کا قول مروی ہے وہ اپنے والد حضرت علیؓ سے نقل کرتے ہیں۔ حضرت علیؓ فرماتے ہیں ایک بار آپ ﷺ شب میں بوقت تہجد ہمارے ہاں تشریف لائے آپ ﷺ نے دروازہ پر کھڑے ہو کر فرمایا تم نماز (تہجد) نہیں پڑھتے ہو؟ میں نے عرض کیا یارسول اللہ! ہماری جانیں اللہ کے ہاتھ میں ہیں جب اللہ تعالیٰ چاہے گا ہم نماز پڑھیں گے۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ لوٹ گئے اور کوئی بات نہیں فرمائی۔ حضرت علیؓ فرماتے ہیں میں آپ کو جاتے ہوئے دیکھ رہا تھا کہ آپ اپنے ہاتھ اپنی رانوں پر مارتے جارہے ہیں اور فرمارہے ہیں:

وكان الانسان اكثر شيء جدلاً (الکہف ۵۴)

انسان بہت زیادہ جھگڑالو ہے۔

---

[1] مجمع الزوائد ۵/۳۳۰.

[2] المعجم الكبير للطبراني ۱۹/۱۴۸، وكنز العمال ۳۳۰۱۷، والاحاديث الضعيفة ۸۹۵.

حکیم بن حکیم بن عباد بن حنیف، صالح بن کیسان، شعیب بن حمزہ اور کئی لوگوں نے اس روایت کو امام زہریؒ سے نقل کیا ہے۔
بخاری و مسلم نے اس کو قتیبہ بن سعید سے تخریج فرمایا ہے۔[1]

حضرت علی رضوان اللہ علیہ وسلامہ علیہ اوراد پر مواظبت فرمانے والے اور کڑے وقت کیلئے توشوں کو گروی رکھوانے والے تھے
کہا گیا ہے کہ تصوف مطلوب کو پانے کیلئے محبوب کی طرف رغبت رکھنے کا نام ہے۔

۲۱۸- ابوبکر بن خلاد، احمد بن ابراہیم ملحان، یحیی بن بکیر، لیث بن سعد، یزید بن عبداللہ بن الہاد، محمد بن کعب قرظی، شبث بن ربعی کے سلسلۂ سند سے حضرت علیؓ کا قول مروی ہے:

کچھ قیدی آپ علیہ السلام کی خدمت میں لائے گئے، شب کو حضرت علی نے فاطمہ سے فرمایا تم آپ علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہو کر آپ ﷺ سے ایک آدھ قیدی مانگ لاؤ۔ چنانچہ حضرت فاطمہ آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی لیکن حیاء کی وجہ سے ساکت رہیں پھر دوسری شب بھی آپ گئیں لیکن حیاء کی وجہ سے گزشتہ شب کے مانند خاموش رہیں پھر تیسری شب ہم دونوں آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ہم نے آپ ﷺ سے اپنا مقصد بیان کیا آپ ﷺ نے فرمایا ۳۳ بار سبحان اللہ ۳۳ بار الحمدللہ اور ۳۴ بار اللہ اکبر کی ہزار نیکیوں والی صبح وشام کی تسبیح تمہارے لئے سرخ اونٹوں سے بہتر ہے۔ حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ اس کے بعد میں نے مذکورہ تسبیح پڑھنے کا مستقل معمول بنالیا، اور جنگ صفین والی رات کے علاوہ کبھی میں نے اس کا ناغہ نہیں کیا اس شب بھی شب کے ختم ہونے کے وقت میں نے مذکورہ تسبیح پڑھ لی تھی۔[2]

۲۱۹- محمد بن جعفر بن ہیثم، محمد بن احمد بن ابی العوام، یزید بن ہارون، عوام بن حوشب، عمرو بن مرۃ، عبدالرحمن بن ابی لیلیٰ کے سلسلۂ سند سے حضرت علیؓ کا قول مروی ہے آپ ﷺ ہمارے گھر تشریف لائے، آپ ﷺ میرے اور فاطمہ کے درمیان بیٹھ گئے، پھر آپ ﷺ نے ہمیں گزشتہ تسبیح کی تعلیم دی، کہ جب ہم اپنے بستروں پر آئیں تو ۳۳ بار سبحان اللہ ۳۳ بار الحمدللہ اور ۳۴ بار اللہ اکبر کہہ لیں۔ حضرت علیؓ فرماتے ہیں: اس کے بعد کبھی بھی میرے اس معمول میں فرق نہیں آیا۔ ایک شخص نے آپ سے پوچھا کیا صفین کی رات بھی کوئی فرق نہیں آیا فرمایا: ہاں جنگ صفین کی رات بھی اس میں کوئی فرق نہیں آیا۔
حکم اور مجاہد نے ابن ابی لیلیٰ سے اس کو نقل کیا ہے۔

۲۲۰- ابوعلی، محمد بن احمد بن حسن، عبداللہ بن احمد بن حنبل، عباس بن ولید، عبدالواحد بن زیاد، جریری، ابوالورد کے سلسلۂ سند سے ابن اعبد کا قول مروی ہے:

ایک بار حضرت علیؓ نے مجھے فرمایا: اے ابن اعبد جانتے ہو کھانے کا کیا حق ہے؟ ابن اعبد نے عرض کیا: ابن ابی طالب! کیا ہے کھانے کا حق؟ فرمایا: کھانے کی ابتدا میں بسم اللہ اللھم بارک لنا فیما رزقتنا، پھر فرمایا: کھانے سے فراغت کے بعد اس کا شکر جانتے ہو؟ میں نے عرض کیا اس کا شکر کیا ہے؟ فرمایا: آخر میں الحمدللہ الذی اطعمنا وسقانا کہنا۔ نیز فرمایا اے ابن عبد میری زوجہ فاطمہ بنت رسول ہونے کے باوجود خود چکی چلاتی تھی، اور پانی اٹھا کر لانے کی وجہ سے ان کی گردن پر نشان پڑ گئے تھے، اور گھر میں جھاڑو دینے کی وجہ سے ان کے کپڑے غبار آلود ہو جاتے تھے، اور چولھے میں آگ جلانے کی وجہ سے ان کے کپڑے میلے ہو جاتے تھے۔ مذکورہ تمام امور خانہ داری کی وجہ سے گویا وہ ایک مستقل مشقت میں مبتلا تھیں، ایک بار آپ علیہ السلام کے پاس کہیں سے چند قیدی

---

[1] صحیح البخاری ۹/ ۱۳۱، ۱۲۸، وصحیح مسلم، کتاب صلاۃ المسافرین ۲۰۶، وسنن النسائی ۳/ ۲۰۵، ومسند الامام أحمد ۱/ ۲۷۷، والمصنف لعبد الرزاق ۲۲۴۴، وفتح الباری ۱۳/ ۳۱۳، والأدب المفرد ۹۵، وصحیح ابن خزیمہ ۱۱۴۰.

[2] اتحاف السادۃ المتقین ۷/ ۵۰۹، وکنز العمال ۳۷۷۱۹.

آئے میں نے ان سے کہا کہ اے فاطمہ! تم اپنے والد کے پاس جا کر ان سے ایک خادم لے آؤ۔

اس کے بعد شبث بن ربعی عن علی سے منقول کلام کے مانند پورا کلام نقل کیا گیا۔

حضرت علیؓ کو جب زندگی میں مشقت اور تنگ دستی جزولازم بن گئی تو آپ نے مخلوق سے اعراض برتا اور کسب حلال اور محنت مزدوری میں مشغول ہو گئے۔

کہا گیا ہے کہ تصوف اسباب میں احتیاط کرنا اور مقدرات کی طرف نگاہ کرنا ہے۔

۲۲۱- حضرت علیؓ کے پر مشقت احوال ...... محمد بن احمد بن حسن، عبداللہ بن احمد بن حنبل، احمد بن حنبل، اسماعیل بن علیہ، عبداللہ بن محمد، احمد بن علی بن مثنیٰ، ابوربیع، حماد، ایوب سختیانی کے سلسلہ سند سے مجاہد کا قول مروی ہے:

ایک روز حضرت علیؓ عمامہ باندھے ہوئے ہمارے پاس تشریف لائے، فرمانے لگے ایک بار میں مدینہ میں شدید بھوک کا شکار ہو گیا جسکی وجہ سے میں مزدوری کی تلاش میں مدینہ کے اطراف میں نکل گیا، وہاں پر کھجور کے عوض ایک خاتون کی میں نے مزدوری کی، ہر ڈول کے عوض ایک کھجور اجرت طے پائی میں نے سولہ ڈول پانی کے کھینچے حتیٰ کہ میرے ہاتھ شل ہو گئے۔ پھر میں عورت کے پاس گیا اور سولہ کھجوریں لیکر میں آپ ﷺ کے پاس پہنچ گیا، اور میں نے آپ ﷺ سے عرض کیا یا رسول اللہ یہ کھجوریں آج کی میری مزدوری کا عوض ہیں، پھر آپ ﷺ نے بھی میرے ساتھ کچھ کھجوریں تناول فرمائیں۔

حماد بن زید اپنی روایت میں کہتے ہیں کہ میں نے سولہ یا سترہ ڈول نکالے پھر ہاتھ دھوئے اور کھجوریں لے کر نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ ﷺ نے میرے لئے خیر کی دعا فرمائی اور مجھے اچھے کلمات ارشاد فرمائے۔

موسیٰ الطحان نے مجاہدؒ سے اس کے مثل روایت نقل فرمائی ہے۔

۲۲۲- احمد بن جعفر بن مالک، عبداللہ بن احمد بن حنبل، علی بن حکیم اودی، شریک، موسیٰ طحان، مجاہد کے سلسلہ سند سے حضرت علیؓ کا قول مروی ہے:

ایک بار مجھے بھوک نے ستایا تو میں ایک باغ کے مالک کے پاس گیا اس نے مجھ سے کہا کنویں سے چند ڈول پانی نکالو، ایک ڈول کے عوض ایک کھجور ہوگی، چنانچہ میں نے چند ڈول پانی نکال کر اس کے عوض مالک سے کھجوریں وصول کرلیں، بعدازاں میں پانی پی کر حضور علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا مٹھی بھر کھجور میرے ساتھ تھیں، آپ ﷺ نے بھی ان کھجوروں میں سے چند کھجوریں تناول فرمائیں اور میں نے بھی کچھ کھجوریں کھائیں۔

آپؓ نیکوکاروں اور زاہدین کی زینت کے ساتھ رنگے ہوئے تھے۔

۲۲۳- ابوالفرج احمد بن جعفر نسائی، محمد بن جریر، عبدالاعلیٰ بن واصل، مخول بن ابراہیم، علی بن حزور، اصبغ بن نباتہ کے سلسلہ سند سے عمار بن یاسر کا قول مروی ہے:

ایک بار آپ ﷺ نے حضرت علیؓ سے فرمایا: اے علی! اللہ تعالیٰ نے تم کو ایک ایسی چیز سے مزین فرمایا ہے جس سے اچھی چیز کے ساتھ آج تک کسی کو مزین نہیں فرمایا، یہ اللہ کی زینت ہے اس کے نیک بندوں کیلئے۔ اور یہ زہد فی الدنیا ہے۔ پس نہ دنیا کو تم سے کچھ سروکار اور نہ تم کو دنیا سے کوئی حاجت۔ اور اللہ ہی نے تمہارے قلب میں مساکین کی محبت ڈالی ہے، چنانچہ آپ ان کے پیروکار ہونے پر اور وہ آپ کے امام ہونے پر خوش ہیں۔[1]

---

[1] کنز العمال ۳۳۰۵۳۔

۲۲۴-ابوبکر طلحی، ابو حصین قاضی، ابو طاہر احمد بن عیسیٰ بن عبداللہ عکبری، ابن ابی فدیک، ہشام بن سعد، زید بن اسلم کے سلسلۂ سند سے علی بن حسین کا قول مروی ہے وہ فرماتے ہیں حضرت علیؓ نے فرمایا:

قیامت کے روز دنیا انتہائی حسین وجمیل شکل میں اللہ کے سامنے لائی جائیگی، وہ عرض کرے گی یا اللہ آپ مجھے اپنا کوئی ولی ہبہ کر دیں۔ اللہ کی طرف سے جواب آیگا، تو اس لائق نہیں ہے کہ میں اپنا کوئی دوست تیرے حوالہ کروں۔ اس کے بعد بوسیدہ کپڑے کی مانند لپیٹ کر اسے آگ میں ڈالدیا جائیگا۔

آپؓ دنیا سے کنارہ کش تھے اس لئے دنیا کی حقیقت سے آپ کیلئے پردہ اٹھ گیا تھا آپ کو ہدایت اور بصارت نصیب ہوئی اور اندھے پن کے سارے پردے اٹھ گئے تھے۔

۲۲۵-ابوذر محمد بن حسین بن یوسف الوراق، ابن حسین بن حفص، علی بن حفص عبسی، نصیر بن حمزۃ، عن ابیہ، جعفر بن محمد، محمد بن علی بن حسین، حسین بن علی کے سلسلۂ سند سے علیؓ بن ابی طالب کا قول مروی ہے کہ فرمان نبوی ﷺ ہے:

اللہ تعالیٰ زاہد کو دنیا میں بلا تعلم علم اور بغیر کسی واسطہ کے ہدایت سے نوازتے ہیں اور اسے بصیر بنادیتے ہیں اور پردے اس سے اٹھادیتے ہیں۔[1]

حضرت علیؓ اللہ کی ذات کے عالم تھے آپ کے سینۂ اقدس میں ذات باری تعالیٰ کا عرفان موجزن تھا۔

کہا گیا ہے کہ حق سے حجاب اٹھانے کا نام تصوف ہے۔

۲۲۶-احمد بن ابراہیم بن جعفر، محمد بن یونس سامی، ابونعیم، حبان بن علی، مجاہد، شعبی کے سلسلۂ سند سے ابن عباسؓ کا قول مروی ہے: حضرت علیؓ نے زید بن صوحان کے پاس پیغام بھیجا تو انہوں نے جواب میں فرمایا: اے امیر المؤمنین! میں آپ کو اللہ کی ذات کا علیم نہیں جانتا، یہ جانتا ہوں کہ اللہ کی آپ کے دل میں بہت عظمت ہے۔

۲۲۷-خدا کہاں ہے؟ علیؓ کا یہود کو جواب...... ابوبکر بن محمد بن حارث، فضل بن الحباب جمحی، مسدد، عبدالوارث بن سعید، محمد بن اسحٰق کے سلسلۂ سند سے نعمان بن سعد کی روایت ہے:

نعمان بن سعد کہتے ہیں ایک بار میری موجودگی میں دار الامارۃ میں حضرت علیؓ کے پاس نوف بن عبداللہ آئے، اور حضرت علی سے کہا اے امیر المؤمنین! دروازہ پر چالیس افراد پر مشتمل یہودی جماعت کھڑی ہے۔ اور وہ آپ سے چند سوالات کرنے آئے ہیں۔ حضرت علیؓ نے ان کو بلوا کر ان سے کہا سوال کرو۔

انہوں نے حضرت علیؓ سے اللہ تعالیٰ کی حقیقت و ماہیت اور کیفیت کے بارے میں چند مختلف سوالات کئے۔ حضرت علیؓ نے جواب میں ارشاد فرمایا اے یہود! سنو اور مجھے کوئی پرواہ نہیں کہ تم کسی اور سے سوال کروگے یا نہیں: میرا رب عزوجل وہ اول ہے کسی شی سے اس کی ابتداء نہیں ہوئی۔ وہ کسی شی سے مل کر نہیں بنا۔ وہ حلول ہو جانے والی شی نہیں۔ وہ کسی شبیہ کی حامل ذات نہیں جس کو کوئی مکان گھیر سکے۔ وہ پردہ میں بند نہیں جو کسی مخصوص جگہ پر موجود ہو۔ وہ عدم کے بعد وجود پذیر نہیں ہوا کہ جس کی وجہ سے کہا جائے کہ وہ حادث ہے۔ بلکہ وہ اس بات سے عظیم تر ہے کہ اشیاء میں سے کسی شی کی کیفیت کے ساتھ اس کو مخصوص کیا جائے۔ وہ لازوال ہے۔ کسی زمانے کے اختلاف سے وہ زائل ہونے والا نہیں۔ نہ ایک شان سے دوسری شان کے ساتھ بدلنے کی وجہ سے وہ زائل ہونے والا۔ وہ شبیہوں کے ساتھ کیسے موصوف کیا جاسکتا ہے؟۔ وہ فصیح زبانوں کے ساتھ کیسے تعریف کیا جاسکتا ہے؟۔ وہ اشیاء میں سے نہیں تھا کہ کہا جائے وہ

---

[1] اتحاف السادۃ المتقین ۱/۲۰۳، ۸/۸۷، ۹/۳۳۳، وکنز العمال ۶۱۲۹۔

ان اشیاء سے جدا ہو گیا۔ نہ اس سے کوئی شی بنی ہے کہ کہا جائے وہ بن گیا۔ بلکہ وہ ہر کیفیت سے پاک ہے۔ وہ شہ رگ سے قریب تر ہے شبہ وشکل میں ہر شی سے بعید تر ہے۔ اس کے بندوں کا کوئی لحظہ اس سے مخفی نہیں۔ کسی لفظ کی بازگشت بھی اس سے پوشیدہ نہیں۔ ہوا کا کوئی جھونکا اس سے اوجھل نہیں۔ کسی قدم کی آہٹ اور کسی مسکراہٹ کا کھلنا اس سے چھپا ہوا نہیں...... انتہائی تاریک رات میں بھی یہ چیزیں اس سے پوشیدہ نہیں۔ چمکتے چاند کی روشنی اس پر نہیں چھا سکتی۔ سورج کے روشن ہالہ کی کوئی کرن اس سے باہر نہیں۔ آنے والی رات کے متوجہ ہونے اور جانے والے دن کے پیٹھ پھیرنے...... الغرض وہ ہر شی کو محیط ہے۔ وہ ہر مکان، ہر گھڑی، ہر لحظہ، ہر مدت اور ہر انتہاء کو پوری طرح جانتا ہے۔ انتہائیں تو مخلوق کیلئے بیان کی جاتی ہیں۔ حد تو اس کے غیر کیلئے منسوب کی جاتی ہیں۔ اشیاء پہلے پہل اصول کے ساتھ پیدا نہیں ہوئی ہیں۔ نہ پہلے زمانے کے ساتھ متصف ہو کر پیدا ہوئی ہیں کہ اس سے پہلے وقت کو ابتداء قرار دیا جائے۔ بلکہ رب نے جب چاہا ان کو پیدا کر دیا اور ان کو تخلیق وافزائش بخش دی۔ اور جو چاہی صورت بخشی اور کیا ہی حسین صورتیں بخشی ہیں۔ وہ اپنی بلندی میں تنہا ہے کوئی شی اس کیلئے رکاوٹ نہیں۔ اس کی مخلوق کی اطاعت سے اس کا کوئی نفع نہیں۔ پکارنے والوں کیلئے اس کا جواب آنا فانا ہے۔ آسمان وزمین میں ملائکہ اس کی اطاعت کیلئے کمر بستہ ہیں۔ بوسیدہ مردوں کے متعلق اس کا علم ایسا ہے جیسے زندوں کے متعلق۔ آسمان عالی کے متعلق اس کا علم ایسا ہے جیسے زمین کی آخری تہہ اور ہر شی کے متعلق اس کا علم۔ بہت سی آوازوں کا جمع ہونا اس کو پریشان اور متحیر نہیں کرتا۔ مختلف زبانوں کا سننا اس کو کسی ایک سے مشغول نہیں کرتا۔ وہ تمام مختلف آوازوں کو سننے والا ہے۔ بغیر کسی اعضاء وجوارح ان کو سننے اور جواب دینے والا ہے۔ مدبر ہے۔ بصیر ہے۔ تمام امور کا عالم ہے۔ وہ الحی القیوم ذات ہے۔ وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام سے بلا جوارح وادوات کے اور بغیر ہونٹ اور لھوات کے ہم کلام ہوا ہے۔ اس کے بارے میں حد بندی کا قول کرنے والا اس کی حقیقت سے جاہل ہے، اے مخاطب! اگر تو قرآن وبرہان کے خلاف خدا کی توصیف کرنا چاہتا ہے تو مجھے اسرافیل، میکائیل اور جبریل علیہم الصلوات کی توصیف بیان کر اور تو نہیں کر سکتا پھر جب تو مخلوق کی توصیف نہیں بیان کر سکتا تو خالق کی توصیف تجھ سے کیونکر ممکن ہے جو کہ نوم واونگھ سے پاک ہے۔ تمام آسمان وزمین پر اسی کی حکومت ہے اور وہی عرش عظیم کا مالک ہے۔

نعمان کی یہ روایت غریب ہے۔ ابن اسحاق نے بھی اس کو مرسلا روایت کیا ہے۔

۲۲۸- عبداللہ بن محمد بن جعفر، ابراہیم بن محمد بن حارث، سلمۃ بن شبیب، احمد بن ابی الحواری، ابوالفرج کے سلسلۂ سند سے حضرت علیؓ کا قول مروی ہے:

معرفت الٰہیہ کے بغیر صغرسنی میں مر کر جنت میں جانے سے کبرسنی میں معرفت الٰہیہ کے حصول کے ساتھ دنیا سے جانا مجھے زیادہ پسند ہے۔

۲۲۹- محمد بن احمد بن حسن، محمد بن عثمان بن ابی شیبہ، ضرار بن صرد، علی بن ہاشم بن برید، محمد بن عبداللہ بن ابی رافع، عمر بن علی بن حسین کے والد کے سلسلۂ سند سے حضرت علیؓ کا قول مروی ہے:

لوگوں کا سب سے بڑا خیر خواہ اور خدا کو سب سے زیادہ جاننے والا وہ شخص ہے جو لا الہ الا اللہ والوں کی سب سے زیادہ تعظیم کرے اور سب سے زیادہ ان کے ساتھ محبت رکھے۔

۲۳۰- احمد بن سندی، حسن بن علویہ قطان، اسماعیل بن عیسیٰ عطار، اسحٰق بن بشر، مقاتل، قتادۃ کے سلسلۂ سند سے خلاس بن عمرو کی روایت منقول ہے: وہ فرماتے ہیں

ایک روز ہمارے سامنے ایک خزاعی شخص نے حضرت علیؓ سے سوال کیا کہ اے امیر المؤمنین! کیا آپ نے حضور ﷺ سے اسلام کی تفصیل سنی ہے؟ حضرت علی نے جواب میں فرمایا: میں نے رسول اللہ کو فرماتے سنا کہ اسلام کی بنیاد چار چیزوں پر ہے، صبر، یقین،

جہاد اور عدل۔ پھر صبر کی چار شاخ ہیں۔ شوق، شفقت، زہد اور انتظار۔ جنت کا شائق شہواۃ سے دور رہتا ہے اور دوزخ سے خائف حرام سے محفوظ رہتا ہے۔ زاہد کے لئے مصائب آسان کردی جاتی ہیں اور موت کا منتظر خیرات کی طرف جلدی کرنے والا ہوتا ہے۔

اسی طرح یقین کی بھی چار چار شاخیں ہیں۔ فطانت اور ذہانت کو نگاہوں میں رکھنا، حکمت کی تاویل اور تفسیر جاننا، عبرت اور نصیحت کی معرفت رکھنا اور سنت کی اتباع کرنا۔ پس جس شخص نے فطانت کو جان لیا اس نے حکمت کی تاویل کرلی اور جس نے حکمت کی تاویل کرلی اس نے عبرت کی معرفت حاصل کرلی۔ اور جس نے عبرت کی معرفت حاصل کرلی اس نے سنت کی اتباع کرلی۔ اور جس نے سنت کی اتباع کرلی وہ اولین میں شامل ہوگیا۔

اسی طرح جہاد کی بھی چار شاخیں ہیں امر بالمعروف، نہی عن المنکر، ہر جگہ سچائی کو اختیار کرنا اور فاسقین سے دشمنی رکھنا۔ پس جس نے امر بالمعروف کیا اس نے مؤمن کی پیٹھ مضبوط کی اور جس نے نہی عن المنکر کیا اس نے منافق کی ناک خاک میں ملادی۔ جس نے سچائی کو پلے باندھ لیا اس نے اپنا فریضہ پورا کردیا اور اپنے دین کی حفاظت کرلی۔ جس نے فاسقین سے دشمنی مول لی اس نے اللہ کیلئے غصہ کیا اور جس نے اللہ کیلئے غصہ کیا اللہ اس کیلئے غصہ کرے گا۔

اسی طرح عدل کی بھی چار شاخیں ہیں سمجھ اور فہم کو انتہائی غور کے ساتھ استعمال کرنا، علم کو تر و تازہ رکھنا شریعت کے احکام معلوم رکھنا اور حلم و بردباری کے باغ میں رہنا۔ پس جس نے سمجھ اور فہم کو انتہائی غور کے ساتھ استعمال کیا اس نے جملہ علوم کی تفسیر و تشریح پالی اور جس نے علم کو تر و تازہ رکھا اس نے شریعت کے احکام معلوم کرلئے۔ جس نے شریعت کے احکام حاصل کرلئے وہ حلم و بردباری کے باغوں کا ساکن ہوگیا اور حلم و بردباری میں رہنے والا کسی کام میں کوتاہی نہیں کیا کرتا وہ لوگوں میں یوں جیا کرتا ہے کہ سب اس سے راحت و آرام میں ہوتے ہیں۔

خلاص بن عمرو نے اس کو یونہی مرفوعاً روایت کیا ہے۔ بعض رواۃ نے الاسلام کی تشریح میں یہ کلام نقل کیا ہے جبکہ اصبغ بن نباتہ نے الایمان کی تشریح میں حضرت علیؓ سے مرفوعاً یہ کلام نقل کیا ہے۔ حارث نے اس کو حضرت علیؓ سے مرفوعاً مختصراً نقل کیا ہے۔ قبیصہ بن جابر نے اس کو حضرت علیؓ کے کلام کے طور پر نقل کیا ہے۔ اسی طرح علاء بن عبدالرحمٰن نے بھی اس کو حضرت علی کا کلام نقل کیا ہے۔

۲۳۱- ابوالحسن احمد بن یعقوب بن المہر جان، ابوشعیب الحرانی، یحییٰ بن عبداللہ، اوزاعی کے سلسلۂ سند سے یحییٰ بن ابی کثیر کی روایت منقول ہے کہ حضرت علیؓ سے پوچھا گیا: کیا ہم آپ کی حفاظت اور چوکیداری نہ کریں؟ فرمایا: آدمی کی حفاظت اس کی موت کیا کرتی ہے۔

علامہ ابونعیمؒ فرماتے ہیں اسی طرح حضرت علیؓ سے بہت سی عمدہ باتیں اور دقیق اشارات منقول ہیں۔

۲۳۲- علی بن محمد بن اسماعیل الطوسی وابراہیم بن اسحٰق، ابوبکر بن خزیمہ، علی بن حجر، یوسف بن زیاد، اسماعیل بن ابی المتقد، اسماعیل بن ابی خالد، قیس بن ابی حازم کے سلسلۂ سند سے حضرت علیؓ کا قول مروی ہے: عمل کی قبولیت کیلئے عمل سے زیادہ شدت کے ساتھ اہتمام کرو۔ کیونکہ تقوی کے ساتھ کوئی عمل قلیل نہیں ہوتا اور یوں بھی جو عمل قبولیت کو پہنچ جائے وہ قلیل کیسے ہوسکتا ہے!!!۔

۲۳۳- عمر بن محمد بن عبدالصمد، حسن بن محمد بن غفیر، حسن بن علی، خلف بن تمیم، عمر بن رحال، علاء بن میسب، عبد خیر کے سلسلۂ سند سے حضرت علیؓ کا قول مروی ہے:

اے لوگو! مال و اولاد کی کثرت کے بجائے علم و حلم اور عبادت کی کثرت نیز نیکی پر حمد الٰہی اور معاصی پر توبہ تمہارے لئے نفع مند ہے۔ اور دنیا میں فقط دو شخصوں کے لئے خیر ہے۔ گناہ کرکے توبہ کرنے والے اور مسارعت الی الخیرات کرنے والے کے لئے۔ اور تقوی

۱۔ اتحاف السادۃ المتقین ۹/۷، وکنز العمال ۲۳۸۹، الکاف الشاف لابن حجر ۳۰.

کے ساتھ کوئی عمل قلیل نہیں ہوتا اور جو عمل قبولیت کو پہنچ جائے وہ قلیل کیسے ہوسکتا ہے؟۔

۲۳۴-سلیمان بن احمد، اسحق بن ابراہیم، عبدالرزاق، معمر، ابن طاؤس، عکرمہ بن خالد کے سلسلۂ سند سے حضرت علیؓ سے منقول ہے:

اے لوگو میری پانچ باتوں کو مضبوطی سے پکڑلو۔ جب تم اونٹوں پر سوار ہوتو ان کو تھکانے سے قبل آرام دو، اللہ سے امید وابستہ رکھو، اپنے گناہ سے ڈرتے رہو، غیر معلوم بات کے متعلق سوال کرتے رہو۔ سوال کے وقت غیر معلوم شیء کے بارے میں اللہ اعلم کہو۔ صبر کی حیثیت ایمان کے سامنے بقیہ جسم کے سامنے سر کی حیثیت کی مانند ہے۔ غیر صابر کا ایمان غیر کامل ہے۔

۲۳۵-ابوبکر طلحی، محمد بن عبداللہ الحضرمی، عون بن سلام، ابومریم، زبید، مہاجر بن عمیر کے سلسلۂ سند سے حضرت علی بن ابی طالب کا قول مروی ہے:

اے لوگو اتباع خواہش اور طول امل تمہارے لئے سب سے زیادہ نقصان دہ ہے۔ کیوں کہ اتباع ہوی حق سے دور کرنے والی اور طول امل آخرت کو بھلانے والی ہے۔ اے لوگو! دنیا پیٹھ پھیر چکی ہے۔ اور آخرت آنے کیلئے متوجہ ہو چکی ہے۔ ہر ایک کے اپنے بیٹے ہیں۔ لوگو اہل دنیا کے بجائے اہل آخرت بنو، کیوں کہ آج عمل ہے اور حساب نہیں اور کل حساب ہوگا عمل نہیں ہوگا۔

ثوری اور ایک جماعت نے اس کے مثل حضرت علیؓ سے مرسلا نقل کیا ہے۔ اور انہوں نے مہاجر بن عمیر کا واسطہ ذکر نہیں کیا۔

ابونعیمؒ فرماتے ہیں: مجھے یہ حدیث امام الدارقطنیؒ نے میرے شیخ کے واسطہ سے مجھے پہنچائی ہے اور میں نے اس کو اسی طریق سے لکھا ہے۔

۲۳۶-محمد بن جعفر و علی بن احمد، اسحق بن ابراہیم، محمد بن یزید ابوہشام، محاربی، مالک بن مغول، جعفی، سدی کے سلسلۂ سند سے ابواراکہ کی روایت منقول ہے:

ایک روز نماز فجر کے بعد سے طلوع شمس تک حضرت علی افسردہ بیٹھے رہے۔ اس کے بعد فرمایا: اے لوگو! تم صحابہ سے بہت دور ہوگئے ہو۔ اللہ کی قسم! ان کی صبح افسردگی، پریشانی اور غبار آلود حالت میں ہوتی تھی۔ گویا ان کے سامنے کوئی میت رکھی ہوتی تھی۔ وہ رات بسر کرتے تو تلاوت قرآن کرتے ہوئے اپنے قدموں اور پیشانیوں کے بل رات بسر کرتے تھے۔ جب وہ اللہ کا ذکر کرتے تو گویا ہوا والے دن میں درخت ہل ہلا رہا ہے۔ ان کی آنکھیں روتیں تو اللہ کی قسم! ان کے کپڑے بھیگ جاتے تھے۔ اور اللہ کی قسم اب تو لوگ غفلت کا شکار ہو کر رات گزارتے ہیں۔

۲۳۷-عبداللہ بن محمد، ابویحیی رازی، ہناد، ابن فضیل، لیث، حسین کے سلسلۂ سند سے حضرت علیؓ کا قول مروی ہے۔

اجنبی انسان کے لئے خوشخبری ہے جو لوگوں کو جانتا ہو لیکن اسے کوئی نہ جانتا ہو۔ اللہ نے رضوان کے ساتھ اس کی جان پہچان کرادی ہو۔ ایسے لوگ ہدایت کے چراغ ہیں اللہ پاک ان سے تمام تاریک فتنے کھول دیتے ہیں۔ اللہ ان کو اپنی رحمت میں داخل کرے گا وہ لوگ تشہیر و ناموری چاہتے ہیں اور نہ ظلم و جفا کرتے ہیں اور نہ ہی اتراتے ہیں اور دکھلاوا کرتے ہیں۔

۲۳۸-عبداللہ الاصفہانی، ابوجعفر محمد بن ابراہیم بن حکم، یعقوب بن ابراہیم دورقی، شجاع بن ولید، زیاد بن خیثمہ، ابواسحق، عاصم بن ضمرۃ کے سلسلۂ سند سے حضرت علی کا قول مروی ہے:

لوگوں کو رحمت الٰہی سے مایوس نہ کرنے والا، ان کو عذاب الٰہی سے ڈرانے والا، گناہوں سے اجتناب کی دعوت دینے والا اور قرآن کو مضبوطی سے پکڑنے والا انسان ہی حقیقت میں فقیہ ہے۔ بلا علم عبادۃ، بلا فہم علم اور بلا تدبر قرات بے فائدہ ہے۔

۲۳۹-محمد بن علی بن حبیش، عمہ احمد بن حش، محمد بن کثیر، مخزومی، عمرو بن قیس، عمر بن مرۃ کے سلسلۂ سند سے حضرت علی کا قول مروی ہے:

اے لوگو علم کے چشمے، سحر کے چراغ، بوسیدہ لباس اور پاکیزہ قلب والے بن جاؤ، اس کی برکت سے آسمانوں میں تمہارے

تذکرے ہوں گے۔

۲۴۰- ابو محمد بن حبان، عبداللہ بن محمد بن زکریا، سلمۃ بن شبیب، سہل بن عاصم، عبدۃ، ابراہیم بن مجاشع، عمرو بن عبداللہ، ابو محمد یمانی، بکر بن خلیفہ کے سلسلہ سند سے حضرت علیؓ کا قول مروی ہے:

اے لوگو! اگر تم بچھڑے کی مانند بے تابی کے ساتھ روؤ، کبوتر کی مانند گڑگڑاؤ، راہبوں کی طرح خدا کے ہو جاؤ پھر تم اپنے اموال اور اولاد کو چھوڑ کر اللہ کی طرف نکلو اور اس کی قربت اور اس کے ہاں بلند رتبہ کی تلاش کرو یا اپنے ان گناہوں سے مغفرت طلب کرو جن کو اس کے فرشتوں نے لکھ لیا ہے تو یہ اس ثواب سے بہت تھوڑا ہوگا جو میرے خیال میں اللہ نے تمہارے لئے لکھا ہے اور میں تم پر اس کے شدید عذاب سے ڈرتا ہوں۔ اللہ کی قسم! اللہ کی قسم! اگر تمہاری آنکھیں اس کے ڈر اور اس کی امید میں بہہ پڑیں پھر تم رہتی دنیا تک جیو اور تمہارے اوپر کسی مشقت کا سایہ نہ پڑے تو تم پر سب سے بڑی نعمت یہ ہوگی کہ تم کو اسلام کی ہدایت بخشی۔ اور تم رہتی دنیا تک عمل کرتے رہو پھر بھی تم اپنے عمل کی بدولت جنت کے مستحق نہیں ہو سکتے بلکہ یہ تو اسی کا رحم ہوگا جس کی وجہ سے تم پر رحم کیا جائے گا اور جس کی وجہ سے اس کی جنت میں تم میں سے عدل پسند لوگ جائیں گے اللہ ہم کو اور تم کو تائبین اور عابدین میں سے بنائے۔

۲۴۱- حضرت علیؓ کا عارفانہ کلام...... ابراہیم بن محمد بن الحسن، احمد بن ابراہیم بن ہشام دمشقی، ابو صفوان قاسم بن یزید بن عوانہ، ابن حارث، ابن عجلان، جعفر بن محمد کے والد کے سلسلہ سند سے ان کے دادا سے یہ روایت منقول ہے:

ایک بار حضرت علیؓ کے سامنے ایک شخص کو دفن کیا گیا دفن کے وقت میت کے ورثاء پر شدید گریہ طاری ہو گیا۔ حضرت علی نے ان سے فرمایا: اگر تم پر احوال برزخ منکشف ہو جائیں جو تمہاری میت پر منکشف ہیں تو تم حواس باختہ ہو جاؤ، اپنی میت کو بھول جاؤ، موت اس وقت تک تمہارے دروازے پر دستک دیتی رہے گی جب تک تم میں سے کوئی ایک باقی ہے۔ تم سب نے اس دنیا سے جانا ہے۔

پھر آپؓ کھڑے ہوئے اور فرمایا: اے اللہ کے بندو! میں تم کو تقویٰ کی وصیت کرتا ہوں جس کی بہت سی مثالیں تم کو بار بار دی جا چکی ہیں۔ تمہاری عمروں کے مقررہ وقت طے کئے جا چکے ہیں۔ تمہارے لئے وہ کان اللہ نے رکھ دیئے ہیں جو ہر بات کو محفوظ رکھیں گے اور ایسی نگاہیں رکھی ہیں جن سے ہر طرح کا پردہ اٹھ جائے گا۔ ایسے دل رکھے ہیں جو ہر بات کو سمجھیں گے اللہ نے تم کو عبث اور بے کار پیدا نہیں کیا اور نہ تم سے پہلو تہی کی۔ بلکہ کامل اور پوری پوری نعمتوں کے ساتھ تمہارا اکرام کیا ہے۔ عمدہ ترین عطیوں سے تم کو نوازا ہے۔ ہر شی کو تمہارے لئے گن گن رکھا ہے۔ اچھا اور برا بدلہ تمہارے لئے مقرر کر رکھا ہے۔ اے اللہ کے بندو! اللہ سے ڈرو۔ طلب میں کوشش اور محنت کرو۔ عمل میں جلدی کرو۔ نعمتوں اور لذتوں کو توڑنے والی شی کو یاد رکھو۔ دنیا کی نعمتیں ہمیشہ رہنے والی نہیں ہیں۔ اس کی مصیبتوں سے کسی متکبر کا غرور امن نہیں دے سکتا، کسی افواہ ساز کا قول نہیں بچا سکتا، کسی باطل کی طرف مائل شخص کی فیک کوئی فائدہ پہنچا سکتی، جو کنی کترا کر گزرتا ہے تو کبھی پیٹھ دے کر جاتا ہے اپنی شہوتوں میں بدمست ہے۔ اے اللہ کے بندو! عبرتوں کے ساتھ نصیحت پکڑو، آیات اور نشانیوں کے ساتھ عبرت حاصل کرو۔ خدا کے ڈراوؤں کے ساتھ ڈرو۔ پند و وعظ کے ساتھ نفع حاصل کرو۔ موت اپنے پنجے تمہارے لئے گاڑ چکی ہے۔ مٹی کے گھر میں تم کو ملا چکی ہے۔ صور پھونکنے کے ساتھ ہولناک امور تم پر آنے والے ہیں۔ قبروں کے پھٹنے، میدان محشر کے تیار ہونے، حساب کیلئے کھڑے ہونے، جبار کی قدرت کے احاطہ میں آنے کے بڑے بڑے ہولناک واقعات پیش آنے والے ہیں۔ جس دن ہر نفس کے ساتھ محشر کی طرف ایک ہنکانے والا ساتھ ہوگا اور اس کے عمل کا ایک گواہ بھی ساتھ ہوگا:

واشرقت الارض بنور ربها ووضع الكتاب وجيء بالنبيين والشهداء وقضي بينهم بالحق وهم لايظلمون. (الزمر۶۹)

ترجمہ: جس دن زمین اپنے رب کے نور سے چمک اٹھے گی اور اعمال کی کتاب کھول کر رکھ دی جائے گی اور پیغمبر اور دوسرے گواہ حاضر

کیے جائیں گے اور ان میں انصاف کے ساتھ فیصلہ کیا جائے گا اور بے انصافی نہیں کی جائے گی۔

اس دن تمام بلاد اور شہر تھرا اٹھیں گے۔ منادی نداء دے گا۔ وہ دن ملاقات کا دن ہوگا پنڈلی سے پردہ اٹھ جائے گا۔ سورج بے نور ہو جائے گا۔ محشر میں درندے آپس میں مل جائیں گے۔ رازوں سے پردہ اٹھ جائے گا۔ شریروں کیلئے وہ دن ہلاکت کا دن ہوگا۔ دل کانپ جائیں گے اہل جہنم کیلئے اللہ کی طرف سے ڈانٹ پھٹکار ہوگی۔ جہنم ان کیلئے اپنے آنکڑے اور ناخن نکال لے گی۔ اس دن جہنم جہنمیوں پر بری طرح چیخے اور چلائے گی۔ اس کی آگ ابل رہی ہوگی۔ اس کی ہوائیں جلائے دے رہی ہونگی۔ اس میں رہنے والا ان ہواؤں میں سانس نہیں لے سکے گا۔ نہ اس کی مرنے کی حسرتیں پوری ہوسکیں گی۔ اس کی تکلیفیں بھی ختم نہ ہونگی۔ ان کے ساتھ ملائکہ ہونگے جو ان کو کھولتے پانی اور جہنم کے داخلہ کی خوشخبری دیں گے۔ وہ لوگ خدا سے پردہ میں ہونگے۔ اس کے دوستوں سے دور پرے ہونگے۔ جہنم کی طرف ہی آئیں اور جائیں گے۔ اے اللہ کے بندو! اس شخص کی طرح ڈرو جو ڈرا اور جدا ہو گیا۔ خوفزدہ ہوا اور کوچ کیلئے چل پڑا محتاط ہو کر دیکھا اور ڈر گیا۔ پھر تلاش میں نکلا اور نجات کیلئے بھاگ پڑا۔ قیامت کیلئے تیار ہو گیا اور توشہ کمر پر رکھ لیا۔ یاد رکھو! خدا انتقام کیلئے کافی ہے اور دیکھنے والا ہے۔ اعمال کی کتاب کیلئے مضبوط فریق اور حجت والا ہے۔ جنت کا ثواب بخشنے میں کفایت والا اور جہنم کا عذاب دینے میں بھی کافی ووافی ہے۔ پس میں اپنے لئے اور تمہارے لئے بھی استغفار کرتا ہوں۔

۲۴۲-سلیمان بن احمد، ابومسلم کشی، عبدالعزیز بن خطاب، سہل بن شعیب، ابوعلی صیقل، عبدالاعلی کے سلسلۂ سند سے نوف بکالی کی روایت مروی ہے:

ایک رات حضرت علیؓ باہر نکلے اور ستاروں کی طرف دیکھا پھر فرمایا: اے نوف! تم سو رہے ہو یا جاگ رہے ہو؟ میں نے عرض کیا جاگ رہا ہوں اے امیر المؤمنین! حضرت علی نے فرمایا: زاہدین فی الدنیا اور راغبین فی الآخرت کے لئے خوشخبری ہے۔ انہی لوگوں نے زمین اور اس کی خاک کو بستر بنایا۔ اس کا پانی مشروب بنایا۔ قرآن اور دعا کو ذریعہ ہدایت سمجھا۔ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرز پر دنیا سے بے التفاتی کی۔ اے نوف اللہ نے حضرت عیسیٰ سے بذریعہ وحی فرمایا کہ بنی اسرائیل میں اعلان کرو کہ پاک قلوب صاف ہاتھ اور جھکی نظروں کے ساتھ میرے گھر میں داخل ہوں۔ کیوں کہ میں کوئی دعا بھی قبول نہیں کرتا جب تک اس کے پاس کوئی ظلم کی تاریکی ہو۔

اے نوف! شاعر اور نجومی نہ بننا، نہ پولیس والا، نہ (جھوٹا) خبر رساں اور نہ ٹیکس لینے والا بننا۔

ایک مرتبہ حضرت داؤد علیہ السلام رات کے کسی پہر کھڑے ہوئے اور فرمایا: اس ساعت کوئی کھڑا ہو کر دعا نہیں مانگتا مگر اس کی دعا قبول ہوتی ہے۔ بشرطیکہ وہ نجومی، پولیس والا، (جھوٹا) خبر رساں، ٹیکس والا اور گانے بجانے والا نہ ہو۔

۲۴۳-حبیب بن حسن، موسیٰ بن اسحق، سلیمان بن احمد، محمد بن عثمان بن ابی شیبہ، ابونعیم ضرار بن صرد، ابو احمد محمد بن محمد بن احمد الحافظ، محمد بن حسین الخثعمی، اسماعیل بن موسیٰ فزاری، عاصم بن حمید خیاط، ثابت بن ابی صفیہ ابوحمزۃ الثمالی، عبدالرحمن بن جندب کے سلسلۂ سند سے کمیل بن زیاد سے مروی ہے:

ایک روز حضرت علی میرا ہاتھ پکڑ کر مجھے جبان کے اطراف کی طرف لے گئے، صحراء میں پہنچ کر حضرت علی ایک جگہ تشریف فرما ہوئے اور ایک ٹھنڈا سانس بھر کر فرمایا: اے کمیل بن زیاد!

میری بات توجہ سے سنو لوگ تین قسم پر ہیں عالم ربانی، متعلم اور گمراہ۔ اے برادرم! علم مال سے بہتر ہے کیوں کہ علم تیرا محافظ اور تو مال کا محافظ ہے۔ عمل سے علم میں اضافہ اور خرچ سے مال میں کمی آتی ہے۔ عالم لوگوں میں محبوب ہوتا ہے۔ نیز علم اطاعت الٰہی کا سبب ہے۔ اہل ثروت و دولت کے دنیا سے جانے کے ساتھ ساتھ ان کا نام بھی زائل ہو گیا، لیکن علماء کے دنیا سے جانے کے بعد بھی ان کا نام لوگوں کے قلوب میں باقی ہے۔

پھر آپ نے دل کی طرف اشارہ کر کے فرمایا: یہاں ایک علم ہے اگر تم اس کو اٹھانے والوں کو پہنچا دو مگر بات یہ ہے کہ اس کے اٹھانے والے پر اطمینان نہیں رہا۔ وہ دین کا علم دنیا کیلئے حاصل کرتا ہے اللہ کی حجتوں کے ساتھ اس کی کتاب پر غالب آتا ہے۔ اللہ کی نعمتوں کے ساتھ اس کے بندوں پر اتراتا ہے۔ یا وہ اہل حق کی اتباع بھی کرتا ہے تو اس میں کوئی بصیرت نہیں جھلکتی۔ ایسے علم اٹھانے والے کے دل میں شک پہلے ہی جگہ بنالیتا ہے۔ نہ پہلا راہ راست پر نہ دوسرا کامیاب۔ وہ عالم لذات میں منہمک ہے۔ خواہشات کی بیڑیوں میں جکڑا ہوا ہے۔ مال ذخیرہ کرنے اور جمع کرنے میں دن رات لگا ہوا ہے۔ یہ دونوں شخص دین کے داعی کیسے ہو سکتے ہیں؟ ان کی مثال تو چوپائے جانور ہیں۔ اسی طرح علم بھی ایسے لوگوں کے ساتھ مر جاتا ہے۔

لیکن اللہ جانتا ہے کہ زمین اللہ کے حق کو قائم کرنے والوں سے بھی کبھی خالی نہیں ہوتی، تا کہ اللہ کی حجتیں اور اس کی بینات باطل اور بے کار نہ ہو جائیں۔ لیکن ایسے نفوس قدسیہ تھوڑی تعداد میں ہوتے ہیں۔ لیکن اللہ کے ہاں ان کی بڑی توقیر ہوتی ہے۔ ان کے ذریعہ اللہ اپنی حجتوں کا دفاع کرتا ہے حتی کہ پھر دوسرے لوگ آ کر ان کی جگہ لے لیتے ہیں۔ اور ان کے دلوں میں وہ حق کی آبیاری کرتے ہیں۔ علم ان کے پاس حقیقی شکل میں آتا ہے۔ جس شی سے عیش پسند لوگ کتراتے ہیں وہ اس کی طرف مائل ہوتے ہیں۔ جن چیزوں سے جاہلوں کو وحشت ہوتی ہے انہی چیزوں سے ان کو انس اور سکون حاصل ہوتا ہے۔ ان کے اجسام تو دنیا میں ہیں لیکن ان کی نگاہیں اعلیٰ منظر کو نگران ہیں۔ یہ لوگ اللہ کے شہروں میں اس کے خلفاء ہیں۔ اس کے دین کے داعی ہیں۔ ہائے ہائے ان کو دیکھنے کا کس قدر شوق ہے! بس میں اپنے اور تیرے لئے اللہ سے استغفار کرتا ہوں۔ اگر چاہو تو کھڑے ہو جاؤ۔

شیخ فرماتے ہیں حضرت علیؓ سے زہد اور قلت کے متعلق جو منقول ہوا ہے اور عبادت اور خوف جوان کے متعلق مشہور ہوا ہے اس کی کچھ مثالیں:

کہا گیا ہے تصوف سامان دنیوی سے اتر کر بلندیوں کی طرف چڑھنا ہے۔

۲۴۴- حضرت علیؓ کا زہد...... ابوبکر بن مالک، عبداللہ بن احمد بن حنبل، احمد بن حنبل، وہب بن اسماعیل، محمد بن قیس، علی بن ربیعہ والی کے سلسلۂ سند سے حضرت علیؓ کے متعلق منقول ہے:

ایک بار ابن النباج نے حضرت علی کو آ کر خبر دی کہ اس وقت بیت المال سونے چاندی سے بھرا ہوا ہے۔ حضرت علی ابن النباج کے سہارے بیت المال تشریف لے گئے اور فرمایا:

یہ میری خطاء ہے اور بہترین اموال اس میں ہیں اور ہر خاطی کا ہاتھ اس کے منہ میں ہے۔

پھر فرمایا: اے ابن النباج! میرے پاس کوفہ کے لوگوں کو لاؤ پھر لوگوں میں منادی کرادی گئی پھر آپ نے تمام مال لوگوں میں تقسیم کر دیا۔ اور ساتھ ساتھ فرماتے رہے اے سونا! اے چاندی! میرے پاس سے جا، ہا! ہا! حتی کہ ایک درہم چھوڑا اور نہ ایک دینار پھر بیت المال میں چھڑکاؤ کرنے کا حکم دیا اس کے بعد حضرت علیؓ نے بیت المال میں دو رکعت نفل ادا کی۔

۲۴۵- ابو حامد بن جبلہ، محمد بن اسحٰق، عبداللہ بن عمر، عمر، ابن نمیر، ابوحیان تیمی کے سلسلۂ سند سے مجمع تیمی کی روایت مروی ہے۔

حضرت علیؓ بیت المال میں صفائی کر کے اس میں نماز پڑھتے تھے، اور یہ امید رکھتے تھے کہ قیامت کے روز یہ جگہ میرے لئے گواہی دے گی۔

۲۴۶- ابوبکر بن خلاد، اسحٰق بن حسن حربی، مسدد، ابراہیم بن عبداللہ، محمد بن اسحٰق، قتیبہ، عبدالوارث بن سعید، ابوعمرو بن علاء کے سلسلۂ سند سے ان کے والد کی روایت منقول ہے: ایک بار حضرت علیؓ نے اثناء خطبہ میں ارشاد فرمایا:

اے لوگو! خدا کی قسم میرے پاس اس ایک بوتل کے علاوہ کچھ نہیں ہے۔ اور یہ میرے غلام دیہاتی نے مجھے ہبہ کی ہے۔

۲۴۷- احمد بن جعفر بن حمدان، عبداللہ بن احمد بن حنبل، احمد بن حنبل، سفیان بن وکیع، ابو غسان، ابو داؤد مکفوف، عبداللہ بن شریک کے سلسلۂ سند سے ان کے دادا کی روایت ہے:

ایک بار حضرت علی کو فالودہ پیش کیا گیا، تو انہوں نے اسے سامنے رکھ کر فرمایا یہ بہت عمدہ خوشبو، عمدہ رنگ اور لذیذ شیء ہے۔ لیکن اس کی عادت ڈالکر میں نفس کو خراب کرنا نہیں چاہتا۔

۲۴۸- عبداللہ بن محمد بن جعفر، عبدالرحمٰن بن محمد بن سلم، ہناد، وکیع، سفیان، عمرو بن قیس ملائی کے سلسلۂ سند سے عدی بن ثابت کی روایت ہے: حضرت علیؓ کو فالودہ پیش کیا گیا تو انہوں نے اسے تناول نہیں فرمایا۔

۲۴۹- ابو بکر بن مالک، عبداللہ بن احمد بن حنبل، احمد بن ابراہیم، عبدالصمد، عمران کے سلسلۂ سند سے زیاد بن ملیح کی روایت ہے: حضرت علی کو فالودہ کی مانند کوئی شیء پیش کی گئی حضرت علی نے اسے لوگوں کے سامنے رکھ دیا۔ لوگوں نے تو اسے سامنے رکھ کر کھانا شروع کر دیا لیکن حضرت علیؓ نے فرمایا: اسلام نوخیز اور گمراہ نہیں ہے لیکن قریش نے اس جیسی چیز کو دیکھا تو ایک دوسرے سے لڑ پڑے۔ پھر آپ نے اسے استعمال نہیں فرمایا۔

۲۵۰- حسن بن علی وراق، محمد بن احمد بن عیسیٰ، عمرو بن تمیم، ابونعیم، اسماعیل بن ابراہیم بن مہاجر کے سلسلۂ سند سے عبدالملک بن عمیر کی روایت منقول ہے کہ ایک ثقفی شخص نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت علی نے ان کو عکبری پر عامل مقرر کیا، اور ان سے فرمایا کہ ظہر کے وقت میرے پاس آنا۔ چنانچہ ظہر کے وقت میں ان کی خدمت میں حاضر ہوا۔ دروازہ پر دربان کی عدم موجودگی کی وجہ سے میں سیدھا اندر چلا گیا۔ اس وقت حضرت علی تشریف فرما تھے، ان کے سامنے ایک پیالہ اور پانی کا لوٹا رکھا تھا۔ اس کے بعد حضرت علی نے اپنا تھیلا منگوایا جسکی مہر سیل زدہ تھی۔ حضرت علی نے اس کی مہر توڑ کر اس میں سے کچھ ستو نکالا اور پیالہ میں ڈال کر لوٹے سے اس میں پانی ڈالا۔ اسکے بعد اسے حضرت علی سمیت ہم سب نے نوش کیا۔ پھر میں نے ان سے عرض کیا اے علی! عراق میں طعام کی بہتات کے باوجود آپ کا یہ کھانا کیوں؟ جواب میں فرمایا میں نے از راہ بخل اس پر مہر نہیں لگائی، بلکہ کفایت شعاری کی وجہ سے میں نے ایسا کیا ہے۔

۲۵۱- ابو بکر بن مالک، عبداللہ بن احمد بن حنبل، ابو معمر، ابو اسامہ، سفیان کے سلسلۂ سند سے اعمش کا قول مروی ہے، حضرت علی کے لئے مدینہ سے کوئی معمولی شئے آتی تھی جسے وہ صبح وشام کھاتے تھے۔ (جبکہ کوفہ میں مال کی فراوانی تھی لیکن احتیاط کی وجہ سے نہ کھاتے تھے۔)

۲۵۲- احمد بن جعفر بن سلم، احمد بن ابی الحسین صوفی، یحییٰ بن یوسف رقی، عباد بن العوام، ہارون بن عنترۃ کے سلسلۂ سند سے ان کے والد کی روایت منقول ہے۔ عنترۃؒ فرماتے ہیں:

ایک بار میں حضرت علیؓ کے پاس گیا، وہ اس وقت چادر ڈالے ہوئے تھے، اور ان پر کپکپی طاری تھی، میں نے عرض کیا اے علی! اللہ تعالیٰ کی طرف سے بیت المال میں سے مال کے استعمال کی اجازت کے باوجود آپ کی یہ حالت ہے؟ حضرت علی نے جواب میں فرمایا: خدا کی قسم میں نے تمہارے مال سے کوئی چیز استعمال نہیں کی، چادر بھی میں مدینہ سے لایا تھا۔

۲۵۳- حضرت علیؓ کی تنگ دستی کے حالات ...... محمد بن احمد بن حسن، عبداللہ بن احمد بن حنبل، علی بن حکیم، محمد بن علی، ابوالقاسم البغوی، علی بن الجعد، شریک، عثمان بن ابی زرعۃ کے سلسلۂ سند سے زید بن وہب کی روایت منقول ہے:

ایک بار بصریوں کا ایک وفد حضرت علی کے پاس آیا، ان میں سے ایک جعد بن نعجہ نامی خارجی شخص نے حضرت علی پر لباس کے بارے میں عتاب کیا۔ حضرت علیؓ نے فرمایا میرا لباس فاخرانہ لباس نہیں ہے۔ اور مسلمانوں کو میرے لباس کی اقتداء کرنی چاہیے۔

۲۵۴- احمد بن جعفر بن حمدان، عبداللہ بن احمد بن حنبل، ابو عبداللہ سلمی، ابراہیم بن عیینہ، ثوری کے سلسلۂ سند سے عمرو بن قیس کا قول مروی ہے:

حضرت علی سے کپڑے میں پیوند نہ لگانے کے بابت سوال کیا گیا تو فرمایا: اصل چیز تزکیۂ قلب ہے۔ اسی کی مؤمن کو اقتداء کرنی چاہئے۔

۲۵۵- ابو حامد بن جبلہ، محمد بن اسحٰق، عبداللہ بن مطیع، ہشیم، اسماعیل بن سالم کے سلسلۂ سند کے ساتھ ابو سعید ازدی سے مروی ہے:

ایک بار حضرت علیؓ بازار تشریف لائے اور فرمانے لگے کسی کے پاس قمیص ہے؟ جو تین درہم میں اسے فروخت کرنا چاہے؟ ایک شخص نے کہا میرے پاس ہے۔ پھر وہ جا کر ایک قمیص لایا جو حضرت علیؓ کو پسند آئی۔ آپؓ فرمانے لگے یہ تو تین درہم سے زیادہ کی ہے! آدمی نے کہا: نہیں یہی اس کی قیمت ہے۔ راوی کہتے ہیں میں نے حضرت علیؓ کو دیکھا کہ آپؓ نے اپنی تھیلی سے تین دراہم نکالے اور مالکِ قمیص کو دیدیئے پھر آپ نے قمیص زیب تن فرمائی تو اس کی آستینیں لٹک رہی تھیں آپ نے کہہ کر زائد حصہ کٹوا دیا۔

۲۵۶- محمد بن عمر سلم، موسیٰ بن عیسیٰ، احمد بن محمد تقی، بشر بن ابراہیم، مالک بن مغول، شریک، علی بن ارقم کے سلسلۂ سند سے ان کے والد سے منقول ہے:

میں نے حضرت علی کو بازار میں تلوار فروخت کرتے دیکھا۔ حضرت علی فرما رہے تھے مجھ سے اس تلوار کو کون خریدے گا اس تلوار نے کئی مرتبہ آپ ﷺ کے چہرۂ اقدس سے غم کو دور کیا ہے۔ اگر میرے پاس ازار کے پیسے ہوتے تو میں اسے کبھی فروخت نہ کرتا۔

۲۵۷- سلیمان بن احمد، محمد بن حمویہ اہوازی، حسن بن سنان حنظلی، سلیمان بن حکم، شریک بن عبداللہ، علی بن ارقم کے سلسلۂ سند سے ان کے والد کا قول مروی ہے:

میں نے حضرت علی کو بازار میں تلوار فروخت کرتے دیکھا اس کے بعد انہوں نے گزشتہ روایت کی مانند روایت نقل کی۔

۲۵۸- ابو بکر بن مالک، عبداللہ بن احمد بن حنبل، زکریا بن یحییٰ کسائی، ابن فضیل، اعمش، مجمع التیمی کے سلسلۂ سند سے یزید بن محسن سے منقول ہے:

ایک بار رحبہ مقام پر میرے سامنے حضرت علی نے تلوار منگوا کر اسکے فروخت کا اعلان کیا، اور فرمایا اگر میرے پاس ازار کے پیسے ہوتے تو میں کبھی اسے فروخت نہ کرتا۔

۲۵۹- ابو حامد بن جبلہ، محمد بن اسحٰق، عبداللہ بن عمر، عبداللہ بن نمیر و ابو اسامہ، ابو حیان التیمی، مجمع التیمی کے سلسلۂ سند سے ابو رجاء سے منقول ہے: ابو رجاء کہتے ہیں:

میرے سامنے حضرت علی تلوار سونتے ہوئے تشریف لائے اور فرمایا کون مجھ سے یہ تلوار خریدے گا۔ اگر میرے پاس ازار کی رقم ہوتی تو میں کبھی بھی ایسا نہ کرتا۔ ابو رجاء کہتے ہیں میں نے عرض کیا: اے امیر المؤمنین! اس کو میں خریدتا ہوں لیکن وظیفہ ملنے تک میں ادھار کروں گا۔

ابو اسامہ کہتے ہیں پھر جب عطیات ملے تو حضرت علیؓ نے ابو رجاء کو وہ تلوار دیدی۔

۲۶۰- محمد بن حسن الیقطینی، حسین بن عبداللہ الرقی، محمد بن عوف، محمد بن خالد بصری، حسن بن زکریا ثقفی کے سلسلۂ سند سے عنبسہ نحوی کا قول مروی ہے۔ میں حسن بن ابی حسن کے پاس آیا ان کے پاس بنی ناجیہ کوئی آدمی آیا ہوا تھا اس نے حسن کو کہا اے ابو سعید بتا ہے آپ کہتے ہیں کہ حضرت علی نے جو کچھ کیا اس سے بہتر تھا کہ وہ مدینہ کی گھاس کھا لیتے۔ حضرت حسن نے فرمایا: اے بھتیجے! یہ باطل بات ہے جس سے ناحق خون حلال کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ اللہ کی قسم لوگوں سے ایک تیر گم ہو گیا تھا۔ واللہ حضرت علیؓ اللہ کا مال کبھی چوری کرنے

والے نہیں تھے۔ نہ اللہ کے حکم سے سرتابی کرنے والے تھے۔ انہوں نے قرآن کے تمام حقوق کو ادا کیا ہے اس کے حلال کو حلال جانا اور حرام کو حرام۔ حتی کہ اس شئی نے ان کو عمدہ باغوں جا چھوڑا۔ اے کمینہ صفت انسان یہ علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ ہیں۔

۲۶۱-سلیمان بن احمد، محمد بن زکریا غلابی، عباس، بکار ضبی، عبدالواحد بن ابی عمرو اسدی، محمد بن سائب کلبی کے سلسلۂ سند سے ابو صالح کا قول مروی ہے:

ایک بار ضرار بن ضمرۃ کنانی معاویہ کے پاس آئے۔ حضرت امیر معاویہؓ نے کہا مجھے حضرت علیؓ کے اوصاف بیان کرو! اس نے کہا کیا آپ مجھے اس سے معاف نہیں رکھیں گے؟ حضرت امیر معاویہ نے فرمایا: میں آپ کو اس وقت تک معاف نہیں کروں گا جب تک آپ میرے سامنے حضرت علیؓ کے اوصاف بیان نہیں کرو گے۔ حضرت ضرار بن ضمرہ نے فرمایا: تب تو مجبوری ہے۔ لو سنو:

علی فیصلہ کن بات کرتے تھے۔ عادل تھے۔ علم و حکمت کے چشمے ان سے جاری ہوتے تھے۔ دنیا اور اس کی آرائش سے کوسوں دور تھے۔ شب بیدار تھے۔ ہمیشہ متفکر رہتے تھے۔ نفس کا محاسبہ کرنے والے تھے۔ ہم میں سے جب کوئی جاتا تو اسے قریب کرتے تھے۔ ہمارے ہر سوال کا جواب دیتے تھے۔ اتنے رعب دار تھے کہ کسی کو ان کے سامنے بات کرنے کی جرات نہیں ہوتی تھی۔ تکلم کے وقت گویا ان کے دہن سے موتی جھڑتے تھے۔ اہل دین کی تعظیم کرتے تھے۔ مساکین سے محبت فرماتے تھے۔ ان کے دور حکومت میں کسی نے ناجائز فائدہ نہیں اٹھایا۔ ان کے عدل کی وجہ سے کمزور انسان ناامید نہیں ہوتا تھا۔ میں نے شب کو ان کو روتے دیکھا ہے۔ دنیا سے کہتے کہ میرا تیرا کوئی تعلق نہیں ہے۔ تیری عمر کم ہے۔

ضرار کہتے ہیں میں حضرت علیؓ کے اوصاف بیان کرتا رہا حتی کہ آنسو آپ کی ریش مبارک کو تر کرتے رہے اور آپ اپنی آستین کے ساتھ ان کو پونچھتے رہے۔ حتی کہ حاضرین بھی رونے پر قابو نہ رکھ سکے پھر معاویہؓ نے فرمایا: ابوالحسن (علیؓ) ایسے ہی تھے۔

۲۶۲-احمد بن محمد بن موسیٰ، عبداللہ بن احمد بن عامر الطائی، احمد بن عامر الطائی، علی بن موسیٰ رضا، عن ابیہ، جعفر بن محمد، ابیہ علی، حسین بن علی کے سلسلۂ سند سے ان کے والد حضرت علیؓ کا قول مروی ہے:

تین عمل اشد ترین ہیں اپنے نفس سے کسی کا حق دلوانا، ہر حال میں ذکر الٰہی کرنا اور دوسرے بھائی کی مالی حاجت کا خیال رکھنا۔

۲۶۳-احمد بن محمد بن موسیٰ، علی بن ابی قربہ، نصر بن مزاحم، عن مزاحم، عمرو بن شمرو، محمد بن سوقۃ کے سلسلۂ سند سے عبدالواحد دمشقی کا قول مروی ہے:

صفین کے روز حوشب خیری نے حضرت علیؓ کو اللہ کا واسطہ دیکر کہا اے علی جنگ بند کر دو، ہم آپ کا عراق کا راستہ چھوڑتے ہیں۔ آپ ہمارا شام کا راستہ چھوڑ دیں۔ اس سے خونریزی کا سد باب ہو جائیگا۔ حضرت علیؓ نے جواب میں فرمایا: اے ام ظلیم کے بیٹے! اگر دین میں مداہنت کی گنجائش ہوتی تو میں تمہاری بات قبول کر لیتا۔ یہ میرے لئے بھی آسان تر تھی۔ لیکن یہ چیز عنداللہ ناپسندیدہ ہے کہ خدا کی نافرمانی ہوتی رہے اور ہم دین میں مداہنت اور سکوت سے کام لیں۔

۲۶۴-محمد بن احمد بن الحسن، بشر بن موسیٰ، محمد بن سعید اصبہانی، شریک، عاصم بن کلیب، محمد بن کعب کے سلسلۂ سند سے حضرت علیؓ کا قول مروی ہے:

آپ ﷺ کے دور میں میں نے دیکھا کہ ہم بھوک کی وجہ سے بطن پر پتھر باندھتے تھے...... لیکن آج ہمارے پاس (بیت المال میں) چالیس ہزار دینار صدقہ کے موجود ہیں۔

۲۶۵-احمد بن علی بن محمد مرہبی، سلمۃ بن ابراہیم، اسماعیل حضرمی کہیلی، ابوعلی، عن ابیہ، عن جدہ، عن سلمۃ بن کہیل کے سلسلۂ سند سے مجاہد کا قول مروی ہے۔

حضرت علی کے پیروکار حلماء، علماء، روزے کی وجہ سے خشک ہونٹوں والے ......وہ بہترین لوگ تھے جو اپنی عبادت کی وجہ سے راہب محسوس ہوتے تھے۔

۲۶۶-محمد بن عمرو بن سلم علی بن عباس البجلی، بکار بن احمد، حسن بن الحسین، محمد بن عیسیٰ بن زید، عن ابیہ، عن جدہ کے سلسلۂ سند سے علی بن حسین کا قول مروی ہے:

ہمارے پیروکار خشک ہونٹوں والے اور ہمارے امام اطاعت الٰہی کی دعوت دینے والے ہیں۔

۲۶۷-فہد بن ابراہیم بن فہد، محمد بن زکریا الغلابی، بشر بن مہران، شریک، اعمش، زید بن وہب کے سلسلۂ سند سے حذیفہؓ کا قول مروی ہے: فرمان رسول ﷺ ہے: جو میری موت مرنا چاہے میری زندگی جینا چاہے اور اس یاقوتی سرکنڈے کو تھامنا چاہے جو اللہ نے اپنے ہاتھ پیدا فرمایا پھر اس کو کہا ہو جا تو وہ ہو گیا تو اسے چاہیے کہ وہ علی بن ابی طالب کو میرے بعد امیر بنائے۔[۱]

اس روایت کو شریک نے بھی اعمش عن حبیب بن ابی ثابت عن ابی الطفیل عن زید بن ارقم کی سند سے روایت کیا ہے۔ نیز سدی نے اس کو زید بن ارقم سے روایت کیا ہے اور ابن عباس نے بھی اس کو روایت کیا ہے لیکن یہ روایت ضعیف ہے۔

۲۶۸-محمد بن مظفر، محمد بن جعفر بن عبدالرحیم، احمد بن محمد بن یزید بن سلیم، عبدالرحمٰن بن عمران بن ابی لیلیٰ، یعقوب بن موسیٰ الہاشمی، ابن ابی رواد، اسماعیل بن امیہ، عکرمہ کے سلسلۂ سند سے ابن عباس کا قول مروی ہے۔ فرمان نبوی ﷺ ہے: جو میری موت مرنا چاہے میری زندگی جینا چاہے اور جنت عدن کا رہائشی بننا چاہے جسے اللہ نے اپنے ہاتھ سے اگایا ہے تو اسے چاہئے کہ وہ علی بن ابی طالب کو میرے بعد امیر بنائے۔ اور اس کے مقرر کردہ امیر کو امیر بنائے، میرے بعد ائمہ کی پیروی کرے کیونکہ وہ میرے خاندان والے ہیں وہ میری مٹی سے پیدا ہوئے ہیں۔ ان کو علم وفہم عطا کیا گیا ہے۔ ہلاکت ہے ان کی فضیلت سے انکار کرنے والوں اور ان سے میرا رشتہ توڑنے والوں کیلئے اللہ ایسے لوگوں کو میری شفاعت نصیب نہ فرمائے۔[۲]

ابو نعیمؒ فرماتے ہیں اہل بیت سے دوستی رکھنے والے وہ خشک ہونٹوں والے (روزہ دار) ہیں۔ اپنی پیشانیوں کو خدا کے آگے بچھائے رکھتے ہیں۔ اپنی جانوں میں فناء کو سامنے رکھتے ہیں۔ دنیا کو ترجیح دینے والے سرکشوں سے کنارہ کرتے ہیں۔ وہی لوگ ہیں جنہوں نے دنیا کی راحت کو خیرباد کہا۔ شہوات سے اعراض کیا۔ مختلف اقسام کے کھانوں اور مشروبات کو ترک کیا...... آخر وہ رسولوں کے درجہ پر چل پڑے، اولیاء وصدیقین کی راہ پر گامزن ہو گئے۔ فناء پذیر دنیا کو چھوڑ دیا باقی رہنے والی آخرت میں مشغول ہو گئے۔ انعام اور فضل کرنے والی نعمتوں کی مالک ذات کے پڑوس میں مقیم ہو گئے۔

خلفاء اربع راشدین مہدیین کا مختصر تذکرہ تمام ہوا۔

۲۰۱۔ کنز العمال ۳۳۱۹۸، وأمالي الشجري ۱/۱۳۶، واللآلي المصنوعة ۱/۱۹۱، والأحادیث الضعيفة ۸۹۳، ۸۹۴. یہ روایت ضعیف ہے۔

(۵) طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ[1]

آپ مشہور و معروف عارف، عمدہ احوال کے مالک، نفس و مال کے فیاض، ایفاء عہد کے حامل، رضاء الٰہی کے حصول کے لئے کوشش کرنے والے، فراخی و تنگدستی میں راہ خدا میں مال خرچ کرنے والے اور تمام احوال میں اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنے والے تھے۔

کہا گیا ہے کہ تصوف احوال کو اچھا رکھنے اور بوجھوں کو کم کرنے کا نام ہے۔

۲۶۹-عبداللہ بن جعفر، یونس بن حبیب، ابو داؤد، ابن مبارک، اسحٰق بن یحیٰی بن طلحہ بن عبید اللہ، عیسیٰ بن طلحہ کے سلسلۂ سند سے حضرت عائشہ کا قول مروی ہے:

حضرت ابو بکر یوم احد کے تذکرہ کے وقت فرماتے کہ اس روز حضرت طلحہ نے بڑی قربانی دی۔ واپس لوٹنے والوں میں سب سے پہلا فرد میں ہی تھا۔ آپ ﷺ نے مجھے اور ابو عبیدۃ بن جراح کو حضرت طلحہ کی خبر گیری کا حکم دیا، کیوں کہ وہ اس وقت زخمی تھے۔ سب سے پہلے ہم نے آپ علیہ السلام کا حال درست کیا، بعد ازاں ہم حضرت طلحہ کے پاس گئے، اس وقت ان کے جسم پر ستر سے زائد تیر تلوار اور نیزوں کے زخم تھے اور ان کی ایک انگلی بھی ضائع ہو گئی تھی۔ پھر ہم نے ان کی حالت درست کی۔

۲۷۰-سلیمان بن احمد، یحیٰی بن عثمان بن صالح، سلیمان بن ایوب بن سلیمان بن طلحہ بن عبید اللہ، عن ابیہ ایوب، عن جدہ سلیمان، موسیٰ بن طلحہ کے سلسلۂ سند سے ان کے والد طلحہ بن عبید اللہ کا قول مروی ہے:

احد سے واپسی پر آپ علیہ السلام منبر پر جلوہ افروز ہوئے، آپ نے حمد و ثناء کے بعد قرآن کی درج ذیل آیت تلاوت فرمائی:

رجال صدقوا ماعاهدوا الله عليه فمنهم من قضى نحبه (الآیۃ الاحزاب ۲۳)

اس میں بعض ایسے ہیں جو اپنی نذر سے فارغ ہو گئے اور بعض ایسے ہیں کہ انتظار کر رہے ہیں۔

ایک شخص نے کھڑے ہو کر عرض کیا یا رسول اللہ وہ کون لوگ ہیں؟ حضرت طلحہ فرماتے ہیں کہ اس وقت میرے جسم پر دو سبز چادریں تھیں، آپ ﷺ نے میری طرف اشارہ کر کے فرمایا یہ ان ہی میں سے ہیں۔[2]

۲۷۱-علی بن احمد بن علی المصیصی، ہیثم بن خالد، عبدالکبیر بن معافی، صالح بن موسیٰ طلحی، معاویہ بن اسحٰق، عائشہ بنت طلحہ کے سلسلۂ سند سے ام المؤمنین حضرت عائشہ کا قول مروی ہے:

ایک بار میں گھر کے اندر اور صحابۂ کرام صحن میں بیٹھے تھے۔ اسی اثناء میں طلحہ بن عبید اللہ تشریف لے آئے۔ آپ ﷺ نے ان کے متعلق فرمایا: جو شخص زمین پر اس شخص کو دیکھنا چاہے جس کے متعلق اللہ نے فرمایا ہے کہ انہوں نے اپنی نذر کو پورا کر لیا تو وہ حضرت طلحہ

[1] طبقات ابن سعد ۳/۱۵۲، وتهذيب التهذيب ۵/۲۰، والبدء والتاريخ ۵/۸۲، والجمع بين رجال الصحيحين ۳۲۰، وغاية النهاية ۱/۳۴۲، والرياض النضرة ۲/۲۴۹، ۸۶۲، وصفة الصفوة ۱/۱۳۰، وذيل المذيل ۱۱ وتهذيب ابن عساكر ۷/۷۱، والمحبر ۳۵۵، ورغبة الآمل ۳/۱۶، ۸۹، اللباب ۲/۸۸، والاعلام ۳/۲۲۹.

(۲) دلائل النبوة للبيهقي ۳/۲۶۳، والبداية والنهاية ۴/۳۰، والمطالب العالية ۴۳۲۷، وكنز العمال ۳۰۰۲۵، وتاريخ ابن عساكر ۷/۷۷ (التهذيب)

کو دیکھ لے۔ [۱]

۲۷۲-حسن بن محمد بن کیسان نحوی، اسماعیل بن اسحٰق قاشی، علی بن عبداللہ المدینی، ابراہیم بن عبداللہ، محمد بن اسحٰق، قتیبہ بن سعید، سفیان بن عیینہ، طلحہ بن یحییٰ بن طلحہ کے سلسلۂ سند سے قتیبہ کا قول مروی ہے۔

ایک روز حضرت طلحہ کو مغموم دیکھ کر میں نے ان سے اسکی وجہ دریافت کی؟ فرمایا مال کی کثرت کی وجہ سے پریشان ہوں۔ میں نے کہا اسے تقسیم کردو، فرمایا تقسیم کرنے کے بعد بھی ایک درہم بچا ہوا ہے۔

طلحہ بن یحییٰ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت طلحہ کے خازن سے ان کے مال کی مقدار معلوم کی تو انہوں نے چار لاکھ (دینار یادرہم) بتائی۔

۲۷۳-حبیب بن حسن، خلف بن عمرو حمیدی، سفیان بن عیینہ، مجالد، شعبی کے سلسلۂ سند سے قبیصہ بن جابر کا قول مروی ہے: میں حضرت طلحہ کی صحبت میں رہا ہوں وہ بلا سوال لوگوں کو مال عطاء کرتے تھے۔

۲۷۴-ابو حامد بن جبلۃ، محمد بن اسحٰق، محمد بن الصباح، سفیان کے سلسلۂ سند سے عمرو بن دینار کا قول مروی ہے:

حضرت طلحہ کی یومیہ آمدنی ایک ہزار درہم تھی۔

۲۷۵-ابو حامد بن جبلہ، محمد بن اسحٰق، قتیبہ بن سعید، سفیان، طلحہ بن یحییٰ، کے سلسلۂ سند سے سعدی بنت عوف کا قول مروی ہے: حضرت طلحہ کی یومیہ آمدنی ایک ہزار درہم تھی۔ دادو دہش کی وجہ سے آپؓ طلحۃ الفیاض سے مشہور تھے۔

۲۷۶-حسن بن محمد بن کیسان، اسماعیل بن اسحٰق القاضی، نصر بن علی، اصمعی، نافع بن ابی نعیم، محمد بن عمران کے سلسلۂ سند سے حضرت طلحہ کی اہلیہ کا قول مروی ہے:

ایک روز حضرت طلحہ نے ایک لاکھ درہم صدقہ کیا۔ لیکن پھر مسجد اس وجہ سے نہ جاسکے کیونکہ آپ کے کپڑے کا کونا پھٹا ہوا تھا۔

۲۷۷-ابوبکر بن مالک، احمد بن حنبل، حنبل، روح بن عبادۃ، عوف کے سلسلۂ سند سے حسن کا قول مروی ہے: حضرت طلحہ نے ایک زمین سات لاکھ درہم کی فروخت کی۔ اس پوری شب حضرت طلحہ پریشان رہے۔ صبح ہوتے ہی تمام مال لوگوں میں تقسیم فرمادیا۔

(۶) زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ [۳]

مولف کتاب کا قول ہے: آپ ثابت قدم، بہادر، زیرک، اللہ تعالیٰ کو خوش کرنے والے، اعداء اسلام سے قتال کرنے والے، اور راہ خدا میں خرچ کرنے والے تھے۔

کہا گیا ہے کہ تصوف وفاداری، ثابت قدمی اور خدا کیلئے مال اور محنت خرچ کرنے کا نام ہے۔

۲۷۸-سلیمان بن احمد، ابو یزید قراطیسی، اسد بن موسیٰ، عبداللہ بن وہب، لیث بن سعد، ابی الاسود کے سلسلۂ سند سے منقول ہے ابی الاسودؒ فرماتے ہیں زبیر بن عوام آٹھ سال کی عمر میں مشرف بہ اسلام ہوئے۔ اور اٹھارہ سال کی عمر میں ہجرت فرمائی۔ ان کے چچا انہیں

۱۔ المعجم الکبیر للطبرانی ۱/۷۶، وتفسیر ابن کثیر ۶/۳۹۴، وتفسیر الطبری ۲۱/۹۴، وتاریخ ابن عساکر ۷/۸۰۔

۲۔ طبقات ابن سعد ۳/۱۵۵، والمطالب العالیۃ ۴۰۱۴، والدر المنثور ۵/۱۹۱۔ والاحادیث الصحیحۃ ۱۲۵، ومجمع الزوائد ۹/۱۴۸، وکنز العمال ۳۶۵۹۸۔

۳۔ تهذیب ابن عساکر ۵/۳۵۵، والجمع ۱۵۰، صفة الصفوة ۱/۱۳۲، وذیل المذیل ۱۱، وتاریخ الخمیس ۱/۱۷۲، والریاض النضرة ۲/۲۶۲، ۲۸۰، الاعلام ۲/۴۳۔

شدید تکلیف میں مبتلا کرتے اور چٹائی میں لپیٹ دیتے اوران کو آگ میں جھلساتے اور کہتے کہ کفر کی طرف لوٹ جاؤ، لیکن زبیر جواب میں فرماتے میں کبھی بھی کفر اختیار نہیں کروں گا۔

۲۷۹- ابو علی بن الصواف، محمد بن عثمان بن ابی شیبہ، ابی وعمی ابی بکر، ابو اسامہ، ہشام بن عروۃ کے سلسلۂ سند سے ان کے والد عروہ کی روایت منقول ہے:

حضرت زبیر سولہ سال کی عمر میں مشرف بہ اسلام ہوئے، اور تمام غزوات میں شریک ہوئے۔

۲۸۰- احمد بن جعفر بن حمدان، عبداللہ بن احمد بن حنبل، حماد بن اسامہ، ہشام بن عروۃ کے سلسلۂ سند سے ان کے والد کی روایت منقول ہے: ایک روز حضرت زبیر کو خیال آیا کہ آپ ﷺ کو کسی نے گزند پہنچائی ہے۔ حضرت زبیر اسی وقت تلوار سونت کر آپ ﷺ کی خدمت عالیہ میں حاضر ہوئے۔ آپ ﷺ نے نماز پڑھ کر حضرت زبیر اوران کی تلوار کے لئے دعا فرمائی۔

۲۸۱- سلیمان بن احمد، یوسف بن یزید قراطیسی، اسد بن موسیٰ، سکین بن عبدالعزیز، حفص بن خالد، کے سلسلۂ سند سے ایک موصلی شیخ کا قول مروی ہے۔

ایک سفر میں حضرت زبیرؓ کے ساتھ تھا۔ ارض قفر میں حضرت زبیر کو جنابت پیش آ گئی۔ حضرت زبیر نے مجھ سے فرمایا کہ میرے اردگرد پردہ کرلو، تا کہ میں غسل کرلوں، اس وقت میں نے ان کے جسم پر متعدد زخم کے نشانات دیکھے۔

میرے استفسار پر فرمایا: یہ تمام زخم راہ خدا میں آپ ﷺ کے ساتھ پیش آئے ہیں۔

۲۸۲- ابوبکر بن مالک، عبداللہ بن احمد بن حنبل، ابو عامر عدوی، حماد بن سلمۃ کے سلسلۂ سند سے علی بن زید کا قول مروی ہے حضرت زبیر کو ایک دیکھنے والے نے مجھ سے بیان کیا کہ ان کے جسم اور سینے پر زخم کے متعدد نشانات تھے۔

۲۸۳- قاضی عبداللہ بن محمد بن عمر، نوح بن منصور، زبیر بن بکار، ابو غزیہ محمد بن موسیٰ انصاری، عبداللہ بن مصعب بن ثابت، ہشام بن عروۃ، فاطمہ بنت منذر بن زبیر کے سلسلۂ سند سے فاطمہ کی دادی اسماءؓ بنت ابی بکرؓ کا قول مروی ہے:

ایک بار زبیرؓ بن عوام نے صحابہ کی مجلس کے پاس سے گزرتے ہوئے حسان بن ثابت کو اشعار کہتے دیکھا۔ اس موقع پر حسانؓ نے زبیرؓ کی مدح میں بھی درج ذیل اشعار کہے۔

حضرت زبیر نے بارہا آپ ﷺ سے اپنی تلوار کے ساتھ تکلیف دور کی۔
اللہ ان کو اس کا بدلہ عطاء فرمائے وہ اپنے اور پہلے زمانہ کے بے مثال
انسان ہیں وہ افضل الناس ہیں تیرا ان کی تعریف کرنا کسی ہمسر سے
بہت بہتر ہے۔

۲۸۴- ابوبکر بن مالک، عبداللہ بن احمد بن حنبل، ولید بن مسلم کے سلسلۂ سند سے سعید بن عبدالعزیز کا قول مروی ہے:

زبیر بن عوام کو ایک ہزار غلام خراج دیتے تھے۔ لیکن شب کو گھر پہنچتے وقت زبیرؓ کے پاس کچھ بھی نہیں ہوتا تھا۔ تمام مال لوگوں میں تقسیم کر دیتے تھے۔

۲۸۵- ابو حامد بن جبلہ، سراج، حسن بن صباح بن عطیہ اوزاعی نہیک بن مریم کے سلسلۂ سند سے مغیث بن کی کا قول مروی ہے:

حضرت زبیر کو ایک ہزار غلام خراج ادا کرتے تھے، لیکن زبیرؓ اس سب کو لوگوں میں تقسیم کر دیتے تھے۔

۲۸۶- ابو احمد غطریفی، عبداللہ بن شیرویہ، اسحق بن راہویہ، ہشام بن عروۃ، عن ابیہ، کے سلسلۂ سند سے عبداللہ بن زبیر کا قول مروی ہے:

میرے والد نے جنگ جمل کے روز وصیت کرتے ہوئے فرمایا: اے بیٹے! مشکل وقت میں میرے مولیٰ سے مدد طلب کرنا،

میں نے ان سے سوال کیا کہ آپ کا مولیٰ کون ہے؟ انہوں نے فرمایا اللہ۔ پھر میں نے دیکھا کہ ان کا ترکہ صرف غابہ کی دو زمینیں ہیں، جبکہ قرض بیس لاکھ تھا۔

چنانچہ والد کے قرض کے مسئلہ میں جب میں نے اللہ کی طرف رجوع کیا تو میرا مسئلہ حل ہو گیا۔ اور مکمل طور پر قرض کی ادائیگی کے بعد بھی ورثاء کے حصہ میں کثیر مال آیا۔

۲۸۷-ابوسعید حسن بن محمد بن ولید تستری، احمد بن یحییٰ بن زہیر علی بن حرب، اسحٰق بن ابراہیم کوفی، ابوسہل، حسن وزائدۃ، شریک، جعفر الاحمر کے سلسلۂ سند سے عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ کا قول مروی ہے:

جنگ جمل کے روز زبیرؓ کے جنگ میں عدم شمولیت کی وجہ سے ان کے لڑکے نے ان کو بزدلی کا طعنہ دیا۔ زبیرؓ نے فرمایا میں نے بزدلی کے بجائے رسول اللہ سے سنی ہوئی ایک بات کی وجہ سے جنگ نہ کرنے پر قسم اٹھائی ہے، ان کے لڑکے نے قسم کے کفارہ کے طور پر ایک غلام کو بیس ہزار دینار دیدیئے، لیکن اس کے باوجود بھی حضرت زبیر جنگ میں شامل نہیں ہوئے۔ اور یہ شعر فرماتے ہوئے رخصت ہو گئے:

ترک الامور التی اخشی عواقبھا.........فی اللہ احسن فی الدنیا وفی الدین

بہت سے کام چھوڑنا صرف اس وجہ سے ہے کہ میں ان کے انجام کے متعلق اللہ سے ڈرتا ہوں اور یہی دین و دنیا دونوں کیلئے بہتر ہے۔

۲۸۸-ابوبکر بن خلاد، حارث بن ابی اسامہ، سعید بن عامر، محمد بن عمرو بن علقمہ کے سلسلۂ سند سے ابواسامہ کا قول مروی ہے:

جب قرآن کی درج ذیل آیت:

ثم انکم یوم القیامۃ عند ربکم تختصمون (زمر آیت ۳۱)

پھر تم سب قیامت کے دن اپنے پروردگار کے سامنے جھگڑو گے (اور جھگڑا فیصلہ کر دیا جائیگا)

نازل ہوئی تو حضرت زبیر نے آپ ﷺ سے سوال کیا کہ کیا اس روز دنیا میں نزاع کی طرح ہم نزاع کریں گے؟ آپ نے فرمایا ہاں حضرت زبیر نے فرمایا پھر تو معاملہ بڑا سخت ہوگا۔

۲۸۹-ابوبکر طلحی، حسین بن جعفر، ضرار بن صرد، عبدالعزیز دراوردی، محمد بن عمر، یحییٰ بن خاطب، عبداللہؓ بن زبیرؓ کے سلسلۂ سند سے ان کے والد کا قول مروی ہے:

جب قرآن کی درج ذیل آیت:

ثم انکم یوم القیامۃ عند ربکم تختصمون (زمر آیت ۳۱)

پھر تم سب قیامت کے دن اپنے پروردگار کے سامنے جھگڑو گے (اور جھگڑا فیصلہ کر دیا جائیگا)

نازل ہوئی تو حضرت زبیر نے آپ ﷺ سے سوال کیا کہ کیا دنیا میں ہمارے درمیان جن چیزوں کا جھگڑا تھا اس روز ان سب کے متعلق ہم نزاع کریں گے؟ آپ نے فرمایا ہاں حضرت زبیر نے فرمایا پھر تو معاملہ بڑا سخت ہوگا۔

(۷) سعدؓ بن ابی وقاص[۱]

آپ اسلام لانے کے اعتبار سے قدیم، اسلام قبول کرنے کے بعد آپ ﷺ کے ساتھ اسلام کی خاطر تکالیف برداشت کرنے والے، دین کی خاطر مال وقبیلہ کو قربان کرنے والے اور دشمنان اسلام کے خلاف آپ ﷺ کی معاونت کرنے والے تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اپنے دور امارت میں بڑے بڑے کارنامے انجام دیئے۔ آپؓ کی بدولت متعدد شہر اور گاؤں فتح ہوئے پھر آخر میں سب کچھ خیر باد کہہ کر گوشہ نشین ہوگئے...... حتی کہ گوشہ نشینوں کے امام بن گئے۔

۲۹۰- سلیمان بن احمد، ابوزید قراطیسی، اسد بن موسیٰ، یحییٰ بن ابی زائدۃ، ہاشم بن ہاشم، سعید بن المسیب کے سلسلۂ سند سے حضرت سعدؓ کا قول مروی ہے:

جس روز میں اسلام لایا اس روز کوئی دوسرا اسلام نہیں لایا۔ سات روز تک اسی طرح ماجرا رہا اور میں اسلام لانے میں تیسرے نمبر پر تھا۔

۲۹۱- عبداللہ بن جعفر، یونس بن حبیب، ابوداؤد الطیالسی، شعبۃ، اسماعیل بن ابی خالد، قیس بن ابی حازم کے سلسلۂ سند سے سعدؓ کا قول مروی ہے:

آپ ﷺ کے زمانہ میں روٹی کی جگہ درخت کے پتے ہماری غذا ہوتی تھی اور ہم بکری کی مانند مینگنیاں کرتے تھے۔

۲۹۲- عبداللہ بن جعفر، یونس بن حبیب، ابوداؤد الطیالسی، ابراہیم بن سعد، زہری، سعید بن میتب کے سلسلۂ سند سے حضرت سعدؓ کا قول مروی ہے:

آپ ﷺ نے حضرت عثمان بن مظعون کو تجرد (عدم شادی) کی اجازت نہیں دی اگر اجازت ہوتی تو ہم بھی اس پر عمل کرتے۔

۲۹۳- محمد بن احمد بن مخلد، ابو اسماعیل ترمذی، ابراہیم بن یحییٰ بن ہانی، محمد بن احمد بن اسحاق، بکر بن احمد بن مقبل، محمد بن یزید اسقاطی، ابراہیم بن یحییٰ بن ھانی، عن ابیہ، موسیٰ بن عتبہ، اسماعیل بن ابی خالد، قیس بن ابی حازم کے سلسلۂ سند سے حضرت سعد کا قول مروی ہے:

آپ ﷺ نے میرے حق میں تیراندازی کی درستی اور دعا کی قبولیت کے لئے دعا فرمائی۔[۲]

امام ترمذی کی روایت سے موسیٰ بن عقبہ ساقط ہیں۔

۲۹۴- محمد بن عاصم، حسین بن ابی معشر، سفیان بن وکیع، یونس بن بکیر، محمد بن اسحٰق، صالح بن کیسان کے سلسلۂ سند سے بعض آل سعدؓ کا قول مروی ہے:

ہم نے آپ ﷺ کے مکہ کے زمانۂ قیام میں بڑی تکالیف برداشت کی ہیں۔ ایک شب میں آپ ﷺ کے ساتھ باہر نکلا اور پیشاب کرنے لگا اچانک مجھے کسی شی کا احساس ہوا دیکھا تو وہ ایک اونٹ کی کھال کا ٹکڑا تھا میں نے اس کو دھو پکا کر کھالیا اور اس پر پانی نوش کرلیا اس کی وجہ سے تین دن تک بھوک سے میرا گزارہ ہوگیا۔

۲۹۵- ابوبکر بن خلاد، حارث بن ابی اسامۃ، عباس بن الفضل، مبروک بن فضالۃ کے سلسلۂ سند سے حسن کی روایت منقول ہے:

۱۔ الریاض النضرۃ ۲/۲۹۲، ۳۰۱. وتاریخ الخمیس ۱/۲۹۹، والتهذیب ۳/۴۸۳. والبدء والتاریخ ۵/۸۴، والجمع بین رجال الصحیحین ۱۵۷، وصفة الصفوة ۱/۱۳۸، وتهذیب ابن عساکر ۶/۹۳. ونکت الهمیان ۱۵۵، والکنی والاسماء ۱/۱۱، وطبقات ابن سعد ۶/۲. والاصابة ۳/۱۸۷، والاعلام ۳/۸۷.

۲۔ المستدرک ۳/۵۰۰، والمصنف لعبد الرزاق ۲۰۴۲۳، وتاریخ ابن عساکر ۶/۹۹. (التهذیب) وتاریخ بغداد ۱/۱۴۴.

ایک روز عتبہ بن غزوان نے خطبہ دیتے ہوئے فرمایا: میں ساتویں نمبر پر اسلام لایا تھا۔ آپ کے زمانہ میں ہم درختوں کے پتے کھا کر گزارہ کرتے تھے۔ اسکی وجہ سے ہمارے جبڑے زخمی ہو گئے تھے۔ حضرت سعدؓ جو امیرِ مصر ہیں سات میں سے صرف وہ اور میں باقی ہیں۔

۲۹۶-ابو عمرو بن حمدان، حسن بن سفیان، اسحٰق بن ابراہیم، عثمان بن ابی شیبہ، جریر، مغیرۃ الضبی، مصعب بن سعد بن ابی وقاص، عن ابیہ کے سلسلۂ سند سے آپ ﷺ کا قول مروی ہے:

اے لوگو! مجھے تنگدستی کے بجائے تمہاری خوشحالی سے زیادہ خطرہ ہے۔ تم کو مصیبتوں میں آزمایا گیا تو تم کامیاب نکلے جبکہ دنیا بہت میٹھی اور سرسبز وشاداب ہے۔[1]

۲۹۷-محمد بن احمد بن الحسن، عبداللہ بن احمد بن حنبل، احمد بن حنبل، عبدالرحمٰن بن مہدی، سفیان الثوری، سعد بن ابراہیم، عامر بن سعد بن ابی وقاص کے سلسلۂ سند سے ان کے والد کا قول مروی ہے:

آپ ﷺ مکہ میں میری عیادت کے لئے تشریف لائے۔ جبکہ سعدؓ اس بات سے پریشان تھے کہ ان کی موت ایسی جگہ میں آئے جہاں سے وہ ہجرت کر چکے تھے۔ بہرحال حضرت سعدؓ فرماتے ہیں: اس وقت میری صرف ایک لڑکی تھی۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! میں تمام مال صدقہ کرنا چاہتا ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: تمام کے بجائے ثلث صدقہ کرو اور یہ بھی زیادہ ہے۔ کیونکہ ہوسکتا ہے تم دنیا سے چلے جاؤ اور لوگ تمہارے مال سے فائدہ اٹھائیں لیکن تمہارے اہل پریشان ہوں۔[2]

۲۹۸-ابوبکر بن خلاد، حارث بن ابی اسامہ، محمد بن عمر واقدی، بکر بن مسمار، عامر بن سعد اور ان کے والد حضرت سعدؓ کے سلسلۂ سند سے فرمان رسول منقول ہے:

اللہ تعالیٰ پوشیدہ رکھنے والے غنی متقی کو پسند کرتا ہے۔[3]

۲۹۹-محمد بن احمد بن الحسین، عبداللہ بن احمد بن حنبل، احمد بن حنبل، ابو عامر العقدی، کثیر بن زید، مطلب بن عبداللہ، عمر بن سعد کے سلسلۂ سند سے ان کے والد حضرت سعدؓ کا قول مروی ہے انہوں نے اپنی اولاد کو فرمایا:

اے میرے لڑکے! کیا تم مجھے فتنہ پرستوں کا سردار بنانا چاہتے ہو؟ میں اس وقت تک قتال نہیں کروں گا جب تک کہ ایسی تلوار مجھے نہ لا کر دی جائے جس کو میں مسلمان پر ماروں تو وہ اس سے اچٹ جائے اور اگر کافر کو ماروں تو اس کا کام تمام کر دے۔ بہرحال میں ایسا ہرگز نہیں کروں گا، کیوں کہ میں نے آپ ﷺ کو کہتے ہوئے سنا ہے کہ تقویٰ کو مخفی رکھنے والا غنی انسان عنداللہ محبوب ہے۔[4]

۳۰۰-ابراہیم بن عبداللہ، محمد بن اسحٰق، قتیبہ بن سعید، کثیر بن ہشام، جعفر بن برقان، عبداللہ بن بشر کے سلسلۂ سند سے ایوب سختیانی کا قول مروی ہے:

ایک بار سعدؓ بن ابی وقاص، ابن مسعود، ابن عمر اور عمار بن یاسر رضی اللہ عنہم اجمعین کی مجلس میں فتنہ کا ذکر کیا گیا۔ سعدؓ نے

۱ـ الترغيب والترهيب ۱۸۴/۴، ومجمع الزوائد ۲۴۵/۱۰، والمطالب العالية ۳۱۵۳، والجامع الصغير ۱۹۸۷، وعزاه للمصنف والبيهقي في الشعب عن سعد، وضعفه، وقال المناوي في فيض القدير ۲۵۴/۵.

۲ـ صحيح البخاري ۴/۴، ۸۱/۷، ومسند الامام أحمد ۱۷۲/۱، وفتح الباري ۳۶۹/۵، ۴۹۷/۹.

۳، ۴ـ صحيح مسلم، كتاب الزهد ۱۱، ومسند الامام أحمد ۱۶۸/۱، ومشكاة المصابيح ۵۲۸۴، وشرح السنة ۲۲/۱۵، والعزلة للسبعي ۱۲، واتحاف السادة المتقين ۳۱/۸، ۳۰۸، والترغيب والترهيب للمنذري ۴۳۹/۳، وكشف الخفا ۲۸/۱.

فرمایا: میں فتنہ میں شمولیت کے بجائے گھر میں گوشہ نشینی کو ترجیح دوں گا۔

۳۰۱-سلیمان بن احمد، اسحٰق بن ابراہیم، عبدالرزاق، معمر، ایوب کے سلسلہ سند سے ابن سیرین کی روایت منقول ہے:

سعدؓ بن ابی وقاص سے کہا گیا: اہل شوریٰ میں سے ہونے کے باوجود آپ قتال سے گریز کیوں کر رہے ہو؟ فرمایا: میں ہرگز قتال نہیں کروں گا تا آنکہ دو آنکھ، ایک زبان اور دولبوں والی تلوار مجھے لاکر نہ دی جائے جس سے کافر و مسلمان میں تفریق ہو...... اس وقت میں جہاد کی نیت سے اس سے قتال کروں گا۔

۳۰۲-حبیب بن حسن، عمر بن حفص السدوسی، عاصم بن عدی، شعبہ، یحیٰ بن حصین کے سلسلہ سند سے طارق بن شہاب سے منقول ہے:

خالد اور سعد کے درمیان چپقلش کے زمانہ کے دوران ایک شخص نے سعدؓ کے سامنے خالدؓ کی برائی کی۔ سعدؓ نے اسے منع کرتے ہوئے کہا: اب تک ہمارا معاملہ دین کے ضرر کو نہیں پہنچا ہے۔

(۸) سعیدؓ بن زید[۱]

آپ کا مکمل نام سعید بن زید بن عمرو بن نفیل ہے۔ آپ حق گو، راہ خدا میں مال خرچ کرنے والے، خواہش کے خلاف کام کرنے والے، فقط اللہ تعالیٰ کا خوف رکھنے والے، مستجاب الدعوات، حضرت عمرؓ سے قبل اسلام قبول کرتے والے، جنگ بدر میں حاضر ہونے والے، امارت وریاست سے کوسوں دور رہنے والے، نفس کو مغلوب کرنے والے، دنیا میں سبقت نہ کرنے والے، فتنہ وشر ورسے کنارہ کش، اخروی بلندیوں کے حصول کے لئے کوشاں، دنیاوی مراتب سے بعد اختیار کرنے والے اور خواہش نفس کے خلاف چلنے والے تھے۔ رضی اللہ عنہ۔

۳۰۳-محمد بن احمد بن حسن، عبداللہ بن احمد بن حنبل، احمد بن حنبل، یحیٰ بن سعید، صدقہ بن مثنیٰ کے سلسلہ سند سے رباح بن حارث کی روایت منقول ہے:

ایک بار مغیرہؓ کوفیوں کی ایک جماعت کے ساتھ مسجد اکبر میں بیٹھے تھے کہ ایک شخص آ کر سعیدؓ کا پوچھنے لگا۔ مغیرہ نے اسے اپنے پاؤں کی طرف بٹھادیا۔ پھر ایک کوئی شخص آ کر مغیرہ کے سامنے گالی دینے لگا۔ مغیرہ سے سوال کیا گیا کہ یہ کس کو گالی دے رہا ہے انہوں نے فرمایا حضرت علیؓ کو۔ ایک شخص (حضرت سعیدؓ) نے کہا: اے مغیرہ! آپ کے سامنے صحابہ پر سب وشتم ہوتا ہے، لیکن آپ کچھ نہیں کہتے اور میں علی الیقین کہتا ہوں کہ میں نے آپ ﷺ کو یہ کہتے سنا ہے: ابوبکر، عمر، عثمان، علی، طلحہ، زبیر اور سعد بن مالک جنتی ہیں۔ اور ایک نویں صحابی بھی جنتی ہیں میں چاہوں تو اس کا نام بھی بتا سکتا ہوں[۲]۔ اہل مسجد نے شور مچایا کہ اللہ کیلئے نویں کا نام بتاؤ۔ انہوں نے فرمایا: تم نے اللہ کا واسطہ دیدیا ہے تو سنو میں نواں ہوں اور آپ علیہ السلام دسویں ہیں۔ پھر فرمایا: کوئی شخص جو رسول اللہ کے ساتھ کبھی غبار آلود ہوا ہو وہ تم میں سے ہر شخص سے افضل ہے خواہ تم کو نوح علیہ السلام کی عمر دیدی جائے اور تم پوری عمر نیک عمل کرتے رہو۔

عبدالواحد بن زیاد نے صدقہ ؒ سے اس کے مثل نقل کیا ہے۔

۳۰۴-احمد بن جعفر بن حمدان، عبداللہ بن احمد بن حنبل، احمد بن حنبل، علی بن عاصم، حصین، ہلال بن یساف کے سلسلہ سند سے عبداللہ بن

۱۔ طبقات ابن سعد ۲۷۵/۳، وتهذيب ابن عساكر ۱۲۷/۶. وصفة الصفوة ۱۴۱/۱. وذيل المذيل ۱۴. والرياض النضرة ۳۰۲/۲، ۳۰۶. والاعلام ۹۴/۳.

۲۔ سنن أبي داؤد ۴۶۵۰، وسنن الترمذي ۳۷۴۷، وسنن ابن ماجه ۱۳۳، ومسند الامام أحمد ۱۸۷/۱، ۱۸۸، ۱۹۳، والسنة لابن أبي عاصم ۶۱۹/۲، ۶۲۰، واتحاف السادة المتقين ۲۲۱/۸، ۲۸۰/۹.

ظالم المازنی کا قول مروی ہے:

حضرت معاویہ کوفہ سے جاتے وقت حضرت مغیرہ کو کوفہ کا عامل مقرر کر گئے تھے۔ حضرت مغیرۃ نے خطباء کو خطبہ میں حضرت علی پر سب وشتم کا حکم کیا۔ میں اس وقت سعیدؓ بن زید کے پاس تھا۔ وہ میرا ہاتھ پکڑ کر مجھے وہاں سے لے گئے اور مجھ سے فرمایا جنتی شخص پر لعنت کا حکم دینے والے اس ظالم کو دیکھو! میں حضرت علی کے جنتی ہونے کی گواہی دیتا ہوں۔

۳۰۵-سلیمان بن احمد، علی بن عبد العزیز، عارم ابو النعمان، حماد بن زید، ہشام بن عروۃ کے سلسلۂ سند سے ان کے والد کی روایت منقول ہے:

ایک بار اروی بنت اویس نے خلیفہ مروان کو سعیدؓ بن زید کے بابت شکایت کی کہ انہوں نے میری زمین کے ایک حصہ پر ناحق قبضہ کر لیا ہے لہٰذا آپ اسکا فیصلہ کردیں، سعیدؓ نے کہا کہ میں نے ایسا بالکل نہیں کیا۔ کیوں کہ میرے سامنے یہ حدیث رسول ہے:

ناحق ایک بالشت زمین پر قبضہ کرنے والے کے گلے میں ساتوں زمین کا طوق ڈالا جائیگا۔[1]

نیز سعیدؓ نے بددعا دیکر کہا اگر یہ خاتون جھوٹی ہے اے اللہ اس کی بصارت زائل کردے اور اسے اس کی زمین میں موت دیدے۔ چنانچہ اسکی بصارت زائل ہوگئی اور وہ کچھ عرصہ بعد اپنی زمین کے کنویں میں گر کر مر گئی۔

۳۰۶-محمد بن احمد بن حمدان، حسن بن سفیان، حرملہ بن یحییٰ، ابن وہب، عبد اللہ بن عمر العمری، نافع کے سلسلۂ سند سے عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا قول مروی ہے:

مروان نے سعیدؓ بن زید کے پاس اروی کی شکایت کے بابت گفتگو کرنے کے لئے چند افراد کو بھیجا۔ سعید نے فرمایا یہ مجھ پر بہتان ہے۔ کیوں کہ میں نے آپ علیہ السلام کو کہتے سنا ہے کہ ناحق ایک بالشت زمین پر قبضہ کرنے والے کے گلے میں ساتوں زمین کا طوق بنا کر ڈالا جائیگا۔[2]

نیز فرمایا اگر میں صادق ہوں تو اے اللہ! اس کی بصارت زائل فرما کر اسے اسکی زمین میں موت دیدے۔ چنانچہ بعد میں ایسا ہی ہوا۔

عبد اللہ بن عبد المجید نے عبید اللہ بن عمر سے اس کے مثل نقل کیا ہے۔

۳۰۷-ابو محمد بن حبان، محمد بن سلیمان، بشر بن آدم، عبید اللہ بن عبد المجید کے سلسلۂ سند سے عبد اللہ بن عمر العمری نے گزشتہ روایت کی مانند نقل کیا ہے۔

۳۰۸-ابو عمرو بن حمدان، حسن بن سفیان، احمد بن عیسیٰ، ابن وہب، یونس کے سلسلۂ سند سے ابو بکر بن محمد بن عمرو بن حزم کا قول مروی ہے

اروی نے مروان کو سعید کے بارے میں شکایت کی۔ سعیدؓ نے کہا اگر وہ جھوٹی ہے تو اے اللہ اس کی بصارت زائل کر کے اسے اس کی زمین میں موت دیدینا اور اے باری تعالیٰ! میری سچائی بھی لوگوں پر ظاہر فرمانا۔ چنانچہ اروی کا حال حضرت سعید کی بددعاء کے مطابق ہوا اور اللہ نے لوگوں پر حضرت سعیدؓ کا صدق ظاہر فرما دیا۔

۳۰۹-ابو عمرو بن حمدان، حسن بن سفیان، محمد بن رمح بن مہاجر، ابن لہیعہ، محمد بن زید بن مہاجر کے سلسلۂ سند سے ابو غطفان المری کا قول مروی ہے:

۱۔ المعجم الکبیر للطبرانی ۱۱۲/۱ . وتاریخ بغداد ۳۶۱/۹، والکنی للدولابی ۱۳۲/۱ . والجامع الکبیر ۷۸۳/۱، وعزاہ للمصنف، وابن جریر، والبغوی والطبرانی عن یعلی بن مرہ الثقفی، والمصنف عن أبی ثابت ایمن بن یعلی الثقفی.

۲۔ صحیح البخاری ۱۷۱/۳، ۳۰/۴، وصحیح مسلم، کتاب المساقاۃ ۱۴۲، ومسند احمد ۶۴/۲، ۲۵۲، فتح الباری ۱۰۳/۵ . وسنن الدارمی ۲۶۷/۲.

اروٰی بنت اویس نے مروان سے حضرت سعیدؓ کے خلاف مدد طلب کی۔ مروان نے عاصم بن عمر کو سعیدؓ کے پاس بھیجا۔ سعیدؓ نے فرمایا اس نے کذب سے کام لیا ہے۔ نیز سعید نے اروٰی کے بارے میں مذکورہ بددعاء کی جو بالآخر قبول ہوئی۔[1]

(۹) عبدالرحمٰن بن عوف[2]

آپ بہت بڑے مالدار ہونے کے باوجود شاکر، قانع، راہ خدا میں خرچ کرنے والے، فتنوں اور ضلالت سے اللہ کی پناہ طلب کرنے والے، فکر آخرت کے حامل، اللہ کے ماسوا سے نہ ڈرنے والے، فیاض، ظاہراً و باطناً دنیا کی فنائیت پر یقین رکھنے والے، مالداروں کے سردار اور یتامیٰ و مساکین کا خیال رکھنے والے تھے۔

۳۱۰- محمد بن احمد بن یعقوب، احمد بن عبدالرحمٰن، یزید بن ہارون، ابوالمعلیٰ جریری، میمون بن مہران کے سلسلۂ سند سے ابن عمرؓ سے منقول ہے:

عبدالرحمٰن بن عوف نے اصحاب شوریٰ سے فرمایا: کیا تم میرے فیصلہ پر راضی ہو جاؤ گے۔ حضرت علیؓ نے فرمایا سب سے پہلے میں آپ کے فیصلہ کو قبول کروں گا، اس لئے کہ میں نے آپ ﷺ کو آپ کی بابت فرماتے سنا ہے کہ عبدالرحمٰن بن عوف اہل ارض و سماء کے امین ہیں۔[3]

۳۱۱- سلیمان بن احمد، ابویزید قراطیسی، اسد بن موسیٰ، عمارۃ بن زاذان، ثابت بنانی کے سلسلۂ سند سے انسؓ بن مالک کا قول مروی ہے:

ایک بار حضرت عائشہ نے ایک آواز سنی جس سے پورا مدینہ ہل گیا، حضرت عائشہ نے اس کی بابت تحقیق کی۔ انہیں بتایا گیا کہ شام سے سات سو سواریوں پر مشتمل عبدالرحمٰنؓ بن عوف کا (مال سے لدا) قافلہ آیا ہے۔ حضرت عائشہ نے فرمایا: میرے سامنے آپ علیہ السلام نے فرمایا: عبدالرحمٰن بن عوف گھسٹ گھسٹ کر جنت میں جائیں گے۔ جب ابن عوف کو قول عائشہ کا علم ہوا تو انہوں نے حضرت عائشہ کی خدمت میں حاضر ہو کر فرمایا: میں یہ سب کچھ مال جو ان سواریوں پر لدا ہوا ہے بلکہ یہ سواریاں، ان کے پالان اور ان کی رسیاں تک راہ خدا میں خرچ کرتا ہوں۔[4]

۳۱۲- جعفر بن محمد بن عمرو، ابوحصین الوادعی، یحییٰ بن عبدالحمید، عبداللہ بن جعفر مخزومی، ام بکر بنت المسور بن مخرمہ کے سلسلۂ سند سے ان کے والد مسور بن مخرمہ کا قول مروی ہے:

ایک بار ابن عوفؓ نے حضرت عثمانؓ کو چالیس ہزار دینار کے عوض زمین کا ایک ٹکڑا فروخت کیا۔ لیکن ابن عوف نے وہ تمام اموال بنی زہرہ اور فقراء مسلمین اور امہات المؤمنین میں تقسیم فرما دیا۔ مسور فرماتے ہیں میرے ساتھ کافی مال حضرت عائشہؓ کی خدمت میں بھیجا۔ حضرت عائشہؓ نے فرمایا: میں نے رسول اکرم ﷺ سے سنا ہے کہ میرے بعد تم پر صرف صالحین توجہ دیں گے۔[5]

پھر فرمایا: اللہ ابن عوف کو جنت کی نہر سلسبیل سے پلائے۔

---

[1] صحيح البخاری ۳/ ۱۷۱، ۴/ ۳۰، وصحيح مسلم، كتاب المساقاة ۱۴۲، ومسند أحمد ۶/ ۶۴، ۲۵۲، فتح الباری ۵/ ۱۰۳. وسنن الدارمی ۲/ ۲۶۷.

[2] صفة الصفوة ۱/ ۱۳۵، وتاريخ الخميس ۲/ ۲۵۷، والبدء والتاريخ ۵/ ۸۶، والرياض النضرة ۲/ ۲۸۱، ۲۹۱، والجمع بين رجال الصحيحين ۲۸۱، والاصابة ۲/ ۵۱۷. والاعلام ۳/ ۳۲۱.

[3] الجامع الكبير ۲/ ۳۱.

[4] المعجم الكبير للطبرانی ۱/ ۹۰، ۶/ ۳۳. واتحاف السادة المتقين ۸/ ۲۱۶، وكنز العمال ۳۳۵۰۰. ۳۶۶۷۶.

[5] كنز العمال ۳۳۴۹۳، ۳۷۸۱۸.

۳۱۳-حبیب بن حسین، ابو معشر الدارمی، احمد بن بدیل، محاربی، عمار بن سیف، اسماعیل بن ابی خالد کے سلسلۂ سند سے عبداللہ بن ابی اوفیٰ کا قول مروی ہے:

ایک بار حضور علیہ السلام نے ابن عوفؓ سے تاخیر کی وجہ دریافت فرمائی۔ ابن عوفؓ نے عرض کیا: یارسول اللہ! مال کے حساب کی وجہ سے تاخیر ہوئی ہے۔ اور حساب کی وجہ مال کی کثرت ہے۔ پھر عرض کیا: یارسول اللہ! میں مصر سے آئی ہوئی ایک صد سواریاں (بمع اموال ﷺ) مدینہ کے دیہاتیوں پر صدقہ کرتا ہوں۔ ۱

۳۱۴-محمد بن علی بن حبیش، جعفر بن محمد الفریابی، سلیمان بن عبدالرحمٰن الدمشقی، خالد بن یزید بن ابی مالک، عن ابیہ، عن عطاء بن ابی رباح، ابراہیم بن عبدالرحمٰن بن عوف کے سلسلۂ سند سے ان کے والد حضرت عبدالرحمٰن کا قول مروی ہے۔

آپ علیہ السلام نے ان سے فرمایا: اے ابن عوف! تم اغنیاء میں سے ہو اور تم گھسٹ گھسٹ کر جنت میں داخل ہو گے۔ لہذا تم پاؤں سے چل کر جنت میں جانے کے لئے مہمان کا اکرام کرو، مسکین کو کھانا کھلاؤ اور سائل کا خیال رکھو۔ ۲

۳۱۵-سلیمان بن احمد، ابو یزید قراطیسی، اسد بن موسیٰ، عبداللہ بن مبارک، معمر کے سلسلۂ سند سے زہری کی روایت منقول ہے:

ابن عوفؓ نے دور نبوی ﷺ میں چار ہزار درہم، پھر چالیس ہزار درہم پھر چالیس ہزار دینار صدقہ کئے۔ پھر پانچ صد سواریاں بمع مال کے راہ خدا میں خرچ کیں۔ آپ کا عام مال تجارت سے حاصل ہوتا تھا۔

۳۱۶-ابو حامد بن جبلہ، محمد بن اسحٰق، ابو ہمام السکونی، حسین بن علی کے سلسلۂ سند سے جعفر بن برقان کا قول مروی ہے: ابن عوفؓ کے متعلق تیس ہزار باندیاں صدقہ کرنے کا مجھے علم ہوا ہے۔

۳۱۷-ابو عمر بن حمدان، حسن بن سفیان، دحیم بن ابی فدیک، ابن ابی ذئب، مسلم بن جندب کے سلسلۂ سند سے نوفل بن ایاس ہذلی کا قول مروی ہے:

ابن عوفؓ ہمارے بہت اچھے ہمنشین تھے۔ ایک روز ہم نے ان کے سامنے گوشت روٹی رکھی تو وہ پرنم ہو کر فرمانے لگے: آپ ﷺ اور آپ ﷺ کے اہل جو کی روٹی سے سیر ہوئے بغیر اس دنیا سے چلے گئے ...... لیکن آج ہمارا یہ حال ہے۔

۳۱۸-محمد بن احمد بن الحسن، عبداللہ بن احمد بن حنبل، احمد بن حنبل، محمد بن جعفر، شعبہ، سعد بن ابراہیم اپنے والد کے سلسلۂ سند سے اپنے دادا کی روایت نقل کرتے ہیں:

ایک روز ابن عوفؓ کے سامنے کھانا لایا گیا تو فرمایا حضرت حمزۃ اور حضرت مصعبؓ بن عمیر کے قتل کے وقت ان کا کفن بھی پورا نہیں تھا، حالانکہ وہ مجھ سے افضل تھے اور ہمارا یہ حال ہے۔ مجھے لگتا ہے کہ جنت کی نعمتیں ہمیں دنیا ہی میں مل گئی ہیں۔ پھر آپ نے کھانا نہیں کھایا۔

۳۱۹-محمد بن ایوب الرازی، مسدد، معتمر بن سلیمان کے والد کے سلسلۂ سند سے حضرمی کی روایت منقول ہے:

ایک بار دور نبوی ﷺ میں آپ ﷺ کے سامنے ایک عمدہ قرات کرنے والے کی قرات پر ابن عوف کے علاوہ سب پر گریہ طاری ہو گیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اگر عبدالرحمٰن کی آنکھ نہیں جاری ہوئی تو کیا ہوا ان کا دل تو رو رہا ہے۔ ۳

۱۔ تنزیہ الشریعۃ ۱/۱۳۱. ولسان المیزان ۶/۳۵۱. وتاریخ جرجان ۲۴۵.

۲۔ المستدرک ۳/۳۱۱. والمعجم الکبیر للطبرانی ۱/۲۱۱، ۲۷۰، ۲۷۲، وطبقات ابن سعد ۳/۱/۹۳. والموضوعات لابن الجوزی ۲/۱۳. وتخریج الاحیاء ۳/۲۶۰.

۳۔ کنز العمال ۳۳۴۹۷. والمطالب العالیۃ ۴۰۰۹.

۳۲۰-سلیمان بن احمد، عبدالرحمن بن جابر الطائی، بشر بن شعیب بن ابی حمزۃ، عن ابیہ، عن الزہری، ابراہیم بن عبدالرحمن بن عوف کے سلسلۂ سند سے ابن عوفؓ کا قول منقول ہے:

مصائب کے وقت ہم نے صبر سے اور خوشحالی کے وقت بغیر صبر کے کام لیا۔

۳۲۱-سلیمان بن احمد، ابو یزید قراطیسی، اسد بن موسیٰ، ابراہیم بن سعد بن ابراہیم عن ابیہ عن جدہ کے سلسلۂ سند سے منقول ہے: ابراہیم کہتے ہیں جس روز حضرت عبدالرحمن بن عوف کا انتقال ہوا میں نے حضرت علیؓ کو یہ فرماتے ہوئے سنا:

ابن عوف چلے گئے میں نے ان کا اچھا زمانہ پایا لیکن وہ مجھے زمانہ مصائب میں چھوڑ گئے۔

(۱۰) ابوعبیدۃؓ بن جراح[۱]

آپ امین، رشید، عامل، زاہد، امین الامۃ، فقط اسلام کی خاطر لوگوں سے دشمنی اور دوستی قائم کرنے والے، موت تک قلیل زاد پر صبر کرنے والے، اور حقیقتاً قرآنِ کریم کی درج ذیل آیت کے مصداق تھے:

لاتجد قوما یؤمنون باللہ والیوم الآخر یوادون من حاد اللہ ورسولہ (المجادلۃ ۲۲)

(ترجمہ) اور جو لوگ خدا پر اور روزِ قیامت پر ایمان رکھتے ہیں تم ان کو خدا اور اس کے رسول کے دشمنوں سے دوستی کرتے ہوئے نہیں دیکھو گے خواہ وہ ان کے باپ یا بیٹے یا بھائی یا خاندانی ہی کیوں نہ ہوں۔

آپ دنیاوی اعتبار سے کمزور، ذوالجرتین، دعاؤں کا اہتمام کرنے والے، اخروی بلندیوں کے لئے کوشاں، عبادت گزار، دنیا سے متاثر نہ ہونے والے اور اللہ تعالیٰ کی ملاقات کے مشتاق تھے۔

۳۲۲-ابوبکر محمد بن الحسن، ابوعمارۃ محمد بن احمد بن المہندس، ابوعقیل الجمال وحمید بن ربیع، ابواسامہ، عمر بن حمزۃ العمری، سالم عن ابیہ کے سلسلۂ سند سے ابن عمرؓ کی روایت مروی ہے فرمان نبوی ﷺ ہے:

ہر امت کا ایک امین ہوتا ہے اور میری امت کے امین ابوعبیدۃ بن جراح ہیں[۲]۔

زہری نے اس کو عن سالم عن عمرو کوثر بن حکیم عن نافع عن ابن عمر عن عمرو عبدالرحمن بن غنم عن عبداللہ بن ارقم عن عمر کی سندوں سے روایت کیا ہے۔ اس کے علاوہ حضرت ابوبکر، ابن مسعود، حذیفہ، خالد بن الولید، انس اور عائشہ رضوان اللہ علیہم اجمعین سے حضرت ابوعبیدہ بن الجراح کی امانت داری سے متعلق روایات منقول ہیں۔

۳۲۳-ابوعبیدۃؓ کا اپنے والد کو قتل کرنا...... سلیمان بن احمد، ابو یزید قراطیسی، اسد بن موسیٰ، ضمرۃ کے سلسلۂ سند سے ابن شوذب کی روایت مروی ہے:

جنگ بدر میں ابوعبیدۃ کے والد آپؓ کو قتل کے ارادے سے تلاش کرتے رہے حضرت ابوعبیدۃؓ ان سے اعراض برتتے رہے لیکن جب ان کے والد بار بار ان کو مارنے کی غرض سے ان کے آڑے آنے لگے تو بالآخر حضرت ابوعبیدہ بن الجراح نے ان کو قتل کر دیا: ان کے اپنے والد کو قتل کرنے پر قرآن کی درج ذیل آیت نازل ہوئی:

[۱] صفۃ الصفوۃ ۱/۱۴۲، البدء والتاریخ ۵/۸۷. وتھذیب ابن عساکر ۷/۱۵۷، وتاریخ الخمیس ۲/۲۴۴. والریاض النضرۃ ۲/۳۰۷، والاعلام ۰/۲۵۲، والاصابۃ، وطبقات ابن سعد.

[۲] صحیح البخاری ۵/۳۲، وصحیح مسلم، کتاب فضائل الصحابۃ ۵۳، ومسند الامام أحمد ۳/۱۸۹، ۲۴۵، والسنن الکبریٰ للبیھقی ۶/۲۱۰، ۳۷۱، وفتح الباری ۷/۹۳. والمصنف لابن أبی شیبۃ ۱۲/۱۳۵.

لاتجد قوما یؤمنون باللہ والیوم الآخر یوادون من حاد اللہ ورسولہ ولو کانوا آبائهم او ابنائهم او اخوانهم او عشیرتهم اولئک کتب فی قلوبهم الایمان (المجادلۃ ۲۲)

جو لوگ خدا پر اور روز قیامت پر ایمان رکھتے ہیں تم ان کو خدا اور اس کے رسول کے دشمنوں سے دوستی کرتے ہوئے نہ دیکھو گے خواہ وہ ان کے باپ یا بیٹے یا بھائی یا خاندان ہی کے لوگ ہوں انہی کے دلوں میں خدا نے ایمان کو لکھ دیا ہے۔

۳۲۴-احمد بن جعفر بن حمدان، عبداللہ بن احمد بن حنبل، ابوبکر بن ابی شیبہ، ابواسامہ، ابو ہلال، قتادۃ کے سلسلۂ سند سے ابوعبیدۃ بن جراح کا قول مروی ہے:

کوئی گورا ہو یا کالا، آزاد ہو یا غلام، عربی ہو یا عجمی جس کے متعلق مجھے علم ہو کہ وہ تقویٰ میں مجھ سے زیادہ ہونے کی وجہ سے افضل ہے تو میری یہ خواہش ہوگی کہ میں اس کے طعام کا کوئی حصہ ہوتا۔

۳۲۵-عبداللہ بن محمد، محمد بن شبل، ابوبکر بن ابی شیبہ، ابوخالد الاحمر، ابوبکر بن مالک، عبداللہ بن احمد بن حنبل، احمد بن حنبل، عبدالرزاق، معمر، ہشام بن عروۃ کے سلسلۂ سند سے ان کے والد عروۃ کی روایت منقول ہے:

ایک بار حضرت عمر نے ابوعبیدۃ کو کجاوے کی چٹائی پر لیٹ کر اس کے پالان کو تکیہ بنائے ہوئے دیکھا تو ان سے بستر پر نہ لیٹنے کی وجہ دریافت کی؟ انہوں نے فرمایا یہی میرے لئے آرام دہ ہے۔

معمر اپنی روایت میں کہتے ہیں: جب حضرت عمرؓ ملک شام تشریف لائے تو ان کے استقبال کیلئے عوام الناس اور ان کے بڑے بڑے سردار حاضر ہوئے۔ حضرت عمرؓ نے ان سے پوچھا میرے بھائی کہاں ہیں؟ لوگوں نے پوچھا کون آپ کے بھائی؟ فرمایا: ابوعبیدہ۔ عرض کیا گیا: وہ ابھی پہنچنے والے ہیں۔ جب آپ آ گئے تو حضرت عمرؓ اتر کر ان سے بغل گیر ہوئے اور ان کے گھر میں تشریف لے گئے۔ حضرت عمرؓ نے وہاں صرف تلوار، تیروں کا ترکش اور کجاوہ پایا اس کے بعد معمر نے مذکورہ روایت کی طرح باقی روایت نقل فرمائی۔

۳۲۶-محمد بن حسن، بشر بن موسیٰ، ابوعبدالرحمٰن مقری، حیوۃ، ابوصخر، زید بن اسلم کے سلسلۂ سند سے ان کے والد اسلم کا قول مروی ہے:

ایک بار حضرت عمرؓ نے اپنے ساتھیوں سے فرمایا میرے سامنے کسی چیز کی تمنا کرو ایک شخص نے کہا کاش یہ گھر سونے سے بھرا ہوا ہوتا تو میں اسے راہ خدا میں خرچ کر دیتا۔

پھر حضرت عمر نے وہی سوال کیا پھر اسی قسم کا جواب دیا گیا، پھر حضرت عمر نے سہ بارہ سوال کیا ان کے ساتھیوں نے کہا آپ خود ہی اسکا جواب ارشاد فرما دیں۔ اس وقت حضرت عمر نے فرمایا کاش یہ گھر ابوعبیدۃ بن جراح جیسے لوگوں سے بھرا ہوا ہوتا۔

۳۲۷-احمد بن جعفر بن حمدان، عبداللہ بن احمد بن حنبل، احمد بن حنبل، ہشام بن ولید، عبداللہ بن محمد، محمد بن شبل، ابوبکر بن ابی شیبہ، یزید بن ہارون، جریر بن عثمان، نمران بن مخمر ابی الحسن کا قول مروی ہے:

ایک بار ابوعبیدۃ نے لشکر میں چلتے ہوئے فرمایا بہت سے سفید پوش افراد دین کے اعتبار سے میلے ہوتے ہیں اور بہت سے اپنے کو مکرم سمجھنے والے حقیر ہوتے ہیں۔ اے لوگو! قدیم سیئات کو جدید حسنات سے ختم کرو۔ نیکی زمین و آسمان کے خلاء کے مساوی سیئات کو بھی ختم کر دیتی ہے۔

۳۲۸-عبداللہ بن محمد، محمد بن ابی سہل، عبداللہ بن محمد العبسی، وکیع، سفیان، ثور بن یزید، خالد بن معدان کے سلسلۂ سند سے ابوعبیدۃ بن جراح کا قول مروی ہے۔

مومن کا قلب دن میں متعدد بار چڑیا کی طرح الٹ پلٹ ہوتا ہے۔

(۱۱) عثمان بن مظعون ۱

انہی بزرگان باصفا میں سے ایک دین کے پابند، غم وفکر کے مالک، خدا کی راہ میں آنکھ گنوانے والے، ذوالہجرتین عثمان بن مظعون ہیں۔

اللہ کیلئے قبول کرنے میں پیش پیش، دنیا کی بلندیوں میں پیچھے رہنے والے، عبادتِ خداوندی کے ستون اور راہِ خدا کے سرفروش تھے۔ دنیا ان میں کوئی عیب نہیں لگا سکی اور ان کو دین کی بلندی سے نیچے نہیں لا سکی۔ آپ نے ملاقاتِ محبوب میں جلدی کی اور غموم واوہام سے نجات پالی۔

۳۲۹۔ حبیب بن حسن، محمد بن یحییٰ، احمد بن محمد بن ایوب، ابراہیم بن سعد، محمد بن اسحٰق، صالح بن ابراہیم بن عبدالرحمٰن بن عوف کے سلسلۂ سند سے بعض حضرات کا قول مروی ہے:

صحابہ کرام جب مشقت کے زمانہ میں تھے، حضرت عثمان بن مظعون ولید کی امان کے زمانہ میں خود آرام میں ہونے کے باوجود صحابہ کرام کو پریشان دیکھ کر ولید کے پاس گئے اور اس سے کہا میں تیری امان تجھے واپس کرتا ہوں۔ اس نے وجہ دریافت کی تو ابن مظعون نے کہا صحابہ کرام کے پریشان ہونے کی وجہ سے میں بھی ان کی طرح جوارالٰہی (خدا کی پناہ) کو پسند کرتا ہوں اور میں کسی مشرک کی پناہ میں نہیں آنا چاہتا۔ ولید نے کہا: جس طرح میں نے تم کو علانیہ امان دی تھی...... اسی طرح تم بھی علانیہ اسے ختم کرو۔ چنانچہ ابن مظعون نے ولید کے ہمراہ مسجد میں جا کر علانیہ ولید کی امان کے ختم کرنے کا اعلان کر دیا۔ پہلے ولید نے کہا یہ عثمان ہے جو میری پناہ مجھے واپس کرنا چاہتا ہے۔ عثمانؓ نے کہا میں نے ولید کو بہت اچھا وعدہ پورا کرنے والا پایا ہے لیکن میں خدا کے سوا کسی کی پناہ میں نہیں آنا چاہتا۔ اس کے بعد ابن مظعون قریش کی مجلس میں بیٹھ گئے۔ اس وقت لبید بن ربیعہ بن مالک بن کلاب القیسی اشعار کہہ رہے تھے۔ ابن مظعون کے پہنچنے کے بعد ولید نے درج ذیل شعر کہا:

اللہ کے علاوہ ہر چیز باطل ہے۔

ابن مظعون نے ان کی تصدیق کی۔ اس نے پھر کہا:

تمام نعمتیں زوال پذیر ہیں۔

ابن مظعون نے اس مرتبہ اس کی تکذیب کرکے کہا جنت کی نعمتیں دائمی ہیں۔

اس پر ابن مظعون اور لبید میں کشیدگی بڑھ گئی حتی کہ ایک شخص نے ابن مظعون کی آنکھ کو نقصان پہنچا دیا۔ اس وقت ولید نے ابن مظعون کو طعنہ دیکر کہا اگر تم میری امان میں ہوتے تو ایسا نہ ہوتا۔ ابن مظعون نے کہا اے ابوعبد شمس! میں تجھ سے بڑے عزت والے اور قادر مطلق کی امان میں ہوں۔ پھر عثمانؓ نے آنکھ کی تکلیف پر درج ذیل اشعار کہے:

اگر رضاء الٰہی کے خاطر میری آنکھ کو تکلیف پہنچی ہے تو پھر مجھے کوئی پرواہ نہیں ہے۔ کیوں کہ
من جانب اللہ اس کے عوض مجھے اجر جزیل ملے گا اور اے قوم! رضاء الٰہی کو حاصل کرنے
والا شخص سعید ہوتا ہے۔ تمہارے مجھ پر گمراہی کا فتویٰ لگانے کے باوجود میں دین محمد ﷺ
کا پابند ہوں۔ انشاء اللہ قیامت کے روز اللہ ہمارے مابین فیصلہ فرمائیگا۔

پھر حضرت علیؓ نے عثمانؓ کی آنکھ کی تکلیف دیکھ کر درج ذیل اشعار کہے:

۱۔ طبقات ابن سعد ۳/۳۸۶، والاصابة ۵۴۵۵، وصفة الصفوة ۱/۴۷۸، وتاريخ الخميس ۱/۴۱۱، والاعلام ۴/۲۱۴.

کیا یہ لوگ دین محمد ﷺ کی طرف دعوت دینے والے پر گمراہی کا فتویٰ لگاتے ہیں۔ یہ لوگ کبھی بھی فحاشی سے باز نہیں آئیں گے۔ ابن مظعون کو تکلیف پہنچانے کی وجہ سے ہم ان سے ناراض ہیں۔ کیا وہ تکلیف دینے کے وقت ان کے قتل سے مامون ہو گئے تھے۔ عنقریب ان کو عبرت ناک سزا ملے گی۔

۳۳۰-جعفر بن محمد بن عمرو، ابوحصین قاضی، یحییٰ بن عبدالحمید، ابراہیم بن سعد، زہری، خارجہ بن زید کے سلسلۂ سند سے ام علاءؓ سے مروی ہے، ام العلاء کہتی ہیں:

ابن مظعون نے ہمارے گھر میں وفات پائی، شب میں میں نے ابن مظعون پر اپنی آنکھ کو پرنم دیکھا۔ جب میں نے یہ بات آپ ﷺ سے نقل کی تو آپ ﷺ نے فرمایا یہ ان کا عمل تھا۔

۳۳۱-فاروق الخطابی، زیاد بن الخلیل، ابراہیم بن المنذر، محمد بن فلیح، موسیٰ بن عقبہ کے سلسلۂ سند سے ابن شہاب کا قول مروی ہے:
حبشہ قریش کی تجارت گاہ تھا۔ آپ ﷺ نے بھی صحابہ کرام کو بغرض تجارت حبشہ جانے کو فرمایا۔ چنانچہ حضرت عثمان بن مظعون کی امارت میں ایک قافلہ حبشہ گیا اور ان کی واپسی سے قبل سورۃ نجم نازل ہوگئی۔ ابن مظعون واپسی میں کفار مکہ کے مسلمانوں سے عناد کی بنا پر مکہ میں داخل نہ ہو سکے...... حتیٰ کہ ولید بن مغیرۃ کی امان کے بعد مکہ میں داخل ہوئے۔

۳۳۲-عبداللہ بن جعفر، یونس بن حبیب، ابوداؤد، حماد بن سلمہ، علی بن زید، یوسف بن مہران کے سلسلۂ سند سے ابن عباسؓ کا قول مروی ہے:

حضرت رقیۃ بنت رسول ﷺ کی وفات ابن مظعون کی وفات کے بعد ہوئی۔ اس لئے آپ ﷺ نے فرمایا میری صاحبزادی ہمارے بہترین انسان عثمان بن مظعون کے ساتھ جا ملی۔[۱]

۳۳۳-ابوحامد بن جبلہ، محمد بن اسحٰق، سفیان بن وکیع، ابن وہب، عمرو بن حارث، زیاد کے سلسلۂ سند سے ابن عباسؓ کا قول مروی ہے:
ابن مظعون کی وفات کے وقت آپ علیہ السلام ابن مظعون کے پاس تشریف لے گئے اور ان پر جھک گئے پھر سر اٹھایا اور دوبارہ جھک گئے پھر تیسری مرتبہ بھی جھکے اس مرتبہ جب اٹھے تو حاضرین نے دیکھا کہ آپ رو رہے ہیں لہذا اصحابہ کرام بھی رو پڑے۔ جب آپ ﷺ نے ان کا رونا ملاحظہ کیا تو استغفر اللہ استغفر اللہ کرنے لگے۔ پھر فرمایا: عثمان چلے گئے لیکن ان کے ایمان میں کسی شیء کا اختلاط نہیں ہوا۔[۲]

۳۳۴-ابوبکر بن مالک، عبداللہ بن احمد بن حنبل، ابی سیار بن حاتم، جعفر بن اسماعیل، ایوب کے سلسلۂ سند سے عبدربہ بن سعید مدنی کا قول مروی ہے:

ابن مظعون کی وفات کے وقت آپ ﷺ عثمان کے پاس تشریف لائے۔ آپ ﷺ نے ان کو بوسہ دیکر فرمایا اے عثمان دنیا کے نقصانات سے تم محفوظ رہے۔[۳]

۳۳۵-عبداللہ الاصفہانی، ابراہیم بن محمد بن حسین، ابوربیع رشدینی، ابن وہب، یونس بن یزید کے سلسلۂ سند سے ابن شہاب سے مروی ہے:

۱۔ مسند الامام أحمد ۱/۲۷، ۳۳۵، ومجمع الزوائد ۳/۱۷. وطبقات ابن سعد ۳/۱/۲۹۰، ۸/۲۲. والمعجم الکبیر للطبرانی ۹/۲۵.

۲۔ العلل المتناهیة ۲/۲۷۹، والمصنف لابن أبی شیبة ۲/۵۳۵، والتاریخ الکبیر ۱/۲۲۵، ۹/۳. ۳۔ کنز العمال ۳۳۶۱۰.

ایک روز ابن مظعون پھٹی ہوئی چادر ڈال کر مسجد میں داخل ہوئے۔ پھر ابن مظعون نے اس پر چمڑے کا پیوند لگایا۔ اس وقت آپ ﷺ اور صحابہ رو پڑے اور آپ نے فرمایا: اے صحابہ اس وقت تمہاری کیا حالت ہوگی جب صبح وشام تم لباس تبدیل کرو گے، اور تمہارے سامنے یکے بعد دیگرے پیالے رکھے جائیں گے اور تمہارے گھروں پر خانہ کعبہ کی طرح پردے لٹکے ہوں گے۔

کچھ صحابہ نے عرض کیا: یارسول اللہ! کاش وہ حالت آجائے ہم تو آسانی اور سہولت میں ہو جائیں گے۔

پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ایسا ہوگا لیکن تم آج اس حال میں ان سے بہتر ہو۔[۱]

۳۳۶-عبداللہ بن جعفر، یونس بن حبیب، ابوداؤد، قیس بن الربیع، عاصم بن عبیداللہ، قاسم کے سلسلۂ سند سے عائشہؓ کا قول مروی ہے:

میں نے آپ علیہ السلام کو ابن مظعون کی میت کو بوسہ دیتے دیکھا۔

۳۳۷-محمد بن احمد بن عمر، احمد بن عمر، عبداللہ بن محمد بن عبید، ہارون فروی، ابوعلقمہ کے سلسلۂ سند سے زید بن اسلم کا قول مروی ہے:

ابن مظعون کی وفات کے بعد آپ ﷺ نے ان کی تجہیز و تکفین کا حکم فرمایا۔ تدفین کے بعد ان کی اہلیہ نے کہا اے ابوسائب! (عثمان بن مظعون کی کنیت) تجھے جنت کی بشارت ہو۔ آپ ﷺ نے ان سے پوچھا: تم کو اس کا کیسے علم ہوا؟ انہوں نے عرض کیا یارسول اللہ! میرے شوہر دن میں روزہ رکھتے اور شب کو عبادت کرنے والے تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اگر تم اس کے بجائے یہ کہتی کہ وہ اللہ اور اس کے رسول سے محبت رکھنے والے تھے تو یہ بھی کافی تھا۔[۲]

۳۳۸-ابوحامد بن جبلہ، محمد بن اسحٰق، عمر بن محمد بن الحسن، محمد بن الحسن، شریک کے سلسلۂ سند سے ابواسحٰق سبیعی کا قول مروی ہے:

ایک بار ابن مظعون کی اہلیہ پراگندہ حالت میں ازواج مطہرات کے پاس گئیں۔ انہوں نے ان سے پراگندگی کی وجہ دریافت کی۔ ان کی اہلیہ نے کہا: میرے شوہر دن کو روزہ رکھتے ہیں اور شب کو عبادت میں مشغول رہتے ہیں۔ (یعنی ذریعہ معاش کوئی نہیں ہے۔ اس) کی وجہ سے آپ ﷺ نے ابن مظعون کو بلوا کر اس پر تنبیہ فرمائی اور فرمایا: کیا تمہارے لئے میرا اسوہ کافی نہیں ہے؟[۳]

حضرت عثمانؓ نے عرض کیا: میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں کیوں نہیں! اس کے بعد ایک بار ان کی اہلیہ اچھی حالت میں بھی ازواج مطہرات کے پاس آئیں۔ پھر شوہر کی وفات پر انہوں نے درج ذیل شعر کہے:

> اے ابن مظعون کی وفات پر رونے والی آنکھ! وہ ابن مظعون جس نے خالق کی رضا میں راتیں بسر کیں۔ خوش خبری ہو اس مدفون شخص کیلئے، بقیع کو بھی خوشخبری ہو کہ اس میں عثمان کا ٹھکانہ بنا، کہ اس کی وجہ سے بقیع کی زمین روشن و منور ہوگئی۔ اس کی وفات پر ہمارا قلب مسلسل غمزدہ ہے...... حتی کہ ہم مرجائیں۔

(۱۲) مصعب بن عمیر الداریؓ[۴]

آپ شریعت سے محبت رکھنے والے، قرآن کے قاری، احد میں شریک ہونے والے، سید المتقین، عہد الٰہی کو پورا کرنے والے، تصنع سے پاک اور خوف خدا رکھنے والے تھے۔

۱۔ سنن الترمذی ۲۴۷۶، وکنز العمال ۶۱۷۲، ۶۲۳۰. ومشکاۃ المصابیح ۵۳۶۶، والجامع الکبیر ۱/ ۶۳۲.

۲۔ کتاب الأولیاء لابن ابی الدنیا ۴۷.

۳۔ المعجم الکبیر للطبرانی ۹/۱/ ۲۸۱، وطبقات ابن سعد ۳/ ۱/ ۲۸۷.

۴۔ طبقات ابن سعد ۳/ ۸۲، والاصابۃ ۴/ ۸۰۰۴، وصفۃ الصفوۃ ۱/ ۱۵۲، واسد الغابۃ ۴/ ۳۶۸، والاعلام ۷/ ۲۴۸، [illegible]

کہا گیا ہے کہ تصوف پاکیزہ باغوں میں انسیت کو تلاش کرنے کا نام ہے۔

۳۳۹-سلیمان بن احمد، محمد بن عمرو بن خالد، عمرو بن خالد، ابن لہیعۃ، ابوالاسود کے سلسلۂ سند سے عروۃ بن زبیر کی روایت منقول ہے:

انصار مدینہ آپ ﷺ سے مطمئن ہو کر آپ ﷺ پر اسلام لے آئے اور آئندہ سال موسم حج پر حاضر ہونے کا وعدہ کر کے مدینہ چلے گئے۔ مدینہ پہنچنے کے بعد انہوں نے آپ ﷺ کے پاس ایک آدمی بھیجا کہ آپ ﷺ ہمارے پاس قرآن وسنت کی دعوت دینے کے لئے کسی مبلغ کو بھیج دیں۔ اس موقع پر آپ ﷺ نے بنی عبدالدار کے بھائی حضرت مصعب بن عمیر کو مبلغ بنا کر مدینہ بھیجا۔ آپؓ بنی غنم کے اسعد بن زرارہ کے ہاں فروکش ہو گئے اور سعدؓ بن معاذ کے پاس جا کر اسلام کی دعوت اور تعلیم دینے میں مصروف ہو گئے۔ حتیٰ کہ مدینہ کے انصار کے گھروں میں سے کوئی گھر باقی بچا ہوگا جس میں اسلام نہ آیا ہو۔ عمرو بن الجموح (جو اسلام دشمنی میں پیش پیش تھے وہ) بھی اسلام لے آئے اور ان لوگوں کے بت ٹوٹ گئے...... پھر مصعبؓ واپس آ گئے۔

۳۴۰-فاروق الخطابی، زیاد بن الخلیل، ابراہیم بن المنذر، محمد بن فلیح، موسیٰ بن عقبہ، کے سلسلۂ سند سے ابن شہاب کی روایت منقول ہے:

اہل عقبہ نے بیعت رسول ﷺ کے بعد معاذ بن عفراء اور رافع بن مالک کو آپ ﷺ کے پاس بھیجا کہ آپ ﷺ ہمارے پاس کسی مبلغ کو بھیج دیں۔ چنانچہ آپ ﷺ نے حضرت مصعب بن عمیر کو ان کی طرف مبلغ بنا کر بھیج دیا۔ چنانچہ ان کی تبلیغی کاوشوں کی بدولت اکثر لوگ حلقۂ اسلام میں داخل ہو گئے حتیٰ کہ مدینہ کے انصار کے گھروں میں سے کوئی گھر باقی بچا ہوگا جس میں اسلام نہ آیا ہو۔ عمرو بن الجموح (جو اسلام دشمنی میں پیش پیش تھے وہ) بھی اسلام لے آئے اور ان لوگوں کے بت ٹوٹ گئے۔ بعد ازاں حضرت مصعبؓ واپس تشریف لے آئے۔ آپ کو مقری (قاری) کہہ کر یاد کیا جاتا تھا۔ ابن شہاب کہتے ہیں کہ آپ ﷺ کی مدینہ آمد سے قبل حضرت مصعب ہی نے سب سے پہلے لوگوں کو جمعہ کے لئے جمع فرمایا تھا۔

۳۴۱-ابراہیم بن عبداللہ واحمد بن حسن، محمد بن اسحٰق السراج، قتیبہ بن سعید، حاتم بن اسماعیل، عبدالاعلیٰ بن عبداللہ بن ابی فروۃ، قطن بن وہب کے سلسلۂ سند سے عبید بن عمیر کا قول مروی ہے:

آپ ﷺ نے مصعب بن عمیر کو احد کے روز مقتول دیکھ کر قرآن کی درج ذیل آیت تلاوت فرمائی:

من المؤمنين رجال صدقوا ماعاهدوا الله عليه (الاحزاب ۲۳)

مؤمنین میں سے کچھ لوگوں نے اللہ سے کیا ہوا عہد سچ کر دکھایا۔

۳۴۲-سلیمان بن احمد، عمر بن حفص السدوسی، ابو بلال الاشعری، یحییٰ بن العلاء، عبدالاعلیٰ بن عبداللہ بن ابی فروۃ، قطن بن وہب کے سلسلۂ سند سے ابن عمیر کی روایت منقول ہے:

آپ ﷺ نے یوم الاحد میں حضرت مصعب اور دیگر مقتولین کو دیکھ کر فرمایا اے شہداء! میں گواہی دیتا ہوں تم عنداللہ زندہ ہو۔ اے لوگو! تم ان کی زیارت کرو اور ان پر سلام بھیجو، قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کوئی ان پر سلام نہیں بھیجتا مگر یہ جواب دیتے ہیں قیامت تک یہی رہے گا۔[۱]

۳۴۳-ابو عمرو بن حمدان، حسن بن سفیان، ابراہیم الحورانی، عبدالعزیز بن عمیر، زید بن ابی زرقاء، جعفر بن برقان، میمون بن مہران، یزید بن اصم کے سلسلۂ سند سے عمرؓ بن خطاب کا قول مروی ہے:

آپ ﷺ نے حضرت مصعب کو دنبہ کی کھال میں ملبوس دیکھ کر صحابہ سے فرمایا اس شخص کو جسکے قلب کو اللہ نے روشن فرما دیا دیکھو، میں نے ان کی عیش وعشرت والی زندگی بھی دیکھی ہے ان کے والدین ان کو سب سے اچھا کھانا اور سب سے اچھا مشروب دیتے تھے۔

۱۔ کنز العمال ۲۹۸۹۳. واتحاف السادۃ المتقین ۲۲۳/۴، ۷۸/۱۰. مجمع الزوائد ۶۰/۳، ۱۲۳/۶.

لیکن اللہ اور اس کے رسول کی محبت کی وجہ سے ان میں کس قدر تبدیلی آئی اور نوبت بایں رسید۔۱

(۱۳) عبداللہ بن جحش ۲

آپؓ اپنے رب پر قسم اٹھانے والے اور محبت الٰہی کو قلب میں جگہ دینے والے، سب سے پہلے اسلامی جھنڈا قائم کرنے والے حبشہ کی طرف ہجرت کرنے والے اور شرکاء احد میں سے تھے۔ آپ کی والدہ امیمہ بنت عبدالمطلب آپ علیہ السلام کی پھوپھی تھی۔ آپ کی بہن زینب بنت جحش سے حضور ﷺ نے رشتہ ازدواج قائم کیا۔

کہا گیا ہے کہ تصوف عالی رتبہ تک رسائی کیلئے راستہ تلاش کرنے کا نام ہے۔

۳۴۴-محمد بن احمد بن الحسن، محمد بن عثمان بن ابی شیبہ، عثمان بن ابی شیبہ، محمد بن فضیل، عاصم کے سلسلۂ سند سے شعبی کی روایت منقول ہے:

دین اسلام میں سب سے پہلے ابن جحش نے جھنڈے کی ابتدا کی۔ نیز سب سے قبل ابن جحش کا حاصل کیا ہوا مال غنیمت تقسیم کیا گیا۔

۳۴۵-سلیمان بن احمد، طاہر بن عیسیٰ المصری، اصبغ بن الفرج، ابن وہب، ابوصخر، یزید عبداللہ بن قسیط، اسحٰق بن سعد بن ابی وقاص کے سلسلۂ سند سے ان کے والد سعد بن ابی وقاص کی روایت منقول ہے:

سعد کہتے ہیں: میرے سامنے احد کے روز ابن جحش نے کہا کیا تم اللہ سے دعا نہیں کرتے؟ چنانچہ پہلے گوشہ نشین ہو کر عبداللہ بن جحش نے اللہ سے دعا کی کہ اے اللہ! کل ایسے دشمن سے میرا مقابلہ کروا، جو مجھے مارے میں اسے ماروں پھر وہ میرے ناک اور کان کاٹ دے..... جب کل کو تجھ سے میری ملاقات ہو تو کہے: اے عبداللہ! کس نے تیرے کان اور ناک کاٹ ڈالے؟ میں کہوں یہ تیرے اور تیرے رسول کی راہ میں کاٹے گئے ہیں۔ اور تو کہے تو نے سچ کہا۔ حضرت سعد کہتے ہیں میں نے ان کو اگلے روز دیکھا چنانچہ ان کی دعا قبول ہوئی اور وہ اسی طرح راہ خدا میں شہید کئے گئے اور ان کی ناک اور کان دھاگے میں پروئے ہوئے تھے۔

۳۴۶-احمد بن محمد بن الحسن، محمد بن اسحٰق الثقفی، حسن بن الصباح، سفیان، ابن جدعان کے سلسلۂ سند سے ابن مسیب کی روایت منقول ہے:

ابن جحش نے احد کے روز دعا کی اے اللہ! میں تجھے قسم دیتا ہوں کہ کل میری دشمن سے ایسی مڈبھیڑ کروا کہ ہمارے درمیان سخت مقابلہ ہو اور وہ میرا پیٹ پھاڑ دے پھر وہ میرے ناک اور کان کاٹ دے..... جب کل کو تجھ سے میری ملاقات ہو تو کہے: اے عبداللہ! کس نے تیرے کان اور ناک کاٹ ڈالے؟ میں کہوں یہ تیرے اور تیرے رسول کی راہ میں کاٹے گئے ہیں۔ اور تو کہے تو نے سچ کہا۔ سعید بن المسیب کہتے ہیں مجھے خدا سے امید ہے کہ اس نے جس طرح ابن جحش کی پہلی دعا قبول کی اسی طرح آخری دعا بھی قبول کی ہوگی۔

(۱۴) عامر بن فہیرہ

آپ متبع شریعت، حسد سے پاک، موت کے بعد جن کے جسم کو اٹھا لیا گیا، داعیٔ اسلام اور ہجرت کے موقع پر آپ علیہ السلام کے خادم تھے۔

کہا گیا ہے کہ تصوف اچھی موت چاہنے کا نام ہے جس میں فرشتوں کی طرف سے پیغام نکاح ملے۔

۱- اتحاف السادة المتقين ۹/ ۵۴۸، وتخريج الاحياء ۴/ ۲۸۷.

۲- الاصابة ۴۵۷۴. وامتاع الأسماع ۱/ ۵۵، وحسن الصحابة ۳۰۰، المحبر ۸۶. ۱۱۶، والاعلام ۴/ ۷۶.

۳۴۷-احمد بن محمد بن الحسن، محمد بن عثمان بن ابی شیبہ، محمد بن عبداللہ بن نمیر، یونس بن بکیر، ہشام بن عروۃ عن ابیہ کے سلسلۂ سند سے قول عائشہ مروی ہے:

ہجرت کے موقع پر صرف حضرت ابوبکر صدیقؓ، عامرؓ بن فہیرہ اور بنی الدیل کے ایک رہبر آپ ﷺ کے ہمراہ تھے۔

۳۴۸-سلیمان بن احمد، احمد بن عمرو بن الخلال، یعقوب بن حمید، یوسف بن ماجشون عن ابیہ کے سلسلۂ سند سے اسماء بنت ابی بکر کا قول مروی ہے:

حضور ﷺ اور حضرت ابوبکرؓ ہجرت کے موقع پر نکلے تو تین رات غار میں روپوش رہے۔اس دوران ابوبکرؓ کے غلام جوان کی بکریاں چراتے تھے یعنی حضرت عامر بن فہیرہ آپ ﷺ اور ابوبکرؓ کو برابر دودھ پہنچاتے رہے۔آپؓ رات کی تاریکی میں غار کے دونوں ساتھیوں سے جدا ہوتے اور صبح تک چرواہوں کے پاس چراگاہ میں پہنچ جاتے تھے۔اور شام کو ان کے ساتھ چلتے ہوئے اپنی رفتار سست کر لیتے حتیٰ کہ رات کی تاریکی جب چھا جاتی تو آپؓ اپنی بکریوں کو لے کر غار میں پہنچ جاتے تھے۔جبکہ چرواہے سمجھتے کہ وہ ان کے ساتھ ہیں۔

۳۴۹-ابواحمد محمد بن احمد، احمد بن الحسن، خلف بن سالم، ابواسامہ، ہشام بن عروۃ عن ابیہ کے سلسلۂ سند سے قول عائشہ مروی ہے:

رسول اللہ ﷺ، حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عامر بن فہیرہ ہجرت کیلئے نکلے......حتیٰ کہ مدینہ پہنچ گئے۔حضرت عامر بئر معونہ کے دن شہید کئے گئے اور ان کے ساتھی عمرو بن امیہ قید کر لئے گئے۔عمرو کو عامر بن الطفیل نے کہا یہ کون ہے؟ انہوں نے فرمایا: یہ عامر بن فہیرہ ہیں۔ابن طفیل نے کہا میں نے ان کو دیکھا کہ قتل کے بعد ان کی نعش آسمان کی طرف اٹھی جارہی ہے حتیٰ کہ میں ان کو زمین اور آسمان کے درمیان بلند ہوتا دیکھتا رہا۔

۳۵۰-سلیمان بن احمد، اسحٰق بن ابراہیم، عبدالرزاق، معمر، زہری کے سلسلۂ سند سے ابی بن کعب کا قول مروی ہے:

حضور ﷺ نے بنی سلیم کی طرف ایک وفد بھیجا جس میں حضرت عامر بن فہیرہ بھی تھے۔عامر بن الطفیل جوان کی گھات میں تھا اس نے ان اصحاب رسول کو بئر معونہ کے مقام پر پالیا اور ان کو قتل کر دیا۔عامر بن فہیرہ بھی اسی بئر معونہ کے روز شہید کئے گئے۔زہری کے بقول دشمنوں نے ان کا جسم تلاش کیا لیکن وہ ان کے ہاتھ نہیں لگا۔لوگوں کا خیال تھا کہ ان کو ملائکہ نے دفن کر دیا ہے۔

۳۵۱-حبیب بن حسن، محمد بن یحییٰ، احمد بن محمد بن ایوب، ابراہیم بن سعد بن اسحٰق، ہشام بن عروۃ کے والد کے سلسلۂ سند سے عامر بن طفیل ایک شخص کا قول نقل کرتے ہیں: میں نے عامر کو شہادت کے بعد آسمان کی طرف اٹھتے دیکھا حتیٰ کہ وہ آسمان سے بھی اوپر اٹھا لئے گئے۔

(۱۵) عاصم بن ثابتؓ[۱]

آپ ظاہر و باطنی گندگیوں سے پاک، اللہ کے وعدہ کو پورا کرنے والے، اور زندگی میں اللہ تعالیٰ سے وفاء کرنے والے تھے اسکی وجہ سے وفات کے بعد اللہ تعالیٰ نے مشرکین سے آپ کے جسم کو محفوظ رکھا۔

بعض کا قول ہے: دنیا کی طرف رغبت کرنے کے بجائے آخرت کی طرف رغبت کرنے کا نام تصوف ہے۔

۳۵۲-محمد بن احمد بن حسن، ابوشعیب حرانی، ابوجعفر نفیلی، محمد بن سلمۃ حرانی، محمد بن اسحٰق کے سلسلۂ سند سے عاصم بن عمرو بن قتادہ کا قول مروی ہے:

۱۔ حسن الصحابۃ ۲۶، ۲۹۲، والاصابۃ ۴۳۴۰، والمحبر ۱۱۸، والمرزبانی ۲۷۱، والاعلام ۲۴۸/۳.

عاصمؓ کے سر کی من جانب اللہ حفاظت ...... آپ ﷺ نے چھ افراد پر مشتمل مرثد بن ابی مرثد کی امارت میں ایک دستہ بھیجا تھا ان میں عاصم بن ثابت اور خالد بن البکیر بھی تھے۔ جب یہ لوگ مقام رجیع پر پہنچے تو قبیلہ ہذیل نے ان کو اپنی امان کی پیشکش کی۔ مرثد اور عاصم نے تو کہا ہم کبھی بھی کسی مشرک کی پناہ یا وعدہ پر یقین نہیں کریں گے۔ آخر انہوں نے ان سے قتال کیا حتیٰ کہ ان کو شہید کر ڈالا۔ عاصم بن ثابت کو قتل کرنے کے بعد ہذیل کا ارادہ تھا کہ ان کے سر کو ہم سلافہ بنت سعد بن شہید کے ہاتھوں فروخت کر دیں۔ اس نے نذر مانی تھی کہ اگر وہ عاصم کے سر کو پالے تو اس کی کھوپڑی میں شراب پئے گی۔ کیونکہ جنگ احد کے موقع پر عاصم کے ہاتھوں اس کے دو بیٹے قتل ہوئے تھے۔

چنانچہ جب قبیلہ ہذیل کے مشرکین نے ان کے سر کو کاٹنا چاہا تو شہد کی مکھیوں نے ان کے سر کو ڈھانک لیا۔ مشرکین نے کہا چلو شام کو جب یہ مکھیاں ان سے چھٹ جائیں گی ہم ان کا سر کاٹ لیں گے۔ لیکن پھر بارش کا ایسا ریلا آیا کہ وہ حضرت عاصمؓ کے سر کو بہا لے گیا۔

در حقیقت حضرت عاصم نے اللہ سے عہد کیا تھا کہ وہ کسی مشرک کو چھوئیں گے اور نہ کسی مشرک کو اپنا جسم چھونے دیں گے کیونکہ مشرک ناپاک ہیں۔

حضرت عاصمؓ نے اپنی زندگی میں اللہ سے کئے ہوئے عہد کا پاس رکھا تو اللہ تعالیٰ نے بعد الوفات ان کی حفاظت فرمائی۔

جب یہ واقعہ حضرت عمرؓ کو پہنچا تو آپؓ نے فرمایا: اللہ نے مؤمن کی حفاظت کی۔

۳۵۳- عبداللہ بن محمد بن جعفر، ابراہیم بن عبداللہ بن معدان، احمد بن سعید، ابن وہب، عمرو بن حارث، عبدالرحمٰن بن عبداللہ الزہری کے سلسلۂ سند سے بریدۃ بن سفیان اسلمی کی روایت منقول ہے:

آپ علیہ السلام نے عاصم بن ثابت، زید بن دثنہ، خبیب بن عدی اور مرثد بن ابی مرثد پر مشتمل ایک دستہ (دعوت کی غرض سے) بنی لحیان کی طرف بھیجا۔ لیکن دشمن ان سے درپئے قتال ہو گئے۔ انہوں نے بھی دشمن سے قتال کیا لیکن مجبوراً عاصم کے علاوہ سب نے دشمن سے امان حاصل کر لی۔ البتہ عاصم نے کہا میں آج کسی مشرک کا عہد قبول نہیں کروں گا۔ پھر انہوں نے یہ دعا فرمائی اے باری تعالیٰ! میرے تیرے دین کی حفاظت کرنے کے مانند تو بھی میرے خون کی حفاظت فرما۔ اس کے بعد مندرجہ ذیل چند اشعار کہتے ہوئے دشمنوں سے قتال کرتے کرتے شہید ہو گئے۔ ترجمہ

مجھے کوئی مرض نہیں اور میں سخت جان تیر و کمان کا ترکش ہوں۔ اگر میں دشمن سے قتال نہ
کروں تو میری ماں (کے مجھے جننے) کا کوئی فائدہ نہیں۔ موت حق ہے اور زندگی باطل ہے۔
جو امر پروردگار نے طے کر دیا وہ انسان پر پڑنے والا ہے اور انسان اس کی طرف بھاگنے
والا ہے۔

عاصم نے یوم احد میں بنی عبدالدار کے تین اہم فرد قتل کئے تھے۔ آپؓ احد میں تیر اندازی کر رہے تھے اور کہہ رہے تھے: لے! یہ ابن الافلح کی طرف سے ہے۔ اس وقت سلافہ نے عاصم کی کھوپڑی میں شراب نوشی کی قسم اٹھائی تھی۔ اسی قسم کو انہوں نے اب پورا کرنے کی کوشش کی لیکن اللہ تعالیٰ نے عاصم کا جسم دشمن کے ہاتھ نہیں لگنے دیا۔

(۱۶) خبیب بن عدی

آپ ثابت قدمی اختیار کرنے والے اور دین کے معاملہ میں صبر سے کام لینے والے تھے۔ جن کو اللہ کی راہ میں سولی دی گئی۔
کہا گیا ہے تصوف دین کی حفاظت پر سختیوں کو برداشت کرنے کا نام ہے۔ [illegible]

۳۵۴-حبیب بن حسن، محمد بن یحییٰ، احمد بن محمد، ابراہیم بن سعد، ابن شہاب الزہری، عمر بن اسید بن حارثہ ثقفی کے سلسلۂ سند سے ابو ہریرۃؓ سے مروی ہے۔

آپ علیہ السلام نے عاصم بن ثابت انصاری کی امارت میں ایک دستہ تیار فرمایا۔ جس میں خبیب بن عدی بھی تھے۔ یہ دستہ چلتے چلتے دشمنوں کے چنگل میں آ گیا دشمن نے اسلحہ وغیرہ حوالہ کرنے کی شرط کے ساتھ انہیں امان دینے کا وعدہ کیا۔ امیر قافلہ عاصم نے فرمایا: میں کافر کی امان قبول نہیں کروں گا اس لئے وہ قتال کرتے کرتے سات ساتھیوں سمیت شہید ہو گئے۔ باقی ماندہ تین ساتھی مشرکین کے عہد پر ان کے ہاتھوں امان میں آ گئے۔ کچھ مسافت کے بعد دشمن نے غلبہ کرتے ہوئے تینوں کے ہاتھ باندھ دیئے۔ ان میں سے ایک نے کہا یہ تمہارا پہلا دھوکہ ہے اس لئے میں تمہارے ساتھ ہرگز نہیں جاؤں گا چنانچہ وہ بھی قتال کرتے کرتے شہید ہو گئے۔ پھر مکہ پہنچ کر واقعۂ بدر کا بدلہ لینے کیلئے خبیب اور زید کو انہوں نے بنو حارث کو فروخت کر دیا۔ خبیب نے ہی یوم بدر میں حارث بن عامر کو قتل کیا تھا خبیب ایک عرصہ تک ان کے پاس اسیر رہے۔ اسیری کے دوران من جانب اللہ ان کی بڑی غیبی مدد ہوئی۔ غیر موسم میں یومیہ انگور کا ایک خوشہ تناول فرماتے۔ ایک عرصہ بعد جب انہوں نے خبیب کے قتل کا ارادہ کیا تو خبیب نے ان سے دو رکعت نماز پڑھنے کی اجازت طلب کی۔ چنانچہ مہلت ملنے پر خبیب نے دو رکعت نماز پڑھ کر بارگاہ الٰہی میں التجا کرتے ہوئے کہا: اے باری تعالیٰ ان کو چن چن کر قتل کر اور ان میں سے کسی کو بھی زندہ مت چھوڑ۔ اس کے بعد خبیب نے درج ذیل شعر کہے:

ایمان کی حالت میں ہر حال میں قتل ہونے کو پسند کرتا ہوں۔ یہ تکالیف دین محمدی ﷺ پر ہونے کی خاطر دی جا رہی ہیں۔ اللہ میرے ان کٹے پھٹے ٹکڑوں میں برکت دے۔

اس کے بعد ابو سروعۃ عقبہ بن حارث نے خبیب کو قتل کر دیا۔ حضرت خبیب پہلے مسلمان تھے جنہوں نے ظلماً قتل ہونے سے پہلے دو رکعت نماز پڑھنے کی سنت جاری کی۔

۳۵۵-محمد بن احمد بن حسن، ابو شعیب الحرانی، ابو جعفر نفیلی، محمد بن سلمۃ، محمد بن اسحٰق، عبداللہ بن ابی نجیح کے سلسلۂ سند سے حجیر بن ابی اہاب کی باندی ماریہ جو بعد میں مسلمان ہو گئی تھیں...... کی روایت منقول ہے:

خبیب میرے گھر میں محبوس تھے۔ ایک روز میں نے غیر موسم میں ان کے ہاتھ میں انسان کے سر کے جسم کی مانند انگوروں کا خوشہ دیکھا۔

ابن اسحاق کہتے ہیں: عاصم بن عمر بن قتادہ سے مروی ہے: بنی حارث حضرت خبیب کو لے کر مقام تنعیم کی طرف نکلے تاکہ ان کو قتل کریں۔ حضرت خبیب نے کہا اگر تم مجھے دو رکعت پڑھنے کی مہلت دیدو تو اچھا ہے۔ انہوں نے اجازت دیدی۔ پھر آپؓ نے بہت اچھی طرح دو رکعت نماز پڑھی پھر ان کی طرف متوجہ ہو کر کہا: اگر تم یہ نہ سمجھتے کہ میں موت کے خوف سے نماز میں دیر کر رہا ہوں تو مزید نماز پڑھتا پھر انہوں نے آپؓ کو اٹھا کر لکڑی سے باندھا تو آپ نے کہا اے اللہ! ہم نے تیرے رسول کے پیغام کو پہنچایا اب تو ہماری طرف سے اپنے رسول کو ہم پر بیتا سارا ماجرا بتا دے۔

ابن اسحاق کہتے ہیں جب مشرکین نے حضرت خبیب کو قتل کرنے کا ارادہ کیا تو آپؓ نے یہ اشعار پڑھے:

میرے گرد و پیش گروہ جمع ہو گئے ہیں۔ انہوں نے اپنے قبائل اور تمام مجمعوں کو بھی جمع کر لیا ہے۔ یہی کیا بلکہ اپنے بیٹوں اور عورتوں کو بھی جمع کر لیا ہے۔ جبکہ میں جزع وفزع کے قریب ہو گیا ہوں۔ اللہ ہی سے میں شکوہ کرتا ہوں...... غربت کے بعد مصیبت کا اور لوگوں کے مجھے پچھاڑنے کا۔ پس عرش والے ہی نے مجھے اس پر صبر کی توفیق دی جو وہ میرے

ساتھ سلوک روا رکھنا چاہتے ہیں۔ انہوں نے مجھے ٹکڑے ٹکڑے کرنے کا ارادہ کیا ہے اور میری اب جینے کی طمع یاس کی نذر ہو چکی ہے۔ انہوں نے مجھے موت کا علاج کفر کا پیالہ تجویز کیا ہے۔ میری آنکھیں بہہ رہی ہیں بغیر کسی جزع وفزع کے۔ مجھے موت کا کوئی ڈر نہیں، ڈر ہے تو اس بات کا کہ جہنم کی آگ جھلسا دینے والی ہے۔ یہ سب خدا کیلئے ہے اگر وہ چاہے تو ٹکڑے ٹکڑے جوڑوں میں برکت ڈال دے۔ پس مجھے کوئی پرواہ نہیں جب میں اسلام کی حالت میں قتل ہوؤں...... کہ کس کروٹ اللہ کیلئے موت کی پچھاڑ کھاتا ہوں۔

(۱۷) جعفر بن ابی طالب[1]

آپ بے مثال واعظ، فیاض، عارف، مساکین کے میزبان، ذوالہجرتین ومصلی الی القبلتین، دنیا سے بے ثبات، مخلوق سے کنارہ کش اور ہمہ تن اللہ کی طرف متوجہ ہونے والے تھے۔

بعض کا قول ہے: مخلوق سے بعد اختیار کر کے یکسوئی کے ساتھ تعلق مع اللہ اختیار کرنا تصوف ہے۔

۳۵۶- سلیمان بن احمد، محمد بن زکریا الغلابی، عبداللہ بن رجاء، اسرائیل، ابواسحٰق، بردۃ کے سلسلۂ سند سے ان کے والد کا قول مروی ہے: آپ ﷺ نے ہم مسلمانوں کو جعفر کے ساتھ ارض نجاشی کی طرف جانے کا حکم فرمایا۔ جب قریش کو ہمارے جانے کا علم ہوا تو انہوں نے عمرو بن عاص اور عمارۃ بن ولید کو شاہِ حبشہ کے پاس بھیجا۔ چنانچہ انہوں نے شاہ حبشہ کے دربار میں پہنچ کر ان کی خدمت میں ہدایا پیش کئے اور ان کے سامنے سجدہ کیا۔ پھر ہمارے خلاف باتیں کیں۔ نجاشی نے ان کی باتوں سے متاثر ہو کر ہمیں بلوایا۔ جب ہم دربار میں پہنچے تو ان کے خادموں نے ہمیں سجدہ کا حکم ۔ حضرت جعفر نے فرمایا: ہم اللہ کے علاوہ کسی کو سجدہ نہیں کرتے ہیں۔ نجاشی نے پوچھا اسکی وجہ کیا ہے؟ حضرت جعفر نے فرمایا: ہمیں ہمارے رسول ﷺ نے فقط اللہ کی عبادت کرنے، نماز روزہ ادا کرنے اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرنے کا حکم فرمایا ہے۔

اس کے بعد عمرو بن عاص نے کہا: اے نجاشی! یہ لوگ حضرت عیسیٰ کے مخالف ہیں۔ شاہ نجاشی نے حضرت جعفر سے حضرت عیسیٰ کے بارے میں موقف واضح کرنے کا کہا۔ حضرت جعفر نے فرمایا: حضرت عیسیٰ ہمارے نزدیک اللہ کی روح اور اسکا کلمہ ہیں۔ اللہ نے ان کو ابن مریم کے بطن سے پیدا فرمایا اور ان کو کسی مرد نے نہیں چھوا۔ اس کے بعد نجاشی نے ایک علم بلند کر کے پادریوں کی جماعت سے کہا: تم ان کے موقف کی بابت کیا کہتے ہو؟ کیا اس سے بہتر موقف ہے تمہارے پاس؟ پھر نجاشی نے کہا: میں تمہارے رسول کے بارے میں رسول اللہ ہونے کی گواہی دیتا ہوں اگر میں بادشاہ نہ ہوتا تو میں خود چل کر ان کی جوتیوں کو بوسہ دیتا اور حضرت جعفر سے فرمایا کہ میں تم کو حبشہ میں اقامت کی کھلی اجازت دیتا ہوں۔ نیز شاہ نجاشی نے ہمارے لئے کھانے پانی کے انتظام کا بھی حکم جاری کیا اور کفار کے ہدایا واپس کرنے کا حکم دیا۔[2]

۳۵۷- جعفرؓ بن ابی طالب اور نجاشی کا مکالمہ...... حبیب بن الحسن، محمد بن یحیٰی، احمد بن محمد بن ایوب، ابراہیم بن سعد، محمد بن اسحاق ابن شہاب الزہری، ابی بکر بن عبدالرحمٰن بن الحارث بن ہشام کی سند سے مروی ہے، حضرت ام سلمہؓ فرماتی ہیں:

۱- الاصابة ۱/ ۲۱۳۷، وصفة الصفوة ۱/ ۲۰۵، ومقاتل الطالبين ۳، وطبقات ابن سعد ۴/ ۲۲. والاعلام بفضائل الشام ۱۱۵، والاعلام ۲، ۱۲۵.

۲- البداية والنهاية ۳/ ۷۰، والمصنف لابن ابى شيبة ۱۴/ ۳۴۶.

جب ہم سرزمین نجاشی میں پہنچ گئے تو وہاں ہم نے بہترین پڑوسی نجاشی کا پڑوس اختیار کیا۔ ہم اپنے پسندیدہ دین پر ایمان لانے میں ثابت قدم رہے، اللہ کی عبادت بجالاتے رہے۔ ہمیں کسی قسم کی تکلیف تھی اور نہ کوئی اذیت دہ بات سنتے تھے۔ پھر قریش نے عبداللہ بن ابی ربیعہ اور عمرو بن العاص کو ہدایا دے کر نجاشی اور اس کے عالموں کے پاس بھیجا۔ نجاشی نے اصحاب رسول ﷺ کو بلایا۔ چنانچہ ہم سب لوگ نجاشی کے دربار کی طرف چل پڑے۔ ہم آپس میں کہنے لگے کہ ہم نجاشی سے کیا بات کریں؟ پھر ہم نے اتفاق کیا کہ بس جو ہمارے نبی نے ہمیں تعلیم دی ہے وہی کہیں گے...... جو ہوگا دیکھا جائے گا۔ جب ہم نجاشی کے پاس پہنچے تو اس نے اپنے عالموں کو بھی بلا رکھا تھا۔ انہوں نے اپنی آسمانی کتابیں کھول رکھی تھیں۔ نجاشی نے مسلمانوں سے پوچھا: وہ کون سا دین ہے جس کی وجہ سے تم لوگ اپنی قوم سے بچھڑ گئے ہو؟ جبکہ تم میرے دین میں داخل ہوئے اور نہ موجودہ اقوام میں سے کسی اور کے دین میں داخل ہوئے؟

اس موقع پر حضرت جعفر بن ابی طالب نے مسلمانوں کی طرف سے بات چیت کی اور فرمایا:

اے بادشاہ! ہم ایک جاہل قوم تھے۔ بتوں کی پوجا کرتے تھے۔ مردار کا گوشت کھاتے تھے۔ فحش کاموں کا ارتکاب کرتے تھے۔ قطع رحمی کرتے تھے اور امان کو توڑتے تھے۔ ہم میں سے قوی ضعیف کو کھا جاتا تھا۔ ہم اسی زبوں حالی کا شکار تھے کہ اللہ نے ہمارے درمیان اپنا ایک رسول بھیجا۔ ہم اس کا نسب، اس کی امانت داری، سچائی اور پاکدامنی کو خوب اچھی طرح پہلے سے جانتے تھے۔ اس نے ہم کو اللہ کی طرف بلایا کہ ہم اس کی توحید کا اقرار کریں اور اس کی پرستش کریں۔ نیز ہم کو حکم دیا کہ ہم ان بتوں اور پتھروں کو چھوڑ دیں جن کو ہم اور ہمارے باپ دادا عرصہ سے پوجتے آئے ہیں۔ ہمیں سچائی، امانت داری، صلہ رحمی اور حسن سلوک کا حکم دیا۔ اور محرمات اور خون بہانے سے منع کیا۔ نیز فحش کاموں، جھوٹی گواہی، یتیم کا مال کھانے اور پاکدامن پر تہمت لگانے سے روکا۔ ہمیں حکم دیا کہ ہم ایک اللہ کی عبادت کریں اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرائیں۔ ہمیں نماز قائم کرنے، روزے رکھنے اور زکوۃ ادا کرنے کا حکم دیا۔ اس طرح حضرت جعفرؓ نے بہت سے اسلامی امور کا بیان کیا۔ پھر فرمایا:

اے بادشاہ! ہم اس نبی پر ایمان لے آئے ہیں۔ ہم نے اس کی تصدیق کی ہے۔ وہ برگزیدہ شخص اپنے رب کے پاس سے جو کچھ لے کر آیا ہے ہم اس کی اتباع کرتے ہیں۔ اس کے کہنے پر ہم ایک اللہ کی عبادت کرتے ہیں۔ اس کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہراتے۔ جو اس نے حرام قرار دیا ہم اس کو حرام جانتے ہیں اور جو اس نے حلال بتایا صرف اسی کو اپنے لئے حلال جانتے ہیں۔

لیکن اس بات پر ہماری قوم نے ہم پر ظلم ڈھائے۔ ہمیں مختلف عذاب دیئے۔ ہمارے دین میں ہمیں آزمائش سے دوچار کیا تاکہ ہم اس بھلے دین سے پھر جائیں اور اللہ عزوجل کی عبادت کو چھوڑ کر بتوں اور پتھروں کی پوجا شروع کر دیں۔ پہلے جن خبیث اشیاء کو حلال سمجھتے تھے دوبارہ ان کا ارتکاب کریں۔ پس جب انہوں نے ہم پر عذاب توڑے، ہمیں ظلم کا تختۂ مشق بنایا، ہماری راہ تنگ کر دی اور ہمارے اور ہمارے دین کے درمیان آڑ بن گئے......... تب جا کر ہم تیرے وطن آئے ہیں۔ ہم نے دوسروں کو چھوڑ کر تیرے ملک کو پسند کیا اور تیرے پڑوس کو ترجیح دی ہے۔ ہم نے امید کی ہے کہ ہم کو تیری پناہ میں کوئی تکلیف نہ پہنچے گی۔

نجاشی نے کہا: کیا وہ رسول...... اللہ کے پاس سے جو کچھ لایا ہے اس میں سے تمہارے ساتھ اب کچھ ہے؟ حضرت جعفرؓ نے فرمایا: جی ہاں! پھر آپؓ نے نجاشی کے دربار میں سورۂ کہف کی ابتدائی آیات تلاوت کیں...... حتیٰ کہ نجاشی رو پڑا۔ اللہ کی قسم! اس کی ڈاڑھی آنسوؤں سے تر ہوگئی۔ نیز اس کے عالم بھی رو پڑے اور ان کی آسمانی کتابیں آنسوؤں سے بھیگ گئیں۔

نجاشی نے کہا: اللہ کی قسم! یہ اور جو موسیٰ کا کلام تھا ایک ہی نور سے نکلا ہے۔ پھر مشرکین کے دونوں ایلچیوں سے فرمایا: تم میرے پاس سے چلے جاؤ، اللہ کی قسم! میں ان لوگوں کو تمہارے سپرد ہرگز نہیں کروں گا۔ پھر ہمیں فرمایا: تم جاؤ آج سے تمہارے لئے میری سرزمین جائے پناہ ہے۔ تمہیں جو چھوئے گا اس سے ہماری جنگ ہے۔ تمہیں جو چھوئے گا اس سے ہماری جنگ ہے۔ تمہیں

جو چھوئے گا اس سے ہماری جنگ ہے۔ قسم بخدا! مجھے پہاڑ کے برابر سونا ملے اس کے بدلہ کہ میں تم کو تکلیف پہنچاؤں مجھے قطعاً پسند نہیں ہے۔ پھر حکم دیا کہ ان دونوں کے ہدایا واپس کر دیئے جائیں، مجھے ان کی کوئی حاجت نہیں ہے۔ اللہ کی قسم! اللہ نے بھی مجھ سے کوئی رشوت نہیں لی تھی جب اس نے مجھے میرا ملک واپس دلایا تھا تو میں اس کیلئے کیسے رشوت وصول کر سکتا ہوں۔ اور اس نے مجھے لوگوں کا مطیع نہیں بنایا کہ میں اس کے خلاف لوگوں کی اطاعت کروں۔

چنانچہ مشرکین مکہ کے دونوں قاصد نامراد ہو کر نکلے اور ان کے تحفے تحائف بھی ان کے منہ پر مار دیئے گئے۔ اور ہم مسلمان نجاشی کے پاس بہترین جگہ میں بہترین پڑوسی کے پاس فروکش ہو گئے۔

۳۵۸- محمد بن علی، حسین بن مودود حرانی، محمد بن یسار، معاذ بن معاذ، ابن عون، عمیر بن اسحٰق کے سلسلۂ سند سے عمرو بن عاص کا قول مروی ہے:

جب ہم باب نجاشی پر پہنچے تو میں نے کہا عمرو بن عاص کو اندر داخل ہونے کی اجازت دی جائے۔ اسی وقت میرے خلف سے آواز آئی کہ اللہ کے گروہ کو اندر داخل ہونے کی اجازت دی جائے۔ نجاشی نے ان کی آواز سن کر مجھ سے قبل ان کو اجازت دیدی۔ پھر میں داخل ہوا اس وقت بادشاہ تخت پر اور جعفر ان کے سامنے کھڑے تھے۔ اور اس کے ساتھی اس کے گرد و پیش تکیہ لگائے بیٹھے تھے۔ ان کو دیکھ کر حسد کی وجہ سے میں جعفر کے مقابلہ میں نجاشی کے زیادہ قریب ہو کر بیٹھ گیا۔ اور جعفر کو میں نے اپنی پشت پر کر لیا اور اس کے ہر دو ساتھیوں کے درمیان اپنا ایک ساتھی بٹھا دیا۔

۳۵۹- محمد بن حسن، محمد بن عثمان بن ابی شیبہ، ابوبکر بن ابی شیبہ، خالد بن مخلد، عبدالرحمٰن بن عبدالعزیز، الزہری، ابوبکر بن عبدالرحمٰن بن حارث بن ہشام کا قول مروی ہے:

نجاشی نے جعفر کو طلب کر کے نصاریٰ کو جمع کیا۔ اسکے بعد جعفر کو قرآن پڑھنے کا حکم دیا۔ چنانچہ حضرت جعفر نے ان کے سامنے قرآنی سورۃ کھیٰعص تلاوت کی جس سے سامعین کی آنکھیں پرنم ہو گئیں۔ اس پر نبی ﷺ پر قرآن کی یہ آیت نازل ہوئی:

ترى اعينهم تفيض من الدمع مما عرفوا من الحق (المائدہ ۸۳)

تو ان کی آنکھیں دیکھے گا کہ آنسوؤں سے بہہ رہی ہیں کیونکہ انہوں نے حق کو پہچان لیا۔

۳۶۰- جعفرؓ اور مساکین مسلمین...... ابوبکر بن خلاد، اسماعیل بن اسحٰق قاضی، ابراہیم بن حمزۃ زہری، عبدالعزیز بن محمد دراوردی، ابن ابی ذئب، مقبری کے سلسلۂ سند سے ابوہریرۃ کا قول مروی ہے:

میں شراب نوشی اور حریر پوشی کا عادی نہیں تھا۔ بھوک کی وجہ سے میں کسی کو قرآن کی ایک آیت سکھا دیا کرتا تھا تاکہ وہ مجھے کھانا کھلا دے۔ جعفرؓ مساکین کا بہت خیال رکھتے تھے وہ ہمیں کھانا کھلانے گھر لے جاتے۔ بعض مرتبہ کچھ اور نہ ہوتا تو وہ گوندلے آتے، ہم اسی کو چاٹ چاٹ کر گزارہ کر لیا کرتے تھے۔

۳۶۱- سلیمان بن احمد، محمد بن عبداللہ الحضرمی، عبداللہ بن سعید کندی، اسماعیل بن ابراہیم تیمی، ابراہیم ابواسحٰق مخزومی، سعید مقبری کے سلسلۂ سند سے ابوہریرۃؓ کا قول مروی ہے:

حضرت جعفرؓ مساکین سے محبت کرتے، ان سے باتیں کرتے اور ان کی خبر گیری کرتے تھے۔ اسی وجہ سے آپ علیہ السلام ان کو ابوالمساکین کہتے تھے۔[1]

---

[1] کنز العمال ۳۶۹۰۷، ۳۶۹۰۹۔

۳۶۲-محمد بن مظفر، عبداللہ بن صالح بخاری، یعقوب بن حمید، مغیرۃ بن عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن سعید بن ابی ہند، نافع کے سلسلۂ سند سے ابن عمر کا قول مروی ہے:

غزوۃ موتہ میں جعفرؓ کے جسم پر ہم نے ستر سے زائد تیر اور نیزے کے زخم دیکھے۔

۳۶۳-عبداللہ بن محمد، علی بن اسحٰق، ابوشیبہ کوفی، اسماعیل بن ابان، ابواویس، عبداللہ بن عمر، نافع کے سلسلۂ سند سے ابن عمر کا قول مروی ہے: ہم نے یوم موتہ میں جعفر کو غیر موجود پا کر تلاش کیا تو وہ مقتولین میں پڑے ملے۔ ان کے جسم پر نوے سے زائد زخم تھے۔ اور یہ سب نشان جسم کے سامنے والے حصہ میں تھے۔

۳۶۴-حبیب بن حسن، محمد بن عیسیٰ، احمد بن محمد، ابراہیم بن سعد، محمد بن اسحٰق، ابن عباد بن عبداللہ بن زبیر کے سلسلۂ سند سے ان کے والد عباد جو غزوہ موتہ میں شریک تھے کا قول مروی ہے:

اللہ کی قسم میں نے جعفرؓ کو دیکھا کہ وہ اپنے گھوڑے سے اترے اور اس کو ناکارہ کیا پھر اس وقت تک قتال کرتے رہے جب تک کہ جنگ کرتے کرتے شہید نہ ہو گئے۔

ابراہیم بن سعد عن ابن اسحاق کے علاوہ کسی اور مؤرخ کا قول ہے کہ جعفر قتال کے وقت یہ شعر پڑھتے رہے تھے:

واہ جنت! اس کا قرب اور اسکا ٹھنڈا پانی کیا ہی خوب ہیں۔ یقیناً اہل روم ہلاکت
کے دہانہ پر پہنچ گئے ہیں کیونکہ بڑے جنگجوؤں کے ساتھ ان کی ملاقات ہو گئی ہے۔

(۱۸) عبداللہ بن رواحۃ الانصاریؓ[۱]

آپ قرآنی آیات میں غور وفکر کرنے والے، علم برداری میں صابر، دنیا سے زہد اختیار کرنے والے، لقاءِ الٰہی کے مشتاق اور بلقاء میں شہید ہونے والوں میں سے تھے۔

کہا گیا ہے کہ مصائب برداشت کر کے انس اور رضاء کی منازل طے کرنے کا نام تصوف ہے۔

۳۶۵-محمد بن احمد بن حسن، محمد بن عثمان بن ابی شیبہ، حسن بن سہل، عبدالرحمٰن بن محمد محاربی، محمد بن اسحٰق، محمد بن جعفر بن زبیر کے سلسلۂ سند سے عروۃ بن زبیر کا قول مروی ہے:

ابن رواحہ نے شام سے موتہ کی طرف روانگی کا ارادہ کیا تو لوگ ان کو الوداع کرنے آئے۔ ان پر گریہ طاری ہو گیا۔ لوگوں نے ان سے گریہ کی وجہ دریافت کی، انہوں نے فرمایا: اللہ کی قسم مجھے دنیا کی کوئی محبت نہیں ہے اور نہ تم سے جدائی کا ڈر۔ لیکن میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے:

مامنکم الا واردھا کان علی ربک حتماً مقضیاً (مریم ۷۱)

تم میں سے کوئی شخص نہیں مگر اس کو جہنم پر سے گزرنا ہے یہ بات تیرے رب پر لازم ہے۔

پھر فرمایا: مجھے یہ تو پتہ ہے کہ جہنم سے گزرنا ہے لیکن یہ علم نہیں کہ اس سے سلامتی کے ساتھ عبور ہو گا یا نہیں۔

۳۶۶-فاروق بن عبدالکبیر، زیاد بن خلیل، ابراہیم، محمد بن فلیح، موسیٰ بن عقبہ کے سلسلۂ سند سے ابن شہاب الزہری کا قول مروی ہے:

۱- تهذیب ۵/۲۱۲، وامتاع الاسماع ۱/۲۷۰، والاصابة ۴۶۶۷، وصفة الصفوة ۱/۱۹۱، وتهذیب ابن عساکر ۷/۳۸۷، وطبقات ابن سعد ۳/۷۹، وشرح الشواهد ۱۰۰، وحسن الصحابة ۳۵، والکامل لابن اثیر ۲/۸۶. والمحبر ۱۱۹، ۱۲۱، ۱۲۳. والاعلام ۴/۸۶.

ابن رواحہ کی ارض موتہ کو روانگی کے وقت ان کو روتا ہوا دیکھ کر ان کے اہل خانہ بھی رو پڑے۔ ابن رواحہ نے فرمایا اللہ کی قسم مجھے موت کا ڈر ہے اور نہ تم سے کوئی عشق، لیکن میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے:

وان منکم الا واردھا کان علی ربک حتما مقضیا (مریم ۷۱)

تم میں سے کوئی شخص نہیں مگر اس کو جہنم پر سے گزرنا ہے یہ بات تیرے رب پر لازم ہے۔

پھر فرمایا: مجھے یہ یقین ہے کہ جہنم سے گزرنا ہے لیکن یہ علم نہیں کہ اس سے سلامتی کے ساتھ نجات ہوگی یا نہیں۔

۳۶۷- حبیب بن حسن، محمد بن یحیی، احمد بن محمد بن ایوب، ابراہیم بن سعد، محمد بن اسحق، محمد بن جعفر بن زبیر کے سلسلۂ سند سے عروۃ بن زبیر کا قول مروی ہے:

جب لوگ موتہ کی طرف نکلنے کیلئے تیار ہو گئے تو فرمایا: اللہ تمہارے ساتھ ہو اور تم سے مصائب کو دور کرے۔ حضرت عبداللہ بن رواحہ نے فرمایا:

میں اللہ تعالی سے مغفرت اور دشمن کے سخت حملہ کا سوال کرتا ہوں۔ نیز میں اللہ سے کلیجہ اور آنتوں سے پار ہو جانے والے تیر کا سوال کرتا ہوں۔ حتی کہ لوگ میری قبر پر گزرتے ہوئے مجھے غازی کے نام سے پکاریں اور کہیں تو نے صحیح راہ پالی۔

اس کے بعد ابن رواحہ لشکر کے ساتھ روانہ ہو گئے۔ مسلمانوں کو اطلاع ملی کہ ہرقل نے بلقاء میں پڑاؤ ڈالا ہوا ہے۔ ایک لاکھ رومی جنگجو اس کے ساتھ ہیں۔ نیز لخم، جذام، بلقین، بھرا اور بلی ...... عرب قبیلوں کے ایک لاکھ جنگجو بھی ان کے ساتھ آملے ہیں۔ لہذا مسلمان دو راتیں ٹھہرے رہے اور کہنے لگے: ہم آپ ﷺ کو صورت حال لکھ بھیجتے ہیں۔ جس میں دشمن کی تعداد کا ذکر کر دیں گے۔

اس وقت ابن رواحہ نے لوگوں کو جنگ پر برانگیختہ کرتے ہوئے فرمایا: اللہ کی قسم! تم اسی چیز سے گھبرا رہے ہو جس کیلئے نکلے ہو اور وہ ہے شہادت۔ ہم لوگ کبھی دشمن سے تعداد، قوت اور کثرت کی بناء پر نہیں لڑے۔ ہم ہمیشہ صرف اس دین کو لے کر لڑے ہیں جس کے ساتھ اللہ نے ہم کو عزت سے نوازا ہے۔ سو چلو دو میں سے ایک سعادت تو لازمی ہے فتح یا شہادت۔ لوگوں نے ابن رواحہ کی تصدیق کی اور جنگ کیلئے چل کھڑے ہوئے۔

۳۶۸- محمد بن احمد بن الحسن، ابو شعیب حرانی، ابو جعفر نفیلی، محمد بن سلمۃ، محمد بن اسحق، عبداللہ بن ابی بکر کے سلسلۂ سند سے زید بن ارقم کی روایت منقول ہے: زید بن ارقم کہتے ہیں میں ایک یتیم تھا اور عبداللہ بن رواحہ کی پرورش میں تھا۔ جنگ موتہ کے سفر میں میں ان کے ساتھ نکلا تھا۔ میں ان کے پالان کے پیچھے بیٹھتا تھا۔ ایک رات جب قافلہ محو سفر تھا میں نے ان کو پرسوز اشعار کہتے ہوئے سنا، جس میں وہ شہادت کی طلب کر رہے تھے۔ میں ان کو سن کر رو پڑا۔ آپؓ نے کوڑا اٹھایا اور فرمایا: اے بے وقوف! تجھے کیا غم ہے اگر اللہ مجھے شہادت نصیب کرے اور تو میرے اس کجاوے پر اکیلا بیٹھا واپس ہو۔

محمد بن اسحق کہتے ہیں مجھے عباد بن عبداللہ بن الزبیر نے بیان کیا اور کہا: مجھے ایسے شخص نے بتایا جو اس غزوہ میں شریک تھا اور میرا کفیل بھی تھا کہ جب حضرت زید اور حضرت جعفر رضی اللہ عنہما شہید ہو گئے تو اسلامی علم حضرت عبداللہ بن رواحہ نے اٹھالیا۔ آپؓ گھوڑے پر چڑھ کر آگے بڑھے لیکن نفس میں بار بار تردد ہو رہا تھا اور آگے بڑھنے میں رکاوٹ کر رہا تھا۔ آخر حضرت عبداللہ نے یہ اشعار پڑھے:

اے نفس! تجھے طوعاً یا کرہاً میدان جنگ میں اترنا پڑے گا۔ جنگ کے لئے لوگوں کے تیار ہونے کے بعد جنت کو تیرا ناپسند کرنا تعجب خیز ہے۔ اے نفس! اطمنان سے زندگی گزارتے ہوئے تجھے ایک عرصہ ہو گیا حالانکہ ایک نطفہ کے علاوہ تیری حقیقت کچھ نہیں ہے۔

حضرت عبداللہ بن رواحہ نے یہ شعر بھی پڑھے:

اے نفس! اگر تو جنگ نہیں کرے گا پھر بھی مرے گا ضرور۔ یہ موت کا حمام ہے جس میں
تجھے ضرور داخل ہونا ہے۔ تو نے جو بھی خواہش کی تو نے پائی۔ پس اگر تو نے اپنے دونوں
ساتھیوں کا کام کیا تو ہدایت پا گیا۔

دونوں ساتھیوں سے مراد حضرت زیدؓ اور حضرت جعفرؓ ہیں۔ پھر حضرت عبداللہ بن رواحہ اترے۔ جب نیچے آئے تو ان کے پاس میرے چچازاد بھائی گوشت کا ایک ٹکڑا لے کر آئے اور کہنے لگے اس سے اپنی کمر سیدھی کرلو۔ ان دنوں میں تم کو بہت شدائد کا مقابلہ کرنا پڑا ہے۔ حضرت عبداللہ نے گوشت کا وہ ٹکڑا لیا اور نوچنے لگے۔ اچانک لوگوں کی ایک جانب سے کچھ شور سنائی دیا۔ حضرت عبداللہ اپنے آپ سے کہنے لگے: تو دنیا میں مشغول ہے۔ پھر وہ ٹکڑا پھینک دیا اور تلوار تھامی اور آگے بڑھ کر قتال کرنے لگے...... حتیٰ کہ جام شہادت نوش کیا۔

شریک جنگ راوی کہتے ہیں جب قوم جنگ کی چکی میں پس رہی تھی ادھر مدینہ میں رسول اللہ ﷺ صحابہ کو وحی سے سب حالات بیان کررہے تھے، آپ ﷺ نے فرمایا: زید نے جھنڈا اٹھایا اور قتال کرنے لگے حتیٰ کہ شہید ہوگئے۔ پھر جعفر نے جھنڈا اٹھایا اور وہ بھی قتال کرنے لگے حتیٰ کہ شہید ہوگئے۔ پھر آپ خاموش ہوگئے جس کی وجہ سے انصار کے چہروں سے رنگ اڑ گیا اور وہ یہ سمجھے کہ عبداللہ کے متعلق کوئی ایسی بات پیش آئی ہے جس کو نبی کریم ﷺ ناپسند کرتے ہیں۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا: مجھے خواب کی حالت میں دکھایا گیا کہ جنت میں یہ تینوں حضرات سونے کی چارپائیوں پر خوابیدہ ہیں جبکہ عبداللہ کی چارپائی دونوں سے کچھ کنارے میں ہے۔ آپ علیہ السلام فرماتے ہیں میں نے پوچھا یہ ایسا کیوں ہے؟ تو کسی نے کہا: اس کے دونوں ساتھی گذر چکے ہیں اور اب عبداللہ میں کچھ تردد کی حالت ہے۔

۳۶۹-سلیمان بن احمد، اسحٰق بن ابراہیم، عبدالرزاق، ابن عیینہ، ابن جدعان، کے سلسلۂ سند سے سعید بن مسیب کا قول مروی ہے:

فرمان نبوی ﷺ ہے: میں نے زید، ابن رواحہ اور جعفر کو جنت میں موتیوں کے محل میں تخت پر بیٹھا ہوا دیکھا۔ زید اور ابن رواحہ کی گردن میں صدود (کچھ بل) تھا اور جعفر کی گردن مستقیم تھی۔ مجھے بتایا گیا کہ موت کے وقت ان دونوں نے کچھ اعراض کیا جس کی وجہ ان کی گردنوں میں بل آگیا جبکہ جعفر نے نہیں کیا جس کی وجہ ان کی گردن سیدھی ہے۔[1]

ابن عیینہ کہتے ہیں کہ ابن رواحہ نے روانگی کے وقت درج ذیل شعر کہے:

اے نفس میں قسم اٹھا کر کہتا ہوں کہ تجھے خوشی یا بلاخوشی میدان کارزار میں اترنا پڑے گا۔
اے نفس! ایک طویل عرصہ سے تو سکون کی زندگی بسر کررہا ہے۔ دیکھ! جنت کی خوشبو کتنی
عمدہ خوشبو ہے۔

(۱۹) انس بن نضرؓ[2]

آپ ثابت قدم، مدد الٰہی کو پانے والے، بدر میں حاضر نہ ہوسکنے کے بعد احد میں شہادت حاصل کرنے والے اور خوشبوؤں میں بسنے والے تھے۔ آپؓ نے اعضاء کی قربانی دے کر آخرت کی کامیابیاں حاصل کرلیں۔

کہا گیا ہے کہ تصوف بادنسیم کے جھونکے کھانے اور دار التسنیم کا شوق رکھنے کا نام ہے۔

۳۷۰-ابوبکر بن خلاد، حارث بن ابی اسامہ، عبداللہ بن ابی بکر سہمی، حمید کے سلسلۂ سند سے انسؓ بن مالک کا قول مروی ہے:

۱۔ مجمع الزوائد ۶/ ۱۶۰، والمصنف لعبد الرزاق ۹۵۶۲۔ ۲۔ الاصابہ

حضرت انس بن مالک کے چچا انس بن نضر رضی اللہ عنہ جنگ بدر میں شریک نہیں ہو سکے تھے کیونکہ وہ اس وقت موجود نہیں تھے۔ حاضر ہونے کے بعد انہوں نے حسرت کے ساتھ فرمایا تھا کہ میں آپ ﷺ کے ساتھ پہلے ہی معرکہ میں شریک نہیں ہو سکا، اگر مجھے اب کسی معرکہ میں شرکت کا موقع مل جائے تو میں بہت کچھ کروں گا۔

پھر احد کے روز جب لوگ اولاً پسپا ہوئے تو انس بن نضر نے دعا کی کہ اے اللہ! ان مشرکین نے جو کیا میں اس سے بری ہوں اور ان مسلمین نے جو کوتاہی دکھائی میں اس کی معذرت کرتا ہوں۔ پھر تلوار سونت کر جنگ احد میں شرکت کے لئے چلے۔ راستہ میں سعد بن معاذ سے ملاقات ہونے پر فرمایا: اے سعد! قسم بخدا! مجھے جبل احد سے جنت کی خوشبو محسوس ہو رہی ہے۔

حضرت سعدؓ نے نبی کریم ﷺ سے عرض کیا تھا: یارسول اللہ! اس کے بعد انس کے ساتھ کیا بیتی یہ مجھے معلوم نہیں ہو سکا۔

حضرت انس بن مالک فرماتے ہیں کہ بعد میں ہم نے ان کو مقتولین میں تلاش کیا تو اس وقت ان کے جسم پر اسی سے زیادہ زخم تھے اور ان کی بہن نے ان کے کپڑوں سے انہیں شناخت کیا تھا کیونکہ ان کی شکل نا قابل شناخت تھی۔

حضرت انس بن مالک فرماتے ہیں کہ بعد میں جب یہ آیت نازل ہوئی:

"من المؤمنین رجال صدقوا ماعاهدوا الله علیه" (الاحزاب ۲۳)

ترجمہ: مؤمنین میں سے کچھ لوگ ایسے ہیں جنہوں نے اللہ سے کیا ہوا اپنا وعدہ پورا کر دکھایا۔

تو ہم کہتے تھے کہ یہ آیت حضرت انس بن نضر اور ان کے ساتھیوں کے متعلق نازل ہوئی ہے۔ رضی اللہ عنہم اجمعین۔

(۲۰) عبداللہ ذو البجادین[۱]

آپ فکر آخرت میں مستغرق، قرآن کی تلاوت کرنے والے، دنیا سے کنارہ کش اور دو عمرین رضی اللہ عنہما سے بھائی چارگی قائم کرنے والے تھے۔ آپ علیہ السلام نے خود اپنے دست مبارک سے آپ کو قبر میں اتارا اور آپ کی وفات پر اظہار افسوس فرمایا۔

۲۷۱- سلیمان بن احمد، علی بن عبدالعزیز، محمد بن نضر ازدی، ابن اصبہانی، یحیٰی بن یمان، منہال بن خلیفہ، حجاج بن ارطاۃ، عطاء کے سلسلۂ سند سے ابن عباس ؓ کا قول مروی ہے:

آپ ﷺ بذات خود عبداللہ ذوالبجادین کی قبر میں داخل ہوئے، چراغ روشن کیا اور آپ ﷺ نے ان کو قبلہ کی جانب سے قبر میں داخل فرمایا اور ان کی نماز جنازہ میں چار تکبیریں کہیں اور فرمایا اے عبداللہ! تم پر اللہ کی رحمت ہو، تم اللہ کی طرف رجوع کرنے والے اور قرآن کی تلاوت کرنے والے تھے۔[۲]

۲۷۲- رشک صحابہ صحابی...... محمد بن احمد بن جعفر، محمد بن حفص، اسحٰق بن ابراہیم، سعد بن صلت، اعمش، ابووائل کے سلسلۂ سند سے عبداللہ (بن مسعود) کا قول مروی ہے: غزوۂ تبوک میں میں نے خود دیکھا کہ آپ ﷺ اور شیخین یعنی حضرات ابی بکر اور عمر حضرت ذوالبجادین کی قبر میں ہیں اور آپ ﷺ شیخین کو فرما رہے ہیں اپنے بھائی کو میری جانب سے لاؤ۔ پھر آپ ﷺ نے خود ان کو قبلہ کی جانب سے قبر میں داخل فرمایا اور لحد میں ٹیک لگائی۔ پھر آپ ﷺ نے بقیہ کام شیخین کے سپرد کیا اور باہر نکل آئے۔ تدفین کے بعد رو بقبلہ ہو کر آپ ﷺ نے فرمایا: اے اللہ! میں ان سے راضی ہوں...... آپ بھی ان سے راضی ہو جائیں۔ یہ شب کا واقعہ ہے[۳]۔ اس وقت میری شدید خواہش تھی کہ کاش! ذوالبجادین کی جگہ میں ہوتا۔ میں ان سے پندرہ برس قبل اسلام لایا تھا۔

۱۔ الاصابہ واسد الغابہ۔ ۲۔ سنن الترمذی ۱۰۵۷، والسنن الکبری للبیہقی ۵۵/۴، ومشکاۃ المصابیح ۱۷۰۶. وکنز العمال ۳۳۵۹۴. والدر المنثور ۲۸۵/۳. ۳۔ البدایۃ والنہایۃ ۱۸/۵.

۲۷۳-حبیب بن حسن، محمد بن یحیٰ، احمد بن محمد بن ایوب، ابراہیم بن سعد، محمد بن اسحٰق، محمد بن ابراہیم بن حارث التیمی کے سلسلۂ سند سے عبداللہؓ بن مسعود کا قول مروی ہے:

غزوۂ تبوک کی شب میں آپ ﷺ کے ہمراہ تھا۔ نصف شب کو میں نے لشکر کے گوشہ میں آگ کا شعلہ جلتے دیکھا۔ میں اسکی طرف گیا تو وہاں آپ ﷺ اور شیخین موجود تھے اور ذوالبجادین کی وفات ہو چکی تھی۔ یہ حضرات ان کی قبر تیار کر رہے تھے۔ تدفین کے بعد رسول اللہ ﷺ نے ان کے متعلق فرمایا: اے اللہ! میں ان سے راضی ہوں تو بھی ان سے راضی ہو جا۔ عبداللہ بن مسعود فرماتے ہیں کہ کاش میں ان کی جگہ ہوتا۔[1]

مصنفؒ کی ایک تنبیہ

نوٹ: مصنف علامہ ابونعیمؒ فرماتے ہیں اس طبقہ کے بہت سے اصحاب رسول ﷺ کا ذکر ہم سے رہ گیا ہے جن کا نبی کریم ﷺ کی زندگی میں انتقال ہو گیا تھا۔ کیونکہ دیگر مصنفین نے ان کا اپنی کتابوں میں ذکر نہیں کیا، جہاں سے ہم نقل کر پاتے۔ جیسے حضرت زید بن الدثنہ جو مقام رجیع میں اپنے ساتھیوں کے ساتھ شہید ہوئے۔ منذر بن عمرو بن عمرو اور حرام بن ملحان جو بئر معونہ میں شہید ہوئے۔ لیکن ہم نے ان کے کچھ احوال کتاب المعرفۃ میں بیان کئے ہیں۔ یہ لوگ دنیا کی شادابی کو نہیں دیکھ پائے اور اوائل اسلام میں ہی اپنے رب سے رضاء و رغبت کے ساتھ جا ملے۔ رضی اللہ عنہم اجمعین۔

۲۷۴-محمد بن احمد بن علی بن مخلد، حارث بن ابی اسامہ، روح بن عبادۃ، سعید بن ابی عروبہ، قتادۃ کے سلسلۂ سند سے انسؓ بن مالک کا قول مروی ہے:

رعل، ذکوان اور عصیۃ آپ ﷺ کے پاس آئے اور انہوں نے آپ ﷺ سے اپنی قوم کے خلاف مدد طلب کی۔ آپ ﷺ نے انصار کے ستر افراد جو قراء مشہور تھے کا ایک دستہ ان کے ساتھ کر دیا۔ یہ لوگ دن میں لکڑیاں اکٹھی کرتے تھے اور رات کو قرآن پڑھتے تھے لیکن بئر معونہ کے قریب انہوں نے فریب کرتے ہوئے اس دستہ کو شہید کر دیا۔ جب آپ ﷺ کو اس واقعہ کی اطلاع ہوئی تو آپ ﷺ نے ایک ماہ تک نماز فجر میں ان کے خلاف دعائے قنوت پڑھی۔

حضرت انسؓ فرماتے ہیں ہم ان کے زمانہ میں یہ آیت تلاوت کرتے تھے:

بلغوا عنا قومنا انا لقينا ربنا فرضي عنا وارضانا

ہماری طرف سے اپنی قوم کو یہ پیغام پہنچا دو کہ ہم اپنے رب مل لئے وہ ہم سے راضی ہو گیا اور اس نے ہم کو بھی راضی کر دیا ہے۔

لیکن پھر یہ آیت اٹھالی گئی اور منسوخ ہو گئی۔

اس کو ثابت البنانی نے حضرت انسؓ بن مالک سے روایت کیا ہے۔

۲۷۵-سلیمان بن احمد بن ایوب، علی بن صقر، عفان بن مسلم، سلیمان بن مغیرۃ، ثابت کے سلسلۂ سند سے انس بن مالک سے مروی ہے:

ستر انصاری ایسے تھے جن میں صاحب طاقت دن کو لکڑیاں جمع کرتے اور پانی بھرتے اور جو صاحب حیثیت ہوتے وہ بکریوں کے ساتھ اپنا گزر بسر کرتے اور شب میں یہ سب لوگ اپنے معلم سے قرآن کی تعلیم حاصل کرتے تھے۔ صبح ہوتے ہی حجرۂ رسول

---

[1] البداية والنهاية ۵/۱۸۔

ﷺ کے گرد پروانہ وار جمع ہو جاتے۔خبیبؓ کے قتل کے بعد آپ ﷺ نے اس دستہ کو دشمن (بنی طفیل) کے مقابلہ میں روانہ فرمادیا۔ان میں میرے ماموں حرام بن ملحان بھی تھے۔چلتے چلتے بنو سُلیم کے ایک قبیلہ پر ان کا گزر ہوا۔حضرت حرام نے امیر لشکر سے کہا ہم ان کو کہتے ہیں کہ ہماری تم سے کوئی جنگ نہیں ہے،اسلئے تم ہمارے راستہ میں رکاوٹ مت بنو۔امیر لشکر نے کہا ٹھیک ہے۔چنانچہ حرام ان کے پاس گئے تو ان کے ایک شخص نے حرام کو ایک نیزہ مارا جو آر پار ہو گیا۔اس وقت حضرت حرام نے فرمایا: رب کعبہ کی قسم! میں کامیاب ہو گیا۔اس کے بعد انہوں نے تمام صحابہ کو قتل کر دیا حتیٰ کہ کوئی خبر دینے کیلئے بھی زندہ نہ بچا۔آپ ﷺ کو معلوم ہوا تو آپ ﷺ نے اس سریہ پر سب سے زیادہ دکھ کا اظہار فرمایا اور ہر نماز فجر میں ان کے دشمن کے خلاف بد دعائیں کرتے رہے۔

(۲۱) عبد اللہ بن مسعود[۱]

آپ پہلے پہل ہجرت کرنے والے،احکام خداوندی کو خوب جاننے والے معمر بزرگ،قاریٔ قرآن،معلم،فقیہ،رموز واسرار کے مالک،صاحب الوسلیہ والفضیلہ،رسول اللہ کے رفیق،نجیب،وزیر اور رقیب،معبود حق کے عابد،شاہد مشہود،ایفاء عہد کے محافظ اور مستجاب الدعوات تھے۔

کہا گیا ہے کہ تصوف دینی محافل میں حضوری،عہد و پیمان کی پاسداری اور حدود کی نگہبانی کا نام ہے۔

۳۷۶-ابن مسعودؓ کی فضیلت ابوبکر بن خلاد،حارث بن ابی اسامہ،ابونعیم،الاعمش،ابراہیم کے سلسلۂ سند سے علقمہؒ کا قول مروی ہے:

ایک شخص نے حضرت فاروق اعظمؓ کی خدمت میں حاضر ہو کر عبد اللہؓ بن مسعود کے بابت شکایت کی کہ وہ قرآن کو اوپری دل کے ساتھ پڑھتے ہیں۔حضرت فاروق اعظم گھبرا گئے اور غضب ناک ہو کر بولے: میں تم سے ان کے بارے میں ایک حدیث بیان کرتا ہوں کہ ایک شب میں حضرت صدیق اکبرؓ کے گھر میں تھا۔اس وقت ہم آپ ﷺ کی خدمت میں کسی کام میں مشغول تھے۔فارغ ہو کر ہم باہر آئے۔پھر آپ ﷺ کے دائیں بائیں ہم چلتے رہے حتیٰ کہ مسجد میں پہنچ کر ہم نے ایک شخص کی قراۃ کی آواز سنی۔آپ ﷺ کھڑے ہو کر توجہ کے ساتھ اس کا قرآن سننے لگے۔میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! لیکن آپ نے مجھے ٹہوکا دیا کہ چپ رہ۔پھر وہ شخص رکوع سجدہ کر کے بیٹھ گیا اور استغفار میں مشغول ہو گیا۔آپ ﷺ نے اس سے فرمایا سوال کر تیرا سوال پورا کیا جائیگا۔نیز آپ ﷺ نے فرمایا: قرآن کے نزول کی طرح پڑھنے کا ارادہ کرنے والا ابن مسعود کی طرح پڑھے۔اس وقت ہمیں معلوم ہوا کہ وہ عبد اللہ بن مسعود ہیں حضرت فاروق اعظمؓ فرماتے ہیں کہ صبح ہوتے ہی میں ابن مسعود کو بشارت سنانے گیا تو انہوں نے فرمایا تم سے قبل حضرت صدیق اکبر مجھے یہ بشارت سنا گئے ہیں۔اور میں کبھی حضرت صدیقؓ سے کسی نیک کام میں سبقت نہیں لے جاسکا۔[۲]

ثوری اور زائدہ نے اعمش سے اس کے مثل روایت نقل کی ہے۔حبیب بن حسان نے زید بن وہب عن عمر کے طریق سے اس کو روایت کیا ہے۔شعبہ،زہیر،حجاج اور خدیج نے ابی اسحاق عن ابی حمیر بن مالک کے طریق سے اور عاصم نے ذر عن عبد اللہ کے طریق سے اس کو نقل کیا ہے۔

۱۔ الاصابة ۴۹۵۵، وغاية النهاية ۱/۴۵۸، والبدء والتاريخ ۹۷/۵، وصفة الصفوة ۱۵۴/۱، وتاريخ الخميس ۲۵۷/۲، والبيان والتبيين ۵۶/۲، والاعلام ۱۳۷/۴.

۲۔ المستدرك ۵۲۳/۱، ۵۲۶، ۲۲۷/۲، ۳۱۷/۳، ومسند الامام أحمد ۲۶/۱، ۳۸، ۳۸۶، ۴۳۷، ۴۴۵، والسنن الكبرىٰ للبيهقي ۴۵۲/۱، ۱۵۳/۲، والمعجم الكبير للطبراني ۲۱/۹، ۶۲، ۶۳، ۶۴، ۶۵، ۱۸، ۳۰۸/۱، ۳۰۹، والسنة لابن أبي عاصم ۲۶۸/۱، ۳۷۶/۲، وموارد الظمآن ۲۲۳۶، وصحيح ابن خزيمه ۱۱۵۶، والمصنف لابن أبي شيبة ۵۲۰/۱۰.

۳۷۷-عبداللہ بن جعفر، یونس بن حبیب، ابوداؤد، عمر بن ثابت، ابواسحٰق، ابوحمید بن مالک کے سلسلۂ سند سے عبداللہ بن مسعود کا قول مروی ہے: میں نے آپ ﷺ سے قرآن کی ستر سورتیں یاد کیں اس وقت زید بن ثابت بچہ تھے۔ اور جو میں حضور اقدس ﷺ کے دہانِ اقدس سے حاصل کیا اس کو دہراتا رہتا ہوں۔

ثوری اور اسرائیل نے ابی اسحاق سے اس کے مثل نقل کیا ہے۔

۳۷۸-سلیمان بن احمد، عبدان بن احمد، حسن بن مدرک، یحییٰ بن حماد، ابوعوانہ، ابی بشر، سلیمان بن قیس، ابوسعید ازدی کے سلسلۂ سند سے ابن مسعود کا قول مروی ہے:

میں نے حضور علیہ السلام سے ستر سورتیں از بر یاد کی ہیں، اس وقت زید بن ثابت بچہ ہونے کی وجہ سے بچوں کے ہمراہ کھیلتے تھے اور ان کے بالوں کی مینڈھی بندھی ہوتی تھی۔

۳۷۹-عبداللہ بن جعفر، یونس بن حبیب، ابوداؤد، حماد بن سلمۃ، عاصم، ذر کے سلسلۂ سند سے ابن مسعود کا قول مروی ہے:

میں بچپن میں عقبہ بن ابی معیط کی بکریاں چراتا تھا۔ ایک بار ابوبکرؓ کے ہمراہ آپ علیہ السلام میرے پاس تشریف لائے اور مجھ سے فرمایا: تمہارے پاس دودھ ہو تو ہمیں پلاؤ۔ میں نے کہا: کہ میں مالک کے بجائے امین ہوں۔ پھر آپ ﷺ نے ایک بکری کا بچہ منگوایا جس سے ابھی نر نے جفتی نہیں کی تھی۔ ابوبکرؓ نے اسے پکڑا اور آپ ﷺ نے دعا کر کے اس سے دودھ دوہا، پھر دونوں نے اسے نوش کیا۔ پھر آپ ﷺ نے تھنوں کو فرمایا: واپس اپنی سابقہ حالت پر لوٹ جاؤ۔ چنانچہ وہ ویسے ہی ہو گئے۔ مجھے اس پر بڑا تعجب ہوا میں نے آپ سے عرض کیا اس مبارک کلام میں سے مجھے بھی کچھ سکھایئے! آپ ﷺ نے فرمایا: تم تو معلم غلام ہو۔

میں نے آپ ﷺ سے قرآن کی ستر سورتیں یاد کی ہیں، جن میں مجھ سے کوئی مقابلہ نہیں کر سکتا۔[1]

اس کو ابوایوب افریقی اور ابوعوانہ نے عاصم سے مذکورہ روایت کے مثل نقل کیا ہے۔

۳۸۰-عبداللہ بن محمد بن جعفر، احمد بن علی بن مثنیٰ، سعید بن اشعث، ہضیم بن شراخ، اعمش، یحییٰ بن وثاب، علقمہ کے سلسلۂ سند سے عبداللہؓ بن مسعود سے مروی ہے لوگوں کے میری قراءۃ کے بجائے زید کی قراءۃ کے مطابق تلاوت کرنے پر مجھے تعجب ہے۔ حالانکہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے قرآن کی ستر سورتیں یاد کی تھیں...... جبکہ زید ابھی بچہ تھے اور بالوں کی لٹیں لٹکائے مدینہ میں ادھر ادھر پھرتے رہتے تھے۔

۳۸۱-**عبداللہؓ بن مسعود کی خصوصیت** ...... ابوبکر بن خلاد، حارث بن ابی اسامہ، معاویہ بن عمرو، حسن بن عبداللہ، ابراہیم بن سوید، عبدالرحمٰن بن یزید کے سلسلۂ سند سے ابن مسعودؓ کا قول مروی ہے:

آپ علیہ السلام نے مجھے فرمایا: میں تمہیں گھر میں پردہ اٹھا کر آنے جانے کی اور میری باتیں سننے کی اجازت دیتا ہوں تاوقتیکہ اس سے منع نہ کردوں۔[2]

ثوری، حفص، ابن ادریس اور عبدالواحد بن زیاد نے حسن ﷺ سے اس کے مثل نقل کیا ہے۔

۳۸۲-عبداللہ بن جعفر، یونس بن حبیب، ابوداؤد، شعبہ، ابراہیم، مغیرۃ کے سلسلۂ سند سے علقمہ کا قول مروی ہے:

علقمہ کہتے ہیں میں ایک بار ملک شام گیا وہاں ابوالدرداءؓ کی مجلس میں بیٹھا۔ ایک بار ابوالدرداءؓ نے مجھ سے فرمایا تم کون ہو؟

۱۔ مسند الامام احمد ۱/۳۸۹، ۴۶۲، والمعجم الکبیر للطبرانی ۹/۷۶، ۷۷. ودلائل النبوۃ للبیہقی ۲/۱۷۱، ودلائل النبوۃ للمصنف ۱۱۳، والمصنف لابن ابی شیبۃ ۱۱/۵۱۰.

۲۔ المعجم الکبیر للطبرانی ۹/۲۴۷، وطبقات ابن سعد ۳/۱/۱۰۹، والمصنف لابن ابی شیبۃ ۱۲/۱۱۲.

میں نے کہا میں اہل کوفہ میں سے ہوں۔ آپؓ نے فرمایا: کیا تمہارے درمیان صاحب الوساد والسواک نہیں ہیں۔

حضرت ابن مسعودؓ حضور ﷺ کی مسواک، تکیہ، کھجور اور جوتے سنبھالتے تھے اس کی طرف اشارہ ہے۔

ابوعوانہ اور اسرائیل نے مغیرہ سے اس کو نقل کیا ہے۔

۳۸۳- سلیمان بن احمد، علی بن عبدالعزیز، ابونعیم، مسعودی، عباس عامری کے سلسلۂ سند سے عبداللہ بن شداد بن الھاد کا قول مروی ہے:

ابن مسعودؓ صاحب الوساد والسواک والسواد والنعلین تھے۔

۳۸۴- عبداللہ بن محمد، ابوبکر بن ابی عاصم، ابوبکر بن ابی شیبہ، محمد بن ابی عبیدۃ، عن ابیہ، اعمش، قاسم بن عبدالرحمٰن عن ابیہ کے سلسلۂ سند سے ابن مسعودؓ کا قول مروی ہے:

میں چھٹے نمبر پر اسلام لایا تھا۔ اس وقت روئے زمین پر ہم چند نفوس کے علاوہ کوئی مسلمان نہیں تھا۔

۳۸۵- ابوبکر بن خلاد، حارث بن ابی اسامۃ، عبدالعزیز بن ابان، فطر بن خلیفہ کے سلسلۂ سند سے ابووائل کا قول مروی ہے:

ابن مسعود کی موجودگی میں حذیفہؓ نے فرمایا: اصحاب محمد ﷺ میں سے جن کو حفظ کی دولت میسر ہوئی وہ جانتے ہیں کہ ابن مسعود ان میں قیامت کے روز سب سے زیادہ قریب الوسیلہ ہوں گے۔

۳۸۶- محمد بن احمد بن حسین، عبداللہ بن احمد بن حنبل، احمد بن حنبل، محمد بن جعفر، یونس بن حبیب، ابوداؤد، شعبہ، ابواسحٰق، ...... السند الثانی شعبہ، ابواسحٰق، اعمش کے سلسلۂ سند سے ابووائل کے واسطہ سے حذیفہؓ کا قول مروی ہے:

اصحاب محمد ﷺ میں سے جن کو حفظ کی دولت میسر ہوئی وہ جانتے ہیں کہ ابن مسعود ان میں قیامت کے روز سب سے زیادہ قریب الوسیلہ ہوں گے۔

ابی وائل سے اس کو روایت کرنے میں واصل الاحدب و جامع بن ابی راشد و ابوعبیدہ و ابوسنا دالشیبانی و حکیم بن جبیر شامل ہیں۔ نیز عبدالرحمٰن بن یزید نے حضرت حذیفہؓ سے اس کو روایت کیا ہے۔

۳۸۷- عبداللہ بن جعفر، یونس بن حبیب، ابوداؤد، شعبہ، ابواسحٰق کی سند سے مروی ہے: عبدالرحمٰن بن یزید کہتے ہیں: ہم نے حذیفہؓ سے سب سے بڑے متبع سنت کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے ابن مسعود کا نام بتایا۔ نیز فرمایا: اصحاب محمد ﷺ میں سے جن کو حفظ کی دولت میسر ہوئی وہ جانتے ہیں کہ ابن مسعود ان میں قیامت کے روز سب سے زیادہ قریب الوسیلہ ہوں گے۔

اسرائیل اور شریک نے ابی اسحاق سے اس کے مثل نقل کیا ہے۔

۳۸۸- فاروق الخطابی، ابومسلم الکشی، حجاج بن منہال، یوسف بن یعقوب النجیرمی، حسن بن مثنیٰ دعفان، حماد، عاصم، ذر کے سلسلۂ سند سے ابن مسعودؓ کا قول مروی ہے:

میں رسول اللہ ﷺ کیلئے مسواک توڑا کرتا تھا۔ ایک مرتبہ ہوا چلنے کی وجہ سے میری پنڈلیوں سے کپڑا ہٹ گیا۔ میری پنڈلیاں کمزور اور پتلی پتلی تھیں۔ حاضرین دیکھ کر ہنسنے لگے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: تم کیوں ہنستے ہو! قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے میزان میں یہ احد سے زیادہ وزنی ہونگی۔[1]

جریر اور علی بن عاصم نے مغیرہ عن ام موسیٰ عن علی بن ابی طالب علیہ السلام کے طریق سے اس کو نقل کیا ہے۔

۳۸۹- عبداللہ بن جعفر، یونس بن حبیب، ابوداؤد، شعبہ، ابواسحٰق، ابوعبیدہ عن ابیہ، (اعمش، قاسم بن عبدالرحمٰن عن ابیہ عن عبداللہ بن

---

[1] المعجم الکبیر للطبرانی ۹/۷۵، ۹۱/۲۸، والمستدرک ۳/۳۱۷، والبدایۃ والنہایۃ ۷/۱۶۳، ۹/۱۳۰، وکنز العمال ۳۳۴۵.

مسعود) کے سلسلۂ سند سے مروی ہے، حضرت عبداللہ بن مسعود فرماتے ہیں:

ایک شب میرے نماز پڑھنے کے دوران آپ ﷺ اور شیخین میرے پاس سے گزرے آپ ﷺ نے فرمایا سوال کرو تمہارا سوال پورا کیا جائے گا ۱۔ حضرت عمرؓ فرماتے ہیں یہ سن کر میں ابن مسعود کے پاس گیا تو عبداللہ نے کہا میری ایک دعا ہے میں اسے مانگنا نہیں بھولوں گا: اے اللہ! میں ایسا ایمان مانگتا ہوں جو پرانا نہ ہو، ایسی نعمت کا سوال کرتا ہوں جو ختم نہ ہو، آنکھ کی ایسی ٹھنڈک مانگتا ہوں جو زائل نہ ہو اور جنت الخلد میں آپ ﷺ کا ساتھ مانگتا ہوں۔

اعمش نے ابی اسحاق سے بھی اس کے مثل نقل کیا ہے اور عاصم نے ذر عن عبداللہ کے طریق سے اس کو نقل کیا ہے۔

۳۹۰- ابراہیم بن عبداللہ، محمد بن اسحٰق، قتیبہ بن سعید، عبدالعزیز بن محمد، شریک بن ابی نمر کے سلسلۂ سند سے عون بن عبداللہ بن عتبہ کا قول مروی ہے:

ایک روز ابن مسعودؓ دعا کر رہے تھے کہ آپ ﷺ حضرات شیخین کے ساتھ ان کے نزدیک سے گزرے۔ گزرنے کے بعد آپ ﷺ نے فرمایا یہ کون ہے؟ اس کا سوال پورا کیا جائیگا ۲۔ بعد میں ابوبکرؓ نے ابن مسعود سے اس دعا کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے فرمایا وہ دعا یہ ہے:

لا الہ انت وعدک حق ولقاء ک حق والجنۃ حق والنار حق ورسلک حق

وکتابک حق والنبیون حق ومحمد ﷺ حق

اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اے اللہ! تیرا وعدہ سچا ہے، تجھ ملاقات یقینی ہے، جنت حق ہے،

جہنم حق ہے، تیرے رسول حق ہیں، تیری کتاب حق ہے، تیرے انبیاء حق ہیں اور آپ ﷺ کی حمد حق ہے۔

سعید بن ابی الحسام نے شریک سے اس کو روایت کیا ہے۔ اور عون اور عبداللہؓ بن مسعود کے درمیان سعید بن میتب کو داخل کیا ہے۔

۳۹۱- سلیمان بن احمد، عبداللہ بن احمد بن حنبل، سعید بن ابی ربیع السمان، سعید بن سلمہ بن ابی حسام، شریک بن ابی نمر، عون بن عبداللہ، سعید بن میتب کے سلسلۂ سند سے ابن مسعودؓ کا قول مروی ہے:

گزشتہ دعا کے دوران آپ ﷺ میرے نزدیک سے گزرے اور آپ ﷺ نے گزشتہ قول کے مانند ارشاد فرمایا۔

۳۹۲- حبیب بن حسن، ابراہیم بن شریک، ابراہیم بن اسماعیل عن ابیہ اسماعیل، یحیٰ بن سلمہ بن کہیل، سلمہ، ابو زعراء کے سلسلۂ سند سے ابن مسعودؓ کی روایت منقول ہے: کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

عبداللہ بن مسعود کے عہد کو لازم پکڑو ۳۔

۳۹۳- سلیمان بن احمد، علی بن عبدالعزیز، ابونعیم، فطر بن خلیفہ، کثیر بیاع النوی، عبداللہ بن ملیل کے سلسلۂ سند سے حضرت علی کا قول مروی ہے فرمان نبوی ﷺ ہے: ہر نبی کو سات باوفا رفیق ضرور عطاء کیے گئے اور مجھے درج ذیل چودہ باوفا رفیق عطا کیے گئے ہیں:

(۱) حمزہؓ (۲) جعفرؓ (۳) علیؓ (۴) حسنؓ (۵) حسینؓ (۶) ابوبکرؓ (۷) عمرؓ (۸) عبداللہؓ بن مسعود (۹) ابوذرؓ (۱۰) مقدادؓ (۱۱) حذیفہؓ

۱۔ المسند للامام أحمد ۱/ ۲۶، ۳۸، ۳۸۶، ۴۴۷، ۴۴۵، والسنن الكبرى للبيهقي ۱/ ۴۵۲، ۲/ ۱۵۳. والمستدرك ۱/ ۵۴۳، ۵۲۶، ۲/ ۲۲۷، ۳/ ۳۱۷، وموارد الظمآن ۲۴۳۶.

۲۔ المعجم الكبير للطبراني ۹/ ۶۳.

۳۔ الاحاديث الصحيحة ۱۲۳۳.

(۱۲) عمارؓ (۱۳) سلمانؓ (۱۴) اور بلالؓ ہے۔[1]

مسیب بن نجبہ نے بھی حضرت علیؓ سے اس کے مثل نقل کیا ہے اور رفقاء کی جگہ رقباء کا لفظ ذکر کیا ہے۔

۳۹۴- محمد بن احمد بن الحسن، عبداللہ بن احمد بن حنبل، احمد بن حنبل، محمد بن جعفر، شعبہ، ابی اسحاق، ابی الاحوص سے مروی ہے، ابی الاحوص کہتے ہیں: جب حضرت ابن مسعودؓ کی وفات ہوگئی تو میں ابوموسیٰ اور ابومسعود رضی اللہ عنہما کے پاس حاضر ہوا۔ ایک دوسرے کو کہہ رہا تھا: تمہارا کیا خیال ہے کہ ابن مسعودؓ نے اپنے جیسا کوئی شخص پیچھے چھوڑا ہے؟ دوسرے نے جواب دیا: لوسنو! جب ہم کو آپ ﷺ کے دربار میں شرف یابی سے روک دیا جاتا تھا تو ان کو پھر بھی اجازت مل جاتی تھی اور جب ہم غائب ہوتے تھے تو وہ حاضر باش رہتے تھے۔ (اب تم خود سوچ لو کہ ان کے مثل کوئی ہوگا)۔

۳۹۵- سلیمان بن احمد، محمد بن نضر، معاویہ بن عمرو، زائدۃ، اعمش کے سلسلۂ سند سے زید بن وہب کی روایت منقول ہے:

ایک روز میرے سامنے ابوموسیٰ اشعریؓ اور حذیفہؓ نے ایک دوسرے سے سوال کیا کہ تم نے آپ علیہ السلام سے فلاں حدیث سنی ہے؟ دونوں نے نفی میں جواب دیا۔ پھر حذیفہؓ نے کہا ابن مسعود کا دعویٰ ہے کہ میں نے آپ ﷺ سے وہ حدیث سنی ہے۔ ابو موسیٰؓ نے فرمایا ان کی بات صحیح ہے کیوں کہ جب ہم کو آپ ﷺ کے دربار میں شرف یابی سے روک دیا جاتا تھا تو ان کو پھر بھی اجازت مل جاتی تھی اور جب ہم غائب ہوتے تھے تو وہ حاضر باش رہتے تھے۔

۳۹۶- ابوحامد بن جبلہ، محمد بن اسحٰق، یوسف بن موسیٰ، ابومعاویہ، اعمش کے سلسلۂ سند سے زید بن وہب کا قول مروی ہے:

ایک بار حضرت عمرؓ نے ابن مسعودؓ کو دیکھ کر فرمایا: یہ شخص کس قدر رفقہ سے بھرا ہوا ہے!۔

۳۹۷- حبیب بن حسن، عمر بن حفص، عاصم بن علی، مسعودی، ابوحصین کے سلسلۂ سند سے ابوعطیہ کا قول مروی ہے:

ابوموسیٰ اشعریؓ فرمایا کرتے تھے ابن مسعودؓ جیسے بڑے عالم کی موجودگی میں ہم سے کوئی مسئلہ نہ پوچھو۔

۳۹۸- ابوحامد بن جبلہ، محمد بن اسحٰق، ابو ہمام سکونی، یحییٰ بن زکریا، مجالد، عامر کے سلسلۂ سند سے ابوموسیٰؓ کا قول مروی ہے:

ابن مسعود کی موجودگی میں مسائل کے سلسلہ میں انہی کی طرف رجوع کرو۔

۳۹۹- ابوحامد بن جبلہ، محمد بن اسحٰق، قتیبہ، جریر، اعمش، عمرو بن مرۃ، ابوالبختری کا قول مروی ہے:

کچھ لوگوں نے حضرت علیؓ سے ابن مسعود کے بارے میں سوال کیا تو انہوں نے فرمایا وہ عالم القرآن والسنۃ ہیں اور علم میں کافی ہیں۔

۴۰۰- محمد بن اسحٰق، ابراہیم بن سعدان، بکر بن بکار، مسعود، عمرو بن مرۃ کے سلسلۂ سند سے ابوالبختری کا قول مروی ہے:

حضرت علیؓ سے ابن مسعودؓ کے بابت سوال کیا گیا تو انہوں نے فرمایا انہوں نے قرآن پڑھا اور اس میں غور وفکر کیا حتیٰ کہ اس میں کفایت کر گئے۔

ذیل میں ابن مسعودؓ کے اقوال آفات سے حفاظت اور اوقات کی حفاظت کے بارے میں نقل کیے جاتے ہیں۔

کہا گیا ہے تصوف معاملہ کو صحیح رکھنا ہے تاکہ نزول خیر صحیح ہو۔

۴۰۱- **ابن مسعودؓ کے اقوال** ...... احمد بن جعفر بن حمدان، عبداللہ بن احمد بن حنبل، احمد بن حنبل، عبدالرحمٰن بن محمد محاربی، مالک بن مغول، ابویعفور، مسیب بن رافع کے سلسلۂ سند سے ابن مسعودؓ کا قول مروی ہے:

[1] المعجم الکبیر للطبرانی ۲۶۵/۶، وتاریخ ابن عساکر ۳۰۹/۳، ۲۱۳/۴، ۳۲۱/۱۰، (التہذیب) ومجمع الزوائد ۱۵۶/۹. وکنز العمال ۳۳۶۹۱.

حامل قرآن (جس سے حافظ اور عالم دونوں مراد ہیں) کو چاہئے کہ جب لوگ خوابیدہ ہوں تو وہ اپنی رات کی حفاظت کرے۔ جب لوگ دن میں کھاپی رہے ہوں تو وہ رب کی رضاء کیلئے بھوکا ہو۔ جب لوگ مسرور اور سرشار ہوں تو وہ رنجیدہ اور کبیدہ خاطر ہو۔ جب لوگ ہنس رہے ہوں تو وہ گریہ وزاری کو اپنا شعار بنائے۔ جب لوگ باہم مل جل رہے ہوں تو وہ خاموش ہو۔ اور جب لوگ تکبر اور بڑائی کا شکار ہوں تو وہ خشوع وخضوع سے مالا مال ہو۔ نیز حامل قرآن کو چاہئے کہ وہ رونے والا اور رنجیدہ خاطر ہو۔ حکیم، حلیم، علیم اور پرسکون ہو۔ اور حامل قرآن کو چاہیے کہ وہ خشک رو نہ ہو، غافل نہ ہو، شور وشغب مچانے والا نہ ہو، چیخ وپکار کرنے والا نہ ہو اور سخت اخلاق نہ ہو۔

۴۰۲-کام کاج سے فارغ انسان ناپسندیدہ ہے..... سلیمان بن احمد، محمد بن علی صائغ، سعید بن منصور، ابوعوانہ، اعمش، یحیی بن وثاب کے سلسلۂ سند سے ابن مسعودؓ کا قول مروی ہے:

دنیا اور آخرت کسی کے بھی عمل سے فارغ انسان مجھے ناپسند ہے۔

۴۰۳-عبداللہ بن محمد، محمد بن شبل، ابوبکر بن ابی شیبہ، ابومعاویہ، اعمش، میتب بن رافع کے سلسلۂ سند سے عبداللہ بن مسعود کا قول مروی ہے: میں ایسے شخص سے ناراض ہوں جس کو میں بالکل فارغ دیکھوں کہ وہ دنیا کے کام میں مشغول ہے اور نہ آخرت کے کام میں۔

۴۰۴-سلیمان بن احمد بن النضر ازدی، معاویہ بن عمرو، زائدۃ، اعمش، خیثمہ کے سلسلۂ سند سے ابن مسعودؓ کا قول مروی ہے:

میں تم میں سے کسی کو رات کا مردار اور دن کا قطرب نہ پاؤں۔

مصنفؒ فرماتے ہیں ابوبکر بن مالک سے میں نے سنا کہ عبداللہ بن احمد بن حنبلؒ کو ابن عیینہ نے بیان کیا کہ قطرب وہ شخص ہے جو کبھی یہاں بیٹھ گیا اور کبھی وہاں۔

۴۰۵-محمد بن احمد بن حسن، بشر بن موسیٰ، خلاد بن یحیی، مسعر، زبید، مرۃ کے سلسلۂ سند سے حضرت عبداللہؓ کا قول مروی ہے:

اے انسان! نماز میں مشغولیت تک تو بادشاہ کا دروازہ کھٹکھٹانے والا ہے اور ایسے انسان کے لئے بالآخر دروازہ کھل کر رہے گا۔

۴۰۶-احمد بن جعفر، عبداللہ بن، احمد بن حنبل، احمد بن حنبل، وکیع، مسعر، معن کی سند سے حضرت عبداللہؓ بن مسعود سے مروی ہے فرمایا:

کوشش کر کہ تو باوضوء رہے اور جب تو اللہ کا کلام سنے: یآایھا اللذین آمنوا..... تو اپنے کانوں کو اس کی طرف لگا دے کیونکہ یہ کسی خیر کا حکم ہے یا کسی شر سے ممانعت کی جارہی ہے۔

۴۰۷-قرآن سے خالی گھر ویران ہے..... سلیمان بن احمد، الدبری، اسحٰق بن ابراہیم، عبدالرزاق، معمر، ابی اسحٰق، ابوالاحوص کے سلسلۂ سند سے ابن مسعودؓ کا قول مروی ہے؟

قرآن کریم اللہ کا دستر خوان ہے، جو اس سے کچھ حاصل کرنا چاہتا ہے تو وہ حاصل کرلے۔ کتاب اللہ کی تلاوت سے خالی گھر خیر سے خالی ہوتا ہے اور وہ بے آباد گھر کی مانند ہے۔ نیز فرمایا شیطان سورۃ بقرۃ کی تلاوت کی آواز سن کر گھر سے بھاگ جاتا ہے۔

۴۰۸-عبداللہ بن محمد، محمد بن ابی سہل، عبداللہ بن محمد عبسی، عبدالرحمٰن بن محمد محاربی، ہارون بن عنترۃ، عبدالرحمٰن بن اسود کے والد کے سلسلۂ سند سے ابن مسعودؓ کا قول مروی ہے:

اے لوگوں تمہارے قلوب برتن کے مانند ہیں، لہذا تم انہیں فقط قرآن کے ساتھ مشغول رکھو۔

۴۰۹-ابواحمد غطریفی، ابوخلیفہ، مسلم بن ابراہیم، قرۃ بن خالد، عون بن عبداللہ کے سلسلۂ سند سے ابن مسعودؓ کا قول مروی ہے:

علم کثرت روایت کے بجائے خشیت الٰہی کا نام ہے۔

۴۱۰-ابوبکر بن مالک، عبداللہ بن احمد بن حنبل، احمد بن حنبل، محمد بن فضیل، یزید بن ابی زیاد، ابراہیم کے سلسلۂ سند سے علقمہ کا قول مروی

ہے ابن مسعودؓ فرمایا کرتے تھے: اے لوگو! علم حاصل کر کے اس پر عمل کرو۔

۴۱۱- ابوبکر بن مالک، عبداللہ بن احمد بن حنبل، احمد بن حنبل، عبدالرحمن، معاویہ بن صالح، عدی بن عدی کے سلسلۂ سند سے ابن مسعود کا قول مروی ہے:

علم حاصل نہ کرنے والوں کے لئے ہلاکت ہے۔ علم کے حصول کے بعد غیر عامل کے لئے ہلاکت ہے۔ آپ نے سات بار مذکورہ کلمات ارشاد فرمائے۔

۴۱۲- محمد بن احمد بن حسن، بشر بن موسیٰ، یحییٰ بن اسحٰق، ابوعوانہ، ہلال الوزان، عبداللہ بن عکیم کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ ابن مسعودؓ بات چیت سے پہلے ہاتھ ہلاتے۔ اسی طرح ایک مرتبہ آپ نے ہاتھ ہلا کر فرمایا: اللہ تعالیٰ ہر انسان سے تنہائی میں سوال کرے گا کہ اے انسان! کس چیز نے تجھے میرے بارے میں دھوکہ میں ڈالا تو نے انبیاء کی بات کیوں قبول نہیں کی؟ اور تو نے علم پر عمل سے پہلو تہی کیوں اختیار کی تھی۔

۴۱۳- محمد بن اسحٰق، ابراہیم بن سعدان، بکر بن بکار مسعودی، قاسم کے سلسلۂ سند سے ابن مسعودؓ کا قول مروی ہے:

میں سمجھتا ہوں کہ انسان کو وہ علم بھلا دیا جاتا ہے جس کو وہ جانتا ہے...... اس خطاء کی وجہ سے جس پر وہ عمل کرتا ہے۔

مصنفؒ فرماتے ہیں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ دنیا کی فضولیات سے محتاط، اپنے نفس، احوال اور اوراد پر رونے والے اور عطیۂ خداوندی توحید کی وجہ سے خدا سے امید رکھنے والے تھے۔

کہا گیا ہے: تصوف نفس کو نجات پر رغبت دلانے کا نام ہے خوف اور امید کی حالت رکھتے ہوئے۔

۴۱۴- احمد بن جعفر بن حمدان، عبداللہ بن احمد، احمد بن حنبل، ہشیم، یزید بن ابی زیاد، ابوجحیفہ کے سلسلۂ سند سے ابن مسعودؓ کا قول مروی ہے: دنیا کا خالص اور اچھا حصہ چلا گیا ہے اور گدلا حصہ باقی ہے۔ آج موت ہر مسلمان کیلئے تحفہ ہے۔

۴۱۵- عبداللہ بن محمد، محمد بن شبل، ابوبکر بن ابی شیبہ، عبداللہ بن ادریس، یزید بن ابی زیاد، ابی جحیفہ کی سند سے مروی ہے کہ حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا: دنیا جبل کی چوٹی کا پانی ہے جس کا اچھا پانی تو ختم ہو گیا ہے جبکہ نیچے کا گدلا پانی باقی ہے۔

۴۱۶- سلیمان بن احمد، عمر بن حفص سدوسی، عاصم بن علی، مسعودی، علی بن بذیمہ، قیس بن جبتر کے سلسلۂ سند سے ابن مسعود کا قول مروی ہے:

دو چیزیں موت اور فقر جنکو عام طور پر ناپسند سمجھا جاتا ہے کتنی ہی عمدہ ہیں اور اللہ کی قسم! دو چیزوں میں سے ایک تو ضرور ہے مالداری یا فقر۔ مجھے کوئی پرواہ نہیں کہ کس کے ساتھ آزمایا جاتا ہوں۔ اگر مالداری میسر ہوگی تو اس میں لوگوں پر مہربانی کا موقع ملے گا اور اگر فقر پیش آیا تو صبر کا موقع ملے گا۔

۴۱۷- ابوبکر بن مالک، عبداللہ بن احمد بن حنبل، ابویزید، مسعودی، عون بن عبداللہ کے سلسلۂ سند سے ابن مسعود کا قول مروی ہے:

انسان اس وقت تک ایمان کی حقیقت حاصل نہیں کر سکتا جب تک کہ وہ فقر فی الحلال کو غنی فی الحرام اور تواضع کو شرف پر ترجیح نہ دے۔ نیز حمد و ذم اس کے نزدیک برابر نہ ہو جائیں۔

۴۱۸- ابومحمد بن حبان، عبدالرحمن بن محمد بن سلم، ہناد بن سری، ابومعاویہ، اعمش، شمر بن عطیہ، مغیرہ بن سعد بن الاخرم، عن ابیہ کے سلسلۂ سند سے ابن مسعودؓ کا قول مروی ہے:

اللہ کی قسم! جو شخص صبح اسلام کی حالت میں کرے اور شام کو بھی اسی حالت پر قائم ہو تو کوئی شی اس کیلئے نقصان دہ نہیں ہے۔

۴۱۹- عبداللہ بن احمد، محمد بن سہل، عبداللہ بن محمد عبسی، ابومعاویہ، اعمش، ابراہیم تیمی، حارث بن سوید کے سلسلۂ سند سے ابن مسعود کا قول

مروی ہے:

قسم اس ذات کی! جس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں میری آل کے پاس صبح کے وقت اور نہ شام کے وقت ایسی کوئی شیٔ میسر ہوتی جس سے کوئی خیر حاصل کی جائے یا اس سے کوئی تکلیف دور کی جائے۔ مگر الحمد للہ اللہ عزوجل کو یہ علم ہے کہ عبداللہ اس کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہراتا۔

۴۲۰- احمد بن جعفر، عبداللہ بن احمد بن حنبل، احمد بن حنبل، یحیٰ بن سعید، مجالد، عامر بن مسروق کی سند سے مروی ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعود کے پاس ایک شخص نے کہا: مجھے اصحاب الیمین (جنت کے دوسرے درجہ کے اہل) میں سے ہونا پسند نہیں بلکہ میں تو چاہتا ہوں کہ اصحاب المقربین (جنت کے پہلے درجہ والوں) میں شامل ہو جاؤں۔ حضرت عبداللہ بن مسعود نے فرمایا: لیکن یہاں ایک شخص ہے جو چاہتا ہے کہ وہ مر جائے تو دوبارہ اس کو اٹھایا ہی نہ جائے۔

۴۲۱- سلیمان بن احمد، محمد بن علی صائغ، سعید بن منصور، ابو معاویہ، سری بن یحیٰ، حسن کے سلسلۂ سند سے ابن مسعود کا قول مروی ہے:

جنت و دوزخ کے درمیان کھڑا کر کے اگر مجھے اختیار دیا جائے کہ ان دونوں میں سے کسی شیٔ کو پسند کر لو یا مٹی ہو جانے کو تو میں مٹی ہو جانے کو پسند کروں گا۔

۴۲۲- عبداللہ بن محمد، محمد بن اسد، ابو داؤد الطیالسی، شعبہ، اعمش، ابراہیم تیمی، حارث بن سوید کے سلسلۂ سند سے ابن مسعود کا قول مروی ہے:

اگر لوگ میری حقیقت سے واقف ہوتے تو میرے سر پر خاک ڈالتے۔

۴۲۳- ابن مسعودؓ کی ہمدردی اور خوف آخرت...... عبدالرحمٰن بن عباس، ابراہیم بن اسحٰق حربی، ابو ولید، مبارک بن فضالۃ، حسن کے سلسلۂ سند سے ابو احوص کا قول مروی ہے:

ابو الاحوص فرماتے ہیں: ہم ابن مسعودؓ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپؓ کے پاس آپ کے تین خوبصورت فرزند بیٹھے تھے۔ ہم ان کی طرف دیکھنے لگے تو آپ سمجھ گئے اور فرمایا: شاید تم ان کو دیکھ کر مجھ پر رشک کر رہے ہو۔ ہم نے کہا: کیوں نہیں! کون نہیں چاہے گا کہ اس کی بھی ایسی اولاد ہو؟۔ آپؓ نے چھت کی طرف سر اٹھایا وہاں ایک پرندہ نے انڈے دیئے ہوئے تھے آپؓ نے فرمایا: میں ان بیٹوں کو دفن کر کے مٹی سے ہاتھ جھاڑ لوں مجھے یہ اس سے زیادہ پسند ہے کہ اس پرندے کے انڈے نیچے گر کر ٹوٹ جائیں۔

۴۲۴- عبدالرحمٰن بن عباس، ابراہیم حربی، مسدد، اسماعیل، جریری، ابو عثمان کے سلسلۂ سند سے ابو مسعود کا قول مروی ہے:

کہ وہ کوفہ میں حضرت ابن مسعودؓ کی مجلس میں بیٹھتے تھے۔ ایک دن آپؓ اپنے چبوترہ پر بیٹھے تھے اور آپ کے نیچے آپ کی دو خوبصورت اور صاحب حیثیت بیویاں بیٹھی تھیں۔ ان دونوں سے آپ کی خوبصورت اولاد بھی تھی۔ اچانک ابن مسعود کے سر پر ایک چڑیا چہچہائی اور پھر اس نے آپ کے سر پر بیٹ کر دی۔ ابن مسعود نے اسے صاف کر کے فرمایا: اس چڑیا کی موت سے مجھے آل عبداللہ کی موت زیادہ پسند ہے۔

۴۲۵- محمد بن احمد بن حسن، بشر بن موسیٰ، ابو عبدالرحمٰن مقری، سعید بن ایوب، عبداللہ بن ولید، عبدالرحمٰن بن حجیرۃ عن ابیہ کے سلسلۂ سند سے ابن مسعودؓ کا قول مروی ہے، آپ فرماتے تھے:

اے لوگو! شب و روز کے مرور کے ساتھ تمہاری عمر کم ہو رہی ہے۔ تمہارے اعمال محفوظ ہو رہے ہیں۔ موت اچانک آنے والی ہے۔ خیر کی کھیتی بونے والے کو خیر اور شر کی کھیتی بونے والے کو ندامت کا سامنا کرنا پڑے گا۔ ہر ایک اپنی اگائی ہوئی کھیتی کے مطابق فصل

کاٹے گا۔ سست رو اپنے عمل کے ساتھ آگے نہیں بڑھ سکتا۔ حریص اس شی کو نہیں پاسکتا جو اس کے مقدر میں نہیں لکھی۔ جس کو خیر ملی اللہ ہی نے اسے عطا کی ہے اور جس کو شر سے نجات ملی اللہ ہی نے اس کی حفاظت فرمائی ہے۔ پرہیزگار لوگ سردار ہیں۔ فقہاء امت کے قائدین ہیں اور ان سے مجالست رکھنا خیر میں زیادتی کا سبب ہے۔

۴۲۶- ابو احمد محمد بن احمد و سلیمان بن احمد، ابوخلیفہ، مسلم بن ابراہیم، قرۃ بن خالد کے سلسلۂ سند سے ضحاک بن مزاحم کا قول مروی ہے:

ابن مسعودؓ کہتے ہیں کہ تم میں سے ہر ایک مہمان اور اس کا مال اس کے پاس عاریت ہے۔ مہمان رخصت ہونے والا ہے اور عاریت اپنے اہل کے پاس پہنچنے والی ہے۔

۴۲۷- محمد بن علی، عبداللہ بن محمد بغوی، علی بن جعد، شریک، عبدالملک بن عمیر، عبدالرحمن بن عبداللہ بن مسعود کے سلسلۂ سند سے ان کے والد عبداللہؓ بن مسعود کا قول مروی ہے:

ایک شخص نے ابن مسعود سے جامع نافع کلمات کی تعلیم کی درخواست کی تو انہوں نے فرمایا: اللہ کی عبادت کرو اور اس کا کسی کو شریک مت ٹھہراؤ۔ قرآن کے مطابق زندگی بسر کرو۔ بعید و بغیض ہونے کے باوجود اس سے حق کو قبول کرو اور حبیب و قریب ہونے کے باوجود اس کی طرف سے آئے ہوئے باطل کو رد کرو۔

۴۲۸- عبداللہ بن محمد بن جعفر، عبدالرحمن بن سلم، ہناد بن سری، ابن نمیر، موسیٰ بن عبیدۃ، ابوعمرو کے سلسلۂ سند سے ابن مسعود کا قول مروی

حق ثقیل اور کڑوا اور باطل خفیف و شیریں ہوتا ہے اور بہت سی خواہشیں طویل رنج و غم مسلط کر دیتی ہیں۔

۴۲۹- سلیمان بن احمد، علی بن عبدالعزیز و بشر بن موسیٰ، ابونعیم، اعمش، یزید بن حیان، عیسیٰ بن عقبہ کے سلسلۂ سند سے ابن مسعود کا قول مروی ہے:

خدا کی قسم زمین پر زبان سے بڑھ کر کوئی شئے نقصان دہ اور لمبی مدت تک قید کئے جانے کے قابل نہیں ہے۔

۴۳۰- محمد بن احمد بن حسن، بشر بن موسیٰ، خلاد بن یحیٰ، مسعر، معن کے سلسلۂ سند سے ابن مسعود کا قول مروی ہے: اے لوگو! دلوں کی بھی خواہش اور توجہ ہوتی ہے اور دلوں پر بھی غبار اور پردہ چھا جاتا ہے۔ پس جب ان میں خواہش اور توجہ پیدا ہو تو موقع غنیمت جانو اور جب ان پر پردہ پڑ جائے تو ان کو چھوڑ دو اور ان کو شہوت پرستی سے بچاؤ۔

۴۳۱- ابوبکر بن مالک، عبداللہ بن احمد بن حنبل، احمد بن حنبل، جریر، منصور، محمد بن عبدالرحمن بن یزید کے والد کے سلسلۂ سند سے ابن مسعود کا قول مروی ہے:

اے لوگو! قساوت قلبی پیدا کرنے والی چیزوں سے اجتناب کرو۔ اور جو شئی تمہارے دل میں کھٹکے کا باعث بنے اسے چھوڑ دو۔

۴۳۲- عبداللہ بن محمد بن جعفر، ابویحیٰ رازی، ہناد بن سری، ابوالاحوص، سعید بن مسروق کے سلسلۂ سند سے منذر سے منقول ہے:

کچھ صحت مند موٹی گردنوں والے دہقانی ابن مسعودؓ کے پاس آئے۔ لوگوں نے ان پر بڑا رشک کیا۔ اس موقع پر ابن مسعود نے فرمایا کافر جسماً صحت مند اور قلباً مریض ہوتا ہے جبکہ مسلم قلباً صحت مند اور جسماً مریض ہوتا ہے۔ اے لوگو! قلباً مریض ہونے اور جسماً صحت مند ہونے کی حالت میں اللہ کے نزدیک تمہاری وقعت نالی کے کیڑے سے زیادہ نہیں ہے۔

۴۳۳- عبداللہ بن محمد، محمد بن ابی سہل، عبداللہ بن محمد عبسی، وکیع، اسماعیل بن ابی خالد، عن اخیہ، ابوعبیدۃ کے سلسلۂ سند سے ابن مسعود کا قول مروی ہے:

تم اپنے خزانے کو ایسی جگہ رکھو جہاں اس کو کیڑے نہ کھائیں اور وہ چوروں سے بھی محفوظ رہے۔ کیونکہ انسان کا دل اس کے

خزانے کے ساتھ انکار رہتا ہے۔

۴۳۴۔سلیمان بن احمد، علی بن عبدالعزیز، ابونعیم، سفیان، قیس بن مسلم کے سلسلۂ سند سے طارق کا قول مروی ہے:

عتریس بن عرقوب شیبانی نے ابن مسعود کے سامنے کہا امر بالمعروف اور نہی عن المنکر نہ کرنے والا انسان ہلاک ہوگیا۔ابن مسعودؓ نے فرمایا: بلکہ اپنے قلب کو امر بالمعروف اور نہی عن المنکر نہ کرنے والا انسان ہلاک ہوگیا۔

۴۳۵۔ابواحمد محمد بن محمد، سلیمان بن احمد، ابوخلیفہ، ابوولید، شعبہ، ابواسحٰق، ابواسود کے سلسلۂ سند سے ابن مسعود کا قول مروی ہے:

صالحین گزر گئے اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر نہ کرنے والے لوگ رہ گئے۔

۴۳۶۔حبیب بن حسن، عمیر بن حفص، عاصم بن علی، مسعودی کے سلسلۂ سند سے قاسم کا قول مروی ہے:

ایک شخص نے ابن مسعودؓ سے وصیت کی درخواست کی۔ابن مسعود نے فرمایا گھر کو لازم پکڑو، زبان کی حفاظت کرو اور گزشتہ گناہوں پر ندامت اختیار کرو۔

۴۳۷۔ابواسحٰق ابراہیم بن محمد بن حمزۃ، محمد بن یحیٰی بن سلیمان، عاصم بن علی مسعودی، اعمش کے سلسلۂ سند سے ابووائل کا قول مروی ہے:

ایک شخص نے ابن مسعود کے سامنے کہا: زاہدین فی الدنیا اور راغبین فی الاخرۃ کہاں چلے گئے؟......ابن مسعود نے فرمایا وہ اصحاب جابیۃ تھے۔ان پانچ سو مسلمانوں نے قسم کھائی تھی کہ وہ اللہ کی راہ میں قتل ہوئے بغیر نہ لوٹیں گے۔چنانچہ انہوں نے اپنے سر منڈا دیئے اور دشمن سے جا لڑے اور سب قتل ہوگئے سوائے ان کے ایک حال بتانے والے کے۔

۴۳۸۔عبداللہ بن محمد بن شبل، ابوبکر بن ابی شیبہ، ابومعاویہ، اعمش، عمارۃ، عبدالرحمٰن بن یزید کے سلسلۂ سند سے عبداللہ کا قول مروی ہے:

اے لوگو! تم صحابہ سے صیام وصلوٰۃ کے اعتبار سے بڑھے ہوئے ہو اور وہ پھر بھی تم سے بہتر کیوں ہوئے؟ کیونکہ وہ تم سے ازہد فی الدنیا اور ارغب فی الآخرت تھے۔

۴۳۹۔عبدالرحمٰن بن عباس، ابراہیم بن اسحٰق حربی، محمد بن مقاتل، ابن مبارک، سفیان، علاء بن مسیب، ابراہیم کے سلسلۂ سند سے ابن مسعودؓ کا قول مروی ہے:

مؤمنین کے لئے لقاءِ الٰہی کے علاوہ کسی شی میں راحت نہیں ہے۔

۴۴۰۔فتنوں کا دور...... محمد بن حمید، احمد بن الحسن، ابو یاسر عمار بن نصر، محمد بن نبہان، یزید بن ابی زیاد، ابراہیم النخعی، علقمہ کی سند سے حضرت عبداللہؓ بن مسعود سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: تمہارا اس وقت کیا حال ہوگا جب فتنے تمہیں مغالطہ میں ڈال دیں گے۔اس وقت تم سنت کو تھام لینا۔ان فتنوں میں بچہ بڑا ہو جائے گا اور بڑا بوڑھا ہو جائے گا۔اگر ان سے کوئی بات چھوٹے گی تو ایک دوسرے کو کہے گا: تو نے سنت ترک کردی۔(حالانکہ وہ سنت نہیں ہوگی لیکن لوگوں کو سنت اور بدعت کا فرق مٹ جائے گا)۔صحابہ کرامؓ نے پوچھا: یارسول اللہ! یہ کب ہوگا؟ فرمایا: جب تمہارے قرآء زیادہ ہو جائیں گے۔علماء کم ہو جائیں گے۔امراء زیادہ ہو جائیں گے۔امانت دار تھوڑے رہ جائیں گے۔دنیا اور آخرت کا عمل خلط ملط ہو جائے گا اور اللہ کے لئے علم نہیں حاصل کیا جائے گا۔حضرت عبداللہ نے فرمایا: اس وقت تم پر ایسا زمانہ آجائے گا۔[1]

محمد بن نبہان نے اسی طرح مرفوعاً روایت کیا ہے۔لیکن حضرت عبداللہ سے یہ روایت موقوف مشہور ہے۔

۴۴۱۔احمد بن جعفر بن حمدان، عبداللہ بن احمد بن حنبل، محمد بن جعفر ورکانی، شریک، ابوحصین، یحیٰی بن وثاب، مسروق کے سلسلۂ سند سے

1۔ [illegible] ۳۱۱۳۸

ابن مسعودؓ کا قول مروی ہے:

جب تم میں سے کوئی روزہ کی حالت میں صبح کرے تو وہ کچھ چلے پھرے۔ اور دائیں ہاتھ کے صدقہ کو بائیں ہاتھ سے بھی پوشیدہ رکھو اور نفلی نماز گھر میں پڑھو۔

۴۴۲-سلیمان بن احمد، محمد بن نضر، معاویہ بن عمرو، زائدۃ، اعمش، سلمۃ بن کہیل، ابواحوص کے سلسلۂ سند سے ابن مسعود کا قول مروی ہے: اے لوگو گزشتہ لوگوں کی اقتداء کرو، کیوں کہ موجودین پر کوئی اعتماد نہیں ہے۔ کیوں کہ اگر کوئی ایمان لے آیا تو ﷺ آیا اور کفر کرلیا تو کرلیا اسے کوئی فکر نہیں۔ کیونکہ زندہ کا کوئی پتہ نہیں کب کسی فتنہ میں مبتلا ہو جائے۔

۴۴۳-حبیب بن حسن، عمرو بن حفص سدوسی، عاصم بن علی مسعودی، سلمۃ بن کہیل، عبدالرحمٰن بن یزید کے سلسلۂ سند سے ابن مسعودؓ کا قول مروی ہے، فرمایا:

اے لوگو! امعہ نہ ہو جاؤ۔ لوگوں نے پوچھا امعہ کیا ہے؟ فرمایا: وہ شخص جو کہے کہ میں لوگوں کے ساتھ ہوں اگر وہ ہدایت پر ہیں تو میں بھی ہدایت پر ہوں اگر وہ گمراہ ہیں تو میں بھی گمراہی پر ہوں۔ بلکہ تم کو اپنے آپ کو مجبور کرنا چاہئے کہ خواہ دنیا کچھ بھی ہو جائے وہ کفر اختیار نہیں کرے گا۔ (اے لوگو مستقل مزاجی اختیار کرو)۔

۴۴۴-سلیمان بن احمد، اسحٰق بن ابراہیم، عبدالرزاق، معمر، ابواسحٰق، ابوعبیدۃ کے سلسلۂ سند سے ابن مسعود کا قول مروی ہے:

تین باتوں پر میں قسم اٹھاتا ہوں اگر چوتھی بات پر بھی قسم اٹھالوں تو میں جھوٹا نہیں ہوں گا۔ عنداللہ وہ شخص جو اسلام میں حصہ ہے اور وہ شخص جس کا اسلام میں کوئی حصہ نہیں...... دونوں مساوی نہیں ہیں۔ انسان دنیا وآخرت میں سے ایک جگہ (عیش وعشرت کا مالک اور اس کا) والی بنے گا۔ قیامت کے روز انسان اپنے محبوب لوگوں کے ساتھ ہی اٹھے گا۔ اور چوتھی شی اگر میں اس پر قسم اٹھاؤں تو بری ہو جاؤں گا وہ یہ ہے کہ اگر اللہ نے دنیا میں کسی کی پردہ پوشی فرمائی ہے تو آخرت میں بھی ضرور اس کی پردہ پوشی فرمائے گا۔

۴۴۵-انگارہ پکڑنا کاش! کرنے سے بہتر ہے...... عبداللہ بن محمد، ابوعبداللہ محمد بن ابی سہل، عبداللہ بن محمد عبسی، عباد بن عوام، سفیان بن حسین، ابوالحکم، ابووائل کے سلسلۂ سند سے ابن مسعودؓ کا قول مروی ہے:

قیامت کے روز کوئی ایسا شخص نہ ہوگا جس کی یہ تمنا نہ ہو کہ وہ دنیا میں صرف کفایت کے بقدر ہی کھاتا تو بہت اچھا ہوتا۔ اور کوئی بھی شخص کسی حالت میں صبح وشام کرے کچھ پرواہ نہیں اگر وہ شک وشبہ والی بات سے بری ہو اور انسان کو آگ میں جل جانا اس بات سے بہتر ہے کہ جس کام کا اللہ نے فیصلہ کر دیا ہو اس کیلئے کہے: کہ کاش ایسا نہ ہوتا۔

۴۴۶-سلیمان بن احمد، بشر بن موسیٰ، یحییٰ بن اسحٰق، حماد بن سلمۃ، عبداللہ بن مکرز کے سلسلۂ سند سے ابن مسعود کا قول مروی ہے:

اے لوگو۔ اللہ کے ہاں شب وروز کا کوئی اعتبار نہیں۔ آسمان وزمین کی روشنی اسی کے نور سے نکلی ہے۔ اس کے ہاں ایک دن دنیاوی دنوں کے اعتبار سے بارہ گھڑیوں کا ہے۔ اس کے سامنے تمہارے گزشتہ دن کے اعمال پیش کئے جاتے ہیں۔ وہ تین گھنٹے ان میں نظر کرتا ہے۔ حاملین عرش، عرش کے گرد رہنے والے فرشتے اور مقربین فرشتے اس کی تسبیح بیان کرتے رہتے ہیں۔ پھر رحمٰن تین گھڑیوں تک رحمت کی نظر کرتا ہے حتیٰ کہ رحمت سے بھر جاتا ہے۔ یہ چھ گھڑیاں ہو گئیں۔ بعد ازاں وہ تین گھنٹے ارحام میں غور کرتا ہے، جس کے متعلق ارشاد ہے:

یصور کم فی الارحام کیف یشاء وہ رحموں میں تمہاری صورت بناتا ہے جیسے چاہتا ہے۔

یہب لمن یشاء اناثا ویہب لمن یشاء الذکور او یزوجہم ذکرانا واناثا ویجعل من یشاء عقیما (الشوریٰ ۵۰)

اور جس کو چاہتا ہے بیٹیاں عطا کرتا ہے۔ اور جس کو چاہتا ہے بیٹے
عطاء کرتا ہے۔ یا بیٹے بیٹی دونوں عطاء کرتا ہے۔ اور جس کو چاہتا ہے بانجھ بنادیتا ہے۔
یہ نو گھڑیاں ہوئیں۔ پھر تین گھنٹے ارزاق کے معاملہ میں غور کرتا ہے جس کے متعلق فرمان باری ہے:

یبسط الرزق لمن یشاء ویقدر (الشوریٰ ۱۲)

وہ جس کیلئے چاہتا ہے رزق کھول دیتا ہے۔ اور (جس کیلئے چاہتا ہے رزق) تنگ کردیتا ہے۔

کل یوم ھو فی شان (الرحمٰن ۹۲) وہ ہر گھڑی ایک نئی شان میں ہوتا ہے۔ یہ کل بارہ گھنٹے ہوگئے۔ اے لوگو! یہ تمہاری شان ہے اور تمہارے پروردگار کی شان ہے۔

۴۴۷- ابوبکر بن مالک، عبداللہ بن احمد بن حنبل، احمد بن حنبل، وکیع، سفیان، ابوقیس اودی، ہذیل بن شرحبیل کے سلسلۂ سند سے ابن مسعودؓ کا قول مروی ہے:

دنیا کا ارادہ کرنے والے کو آخرۃ کے اعتبار سے اور آخرت کا ارادہ کرنے والے کو دنیا کے اعتبار سے نقصان ہوتا ہے۔ اے لوگو! دائمی چیز کے بجائے فانی چیز کا نقصان برداشت کرلو۔

۴۴۸- محمد بن اسحٰق بن ایوب، ابراہیم بن سعدان، بکر بن بکار، حبیب بن حبان، مسیب بن رافع، ایاس البجلی کے سلسلۂ سند سے ابن مسعودؓ کا قول مروی ہے:

جس نے دنیا میں بڑائی اختیار کی اللہ قیامت کے دن اس سے بڑائی فرمائیں گے۔ جس نے دنیا میں دکھلاوا کیا اللہ قیامت میں اس کے ساتھ دکھلاوا کریں گے۔ جس نے تعظیم کی خاطر بڑا بننے کی کوشش کی اللہ اسے گرادیں گے اور جس نے عاجزی برتتے ہوئے پستی اختیار کی اللہ اس کو بلند فرمادیں گے۔

۴۴۹- محمد بن اسحٰق بن ایوب، ابراہیم بن سعدان، بکر بن بکار، عمرو بن ثابت، عبدالرحمٰن بن عباس کی سند سے مروی ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعود نے فرمایا:

کتاب اللہ سب سے اصدق کتاب، کلمۂ تقویٰ سب سے زیادہ مضبوط کلمہ، ملت ابراہیمی تمام ملل میں بہترین ملت، تمام سنن میں سنت نبوی ﷺ احسن السنت، تمام طریقوں میں انبیاء کا طریقہ سب سے بہترین طریقہ، تمام باتوں میں بہترین بات ذکر الٰہی اور تمام امور میں نئے پیدا کردہ امور بدترین امور ہیں۔ قلیل اور کفایت کرنے والا غافل کرنے والے سے زیادہ بہتر ہے۔ قیامت کی ندامت سب سے بدتر ندامت اور ہدایت کے بعد ضلالت سب سے بدتر ضلالت ہے۔ بہترین غنیٰ نفس کا غنیٰ، بہترین توشہ تقویٰ، قلب کا اعمیٰ (اندھا) سب سے برا اعمیٰ، شراب نوشی تمام گناہوں کی جڑ، خواتین شیطان کی رسیاں، نوحہ جاہلیت کا عمل، کذب سب سے برا گناہ، مؤمن کو گالی دینا فسق، اس سے قتال کفر اور سود سب سے برا ذریعہ معاش ہے۔

شہداء کی موت بہترین موت ہے۔ بلاء ومصیبت کو پہچاننے والا اس پر صبر کرتا ہے۔ متکبر انسان ذلیل ہوتا ہے۔ ابلیس کا پیروکار اللہ کا نافرمان ہوتا ہے اور اللہ کے نافرمان کو عذاب ہوگا۔

(۴۲) عمار بن یاسر[۱]

آپ کا مکمل نام ابوالیقظان عمارؓ بن یاسر ہے۔ آپ پکے مؤمن، اسلام کو دل و جان سے قبول کرنے والے، آزمائش کے وقت ثابت قدمی کا مظاہرکرنے والے، تکالیف پر صبر سے کام لینے والے اور سابقین و اولین میں سے تھے۔ دور نبوی ﷺ میں سرکشوں سے قتال میں سبقت کرنے والے تھے۔ آپ کی آمد پر آپ علیہ السلام مسرت کا اظہار فرما کر آپ کو دعائیں دیتے تھے۔ آپ دنیا کی زینت سے دور، نفس پر غالب، انصار دین کو بلند کرنے والے، اور امام الھدیٰ کی اتباع کرنے والے تھے۔ اہل بدر میں سے تھے۔ حضرت عمرؓ نے آپ کو کوفہ پر امیر مقرر کر کے اہل کوفہ کو لکھا کہ میں تمہاری طرف آپ علیہ السلام کے ایک رقیب کو امیر بنا کر بھیج رہا ہوں۔ جنت آپ کی مشتاق تھی۔ آپ موت تک حصول جنت کے لئے کوشاں رہے۔ حتیٰ کہ اپنے احباب حضرت محمد ﷺ اور آپ کے صحابہؓ سے جا ملے۔

بعض کا قول ہے دنیا میں مصائب برداشت کر کے آخرت میں جنت حاصل کرنے کا نام تصوف ہے۔

۴۵۰- ابوعمرو بن حمدان، حسن بن سفیان، حسن بن حماد الوراق واحمد بن مقدام، عثام بن علی، اعمش، ابواسحٰق کے سلسلۂ سند سے ہانی بن ہانی کا قول مروی ہے:

ہمارے سامنے حضرت علیؓ نے عمارؓ کی آمد پر مرحبا بالطیب المطیب فرمایا۔ یعنی خوش آمدید پاکیزہ شخص کو۔ نیز فرمایا میں نے آپ ﷺ سے ان کے بارے میں سنا ہے کہ عمار سرتاقدم ایمان سے بھرپور ہے۔[۲]

۴۵۱- ابوحامد بن جبلہ، محمد بن اسحٰق، محمد بن حمید، سلمۃ بن فضل، ابن اسحٰق، حکیم بن جبیر، سعید بن جبیر کے سلسلۂ سند سے ابن عباس کا قول مروی ہے:

فرمان نبوی ﷺ ہے عمار سرتاقدم ایمان سے بھرپور ہے۔[۳]

۴۵۲- آل یاسر کو دنیا میں جنت کی بشارت...... ابوبکر بن خلاد، حارث بن ابی اسامہ، عبدالعزیز بن ابان، قاسم بن فضل، عمرو بن مرۃ، سالم بن ابی جعد کے سلسلۂ سند سے عثمانؓ بن عفان کا قول مروی ہے:

ایک بار بطحاء میں رسول اللہ ﷺ سے میری ملاقات ہوگئی۔ آپ ﷺ نے میرا ہاتھ پکڑا اور میں آپ کے ساتھ چل پڑا۔ آپ ﷺ عمار اور ام عمار کے پاس سے گزرے جن کو عذاب دیا جارہا تھا۔ آپ نے فرمایا: اے آل یاسر! تمہارا ٹھکانہ جنت ہے۔[۴]

عبدالملک الجدی نے قاسم بن الفضل سے اس کے مثل روایت نقل کی ہے۔

۴۵۳- ابراہیم بن عبداللہ، محمد بن اسحٰق، قتیبہ بن سعید، جریر، منصور کے سلسلۂ سند سے مجاہد کا قول مروی ہے:

۱- طبقات ابن سعد ۳/۲۴۶، ۶/۱۲، والتاریخ الکبیر للبخاری ۷/ت ۱۰۷. والصغیر ۱/۷۹، ۸۴، ۸۵، والجرح والتعدیل ۶/ت ۲۱۶۵. والاستیعاب ۳/۱۱۳۵. والجمع بین رجال الصحیحین ۱/۳۹۹، وأنساب القرشیین ۱۵۷. وسیر النبلاء ۱/۴۰۶، والعبر ۱/۲۵، ۳۸، ۴۰، والکاشف ۲/ت ۴۰۵۸. وتهذیب التهذیب ۷/۴۰۸، ۴۱۰. والاصابة ۲/ت ۵۷۰۴، وتهذیب الکمال ۲۱/۲۱۵. وشذرات الذهب ۱/۳۲. ۴۵، ۴۷.

۲- المصنف لابن ابی شیبه ۱۲/۱۱۸. وکنز العمال ۳۳۵۳۰.

۳- المصنف لابن ابی شیبة ۱۱/۲۲. والایمان لابن ابی شیبة ۹۱، ۹۲. وفتح الباری ۷/۹۲. وکنز العمال ۳۳۵۴۰. ۳۳۵۴۱. واسباب النزول للواحدی ۱۹۰.

۴- المستدرک ۳/۳۸۳، والمطالب العالیة ۴۰۳۴. وکنز العمال ۳۷۳۶۶. ۳۷۳۶۸، والبدایة والنهایة ۳/۵۹.

سب سے پہلے اسلام لانے والے سات افراد یہ ہیں حضور ﷺ، ابوبکرؓ، خبابؓ، صہیبؓ، بلالؓ، عمارؓ اور ان کی والدہ سمیہ ام عمارؓ۔ حضور اقدس ﷺ کی حفاظت تو آپ کے چچا جناب ابو طالب نے فرمائی۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ کی حفاظت ان کے ہم قوم لوگوں نے کی۔

بقیہ لوگوں کو قریش مکہ نے لوہے کی زر ہیں پہنائیں اور ان کو تپتی دھوپ میں ڈالا۔ جو اللہ نے ان کی قسمت میں لکھا تھا اس کے مطابق انہوں نے بہت تکالیف اٹھائیں۔ جب شام کا وقت ہوتا تو ملعون ابو جہل ایک برچھی ساتھ لے کر آتا اور ان مسلمانوں کو گالیاں دیتا اور ان کو ڈانٹ ڈپٹ کرتا (اور برچھی چبھو چبھو کر تکلیف دیتا تھا)۔[1]

۴۵۴- محمد بن علی الیقطینی، حسین بن عبداللہ الرقی، حکیم بن سیف، عبیداللہ بن عمرو، عبدالکریم، ابی عبیدہ محمد بن عمار کی سند سے مروی ہے حضرت عمارؓ کو اپنے معبودوں کی تعریف کرنے پر مجبور کیا۔ جب رسول اللہ ﷺ آئے اور ان سے آپ کی ملاقات ہوئی تو آپ ﷺ نے پوچھا پیچھے سے کیا معاملہ پیش آیا۔ عرض کیا یا رسول اللہ! بہت برا معاملہ پیش آیا مجھے انہوں نے اس وقت تک نہیں چھوڑا جب تک آپ نہیں آگئے اور میں ان کے معبودان باطلہ کی تعریف کر بیٹھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: تم اپنے دل کو کیسا پاتے ہو؟ عرض کیا: میرا دل ایمان پر مطمئن اور مضبوط ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اگر دوبارہ وہ ستائیں تو تم پھر بھی (مجبوراً) کہہ سکتے ہو۔[1]

۴۵۵- محمد بن احمد بن علی، محمد بن یوسف بن طباع، ابونعیم، سفیان، ابواسحٰق، ہانی بن ہانی کے سلسلۂ سند سے حضرت علیؓ کا قول مروی ہے:

ایک بار حضرت عمارؓ نے آپ علیہ السلام سے اندر آنے کی اجازت طلب کی تو آپ ﷺ نے اجازت مرحمت فرما کر مرحبا بالطیب المطیب فرمایا۔ یعنی خوش آمدید پاکیزہ شخص کو۔[2]

زہیر اور شریک وغیرہ نے ابی اسحاق سے اس کو روایت کیا ہے۔

۴۵۶- ابو عمرو بن حمدان، حسن بن سفیان، عبداللہ بن عامر بن زرارۃ، یحییٰ بن ذکریا، عن ابیہ، ابواسحٰق، ہانی بن ہانی کے سلسلۂ سند سے حضرت علیؓ سے منقول و مروی ہے:

حضرت عمارؓ کبھی اس سے اور کبھی اس سے سورتیں یاد کرتے تھے۔ یہ بات نبی کریم ﷺ کو ذکر کی گئی تو آپ ﷺ نے عمار کو فرمایا: تم ایسا کیوں کرتے ہو؟ حضرت عمارؓ نے عرض کیا: کیا آپ نے سنا کہ میں نے کبھی غیر قرآن کو قرآن کے ساتھ خلط ملط کر دیا ہو؟ آپ نے فرمایا: نہیں تو آپؓ نے عرض کیا: یہ سارا طیب ہے۔[3]

۴۵۷- سلیمان بن احمد، عباس بن حمدان، محمد بن سعید بن سوید کوفی، سعید بن سوید کوفی، عبدالرحمٰن بن قاسم، ابوامامہ کے سلسلۂ سند سے حضرت عمارؓ بن یاسر کا قول مروی ہے، فرمایا:

تین باتیں جس نے حاصل کر لیں گویا اس نے اپنے ایمان کی تکمیل کر لی۔ آپ کے کسی ساتھی نے عرض کیا: اے ابوالیقظان! وہ کون سی تین باتیں ہیں جن کے متعلق آپ کا خیال ہے کہ وہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمائی ہیں۔ آپؓ نے فرمایا: جس نے کم میں سے خرچ کیا، اپنے نفس سے انصاف کیا اور عالم کو سلام کیا۔ (اس نے اپنے ایمان کی تکمیل کر لی۔)[4]

۴۵۸- محمد بن احمد بن حسن، ابوشعیب حرانی، ابوجعفر نفیلی، محمد بن سلمۃ، محمد بن اسحٰق، محمد بن یزید بن خثیم، محمد بن کعب قرظی، ابو بدیل بن خثیم کے سلسلۂ سند سے عمارؓ بن یاسر کا قول مروی ہے:

میں اور علیؓ غزوۂ عشیرہ میں جاتے ہوئے شب کو ایک کھجور کے درخت کے نیچے مٹی پر سو گئے۔ آپ ﷺ نے خود آ کر علی کو اپنے

۱۔ المستدرک ۳/۳۵۷. ونصب الرایۃ ۴/۱۵۸.

۲۔ سنن الترمذی ۳۷۹۸، وسنن ابن ماجۃ ۱۴۶، والمستدرک ۳/۳۸۸. والمسند لاحمد بن حنبل ۱/۱۲۶، ۱۳۰. ومشکاۃ المصابیح ۶۲۲۲.

۳۔ کنز العمال ۳۱۱۴۲.

۴۔ مجمع الزوائد ۱/۵۷.

قدم مبارک سے بیدار فرمایا، اس وقت ہمارے جسم خاک آلود تھے۔

۴۵۹-سلیمان بن احمد، اسحق بن ابراہیم، عبدالرزاق، ثوری، اعمش، عمرو بن مرۃ کے سلسلۂ سند سے عبداللہ بن سلمۃ کا قول مروی ہے:

حضرت علی نے حمام سے نکلنے والے دو شخصوں سے سوال کیا کہ تم کون ہو؟ انہوں نے کہا: ہم مہاجرین میں سے ہیں۔ علیؓ نے فرمایا: تم کاذب ہو کیوں کہ مہاجر تو عمار بن یاسر ہیں۔

۴۶۰-حضور ﷺ کا معجزہ...... جعفر بن محمد بن عمرو، ابوحصین وادعی، یحیی بن الحمانی، خالد بن عبداللہ، عطاء بن سائب کے سلسلۂ سند سے ابوالبختری اور میسرۃ کا قول مروی ہے:

حضرت عمارؓ کو جنگِ صفین کے روز دودھ پیش کیا گیا۔ آپؓ نے نوش کر کے فرمایا: آپ ﷺ کے فرمان کے مطابق اس کے بعد میرے بطن میں کوئی چیز نہیں جائیگی۔ اس کے بعد عمارؓ قتال میں مشغول ہو گئے اور بالآخر قتال کرتے کرتے دنیا سے چلے گئے۔[۱]

۴۶۱-سلیمان بن احمد، حسن بن علی عمیری، محمد بن سلیمان بن ابی رجاء، ابومعشر جعفر بن عمرو الضمری کے سلسلۂ سند سے ابوسنان دوئلیؓ کا قول مروی ہے:

میں نے دیکھا کہ صفین کے روز عمارؓ نے دودھ طلب فرمایا۔ چنانچہ دودھ لایا گیا تو فرمایا: اللہ اور اس کے رسول نے سچ کہا۔ آج میں بھی اپنے دوستوں سے ملاقات کا متمنی ہوں۔ آپ ﷺ کے بقول یہ میری آخری غذا ہے۔ پھر فرمایا خدا کی قسم اگر دشمن ہمیں عبرت ناک شکست بھی دیدے اور ہمیں مقام ہجر کی چوٹیوں تک دھکیل دے تو پھر بھی میں ان کا حق پر ہونا تسلیم نہیں کروں گا۔[۲]

۴۶۲-ابواحمد محمد بن اسحق عسکری، احمد بن سہل بن ایوب، سہیل بن عثمان، عبداللہ بن نمیر، موسیٰ بن محمد انصاری، ابوملیح انصاری کے سلسلۂ سند سے حضرت علیؓ سے منقول ہے:

میں نے آپ ﷺ کے سامنے حضرت عمارؓ کا ذکر کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: کہ یہ تمہارے ساتھ ایک عظیم معرکہ میں شریک ہونگے، جس کا بہت اجر اور بہت تذکرہ ہوگا اور اس کی تعریف اچھی شی ہے۔[۳]

۴۶۳-محمد بن مظفر، احمد بن سعید بن عروۃ، احمد بن عثمان بن حکیم، قبیصہ، سفیان، سدی، عبداللہ البہی کے سلسلۂ سند سے ابن عمرؓ کا قول مروی ہے۔ (جنگ صفین میں) حضرت عمار کے سوا میں کسی کو نہیں جانتا کہ وہ اللہ اور یوم آخرت کیلئے لڑنے نکلا ہو۔

۴۶۴-محمد بن اسحق بن ابراہیم، احمد بن سہل بن ایوب، علی بن بحر، سلمۃ بن ابرش، عمران طائی، کے سلسلۂ سند سے انسؓ بن مالک کا قول مروی ہے: فرمان رسول ہے:

جنت چار افراد عمار، علی، سلمان اور مقداد کی مشتاق ہے۔ رضی اللہ عنہم اجمعین۔[۴]

۴۶۵-محمد بن احمد بن حسن، بشر بن موسیٰ، خلاد بن یحیی، سفیان، اعمش، ابراہیم تیمی کے سلسلۂ سند سے حارث بن سوید کا قول مروی ہے:

ایک شخص نے حضرت عمرؓ کے سامنے حضرت عمارؓ کی برائی کی۔ حضرت عمارؓ کو جب معلوم ہوا تو فرمایا اے اللہ اگر وہ جھوٹا ہے تو اسے دونوں گھاٹیوں کے بیچ میں روند ڈال اور اور اس کیلئے دنیا کشادہ فرما۔

۴۶۶-ابوبکر بن مالک، عبداللہ بن احمد بن حنبل، احمد بن حنبل، عبدالرحمٰن بن مہدی، اسود بن شیبان کے سلسلۂ سند سے خالد بن نمیر کا

۱۔ تاریخ بغداد ۱/۱۵۲۔ ۲۔ اتحاف السادۃ المتقین ۱۰/۳۳۰. ومجمع الزوائد ۹/۲۹۸.

۳۔ الجامع الکبیر للسیوطی ۴۲۹۶. وکنز العمال ۳۳۵۳۹.

۴۔ المعجم الکبیر للسیوطی ۶/۲۶۴، ومجمع الزوائد ۹/۱۱۷. ۳۰۷.

قول مروی ہے:

حضرت عمارؓ بہت زیادہ خاموش طبع اور انتہائی افسردہ رہتے تھے۔ وہ اکثر فتنوں سے اللہ کی پناہ طلب کرتے تھے۔

۴۶۷-ابوبکر بن مالک، عبداللہ بن احمد بن حنبل، احمد بن حنبل، جریر، ابوسنان، عبداللہ بن ابی ہذیل کا قول مروی ہے:

حضرت ابن مسعود نے گھر تعمیر کروایا تو حضرت عمارؓ کو اس کی زیارت کے لئے مدعو کیا۔ حضرت عمارؓ نے گھر دیکھ کر فرمایا مضبوط عمارت تعمیر کی ہے۔ آپ کی امیدیں لمبی لیکن موت قریب ہے۔

۴۶۸-حضرت عمارؓ کا رضائے الٰہی کی جستجو کرنا......احمد بن جعفر بن حمدان، عبداللہ بن احمد بن حنبل، داؤد بن عمرو وازرق بن علی، حسان بن ابراہیم، محمد بن سلمۃ بن کہیل، سلمۃ، ذر سعید بن عبدالرحمٰن ابذی کا قول مروی ہے:

حضرت عمار نے ایک روز دریائے فرات کے کنارہ چلتے ہوئے فرمایا

اے باری تعالیٰ اگر مجھے علم ہو کہ آپ کو مجھ سے زیادہ راضی کرنے والی شیء یہ ہے کہ میں گر کر اپنے آپ کو ہلاک کردوں تو میں اس کیلئے بصد خوشی تیار ہوں اور اگر مجھے علم ہو کہ مجھ سے آپ کو راضی کرنے والی بات یہ ہے کہ میں اس فرات میں چھلانگ لگا کر غرق ہو جاؤں تو میں کر گزروں گا۔

(۲۳) خباب بن الارت[۱]

آپ کا مکمل نام ابوعبداللہ خباب بن الارت مولیٰ بنی زہرہ ہے۔ آپ خوشی سے اسلام قبول کرنے والے، طیب قلب سے ہجرت کرنے والے، پوری زندگی جہاد میں بسر کرنے والے، اسلام کے خاطر مصائب پیش آنے پر صبر وشکر سے کام لینے والے اور فقراء مہاجرین وسابقین میں سے تھے۔ آپ علیہ السلام کے ساتھ مجالست اختیار کرنے اور ذکر الٰہی سے انس حاصل کرنے والے تھے۔ بعض مواقع پر آپ اور آپ کے ساتھیوں کے بارے میں قرآنی آیات نازل ہوئیں۔

۴۶۹-ابوحامد احمد بن محمد بن سنان، محمد بن اسحٰق الثقفی، عبداللہ بن عمر، محمد بن فضیل، عن ابیہ کے سلسلۂ سند سے کردوس الغطفانی کا قول مروی ہے:

خباب بن الارت چھٹے نمبر پر اسلام لائے تھے۔

۴۷۰-سلیمان بن احمد، محمد بن عبداللہ حضرمی، حسن بن علی حلوانی، یحیٰ بن آدم، وکیع، عن ابیہ، ابی اسحٰق کے سلسلۂ سند سے معدی کرب کا قول مروی ہے: معدی کربؒ کہتے ہیں:

ایک مرتبہ ہم عبداللہؓ بن مسعود کے پاس حاضر ہوئے اور ان سے سورۂ شعراء پڑھنا چاہی۔ حضرت عبداللہؓ نے فرمایا: یہ میرے پاس نہیں ہے اس کو تم ابوعبداللہ خباب بن الارت سے حاصل کرو۔

۴۷۱-مسعد بن محمد الصیرفی، محمد بن عثمان بن ابی شیبہ، سعید بن عمرو اشعثی، سفیان بن عیینہ، مسعر، قیس بن مسلم کے سلسلۂ سند سے طارق

۱- طبقات ابن سعد ۳/۱۶۴، ۶/۱۲، والتاریخ الکبیر ۳/ت ۷۳۰، والجرح ۳/ت ۱۸۱۷، والاستیعاب ۲/۴۳۷، والمجمع ۱/۱۲۴، واسد الغابة ۲/۹۸، وسیر النبلاء ۲/۳۲۳، والکاشف ۱/۲۷۷، والاصابة ۱/۴۶۶، وتهذیب الکمال ۸/۲۱۹.

ابن شہاب کا قول مروی ہے:

خباب مہاجرین اولین میں سے تھے۔ اللہ کے راستے میں انہوں نے بڑی تکالیف برداشت کیں۔

۴۷۲۔ احمد بن محمد بن جبلہ، ابوعباس سراج، اسحٰق بن ابراہیم الحنظلی، جریر، بیان بن بشر کے سلسلۂ سند سے شعبیؒ کا قول مروی ہے:

حضرت عمرؓ نے حضرت خبابؓ سے کفار کی طرف سے پہنچنے والی تکالیف کے بابت سوال کیا؟ خبابؓ نے حضرت عمرؓ کو اپنی پشت دکھائی تو حضرت عمرؓ نے فرمایا ایسی پشت تو میں نے کبھی نہیں دیکھی۔ خباب نے فرمایا: میری اس پشت کو آگ میں داغا جاتا تھا اور آگ کو میری پشت کی چربی بجھاتی تھی۔

۴۷۳۔ عبداللہ بن جعفر بن اسحٰق موصلی، محمد بن احمد بن مثنیٰ، جعفر بن عون، اسماعیل بن ابی خالد، قیس کے سلسلۂ سند سے خباب کا قول مروی ہے:

ایک روز آپ ﷺ خانہ کعبہ کے سایہ میں لیٹے ہوئے تھے کہ ہم نے آپ سے دعاء کی درخواست کی؟ آپ ﷺ سرخ چہرہ لئے ہوئے بیٹھ گئے اور فرمایا: تم سے پہلے جو مسلمان تھے ان میں کسی کو بھی پکڑا جاتا اور دو ٹکڑے کر دیا جاتا تھا لیکن پھر بھی اس کو اس کے دین سے کوئی شیٔ نہیں روک سکتی تھی۔ یا کسی کا لوہے کی کنگھی کے ساتھ گوشت ادھیڑا جاتا اور اس کو اس کے دین سے کوئی شیٔ نہیں روک سکتی تھی۔ جبکہ اللہ پاک اس دین کے ماننے والوں کیلئے ایسا امن قائم فرمادے گا کہ تم میں سے کوئی بھی سوار صنعاء سے حضر موت تک سفر کرے گا اور اس کو خدا کے سواء کسی کا خوف نہیں ہوگا اور بھیڑیا بکریوں پر نگہبانی کرے گا۔ لیکن بات یہ ہے کہ تم ایک جلد باز قوم ہو۔[1]

۴۷۴۔ سلیمان بن احمد، محمد بن یحیٰی بن مندۃ، خالد بن یوسف سمتی، ابوعوانہ، مغیرۃ، شعبی کے سلسلۂ سند سے خباب کا قول مروی ہے:

کوئی شخص ایسا نہ تھا کہ مشرکین عذاب والے دن اس سے جو سوال کرتے وہ مان لیتا تھا سوائے خبابؓ کے۔ آپؓ فرماتے ہیں مشرکین مکہ مجھے گرم پتھر پر لٹا کر بھی مجھ سے کسی بات کی امید نہیں رکھتے تھے۔

۴۷۵۔ حضرت خبابؓ کی تکالیف...... عبداللہ بن جعفر، یونس بن حبیب، ابوداؤد، شعبہ، ابواسحٰق کے سلسلۂ سند سے حارثہ بن مضرب کا قول مروی ہے:

ایک روز ہم خباب کے پاس گئے تو وہ (جگہ جگہ سے) داغے ہوئے تھے۔ انہوں نے فرمایا: ابتداء اسلام میں سب سے زیادہ تکالیف مجھے دی گئیں۔ آپ ﷺ کے زمانہ میں میرے پاس ایک درہم بھی نہیں ہوتا تھا اور آج میرے پاس اس گھر کے کونے میں چالیس ہزار درہم ہیں۔ اگر آپ ﷺ کی طرف سے موت کی تمنا کرنا ممنوع نہ ہوتا تو میں ضرور موت کی تمنا کرتا۔

۴۷۶۔ ابوبکر بن مالک، موسیٰ بن اسحٰق انصاری، عبدالحمید بن صالح، ابوشہاب، اعمش، ابواسحٰق کے سلسلۂ سند سے حارثہ بن مضرب کا قول مروی ہے:

ہم حضرت خبابؓ کے پاس گئے ہم نے خباب کو دیکھا کہ ان کے بطن کو سات جگہوں سے داغا گیا ہے۔ خباب نے فرمایا اگر موت کی تمنا کرنا شرعاً ممنوع نہ ہوتا تو میں مشرکین مکہ کی تکالیف کی وجہ سے موت کی تمنا کرتا۔[2] کسی نے کہا آپ نبی کریم ﷺ کی صحبت اور آپ ﷺ کی خدمت میں حاضری کی شروعات بتائیں۔ آپؓ نے اس کے بجائے فرمایا: مجھے اس بات کا ڈر ہے کہ آپ ﷺ کے پاس جانے تک یہ دراہم میرے پاس باقی نہ رہ جائیں...... یہ چالیس ہزار درہم گھر میں رکھے ہوئے ہیں۔

۱۔ السنن الکبری للبیہقی ۹/۵، ۱۰/۲۰۲، ودلائل النبوۃ للبیہقی ۶/۳۱۷، واتحاف السادۃ المتقین ۹/۱۴۳۔

۲۔ صحیح البخاری ۹/۱۰۴، وسنن أبی داؤد باب ۱۳ من الجنائز، وسنن رواہ النسائی ۴/۳، وسنن ابن ماجہ ۴۲۶۵، والمستدرک ۳/۳۸۳. وکشف الخفا ۲/۵۲۵.

۴۷۷-سلیمان بن احمد، مقدام بن داؤد، اسد بن موسیٰ، ابوبکر بن مالک، عبداللہ بن احمد بن حنبل، احمد بن حنبل و یحییٰ بن آدم، اسرائیل، ابو اسحٰق کے سلسلۂ سند سے حارثہ بن مضرب کا قول مروی ہے:

ہم حضرت خبابؓ کے پاس گئے ہم نے خباب کو دیکھا کہ ان کو سات جگہوں سے داغا گیا ہے۔خباب نے فرمایا اگر موت کی تمنا کرنے سے نبی کریم ﷺ نے منع نہ فرمایا ہوتا تو میں موت کی تمنا کرتا۔

یحییٰ بن آدم یہ اضافہ کرتے ہیں کہ حضرت خبابؓ نے فرمایا: میں نے نبی کریم ﷺ کے زمانہ میں اپنے کو دیکھا تھا کہ ایک درہم بھی میرے پاس نہ ہوتا تھا اور اب میرے گھر کے کونے میں چالیس ہزار درہم رکھے ہوئے ہیں۔پھر آپؓ کا کفن لایا گیا تو آپؓ رو پڑے اور فرمانے لگے حضرت حمزہؓ کے کفن کیلئے سوائے ایک چادر کے کچھ نہ تھا جب اس کے ساتھ سر ڈھانکا جاتا تو پاؤں کھل جاتے تھے اور جب پاؤں پر اس کو ڈالا جاتا تو سر کھل جاتا......حتیٰ کہ وہ چادر ان کے سر کی طرف کر دی گئی اور ان کے قدموں پر اذخر کے پتے ڈال دیئے گئے۔

۴۷۸-عبداللہ بن محمد بن جعفر، عبداللہ بن محمد بن عبدالعزیز، سعید بن یحییٰ بن سعید، ابن ادریس، عن ابیہ ادریس، منہال بن عمر کی سند سے مروی ہے ابی وائل شقیق بن سلمہ فرماتے ہیں ہم خبابؓ کے مرض الوفاۃ میں ان کی خدمت میں حاضر ہوئے۔انہوں نے فرمایا اس تابوت میں اسی ہزار درہم ہیں، خدا کی قسم نہ تو میں نے ان کو دھاگہ سے باندھا اور نہ ہی کسی سائل کو ان سے محروم کیا۔اسکے بعد رونے لگے۔ہم نے عرض کیا: آپ کیوں روتے ہیں؟ فرمایا: اس لئے روتا ہوں کہ میرے ساتھی چلے گئے اور دنیا ان پر کوئی قدغن نہ لگا سکی اور ہم ان کے بعد رہ گئے ہیں اور ان دراہم کیلئے ہم مٹی کے سوا کوئی جگہ نہیں پاتے ہیں۔

ابواسامہ ادریس سے نقل کرتے ہیں کہ آپؓ نے یہ بھی فرمایا: میری خواہش ہے کہ یہ دراہم مینگنیاں وغیرہ ہوتے۔

۴۷۹-محمد بن احمد بن حسن، بشر بن موسیٰ، حمیدی، سفیان، ابوحاتم عبدالصمد بن محمد خطیب استراباذی، ابونعیم عبدالملک بن محمد بن عدی، اسحٰق بن ابراہیم طلقی و عفان بن سیار، مسعر بن کدام، قیس بن مسلم کے سلسلۂ سند سے طارق بن شہاب کا قول مروی ہے:

کچھ اصحاب رسول ﷺ نے حضرت خباب کی عیادت کی اور کہنے لگے: اے ابوعبداللہ! آپ کو خوش خبری ہو کہ کل آپ اپنے دوستوں اور بھائیوں سے ملنے والے ہیں۔حضرت خباب یہ سن کر رونے لگے اور فرمایا: مجھے اور کوئی غم نہیں، غم ہے تو اس بات کا کہ تم نے ایسی قوم کا ذکر کیا ہے اور مجھے ان کا بھائی کہا ہے کہ وہ تو اپنا پورا پورا اجر لے گئے اور مجھے خوف ہے کہ میرے گزشتہ اعمال کا ثواب بس وہی ہو جو مجھے اس دنیا میں مل گیا۔روایت میں عفان کے الفاظ ہیں۔

۴۸۰-عبدالرحمٰن بن عباسی، ابراہیم بن اسحٰق حربی، ابونعیم، عیسیٰ بن مسیب، قیس بن ابی حازم کا قول مروی ہے:

میں حضرت خبابؓ کے پاس حاضر ہوا ان کا جسم سات جگہوں سے آگ سے داغا ہوا تھا۔آپؓ نے فرمایا: اے قیس! اگر میں نے رسول اکرم ﷺ سے نہ سنا ہوتا کہ آپ نے موت کی دعا مانگنے سے منع فرمایا ہے تو میں ضرور اس کی دعا کرتا۔

۴۸۱-محمد بن احمد بن حسن، بشر بن موسیٰ، حمیدی، سفیان، اسماعیل بن ابی خالد کے سلسلۂ سند سے قیس کا قول مروی ہے:

ہم حضرت خبابؓ کی عیادت کو گئے۔آپؓ کو پیٹ میں سات جگہوں پر داغا گیا تھا۔اگر ہم نے رسول اکرم ﷺ سے نہ سنا ہوتا کہ آپ نے موت کی دعا مانگنے سے منع فرمایا ہے تو میں ضرور اس کی دعا کرتا۔پھر فرمایا: ہم سے پہلے لوگ گزر گئے اور انہوں نے دنیا سے کچھ نہ لیا۔ہم ان کے بعد باقی بچ گئے ہیں اور ہم کو اس قدر دنیا ملی ہے کہ ہم میں سے کوئی نہیں جانتا کہ اس کو کہاں خرچ کرے

ا۔ صحیح البخاری ۹/۱۰۴، وسنن أبي داؤد باب ۱۳ من الجنائز، وسنن رواه النسائي ۴/۳، وسنن ابن ماجه ۴۲۶۵، والمستدرک ۳/۳۴۳. وکشف الخفا ۲/۵۲۵.

سوائے اس کے کہ اس کو مٹی کی نذر کردے (تعمیر وغیرہ میں)۔لیکن مسلمان کو ہر جگہ خرچ کرنے کا اجر ملتا ہے سوائے مٹی میں لگانے کے۔

۴۸۲-ابوبکر طلحی ،عبید بن غنام ،ابوبکر بن ابی شیبہ،احمد بن مفضل ،اسباط بن نصر ر،سدی ،ابوسعید ازدی ،ابوالکنود کے سلسلہ سند سے خباب کا قول مروی ہے:

ایک بار اقرع بن حابس تیمی اور عیینہ بن حصن الفزاری آپ ﷺ کے پاس آئے۔اس وقت عمار ،صہیب ،بلال اور خباب آپؐ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے۔وہ دونوں کہنے لگے ہمارے آنے کے وقت غرباء کو آپ اپنے پاس سے اٹھا دیا کریں۔آپ ﷺ نے ہاں بھر دی۔

پھر انہوں نے کہا آپ ﷺ ہمارے لئے اپنے ذمہ ایک معاہدہ کسی چیز پر لکھوا دیں چنانچہ آپ ﷺ نے صحیفہ اور حضرت علیؓ کو لکھنے کے لئے طلب فرمایا۔بلال وغیرہ اس وقت ایک گوشہ میں بیٹھے تھے۔اچانک حضرت جبرئیل امین یہ آیات لے کر نازل ہوئے:

و لاتطرد الذین یدعون ربھم بالغداۃ و العشی یریدون وجھہ ماعلیک من حسابھم من شیٔ و مامن حسابک علیھم من شیٔ فتطردھم فتکون من الظالمین و کذالک فتنابعضھم ببعض لیقولوا أھؤلاء من اللہ علیھم من بیننا الیس اللہ بأعلم من الشاکرین و اذاجائک الذین یؤمنون بآیاتنا (الانعام ۵۲تا۵۴)

"اور جو لوگ صبح وشام اپنے پروردگار سے دعا کرتے ہیں (اور) اسکی ذات کے طالب ہیں ان کو (اپنے پاس سے) مت نکالو ان کے حساب (اعمال) کی جواب دہی تم پر کچھ نہیں اور تمہارے حساب کی جواب دہی ان پر کچھ نہیں (بس ایسا نہ کرنا)۔اگر ان کو نکالو گے تو ظالموں میں سے ہو جاؤ گے۔اسی طرح ہم نے بعض لوگوں کی بعض سے آزمائش کی ہے کہ (جو دولتمند ہیں وہ غریبوں کی نسبت) کہتے ہیں کیا یہی لوگ ہیں جن پر خدا نے ہم میں سے فضل کیا ہے! (خدا نے فرمایا) بھلا خدا کیا شکر کرنے والوں سے واقف نہیں ہے"

عمار وغیرہ کہتے ہیں کہ مذکورہ آیات کے نزول کے بعد آپ ﷺ نے وہ صحیفہ پھینک کر ہمیں بلا لیا۔جب ہم آپ ﷺ کے پاس پہنچے تو آپ ﷺ نے فرمایا تم پر سلامتی ہو۔پھر ہم آپ ﷺ کے اس قدر قریب ہو کر بیٹھ گئے کہ ہمارے گھٹنے آپ ﷺ کے گھٹنوں کے ساتھ مل گئے۔یوں رسول اللہ ﷺ ہمارے ساتھ بیٹھنے لگے۔جب آپ اٹھنے کا ارادہ کرتے تو ہم کو چھوڑ کر کھڑے ہو جاتے۔اس کے بعد پھر اللہ نے درج ذیل قرآنی آیات نازل فرمائیں:

و اصبر نفسک مع الذین یدعون ربھم بالغداۃ و العشی یریدون وجھہ و لاتعد عیناک عنھم (الکہف ۲۸)

(ترجمہ) اور جو لوگ صبح وشام اپنے پروردگار کو پکارتے ہیں اور اس کی خوشنودی کے طالب ہیں ان کے ساتھ اپنے آپ کو پابند کرو اور تمہاری نگاہیں ان سے (گزر کر اور طرف) نہ دوڑیں۔

اس کے بعد آپ ﷺ کا یہ حال ہو گیا کہ ہم آپ ﷺ کے ساتھ بیٹھا کرتے تھے جب ہم آپ کے اٹھنے کا وقت جان لیتے تو ہم خود ہی اٹھ جاتے اور پھر آپ ﷺ اٹھ کر تشریف لے جاتے تھے ورنہ ہمارے اٹھنے سے پہلے کبھی نہ اٹھا کرتے تھے۔

۴۸۳-حضرت علیؓ کی حضرت خبابؓ کو خراج تحسین ......سلیمان بن احمد ،محمد بن عبداللہ حضرمی ،محمد بن عبدالملک واسطی ،معلی بن عبدالرحمٰن ،منصور بن ابی الاسود ،اعمش کے سلسلۂ سند سے زید بن وہب کا قول مروی ہے:

زید فرماتے ہیں صفین سے واپسی پر ہم حضرت علی کے ساتھ تھے ،باب کوفہ کے نزدیک پہنچ کر ہمیں سات قبریں نظر آئیں ،

حضرت علیؓ نے ان کے بارے میں معلومات لیں۔ لوگوں نے کہا: اے علی! آپ کے صفین کی طرف تشریف لے جانے کے بعد حضرت خباب کی وفات ہوگئی۔ انہوں نے اسی جگہ کوفہ کی پشت پر تدفین کی وصیت کی تھی۔ اس وقت حضرت علیؓ نے فرمایا:

رغبت سے اسلام لانے والے، خوشی سے ہجرت کرنے والے اور مجاہد بن کر زندگی گزارنے والے خباب پر اللہ رحم فرمائے۔ اسلام کے خاطر انہوں نے سخت تکالیف برداشت کیں۔ عمل صالح کرنے والے انسان کے اجر کو اللہ ضائع نہیں کرتا۔ اس کے بعد فرمایا آخرت کو یاد کرنے والے، حساب کے لئے عمل کرنے والے، قلیل پر گزارہ کرنے والے اور اللہ سے راضی ہونے والے کے لئے خوشخبری ہے۔

(۴۴) بلال بن رباحؓ[1]

آپ سید، عابد، گوشہ نشین، حضرت صدیق اکبر کے آزاد کردہ غلام، صاحب فضل، دین کے بارے میں تکالیف برداشت کرنے والے، آپ ﷺ کے خازن اور متوکل انسان تھے۔

بعض کا قول ہے علائق کو ختم کر کے وثائق کے حصول کا نام تصوف ہے۔

۴۸۵- ابوبکر الطلحی، حسین بن جعفر، احمد بن یونس، عبدالعزیز الماجشون، ابن المنکدر، کی سند سے مروی ہے کہ حضرت جابرؓ فرماتے ہیں حضرت عمرؓ بن الخطاب فرمایا کرتے تھے: ابوبکرؓ ہمارے سردار ہیں جنہوں نے ہمارے دوسرے سردار حضرت بلالؓ کو آزاد کریا۔

۴۸۶- حبیب الحسن، سہل بن ابی سہل، محمد بن عبداللہ، یزید بن ہارون، حسام بن مصک، قتادہ، قاسم بن ربیعہ، زید بن ارقم سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بلالؓ بہترین انسان ہیں اور مؤذنوں کے سردار ہیں۔[2]

۴۸۶- **حضرت بلال حبشیؓ کا اسلام کی خاطر تکالیف اٹھانا**..... حبیب بن الحسن، محمد بن یحیی، احمد بن محمد بن ایوب، ابراہیم بن سعد، محمد بن اسحاق، ہشام بن عروہ بن الزبیر عن ابیہ کی سند سے مروی ہے کہ حضرت ورقہ بن نوفل حضرت بلال کے پاس سے گزرے۔ حضرت بلالؓ کو عذاب دیا جارہا تھا۔ جبکہ حضرت بلالؓ کی زبان پر یہ کلمات جاری تھے: "احد احد" اللہ ایک ہے اللہ ایک ہے۔ ورقہ نے حضرت بلال کو کہا اے بلال "احد احد" کرتے رہو۔ پھر حضرت ورقہ امیہ بن خلف کی طرف متوجہ ہوئے۔ جو حضرت بلال کو یہ تکالیف دے رہا تھا۔ اس کو فرمایا: اگر تو نے اس کو ان تکلیفوں کی بھینٹ چڑھا کر مار دیا تو میں قسم اٹھاتا ہوں کہ اس کو حنان بناؤں گا۔

ایک مرتبہ حضرت ابوبکر صدیقؓ حضرت بلالؓ کے پاس سے گزرے اور وہ مشرک آپؓ کے ساتھ یہ ظالمانہ سلوک کررہا تھا۔ حضرت ابوبکرؓ نے امیہ کو کہا: کیا تو اس مسکین کے بارے میں اللہ سے نہیں ڈرتا؟ کب تک تو یہ سلسلہ جاری رکھے گا؟ امیہ نے کہا تم نے ہی اس کو خراب کیا ہے کہ (اپنے پہلے دین سے پھیر دیا)۔ لہذا اب تم ہی اس کو اس تکلیف سے آزاد کراؤ۔ حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا: میں اس کو آزاد کراؤں گا۔ میرے پاس ایک حبشی غلام ہے جو اس سے زیادہ طاقت ور اور مضبوط ہے اور وہ تمہارے مشرکانہ دین پر ہے۔ وہ میں تم کو دیتا ہوں ...... تم مجھے بلال دیدو۔ امیہ نے اس کو قبول کرلیا۔ لہذا حضرت صدیقؓ نے بلالؓ کے ساتھ اس کا تبادلہ

۱۔ طبقات ابن سعد ۳/۲۳۲، ۷/۳۸۵، والتاریخ الکبیر ۲/۱/۱۰۶. والجرح ۱/۱/۳۹۵، والاستیعاب ۱/۱۷۸، ۱۸۲، واسد الغابة ۱/۲۰۶، ۲۰۹، والکاشف ۱/۱۶۵. وسیر النبلاء ۱/۳۴۷، ۳۶۰، والاصابة ۱/۱۶۵، وتهذیب الکمال ۴/۲۸۸.

۲۔ المستدرک ۳/۲۸۵، والمعجم الکبیر للطبرانی ۵/۲۱۳ والکامل لابن عدی ۲/۸۴۰. ومجمع الزوائد ۱/۳۲۶، ۹/۳۰۰، وتاریخ ابن عساکر ۳/۳۱۳، ۱۰/۳۲۹ (التهذیب).

کیا اور پھر فوراً آزاد کردیا۔ اس کے بعد حضرت صدیق نے مکہ سے ہجرت سے قبل ایسے ہی چھ اور مسلمانوں کو آزاد کرایا۔ حضرت بلالؓ ان میں سب سے اول تھے۔

محمد بن اسحاقؒ فرماتے ہیں ابوبکرؓ کے آزاد کردہ غلام حضرت بلالؓ کا تعلق قبیلہ بنی جمح سے تھا۔ آپؓ نے انہی کے ہاں پرورش پائی تھی۔ آپ کا نام بلال بن رباح تھا۔ رباح آپ کی والدہ کا نام تھا۔ آپ اسلام کے سچے بندے تھے۔ قلب کے پاکیزہ شخص تھے امیہ بن خلف آپؓ کو تپتی دھوپ میں مکہ کی سنگلاخ وادی بطحاء میں لے جاتا اور پشت کے بل چت لٹا دیتا تھا پھر آپ کے سینے پر پتھر کی بڑی چٹان رکھ دیتا تھا۔ پھر کہتا کہ تم اسی حال میں رہو گے...... حتیٰ کہ مر جاؤ یا محمد کو جھٹلاؤ اور لات وعزیٰ کی پرستش کرو۔ لیکن آپؓ مجسم صبر واستقلال کے پہاڑ تھے کہ مصیبتیں سہتے ہوئے بھی "احد احد" کہتے رہتے۔

حضرت عمارؓ نے مذکورہ باتوں پر مشتمل حضرت بلالؓ کے بارے میں اشعار کہے:۔

اللہ تعالیٰ بلال اور ان کے آزاد کنندہ ابوبکر کو بہترین جزاء عطاء فرمائے اور ان کے مخالفین ابوجہل اور رفقاء کو رسوا کرے۔ انہوں نے بلال کی زندگی کو ان کے لئے اذیت ناک بنا دیا تھا۔ اور ان کے قلب خوف خدا سے کلیۃً خالی تھے جب کہ کوئی ذی عقل اس سے غافل نہیں ہوتا۔ ذی عقل رب الانام کی توحید کا قائل ہوتا ہے اور کہتا ہے کہ میں شہادت دیتا ہوں کہ اللہ میرا اکیلا رب ہے۔ اس ذی عقل نے نے فرمایا میں قتل کے خوف سے شرک کو اختیار نہیں کرسکتا۔ اے ابراہیم، یونس، موسیٰ اور عیسیٰ کے رب! میرے دشمنوں کا صفایا فرمادے۔ جو آل غالب میں سے ہیں، وہ ظلم وسرکشی کے سایہ میں پلتے ہیں اور عدل سے ان کا کوئی واسطہ نہیں ہوتا۔

۴۸۷۔ محمد بن احمد بن حسن، محمد بن عثمان بن ابی شیبہ، عن ابیہ عثمان بن ابی شیبہ، عن عمی ابی بکر، ابن ابی بکیر، زائدۃ، عاصم، عن زرؓ کے سلسلۂ سند سے عبداللہ کا قول مروی ہے:

سب سے قبل سات افراد نے اسلام ظاہر کیا۔ رسول اللہ ﷺ، ابوبکر، عمار، ام عمار سمیہ، صہیب، بلال اور مقداد رضی اللہ عنہم۔ ان میں سے ایک بلال بھی ہیں۔ رسول اللہ ﷺ سے دشمنوں کو آپ ﷺ کے چچا نے باز رکھا۔ حضرت ابوبکرؓ کی حفاظت ان کی قوم نے فرمائی۔ جبکہ بقیہ سب حضرات کو مشرکین نے اپنی ظلم کی چکی میں لے لیا۔ ان کو لوہے کے لباس پہناتے اور دن کی تیز دھوپ میں نیچے ڈال دیتے۔ ان میں سے سب مشرکین کی بات کسی صورت ظاہرا تسلیم کرلیتے تھے، لیکن حضرت بلالؓ نے اپنی جان اللہ کی راہ میں بالکل بے قیمت کردی تھی۔ لہٰذا مشرکین ان کو رسی سے باندھ کر بچوں کے حوالہ کردیتے اور بچے ان کو مکہ کے گلی کوچوں میں گھسیٹتے پھرتے تھے۔ لیکن اس کے باوجود بھی ان کی زبان پر احد احد جاری رہتا تھا۔

۴۸۸۔ سلیمان بن احمد، علی بن عبدالعزیز، ابوحذیفہ، عمارۃ بن زاذان، ثابت کے سلسلۂ سند سے انسؓ کا قول مروی ہے: فرمان رسول ہے: بلال حبشہ ہجرت کرنے والوں میں پہلے پھل فرد ہیں۔[1]

۴۸۹۔ سلیمان بن احمد، احمد بن خلید، ابوتوبۃ، معاویۃ بن سلام، زید بن اسلم کے سلسلۂ سند سے عبداللہ ہوزنی کا قول مروی ہے:

میں نے بلالؓ سے آپ ﷺ کے نفقہ کی صورت کے بابت سوال کیا تو انہوں نے فرمایا آپ ﷺ کے پاس کوئی چیز نہیں تھی۔ آپ کے مبعوث ہونے سے وفات تک آپ کے مالی حالات کا حساب کتاب میرے ذمہ تھا۔ نو مسلم مفلس کی آمد پر میں ہی آپ ﷺ کے حکم سے قرض لیکر اس کے طعام ولباس کا بندوبست کرتا تھا۔

۴۹۰۔ ابوبکر بن خلاد، حارث بن ابی اسامۃ، عاصم بن علی، قیس بن ربیع، ابی حصین، یحییٰ بن وثاب، مسروق کے سلسلۂ سند سے عبداللہ کا

۱۔ تفسیر الطبری ۲۲/ ۲۶، ومجمع الزوائد ۹/ ۳۰۵، والمصنف لابن أبی شیبة ۱۲/ ۱۵۲. وطبقات ابن سعد ۳/ ۱/ ۱۶۵، ۷/ ۱۱۲، والدر المنثور ۶/ ۱۵۴.

قول مروی ہے:

آپ ﷺ حضرت بلال کے پاس تشریف لائے، آپ ﷺ نے ان کے پاس کھجور کا ڈھیر دیکھ کر فرمایا یہ کس کے لئے ہیں؟ انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ ﷺ اور آپ کے مہمانوں کے لئے میں نے ان کو جمع کیا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا اے بلال تم جہنم کے دھویں سے نہیں ڈرتے...... جمع کے بجائے خرچ کرتے رہو اور عرش والے سے کمی کا خوف مت کرو۔[1]

۴۹۱- سلیمان بن احمد، محمد بن علی صائغ، حسن بن علی حلوانی، عمران بن ہنان، طلحہ، یزید بن سنان، ابی المبارک، ابو سعید خدری کے سلسلۂ سند سے بلالؓ کا قول مروی ہے: آپ ﷺ نے فرمایا:

اے بلال! غنیٰ کے بجائے فقر کی حالت میں دنیا سے جاؤ۔ بلال نے عرض کیا یا رسول اللہ یہ کیسے ہوگا؟ آپ ﷺ نے فرمایا اپنے مال کو پوشیدہ مت رکھو، اور اس سے سائل کو مت محروم کرو۔ بلال نے پھر عرض کیا یا رسول اللہ یہ کیسے ہوگا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: یا تو اس کو اختیار کرو ورنہ جہنم کی آگ ہے۔[2]

۴۹۲- ابوبکر بن خلاد، حارث بن ابی اسامہ، عفان، حماد سلمۃ، ثابت کے سلسلۂ سند سے انسؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: مجھے اللہ کی ذات میں اس قدر خوف زدہ کیا گیا کہ کسی کو نہیں کیا گیا ہوگا اور مجھے اس قدر اللہ کے بارے میں اذیتیں دی گئیں کہ کسی کو نہیں دی گئیں۔ اور ایک ایک ماہ تک میرے اور بلال کے لئے کھانے کے واسطے کچھ نہیں ہوتا تھا، سوائے اتنی معمولی شیٔ کے جو بلال کی بغل میں آجائے۔[3]

۴۹۳- عبداللہ بن جعفر، یونس بن حبیب، ابوداؤد، عبدالعزیز بن ابی سلمۃ، محمد بن منکدر کے سلسلۂ سند سے جابرؓ کا قول مروی ہے، فرمان نبوی ﷺ ہے:

میں نے جنت میں اپنے سامنے قدموں کی آواز سن کر حضرت جبرئیل علیہ السلام سے اس کے بارے میں سوال کیا انہوں نے فرمایا: یہ بلال ہیں۔[4]

۴۹۴- ابو عمرو بن حمدان، حسن بن سفیان، ابوبکر بن ابی شیبہ، زید بن الحباب، حسین بن واقد، عبداللہ بن بریدۃ کے سلسلۂ سند سے ان کے والد کا قول مروی ہے کہ فرمان نبوی ﷺ ہے:

میں نے جنت میں جوتوں کی آواز سنی تو سوال کرنے پر مجھے بتایا گیا کہ یہ بلال ہیں۔ میں نے بلال سے اس کی وجہ دریافت کی تو انہوں نے کہا میں ہمیشہ باوضوء رہتا ہوں۔ اور نیز ہمیشہ وضوء کے بعد دو رکعت نماز پڑھتا ہوں۔[5]

ابوحیان نے ابی زرعہ عن عمرو بن جریر عن ابی ہریرہ کے طریق سے اس کے مثل روایت نقل فرمائی ہے۔

۱۔ اللآلی المصنوعة ۲/۲۹ و کنز العمال ۱۶۱۸۶ ، والجامع الکبیر للسیوطی ۱/۱۴۳، ۲/۵۴۷، وعزاه للحکیم الترمذی عن ابن مسعود ، والبیهقی فی الشعب عن ابی هریرة ، وللطبرانی عن ابن مسعود ، وابی الخدری ، وأبی هریرة للاتهم عن بلال.

۲۔ المعجم الکبیر للطبرانی ۱/۳۲۳، والترغیب والترهیب للمنذری ۲/۵۲.

۳۔ سنن الترمذی ۲۴۷۲، ومسند الامام أحمد ۳/۲۸۶، وموارد الظمآن ۲۵۲۸. ومشکاة المصابیح ۵۲۵۳، والشمائل للترمذی ۷۴، والترغیب والترهیب ۴/۱۸۹ واتحاف السادة المتقین ۹/۸۸، والدر المنثور ۵/۱۳۲.

۴۔ فتح الباری ۷/۴۰، واتحاف السادة المتقین ۹/۳۰.

۵۔ کنز العمال ۳۶۸۷۷. والمعجم الکبیر للطبرانی ۱/۳۲۰.

۴۹۵-ابوحامد بن جبلہ بن اسحٰق، ابوکریب، ابومعاویہ، اسماعیل کے سلسلۂ سند سے قیس کا قول مروی ہے:

ابوبکرؓ نے حضرت بلال کو پانچ اوقیہ کے عوض خرید کر آزاد کیا تھا۔ بلال نے ابوبکر سے کہا اگر آپ نے مجھے اللہ کے لئے خریدا ہے تو مجھے آزاد کر دیجئے تا کہ میں اللہ کیلئے کوئی کام کروں، ورنہ اگر خدمت کیلئے مجھے خریدا ہے تو اپنا خادم بنا لیجئے۔ ابوبکر نے پرنم ہو کر فرمایا میں نے تم کو اللہ کے لئے آزاد کر دیا ہے...... لہٰذا اب تم آزاد ہو جہاں جانا چاہو چلے جاؤ اور اللہ کیلئے عمل کرتے رہو۔

۴۹۶-ابوحامد، محمد بن اسحٰق، حسن بن عیسٰی، ابن مبارک، معمر، عطاء خراسانی کے سلسلۂ سند سے سعید بن مسیب کا قول مروی ہے:

ابوبکرؓ کے دور خلافت میں حضرت بلالؓ نے شام جانے کی تیاری کر لی۔ ابوبکرؓ نے منع کیا اور فرمایا: اے بلال میں نہیں سمجھتا کہ تم ہمیں اس حال میں چھوڑ کر کہیں جاؤ گے۔ حضرت بلالؓ نے عرض کیا: اگر آپ نے مجھے اللہ کے لئے آزاد کیا ہے تو پھر مجھے منع مت کیجئے اور اگر اپنی ذات کیلئے آزاد کیا ہے تو آپ کو مجھے روکنے کا کلی اختیار ہے۔ اس کے بعد ابوبکرؓ نے ان کو اجازت دیدی۔ لہٰذا حضرت بلالؓ شام گئے اور وہیں وفات پائی۔

(۲۵) صہیب بن سنان بن مالک[۱]

آپ پہلے پہل ہجرت کرنے والے، راہ خدا میں مال خرچ کرنے والے، تاجر، نفس کو مغلوب کرنے والے، دین میں عقل مند، اپنے رب کیلئے گھومنے والے اور اسی کیلئے حملہ کرنے والے تھے۔ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی بات کو جلد قبول کرنے والے تھے۔

بعض کا قول ہے: فضولیات کو ترک کر کے اصولیات کے حصول اور رب سے ملاقات کیلئے تیار رہنے کا نام تصوف ہے۔

۴۹۷-ہر غزوہ، ہر سریہ اور ہر بیعت میں شریک صحابی...... محمد بن احمد بن حسن، بشر بن موسیٰ، عبداللہ بن زبیر حمیدی، سلیمان بن احمد، محمد بن ابراہیم بن نصر، ہارون بن عبداللہ الحمال ومحمد بن حسن مخزومی علی بن عبدالحمید بن زیاد بن صیفی بن صہیب، عن ابیہ، عن جدہ کے سلسلۂ سند سے صہیبؓ کا قول مروی ہے:

آپ ﷺ کی زندگی میں کوئی بھی بیعت ہوتی اس میں میں ضرور شریک ہوتا تھا۔ نیز میں آپ ﷺ کی وفات تک تمام غزوات اور سرایا غرض ہر موقعہ پر آپ ﷺ کے ساتھ ہوتا تھا۔ آپ ﷺ کے دائیں یا بائیں منڈلاتا رہتا۔ اگر آپ کے سامنے خوف ہوتا تو میں سامنے چلا جاتا اور اگر پیچھے سے دشمنوں کا ڈر ہوتا تو پیچھے پہنچ جاتا تھا۔ میں نے کبھی بھی آپ ﷺ کو اپنے اور دشمنوں کے بیچ میں نہیں چھوڑا۔

یہ روایت محمد بن حسن کے الفاظ کے مطابق ذکر کی گئی ہے جو سب سے کامل ہے۔

۴۹۸-ابوبکر بن خلاد، حارث بن ابی اسامۃ، عفان، حماد بن سلمۃ علی بن زید بن جدعان کے سلسلۂ سند سے سعید بن مسیب کا قول مروی ہے:

صہیبؓ جب آپ ﷺ کے پاس ہجرت کرنے کے لئے نکلے اس موقع پر کفار مکہ نے ان کے راستہ میں بڑی رکاوٹیں پیدا کیں انہوں نے ترکش سے سارے تیر نکال کر قریش مکہ سے کہا: میں تم سے ان تیروں کے ختم ہونے تک لڑتا رہوں گا۔ بعد ازاں تم سے اپنی تلوار سے لڑوں گا۔ اس لئے تم جو چاہو کرو البتہ اگر تم مکہ میں رکھا ہوا میرا مال لینا چاہو تو لے لو، چنانچہ وہ اس پر راضی ہو گئے۔ پھر جب

۱۔ طبقات ابن سعد ۲۲۶/۳۔ والتاریخ الکبیر ۴/ت ۲۹۶۳۔ والصغیر ۴۸/۱۔ ۵۱، ۶۹، والجرح ۴/ت ۱۹۵۰۔ والاستیعاب ۷۲۶/۲، والجمع ۲۲۷/۱، وسیر النبلاء ۱۷/۲۔ والکاشف ۲/ت ۲۴۳۶۔ والعبر ۴۲/۱۔ وتھذیب التھذیب ۴۳۸/۴، والاصابۃ ۲/ت ۴۱۰۴۔ شذرات الذھب ۴۷/۱۔ وتھذیب الکمال ۲۳۷/۱۳۔

صہیب مدینہ میں آپ ﷺ کی خدمت عالیہ میں حاضر ہوئے تو آپ ﷺ نے ان کو فرمایا: ابو یحیٰ نے کامیاب تجارت کی۔ ابو یحیٰ نے کامیاب تجارت کی۔[۱] اسی موقع پر یہ آیات نازل ہوئیں:

ومن الناس من یشری نفسه ابتغاء مرضات الله (البقرہ ۲۰۷)

لوگوں میں سے بعض وہ ہیں جو اپنی ذات کو خدا کیلئے خرید لیتے ہیں۔

۴۹۹-سلیمان بن احمد، احمد بن محمد المعینی الاصبہانی، زید بن حریش، یعقوب بن محمد، حصین بن حذیفہ، عن ابیہ وعمومتہ، سعید بن مسیب کے سلسلۂ سند سے صہیبؓ کا قول مروی ہے:

آپ ﷺ اور حضرت ابوبکرؓ ہجرت لئے نکلے۔ ان کے ساتھ میں نے بھی نکلنے کا عزم صمیم کیا، لیکن قریش کے چند جوانوں نے میرے راستہ میں رکاوٹیں پیدا کردیں۔ اس پوری رات میں کھڑا کھڑا پھرتا رہا۔ حتی کہ وہ سمجھے کہ مجھے پیٹ کی تکلیف ہے، میں کہاں جاسکوں گا اور وہ مجھے چھوڑ کر چلے گئے جبکہ مجھے کوئی تکلیف نہیں تھی۔ پس میں اللہ کیلئے نکل پڑا۔ لیکن راستے میں مجھے ان میں سے چند لوگوں نے پکڑ لیا اور مجھے واپس کرنے کا ارادہ کیا۔ میں نے ان کو کہا: دیکھو میں تم کو سونے کے چند اواقی اور دو اچھے جوڑے دیتا ہوں، جو مکہ میں ہیں۔ اس کے بدلہ تم میرا راستہ چھوڑ دو۔ انہوں نے آمادگی کا اظہار کیا۔ چنانچہ میں ان کے ساتھ مکہ گیا اور دروازے کی چوکھٹ کے نیچے جگہ کھودنے کو کہا کہ اس کے نیچے سونے کے سکے ہیں اور اس کے بعد تم فلاں عورت کے پاس جاؤ اور اسے یہ نشانی دکھا کر دو جوڑے وصول کرلو۔ اس کے بعد میں وہاں سے نکلا اور رسول اللہ ﷺ کے قباء سے نکلنے سے پہلے پہنچ گیا۔ آپ ﷺ نے مجھے دیکھا تو فرمایا: ابو یحیٰ نے منافع بخش تجارت کی ہے۔ ابو یحیٰ نے منافع بخش تجارت کی ہے۔ ابو یحیٰ نے منافع بخش تجارت کی ہے۔ میں نے کہا یا رسول اللہ! مجھ سے پہلے آپ تک کوئی پہنچا نہیں پھر آپ کو یہ خبر صرف جبرئیل امین علیہ السلام نے ہی دی ہوگی۔[۲]

۵۰۰-حضرت صہیبؓ کی فضیلت...... سلیمان بن احمد، محمد بن ابراہیم بن شعیب الغسال اصبہانی، ہارون بن عبداللہ، محمد بن حسن بن زبالہ، علی بن عبدالحمید بن زیاد بن صیفی بن وہب، عن ابیہ، عن جدہ کے سلسلۂ سند سے صہیب کا قول مروی ہے۔

ہجرت کے موقع پر مشرکین نے رسول اللہ ﷺ کو تلاش کیا اور غار کی طرف ﷺ متوجہ ہوکر واپس ہوگئے۔ اس وقت رسول اللہ ﷺ نے مجھے یاد فرماتے ہوئے ابوبکر کو میری تلاش میں دو یا تین بار نکالا۔ ابوبکر نے جواب دیا یا رسول اللہ میں نے ان کو نماز کی حالت میں پایا، جسکی وجہ سے میں نے ان کی نماز کو قطع کرنا نامناسب سمجھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا بہتر ہے۔ پھر آپ ﷺ نے ہجرت فرمائی۔ فجر کے بعد میں زوجۂ ابوبکر ام رومان کے پاس گیا۔ انہوں نے فرمایا وہ دونوں چلے گئے ہیں اور انہوں نے تمہارے لئے بھی اپنے زاد راہ میں کچھ توشہ رکھا ہے۔ صہیبؓ فرماتے ہیں پس میں بھی اس کے بعد اپنے گھر سے تلوار اور تیر و کمان اٹھا کر ہجرت کیلئے نکلا...... حتی کہ میں مدینہ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس پہنچ گیا۔ اس وقت آپ ﷺ اور حضرت صدیق بیٹھے ہوئے تھے۔ حضرت صدیقؓ مجھے دیکھ کر کھڑے ہوگئے اور مجھے اس آیت کے نزول کی خوشخبری سنائی جو میرے بارے میں نازل ہوئی تھی۔ میں نے حضرت صدیق اکبرؓ کو کچھ ملامت کی اور آپ نے عذر معذرت کی۔ آپ ﷺ مجھے دیکھ کر بہت مسرور ہوئے اور آپ ﷺ نے مجھے کامیاب تجارت کرنے کی مبارک باد دی۔[۳]

۵۰۱-محمد بن علی بن حبیش، احمد بن عبدالرحمٰن بن مرزوق، صالح بن حرب، اسماعیل بن یحیٰ، عبیداللہ بن عمیر، نافع، ابن عمر کے سلسلۂ سند سے صہیبؓ کا قول مروی ہے: فرمان نبوی ﷺ ہے:

۱، ۲، ۳: المعجم الکبیر للطبرانی ۸/۴۳۔ وطبقات ابن سعد ۳/ ۱/ ۱۶۳۔ وتاریخ ابن عساکر ۶/ ۴۵۳۔ والبدایۃ والنہایۃ ۳/ ۱۷۳۔ ۷/ ۳۱۹۔ وکنز العمال ۳۳۳۵۴۔

انسان جنت میں داخل نہیں ہوگا جب تک کہ وہ اپنے مال کو یوں یوں دائیں اور بائیں خرچ نہ کرے۔[1]

۵۰۲-محمد بن علی بن حبیش، جعفر بن محمد الفریابی، ابوجعفر النفیلی، محمد بن الحسن الیقطینی، حسین بن عبداللہ الرقی، حکیم بن سیف، عبیداللہ بن عمرو، عبداللہ بن محمد بن عقیل، حمزہ بن صہیب، عن ابیہ صہیب کی سند سے مروی ہے کہ:

حضرت عمر بن الخطاب نے حضرت صہیب کو فرمایا: اے صہیب! تم لاولد ہو لیکن تم نے اپنی کنیت رکھ لی ہے۔ اسی طرح تم رومی شخص ہو جبکہ عرب کی طرف اپنے کو منسوب کرتے ہو۔ یہ کیا بات ہے؟ حضرت صہیبؓ نے فرمایا: جہاں تک کنیت کی بات ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے کنیت دی ہے اور مجھے ابویحیٰی کہہ کر یاد کرتے رہے ہیں۔ رہی بات نسب کی تو میں نمر بن قاسط (عرب) قبیلہ کا آدمی ہوں۔ میں موصل (اس وقت کی رومی سلطنت اور موجوہ عراقی سلطنت کے شہر) میں غلام تھا مجھے وہاں قید کر کے لایا گیا تھا۔ اس لئے مجھے اپنا اہل اور نسب معلوم ہوا۔

فائدہ: زہیر بن محمد نے عبداللہ بن محمد بن عقیل سے اس کو روایت کیا اور اس میں ابوبکر بن مالک کے بیان کردہ الفاظ کا اضافہ کیا ہے۔

۵۰۳-عبداللہ بن احمد بن حنبل، احمد بن حنبل، عبدالرحمٰن بن مہدی، زہیر، عبداللہ بن محمد بن عقیل، حمزہ بن صہیب کی سند سے مروی ہے کہ حضرت صہیبؓ لوگوں کو زیادہ زیادہ کھانا کھلاتے تھے۔ حضرت عمرؓ نے ان سے فرمایا: اے صہیب! تم بہت زیادہ کھانا کھلاتے ہو اور یہ اسراف ہے۔ حضرت صہیبؓ نے عرض کیا: رسول اللہ ﷺ فرماتے تھے: تم میں سے بہترین شخص وہ ہے جو کھانا کھلائے اور سلام کا جواب دے۔ پس یہی بات مجھے اس پر اکساتی ہے۔

یحیٰی بن عبدالرحمٰن بن حاطب نے صہیب سے اس کے مثل روایت نقل کی ہے۔

۵۰۴-ابواحمد محمد بن احمد، عبداللہ بن شیرویہ، اسحاق بن راہویہ، محمد بن بشر، محمد بن عمرو بن علقمہ، یحیٰی بن عبدالرحمٰن بن حاطب، کی سند سے مروی ہے کہ حضرت عمرؓ نے حضرت صہیبؓ کو فرمایا: میں نے اسلام میں تم پر تین باتوں کو قابل اعتراض پایا ہے۔ تم نے ابو یحیٰی کنیت اختیار کی۔ اور اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: "لم نجعل له من قبل سميا" اور ہم نے اس سے پہلے (یہ) نام کسی کیلئے تجویز نہیں کیا۔ (مریم)۔ اسی طرح کوئی شی تمہارے پاس آتی نہیں کہ پہلے ہی تم اس کو خرچ کر ڈالتے ہو۔ تیسری بات یہ کہ تم نمر بن قاسط کی طرف کیوں منسوب کئے جاتے ہو؟ جبکہ تم مہاجرین اولین میں سے ہو جن پر اللہ نے انعام کیا ہے۔ (جن کو غلط نام کی طرف منسوب ہونے کی کوئی حاجت نہیں ہے)۔

حضرت صہیبؓ نے عرض کیا: اے امیر المؤمنین! آپ کا یہ کہنا کہ میں نے ابو یحیٰی کنیت اختیار کر لی ہے، اس کی وجہ یہ کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے ابو یحیٰی کنیت سے بلاتے رہے ہیں۔ اور آپ کا یہ کہنا کہ میں بہت خرچ کرتا ہوں تو اس کی وجہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: "وما انفقتم من شی فهو يخلفه" اور تم جو کچھ خرچ کرتے ہو اللہ اس کا اچھا بدلہ دیتا ہے۔ (سبا ۳۹)۔ اور آپ کا یہ کہنا کہ میں نمر بن قاسط کی طرف منسوب کیوں ہوں، تو جان لیں کہ عرب ایک دوسرے کو قید کر لیا کرتے تھے۔ اسی طرح عرب کے ایک قبیلہ نے مجھے قید کر لیا اور مجھے کوفہ میں بیچ دیا میں نے ان کی زبان سیکھ لی۔ اگر میں رومیوں سے ہوتا تو انہی کی طرف منسوب ہوتا۔

۵۰۵-سلیمان بن احمد، محمد بن حسین بن مکرم، احمد بن عبیداللہ بن کردی، سالم بن نوح، جریری، ابی السلیل کی سند سے مروی ہے کہ حضرت صہیبؓ نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کیلئے کھانا تیار کیا اور آپ کی خدمت میں لے کر حاضر ہوا۔ آپ ﷺ ایک جماعت کے ساتھ تشریف فرما تھے۔ میں آپ کے روبرو کھڑا ہوا اور کھانے کی طرف اشارہ کیا۔ آپ ﷺ نے اپنے شرکاء کی طرف اشارہ کیا کہ ان

۱۔ تاریخ بغداد ۹/ ۳۱۷، و کنز العمال ۱۶۱۷۸.

کیلئے بھی لائے ہو؟ میں نے عرض کیا نہیں۔ دو یا تین مرتبہ آپ ﷺ نے پوچھا اور میں نے یہی جواب دیا پھر تیسری مرتبہ میں نے عرض کیا ہاں ان کے لئے بھی لایا ہوں۔ حالانکہ یہ تھوڑا سا کھانا تھا جو میں نے تیار کیا تھا۔ پھر آپ ﷺ اور آپ کے رفقاء نے مل کر اس کو کھایا پھر بھی کھانا بچ گیا۔

۵۰۶- محمد بن احمد بن حسن، بشر بن موسیٰ، سعید بن منصور، ابوبکر بن مالک، عبداللہ بن احمد بن حنبل، احمد بن حنبل، ہشیم، عبدالحمید بن جعفر، حسن بن محمد انصاری کی سند سے مروی ہے نمر بن قاسط قبیلے کے ایک شخص نے کہا میں نے صہیب بن سنان سے سنا وہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا:

جو شخص کسی عورت سے کسی مہر پر شادی کرے اور اس کا مہر کی ادائیگی کا ارادہ نہ ہو تو درحقیقت اس نے عورت کو اللہ کے نام کے ساتھ دھوکہ دیا اور اس کی شرم گاہ کو باطل کے ساتھ اپنے لئے حلال کیا۔ وہ شخص اللہ تعالیٰ سے قیامت کے دن اس حال میں ملے گا کہ وہ زانی ہوگا۔ اور جو شخص کسی سے قرض لے اور اس کی ادائیگی کا ارادہ نہ کرے گویا اس نے اس شخص کو اللہ کے نام پر دھوکہ دیا اور اس کے مال کو باطل کے ساتھ اپنے لئے حلال جانا...... وہ شخص بھی قیامت کے دن اللہ سے اس حال میں ملاقات کرے گا کہ وہ چور ہوگا۔[۱]

۵۰۷- ابو اسحٰق ابراہیم بن محمد بن حمزۃ، محمد بن یحییٰ حلی، عمار بن خالد، عبدالحکیم بن منصور، یونس بن عبید ثابت، عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ کے سلسلۂ سند سے صہیب کا قول مروی ہے:

صہیبؓ فرماتے ہیں ایک مرتبہ ہم نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ رات کی ایک نماز پڑھی۔ جب آپ مڑے تو ہماری طرف ہنستے ہوئے متوجہ ہوئے اور فرمایا کیا تم مجھ سے سوال نہیں کرو گے کہ میں کیوں ہنسا؟ صحابہؓ نے عرض کیا اللہ اور اس کا رسول زیادہ جانتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

مسلمان بندے کے لئے اللہ جو بھی فیصلہ کرتے ہیں وہ سارے کا سارا خیر ہے اور کوئی ایسا شخص نہیں جس کے لئے اللہ تمام فیصلے خیر کے کرے سوائے بندہ مسلمان کے۔[۲]

سلیمان بن مغیرہ اور حماد بن سلمان نے اس کے مثل ثابت سے روایت کیا ہے۔

۵۰۸- فاروق خطابی، ابو مسلم کشی، ابو عمر ضریر، حماد بن سلمۃ، ثابت بنانی، عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ کے سلسلۂ سند سے صہیب کا قول مروی ہے رسول اللہ ﷺ کچھ دن صبح کی نماز کے بعد اپنے ہونٹوں کو حرکت دیتے (ہوئے کچھ پڑھتے) تھے۔ ہم نے عرض کیا: یا رسول اللہ نماز کے بعد آپ اپنے ہونٹوں کو حرکت دیتے ہیں جبکہ پہلے کچھ نہ پڑھا کرتے تھے؟ فرمایا: ہم سے پہلے ایک نبی تھے جو اپنی امت کی کثرت سے خوش ہوئے۔ اس امت کے لوگ لمبی عمریں پاتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے امت کے پیغمبر کی طرف وحی کی کہ تیری امت کی بھلائی تین باتوں میں سے ایک میں ہے، ان میں سے ایک کو قبول کرلو۔ میں ان کے اوپر موت کو مسلط کردوں یا دشمن کو یا بھوک کو۔ پیغمبر نے امت کو یہ بات بتائی اور ان کی منشاء طلب کی۔ انہوں نے عرض کیا ہمیں بھوک سہنے کی تو طاقت نہیں، نہ دشمن سے لڑنے کی طاقت ہے اور موت کو ہم قبول کرتے ہیں۔ چنانچہ تین دنوں کے اندر اس امت کے ستر ہزار افراد موت کے گھاٹ اتر گئے۔ پھر نبی ﷺ نے فرمایا: پس آج میں اللہ سے عرض کرتا ہوں اے اللہ! میں تیرا ہی ارادہ کرتا ہوں، تیرے نام ہی سے حملہ کرتا ہوں اور تیرے نام ہی سے قتال کرتا ہوں۔[۳]

۱۔ الجامع الکبیر ۹۴۹۴. والمعجم الصغیر ۱/ ۴۳. والمعجم الکبیر ۸/ ۴۱. ومجمع الزوائد ۴/ ۱۳۱. وکنز العمال ۴۴۷۰۶. والترغیب والترھیب ۲/ ۵۸۷. ۲۔ المعجم الکبیر للطبرانی ۸/ ۴۸. وکنز العمال ۸۷۔ ۳۔ المعجم الکبیر للطبرانی ۸/ ۴۸. والمسند ۴/ ۳۳۲، ۳۳۳، ۴/ ۳۳۲.

۵۰۹-عبداللہ بن جعفر، یونس بن حبیب، ابوداؤد، حماد بن سلمۃ، ثابت، عبدالرحمن بن ابی لیلیٰ کے سلسلۂ سند سے صہیب کا قول مروی ہے آپ علیہ السلام نے قرآنی آیت "للذین احسنوا الحسنیٰ و زیادۃ" ان لوگوں کے لئے جنہوں نے اچھائی کی نیکی ہے اور زیادتی ہے۔ (یونس ۲۶) تلاوت فرما کر فرمایا اہل جنت کے جنت میں دخول کے بعد ایک منادی ان سے کہے گا ابھی اللہ کا ایک وعدہ باقی ہے۔ اہل جنت کہیں گے: اللہ نے اپنے تمام وعدے ہم سے پورے کر دیئے کیا ہمارے چہرے سفید نہیں کر دیئے اور کیا ہمارے اعمال نامے بھاری نہیں کر دیئے اور کیا ہمیں جنت میں داخل نہیں کر دیا۔ ہمارے خیال میں اب کچھ باقی نہیں رہا یہ سوال و جواب تین مرتبہ ہوگا۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ تمام اہل جنت کو اپنا دیدار کرائیگا۔ یہ دیدار الٰہی اہل جنت کے لئے سب سے بڑی نعمت ہوگی۔[1]

۵۱۰-سلیمان بن احمد، ابراہیم بن ہاشم، عمرو بن حصین، ابومحمد بن حبان، ابن رستہ، عمر بن مالک راسبی، فضیل بن سلیمان، موسیٰ بن عقبہ، عطاء بن ابی مروان اسلمی، عن ابیہ، عبدالرحمن بن مغیث، کعب احبار کے سلسلۂ سند سے صہیب کا قول مروی ہے:

آپ علیہ السلام اکثر و بیشتر درج ذیل دعا فرمایا کرتے تھے۔

اللھم لست باله استحدثناه و لا برب ابتدعناه و لا كان لنا قبلک من الٰہ نلجأ الیه و نذرک و لا اعانک علیٰ خلقنا احد فنشرکه فیک تبارکت وتعالیت "

اے باری تعالیٰ آپ ہمارے حادث یا ایجاد کردہ رب نہیں ہیں، نہ آپ سے قبل کوئی رب تھا جسکی ہم پناہ حاصل کریں اور آپ کو چھوڑ دیں، ہماری تخلیق پر آپ کا کوئی معاون و مددگار بھی نہیں ہے جسکو ہم آپ کا شریک ٹھہرائیں، آپ بابرکت ذات ہیں اور بلند شان کے مالک ہیں۔

حضرت کعب فرماتے ہیں کہ اللہ کے نبی حضرت داؤد اسی طرح دعا فرمایا کرتے تھے۔

یہ الفاظ عمرو بن الحصین کے ہیں۔ عمر بن مالک راسبی یہ اضافہ کرتے ہیں: و لا رب یبید ذکره و لا كان معک الٰه ندعوه و نتضرع الیه و لا اعانک علیٰ خلقنا فنشک فیک ان الفاظ کا عبدالرحمن بن مغیث نے اپنی روایت میں ذکر نہیں کیا جن کا ترجمہ یہ ہے اور نہ آپ ایسے رب ہیں جس کا ذکر ختم ہو جائے گا اور نہ آپ کے ساتھ کوئی معبود ہے جس کو ہم پکاریں اور اس سے عاجزی کریں اور نہ ہماری تخلیق پر آپ کا کوئی مددگار ہے جس کی وجہ سے ہم آپ کی ذات میں شک کریں۔

۵۱۱-ابوبکر طلحی، عبید بن غنام، جعفر بن ابی الحسن خوارزمی، عبداللہ بن عبیداللہ بن اسحٰق بن محمد بن عمران بن موسیٰ بن طلحہ بن عبیداللہ ابی عبیداللہ بن اسحٰق، حصین بن حذیفہ، عن ابیہ حذیفہ، ابی صیفی کے سلسلۂ سند سے صہیب کا قول مروی ہے فرمان رسول ﷺ ہے: سبقت کرنے، سفارش کرنے، اللہ کی طرف بلانے والے حقیقت میں مہاجرین ہیں۔ خدا کی قسم! قیامت کے روز وہ گردن پر اسلحہ لٹکا کر جنت کا دروازہ کھٹکھٹائیں گے۔ جنت کے داروغہ ان سے پوچھیں گے کہ تم کون ہو؟ وہ جواب دیں گے ہم مہاجرین ہیں۔ پھر داروغہ ان سے سوال کریں گے کہ کیا تمہارا حساب ہو چکا ہے؟ پس وہ اپنے گھٹنوں کے بل گر جائیں گے اور ان کے ترکش کے تیر بکھر جائیں گے۔ پھر وہ اپنے ہاتھ اٹھا کر اللہ کے حضور عرض کریں گے: اے باری تعالیٰ! سب کچھ تیری راہ میں قربان کرنے کے بعد بھی ہم سے حساب کا سوال کیا جا رہا ہے!۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ سونے کے پر ان کو عطاء کرے گا، جن کو زبرجد اور یاقوت جڑا ہوگا، ان کے ذریعہ وہ اڑ کر جنت میں پہنچ جائیں گے۔ پس یہی اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

الحمد لله الذی اذهب عنا الحزن ان ربنا لغفور شکور الذی احلنا دار المقامة

---

[1] سنن الترمذی ۲۵۵۲، ۳۱۰۵، ومنحة المعبود للساعاتی ۲۸۴۲.

من فضله لایمسنا فیها نصب و لا یمسنا فیها لغوب . (فاطر ۳۴،۳۵)

تمام تعریف اس اللہ کے لئے ہیں جس نے ہم سے رنج کو دور کر دیا بے شک ہمارا پروردگار مغفرت کرنے والا اور قدردان ہے۔ جس نے ہمیں اپنے فضل سے اقامت کے گھر میں اتارا جس میں ہمیں کوئی تکلیف ہے اور نہ کوئی شور وشغب۔

صہیبؓ فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا پس ان کے لئے جنت میں ایسے گھر ہوں گے جن سے دنیا میں ان کا مرتبہ معلوم ہوگا۔[1]

(۲۶) ابوذر غفاریؓ[2]

آپ عابد، زاہد، قانع، موحد اور چوتھے نمبر پر اسلام قبول کرنے والے تھے۔ قبل از احکام الشرع ہی بت پرستی اور معاصی سے اجتناب کرنے والے، آپ علیہ السلام کے دعویٰ نبوت کی شہرت سے قبل ہی عبادت کرنے والے اور اول وہ شخص تھے.... جنہوں نے رسول علیہ السلام کو اسلام کا مسنون سلام کیا۔ آپؓ فقط اللہ تعالیٰ سے ڈرنے والے، سب سے پہلے علم البقاء پر کلام کرنے والے، دین کے خاطر مشقتیں برداشت کرنے والے اور موت تک مخلوق سے کنارہ کشی اختیار کرنے والے تھے۔ حضرت ابوذر غفاریؓ رسول اللہ ﷺ کے خادم تھے، جنہوں نے اصول کا علم حاصل کیا فضولیات کو ترک کیا۔

کہا گیا ہے تصوف خدا کی طرف رجوع کرنا اور اس کی طرف دوسروں کو راستہ بتانے کا نام ہے۔

۵۱۲- محمد بن اسحٰق بن ایوب، یوسف بن یعقوب قاضی، سلیمان بن حرب، ابو ہلال محمد بن سلیم، حمید بن ہلال کے سلسلۂ سند سے عبداللہ بن صامت کا قول مروی ہے:

ایک بار ابوذرؓ نے مجھ سے فرمایا اے میرے بھتیجے! میں نے قبل از اسلام بھی چار برس نماز پڑھی ہے۔ میں نے ان سے سوال کیا کہ آپ کس کی عبادت کرتے تھے؟ انہوں نے فرمایا آسمانوں کے خدا کی۔ پھر میں نے ان سے ان کے قبلہ کے بابت سوال کیا، انہوں نے فرمایا: جس طرف اللہ نے میرا رخ پھیر دیا وہی میرا قبلہ تھا۔

۵۱۳- ابوبکر بن خلاد، حارث بن ابی اسامہ، ابوالنضر، سلیمان بن مغیرۃ، حمید بن ہلال کے سلسلۂ سند سے عبداللہ بن صامت کا قول مروی ہے:

ایک بار ابوذرؓ نے مجھ سے فرمایا اے بھتیجے! میں نے رسول اللہ ﷺ سے ملاقات سے تین سال پہلے تک نماز پڑھی ہے۔ میں نے پوچھا کس کے لئے پڑھی؟ انہوں نے فرمایا اللہ تعالیٰ کے لئے۔ پھر میں نے ان سے ان کے قبلہ کے بارے میں سوال کیا تو انہوں نے فرمایا جس طرف اللہ تعالیٰ میرا رخ کر دیتا وہی میرا قبلہ تھا۔ میں عشاء کی نماز پڑھتا حتی کہ جب رات کا آخری پہر ہوتا تو میں گر جاتا اور مجھ میں سکت نہ رہتی حتی کہ سورج بلند ہو جاتا۔

۵۱۴- ابوبکر بن خلاد، حارث بن ابی اسامہ، عبداللہ بن رومی، نضر بن محمد، عکرمہ بن عمار، ابوزمیل، مالک بن مرثد عن ابیہ کے سلسلۂ سند سے ابوذرؓ کا قول مروی ہے:

میں چوتھے نمبر پر اسلام لایا تھا اور مجھ سے پہلے صرف تین افراد اسلام لائے تھے۔

۱۔ اتحاف السادۃ المتقین ۹/ ۶۵۰۔

۲۔ الاستیعاب ۴/ ۱۶۵۲۔ وتهذيب الكمال ۷۳۵۱، ۳۳/ ۲۹۴، وسير اعلام النبلاء ۲/ ۴۶۔

۵۱۵-سلیمان بن احمد، ابوعبدالملک احمد بن ابراہیم قرشی، محمد بن عائذ، ولید بن مسلم، ابوطرفہ عباد بن الریان اللخمی، عروۃ بن رویم، عامر بن لدین، ابولیلیٰ اشعری کے سلسلۂ سند سے ابوذرؓ کا قول مروی ہے:

میرے اسلام لانے کی صورت یہ ہوئی کہ ہمیں قحط سالی کا سامنا کرنا پڑا چنانچہ میں اپنی ماں اور بھائی انیس کو اپنے سسرال مقام نجد کی طرف لیکر چلا۔ جب ہم وہاں پہنچے انہوں نے ہمارا خوب اکرام کیا۔ قبیلے کا ایک شخص میرے ماموں کے پاس آیا اور کہنے لگا کہ انیس نے آپ کی مخالفت کی ہے۔ میرے ماموں کے دل میں اس کی کسک پیدا ہوئی۔ جب میں اونٹوں کو چرا کر واپس پہنچا تو ان کو روتے ہوئے پایا۔ میں نے پوچھا آپ کے رونے کا کیا سبب ہے ماموں! انہوں نے مجھے ساری خبر سنائی۔ میں نے کہا اللہ حفاظت فرمائے ہم فحش کاموں کا ارتکاب کرتے ہیں۔ اور اسی میں ایک طویل زمانہ سے مبتلا ہیں۔ پھر میں نے اپنے بھائی اور ماں کو لیا حتی کہ ہم مکہ پہنچ گئے میں مکہ آیا، چونکہ مجھے خبر پہنچ چکی تھی کہ یہاں کوئی بددین، یا مجنون یا جادوگر رہتا ہے۔ میں نے پوچھا یہ شخص کہاں ملے گا لوگوں نے کہا وہ سامنے دیکھو، میں آپ ﷺ کی طرف چلا گیا اور ان کی حفاظت کرنے کی کوشش کی، اس کے بعد کفار مکہ نے خوب میری پٹائی کی۔ ہڈی پتھر وغیرہ مجھے دے دے کر مارنے لگے حتی کہ میں اپنے ہی خون میں نہا گیا۔ پھر میں خانہ کعبہ آیا اور خانہ کعبہ کے پردوں اور عمارت کے درمیان چھپ گیا۔ وہاں میں نے تیس دنوں تک روزے رکھے نہ کھاتا تھا نہ پیتا تھا سوائے آب زم زم نوش کرنے کے۔ جب میں رسول اکرم ﷺ کے پاس آیا تو ابوبکرؓ نے میرا ہاتھ تھاما اور کہنے لگے اے ابوذر! میں نے عرض کیا لبیک ابوبکر! آپ نے فرمایا: کیا آپ جاہلیت میں بھی خدا کی عبادت کرتے تھے؟ جی ہاں، مجھے یاد ہے کہ میں سورج نکلنے کے وقت نماز پڑھنے کھڑا ہو جاتا اور مسلسل نماز پڑھتا رہتا حتی کہ سورج کی تپش مجھے ستانے لگتی، پھر میں بوجھل ہو کر گر جاتا حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا تم کس طرف رخ کرتے تھے؟ میں نے عرض کیا: میں نہیں جانتا سوائے اس کے کہ اللہ پاک جہاں میرا رخ کر دیتے وہیں میں نماز پڑھ لیتا حتی کہ اللہ نے مجھے اسلام سے مشرف فرما دیا۔

۵۱۶-ابوعمرو بن حمدان، حسن بن سفیان، قطن بن نسیر، جعفر بن سلیم، ابوطاہر، ابویزید مدنی، ابن عباس کے سلسلۂ سند سے ابوذرؓ کا قول مروی ہے:

مکہ میں اسلام لانے کے بعد اور قرآن کا کچھ حصہ سیکھنے کے بعد میں نے آپ ﷺ سے اسلام کے ظاہر کرنے کی اجازت طلب کی، آپ ﷺ نے فرمایا مجھے تمہارے قتل کا خوف ہے۔ میں نے عرض کیا مجھے قتل کی پرواہ نہیں ہے۔ اس کے بعد آپ ﷺ نے سکوت اختیار فرمایا اور میں نے مسجد جا کر اسلام کا اظہار کر دیا۔ پھر کیا تھا، کفار مکہ چاروں طرف سے مجھ پر ٹوٹ پڑے اور انہوں نے مار مار کر مجھے سرخ پتھر کی طرح بنا دیا، مجھے دیکھ کر آپ ﷺ نے فرمایا کیا تم کو میں نے اس سے منع نہیں کیا تھا؟ میں نے عرض کیا میرے دل میں اسلام ظاہر کرنے کی حاجت تھی میں نے ایسا کیا پھر آپ ﷺ نے فرمایا اب تم اپنے مقام پر چلے جاؤ، میرے غلبے کے بعد آ جانا۔

۵۱۷-حبیب بن حسن، ابومسلم کشی، عمرو بن حکام، مثنی بن سعید کے سلسلۂ سند سے ابوجمرۃ کا قول مروی ہے:

ابن عباس نے میرے سامنے فرمایا: ابوذر نے ابتدا میں آپ ﷺ کی خدمت عالیہ میں حاضر ہو کر عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ جو آپ ﷺ کا میرے لئے حکم ہو میں اس پر تیار ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا اب تم چلے جاؤ، میرے ظہور کے بعد آ جانا۔ ابوذر نے کہا میں اسلام کا اظہار کئے بغیر نہیں جاؤں گا۔ اس کے بعد ابوذر نے علی الاعلان اسلام ظاہر فرما دیا۔ پھر کیا تھا کفار بددینی کا طعنہ دیتے ہوئے چاروں طرف سے ان پر ٹوٹ پڑے۔ اور مار مار کر ان کا حلیہ بگاڑ دیا حضرت عباسؓ کا ان پر سے گزر ہوا تو بمشکل انہوں نے ابوذرؓ کو کفار کے چنگل سے آزاد کیا اور کفار کو کہا اے قریش کے گروہ تم تاجر لوگ ہو اور تمہارا گزر بنو غفار کے قبیلے سے ہوتا ہے کیا تم چاہتے ہو کہ تمہارا راستہ بند کر دیا جائے؟ پھر جا کر کفار نے انھیں چھوڑا۔ آئندہ روز حضرت ابوذرؓ نے گزشتہ دن کی طرح دوبارہ اسلام کا اظہار کیا۔ قریش مکہ پھر آپ کی پٹائی کرنے لگے۔ حضرت عباسؓ نے دوبارہ آ کر ان کو چھڑایا۔[1]

---

[1] اتحاف السادة المتقين ١٦٨/٧ . و كنز العمال ٣٦٨٩٩.

۵۱۸- محمد بن احمد بن حسن، بشر بن موسیٰ، مقری، سلیمان بن مغیرۃ، حمید بن ہلال، عبداللہ بن صامت کے سلسلۂ سند سے ابوذرؓ کا قول مروی ہے: میں مکہ آیا تو اہلِ وادی نے خوب میری پٹائی کی، اور پتھر ہڈی وغیرہ دے دے کر مارے حتیٰ کہ میں بے ہوش ہو کر گر پڑا، جب اٹھا تو میں ایک سرخ پتھر کی مانند تھا۔

۵۱۹- محمد بن اسحٰق بن ایوب، یوسف بن یعقوب، سلیمان بن حرب، ابو ہلال راسبی، حمید بن ہلال کے سلسلۂ سند سے ابن صامت کا قول مروی ہے:

ابوذرؓ نے مجھ سے بیان کیا کہ مکہ آنے کے بعد کفار مکہ چاروں طرف سے مجھ پر ٹوٹ پڑے، حتیٰ کہ انہوں نے سرخ پتھر کی مانند کر کے مجھے چھوڑا، دوسرے روز میری حالت کچھ صحیح ہوئی تو زمزم کے پاس آ کر اس کے پانی سے غسل کر کے اسے نوش کیا، اور ایک ماہ تک زمزم کے علاوہ میں نے کچھ نہیں کھایا، حتیٰ کہ میں بہت لاغر ہو گیا، پھر ایک روز آپ علیہ السلام طواف کے لئے تشریف لائے تو سب سے قبل میں نے آپ ﷺ کو سلام کیا، آپ ﷺ نے جواب میں وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ فرمایا[1]

۵۲۰- عبداللہ بن جعفر، یونس بن حبیب، ابوداؤد، سلیمان بن مغیرۃ، حمید بن ہلال کے سلسلۂ سند سے ابن صامت کا قول مروی ہے:

ابوذرؓ فرماتے ہیں کہ میں آپ ﷺ کی خدمت میں پہنچا تو اس وقت آپ ﷺ نماز سے فارغ ہوئے تھے، میں نے السلام علیک کہا جواب میں آپ ﷺ نے وعلیکم السلام فرمایا۔ پس میں پہلا شخص تھا جس نے اسلام کا سلام کیا۔

۵۲۱- عبداللہ بن جعفر، حسین بن علی بن ہذیل واسطی، طوسی، محمد بن حرب، یحییٰ بن ابی زکریا غسانی، اسماعیل بن ابی خالد بدیل بن میسرۃ، عبداللہ بن صامت کے سلسلۂ سند سے ابوذرؓ کا قول مروی ہے:

میرے دوست آپ ﷺ نے مجھے چند چیزوں کی وصیت فرمائی مساکین سے محبت کرنا، اپنے سے کم درجے کے لوگوں پر نظر کرنا اور اپنے سے اونچے درجے کے لوگوں کو نہ دیکھنا، حق بات کہنا اگرچہ وہ کڑوی ہی ہو اور اللہ کے بارے میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کی پرواہ نہ کرنا[2]

۵۲۲- محمد بن معمر، ابوشعیب حرانی، یحییٰ بن عبداللہ، اوزاعی، مرثد ابو کبیر کے سلسلۂ سند سے ان کے والد کا قول مروی ہے:

ایک بار ابوذرؓ سے ایک شخص نے کہا کہ حضرت عثمانؓ کے صدقہ لینے والے نے مجھ پر زیادتی کی ہے اور مجھ سے زیادہ مال وصول کیا ہے۔ کیا میں ایسا کر سکتا ہوں کہ زیادتی کے بقدر اپنا مال چھپا لوں جس کا وہ صدقہ نہ لے سکیں؟ ابوذرؓ نے فرمایا: نہیں، بلکہ تم مال کو سامنے رکھو۔ ان کو یہ کہو کہ جو تمہارا حق بنتا ہے صرف وہ لو اور جو تمہارا حق نہیں بنتا اسے چھوڑ دو۔ اس کے باوجود بھی اگر وہ تم پر ظلم کریں تو یہ زیادتی قیامت کے دن تمہارے اعمال نامہ میں رکھی جائے گی۔

حضرت ابوذرؓ کے سر پر ایک قریشی جوان کھڑا تھا اس نے کہا: کیا آپ کو امیر المؤمنین حضرت عثمانؓ نے فتویٰ دینے سے منع نہیں کیا تھا؟ حضرت ابوذرؓ نے فرمایا: کیا تم میرے نگہبان ہو؟ قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! اگر تم میرے گلے پر چھری بھی رکھ دو اور میں سمجھوں کہ میں نے ایسی کوئی بات جو رسول اللہ ﷺ سے سنی ہے اس کو چھری چلنے سے پہلے نافذ کر سکتا ہوں تو میں اس سے ہرگز نہیں چوکوں گا۔

۵۲۳- محمد بن احمد بن محمد، عبداللہ بن محمد بن عبدالکریم، حسن بن اسماعیل بن راشد رملی، ضمرۃ بن سعید، ابن شوذب، مطرف، حمید بن ہلال، ابن صامت کے سلسلۂ سند سے مروی ہے:

۱۔ السنن الکبریٰ للبیہقی ۲/۱۴۷، ۵/۱۴۷. والمصنف لابن ابی شیبۃ ۱۴/۳۱۸. وفتح الباری ۱/۴۶۱.

۲۔ کنز العمال ۴۳۳۸۶.

عبداللہ بن الصامت فرماتے ہیں میں اپنے چچا حضرت ابوذرؓ کے ساتھ حضرت عثمان کی خدمت میں حاضر ہوا۔ حضرت ابوذرؓ نے ان سے ربذہ کی طرف جانے کی اجازت طلب کی۔ انہوں نے اجازت دیتے ہوئے فرمایا ہم صبح وشام آپ کے پاس صدقہ کے مویشی بھیجتے رہیں گے۔ (آپ ان کا دودھ نوش کرتے رہنا۔) ابوذرؓ نے کہا مجھے اس کی ضرورت نہیں ہے۔ تمہیں تمہاری دنیا مبارک ہو۔ ہمیں اپنے دین اور اپنے رب کے ساتھ تنہا چھوڑ دو۔

اس وقت عبدالرحمٰن بن عوف کا مال تقسیم کیا جارہا تھا اور حضرت کعبؓ بھی بیٹھے ہوئے تھے۔ حضرت عثمانؓ نے کعبؓ سے کہا مال جمع کر کے راہ خدا میں خرچ کرنے اور صدقہ کرنے والے کے بارے میں آپ کی کیا رائے ہے؟ جو جگہ جگہ اپنا مال اللہ کی راہ میں صرف کرتا ہے! کعبؓ نے فرمایا: مجھے اس کے بارے میں خیر کی امید ہے۔ ابوذرؓ نے غضبناک ہو کر کعب احبار پر عصا اٹھا کر فرمایا: تم کیا کہہ رہے ہو اے یہودی عورت کے بیٹے! کیا یہ صاحب مال قیامت کے روز مال کے عوض بچھو کا ڈسنا پسند کرے گا؟۔

۵۲۴- سلیمان بن احمد، محمد بن عبداللہ حضرمی، احمد بن ابی معاویہ، موسیٰ بن عبیدۃ کے سلسلۂ سند سے عبداللہ بن خراش کا قول مروی ہے:

میں نے ابوذرؓ کو ربذۃ میں ایک خیمہ میں دیکھا۔ ان کے پاس انکی اہلیہ بھی بیٹھی تھی۔ ابوذرؓ سے سوال کیا گیا کہ آپ کی کوئی اولاد زندہ ہے؟ ابوذرؓ نے فرمایا: تمام تعریفیں اس اللہ کیلئے ہیں جس نے ہم سے ہماری اولاد کو فانی گھر سے اٹھالیا اور ہمیشہ کے گھر میں اس کو ہمارے لئے ذخیرہ کر دیا۔ آپؓ کو دوسری شادی کا کہا گیا تو فرمایا: مجھے اسکی ضرورت نہیں ہے۔ کیونکہ مجھے ایسی عورت جو (اولاد کی وجہ سے) مجھے بلند نام کرے پسند نہیں بلکہ میرے لئے ایسی عورت صحیح ہے جو میرا نام پست کرے۔ لوگوں نے کہا: آپ کچھ اچھا اور نرم بستر لے لیں! فرمایا: اے اللہ ہماری مغفرت فرما۔ تم اپنے لئے جو چاہو کرو مجھے چھوڑ دو۔

۵۲۵- ابوبکر بن خلاد، حارث بن ابی اسامۃ عفان، ہمام، قتادۃ، ابوقلابہ کے سلسلۂ سند سے ابواسماء رحبی کا قول مروی ہے:

ایک روز میں ابوذرؓ کے پاس ربذۃ گیا، ان کے پاس ان کی بیوی پراگندہ و پریشان حال بیٹھی تھی۔ ابوذرؓ نے فرمایا میری عورت چاہتی ہے کہ میں (اقتدار کیلئے) عراق جاؤں لیکن پھر اہل عراق اپنی دنیا کے ساتھ مجھ پر متوجہ ہونگے ...... حالاں کہ آپ ﷺ نے مجھ سے عہد لیا تھا کہ جہنم کے پل سے پہلے ایک راستہ ہے جو بہت پھسلن کا باعث ہے اور ہم اس پر اقتدار کے بوجھ کے ساتھ پہنچیں اس سے کہیں بہتر ہے کہ ہم اس سے آرام کے ساتھ نجات پاجائیں بجائے بوجھل ہونے کے۔

۵۲۶- ابوبکر بن مالک، عبداللہ بن احمد بن حنبل، احمد بن حنبل، یزید، محمد بن عمرو کے سلسلۂ سند سے ابوبکر بن منکدر کا قول مروی ہے:

امیر شام حبیب بن مسلمۃ نے ابوذرؓ کی خدمت میں تین سو دینار ھدیۃً بھیجے اور کہلوایا کہ ان کو اپنی ضروریات میں خرچ کرلیں۔ ابوذرؓ نے ان کو واپس کرتے ہوئے فرمایا: کیا انہوں نے ہم سے زیادہ دھوکہ کھانے والا کوئی اور نہیں پایا۔ ہمیں صرف ایک سایہ درکار ہے جس میں بیٹھ جائیں۔ کچھ بکریاں جو ہمارے پاس شام کو آجایا کریں اور ایک باندی جو ہماری خدمت کرسکے۔ اس کے بعد جو بھی زائد ہو اس سے ہم ڈرتے ہیں۔

۵۲۷- سلیمان بن احمد، محمد بن عبداللہ حضرمی، ابوحصین عبداللہ بن احمد بن یونس، احمد بن یونس، بکر بن عیاش، ہشام بن حسان کے سلسلۂ سند سے محمد بن سیرین کا قول مروی ہے:

ایک شخص کو ابوذرؓ کی مفلسی کا علم ہوا اس نے تین سو دینار ابوذرؓ کی خدمت میں بھیجے، ابوذرؓ نے فرمایا کیا اس کو میرے علاوہ کوئی دوسرا نظر نہیں آیا۔ میں نے آپ ﷺ کو فرماتے سنا ہے چالیس درہم کے مالک کے لئے سوال کرنا درست نہیں اور اس وقت میری ملک میں چالیس درہم، چالیس بکری اور ماہنان ہے (غالباً یہ آپ کی لونڈی کا نام تھا)۔

۵۲۸- ابوبکر بن مالک، عبداللہ بن احمد بن حنبل، احمد بن حنبل، یزید بن ہارون، محمد بن عمرو، عراک بن مالک کے سلسلۂ سند سے ابوذرؓ کا

قول مروی ہے:

اے لوگو! میں قیامت کے دن تم سے سب سے زیادہ آپ ﷺ کے قریب ہوں گا، کیوں کہ آپ ﷺ نے فرمایا تم میں سے جو اس حال پر رہے گا جس حال پر میں اسے چھوڑ کر جارہا ہوں تو وہ قیامت کے روز سب سے زیادہ میرے قریب ہوگا۔ خدا کی قسم! میں آج تک اسی حال پر ہوں۔

۵۲۹- احمد بن جعفر بن حمدان، عبداللہ بن احمد بن حنبل، احمد بن حنبل، ابو معاویہ، اعمش، ابراہیم تیمی کے سلسلۂ سند سے ابوذرؓ کا قول مروی ہے: مجھے چند لوگوں نے جائداد بنانے کا مشورہ دیا۔ میں نے ان سے کہا: میں امیر نہیں بننا چاہتا.... مجھے ہر روز دودھ یا پانی کا ایک گھونٹ اور ہر ہفتہ گندم کا ایک قفیز ملنا ہی میرے لئے کافی ہے۔

۵۳۰- محمد بن علی بن حبیش، یوسف بن موسیٰ بن عبداللہ مروزی، عبداللہ بن خبیق، یوسف بن اسباط، سفیان ثوری، خبیب بن حسان، ابراہیم تیمی کے والد کے سلسلۂ سند سے ابوذرؓ کا قول مروی ہے:

آپ ﷺ کے زمانہ میں میرا کھانا (ہفتہ بھر کا) فقط ایک صاع ہوتا تھا اور انشاء اللہ موت تک میرا توشہ یہی رہیگا۔

۵۳۱- سلیمان بن احمد، محمد بن فضل سقطی، ابراہیم بن مستمر عروقی، اسحٰق بن ادریس، بکار بن عبداللہ بن عبیدۃ، ایاس بن سلمۃ بن اکوع کے والد کے سلسلۂ سند سے ابوذرؓ کا قول مروی ہے: ایک روز آپ ﷺ نے مجھ سے فرمایا: اے ابوذر! تم مرد صالح ہو اور میرے بعد تم آزمائش میں مبتلا ہوگے۔ میں نے پوچھا: اللہ کی ذات کی وجہ سے مجھ پر آزمائش آئیگی؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں میں نے کہا مرحباً بامر اللہ۔

۵۳۲- ابوبکر بن مالک، عبداللہ بن احمد بن حنبل، سفیان بن وکیع، سفیان بن عیینہ، علی بن زید کے سلسلۂ سند سے ابوذرؓ کا قول مروی ہے

بنوامیہ نے مجھے قتل اور فقر کی دھمکیاں دیں۔ لیکن مجھے بھی زمین کی پشت سے اس کا بطن زیادہ محبوب ہے اور فقر مجھے مالداری سے زیادہ محبوب ہے۔ ایک شخص نے کہا: اے ابوذر! جب بھی آپ لوگوں کے پاس بیٹھتے ہیں تو وہ آپ کو چھوڑ کر اٹھ کھڑے ہوتے ہیں؟ فرمایا: کیونکہ میں ان کو مال جمع کرنے سے منع کرتا ہوں۔

۵۳۳- سلیمان بن احمد، محمد بن علی بن حبیش، ابوشعیب حرانی، عفان بن مسلم، ہمام، قتادۃ، سعید بن ابی حسن، ابن صامت کے سلسلۂ سند سے ابوذرؓ کا قول مروی ہے:

آپ علیہ السلام نے مجھ سے فرمایا: جو بھی سونا یا چاندی جمع کیا جائے وہ اپنے مالک کیلئے آگ کا انگارہ ہے الا یہ کہ اس کو خدا کی راہ میں خرچ کیا جائے۔

۵۳۴- ابوذرؓ کی دنیا سے نفرت...... ابوبکر بن مالک، عبداللہ بن احمد بن حنبل، احمد بن حنبل، عبدالصمد، عبداللہ بن بجیر کے سلسلۂ سند سے ثابت کا قول مروی ہے:

ایک روز ابوذرؓ ابوالدرداءؓ کے پاس سے گزرے۔ ابوذرؓ نے ابوالدرداءؓ کو مکان کی تعمیر کرتے ہوئے دیکھ کر فرمایا: تم نے پتھروں کو لوگوں کی پشت پر اٹھوا رکھا ہے۔ ابوالدرداءؓ نے فرمایا: یہ میں گھر بنوا رہا ہوں۔ ابوذرؓ نے پھر پہلے والی بات ارشاد فرمائی۔ حضرت ابوالدرداءؓ نے فرمایا: اے بھائی لگتا ہے تم اس کو اچھا نہیں سمجھتے ہو؟ فرمایا: میں تم پر سے اس حال میں گزروں کہ تم اپنے گھر کی گندگی میں ہو اس سے کہیں زیادہ مجھے پسند ہے کہ تم کو اس موجودہ حال میں دیکھوں۔

۵۳۵- عبداللہ الاصفہانی وابو محمد بن حیان، ابراہیم بن محمد بن حسن، احمد بن سعید، ابن وہب، یحیٰی بن عبید بن زحر کے سلسلۂ سند سے ابوذرؓ

کا قول مروی ہے: ہمیشہ کے بجائے لوگ جانے کے لئے دنیا میں آئے ہیں، لیکن وہ فانی چیز کی تعمیر میں لگ گئے ہیں۔ موت وفقر کتنی ہی لذیز چیزیں ہیں۔

۵۳۶-عبداللہ بن محمد بن جعفر، ابو یحیٰ رازی، ہناد بن سری، عبوۃ بن سلیمان، عمرو بن میمون، عن ابیہ، عبداللہ بن سیدان کے سلسلۂ سند سے ابوذرؓ کا قول مروی ہے:

مال میں تین شرکاء ہیں۔ آفت سماوی جو تیرے حکم کی محتاج نہیں وہ کبھی بھی ہلاکت اور موت کی صورت میں اتر سکتی ہے۔ دوسرا تیرا وارث جو منتظر ہے کہ کب تیرا سر موت کی چوکھٹ پر ٹکے اور وہ تیری کھٹیا اٹھا کر تجھے مٹی کے حوالہ کرے۔ اور تیسرا شریک تو خود ہے۔ اگر تو پہلے دو شریکوں سے عاجز نہیں بننا چاہتا تو ہمت سے کام لے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

لن تنالوا البر حتیٰ تنفقوا مما تحبون (آل عمران ۹۲)

اے لوگو! تم اپنی محبوب شیٔ خرچ کئے بغیر نیکی نہیں حاصل کر سکتے ہو۔

حضرت ابوذرؓ نے فرمایا: یہ اونٹ میری پسندیدہ ترین چیز ہیں پس میں ان کو اپنے نفس کیلئے آگے بھیجتا ہوں۔

۵۳۷-سلیمان بن احمد، علی بن عبدالعزیز، ابونعیم، سفیان، عمار دہنی کے سلسلۂ سند سے شعبہ کا قول مروی ہے:

ایک شخص کے نفقہ پیش کرنے پر ابوذرؓ نے فرمایا: خدمت کے لئے بیوی، دودھ کے لئے بکری اور بوجھ اٹھانے کے لئے گدھے ہمارے لئے کافی ہیں، ایک چادر بھی ضرورت سے زائد ہونے پر مجھے اللہ سے ڈر لگتا ہے اس حالت میں میں تمہارا نفقہ کیسے قبول کروں۔

۵۳۸-ابو محمد بن حیان، ابو یحیٰ الرازی، ہناد بن سری، ابومعاویہ، اعمش، سلمۃ بن کہیل، ابن الابرق غفاری کے سلسلۂ سند سے ابوذرؓ کا قول مروی ہے:

عنقریب ایک زمانہ آنے والا ہے جس میں صاحب مال پر رشک کیا جائیگا۔ جس طرح زکوۃ وصول کرنے والا سرکاری نمائندہ تم پر رشک کرتا ہے۔

۵۳۹-احمد بن جعفر بن حمدان، عبداللہ بن احمد بن حنبل، احمد بن حنبل، سیار، جعفر، جریری، ابی السلیل کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ حضرت ابوذرؓ کی بیٹی آپؓ کے پاس آئی۔ اس کے جسم پر اون کے دو کپڑے تھے۔ گال اس کے پچکے ہوئے تھے اور اس کے ہاتھ میں ایک برتن تھا۔ حضرت ابوذرؓ کے پاس ان کے ساتھی بھی بیٹھے تھے۔ بیٹی کہنے لگی: اے ابا جان! کسان اور کاشت کار کہتے ہیں کہ آپ کے یہ سکے کھوٹے ہیں۔ حضرت ابوذرؓ نے فرمایا: اے بیٹی ان کو رکھ دے۔ الحمد للہ! تیرے باپ نے اس حال میں صبح کی ہے کہ وہ سونے کا مالک تھا اور نہ چاندی کا، سوائے ان کھوٹے سکوں کے۔

۵۴۰-احمد بن جعفر، عبداللہ بن احمد بن حنبل، احمد بن حنبل، یحیٰ بن سعید، سفیان، سلیمان، ابراہیم تیمی کے والد کے سلسلۂ سند سے ابوذرؓ کا قول مروی ہے:

دو درہموں والے سے ایک درہم والے کے مقابلہ میں سخت حساب ہوگا۔

۵۴۱-ابو محمد بن حیان، ابو یحیٰ رازی، ہناد بن سری، ابومعاویہ، اعمش، مجاہد، عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ کے سلسلۂ سند سے ابوذرؓ کا قول مروی ہے: اے لوگو اگر تمہیں اس چیز کا علم ہو جائے جسکا مجھے علم ہے تو تم اپنی عورتوں سے انبساط حاصل نہ کرو اور تم کو بستروں پر سکون حاصل نہ ہو۔ کاش اللہ تعالیٰ مجھے درخت بنا دیتا جسے کاٹ دیا جاتا اور اس کا پھل توڑ کر کھا لیا جاتا۔

۵۴۲-ابوبکر بن مالک، عبداللہ بن احمد بن حنبل، احمد بن حنبل، سیار، جعفر، حازم عبدی کے سلسلۂ سند سے ایک مصری شیخ کا قول مروی ہے: ابوذرؓ فرماتے ہیں کہ جنت کے طالب کو چاہئے کہ وہ دنیا کے مال سے بے نیازی برتے۔

۵۴۳-ابوبکر بن مالک، عبداللہ بن احمد بن حنبل، احمد بن حنبل، عبدالرحمٰن بن مہدی، عبدالرحمٰن بن فضالۃ، بکر بن عبداللہ کے سلسلۂ سند ابوذرؓ کا قول مروی ہے:

کھانے میں نمک کے ضروری ہونے کی طرح دعا کے لئے بھی نیکی کا ہونا ضروری ہے۔

۵۴۴-عبداللہ الاصفہانی، محمد بن ابراہیم بن یحییٰ، یعقوب دورقی، عبدالرحمٰن، قرۃ بن خالد، عون بن عبداللہ کے سلسلۂ سند سے ابوذرؓ کا قول مروی ہے:

گناہوں سے توبہ کرنے والا اور متقی انسان لوگوں میں سے بہترین افراد ہیں۔

۵۴۵-عبداللہ بن محمد، عبداللہ بن محمد بن عمران، حسین مروزی، ہیثم بن جمیل، صالح مری کے سلسلۂ سند نے محمد بن واسع کا قول مروی ہے: ابوذرؓ کی وفات کے بعد ایک بصری شخص نے ام ذرؓ سے ابوذرؓ کی عبادت کے بارے میں سوال کیا۔ ام ذرؓ نے فرمایا ابوذرؓ تمام دن متفکر رہتے تھے۔

۵۴۶-ابواحمد محمد بن احمد غطریفی، ابوخلیفہ، ابوظفر، جعفر بن سلیمان کے سلسلۂ سند سے حضرت عثمانؓ کا قول مروی ہے:

ایک شخص نے ابوذرؓ کو آرام کے لئے کوئی جگہ تلاش کرتے دیکھا تو انہوں نے فرمایا میں آرام کے لئے کوئی جگہ تلاش کر رہا ہوں، کیوں کہ میرا نفس میری سواری ہے، اگر میں نے اس کے ساتھ نرمی نہیں کی تو پھر وہ بھی مجھے میری منزل تک نہیں پہنچائے گا۔

۵۴۷-عثمان بن محمد عثمانی، ابوبکر اہوازی، حسن بن عثمان، محمد بن ادریس، محمد بن روح، عمران بن عمر کے سلسلۂ سند سے سفیان ثوریؒ کا قول مروی ہے:

ایک روز ابوذرؓ نے کعبہ کے سامنے لوگوں کو جمع کر کے فرمایا: اے لوگو! سفر میں جانے کے وقت تم اس کی تیاری کرتے ہو؟ لوگوں نے اثبات میں جواب دیا۔ ابوذرؓ نے فرمایا قیامت کا سفر بڑا طویل ہے۔ لہٰذا اس کے لئے بھی تم تیاری کرو۔ اس کے بعد فرمایا بڑے بڑے امور کیلئے تیاری کرو۔ عظیم دن کی تپش سے حفاظت کے لئے روزہ رکھو۔ قبر کی وحشت سے بچنے کے لئے تہجد کی پابندی کرو۔ عظیم دن میں پیشی کے لئے اچھی بات کہو ورنہ سکوت اختیار کرو اور اس روز کی سختی سے بچنے کے لئے مال صدقہ کرو۔ دنیا میں فقط طلب آخرت یا طلب حلال کے لئے مجلس کرو اور مال فقط اہل خانہ اور راہ خدا میں خرچ کرو۔ اے لوگو! طمع نے تم کو ہلاک کر دیا کبھی بھی تمہاری طمع پوری نہیں ہوگی۔

۵۴۸-ابوبکر بن مالک، عبداللہ بن احمد بن حنبل، احمد بن حنبل، عبداللہ بن محمد اپنے ایک شیخ کے سلسلۂ سند سے ابوذرؓ کا قول نقل کرتے ہیں:

اے لوگو! قبر کی وحشت دور کرنے کے لئے تہجد پڑھو، قیامت کے روز کی گرمی اور اس کی سختی سے حفاظت کے لئے روزہ رکھو اور مال صدقہ کرو۔ اے لوگو! میں تمہیں یہ باتیں برائے خیر خواہی کہہ رہا ہوں۔

۵۴۹-ہر مسئلہ کا حل...... حبیب بن حسن، ابومسلم کشی، عبدالرحمٰن بن حماد شعیثی، کہمس، ابوالسلیل کے سلسلۂ سند سے ابوذرؓ کا قول مروی ہے:

آپ علیہ السلام مجھے بار بار قرآن کی درج ذیل آیت:

"ومن یتق اللہ یجعل لہ مخرجا ویرزقہ من حیث لا یحتسب" (الطلاق ۲)

اور جو اللہ سے ڈرا اللہ اس کیلئے ہر مشکل سے نکلنے کا راستہ بنا دے گا اور اس کو ایسی جگہ سے رزق مہیا کرے گا جہاں سے اس کا گمان بھی نہ ہوگا۔

سنایا کرتے تھے۔

۵۵۰-احمد بن جعفر بن حمدان، عبداللہ بن احمد بن حنبل، محمد بن ابی بکر المقدمی، معتمر بن سلیمان، کہمس، ابی السلیل کے سلسلۂ سند سے ابو ذرؓ کا قول مروی ہے، فرمان رسول ﷺ ہے:

اے ابوذر! اگر لوگوں کو قرآن کی درج ذیل آیت "ومن یتق اللہ یجعل لہ مخرجا ویرزقہ من حیث لایحتسب" (الطلاق ۲،۳) کا علم ہوتا تو یہ آیت ان کے لئے کافی ہو جاتی۔[۱]

۵۵۱-ابوذرؓ کا وعظ ..... محمد بن احمد بن حسن، جعفر فریابی، سلیمان بن احمد، احمد بن انس بن مالک، ابراہیم بن ہشام بن یحیٰی غسانی، عن ابیہ، عن جدہ، ابوادریس خولانی کے سلسلۂ سند سے ابوذرؓ کا قول مروی ہے:

ایک بار میں مسجد گیا تو آپ علیہ السلام تن تنہا مسجد میں تشریف فرما تھے۔ آپ ﷺ نے مجھے دو رکعت تحیۃ المسجد پڑھنے کو فرمایا چنانچہ میں نے دو رکعت تحیۃ المسجد ادا کی۔ پھر میں نے آپ ﷺ سے نماز کی حقیقت کے بارے میں سوال کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا نماز کم ہو یا اکثر وہ بہترین چیز ہے۔ پھر میں نے آپ ﷺ سے افضل الاعمال کے بابت سوال کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا ایمان باللہ اور جہاد فی سبیل اللہ۔ پھر میں نے آپ ﷺ سے سوال کیا کہ ایمان کے اعتبار سے کون اکمل ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا جو حسن اخلاق کے اعتبار سے سب سے اچھا ہے۔ پھر میں نے آپ ﷺ سے اسلم الناس کے بابت سوال کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا جسکی زبان وہاتھ سے لوگ محفوظ رہیں۔ پھر میں نے آپ ﷺ سے سوال کیا کہ سب سے افضل کونسی ہجرت ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا معاصی کا ترک کرنا۔ پھر میں نے آپ ﷺ سے سوال کیا کہ کونسی نماز سب سے افضل ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا طویل قیام والی نماز۔ پھر میں نے آپ ﷺ سے روزہ، جہاد اور غلام کے بارے میں یہی سوال کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا فرض روزہ کی پابندی کرنا، راہ خدا میں قتل ہو جانا اور وہ غلام آزاد کرنا سب سے زیادہ افضل ہے جو مہنگا ہو اور سب سے زیادہ اللہ کا فرمانبردار ہو، پھر یہی سوال میں نے آپ ﷺ سے صدقہ کے بارے میں کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا تھوڑے میں سے بھی فقیر کی حاجت پوری کرنا۔ پھر میں نے آپ ﷺ سے سوال کیا کہ اللہ نے آپ ﷺ پر سب سے بڑی کونسی آیت نازل کی؟ آپ ﷺ نے فرمایا آیت الکرسی۔ پھر میں نے آپ ﷺ سے انبیاء کی تعداد کے بابت سوال کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا ایک لاکھ چوبیس ہزار۔ پھر میں آپ ﷺ سے رسولوں کے بابت سوال کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا تین سو تیرہ۔ پھر میں نے آپ ﷺ سے سب سے اول نبی کے بابت سوال کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا حضرت آدم علیہ السلام۔ پھر میں نے آپ ﷺ سے آسمانی کتب کے بابت سوال کیا تو آپ نے فرمایا حضرت شیث پر پچاس، حضرت خنوخ (ادریس) پر تیس، حضرت ابراہیم اور حضرت موسیٰ پر دس دس صحیفے نازل کئے گئے۔ اور چار کتابیں توراۃ، انجیل، زبور، اور قرآن نازل کی گئیں۔ پھر میرے سوال کرنے پر آپ ﷺ نے فرمایا صحف ابراہیمی امثال اور صحف موسیٰ عبرت پر مشتمل ہیں۔ پھر میں نے آپ ﷺ سے مزید وصیت کی درخواست کی تو آپ ﷺ نے فرمایا تقویٰ اختیار کرو کیوں کہ وہ تمام امور کی جڑ ہے۔ نیز فرمایا قرآن کی تلاوت کرو کیوں کہ وہ زمین میں نور اور آسمان میں ذکر کا ذریعہ ہے۔ نیز فرمایا: کثرت ضحک (ہنسی مذاق) سے اجتناب کرو، کیونکہ وہ قلب کو مردہ کرنے اور چہرہ کے نور کو ختم کرنے والی ہے۔

نیز فرمایا سکوت اختیار کرو، کیوں کہ یہ شیطان کو دفع کرنے والا ہے۔ نیز فرمایا جہاد کو لازم پکڑو، کیوں کہ وہ میری امت کی رہبانیت ہے۔ نیز فرمایا مساکین سے محبت اور ان کی مجالست کو لازم پکڑو، نیز فرمایا ہمیشہ اپنے سے اعلیٰ درجہ کے لوگوں پر نظر کرنے کے بجائے ادنیٰ پر نظر کرو۔ نیز فرمایا قرابتداروں کی طرف سے قطع تعلقی کے باوجود بھی ان سے صلہ رحمی کرو۔ نیز فرمایا اللہ کے بارے میں کسی

۱- کنز العمال ۴۲۶۲، ۴۲۶۳، ۴۲۶۴۔

بھی ملامت کی پرواہ نہ کرو۔ نیز فرمایا حق بات کہو اگر چہ وہ کڑوی کیوں نہ ہو۔ اس کے بعد میرے سینہ پر ہاتھ مار کر آپ ﷺ نے فرمایا اے ابوذر! تدبیر سے بڑھ کر عقل مندی نہیں۔ معاصی سے اجتناب کرنے سے بڑھ کر کوئی تقویٰ نہیں۔ حسن اخلاق سے بڑھ کر کوئی حسب نسب نہیں ہے۔[1]

یہ الفاظ حسن بن سفیان کے ہیں۔

۵۵۲-عبداللہ بن محمد بن جعفر، محمد بن عباس بن ایوب، محمد بن مرزوق، یحیٰ بن سعید، ابن جریج، عطاء، عبید بن عمیر کے سلسلۂ سند سے ابو ذرؓ کا قول مروی ہے:

ایک بار میں مسجد گیا تو آپ ﷺ تشریف فرما تھے۔ میں آپ ﷺ کی خلوت کو موقع غنیمت سمجھ کر آپ کے پاس جا کر بیٹھ گیا، آپ ﷺ نے گزشتہ نصائح فرمائیں۔ اس موقع پر میں نے آپ ﷺ سے سوال کیا کہ صحف ابراہیم وموسیٰ کی باتیں قرآن میں بھی ہیں؟ آپ ﷺ نے اثبات میں جواب ارشاد فرمایا: اے ابوذر! **اقد افلح من تزکی** (سورت) پڑھو۔

۵۵۳-ابوعمرو بن حمدان، حسن بن سفیان، محمد بن خالد بن عبداللہ، خالد بن عبداللہ، ابن ابی لیلیٰ، حکم، عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ کے سلسلۂ سند سے ابوذرؓ کا قول مروی ہے:

میں نے ہر چیز کے بابت آپ ﷺ سے سوال کیا..... حتیٰ کہ میں نے آپ ﷺ سے نماز میں کنکریوں کو ہٹانے کے متعلق بھی سوال کیا جس کے جواب میں آپ ﷺ نے فرمایا: ایک مرتبہ ہٹا لو یا رہنے دو۔

۵۵۴-ابو حامد بن جبلہ، ابو عباس سراج، اسحٰق بن راھویہ، وہب بن جریر، ابیہ جریر، محمد بن اسحٰق، بریدۃ بن سفیان کے سلسلۂ سند سے قرظی کا قول مروی ہے:

ابوذر ربذہ کی طرف نکلے تو وہاں ان کو تقدیر نے آلیا، آپؓ نے ربذۃ میں وصیت کرتے ہوئے فرمایا: اے لوگو مجھے غسل دیکر اور کفنا کر راستہ پر ڈال دینا۔ اس کے بعد سب سے پہلے گزرنے والے قافلہ سے میرا حال بیان کر دینا کہ یہ ابوذر حضور ﷺ کے صحابی ہیں تم لوگ اس کے غسل اور کفن پر ہماری مدد کرو۔ چنانچہ سب سے قبل عراق سے آنے والے ابن مسعودؓ کے قافلہ کا گزر ہوا تو ہم نے ان کو ابوذرؓ کا پیغام پہنچا دیا۔

۵۵۵-**حضرت ابوذرؓ کا آخری وقت اور حضور ﷺ کا معجزہ**..... ابوعمرو بن حمدان، حسن بن سفیان، عباس بن الولید، احمد بن محمد بن سنان، محمد بن اسحاق الثقفی، حسن بن الصباح، یحیٰ بن سلیم، عبداللہ بن عثمان بن خثیم، مجاہد، ابراہیم بن الاشتر، ابیہ الاشتر کی سند سے مروی ہے کہ:

ام ذرؓ کہتی ہیں: جب حضرت ابوذرؓ کی وفات کا وقت آیا تو میں رو پڑی۔ ابوذر نے پوچھا تم کس وجہ سے رو رہی ہو؟ میں نے عرض کیا: آپ کے کفن کا کوئی بندوبست نہیں ہے۔ میرا بھی ایسا کوئی کپڑا نہیں ہے جو آپ کو کفن کیلئے کافی ہو جائے اور نہ آپ کے پاس ایسا کوئی کپڑا۔ ابوذرؓ نے فرمایا: تو مت رو کیونکہ میں نے نبی کریم ﷺ سے سنا ہے کہ آپ نے ایک جماعت کو جس میں بھی شریک تھا فرمایا: تم میں سے ایک شخص صحراء میں وفات پائے گا۔ مؤمنین کی ایک جماعت اس کے جنازے وغیرہ کیلئے حاضر ہو جائے گی۔ اب اس جماعت میں سے کوئی شخص نہیں بچا جو کسی بستی میں نہ مرا ہو یا کسی جماعت کے ہمراہ شہید نہ ہوا ہو۔ بس میں ہی اکیلا اس صحراء میں

---

[1] المعجم الکبیر للطبرانی ۲/ ۱٦۸، واتحاف السادۃ المتقین ۷/ ۳۲۳، ۸/ ۱٦۵، والترغیب والترھیب ۳/ ۴۰۵، ومشکاۃ المصابیح ۵۰٦٦. وتفسیر ابن کثیر ۲/ ۴۲٦، وتخریج الاحیاء ۳/ ۵۰. وتاریخ ابن عساکر ٦/ ۳۵۸. وکنز العمال ۸۷۳۴.

مرنے کیلئے باقی بچا ہوں۔اللہ کی قسم! میں نے جھوٹ بولا ہے اور نہ مجھے جھوٹ بولا گیا ہے۔ام ذرؓ نے عرض کیا: اب تو حجاج کے قافلہ بھی منقطع ہوگئے ہیں۔اب یہاں کون سا قافلہ آئے گا؟ لہذا وہ ایک ٹیلہ پر چڑھ کر دیکھنے لگیں، کوئی نظر نہیں آیا تو واپس لوٹ آئیں اور دیکھا کہ ابوذرؓ مزید بیمار ہوگئے ہیں۔وہ پھر ٹیلہ کی طرف آئیں۔اس مرتبہ دیکھا کہ ایک قافلہ ہے جس کو ان کی سواریاں لئے آرہی ہیں، گویا کجاووں پر ہیولے بیٹھے ہوں۔حضرت ام ذرؓ نے کپڑا ہلا ہلا کر ان کو اپنی طرف متوجہ کیا۔حتیٰ کہ وہ متوجہ ہو کر ان کے پاس آئے۔ قافلہ والوں نے پوچھا: کیا بات ہے؟ ام ذر نے کہا: ایک مسلمان شخص ہے جو مرنے کے قریب ہے تم اس کو کفن دفن دیدو۔انہوں نے پوچھا وہ کون ہے؟ ام ذر نے کہا: ابوذرؓ۔ چنانچہ قافلہ والے سب اپنی سواریوں کو ہانک لائے اور اپنے اپنے کوڑے اونٹوں کو باندھ دیئے۔ پھر آپؓ کے پاس پہنچے۔

حضرت ابوذرؓ نے ان کو فرمایا: تم کو خوشخبری ہو...... کیونکہ میں نے نبی کریم ﷺ سے سنا ہے کہ آپ نے ایک جماعت کو جس میں بھی شریک تھا فرمایا: تم میں سے ایک شخص صحراء میں وفات پائے گا۔مؤمنین کی ایک جماعت اس کے جنازے وغیرہ کیلئے حاضر ہو جائے گی۔اب اس جماعت میں سے کوئی شخص نہیں بچا جو کسی بستی میں نہ مرا ہو یا کسی جماعت کے ہمراہ شہید نہ ہوا ہو۔بس میں ہی اکیلا اس صحراء میں مرنے کیلئے باقی بچا ہوں۔تم سن رہے ہو! دیکھو اگر میرے پاس یا میری عورت کے پاس ایسا کوئی کپڑا ہوتا جو میرے کفن کیلئے کافی ہو جاتا تو میں اسی میں مکفون ہوتا۔سنو! میں تم کو اللہ اور اسلام کا واسطہ دیتا ہوں کہ مجھے ایسا کوئی شخص کفن نہ دے جو کسی علاقے کا امیر ہو، یا احوال بتانے والا نجومی ہو، یا سرکاری عامل ہو، یا ڈاکیہ ہو۔

پس قافلہ میں کوئی شخص نہ تھا جس میں ابوذرؓ کی تمام باتیں پوری ہوں...... سوائے ایک انصاری شخص کے۔اس نے کہا: اے چچا! میں تم کو کفن دوں گا کیونکہ جو باتیں آپ نے ذکر کی ہیں میں ان تمام باتوں سے بری ہوں۔میں آپ کو ایک اس چادر میں کفن دوں گا جو آپ مجھ پر دیکھ رہے ہیں۔اور مزید دو کپڑوں جو میری ماں کے بنے ہوئے سوت سے تیار کیا گیا ہے۔حضرت ابوذرؓ نے فرمایا: ہاں تم مجھے کفن دو۔آخر اس انصاری شخص نے آپؓ کو کفن دیا۔اس قافلہ میں حجر ابن الادبر اور مالک بن الاشتر بھی تھے اور یہ سب یمانی تھے۔[۱]

(۲۷) عتبہ بن غزوان[۲]

آپ امارت و بادشاہت میں بھی زاہد رہنے والے، علاقوں کی ولایت سے دستبردار ہونے والے اور ساتویں نمبر پر اسلام لانے والے تھے۔آپ نے بصرہ کی جامع مسجد اور اس کے منبر کی تعمیر کی تکمیل کے بعد امارت سے استعفیٰ دیدیا تھا۔آپ نے بھی ربذۃ میں وفات پائی۔دنیا کی بے ثباتی اور حوادثات زمانہ پر آپ نے بلیغ خطبہ ارشاد فرمایا۔

۵۵۶-محمد بن اسحٰق بن ایوب، ابراہیم بن سعدان، بکر بن بکار، سلیمان بن احمد، فضیل بن محمد الملطی، ابونعیم، قرۃ بن خالد، حمید بن ہلال کے سلسلۂ سند سے خالد بن عمیر کا قول مروی ہے:

ایک روز عتبہ بن غزوان نے خطبہ کے اثناء میں فرمایا: اے لوگو دنیا فانی ہے اور تم خود بھی جہان فانی میں ہو، اس میں سے صرف

۱۔ المسند للامام احمد ۱۵۵/۵ والمستدرک ۳۴۵/۳، وطبقات ابن سعد ۱/۱/۴، ۱۷۱، ۱۷۲. وموارد الظمآن ۲۲۶۰. ودلائل النبوۃ للبیھقی ۴۰۱/۶، ۴۰۲. والترغیب والترھیب ۲۲۰/۴. ومجمع الزوائد ۳۳۳/۳. والبدایۃ والنھایۃ ۲۳۵/۶، وکنز العمال ۳۶۸۹۴.

۲۔ طبقات ابن سعد ۹۸/۳، ۵/۷. والتاریخ الکبیر ۶/ت ۳۱۸۴. والجرح ۶/ت ۲۰۶۰. والاستیعاب ۱۰۲۶/۳، والجمع ۳۹۹/۱، والکامل لابن الاثیر ۱۱۱/۲. وسیر النبلاء ۳۰۴/۱. واسد الغابۃ ۳۶۳/۳. والکاشف ۲/ت ۳۷۱۹. وتھذیب التھذیب ۱۰۰/۷. والاصابۃ ۲/ت ۵۴۱۱، وشذرات الذھب ۲۷/۱. وتھذیب الکمال ۳۱۷/۱۹.

اتنا حصہ باقی ہے جتنا برتن کی تہہ میں کچھ باقی رہ جاتا ہے۔لہذا تم دار ابدی کے لئے تیاری کرو۔ کیونکہ اس گھر سے تم کو منتقل ہو جانا ہے۔ پس تم یہاں سے جس قدر ہو سکے خیر لے کر جاؤ۔ میں تکبر سے اللہ کی پناہ طلب کرتا ہوں کہ اپنی جان میں بڑا ہوں اور خدا کے ہاں بے وقعت ہو جاؤں۔ اللہ کی قسم! میرے بعد تم کو امراء کی طرف سے آزمائشوں کا سامنا کرنا پڑے گا۔ اللہ کی قسم! ہمیشہ نبوت نہیں رہتی ......بعد میں ملوکیت اور مطلق العنانی کا دور آجاتا ہے۔ میں ساتویں نمبر پر اسلام لایا تھا۔ آپ ﷺ کے زمانہ میں ہم نے روٹی کی جگہ درختوں کے پتے کھا کر گزارہ کیا ہے۔ ایک مرتبہ مجھے ایک چادر ملی جس کو میں نے دو ٹکڑے کر لیا۔ ایک حصہ میں نے حضرت سعد بن مالک کو دیدیا اور دوسرے سے خود گزارہ کیا۔ اب ان سات اشخاص میں سے کوئی باقی نہیں اگر ہے بھی تو وہ کسی نہ کسی شہر کا حاکم ہے۔ ہائے تعجب اور افسوس! جہنم اتنی گہری ہے کہ اگر اس میں پتھر لڑھکایا جائے تو ستر سال تک وہ گہرائی میں سفر کرتا رہے گا۔ قسم ہے جان کے مالک کی! اس جہنم کو بالکل بھرا جائے گا۔ اور کیا تم کو یہ خوشی نہیں ہوتی کہ جنت کے ہر دو کواڑوں کے بیچ میں چالیس سال تک کا سفر ہے۔ ایک وقت ایسا آئے گا کہ ان پر اس قدر رش ہوگا کہ وہ دروازے چرچرا اٹھیں گے۔

۵۵۷۔ محمد بن احمد بن حسن، عبداللہ بن احمد بن حنبل، ابو عبیدۃ، فضیل بن عیاض، ابو سعد مولیٰ بنی ہاشم، شعبہ، ابو اسحٰق، قیس بن ابی حازم کے سلسلۂ سند سے عتبہ بن غزوان کا قول مروی ہے:

میں ساتویں نمبر پر اسلام لایا آپ ﷺ کے زمانہ میں ہم نے درختوں کے پتے کھا کر گزارہ کیا۔ حتیٰ کہ ہم میں سے کوئی بھی شخص اس طرح حاجت کرتا تھا جیسے بکری مینگنیاں کرتی ہے، اس میں کوئی چیز ملی نہیں ہوتی۔

(۲۸) مقداد بن اسود[۱]

آپ کا مکمل نام مقداد بن عمرو بن ثعلبہ مولیٰ الاسود بن عبد یغوث ہے۔ آپ قبولیت اسلام میں سابق، یوم جنگ کے شہسوار اور صاحب کرامات انسان تھے۔ آپ نے حضور ﷺ کو کھلانے اور پلانے پر کمر باندھ لی تھی۔ آپ نے ہمیشہ جہاد و عبادت کو دیگر چیزوں پر ترجیح دی۔ آپؓ سرکاری منصب اور فتنوں سے ہمیشہ دور رہے۔

۵۵۸۔ محمد بن احمد بن حسن، محمد بن عثمان بن ابی شیبہ، عن ابیہ، عمہ ابو بکر، یحییٰ بن بکیر، زائدۃ، عاصم، زر کے سلسلۂ سند سے ابن مسعودؓ کا قول مروی ہے:

سب سے قبل اسلام ظاہر کرنے والے سات شخص تھے۔ حضور ﷺ، ابو بکر، عمار، ام عمار سمیہ، صہیب، بلال اور مقداد رضی اللہ عنہم اجمعین۔ ان میں سے ایک مقداد بھی تھے۔ دیگر افراد کی طرح انہیں بھی کفار کی تکالیف کا سامنا کرنا پڑا۔ حضور ﷺ کی حفاظت تو ان کے چچا ابو طالب نے کی۔ ابو بکرؓ کی حفاظت ان کی قوم کے لوگوں نے کی۔ بقیہ افراد کو مشرکین نے ظلم کے ہاتھوں پر اٹھا لیا۔ کفار ان کو لوہے کی قمیصیں پہناتے اور انہیں تپتی دھوپ میں ڈال دیتے تھے۔

۵۵۹۔ حبیب بن حسن، ابراہیم بن عبداللہ بن ایوب، علی بن شہرمہ کوفی، شریک، ابو ربیعہ ایادی، عبداللہ بن بریدۃ کے والد کے سلسلۂ سند سے آپ ﷺ کا قول مروی ہے:

اللہ تعالیٰ نے مجھے چار افراد سے محبت کا حکم دیا اور مجھے خبر دی کہ خود بھی اللہ تعالیٰ ان سے محبت کرتا ہے۔ اے علی! تم ان میں

۱۔ طبقات ابن سعد ۳/ ۱۶۱، ۱۶۳، والتاريخ الكبير ۸/ت ۲۱۲۶. والجرح ۸/ ۱۹۴۲. والاستيعاب ۴/ ۱۴۸۰. والجمع ۲/ ۵۱۵، وسير النبلاء ۱/ ۳۸۵، والعبر ۱/ ۳۴، والكاشف ۳/ت ۵۷۱۰، والاصابة ۳/ت ۸۱۸۳. وتهذيب التهذيب ۱۰/ ۲۸۵، وشذرات الذهب ۱/ ۳۹، وتهذيب الكمال ۲۸/ ۴۵۲.

سے ہو اور ان میں مقداد، ابوذر اور سلمان بھی ہیں۔[1]

۵۶۰- مخلد بن جعفر، محمد بن جریر، محمد بن عبید محاربی، اسماعیل بن ابراہیم، مخارق، طارق کے سلسلۂ سند سے ابن مسعودؓ کا قول مروی ہے:

مجھے مقداد کے کئی کاموں میں حاضری کا موقع ملا۔ ہر موقع پر میری شدید خواہش ہوئی کہ میں دنیا بھر کا خزانہ بھی دے کر وہ فضیلت حاصل کرلوں۔ مقداد شہسوار انسان تھے۔ حضور ﷺ جب بھی غصہ میں ہوتے تو آپ کے رخسار سرخ ہو جاتے۔ ایک بار غصہ میں آپ ﷺ کا چہرہ سرخ تھا۔ اسی اثناء میں مقداد نے آپ ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر عرض کیا یا رسول اللہ! خوشخبری لیں، ہم موسیٰ کی قوم کی طرح نہیں ہیں...... جنہوں نے موسیٰ کو جنگ کے موقع پر کہا تھا کہ:

اذھب انت وربک فقاتلا انا ھھنا قاعدون (المائدہ ۲۴)

(اے موسیٰ!) آپ اپنے رب کے ساتھ جایئے اور قتال کیجئے ہم یہاں بیٹھے ہیں۔

خدا کی قسم! ہر موڑ پر ہم آپ ﷺ کے شانہ بشانہ ہوں گے۔ آپ کے دائیں، بائیں، آگے اور پیچھے ہر طرف سے لڑیں گے...... حتیٰ کہ اللہ عز وجل آپ کو فتح عطا فرمادیں۔

۵۶۱- حبیب بن حسن، محمد بن یحییٰ مروزی، احمد بن محمد بن ایوب، ابراہیم بن سعد کے سلسلۂ سند سے محمد بن اسحٰق کا قول مروی ہے:

بدر کے موقع پر آپ ﷺ کے صحابہ سے مشورہ کے وقت حضرت مقداد نے آپ ﷺ کی خدمت میں عرض کیا یا رسول اللہ حکم خداوندی کے مطابق عمل کیجئے۔ خدا کی قسم! ہم آپ کا ہر حکم بسروچشم قبول کریں گے۔ ہم موسیٰ کی قوم کی طرح نہیں ہیں...... جنہوں نے موسیٰ کو جنگ کے موقع پر کہا تھا کہ:

اذھب انت وربک فقاتلا انا ھھنا قاعدون (المائدہ ۲۴)

(اے موسیٰ!) آپ اپنے رب کے ساتھ جایئے اور قتال کیجئے ہم یہاں بیٹھے ہیں۔

بلکہ ہم آپ کو کہتے ہیں کہ آپ اپنے رب کی مدد کے ساتھ ہم کو لے چلئے ہم قتال کریں گے۔ قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث کیا اگر آپ ہمیں برک الغماد (دور دراز جگہ) میں لے جائیں گے تو آپ کے ساتھ ساتھ ہونگے۔ اس موقع پر رسول اللہ ﷺ نے ان کی تعریف فرمائی اور ان کیلئے دعائے خیر کی۔

۵۶۲- عبداللہ بن جعفر، یونس بن حبیب، ابوداؤد الطیالسی، سلیمان بن مغیرۃ، ثابت بنانی، عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ کے سلسلۂ سند سے مقدادؓ کا قول مروی ہے:

ایک بار ہم تین ساتھیوں نے اس قدر مشقت اور برداشت کی کہ قریب تھا ہمارے کان اور آنکھیں ضائع ہو جائیں۔ ہم مختلف صحابہ سے ملتے رہے مگر کسی نے ہماری خبر گیری نہیں کی...... حتیٰ کہ ہم آپ ﷺ کے پاس پہنچ گئے۔ اور ہم نے آپ ﷺ کے ہمراہ اقامت کرلی۔ اس وقت آپ کے اہل خانہ کے پاس تین بکریاں تھیں۔ ان کا دودھ آپ ﷺ ہمارے مابین تقسیم فرماتے تھے۔ ہم آپ ﷺ کا حصہ اٹھا کر رکھ دیا کرتے تھے۔ آپ ﷺ رات کو تشریف لاتے اور اس طرح سلام کرتے کہ بیدار سن لیتا تھا اور سونے والے کو پتہ بھی نہ چلتا تھا۔ ایک روز ابلیس نے مجھے بہکایا کہ اگر آپ ﷺ کے حصہ کا دودھ بھی میں نوش کرلوں تو کیا حرج ہے کیونکہ نبی ﷺ کی تو انصار خدمت کرتے رہتے ہیں۔ چنانچہ میں آپ ﷺ کے حصہ کا دودھ نوش کرلیا لیکن بعد میں آپ ﷺ سے خوف زدہ رہا...... کہ کہیں آپ ﷺ مجھے کوئی بددعا نہ دیدیں اور ہم ہلاک ہو جائیں۔ جب کہ میرے دونوں ساتھی اپنے حصہ کا دودھ پی کر سو گئے۔ جبکہ مجھے نیند نہیں

[1] المستدرک ۳/۱۳۰، وسنن الترمذی ۳۷۱۸. وسنن ابن ماجۃ ۱۴۹، ومشکاۃ المصابیح ۶۲۴۹. ولسان المیزان ۳۳۳/۲. والکامل لابن عدی ۱۱۳۷/۳. والتاریخ الکبیر ۳۱/۹.

آرہی تھی۔ میں اپنی ایک چادر آنکھوں پر رکھتا تو پاؤں کھل جاتے تھے اور اگر پاؤں پر رکھتا تو سر کھل جاتا تھا۔

حتی کہ آپ ﷺ تشریف لے آئے، آپ ﷺ نے نماز پڑھ کر دعا فرمائی۔ پھر اپنے دودھ کو دیکھا تو کچھ نظر نہیں آیا۔ اس کے بعد آپ ﷺ نے اپنے ہاتھ اوپر اٹھائے اور میں ڈر گیا کہ اب آپ ﷺ میرے حق میں بددعا فرمائیں گے اور میں ہلاک ہو جاؤں گا۔ لیکن رسول اللہ ﷺ نے یوں دعا فرمائی:

اللهم اطعم من اطعمنی واسق من سقانی

اے اللہ اس کو کھلا جس نے مجھے کھلایا اور اس کو پلا جس نے مجھے پلایا۔

چنانچہ میں نے چھری اٹھائی اور چادر لی، پھر میں فربہ بکری کی تلاش میں کھڑا ہو گیا تا کہ اس کو رسول اللہ ﷺ کیلئے ذبح کروں۔ لیکن دیکھا تو سب دودھ سے بھری پڑی ہیں۔ میں نے اسی وقت ایک بکری کا دودھ دوھ کر آپ ﷺ کی خدمت میں پیش کر دیا۔ اس دودھ میں اس قدر برکت ہوئی کہ آپ ﷺ نے اور میں نے کئی بار اسے نوش کیا۔ حتیٰ کہ میں ہنس پڑا اور بقیہ دودھ میں نے زمین پر ڈال دیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اے مقداد! یہ تمہاری برائیوں میں سے ایک بات ہے۔ تب میں نے آپ ﷺ کو ساری بات بتائی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: یہ صرف اللہ کی رحمت تھی اگر میں تیرے دونوں ساتھیوں کو بھی اٹھا لیتا تو وہ بھی اس سے پی لیتے۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! قسم اس ذات کی! جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث کیا جب آپ نے پی لیا اور آپ کا بچا ہوا میں نے پی لیا تو اوروں کی مجھے کوئی پرواہ نہیں۔[1]

حماد بن سلمہ نے ثابت سے اس کے مثل نقل کیا ہے اور طارق بن شہاب نے مقداد سے اس کے مثل نقل [illegible]

۵۶۳- احمد بن جعفر بن حمدان، عبداللہ بن احمد بن حنبل، احمد بن حنبل، اسود بن عامر، ابوبکر بن عیاش، اعمش، سلیمان بن میسرۃ، طارق بن شہاب کے سلسلۂ سند سے مقداد بن اسود کا قول مروی ہے:

مدینہ آمد کے بعد آپ ﷺ نے ہماری دس دس آدمیوں کی جماعت بنادی، میں آپ ﷺ کی جماعت والے افراد میں تھا۔ اس وقت ہمارے پاس فقط ایک بکری تھی، اسی کا دودھ دوھ کر ہم نوش کرتے تھے۔

ابن غیاث نے اعمش سے عن قیس بن مسلم عن طارق کی سند سے اس کے مثل نقل کیا ہے۔

۵۶۴- ابوبکر بن احمد بن سدی، موسیٰ بن ہارون حافظ، عباس بن الولید، بشر بن مفضل، ابوعون، عمیر بن اسحٰق، کے سلسلۂ سند سے مقداد کا قول مروی ہے: ایک بار آپ ﷺ نے مجھے امیر بنادیا۔ واپسی پر آپ ﷺ نے مجھ سے حال دریافت فرمایا میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! مجھے ایسا لگا گویا کہ تمام لوگ میرے ماموں ہیں (جو طرح طرح سے میری خدمت کرنے پر مامور ہیں)۔ آئندہ میں کسی کام پر امیر نہیں بنوں گا جب تک کہ زندہ ہوں۔

۵۶۵- محمد بن محمد، احمد بن موسیٰ بن اسحٰق خطمی، احمد بن محمد بن اصفر، مسلم بن ابراہیم، سواد بن ابی اسود، ثابت کے سلسلۂ سند سے انس کا قول مروی ہے:

آپ ﷺ نے حضرت مقداد کو ایک سریۃ کا امیر بنا کر بھیجا۔ واپسی پر آپ ﷺ نے ان سے احوال لئے اور پوچھا اے ابومعبد امارت کو کیسے پایا؟ انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! مجھے اٹھایا جاتا اور بٹھایا جاتا...... جس سے میرے ذہن میں یہ بات آئی کہ شاید میں دوسرے لوگوں پر افضل ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: یہ بات تو ہے اب تمہاری مرضی [illegible] کو قبول کر دیا چھوڑ دو۔ تب میں نے عرض کیا:

۱۔ المستدرک ۳/۱۳۰، وسنن الترمذی ۳۷۱۸، وسنن ابن ماجۃ ۱۴۹، ومشکاۃ المصابیح ۶۲۴۹، ولسان المیزان ۳۳۳/۳، والکامل لابن عدی ۱۱۳۷/۳، والتاریخ الکبیر ۳۱/۹۔

قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث کیا آئندہ میں دو آدمیوں کا بھی امیر نہیں بنوں گا۔[1]

۵٦٦-سلیمان بن احمد، بکر بن سہل، عبداللہ بن صالح، معاویہ بن صالح، عبدالرحمٰن بن جبیر بن نفیر کے سلسلۂ سند سے ان کے والد جبیر کا قول مروی ہے:

، ایک بار حضرت مقدادؓ کسی کام سے ہمارے پاس تشریف لائے۔ ہم نے کہا تشریف رکھیں ہم آپ کے کام میں جاتے ہیں آپ بیٹھ گئے اور فرمایا: میں ابھی ایک قوم کے پاس سے گزرا تو میں نے انہیں فتنہ کی تمنا کرتے دیکھا کہ جن مصائب کا سامنا حضور ﷺ اور آپ کے اصحاب کو ہوا وہ مصائب ہمیں بھی پیش آئیں۔ مجھے ان کی بات پر بڑا تعجب ہوا۔ حالانکہ خدا کی قسم میں نے اللہ کے رسول کو فرماتے سنا ہے: نیک بخت ہے وہ شخص جسے فتنوں سے محفوظ رکھا جائے اور اگر اسے آزمائش میں مبتلا کر دیا جائے تو وہ صبر سے کام لے۔[2] نیز میں اس حدیث رسول ﷺ پر کہ انسان کا قلب جوش مارنے والی ہانڈی سے بھی جلد بدلنے والا ہے، کے سننے کے بعد کسی شخص کے بابت جنتی ہونے کی گواہی نہیں دے سکتا جب تک کہ مجھے یہ معلوم نہ ہو جائے کہ اسکی موت کس حالت میں آئی ہے۔

۵٦٧-جعفر بن محمد بن عمرو، ابو حصین الوادعی، یحیی الحمانی، عبداللہ بن المبارک، صفوان بن عمرو، عبدالرحمٰن بن نفیر، عن ابیہ نفیر کی سند سے مروی ہے نفیر کہتے ہیں ایک دن ہم حضرت مقدادؓ بن اسود کے پاس بیٹھے تھے کہ ایک شخص گذرا۔ اور حضرت مقدادؓ سے کہنے لگا: خوشخبری ہے ان دو آنکھوں کیلئے جنہوں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا ہے۔ اللہ کی قسم ہماری بھی چاہت ہے کہ ہم بھی آپ کی طرح رسول اللہ ﷺ کو دیکھتے اور آپ جن معرکوں میں شریک ہوئے ان میں ہم بھی شریک ہوتے۔ آپ نے حضور ﷺ سے عمدہ باتیں سنی ہیں۔

حضرت مقدادؓ ان کی طرف متوجہ ہو کر فرمانے لگے: کسی کو یہ تمنا نہیں کرنی چاہئے کہ جس موقع سے اللہ نے اسے غائب رکھا وہ اس میں حاضر ہوتا۔ وہ نہیں جانتا کہ اگر وہ حاضر ہوتا تو کیا نقصان دہ امر پیش آتا۔ اللہ کی قسم! رسول اللہ ﷺ کو بہت سی ایسی قوموں نے بھی پایا، جن کو اللہ عزوجل جہنم میں منہ کے بل گرادیں گے۔ جنہوں نے آپ علیہ السلام کی تصدیق کی اور نہ آپ کی بات کو قبول کیا۔ کیا تم اللہ کی حمد نہیں کرتے کہ جب اللہ نے تم کو پیدا کیا تو تم صرف اپنے رب ہی کو معبود جانتے تھے اور نبی ﷺ کی تصدیق کرتے تھے۔ دوسرے لوگوں کو آزمائش میں مبتلا کیا گیا اور تم کو محفوظ رکھا گیا۔ اللہ کی قسم! حضور ﷺ کو سب سے سخت حالت میں مبعوث کیا گیا ایسے حالات میں کسی پیغمبر کو مبعوث نہیں کیا گیا۔ اس وقت ایسی جہالت اور دین سے دوری کا دور تھا کہ مشرکین بتوں کی عبادت سے افضل دین کوئی سمجھتے ہی نہ تھے۔ ایسے میں حضور ﷺ فرقان لے کر آئے جس نے حق اور باطل کے درمیان امتیاز کر دیا۔ والد اور اولاد کے درمیان جدائی اور فراق کر دیا۔ کوئی بھی شخص اپنے کسی نہ کسی عزیز کو کافر دیکھتا تھا۔ جبکہ اللہ عزوجل نے اس کا دل ایمان کیلئے کھول دیا تھا۔ اب وہ جانتا تھا کہ جہنم جانے والا تباہ و برباد ہو گیا..... لہٰذا اپنے مسلمان ہونے کے باوجود اس کی آنکھیں ٹھنڈی نہیں ہوتی تھیں کیونکہ اس کا بھائی والد یا بیٹا تو جہنم میں جا رہا ہے۔ یہی بات ہے جس کیلئے دعا کرنے کا اللہ نے ہمیں حکم فرمایا:

ربناهب لنامن ازواجنا و ذریاتنا قرة اعین (الفرقان ۷۴)

اے پروردگار! ہمیں ہماری ازواج اور اولاد کی طرف سے آنکھوں کی ٹھنڈک عطا فرما۔

۵٦٨-محمد بن احمد، حسن بن محمد بن حمید، جریر، اعمش تیمی کے سلسلۂ سند سے حارث بن سوید کا قول مروی ہے:

ایک بار حضرت مقدادؓ ایک سریہ میں تھے کہ دشمن نے ان کا محاصرہ کر لیا۔ امیر لشکر نے اعلان کیا کہ کوئی شخص اپنی سواری کو کھڑا

---

[1] الكنى للدولابى ۱/۸۷، ومجمع الزوائد ۵/۲۰۱.

[2] السنة لابن أبى عاصم ۱/۱۰۲، ومجمع الزوائد ۷/۲۱۱، وتاريخ بغداد ۳/۱۲۹. ومسند الامام أحمد ۶/۴. والمستدرك ۲/۲۸۹، وكنز العمال ۱۲۱۲. والاحاديث الصحيحة.

نہ کرے۔ ایک شخص نے لاعلمی میں اپنی سواری کھڑی کردی۔ امیر لشکر نے حکم عدولی پر اسے سزا دی۔ اس شخص نے حضرت مقدادؓ کو شکایت کردی۔ حضرت مقدادؓ اسی وقت امیر لشکر کے پاس آئے اوران کو اس شخص سے معافی مانگنے کا کہا۔ امیر لشکر نے اس سے معافی مانگی حضرت مقدادؓ کی واپسی پر اس شخص نے کہا خدا کی قسم! میں اسلام سے محبت کی حالت میں اس دنیا سے جاؤں گا۔

۵۶۹-عبداللہ بن محمد، ابوبکر بن ابی عاصم، حوطی، بقیۃ، حریز بن عثمان، عبدالرحمن بن میسرۃ حضرمی کے سلسلۂ سند سے ابوراشد حبرانی کا قول مروی ہے:

ایک بار حضرت مقدادؓ غزوہ میں تشریف لے جارہے تھے کہ ابوراشد حبرانی نے کہا: اللہ نے آپ کو معذور قرار دیا ہے آپ نے فرمایا قرآنی آیت "انفروا خفافا وثقالا" کے نزول کے بعد گھر میں بیٹھے رہنے کی ہمارے لئے گنجائش نہیں۔

(۲۹) سالم مولیٰ ابی حذیفہ[۱]

آپ جید حافظ عمدہ قاری اور امام تھے۔ آپ کتاب اللہ کے ساتھ گفتگو کرنے والے اور مخلص عابد تھے۔

۵۷۰-فاروق خطابی وحبیب بن حسن، ابومسلم کشی، ابوولید طیالسی، شعبۃ، عمرو بن مرۃ، ابراہیم، مسروق کے سلسلۂ سند سے عبداللہ بن عمروؓ کی روایت منقول ہے، فرمان رسول ﷺ ہے:

اے لوگو چار افراد کا قرآن سنو ابن مسعود، سالم مولیٰ ابی حذیفہ، ابی بن کعب اور معاذ بن جبل رضی اللہ عنہم[۲]

۵۷۱-سالم کی ابوبکر وعمر جیسے حضرات کی امامت کرانا..... یوسف بن یعقوب النجیرمی، حسن بن مثنیٰ، عفان، حفص بن غیاث، ابن جریج، نافع، ابن عمر، ابوعمرو بن حمدان، حسن بن سفیان، ہشام بن عمار، انس بن عیاض، عبیداللہ بن عمر، نافع، کے سلسلۂ سند سے ابن عمرؓ کا قول مروی ہے:

جب مہاجرین اولین نے نبی کریم ﷺ سے قبل مدینہ کی طرف ہجرت فرمائی تو ان کی امامت حضرت سالم کروایا کرتے تھے کیونکہ یہ ان میں سب سے زیادہ قرآن کو یاد کرنے والے تھے۔ جبکہ ان میں حضرات شیخین ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما بھی موجود ہوتے تھے۔

۵۷۲-محمد بن علی بن حبیش، احمد بن حماد بن سفیان، ذکریا بن یحییٰ بن ابان، ابوصالح کاتب اللیث، ابن لہیعۃ، عبادۃ بن نسی، عبدالرحمن بن غنم، عبداللہ بن ارقم کے سلسلۂ سند سے حضرت عمر کا قول مروی ہے:

آپ ﷺ نے سالم کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا: سالم اللہ تعالیٰ سے شدید محبت رکھنے والے ہیں۔[۳]

حبیب بن نجیح نے عبدالرحمن بن غنم سے اس کو روایت کیا ہے۔

۵۷۳-سعید بن سلیمان، یونس بن بکیر، محمد بن اسحٰق، جراح بن منہال، حبیب بن نجیح کے سلسلۂ سند سے عبدالرحمن بن غنم کا قول مروی ہے: حضرت عثمان کے زمانہ میں میں عبداللہ بن ارقم کے پاس گیا۔ عبداللہ نے فرمایا میں ابن عباس اور مسور بن مخرمہ کے ہمراہ حضرت عمرؓ کے مرض الوفاۃ میں ان کے پاس گیا تو انہوں نے ہمارے سامنے قول رسول ﷺ بیان کیا کہ سالم مولیٰ ابی حذیفہ محبت الٰہی میں شدید ہیں اور اگر وہ اللہ عزوجل سے ڈرنے والے نہ ہوتے تو اس کی نافرمانی کرتے۔[۴]

۱۔ طبقات ابن سعد ۳/۶۳، وتاریخ الطبری ۳/۸۸،۲/ ۲۹۱، ۴/ ۲۲۷.

۲۔ صحیح البخاری ۵/ ۴۳، ۴۵. وصحیح مسلم، کتاب الفضائل الصحابۃ ۱۱۸، ومسند الامام احمد ۲/ ۳۲۷، (التھذیب) وتاریخ بغداد ۸/ ۱۶۰. ومنحۃ المعبود للساعاتی ۱۸۹۴، ۱۸۹۵. والبدایۃ والنھایۃ ۶/ ۳۷۹،

۳، ۴۔ اتحاف السادۃ المتقین ۹/ ۲۱۸. وتخریج الاحیاء للعراقی ۴/ ۳۲۱. والدر المنتثرۃ ۱۶۶، وکشف الخفا ۲/ ۴۴۶.

عبدالرحمٰن بن غنم کہتے ہیں کہ اس کے کچھ روز بعد ابن عباس سے میری ملاقات ہوئی میں نے ان کے سامنے ابن ارقم کا گزشتہ قول ذکر کیا تو انہوں نے اسکی تصدیق فرما کر مزید تسلی کے لئے مجھے مسور بن مخرمہ کے پاس بھیجا۔ چنانچہ میں مسور کے پاس گیا اور میں نے ان کے سامنے ابن ارقم کا قول بیان کیا تو انہوں نے فرمایا ابن ارقم سے سننے کے بعد کسی کی تصدیق کی ضرورت نہیں ہے۔

۵۷۴-ابوحامد بن جبلہ، محمد بن اسحٰق ثقفی سراج، محمود بن خداش، مروان بن معاویہ، سعید، شہر بن حوشب کے سلسلۂ سند سے حضرت عمر کا قول مروی ہے:

اگر میں سالم کو خلیفہ بنادوں اور آخرت میں اللہ تعالیٰ مجھ سے اس بارے میں دریافت کریں تو میں بارگاہ الٰہی میں بصد التجاء عرض کروں گا کہ میں نے ارشادِ رسول ﷺ "کہ سالم محبت الٰہی میں شدید ہیں" کی وجہ سے ایسا کیا ہے۔[1]

۵۷۵-محمد بن احمد بن علی، احمد بن ہیثم، مسلم بن ابراہیم، بشر بن مطر بن حکیم بن دینار القطعی، عمرو بن دینار وکیل آل الزبیر، مالک بن دینار کے سلسلۂ سند سے ایک انصاری شیخ کے حوالہ سے سالمؓ کی روایت منقول ہے، فرمان رسول ﷺ ہے:

قیامت کے روز جبل تہامہ کے مثل کثیر اعمال والی قوم کو دربار الٰہی میں لایا جائیگا پھر اللہ تعالیٰ ان کی تمام نیکیوں کو اکارت فرما کر ان کو دوزخ میں داخل کردے گا۔ حضرت سالمؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ وہ کونسی قوم ہوگی تاکہ میں ان سے احتراز کروں؟۔ آپ ﷺ نے فرمایا وہ ایسے روزہ دار اور نمازی پرہیزی ہونگے جو حرام سے اجتناب نہ کرتے ہونگے۔ پس اللہ تعالیٰ ان کے اعمال کو ضائع فرمادیں گے۔

مالک بن دینارؒ کہتے ہیں: اللہ کی قسم! یہ نفاق ہے۔ پھر معلی بن زیادؒ نے کہا ہاں اے ابو یحییٰ تم نے سچ کہا اللہ کی قسم یہ نفاق ہے۔[2]

(۳۰) عامر بن ربیعہ[3]

آپ کا پورا نام ابو عبداللہ عامر بن ربیعہ ہے۔ آپ زاہد اور شرکاء بدر میں سے ہیں۔ آپ مساجد اور دیگر مقامات کو ذکر الٰہی سے آباد کرنے والے، فتنوں سے محفوظ اور سلامتی کی حالت میں زندگی بسر کرنے والے تھے۔

۵۷۶-سلیمان بن احمد، احمد بن حماد بن زغبہ، سعید بن ابی مریم، یحییٰ بن ایوب، یحییٰ بن سعید کا قول مروی ہے:

میں نے سنا ہے کہ فتنہ کے زمانہ میں ایک شب عامر نماز پڑھ کر سوئے تو خواب میں ان سے کہا گیا کہ بیدار ہو کر اللہ سے اس فتنہ سے پناہ طلب کرو جس سے صالحین پناہ طلب کرتے ہیں، چنانچہ انہوں نے ایسا ہی کیا۔ اس کے بعد عامر بیمار ہوگئے ...... حتیٰ کہ جنازہ کے لئے گھر سے باہر ان کا لاشہ نکالا گیا۔

۵۷۷-یحییٰ بن سعید قطان، یحییٰ بن سعید انصاری کے سلسلۂ سند سے ابن عامر سے مروی ہے:

حضرت عثمانؓ پر لوگوں کے اعتراض کے وقت میرے والد شب میں نماز پڑھ کر دعاء کرتے یا الٰہی اپنے نیک بندوں کی حفاظت کے مانند میری بھی اس فتنہ سے حفاظت فرما۔ اس کے بعد عامر کا جنازہ ہی گھر سے باہر نکلا۔

۵۷۸-محمد بن علی، ابو عباس بن قتیبہ، محمد بن متوکل عسقلانی، عبدالرزاق، معمر، ابن طاؤس کے سلسلۂ سند سے ان کے والد کا قول مروی

[1] کشف الخفاء ۲/ ۴۴۷

[2] الدر المنثور ۵/ ۶۷. واتحاف السادة المتقين ۸/ ۸۶، ۱۰/ ۲۷.

[3] طبقات ابن سعد ۳/ ۳۸۶، والتاريخ الكبير ۶/ت ۲۹۴۳. والجرح ۶/ت ۱۷۹۰، والاستيعاب ۲/ ۷۹۰، والجمع ۱/ ۳۷۵، وسير النبلاء ۲/ ۳۳۳. والكاشف ۲/ ۲۵۴۹. والاصابة ۲/ت ۴۳۸۱. وتهذيب التهذيب ۵/ ۶۲. وتهذيب الكمال ۱۴/ ۱۷. وشذرات الذهب ۱/ ۴۰.

ہے:

حضرت عثمانؓ کے قتل کے فتنہ کے وقوع کے وقت ایک شخص نے اپنے اہل سے کہا مجھے مجنون ہونے کی وجہ سے زنجیروں سے باندھو۔ پھر حضرت عثمانؓ کے قتل کے بعد اس نے اہل خانہ کو بیڑیاں کھولنے کا حکم دیا اور کہا تمام تعریفیں مجھے جنون سے شفا دینے اور قتل عثمان سے دور رکھنے والی ذات کے لئے ہیں۔

ابن طاؤسؒ سے اس کو کئی حضرات نے روایت کیا ہے اور اس شخص کا نام جس کے متعلق یہ روایت منقول ہے عامر بن ربیعہ ہے۔

۵۷۹-محمد بن احمد بن محمد، احمد بن موسیٰ الحطمی، قاسم بن نصر مخرمی، احمد بن قاسم لیثی، ابو ہمام محمد بن زبرقان، موسیٰ بن عبیدۃ، عبدالرحمٰن بن زید بن اسلم کے والد کے سلسلۂ سند سے عامر بن ربیعہ کا قول مروی ہے:

ایک عرب میرے پاس آیا، میں نے اس کا خوب اعزاز و اکرام کیا، اس نے مجھ سے کہا میں نے آپ ﷺ کی خدمت میں زمین کا ایک نہایت ہی عمدہ ٹکڑا پیش کرنے کا ارادہ کیا تھا۔ اسی زمین کا ایک ٹکڑا آپ اور آپکی اولاد کی ضروریات کے لئے میں آپ کے نام وقف کرنا چاہتا ہوں۔ عامر نے جواب میں فرمایا: مجھے اس کی ضرورت نہیں ہے۔ کیوں کہ قرآن کی درج ذیل آیت نے مجھے دنیا سے غافل کر دیا ہے:

اقترب للناس حسابهم وهم في غفلة معرضون . (الانبیاء۱)

لوگوں کا حساب (اعمال کا وقت) نزدیک آ پہنچا ہے اور وہ غفلت میں (پڑے اس سے) منہ پھیر رہے ہیں۔

حضرت مصنفؒ فرماتے ہیں: وہ شئی جس نے آپؓ کو زہد اور فقر پر مضبوط کیا اور آپ کو اللہ کے ذکر سے ہمیشہ سرشار رکھا..... نبی کریم ﷺ کے ارشادات اور غزوات و سرایا میں شمولیت ہے۔

۵۸۰-ابوبکر بن خلاد، حارث بن ابی اسامۃ، یزید بن ہارون، مسعودی، ابوبکر بن حفص، عبداللہ بن عامر بن ربیعہ کے سلسلۂ سند سے ان کے والد کا قول مروی ہے:

جب آپ ﷺ ہمیں کسی سریہ میں روانہ کرتے تھے...... تو ہمارے پاس زاد راہ صرف کھجور کا ایک تھیلا ہوتا تھا۔ امیر لشکر ایک ایک مٹھی کھجور تقسیم کر دیتے تھے۔ آہستہ آہستہ ایک ایک کھجور کی نوبت آجاتی تھی۔ عامر کے بیٹے عبداللہ نے عرض کیا: اے اباجان! ایک کھجور کیا کفایت کرتی ہوگی؟ فرمایا: یہ نہ پوچھو بیٹا! اس کی اہمیت ہمیں اس وقت معلوم ہوئی جب وہ بھی نہ رہی۔

۵۸۱-علی بن احمد مصیصی، احمد بن خلید حلبی، ابونعیم، ابوربیع سمان، عاصم بن عبیداللہ، عبداللہ بن عامر بن ربیعہ کے سلسلۂ سند سے ان کے والد عامر کا قول مروی ہے:

ایک تاریک شب میں میں آپ ﷺ کے ساتھ تھا، ہم نے ایک مقام پر پڑاؤ کیا۔ ایک شخص نے پتھر صاف کر کے نماز کے لئے جگہ بنائی، پھر نماز ادا کی گئی۔ صبح کو معلوم ہوا نماز میں ہمارا رخ غیر قبلہ کی طرف تھا، ہم نے آپ ﷺ کو اس سے مطلع کیا، اس وقت قرآن کی درج ذیل آیت نازل ہوئی:

ولله المشرق والمغرب فاينما تولوا فثم وجه الله (بقرۃ۱۱۵)

اور مشرق اور مغرب سب خدا ہی کا ہے تم جدھر رخ کرو ادھر خدا کی ذات ہے بیشک خدا صاحب وسعت اور باخبر ہے۔

۵۸۲-جعفر بن محمد بن عمرو، محمد بن حسین الوادعی، یحییٰ بن عبدالحمید، شریک، عاصم بن عبیداللہ، عبداللہ بن عامر بن ربیعہ کے سلسلۂ سند سے ان کے والد کا قول مروی ہے:

ایک بار آپ ﷺ کے پیچھے نماز میں ایک شخص کو چھینک آ گئی۔ اس شخص نے نماز ہی میں کہا (الحمد لله كثيراً طيباً مباركا

کما یرضی ربنا عزوجل وبعد الرضی والحمدللہ علیٰ کل حال) آپ ﷺ نے سلام پھیر کر اس کے قائل کا نام دریافت فرمایا، اس شخص نے عرض کیا: یارسول اللہ! میں نے مذکورہ کلمات کہے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا میں نے بارہ فرشتوں کو اس کے لکھنے میں سبقت کرتے ہوئے دیکھا۔[۱]

۵۸۳- سلیمان بن احمد، اسحٰق بن ابراہیم، عبدالرزاق، عبداللہ بن عمر، عبدالرحمٰن بن قاسم، عبداللہ بن عامر بن ربیعہ کے سلسلۂ سند سے ان کے والد کی روایت منقول ہے، فرمان رسول ﷺ ہے:

مجھ پر ایک بار درود بھیجنے والے پر اللہ دس بار رحمت نازل کرتا ہے۔ اب تمہاری مرضی ہے کہ تم مجھ پر کم یا زیادہ درود بھیجو۔[۲]

۵۸۴- شعبہ، عاصم بن عبیداللہ، عبداللہ بن عامر بن ربیعہ کے سلسلۂ سند سے ان کے والد کا قول مروی ہے:

میں نے آپ ﷺ کو اثناء خطبہ میں فرماتے سنا مجھ پر درود بھیجنے والے کے لئے درود کے بھیجنے تک فرشتے دعائیں کرتے ہیں اب تم کم یا زیادہ جتنا چاہو مجھ پر درود بھیجو تمہاری مرضی ہے۔[۳]

(۳۱) ثوبان مولیٰ رسول اللہ ﷺ

آپ قانع، پاکدامن، ظریف الطبع، آپ علیہ السلام کی کفالت میں زندگی بسر کرنے والے، ترک سوال اور بادشاہوں سے کنارہ کشی کی وجہ سے جنت کی سیر کرنے والے تھے۔

۵۸۵- حضرت ثوبان اہل بیت میں سے ...... فاروق خطابی، ابو مسلم کشی، عبداللہ بن عبدالوہاب حجبی، خالد بن حارث، ظریف بن عیسیٰ عنبری کے سلسلۂ سند سے یوسف بن عبدالحمید کا قول مروی ہے:

ایک بار حضرت ثوبانؓ نے میرے کپڑے اور انگوٹھی کو دیکھ کر فرمایا: تم ان کا کیا کرو گے؟ انگوٹھی تو بادشاہوں کے لئے ہوتی ہے۔ یوسف کہتے ہیں: اس کے بعد میں نے انگوٹھی نہیں پہنی۔ نیز فرمایا: ایک بار آپ ﷺ نے حضرت علیؓ اور فاطمہؓ وغیرہ کے لئے دعاء فرمائی۔ میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! کیا میں بھی اہل بیت سے ہوں؟ آپ نے فرمایا سوال کیلئے امیر کے دروازہ پر جانے سے قبل تک اہل بیت سے ہو۔

۵۸۶- حبیب بن حسن، عاصم بن علی، حبیب بن حسن، ابو مسلم کشی، عاصم، ابن ابی ذئب، محمد بن قیس، عبدالرحمٰن بن یزید بن معاویہ کے سلسلۂ سند سے ثوبانؓ کا قول مروی ہے: حضور ﷺ نے فرمایا: جو مجھے ایک چیز کی ضمانت دے گا اس کو میں جنت کی ضمانت دوں گا۔ میں نے عرض کیا یارسول اللہ! کیا میں بھی اس کا مصداق ہوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا اسکا مصداق بننے کے لئے سوال ترک کردو۔ چنانچہ اس

---

[۱] صحیح مسلم، کتاب المساجد باب ۲۷، رقم: ۱۴۹۔ وسنن ابی داؤد، کتاب استفتاح الصلاۃ باب ۶، وسنن النسائی ۱۳۳/۲، ومسند الامام احمد ۱۰۶/۳، ۱۶۸، ۱۸۸، ۲۵۲، والسنن الکبری للبیہقی ۲۲۸/۳. وصحیح ابن خزیمة ۷۴۲، وفتح الباری ۲۸۷/۲، ۱۰/۶۰۰. ومجمع الزوائد ۱۰۷/۲. وشرح السنة ۱۱۶/۳.

[۲] سنن الترمذی ۴۸۴، ۴۸۵، والمستدرک ۵۵۰/۱. ومسند الامام احمد ۱۶۸/۲. والمعجم الکبیر للطبرانی ۱۰۳/۵. والصغیر ۲۰۹/۱، ۲۸/۲، ومجمع الزوائد ۱۶۲/۱۰. ۱۶۳، وامالی الشجری ۱۳۰/۱، وکشف الخفا ۳۵۶/۲.

[۳] اتحاف السادۃ المتقین ۴۸/۵. وکنز العمال ۲۲۰۴.

[۴] طبقات ابن سعد ۴۲۴/۷، والتاریخ الکبیر ۱۸۱/۱/۲. والجرح ۴۶۹/۱/۱. والاستیعاب ۲۱۸/۱، واسد الغابة ۲۴۹/۱، ۲۵۰. والکاشف ۱۷۵/۱، وسیر النبلاء ۱۵/۳، والاصابة ۲۰۴/۱، وتہذیب الکمال ۲۱۳/۴.

کے بعد اگر ثوبان کے اونٹ سے کوڑا بھی گر جاتا تو اس کے لئے بھی کسی سے سوال نہیں کرتے تھے۔ بلکہ از خود اتر کر اسے اٹھاتے تھے۔

۵۸۷-سلیمان بن احمد، محمد بن عبداللہ حضرمی، عبداللہ بن معاذ، معاذ، شعبہ، عاصم احول، ابو عالیہ کے سلسلۂ سند سے ثوبانؓ کی روایت منقول ہے، فرمان رسول ﷺ ہے:

مجھے ایک چیز کی ضمانت دینے والے کو میں جنت کی ضمانت دیتا ہوں۔ حضرت ثوبانؓ نے عرض کیا یارسول اللہ! میں ضمانت دیتا ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: پھر آئندہ کسی سے سوال مت کرنا۔ اس کے بعد حضرت ثوبانؓ کا اگر اونٹ پر بیٹھے ہوئے کوڑا بھی نیچے گر جاتا تو وہ کسی سے سوال کرنے کے بجائے خود اتر کر اس کو اٹھاتے تھے۔[1]

۵۸۸-ابو عمرو بن حمدان، حسن بن سفیان، امیۃ بن بسطام، عباس بن ولید، یزید بن زریع، سعید، قتادۃ، سالم بن ابی جعد، معدان بن ابی طلحہ کے سلسلۂ سند سے ثوبان کا قول مروی ہے، فرمان نبوی ﷺ ہے:

بلاضرورت سوال کرنے والے کے چہرہ پر قیامت کے روز عیب کا نشان ہوگا۔[2]

۵۸۹-ابو احمد محمد بن احمد، حسن بن سفیان، امیۃ بن بسطام، یزید بن زریع، سعید، قتادۃ، سالم، معدان کے سلسلۂ سند سے ثوبانؓ کا قول مروی ہے، فرمان نبوی ﷺ ہے:

ورثہ میں خزانہ چھوڑنے والے کا مال قیامت کے روز گنجے سانپ کی شکل میں صاحب مال کو ڈسے گا۔ اس سانپ کی دو آنکھیں ہونگی اور اس کو صاحب مال کہے گا: ہائے تیری ہلاکت! تو کون ہے؟ سانپ کہے گا: میں تیرا وہ خزانہ ہوں جس کو تو نے اپنے پیچھے چھوڑا ہے۔ پھر وہ سانپ اس کا پیچھا کرتا رہے گا حتیٰ کہ اس کا ہاتھ چبا ڈالے گا اسی طرح آہستہ آہستہ اس کا سارا جسم نگل جائے گا۔[3]

۵۹۰-ابو عمرو بن حمدان، حسن بن سفیان، عبدالوہاب بن ضحاک، ابو عبدالرحمٰن عیسیٰ بن یزید اعرج، ارطاۃ بن منذر، ابو عامر کے سلسلۂ سند سے ثوبانؓ کی روایت مروی ہے، فرمان نبوی ﷺ ہے:

سونا چاندی جمع کر کے دنیا سے جانے والے کو قیامت کے روز قدموں سے ٹھوڑی تک تلوار سے داغا جائے گا۔ ابو عامر کہتے ہیں: مجھے حضرت ثوبانؓ نے فرمایا: اے ابو عامر! اگر تمہارے پاس بکری ہو اور اس کا دودھ باقی بچ جاتا ہو اس دودھ کو بھی تقسیم کر دو۔[4]

۵۹۱-عبداللہ بن جعفر، اسماعیل بن عبداللہ بن مسعود، سعید بن سلیمان، مبارک بن فضالۃ، مرزوق ابی عبداللہ حمصی، ابو اسماء کے سلسلۂ سند سے ثوبانؓ کا قول مروی ہے، فرمان رسول ﷺ ہے:

اے لوگو! عنقریب چاروں طرف سے لوگ تم پر اقوام عالم کو دعوت دیں گے۔ جس طرح کھانے پر لوگ ایک دوسرے کو دعوت دیتے ہیں۔ صحابہؓ نے عرض کیا: یارسول اللہ! کیا ہماری قلت کی وجہ سے ایسا ہوگا؟ آپ ﷺ نے فرمایا اس وقت تمہاری تعداد زیادہ ہوگی لیکن سیلاب کے خس و خاشاک کی طرح تم بے اہمیت ہو جاؤ گے۔ اللہ تعالیٰ تمہارے دشمنوں کے قلب سے تمہارا رعب ختم کر دے گا۔

۱۔ المستدرک ۱/۴۱۲، والمعجم الکبیر للطبرانی ۲/۹۵. واتحاف السادۃ المتقین ۹/۳۰۴. وکشف الخفا ۱/۲۹۹ وکنز العمال ۱۶۹۷۱، ۲۰۰۰۹.

۲۔ مسند الامام احمد ۱/۴۶۶، والسنن الکبری للبیھقی ۷/۲۵، والمعجم الکبیر للطبرانی ۱۰/۱۵۶، واتحاف السادۃ المتقین ۴/۱۲۰. ۹/۳۰۴.

۳۔ المستدرک ۱/۳۸۸، وصحیح ابن خزیمۃ ۲۲۵۵. وموارد الظمآن ۸۰۳. والمطالب العالیۃ ۸۷۱، ومجمع الزوائد ۳/۶۴، وتفسیر الطبری ۱۰/۸۷. وتفسیر ابن کثیر ۲/۵۲، ۱. ۴/۸۳.

۴۔ المسند الامام احمد ۵/۲۶۸، وکنز العمال ۲۲۹۲، ۲۲۹۳، والجامع الکبیر للسیوطی ۱/۱۱۷.

تمہارے قلوب میں دنیا کی محبت اور موت سے نفرت پیدا کرے گا۔[۱]

۵۹۲-مؤمن کیلئے بہترین مال ...... ابواحمد بن محمد بن احمد، عبداللہ بن محمد بن شیرویہ، اسحٰق بن راہویہ، جریر، منصور، سالم بن ابی جعد کے سلسلۂ سند سے ثوبان کا قول مروی ہے:

ایک موقع پر آپ ﷺ کے ساتھ تھے۔ مہاجرین نے کہا: کاش ہمیں معلوم ہو جاتا کہ کونسا مال بہتر ہے! حضرت عمرؓ نے ان کی خواہش پر یہی سوال آپ ﷺ سے کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: لسان ذاکر، قلب شاکر اور زوجہ مؤمنہ تمہارے لئے بہترین مال ہے۔ یہ تمہارے ایمان میں تمہاری مدد کریں گے۔[۲]

ابوالاحوص اور اسرائیل نے اس کے مثل منصر سے روایت نقل کی ہے۔ نیز اس کو عمرو بن مرہ نے بھی سالم سے روایت کیا ہے۔

۵۹۳-ابوبکر بن مالک، عبداللہ بن احمد بن حنبل، احمد بن حنبل، وکیع، عبداللہ بن عمرو بن مرۃ، عن ابیہ، سالم بن ابی جعد کے سلسلۂ سند سے ثوبانؓ کا قول مروی ہے:

سونا چاندی کے بابت نزول آیات کے بعد صحابہؓ نے بواسطہ عمرؓ آپ سے سوال کیا کہ ہمارے لئے کونسا مال افضل ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: قلب شاکر، زبان ذاکر اور زوجہ مؤمنہ جو آخرت کے کام پر تمہاری مدد کرے ..... تمہارے لئے بہترین مال ہیں۔[۳]

اعمش نے اس کو سالم سے روایت کیا ہے۔

(۳۲) مولیٰ حضور ﷺ حضرت رافعؓ

آپ رذائل سے اجتناب کرنے والے، فکر آخرت رکھنے والے اور آپ علیہ السلام کے مولیٰ (آزاد کردہ غلام) تھے۔

۵۹۴-سلیمان بن احمد، مقدام بن داؤد، اسد بن موسیٰ، سفیان بن عیینہ، عمرو بن دینار کے سلسلۂ سند سے محمد بن سعید کا قول مروی ہے:

بنی سعید کے ایک شخص کے علاوہ تمام افراد نے ایک غلام کا اپنا اپنا حصہ آزاد کر دیا۔ اس غلام نے باقیماندہ حصہ کے بارے میں آپ ﷺ سے سفارش کی درخواست کی تو آپ ﷺ نے اسکی سفارش کر دی۔ مالک نے اپنا حصہ آپ ﷺ کو ہبہ کر دیا۔ پھر آپ ﷺ نے بھی اسے آزاد کر دیا۔ اس کے بعد سے وہ اپنے کو "مولیٰ النبی" کہلواتے تھے، ان کا نام رافع ابوالبہی تھا۔

۵۹۵-سلیمان بن احمد، طالب بن قرۃ، محمد بن عیسیٰ طباع، قاسم بن موسیٰ، زید بن واقد، مغیث بن سمی کے سلسلۂ سند سے عبداللہ بن عمرو روایت مروی ہے:

حضور ﷺ کی خدمت میں عرض کیا گیا یارسول اللہ! لوگوں میں سب سے افضل شخص کون ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: مخموم القلب اور صادق اللسان مؤمن۔ صحابہ نے عرض کیا یارسول اللہ! یہ مخموم القلب کیا ہے؟ فرمایا اللہ عزوجل سے ڈرنے والا ..... جو ہر گناہ سے پاک ہو، اس میں سرکشی نہ ہو، دھوکہ نہ ہو اور نہ وہ کسی سے حسد رکھتا ہو۔ صحابہ نے عرض کیا: یارسول اللہ! کس طرح کوئی ان صفات کا مالک بن سکتا ہے؟ فرمایا: جو شخص دنیا سے نفرت کرے اور آخرت سے محبت رکھے وہ ان صفات کا مالک بن سکتا ہے۔

صحابہ کہتے ہیں: ہم آپس میں صرف حضرت رافعؓ کو ہی ان صفات کا مالک سمجھتے تھے۔ نیز صحابہ نے پھر (خدمت نبوی ﷺ

۱۔ سنن أبی داؤد ۴۲۹۷، ومسند الامام أحمد ۲۷۸/۵، ومشکاة المصابیح ۵۳۶۹. والتاریخ الکبیر للبخاری ۳۴۰/۴، وتاریخ ابن عساکر ۳۷۰/۶، والاحادیث الصحیحة ۹۵۸.

۲، ۳۔ سنن ابن ماجة ۱۸۵۶. ومسند الامام أحمد ۲۸۲/۵، واتحاف السادة المتقین ۳۱۲/۵، ۴۸/۹، ۳۳۲، وتفسیر ابن کثیر ۸۱/۴، والمطالب العالیة ۳۱۰۲.

میں) عرض کیا: کون شخص اس کا حامل ہے؟ فرمایا: اچھے اخلاق والا مؤمن ہے۔[۱]

(۳۳) اسلم ابورافع[۲]

آپ جنگ بدر سے قبل اسلام قبول کرنے والے تھے۔ آپ نے ابتدا میں حضرت عباس کے ساتھ مل کر اسلام ظاہر نہیں کیا۔ بعد میں مدینہ میں آپ علیہ السلام کو قریش کا خط پہنچانے کے وقت اسلام ظاہر فرمایا اور آپ ﷺ کے ساتھ قیام کی تمنا ظاہر کی۔ لیکن آپ علیہ السلام نے عہد کی پاسداری کرتے ہوئے آپ کو واپس فرما دیا اور فرمایا ہم ایلچی کو محبوس کرتے ہیں اور نہ عہد شکنی کرتے ہیں۔ آپ ﷺ نے آپؓ سے فرمایا تھا کہ میرے بعد تم پر افلاس و فقر آئیگا چنانچہ ایسا ہی ہوا اور آپؓ کو اس بات سے بھی منع فرمایا تھا کہ فاضل مال جمع کریں اور آپؓ کو اس کی سزا سے بھی آگاہ فرما دیا تھا۔

۵۹۶- سلیمان بن احمد، مقدام بن داؤد، اسد بن موسیٰ، حاتم بن اسماعیل، کثیر بن زید، المطلب کے سلسلۂ سند سے ابورافع کا قول مروی ہے:

ایک روز آپ ﷺ نے بقیع کے پاس سے گزرتے ہوئے اف اف کیا۔ اس وقت آپ ﷺ کے ساتھ میرے علاوہ کوئی نہیں تھا میں نے آپ ﷺ سے اف اف کرنے کی وجہ پوچھی تو آپ ﷺ نے فرمایا اس قبر والے کو میں نے فلاں قبیلہ کا عامل بنایا تھا، اس نے اس وقت ایک چادر میں خیانت کی تھی، اب وہی چادر آگ بنکر اس پر پڑی ہوئی ہے۔[۳]

۵۹۷- **ابورافع کا فقر اور مالداری**...... عبداللہ بن محمد بن جعفر، ابوبکر بن ابی عاصم، صالح بن زیاد و محمد بن علی، حسین بن محمد بن حماد و مغیرۃ بن عبدالرحمٰن، عثمان بن عبدالرحمٰن، ابوجعفر محمد بن اسماعیل، حسن بن علی حلوانی، یزید بن ہارون، جراح بن منہال، زہری، سلیم مولیٰ ابی رافع کے سلسلۂ سند سے مولی النبی ابی رافعؓ کا قول مروی ہے:

آپ ﷺ نے مجھ سے فرمایا: اے ابورافع! اس وقت تیرا کیا حال ہوگا جب تو مفلس بن جائیگا؟ میں نے عرض کیا: کیا میں ابھی مفلس نہ بن جاؤں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: کیوں نہیں؟ پھر پوچھا: تمہارے پاس کتنا مال ہے؟ میں نے عرض کیا چالیس ہزار درہم اور میں اس سب کو راہ خدا میں خرچ کرتا ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کچھ صدقہ کر دو اور کچھ اولاد کے لئے رہنے دو۔ پھر میں نے آپ ﷺ سے سوال کیا کہ اولاد کا والدین پر کیا حق ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا تم ان کو قرآن کی تعلیم دو، تیر اندازی سکھاؤ، تیراکی سکھاؤ اور اچھا حلال مال دے کر جاؤ۔ پھر میں نے آپ ﷺ سے پوچھا کہ میں کب مفلس بنوں گا؟ آپ ﷺ نے فرمایا میرے بعد۔

ابوسلیم فرماتے ہیں: کہ میں نے ابورافع کو بعد میں اس قدر مفلس دیکھا کہ وہ لوگوں میں اعلان کرتے تھے کون شیخ کبیر اعمیٰ پر صدقہ کرے گا؟ کون اس پر صدقہ کرے گا جسکے بارے میں آپ ﷺ نے فرمایا: کہ میرے بعد تم پر مفلسی آئیگی۔ اے لوگو! اللہ کا ہاتھ علیا (سب سے اوپر)، معطی کا ہاتھ وسطیٰ (درمیان میں) اور سائل کا ہاتھ سفلی (سب سے نیچے) ہوتا ہے۔ بلاوجہ سوال کرنے والے کے چہرہ پر قیامت کے روز نشان ہوگا۔ غنی اور مالدار کے لئے صدقہ ناجائز ہے۔

راوی کہتے ہیں: کہ ایک بار میرے سامنے ایک شخص نے ابورافع کو چار درہم دیئے۔ ابورافع نے اصرار کے باوجود یہ کہہ کر "آپ ﷺ نے مجھے فضول مال جمع کرنے سے منع فرمایا" ایک درہم واپس کر دیا۔ راوی کہتے ہیں کہ بعد میں ابورافع غنی ہوگئے تھے......

۱۔ اتحاف السادۃ المتقین ۷/۴۳۵، ۹/۲۲۶، والدر المنثور ۳/۲۹۱۔

۲۔ طبقات ابن سعد ۴/۷۳۔ وتهذيب الكمال ۳۳/۳۰۱۔

۳۔ کنز العمال ۱۱۶۰۳۔ والجامع الكبير ۲/۷۵۱۔

حتیٰ کہ ان کے پاس زکوۃ وصول کرنے والا بھی آیا۔ اسی حالت میں ان کی وفات ہوئی۔ اسی وجہ سے فرمایا کرتے تھے کاش فقر کی حالت میں میری موت آتی۔ آپؓ کسی غلام کو مکاتب صرف قیمت خرید پر ہی بناتے تھے۔ زائد مال وصول نہ کرتے تھے۔[1]

(۳۴) سلمان فارسیؓ[2]

اہلِ فارس میں سابق، عرصہ دراز تک بغیر صلہ کے مشقت جھیلنے والے، آخرت کے لئے ذخیرہ کرنے والے، حکمت کے مالک اور صاحب علم عابد تھے۔ آپؓ اسلام کا جھنڈا بلند کرنے والے، آپ علیہ السلام کے نجیب ورفیق تھے۔ جنت آپ کی مشتاق تھی۔ قلیل پر کفایت کرنے والے اور دین کی خاطر مصائب برداشت کرنے والے تھے...... جس کے صلہ میں اجر عظیم پا کر سرخرو اور کامیاب ہوئے۔

بعض کا قول ہے: تکالیف برداشت کر کے محبت الٰہی کے حصول کا نام تصوف ہے۔

۵۹۸-سلیمان بن احمد، علی بن عبدالعزیز، ابوحذیفہ، عمارۃ بن زاذان، ثابت، کے سلسلۂ سند سے انسؓ کا قول مروی ہے، فرمان رسول ہے: میں عرب کا، صہیب روم کے، سلمان فارس کے اور بلال حبشہ کے سابق ہیں۔[3]

۵۹۹-ابوسعید احمد بن اتاہ بن شیبان عبادانی، حسن بن ادریس سجستانی، قتیبہ بن سعید، وسیم بن جمیل، محمد بن مزاحم، صدقہ، ابوعبدالرحمٰن سلمی کے سلسلۂ سند سے سلمانؓ کا قول مروی ہے:

میں نے ایک بری خاتون سے شادی کی، رخصتی کی شب میرے ساتھی گھر تک میرے ساتھ آئے۔ میں نے ان سے کہا اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر عطا فرمائے اب تم واپس چلے جاؤ۔ میں نے بے وقوفوں کی طرح ان کو اندر داخل ہونے کی اجازت نہیں دی۔ میں نے گھر کو زیب وزینت سے آراستہ دیکھا تو میں نے کہا: کیا بات ہے اس گھر میں بخار آ گیا ہے یا کعبہ کندۃ میں منتقل ہو گیا ہے؟ انہوں نے کہا: دونوں باتوں میں سے کوئی بھی پیش نہیں آئی ہے۔ سلمان کہتے ہیں آخر میں دروازہ کے پردہ کے علاوہ تمام پردے اتروا کر گھر میں داخل ہوا۔ پھر بے تحاشا سامان دیکھ کر میں نے پوچھا یہ کس کا ہے؟ انہوں نے کہا: آپ اور آپکی اہلیہ کے لئے ہے۔ میں نے کہا آپ ﷺ نے مجھے وصیت کی تھی دنیاوی مال تمہارے پاس ایک مسافر جتنا ہونا چاہیے۔ پھر میں نے خادم دیکھ کر اس کے بارے میں لوگوں سے سوال کیا، لوگوں نے کہا: یہ آپ اور آپ کی اہلیہ کے لئے ہے۔ میں نے کہا: اس سے بھی میرے خلیل (ﷺ) نے مجھے منع فرمایا ہے۔ پھر میں نے اسکی سہیلیوں سے پوچھا کہ تم یہاں سے جاؤ گی یا نہیں؟ انہوں نے کہا ہم جاتی ہیں۔ چنانچہ اسی وقت انہوں نے گھر خالی کر دیا۔ پھر میں دروازہ بند کر کے اپنے اہلیہ کے پاس آ کر بیٹھا۔

میں نے اس کی پیشانی کو بوسہ دیکر اس کے لئے برکت کی دعا کی۔ پھر میں نے اس سے کہا تم میرے حکم کی تابعداری کرو گی؟ اس نے اثبات میں جواب دیا۔ میں نے کہا اللہ کے رسول نے ایسے وقت میں ہمیں عبادت کا حکم فرمایا ہے۔ چنانچہ ہم نے نماز پڑھی، پھر میں نے اس سے صحبت کی۔ صبح ہونے پر میرے ساتھیوں نے مجھ سے احوال دریافت کئے، میرے سکوت پر تین بار انہوں نے یہ سوال مجھ سے کیا۔ بالآخر میں نے ان سے کہا: گھروں پر دروازے اور پردے اسی لئے لگائے جاتے ہیں کہ اندر کی بات اندر رہے۔ اس لئے تم

---

[1] کنزالعمال ۳۵۳۴۵

[2] طبقات ابن سعد ۱۶/۶. ۳۱۸/۷. والتاریخ الکبیر ۴/ت ۲۲۳۵، والجرح ۴/ت ۱۲۸۹، واخبار اصبهان ۴۸/۱، وتاریخ بغداد ۱۶۳/۱، والاستیعاب ۶۳۴/۲، وسیر النبلاء ۵۰۵/۱، ۵۵۸. والکاشف ۱/ت ۳۳۵۷. والعبر ۱۹/۱۱. والاصابة ۲/ت ۳۳۵۷. وشذرات الذهب ۴۴/۱، وتهذیب التهذیب ۱۳۷/۴. وتهذیب الکمال ۲۴۵/۱۱.

[3] المستدرک ۲۸۴/۳، ۴۰۲. والمعجم الکبیر للطبرانی ۳۴/۸. وتاریخ اصبهان للمصنف ۴۹/۱. ومجمع الزوائد ۳۱۸/۹. (التهذیب) والکامل لابن عدی ۵۰۷/۲.

باہر کی باتوں کے بابت مجھ سے سوال کرو۔ کیوں کہ میں نے آپ ﷺ کو فرماتے سنا ہے کہ گھر کے اندر کی باتیں کرنے والے راستہ میں جفتی کرنے والے دو گدھوں کی طرح ہیں۔[1]

۶۰۰- ابوعمرو بن حمدان، حسن بن سفیان، محمد بن بکار صیرفی، حجاج بن فروخ واسطی، ابن جریج، عطاء کے سلسلہ سند سے ابن عباسؓ کا قول مروی ہے:

حضرت سلمانؓ کی ایک سفر سے واپسی پر حضرت عمرؓ نے ان سے فرمایا: میں تم سے اللہ تعالیٰ کیلئے غلام ہونے پر خوش ہوں۔ حضرت سلمانؓ نے عرض کیا: پھر آپ میری شادی اپنے خاندان کی کسی عورت سے کرادیں! حضرت عمرؓ خاموش ہو گئے، (گویا یہ بات حضرت عمرؓ کو اچھی نہیں لگی)۔ حضرت سلمانؓ نے عرض کیا: آپ مجھے اللہ کا غلام بنانے پر تو خوش ہیں اپنی ذات کیلئے غلام بنانے پر کیوں خوش نہیں؟۔ پھر جب صبح ہوئی تو حضرت سلمانؓ کے پاس حضرت عمرؓ کے قاصد آئے۔ حضرت سلمانؓ کے پوچھنے پر فرمایا: ہم اس لئے آئے ہیں کہ آپ حضرت عمرؓ کو شادی کا پیغام دینے کا ارادہ ملتوی کردیں۔ حضرت سلمانؓ نے فرمایا: اللہ کی قسم! آپؓ کی حکومت یا سلطنت نے مجھے اس بات کا خواہش مند نہیں کیا بلکہ میرا خیال تھا یہ نیک مرد ہیں ان کے خاندان کی کسی عورت سے شادی کروں گا تو اللہ تعالیٰ مجھ سے اور اس سے کوئی نیک اولاد عطا فرمادے گا۔

راوی کہتے ہیں کہ پھر آپؓ نے ایک کندی خاتون سے شادی کرلی۔ گھر کو مزین دیکھ کر فرمایا خانہ کعبہ اور بخار میں سے کونسی چیز یہاں منتقل ہوئی ہے۔ میرے خیال میں (آپ ﷺ) نے مجھے ایک مسافر کے سامان کے بقدر سامان رکھنے کی وصیت فرمائی اور یہ کہ منکوحہ کے علاوہ کوئی عورت نہ ہو۔ اس کے بعد سب خواتین گھر سے نکل گئی۔ پھر سلمانؓ نے اپنی اہلیہ سے فرمایا ایسے وقت آپ ﷺ نے ہمیں نماز کا حکم فرمایا ہے۔ چنانچہ ہم دونوں نے نماز پڑھی۔ صبح کے بعد آپ مجلس میں بیٹھے تو بار بار ایک شخص کے حال دریافت کرنے کے جواب میں فرمایا: گھر سے باہر کی باتوں کے بابت سوال کرو، گھر کے اندر کی باتوں کے بابت سوال سے احتراز کرو۔

۶۰۱- محمد بن احمد بن الحسن، بشر بن موسیٰ، خلاد بن یحییٰ، مسعر، عمرو بن مرہ، ابوالبختری کی سند سے مروی ہے کہ حضرت علیؓ سے حضرت سلمانؓ کے متعلق پوچھا گیا تو آپؓ نے فرمایا:

حضرت سلمانؓ پہلے علم اور آخری علم کے پیروکار ہیں اور جو ان کے پاس ہے اس کو کوئی نہیں پا سکتا۔

۶۰۲- سلیمان بن احمد، علی بن عبدالعزیز، ابوغسان مالک بن اسماعیل، حبان بن علی، عبدالملک بن جریج، ابوحرب بن ابی اسود کے سلسلہ سند سے زاذان کندی کا قول مروی ہے:

زاذان کہتے ہیں: ہم ایک روز حضرت علیؓ کے پاس تھے۔ آپؓ کو خوش گوار موڈ میں دیکھ کر ہم ان سے ان کے ساتھیوں کے بارے میں پوچھنے لگے: فرمایا کس ساتھی کا حال بتاؤں؟ ہم نے عرض کیا: حضور ﷺ کے کسی ساتھی کا حال بتائیں۔ فرمایا: تمام صحابیٔ رسول میرے ساتھی ہیں، کس کے متعلق بتاؤں؟ ہم نے عرض کیا: حضرت سلمان فارسی کا حال بتائیں؟ فرمایا: لقمان حکیم جیسا تم میں سے کوئی ہوسکتا ہے؟ (وہ گویا لقمان حکیم ہیں)۔ وہ ہم میں سے اور اہل بیت میں سے ہیں۔ انہوں نے پہلے علوم حاصل کئے اور آخری علوم بھی حاصل کئے۔ نیز وہ توراۃ و قرآن دونوں کے ایسے عالم ہیں، جو نہ ختم ہونے والے سمندر ہیں۔

۶۰۳- اہل و عیال اور جسم و جان سب کا تم پر حق ہے...... عبداللہ بن محمد بن عطاء، احمد بن عمرو بزاز، ہری بن محمد کوفی، قبیصہ بن عقبہ، عمار بن زریق، ابوصالح، ام الدرداءؓ کے سلسلہ سند سے ابوالدرداءؓ کا قول مروی ہے:

---

[1] کنز العمال ۴۴۹۰۷. وتاريخ ابن عساكر ۲۰۶/۶.

ایک روز سلمانؓ ابوالدرداء کے پاس تشریف لائے۔ان کی بیوی ام الدرداءؓ کی پراگندہ حالت دیکھ کر سلمانؓ نے ان سے اسکی وجہ پوچھی، انہوں نے کہا: تمہارے بھائی کو میری ضرورت ہی نہیں ہے۔کیوں کہ وہ تو شب کو عبادت گزار اور دن میں روزہ دار رہتے ہیں اس کے بعد سلمانؓ نے ابوالدرداءؓ سے فرمایا: تم پر تمہارے اہل کا بھی حق ہے۔اس وجہ سے نماز پڑھو، نیند کرو، روزہ رکھو اور افطار بھی کرو۔ جب اس بات کا علم آپ ﷺ کو ہوا تو آپ ﷺ نے فرمایا سلمان کو علم عطاء کیا گیا ہے۔[۱]

اعمش نے ابن شمر بن عطیہ عن شہر بن حوشب عن ام الدرداءؓ سے اس کو روایت کیا ہے۔

۶۰۴-ابواسحٰق ابراہیم بن محمد بن حمزہ، احمد بن علی بن مثنیٰ، زہیر بن حرب، جعفر بن عون، ابوالعمیس، عون بن ابی جحیفہ کے سلسلۂ سند سے ان کے والد کا قول مروی ہے:

ایک بار سلمانؓ ابودرداءؓ کی زیارت کے لئے گئے۔ام درداء کو پراگندہ حال دیکھا تو ان سے اسکی وجہ دریافت کی، انہوں نے فرمایا: آپ کے بھائی کے مسلسل نماز روزہ میں مشغول رہنے کی وجہ سے ان کو میری ضرورت ہی نہیں ہے۔پھر ابودرداءؓ نے سلمانؓ کو کھانا پیش فرمایا۔سلمانؓ نے کہا: تم بھی کھاؤ، انہوں نے فرمایا میرا روزہ ہے۔سلمانؓ نے فرمایا جب تک تم نہیں کھاؤ گے میں بھی نہیں کھاؤں گا چنانچہ دونوں نے کھایا۔شب کو سلمان ان کے پاس رہے...... جب وہ نماز کے لئے بیدار ہوئے تو سلمانؓ نے فرمایا اے ابودرداء اللہ، اہل وعیال اور جسم سب کا تم پر حق ہے۔اس لئے ہر ایک کا حق ادا کرو۔روزہ رکھو، افطار بھی کرو، نماز پڑھو اور آرام بھی کرو اور اپنے اہل کے پاس بھی جاؤ۔چنانچہ قبیل صبح دونوں نے نماز پڑھی۔نماز فجر کے بعد ابودرداءؓ نے آپ ﷺ کو سلمانؓ کی باتوں سے آگاہ فرمایا تو آپ ﷺ نے سلمان کی باتوں کی تصدیق فرمائی۔[۲]

۶۰۵-علم حاصل کرنے سے کم نہیں ہوتا...... ابوعمرو بن حمدان، حسن بن سفیان، عبداللہ بن براد اشعری، محمد بن بشر، مسعر، عمرو بن مرۃ کے سلسلۂ سند سے ابوالبختری کا قول مروی ہے:

ایک بار سلمانؓ ایک عجمی شخص کے رفیق بنے۔اس عجمی نے دجلہ سے پانی نوش کیا۔سلمان نے اسے مزید پانی نوش کرنے کا کہا، اس نے کہا میں سیراب ہو چکا ہوں، پھر سلمانؓ نے اس سے پوچھا: کیا پانی سے کچھ کم ہوا؟ اس نے کہا نہیں۔سلمانؓ نے فرمایا اسی طرح علم حاصل کرنے سے کم نہیں ہوتا لہذا تم علم نافع حاصل کرو۔

۶۰۶-عبداللہ بن محمد بن جعفر، محمد بن حسن بن علی بن بحر، محمد بن مرزوق، عبید بن واقد، حفص بن عمر سعدی کے سلسلۂ سند سے ان کے چچا کا قول مروی ہے:

حضرت سلمانؓ نے حذیفہؓ سے فرمایا: اے بھائی! علم کثیر ہے اور عمر قصیر ہے لہذا دینی ضرورت کے مطابق علم ضرور حاصل کرو اور اس کے ماسوا کو چھوڑ دو کیونکہ اس پر تمہاری مدد کی جائے گی۔

۶۰۷-ابوعمرو بن حمدان، حسن بن سفیان، قتیبہ بن سعید، ابوکامل، ابوعوانہ، عطاء بن سائب کے سلسلۂ سند سے ابوالبختری کا قول مروی ہے

ایک بار سلمانؓ ایک لشکر کے سپہ سالار رہے۔انہوں نے ایک فارسی قلعہ کا محاصرہ کر لیا۔لوگوں نے ان سے دشمن پر حملہ کی اجازت مانگی۔سلمانؓ نے فرمایا: میں اس موقع پر آپ ﷺ کے فرمان کے مطابق عمل کروں گا۔اس کے بعد سلمانؓ نے اہل قلعہ سے فرمایا

۱۔ اتحاف السادۃ المتقین ۵/ ۱۶۷.

۲۔ السنن الکبری للبیہقی ۴/ ۲۷۶، وکنز العمال ۵۴۰۳ بھذا اللفظ، وانظر الحدیث بالفاظہ فی: صحیح البخاری ۳/ ۵۱، ۳۸/۷. وصحیح مسلم، کتاب الصیام ۱۹۳. وصحیح ابن حبان، ۱۲۸۷ (موارد) وفتح الباری ۴/ ۲۱۸، ۹/ ۲۹۹، ۱۰/ ۵۳۱. والترغیب والترھیب ۲/ ۱۲۲.

میں تمہارا فارسی شخص ہوں۔ دیکھو یہ عرب میری کس قدر اطاعت کرتے ہیں۔ اگر تم اسلام قبول کرلو تو جو حکم ہمارے لئے وہی تمہارے لئے اور جو ممانعت ہمارے لئے اسی کی ممانعت تمہارے لئے۔ اگر تم نہیں مانو گے تو پھر ہم تم کو تمہارے دین پر چھوڑ دیں گے لیکن تم کو ذلت کے ساتھ ہمیں جزیہ دینا پڑے گا۔

لہٰذا تین باتوں میں سے ایک بات قبول کر لو اسلام، جزیہ یا جنگ۔ انہوں نے کہا: ہم جنگ کے لئے تیار ہیں۔ حضرت سلمانؓ نے تین روز تک ان کا انتظار کیا۔ اس کے بعد ساتھیوں کو ان پر حملہ کی اجازت دیدی۔ اللہ نے مسلمانوں کے ہاتھوں اس قلعہ کو آزاد کرادیا۔

حماد، جریر، اسرائیل اور علی بن عاصم نے عطاء سے اس کے مثل نقل کیا ہے۔

۶۰۸-سلیمان بن احمد، اسحٰق بن ابراہیم، عبدالرزاق، اسرائیل، ابی اسحٰق کے سلسلۂ سند سے ابولیلی کندی کا قول مروی ہے:

ایک بار حضرت سلمانؓ صحابہ کی ایک جماعت جو بارہ یا تیرہ افراد پر مشتمل تھی کے ساتھ تھے۔ نماز کے وقت سب نے ان کو امام بنانا چاہا تو حضرت سلمانؓ نے انکار کرتے ہوئے فرمایا: اللہ نے تمہاری وجہ سے مجھے ہدایت عطا فرمائی ہے، (تم مجھ سے افضل ہو) اس لئے میں ایسا نہیں کروں گا اور نہ تمہاری عورتوں سے بیاہ رچاؤں گا۔ اس کے بعد ایک شخص نے چار رکعتیں پڑھائی۔ سلمانؓ نے فرمایا: ہمارے لئے دو ہی کافی ہیں۔ عبدالرزاق کہتے ہیں: آپ درحقیقت سفر میں تھے۔

۶۰۹-سلیمان بن احمد، اسحٰق بن ابراہیم، عبدالرزاق، ثوری، عن ابیہ، مغیرۃ بن شبل کے سلسلۂ سند سے طارق بن شہاب کا قول مروی ہے:

میں نے سلمانؓ کے معمولات سے آگاہی حاصل کرنے کے لئے ایک شب ان کے پاس گزاری۔ شب کے آخری حصہ میں جاکر وہ بیدار ہوئے اور انہوں نے نماز پڑھی، جو ان کا خیال تھا (کہ وہ تو ساری ساری رات نماز پڑھتے رہتے ہیں) ایسی بات نہیں نکلی۔ پھر میں نے ان سے یہ بات بیان کی تو انہوں نے فرمایا: پانچ وقتہ نماز کی پابندی کرو یہ درمیانی گناہوں کیلئے کفارہ ہیں جب تک کہ وہ گناہ کبیرہ کی حد کو نہ پہنچیں۔ اور جب رات ہوجاتی ہے تو لوگ تین قسموں میں منقسم ہوجاتے ہیں۔ کچھ لوگ تو ایسے ہیں جن پر یہ رات وبال ہے نہ کہ فائدہ مند۔ کچھ لوگ ایسے ہیں جن کیلئے یہ رات سراسر خیر ہے اور ان پر کچھ وبال نہیں۔ اور کچھ لوگ ایسے ہیں جن پر اس رات کا وبال ہے اور نہ ان کیلئے کچھ فائدہ۔ جن کیلئے یہ رات سراسر خیر ہے وہ ایسے بندگان خدا ہیں جو رات کی ظلمت اور تاریکی کو غنیمت سمجھتے ہیں جبکہ دوسرے لوگ محو خواب ہوتے ہیں۔ وہ کھڑے ہوکر خدا کے آگے عبادت کرتے ہیں۔ اور جن کیلئے یہ رات وبال ہے نہ نقصان وہ وہ لوگ عشاء کی نماز پڑھ کر سو جاتے ہیں۔ پس تم شب میں بیدار ہوکر اللہ کی عبادت کرو۔ غفلت اور گناہ میں پڑنے سے بچو۔ قصد اور دوام کو لازم پکڑو۔

۶۱۰-قاسم بن احمد بن قاسم، محمد بن حسین خثعمی، عباد بن یعقوب، موسیٰ بن عمیر، ابوربیعہ ایادی، ابوبریدۃ کے سلسلۂ سند سے ان کے والد کا قول مروی ہے:

فرمان رسول ﷺ ہے حضرت جبرئیل نے مجھ سے فرمایا: اللہ تعالیٰ میرے اصحاب میں چار شخصوں سے محبت کرتا ہے۔ کسی حاضر نے کہا: یارسول اللہ! یہ کون لوگ ہیں؟ فرمایا: علی، سلمان، ابوذر اور حضرت مقداد رضی اللہ عنہم اجمعین ۔[1]

۶۱۱-محمد بن احمد بن حسن، جعفر بن محمد بن عیسیٰ، محمد بن حمید، ابراہیم بن المختار، عمران بن وہب الطائی کے سلسلۂ سند سے انسؓ کا قول مروی ہے: نبی ﷺ نے فرمایا: جنت چار افراد علی، مقداد، عمار اور سلمان کی مشتاق ہے۔ رضی اللہ عنہم اجمعین ۔[2]

۶۴۷ ۱۔ کنز العمال ۳۳۶۷۵. (۲) المستدرک ۱۳۷/۳. واتحاف السادۃ المتقین ۲۰۰/۱. وتاریخ ابن عساکر ۲۰۹/۳، ۲۰۰/۶. ۳۲۰/۱۰. وکنز العمال ۳۳۶۷۲.

۶۱۲-قبل از اسلام سلمان فارسیؓ کے احوال کا بیان...... حبیب بن حسن، حسین بن علی بن ولید فسوی، احمد بن حاتم، عبداللہ بن عبدالقدوس رازی، عبید المکتب، ابوطفیل عامر بن واثلہ کے سلسلۂ سند سے سلمانؓ کا قول مروی ہے:

میں ایک دیہاتی انسان تھا، ہمارے لوگ پتھر کے ایک گھوڑے کی عبادت کرتے تھے...... لیکن مجھے ان کا طریقہ غلط لگتا تھا۔ چنانچہ میں صحیح طریقہ کی تلاش میں نکلا۔ مجھے بتایا گیا کہ صحیح طریقہ مغرب کی طرف ہے۔ چنانچہ میں چلتے چلتے ارض موصل پہنچ گیا۔ میں نے اہل موصل سے ان کے بڑے عالم کے بابت پوچھا تو انہوں نے ایک صومعہ کی طرف مجھے بھیج دیا۔ وہاں پہنچ کر صومعہ کے پادری سے انکی خدمت میں رہنے کی درخواست کی۔ ان کی اجازت کے ساتھ میں چند سال ان کی خدمت میں رہا۔ حتی کہ ان کی وفات کا وقت قریب آ گیا۔ مجھے اس کے فراق میں رونا آ گیا۔ اس وقت انہوں نے مجھے روتے ہوئے دیکھا تو مجھ سے اس کی وجہ دریافت کی؟ میں نے کہا: آپ نے خوب میری تربیت کی لیکن اب میں کہاں جاؤں؟ انہوں نے فرمایا فلاں جگہ چلے جاؤ، ان کو میرا اسلام کہکر میری طرف سے ان کی خدمت میں رہنے کی درخواست پیش کردینا۔ چنانچہ میں نے ایسا ہی کیا۔ پھر ان کی وفات کا وقت قریب آیا تو پھر مجھ پر گریہ طاری ہوگیا۔ انہوں نے مجھے روم کے ایک پادری کے پاس بھیج دیا۔ پھر میں چند سال ان کی خدمت میں رہا پھر حسب سابق ان کی وفات کے وقت بھی مجھ پر گریہ طاری ہوگیا، انہوں نے مجھے روم کے ایک پادری کے پاس بھیج دیا۔ پھر میں چند سال ان کی خدمت میں رہا پھر حسب سابق ان کی وفات کے وقت مجھ پر گریہ طاری ہوگیا۔ انہوں نے مجھ سے وجہ پوچھی تو میں نے تمام واقعہ ان کے سامنے بیان کردیا۔ انہوں نے کہا کوئی عالم میرے ذہن میں تو نہیں ہے۔ البتہ اس وقت ارض تہامہ میں ایک شخص کا ظہور ہونے والا ہے۔ اسلئے میری وفات کے بعد تم یہیں رہنا، جب حجازی قافلہ گزرے تو اس سے اس شخص کے ظہور کا پوچھنا اور اس کی نشانی یہ ہے کہ ان کے دونوں کندھوں کے درمیان مہر نبوت ہوگی۔ نیز وہ صدقہ کے بجائے ہدیہ کا مال کھائیگا۔

چنانچہ اس پادری کی وفات کے بعد میں وہیں گوشہ نشین ہوگیا۔ ہر گزرنے والے قافلہ کے بارے میں میں معلومات حاصل کرتا تھا۔ حتی کہ ایک روز مجھے بتایا گیا کہ یہ حجازی قافلہ گزر رہا ہے۔ میں نے ان سے پوچھا کہ کیا تمہاری زمین پر نبوت کا دعوی کرنے والے کسی شخص کا ظہور ہوا ہے؟ انہوں نے اثبات میں جواب دیا۔ میں نے ان سے کہا مجھے اپنا غلام بنا کر اپنے ساتھ لے چلو۔ میں راستہ میں تمہاری خدمت کروں گا۔ چنانچہ انہوں نے مجھے اپنے ساتھ کرلیا۔ اور مکہ پہنچنے کے بعد حبشیوں کے ساتھ مجھے ایک باغ میں مالی مقرر کردیا۔ ایک روز میں طواف کے لئے آیا تو ایک خاتون سے میں نے آپ ﷺ کے بابت سوال کیا تو اس نے بتایا کہ شب کے آخری حصہ میں آپ حجر اسود کے پاس بیٹھتے ہیں اور صبح ہوتے ہی آپ ﷺ کے ساتھی آپ ﷺ سے منتشر ہوجاتے ہیں۔ پھر میں دوسرے روز صبح صبح آپ ﷺ کے پاس گیا اور میں مہر نبوۃ دیکھنے کے لئے آپ کے پیچھے کھڑا ہوگیا۔ آپ ﷺ سمجھ گئے۔ آپ ﷺ نے اپنی چادر اٹھادی۔ میں نے مہر نبوت دیکھ کر دل میں کہا: یہ ایک نشانی ہوگئی۔ پھر دوسرے روز میں نے چند کھجوریں صدقہ کے نام سے آپ کی خدمت اقدس میں پیش کیں۔ آپ ﷺ نے اپنے ساتھیوں کو حکم فرمایا کہ کھالو۔ لیکن خود بالکل نہیں کھائیں۔ میں نے کہا یہ دو نشانی ہوگئیں۔ پھر تیسری شب کچھ کھجور ہدیہ کے نام سے میں نے آپ ﷺ کو پیش کیں تو آپ ﷺ نے دیگر ساتھیوں کے ساتھ خود بھی تناول فرمائیں میں نے اسی وقت کھڑے ہوکر کلمہ پڑھ لیا۔ آپ ﷺ نے مجھ سے حال دریافت کیا تو میں نے تمام واقعہ آپ ﷺ کے سامنے بیان کردیا۔

پھر میں آپ ﷺ کی کوشش اور دعاء کی برکت سے آزاد بھی ہوگیا[۱]

ثوریؒ نے عبید مکتب سے اس کو مختصراً روایت کیا ہے۔ جبکہ سلم بن صلت عبدی نے ابوالطفیل سے تفصیل کے ساتھ نقل کیا ہے۔

۱۔ تاریخ ابن عساکر ۲/۱۹۳۔ (التهذیب) وتاریخ بغداد ۱/رت ۱۲۔

۶۱۳-سلیمان بن احمد، ابو حبیب یحیٰ بن نافع مصری، سعید بن ابی مریم، ابن لہیعۃ، یزید بن ابی حبیب، سلم بن صلت عبدی، ابو طفیل بکری کے سلسلۂ سند سے سلمانؓ کا قول مروی ہے:

میں ایک اصبہانی باشندہ تھا، ایک روز آسمانوں اور زمین کے خالق کے بارے میں میرے قلب میں خیال آیا۔ میں نے ایک خاموش شخص سے یہی سوال کیا تو اس نے مجھے اس کے لئے موصل کے ایک راہب کے پاس بھیج دیا۔ میں چند سال اسکی خدمت میں رہا۔ اس نے اپنی وفات کے وقت ایک دوسرے راہب کے پاس مجھے بھیج دیا۔ میں چند سال اسکی خدمت میں رہا اس نے وفات کے وقت عموریہ کے ایک شیخ کے پاس مجھے بھیج دیا۔ پھر میں نے چند سال اسکی خدمت کی، اس نے وفات کے وقت مجھ سے کہا کہ اس وقت میرے خیال میں زمین پر کوئی راہب نہیں ہے۔ البتہ سرزمین مکہ پر ایک شخص نبوۃ کا دعویٰ کرنے والا ہے، اسکی نشانی یہ ہے کہ اس کی قوم اسے ساحر، مجنون اور کاہن کہے گی اور وہ صدقہ نہیں کھائیگا، البتہ ہدیہ کھائیگا، اور اس کے دونوں کندھوں کے درمیان مہر نبوۃ ہوگی۔

سلمان کہتے ہیں کہ میں اسی انتظار میں رہا حتی کہ مدینہ سے ایک قافلہ آیا، میں نے ان سے آپ ﷺ کے بابت سوال کیا تو انہوں نے اثبات میں جواب دیا۔ میں نے ان کو غلام بنا کر اپنے ساتھ لے جانے پر راضی کرلیا۔ انہوں نے مدینہ پہنچنے کے بعد ایک باغ کے پودوں کو پانی دینے پر مجھے مقرر کردیا۔ پھر ایک فارسی خاتون سے میں نے حضور علیہ السلام کے بارے میں معلوم کیا اس نے کہا کہ وہ صبح کے وقت آتے ہیں۔ صبح کو میں نے آپ ﷺ کی آمد پر آپکو چند کھجوریں ہبہ کیں، آپ ﷺ نے پوچھا یہ کیا ہے؟ میں نے کہا صدقہ ہے۔ آپ ﷺ نے مجھے دوسرے ساتھیوں کے سامنے رکھنے کا حکم دیا اور آپ ﷺ نے خود اس سے کچھ تناول نہیں فرمایا۔ دوسرے روز میں نے کچھ کھجوریں ہدیۃً آپ کی خدمت میں پیش کیں تو آپ ﷺ نے صحابہ کے ساتھ خود بھی تناول فرمائیں۔ پھر میں نے مہر نبوۃ کا بھی مشاہدہ کرلیا ان تمام نشانیوں کے دیکھنے کے بعد میں نے آپ ﷺ پر کلمہ پڑھ لیا۔ اور آپ ﷺ کے سامنے تمام واقعہ بیان کردیا۔

پھر نبی ﷺ نے حضرت سلمانؓ کو اس قیمت پر خرید لیا کہ سلمانؓ اپنے مالکان کو تین سو درخت کھجور کے لگا کر دیں گے اور چالیس اوقیہ سونا دیں گے۔ حضور ﷺ نے سلمانؓ کو فرمایا: درخت اگاؤ۔ انہوں نے درخت اگائے۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا: پھر تم ڈول کنویں میں ڈالو جب وہ بھر کر اوپر آجائے تو اسے اٹھالو اور پودوں کی جڑ میں یہ پانی بہاؤ۔ حضرت بلالؓ نے حضور ﷺ کی تعلیم کے مطابق کام کیا تو درخت بہت اگ آئے۔ مالکان نے کہا: سبحان اللہ! ایسا غلام تو ہم نے کہیں دیکھا ہی نہیں۔ اس کی تو بڑی شان ہے۔ پھر لوگ بلالؓ کے پاس جمع ہوگئے اور نبی ﷺ نے (اصحاب سے لے کر) سونے کا ایک ٹکڑا حضرت بلالؓ کو دیا دیکھا گیا تو اس میں چالیس اوقیہ سونا تھا۔[۱]

محمد بن اسحاق نے عاصم بن عمر بن قتادہ عن محمود بن لبید عن ابن عباس عن سلمان کے طریق سے اس کو مکمل ذکر کیا ہے۔ ابن ابی ہند نے سماک عن سلامہ العجلی عن سلمان کی سند سے اس کو مکمل ذکر کیا ہے۔ جس میں حضرت سلمانؓ نے اپنے رامہرمزی ہونے کا ذکر کیا ہے۔ اور سیار نے موسیٰ بن سعید راسبی عن ابی معاذ عن ابی سلمہ بن عبدالرحمٰن عن سلمان کی سند سے مکمل ذکر کیا ہے۔ اور اسرائیل نے ابو اسحاق السبیعی عن ابی قرہ کندی عن سلمان کی سند کے ساتھ ذکر کیا ہے۔

۶۱۴-قاضی ابو احمد محمد بن احمد، محمد بن محمد بن سلیمان، عبداللہ بن عباس بن بختری، خالد بن حارث بن حباب، سلیمان تیمی، ابو المعہدی کے سلسلۂ سند سے سلمانؓ کا قول مروی ہے:

دس سے زائد راہبوں کی خدمت میں رہنے کے بعد مجھے صحیح دین ملا ہے۔

۱۔ المسند للامام أحمد ۵/۴۴۰. والسنن الکبری للبیھقی ۱/ ۳۲۱. والمستدرک ۲/ ۲۱۸. والمعجم الکبیر للطبرانی ۶/ ۲۸۵. ومجمع الزوائد ۴/ ۲۴۶.

۶۱۵- عبداللہ بن محمد بن جعفر، محمد بن شعیب تاجر، محمد بن عیسیٰ دامغانی، جریر، اعمش، ابوسفیان کے سلسلۂ سند سے جابرؓ کا قول مروی ہے:
حضرت سعدؓ نے سلمانؓ کے مرض الوفات میں ان کی عیادت کے موقع پر فرمایا: اے ابوعبداللہ! آپ کے لئے خوشخبری ہے، کیوں کہ اللہ کے رسول اس دنیا سے آپؓ سے راضی ہو کر گئے ہیں۔ سلمان نے فرمایا اے بھائی! یہ کیسے ہوگا جبکہ فرمان نبوی ﷺ ہے: اے لوگو! ایک مسافر کے توشہ کے مانند تمہارے پاس سامان دنیا ہونا چاہیے۔[1]
دامغانی نے جریر عن الاعمش عن ابی سفیان عن جابر کی سند سے اس کو روایت کیا ہے۔ اور ابومعاویہ وغیرہ نے عن الاعمش عن ابی سفیان عن اشیاخہ کے طریق سے اس کو روایت کیا ہے۔
۶۱۶- ابواحمد محمد بن احمد، عبداللہ بن شیرویہ، اسحٰق بن راہویہ، ابومعاویہ، اعمش، ابوسفیان کے سلسلۂ سند سے بعض شیوخ کا قول مروی ہے
حضرت سعد بن ابی وقاص سلمان کی عیادت کے لئے تشریف لے گئے ان کو دیکھ کر سلمان پر گریہ طاری ہو گیا۔ سعدؓ نے ان سے فرمایا: روتے کیوں ہو انشاء اللہ حوض کوثر پر تمہاری آپ علیہ السلام اور دیگر صحابہ سے ملاقات ہوگی۔ علاوہ ازیں آپ ﷺ اس دنیا سے تشریف لے جاتے وقت تم سے راضی تھے۔ انہوں نے فرمایا میں فقط اس وجہ سے رو رہا ہوں کہ آپ ﷺ نے ہم سے عہد لیتے ہوئے فرمایا تھا: اے لوگو ایک مسافر کی دنیا کے مساوی تمہارے پاس دنیا ہونی چاہیے۔ لیکن آج ہمارے ارد گرد گاؤ تکیے لگے ہوئے ہیں۔ پھر سعدؓ نے ان سے وصیت کی درخواست کی تو فرمایا: اے سعد! جب کسی کام کا ارادہ کرو تو اللہ کو یاد کر لینا، جب کوئی فیصلہ کرو تو اللہ کو یاد کر لینا اور کوئی شی تقسیم کرو تب بھی خدا کو یاد رکھنا۔
مورق العجلی، حسن بصری، سعید بن المسیب اور عامر بن عبداللہ نے حضرت سلمانؓ فارسی سے اس کو روایت کیا ہے۔
۶۱۷- عبداللہ الاصفہانی، زکریا ساجی، ھدبۃ بن خالد، حماد بن سلمۃ حبیب، حسن، حمید کے سلسلۂ سند سے مورق عجلی کا قول مروی ہے:
سلمان پر وفات کے وقت گریہ طاری ہو گیا ان سے اسکی وجہ پوچھی گئی تو فرمایا آپ ﷺ نے ہمیں وصیت فرمائی تھی کہ اے لوگو! ایک مسافر کے سامان کے بقدر اپنے پاس سامان رکھو۔[2] لیکن آج ہمارا حال اس کے برعکس ہے۔ راوی کہتے ہیں کہ وفات کے بعد ان کے گھر میں فقط بیس درہم کا سامان تھا۔
۶۱۸- ابوبکر محمد بن حسن بن کوثر، بشر بن موسیٰ، عبدالصمد بن حسان، سری بن یحیٰی کے سلسلۂ سند سے حسن کا قول مروی ہے:
وفات کے وقت سلمانؓ کو روتا دیکھ کر لوگوں نے ان سے اسکی وجہ دریافت کی کہ وفات کے وقت رسول اللہ ﷺ تم سے راضی تھے، پھر تم کیوں روتے ہو؟ حضرت سلمانؓ نے فرمایا: اللہ کی قسم! مجھے موت کا کوئی خوف نہیں ہے، بلکہ مجھے اس بات کا ڈر ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ہم سے ایک وعدہ لیا تھا کہ تم میں سے کسی کا بھی توشہ ایک مسافر کے توشہ جتنا ہونا چاہیے۔[3]
۶۱۹- سعید بن مسیب کی ذیل کی روایت کو مصنف کے والد عبداللہ الاصفہانی نے ابی زکریا ساجی، ھدبہ بن خالد، حماد بن سلمۃ، علی بن زید کے سلسلۂ سند سے اپنے فرزند ابونعیم کو بیان کی...... حضرت سعید بن المسیب کا قول مروی ہے:
سعد بن مالک اور عبداللہ بن مسعود عیادت کے لئے سلمانؓ کے پاس تشریف لائے تو سلمانؓ پر گریہ طاری ہو گیا۔ انہوں نے فرمایا: اے سلمان! تم پر گریہ طاری کیوں ہوا؟۔ انہوں نے فرمایا آپ ﷺ نے وصیت فرمائی تھی کہ مؤمن کے پاس دنیاوی مال مسافر کے مال کے مساوی ہونا چاہیے لیکن آج ہم میں سے کسی نے اس عہد کا پاس نہیں رکھا۔[4]

۱۔ اتحاف السادة المتقين ۱۰/ ۳۲۹. والدر المنثور ۳/ ۲۳۸. و كنز العمال ۶۲۲۰.

۲۔ انظر التخريج السابق وطبقات ابن سعد ۴/ ۱/ ۶۵، ۶۶. و اتحاف السادة المتقين ۱۰/ ۹۴. وتخريج الاحياء ۴/ ۲۰۴.

۳، ۴۔ انظر التخريج السابق واتحاف السادة المتقين ۹/ ۹۵. ۱۰/ ۳۲۹.

۶۲۰ - عامر بن عبداللہ کی حدیث...... ابوعمرو بن حمدان، حسن بن سفیان، حرملہ بن عیسیٰ، ابن وہب، ابو ہانی، ابوعبدالرحمٰن حبلی، عامر بن عبداللہ کے سلسلۂ سند سے سلمان الخیر کا قول مروی ہے:

ہم نے سلمانؓ کی وفات کے وقت ان پر غم کے آثرات دیکھ کر ان سے اصل وجہ پوچھی: اے سلمان! (رسول اللہ کے ساتھ غزوات میں شریک ہونے اور متعدد فتوحات کے حاصل ہونے کے باوجود) تم پر گریہ طاری کیوں ہوا؟ انہوں نے فرمایا اسکی وجہ فقط یہ ہے کہ اللہ کے رسول نے ہم سے جدا ہوتے وقت ہمیں ایک مسافر کے سامان کے بقدر توشہ رکھنے کی وصیت فرمائی تھی۔ اسی بات نے مجھے رنجیدہ وغم زدہ کر رکھا ہے۔ راوی کہتے ہیں کہ سلمان کا مال جمع کیا گیا تو اس کی قیمت پندرہ درہم تھی۔[1]

عامر بن عبداللہ کہتے ہیں کہ پندرہ دینار تھے اور باقی حضرات اس پر تفاق کرتے ہیں کہ آپ کے متروکہ مال کی قیمت فقط دس درہم سے کچھ اوپر تھی۔

انس بن مالک نے حضرت سلمان رضی اللہ عنہما سے اس کو نقل کیا ہے۔

۶۲۱ - عبداللہ بن محمد بن جعفر، احمد بن عمرو والبزاز، حسن بن ابی الربیع جرجانی، عبدالرزاق، جعفر بن سلیمان، ثابت بنانی کے سلسلۂ سند سے انسؓ کا قول مروی ہے:

میں سلمانؓ کے پاس گیا، میں نے انہیں روتا ہوا دیکھ کر ان سے اس کی وجہ دریافت کی تو انہوں نے فرمایا آپ ﷺ نے ایک مسافر کے زادراہ کے مساوی زادراہ رکھنے کی ہمیں تاکید فرمائی تھی۔ (لیکن موجودہ صورت حال کو دیکھ کر مجھے خطرہ لاحق ہو گیا ہے۔)

۶۲۲ - سلیمان بن احمد، محمد بن عبداللہ حضرمی، محمد بن عبید بن میمون جدعانی، عتاب بن بشیر کے سلسلۂ سند سے علی بن بذیمہ کا قول مروی ہے:

حضرت سلمانؓ کے گھریلو سامان کو فروخت کیا گیا تو اس کی قیمت چودہ درہم سے متجاوز نہیں تھی۔

۶۲۳ - سلیمان بن احمد، احمد بن داؤد مکی، قیس بن حفص دارمی، مسلمۃ بن علقمہ مازنی، داؤد بن ابی ہند، سماک بن حرب کے سلسلۂ سند سے سلامہ عجلی کا قول مروی ہے:

سلامہ کہتے ہیں: ایک بار گاؤں سے میرے بھانجے قدامہ میرے پاس آئے انہوں نے مجھ سے حضرت سلمان کی زیارت کی خواہش ظاہر کی۔ چنانچہ اس کے لئے ہم نے مدائن کا سفر کیا۔ سلمانؓ اس وقت مدائن میں بیس ہزار مسلمانوں کے امیر تھے۔ آپؓ کے سامنے پہنچ کر میں نے ان سے کہا یہ میرے بھانجے قدامہ ہیں جو آپ کی محبت کی وجہ سے آپکو سلام کرنے کے لئے حاضر ہوئے ہیں۔ انہوں نے جواب میں وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ کہتے ہوئے فرمایا اللہ ان سے محبت کرے۔ اس وقت سلمانؓ کھجور کے پتوں سے ٹوکرے بنا رہے تھے۔

۶۲۴ - ابوبکر بن مالک، عبداللہ بن احمد بن حنبل، احمد بن حنبل، سیار، جعفر ہشام کے سلسلۂ سند سے حسن کا قول مروی ہے: سلمان تیس ہزار مسلمانوں کے امیر تھے۔ اس وقت ان کا وظیفہ پانچ ہزار درہم تھا۔ اور وہ ایک چادر جسم پر ڈال کر لوگوں کو خطبہ دیتے تھے۔ اسی چادر کا کچھ حصہ سونے کے وقت بچھا لیتے اور کچھ حصہ اوڑھ لیتے تھے۔ جب آپ کی تنخواہ آتی تو مسلمانوں کیلئے واپس کر دیتے اور اپنا گزارہ اپنے ہاتھ کی کمائی پر کرتے تھے۔

۶۲۵ - ابوبکر آجری، عبید بن غنام، ابوبکر بن ابی شیبہ، ابواسامہ، مسعر، عمر بن قیس، عمرو بن ابی قرہ کندی کی سند سے مروی ہے۔ عمرو کہتے ہیں میرے والد ابوقرہ نے حضرت سلمانؓ کو کہا کہ وہ ان کی بہن سے شادی کر لیں، لیکن حضرت سلمانؓ نے اس سے انکار فرما دیا۔ بعد میں

---

[1] اتحاف السادة المتقين ۹/۵/۹، ۱۰/۳۳۰، وصحيح ابن حبان ۲۴۸۰ (موارد) والترغيب والترهيب ۴/۲۲۳.

حضرت سلمانؓ نے ایک بقیرہ نامی لونڈی سے شادی کر لی۔

ادھر ابوقرہ کو علم ہوا کہ حضرت حذیفہؓ اور حضرت سلمانؓ کے درمیان باہمی تعلقات ہیں، لہٰذا ان کے واسطے بات چیت کی جائے۔ چنانچہ میرے والد ابوقرہ حضرت حذیفہؓ کی تلاش میں نکلے تو ان کو بتایا گیا کہ وہ اس وقت اپنے سبزی خانہ میں ہونگے۔ ابوقرہ وہاں پہنچے تو دیکھا کہ حضرت حذیفہؓ نے ایک لاٹھی اپنے کاندھے پر رکھی ہوئی ہے اور لاٹھی کے سرے میں ایک زنبیل لٹک رہی ہے جس میں سبزی وغیرہ ہے۔ یہ دونوں حضرات سلمانؓ کے گھر پہنچے...... پہلے حضرت حذیفہؓ اندر داخل ہوئے اور سلام کیا پھر حضرت سلمانؓ نے ابوقرہ کو بھی اندر آنے کی اجازت مرحمت فرمائی۔ وہاں ایک چٹائی بچھی ہوئی تھی اور حضرت سلمانؓ کے سر کی طرف کچھ اینٹیں اور کچھ معمولی چیزیں رکھی ہوئی تھیں۔ (حضرت سلمانؓ ان کے آنے کا مقصد سمجھتے ہوئے) بولے: بیٹھو اس چٹائی پر جو تمہاری باندی نے اپنے لئے تیار کی ہے۔ (یعنی وہ اس چٹائی والی باندی سے شادی کر چکے ہیں اس لئے اب اس موضوع پر گفتگو ممکن نہیں۔)

۶۲۶- محمد بن احمد بن حمدان، حسن بن سفیان، محمد بن عبداللہ بن عمار، معافی بن عمران، عبدالاعلیٰ بن ابی مساور، عکرمہ کے سلسلۂ سند سے حارث بن عمیرہ کا قول مروی ہے:

میں چل کر مدائن پہنچا، وہاں میں نے بوسیدہ لباس میں ملبوس ایک شخص دیکھا وہ میری طرف متوجہ ہو کر کہنے لگا اے عبداللہ! اپنی جگہ پر جاؤ، میں نے ساتھ والے ساتھی سے اس کا نام پوچھا تو اس نے ان کا نام سلمان بتایا۔ پھر وہ اپنے گھر چلا گیا اور سفید کپڑے تبدیل کر کے واپس آ کر مجھ سے کہنے لگا: کیا تم حارث بن عمیرہ نہیں ہو؟ میں نے کہا ہاں، تم نے مجھے کیسے پہچان لیا؟ جبکہ ہماری یہ پہلی ملاقات ہے۔ انہوں نے فرمایا فرمان نبوی ﷺ ہے: عالم ارواح میں جن روحوں کی ملاقات ہوگئی تو ان میں انس پیدا ہو گیا۔ ورنہ ان میں اجنبیت برقرار رہی۔ اس لئے معلوم ہو گیا ہے کہ عالم ارواح میں ہماری روح کی ملاقات ضرور ہوئی ہوگی۔[1]

۶۲۷- محمد بن احمد بن حسن، حسن بن علی بن ولید، محمد بن صباح، سعید بن محمد، موسیٰ جہنی، زید بن وہب کے سلسلۂ سند سے عطیہ کا قول مروی ہے:

میں نے ایک کھانے پر سلمانؓ کو دیکھا گویا وہ (روکھا پھیکا) کھانا زبردستی کھا رہے ہوں اور ساتھ ساتھ آپؓ یہ فرما رہے تھے یہ کھانا کافی ہے کافی ہے۔ کیوں کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے سنا ہے کہ دنیا میں زیادہ سیر ہونے کے بقدر انسان آخرت میں زیادہ بھوکا ہوگا۔ اے سلمان! دنیا مؤمن کے لئے قید خانہ اور کافر کے لئے جنت ہے۔

۶۲۸- ابواحمد محمد بن احمد غطریفی و محمد بن عاصم، ابوقاسم بغوی، علی بن جعد، شعبہ، عمرو بن مرۃ، ابوالبختری کے سلسلۂ سند سے ایک عبسی شخص کا قول مروی ہے:

میں سلمانؓ کی خدمت میں رہا ہوں ایک بار انہوں نے کسریٰ کے خزائن کی فتح کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا: اللہ ہی نے تم کو یہ چیزیں عطا کی ہیں اور تمہارے ہاتھوں فتح کرائی ہیں۔ اللہ پاک چاہتے تو یہ خزانے محمد ﷺ کی زندگی میں عطا فرما دیتے حالانکہ صحابہ کرام کی صبح اس حالت میں ہوتی تھی کہ ان کے پاس درہم و دینار نام کی کوئی چیز نہیں ہوتی تھی۔ نہ ایک مٹھی کسی طعام کی۔ پھر اے بنی عبس کے

---

[1] صحیح البخاری ۱۲۲/۴. وصحیح مسلم، کتاب البر والصلة ۱۵۹، ۱۶۰. وسنن أبی داؤد ۴۸۳۴. ومسند الامام احمد ۲۹۵/۲، ۵۲۷، ۵۳۹. والمعجم الکبیر للطبرانی ۳۲۳/۶. ۲۸۳/۱۰. وشرح السنة ۵۷/۱۲. ومشکاة المصابیح ۵۰۰۳، ۵۰۰۴. وتاریخ أصفهان للمصنف ۲۳۸/۱، ۹۴/۲. وتفسیر ابن کثیر ۷۰/۲. ۱۳۷/۵، ۳۰۲/۷، ۳۰۳. وتخریج الاحیاء ۱۵۹/۲. والأدب المفرد ۹۰۰. والمطالب العالیة ۳۴۴۸. ومجمع الزوائد ۸۷/۸. ۸۸. ۲۷۳/۱۰. وکشف الخفا ۱۲۱/۱. والدر المنثور ۱۳.

بھائی! ہم ان بہتے خزانوں کے پاس سے گذرے۔ پھر آپؓ نے دوبارہ فرمایا: اللہ ہی نے تم کو یہ چیزیں عطا کی ہیں اور تمہارے ہاتھوں فتح کرائی ہیں۔ اللہ پاک چاہتے تو یہ خزانے محمد ﷺ کی زندگی میں عطا فرمادیتے حالانکہ صحابہ کرام کی صبح اس حالت میں ہوتی تھی کہ ان کے پاس درہم ودینار نام کی کوئی چیز نہیں ہوتی تھی۔ نہ ایک مٹھی طعام ہی ہوتا تھا۔ پھر اے بنی عبس کے بھائی! ہم ان بہتے خزانوں کے پاس سے گذرے۔

اعمش اور مسعر نے عمرو سے ابن ... مثل نقل کیا ہے اور عطاء بن السائب نے بھی ابوالبختری سے اس کے مثل نقل کیا ہے۔

۶۲۹- ابومحمد بن حیان، ابویحیٰ رازی، ہناد بن سری، وکیع، جعفر بن برقان، حبیب بن ابی مرزوق، میمون بن مہران کے سلسلۂ سند سے بنی عبدالقیس کے ایک شخص کا قول منقول ہے:

میں نے سلمان کو دیکھا کہ وہ ایک سریہ کے امیر تھے۔ اس وقت وہ گدھے پر سوار تھے اور ایک شلوار پہنی ہوئی تھی جس کے سرے پھڑ پھڑا رہے تھے۔ لشکر والے امیر کی آمد کا اعلان کررہے تھے: امیر آگئے ہیں امیر آگئے ہیں۔ سلمانؓ نے فرمایا خیر وشر آج کے بعد شروع ہوگیا ہے۔

۶۳۰- احمد بن جعفر بن حمدان، عبداللہ بن احمد بن حنبل، ابوصالح حکم بن موسیٰ، ضمرۃ کے سلسلۂ سند سے ابن شوذب کا قول مروی ہے:

حضرت سلمانؓ تمام سر کا حلق کرواتے تھے، ان سے اسکی وجہ پوچھی گئی تو فرمایا اصل زندگی آخرت کی زندگی ہے۔

۶۳۱- سلیمان بن احمد، مسعدۃ بن سعد عطار، ابراہیم بن منذر، سفیان بن حمزۃ، کثیر بن زید کے سلسلۂ سند سے ولید بن رباح کا قول مروی ہے، سہل بن حنیف کہتے ہیں کہ سلمانؓ اور ایک شخص کے درمیان تنازع پیدا ہوگیا سلمان نے بارگاہ الٰہی میں التجا کرتے ہوئے فرمایا اے باری تعالیٰ اگر میں سچا ہوں تو اسے موت نہ دے جب تک اسے تین باتوں میں سے کوئی ایک پیش نہ آجائے۔ جب آپؓ کا غصہ فرو ہوگیا تو میں نے عرض کیا: اے ابوعبداللہ! آپؓ نے اس کے خلاف کیا مانگا ہے؟ فرمایا: فتنۂ دجال، امیر کا فتنہ جو دجال کے فتنہ کی طرح ہوتا ہے اور وہ بخل وحرص کہ جس کو لاحق ہوجائے پھر وہ پرواہ نہیں کرتا کہ کہاں سے آرہا ہے کہاں سے نہیں۔

۶۳۲- حضرت سلمانؓ کا تقویٰ واحتیاط ..... محمد بن علی، عبداللہ بن محمد، المعمی، علی بن جعد، شعبۃ، عمرو بن مرۃ کے سلسلۂ سند سے ابوالبختری کا قول مروی ہے: سلمان نے ایک شخص کو کھانے پر بلایا۔ (آپؓ اور وہ شخص کھانا کھا رہے تھے کہ) ایک مسکین آگیا۔ مدعو شخص نے ایک ٹکڑا اٹھا کر اس کو دیدیا۔ سلمان نے اس شخص سے فرمایا جہاں سے ٹکڑا اٹھایا ہے وہیں رکھدو، کیوں کہ ہم نے تم کو ..... کھانے کے لئے بلایا ہے۔ نہ کہ اس لئے کہ اجر کسی اور کیلئے ہوجائے اور وبال تم پر پڑ جائے۔ (کیونکہ اگر تم نے میری اجازت کے بغیر میرا کھانا کسی کو دیا تو اس کا ثواب تو میرے لئے ہوگا لیکن تم پر وبال ہوگا کہ کسی کی چیز کسی دوسرے کو بغیر اس کی اجازت کے عطا کی)۔

۶۳۳- محمد بن احمد حسن، عبداللہ بن احمد حنبل، احمد حنبل، محمد بن جعفر، شعبۃ، حبیب بن شہید کے سلسلۂ سند سے عبداللہ بن بریدۃ سے منقول ہے کہ حضرت سلمانؓ ہاتھ سے کما کر گوشت یا مچھلی خریدتے تھے۔ پھر مجذومین کو بلا کر اپنے ساتھ کھانا کھلاتے تھے۔

۶۳۴- ابوبکر بن مالک، عبداللہ بن احمد حنبل، سفیان بن وکیع، ابوخالد احمر، ابوغفار کے سلسلۂ سند سے ابوعثمان نہدی کہتے ہیں کہ حضرت سلمانؓ کا قول مروی ہے: کہ مجھے صرف اپنے ہاتھ کی کمائی سے کھانا پسند ہے۔

۶۳۵- حبیب بن حسن، ابومسلم کشی، محمد بن عبداللہ انصاری، سلیمان تیمی، ابوعثمان کے سلسلۂ سند سے سلمانؓ کا قول مروی ہے:

اگر لوگوں کو خدا کی طرف سے ضعیف کی مدد کا علم ہوجائے تو وہ غربت کو ترجیح دینے لگیں۔

۶۳۶- ابوالدرداءؓ اور سلمانؓ کا ایک دوسرے کے ساتھ ایثار ..... سلیمان بن احمد، معاذ بن مثنیٰ، عبداللہ بن سوار، حماد بن سلمۃ

کے سلسلۂ سند سے ثابت بنانی کی روایت منقول ہے ابو درداءؓ ایک خاتون کو سلمانؓ سے شادی کیلئے خطبہ نکاح دینے کے واسطہ سلمانؓ کے ساتھ گئے۔ ابو درداء نے ان کے سامنے سلمانؓ کے فضائل پر روشنی ڈالی کہ وہ پہلے اسلام لانے والوں میں سے ہیں اور وہ آپ لوگوں کی فلاں خاتون سے شادی کرنا چاہتے ہیں۔ لیکن وہ تیار نہیں ہوئے۔ البتہ ابو درداءؓ سے شادی کرانے پر تیاری کر گئے۔ چنانچہ ابو درداءؓ نے اس سے شادی کر لی۔ جب باہر نکلے تو ابو درداءؓ نے شرماتے ہوئے سلمانؓ کو سارا قصہ بتایا۔ سلمانؓ نے فرمایا جس خاتون کا اللہ نے آپ کے حق میں فیصلہ فرما دیا تھا اس کو خطبہ دیتے ہوئے تو مجھے شرم آنی چاہئے۔

۶۳۷- احمد بن جعفر بن حمدان، عبداللہ بن احمد بن حنبل، احمد بن حنبل، اسماعیل بن ابراہیم و محمد بن عبدالرحمٰن طفاوی، ایوب کے سلسلۂ سند سے ابو قلابہ سے مروی ہے:

ایک شخص نے سلمانؓ کو آٹا گوندھتے ہوئے دیکھ کر ان سے اسکی وجہ دریافت کی، سلمانؓ نے فرمایا: خادم کو میں نے کسی کام سے بھیجا ہے۔ اس لئے میں نے اس کو دو کاموں میں مشغول رکھنا ناپسند سمجھا۔ اس کے بعد اس شخص نے سلمانؓ سے کہا فلاں شخص نے آپ کو سلام کیا ہے۔ سلمانؓ نے فرمایا: اگر تم مجھے اسکا سلام نہ پہنچاتے تو یہ امانت میں خیانت کے مترادف ہوتا۔

۶۳۸- باہمی سلام کی اہمیت ...... سلیمان بن احمد، محمد بن عبداللہ حضرمی، یحییٰ بن ابراہیم بن محمد بن ابی عبیدۃ بن معن عن ابیہ، عن ابیہ، اعمش کے سلسلۂ سند سے ابوالبختری کا قول مروی ہے:

اشعث بن قیس اور جریر بن عبداللہ بجلی ...... سلمانؓ کے پاس آئے، انہوں نے سلام کے بعد پوچھا: سلمان آپ ہی ہیں؟ سلمانؓ کے اثبات میں جواب دینے کے بعد انہوں نے دوسرا سوال کیا آپ صحابی ہیں؟ سلمان نے لاعلمی کا اظہار فرمایا: جس کی وجہ سے ان کو ان کے سلمانؓ ہونے کا شک پیدا ہو گیا۔ اس وقت سلمانؓ نے فرمایا میں نے آپ علیہ السلام کی زیارت اور آپ علیہ السلام کی مجالست اختیار کی ہے، باقی صحابیت سے میں نے اسلئے انکار کیا کہ صحابی تو وہ ہے جو آپ ﷺ کے ساتھ جنت میں جائیگا۔ اس کے بعد سلمانؓ نے ان سے پوچھا تم کس کام سے آئے ہو؟ انہوں نے کہا ہم آپ کے بھائی ابو درداءؓ کے پاس سے آئے ہیں۔ سلمانؓ نے ان سے فرمایا: میرے نام سے ان کا عطاء کردہ ہدیہ میرے حوالہ کردو۔ انہوں نے عرض کیا ابو درداءؓ نے آپ کے نام سے ہمیں کوئی چیز نہیں دی۔ سلمانؓ نے فرمایا: یہ ضروری ہیکہ انہوں نے کچھ بھیجا ہو کیونکہ ان کی طرف سے جب بھی کوئی آیا ہے وہ اس ہدیہ کے ساتھ آیا ہے۔ وہ بہت پریشان ہو گئے اور کہنے لگے اگر آپ کو کسی مال کی ضرورت ہے تو ہم آپ کو دیدیتے ہیں باقی حضرت ابوالدرداءؓ نے آپ کیلئے کچھ نہیں بھیجا۔ حضرت سلمانؓ نے فرمایا: نہیں مجھے تو وہی ہدیہ چاہئے مجھے تمہارے اموال کی کوئی حاجت نہیں۔ انہوں نے کہا اللہ کی قسم! انہوں نے ہمارے ساتھ آپ کیلئے کچھ نہیں بھیجا سوائے اس کے کہ انہوں نے کہا تھا: کہ تم میں ایک ایسے شخص موجود ہیں کہ اگر وہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ہوتے تو رسول اللہ ﷺ کو کسی اور کی طلب نہ رہتی تھی۔ پس جب تم اس کے پاس جاؤ تو ان کو میری طرف سے سلام کہنا۔ اس وقت سلمانؓ نے فرمایا یہی سلام تو میں کہنا چاہتا تھا، ایک مسلمان کے لئے اس سے بڑا کوئی ہدیہ نہیں ہے۔

۶۳۹- ابراہیم بن عبداللہ، محمد بن اسحٰق، قتیبہ بن سعید، جریر، اعمش، علاء بن بدر، ابی نہیک کے سلسلۂ سند سے عبداللہ بن حنظلہ کا قول مروی ہے:

ہم ایک بار سلمانؓ کے لشکر میں تھے، ایک شخص نے سورۃ مریم کی تلاوت کی، ایک دوسرے شخص نے حضرت مریم اور ان کے لڑکے (حضرت عیسیٰ) کو گالی دیدی۔ ہم نے اسے مار مار کر خون آلود کر دیا۔ راوی کہتے ہیں کہ اس مضروب نے سلمان سے شکایت کی سلمانؓ نے ہمیں بلوا کر ہم سے وجہ پوچھی تو ہم نے بتا دیا کہ حضرت مریم اور ان کے لڑکے کو گالی دینے کی وجہ سے ہم نے اس کے ساتھ یہ

سلوک کیا ہے۔ اس وقت سلمانؓ نے فرمایا: تم نے قرآن کی درج ذیل آیت پر غور کیوں نہیں کیا:

ولا تسبوا الذین یدعون من دون اللہ فیسبوا اللہ عدوا بغیر علم کذلک

زینا لکل امۃ عملھم ثم الی ربھم مرجعھم فینبئھم بما کانوا یعملون (الانعام ۱۰۸)

اور جن لوگوں کو یہ مشرک خدا کے سوا پکارتے ہیں ان کو برا نہ کہنا کہ یہ بھی کہیں خدا کو بے ادبی سے بے سمجھے برا (نہ) کہہ بیٹھیں اسی طرح ہم نے ہر ایک فرقے کے اعمال (انکی نظروں میں) اچھے کر دکھائے ہیں پھر ان کو اپنے پروردگار کی طرف لوٹ کر جانا ہے تب وہ ان کو بتائے گا کہ وہ کیا کیا کرتے تھے۔

اس کے بعد سلمانؓ نے فرمایا اے جماعت عرب! کیا تم اشر الناس نہیں تھے، لیکن اس کے باوجود اللہ نے تمہیں عزت عطاء کی، کیا تم اس کے ذریعہ لوگوں کا مواخذہ کرنا چاہتے ہو...... تم باز آجاؤ ورنہ اللہ یہ عزت تم سے سلب کر کے دوسروں کو دیدے گا۔ اس کے بعد آپؓ ہمیں تعلیم دینے لگے اور فرمایا: مغرب اور عشاء کے درمیان بھی کچھ نوافل پڑھا کرو کیونکہ اس سے وہ ہلکان ہو جائے گا اور شروع رات کے بوجھ سے بچ جائے گا جو آخر رات کو اکارت کرنے والا ہے۔

ابو اسرائیل الملائی نے اس کو علاء سے روایت کیا ہے۔

۶۴۰- ابوبکر بن مالک، عبداللہ بن احمد بن حنبل، احمد بن حنبل، یحییٰ بن آدم، یزید بن عبدالعزیز کے سلسلۂ سند سے اعمش کا قول مروی ہے میں نے لوگوں سے سنا ہے کہ حضرت حذیفہؓ نے سلمانؓ سے ان کے لئے گھر تعمیر کرنے کی اجازت طلب کی تو انہوں نے منع کر دیا۔ حضرت حذیفہؓ نے فرمایا: آپ انکار کرنے میں عجلت سے کام نہ لیں پہلے سن لیں کہ ہم آپ کیلئے ایسا گھر بنانا چاہتے ہیں جس کی ایک جانب آپ کا سر ہو اور دوسری جانب آپ کے پاؤں تو اسی لمبائی میں وہ گھر ختم ہو جائے اور جب آپ کھڑے ہوں تو اس کی چھت آپ کے سر کو چھوئے۔ حضرت سلمانؓ نے فرمایا: تم تو میرے دل میں بیٹھے ہو۔

۶۴۱- عبداللہ بن احمد بن جعفر، عبدالرحمٰن بن محمد بن سالم، ہناد بن سری، ابو معاویہ، اعمش، ابو ظبیان، جریر کے سلسلۂ سند سے سلمانؓ کا جریر کو فرمان منقول ہے:

اے جریر! اللہ کیلئے تواضع اختیار کر، کیوں کہ اللہ تعالیٰ متواضع انسان کو قیامت کے روز رفعت عطاء کرے گا۔ اے جریر! دنیا میں لوگوں کا آپس میں ایک دوسرے پر ظلم کرنا قیامت کے روز ان کے لئے تاریکی کا سبب ہوگا۔ اس کے بعد ایک نہایت باریک لکڑی جو آپ کے ہاتھ میں صحیح طرح نظر بھی نہیں آ رہی تھی ہاتھ میں لیکر فرمایا: اے جریر! اگر تم جنت میں اس کا سوال کرو تو تمہارا سوال پورا نہیں کیا جائیگا کیونکہ جنت میں اتنی سی لکڑی بھی نہیں ہے۔ میں نے کہا جنت کے درخت کہاں جائیں گے؟ سلمان نے فرمایا جنت کے درختوں کی جڑ موتیوں اور سونے کی ہوگی اور اس کا بالائی حصہ پھلوں سے لدا ہوگا۔

جریر نے اس کے مثل ایک روایت قابوس بن ابی ظبیان عن ابیہ سے نقل فرمائی ہے۔

۶۴۲- ابوبکر بن مالک، عبداللہ بن احمد بن حنبل، احمد بن حنبل، وکیع، اعمش، شمر بن عطیہ کے سلسلۂ سند سے سلمانؓ کا قول مروی ہے:

اللہ کی نافرمانی میں زیادہ باتیں کرنے والا قیامت کے روز سب سے بڑا گناہ گار ہوگا۔

۶۴۳- محمد بن علی، ابو قاسم بغوی، علی بن جعد، زہیر، ابو اسحٰق، حارثہ بن مضرب کے سلسلۂ سند سے سلمانؓ فارسی کا قول مروی ہے:

میں اپنا کھانا خود تیار کرتا ہوں اس خوف سے کہ کہیں خادم کے متعلق بدگمان نہ ہو جاؤں (کہ وہ کھانے میں سے کھالیتا ہے)۔

ثوریؒ نے ابی اسحاق سے اس کے مثل ایک روایت نقل کی ہے۔

۶۴۴- ابراہیم بن عبداللہ، ابو عباس سراج، قتیبہ بن سعید، جریر، اعمش، عبید بن ابی جعد کے سلسلۂ سند سے ایک اشجعی شخص کا قول مروی

ہے:

ایک بار مدائن میں حضرت سلمانؓ کے بارے میں لوگوں کو معلوم ہوا کہ وہ اس وقت مسجد میں ہیں۔ اسی وقت ایک ہزار افراد ان کے گرد جمع ہوگئے۔ حضرت سلمانؓ نے ان کو بٹھا کر سورۃ یوسف کی تلاوت شروع کردی۔ لوگوں نے آہستہ آہستہ مسجد میں سے نکلنا شروع کردیا آخر میں صرف ایک سو کے قریب افراد رہ گئے۔ حضرت سلمانؓ نے غصہ میں فرمایا اے لوگو! تم (آپس کی بنائی ہوئی) باتیں سننا چاہتے تھے جبکہ میں نے تم کو اللہ کا کلام سنایا تو تم بھاگ گئے۔

۶۴۵- ابراہیم بن عبداللہ، محمد بن اسحٰق، قتیبہ بن سعید، جریر، اعمش، عمرو بن مرۃ کے سلسلۂ سند سے ابوالبختری کا قول مروی ہے:

ایک شخص نے سلمانؓ سے کہا: آج لوگوں میں بڑی اچھائی ہے۔ میں سفر میں تھا میں نے جب بھی کسی کے ہاں قیام کیا گویا وہ میرا سگا بھائی ہے، اس طرح وہ شخص راستے کے مہمان نوازوں کی باتیں سنانے لگا۔ سلمانؓ نے فرمایا: اے بھائی کے بیٹے! یہ ان کے ایمان کی علامت ہے۔ کیا تم نہیں دیکھتے کہ جب سواری پر اس کا بوجھ رکھا جاتا ہے تو وہ تیزی سے چل پڑتی ہے لیکن اگر مسافت لمبی ہوجائے (اور درمیان میں پڑاؤ نہ کیا جائے) تو وہ سست ہوجاتی ہے۔ (یعنی کسی کے ہاں لمبا قیام کروگے تو تمہارے ساتھ بھی یہی صورت پیش آئے گی اور سابقہ لطف و مہربانی کم ہوجائے گی۔)

۶۴۶- حسن بن علان، محمد بن ہارون بن بدینا، محمد بن صباح، جریر، عطاء بن سائب، ابوالبختری کے سلسلۂ سند سے سلمانؓ کا قول مروی ہے: ہر شخص کی کچھ اچھائیاں اور کچھ برائیاں ہوتی ہیں۔ جو شخص اپنی برائیاں درست کرنا چاہے تو اللہ پاک اس کی اچھائیاں درست فرمادیتے ہیں اور جو اپنی برائیاں مزید بگاڑنا چاہے تو اللہ تعالیٰ اس کی اچھائیاں بھی بدنام کردیتے ہیں۔

ثوریؒ اور وہب بن خالد نے عطاء سے اس کے مثل روایت کی ہے۔

۶۴۷- مکھی کا نذرانہ...... ابواحمد محمد بن احمد جرجانی، عبداللہ بن محمد بن شیرویہ، اسحٰق بن راہویہ، جریر، ابومعاویہ، اعمش، سلیمان بن میسرۃ طارق بن شہاب کے سلسلۂ سند سے سلمانؓ کا قول مروی ہے:

گزشتہ زمانہ میں دو شخص ایک بت پرست قوم کے پاس سے گزرے، اس بت پرست قوم نے ان میں سے ایک سے کہا ہمارے بتوں کو کچھ نہ کچھ اگرچہ وہ مکھی کیوں نہ ہو...... نذرانہ میں پیش کرو۔ چنانچہ اس نے نذرانہ میں مکھی پیش کردی۔ بعد میں اسکا انتقال ہوگیا وہ شخص اپنے عمل کی وجہ سے دوزخ میں چلا گیا۔ پھر انہوں نے دوسرے سے بھی یہی سوال کیا، اس کے انکار پر انہوں نے قتل کردیا اور وہ جنت میں چلا گیا۔ دونوں میں سے ایک مکھی کی وجہ سے دوزخ اور دوسرا اسی کی وجہ سے جنت میں چلا گیا۔

شعبہ نے اس کے مثل قیس بن مسلم سے روایت کی اور جریر بن منصور نے منہال بن عمرو عن حیان بن مرثد عن سلمان کے طریق سے اس کو نقل کیا ہے۔

۶۴۸- ابواحمد محمد بن احمد، عبداللہ بن شیرویہ، اسحٰق بن راہویہ، جریر، سلیمان تیمی، ابوعثمان کے سلسلۂ سند سے سلمانؓ کا قول مروی ہے:

ایک شخص غلاموں پر خرچ کرنے اور دوسرا تلاوت اور ذکر میں شب بسر کرے تو تلاوت و ذکر کرنے والا افضل ہے۔

۶۴۹- درجہ بدرجہ انسان کا کفر کی طرف اترنا...... ابومحمد بن حیان، احمد بن علی جارود، عبداللہ بن سعید کندی، حفص بن غیاث و ابو یحیٰ تیمی، لیث، عثمان، زاذان کے سلسلۂ سند سے سلمانؓ کا قول مروی ہے:

اللہ تعالیٰ جب کسی بندہ کے بارے میں برائی کا ارادہ کرتا ہے تو اولاً اس سے حیاء چھین لیتا ہے جس کی وجہ سے تم اس کو ترش رو پاؤگے۔ پھر اللہ تعالیٰ اس سے رحم و ترحم چھین لیتا ہے جس کی وجہ سے تم اس کو سخت خو اور بداخلاق پاؤگے۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ اس

سے امانت داری چھین لیتا ہے، پس تم اس کو خائن پاؤ گے۔ پھر آخر میں اللہ اس سے اسلام کی دولت سلب کر لیتا ہے جسکی وجہ سے وہ لعین وملعون بن جاتا ہے۔

۶۵۰-عبداللہ بن محمد بن جعفر، ابو یحییٰ عبدالرحمٰن بن محمد رازی، ہناد بن سری، وکیع، محمد بن قیس کے سلسلۂ سند سے سلم بن عطیۃ اسدی کا قول مروی ہے:

حضرت سلمانؓ ایک شخص کی عیادت کے لئے تشریف لے گئے۔ اس وقت اس پر نزع کی کیفیت طاری تھی، اسے دیکھ کر سلمانؓ نے فرمایا: اے فرشتے! اس کے ساتھ نرمی کا معاملہ کر، مریض نے کہا فرشتہ کہہ رہا ہے کہ میں ہر مؤمن کے ساتھ نرمی کا معاملہ کرتا ہوں۔

۶۵۱-ابوبکر بن مالک، عبداللہ بن احمد بن حنبل، احمد بن حنبل، یحییٰ بن سعید، زہیر، ابو اسحٰق کے حوالہ سے اوس بن ضمعج کا قول مروی ہے:

ہم نے سلمانؓ سے وصیت کی درخواست کی، فرمایا: سلام کو رواج دو، لوگوں کو کھانا کھلاؤ اور لوگوں کے آرام کے وقت اللہ کے حضور نماز پڑھو۔

۶۵۲-ابومحمد بن شعیب، عبداللہ بن محمد بغوی، عبداللہ بن محمد تیمی، حماد بن سلمۃ، سلیمان تیمی، ابوعثمان کے سلسلۂ سند سے سلمان کا قول مروی ہے:

جس بیابان زمین پر کوئی مسلمان شخص وضوء یا تیمم کر کے اذان کہتا ہے پھر اقامت کہہ کر نماز پڑھتا ہے تو اس قدر فرشتے اس کے پیچھے نماز پڑھتے ہیں کہ ان کے دونوں سرے نظر آنا ممکن نہیں۔

۶۵۳-احمد بن جعفر بن حمدان، عبداللہ بن احمد بن حنبل، مصعب بن عبداللہ، مالک بن انس کے سلسلۂ سند سے یحییٰ بن سعید کا قول مروی ہے:

ایک بار ابو درداءؓ نے بذریعہ خط سلمانؓ کو ارض مقدسہ (شام) تشریف لانے کی دعوت دی۔ سلمانؓ نے جواب میں لکھا: اے برادرم! ارض مقدسہ کے بجائے انسان اپنے عمل سے مقدس بنتا ہے۔ اور مجھے معلوم ہوا ہے کہ تم نے حکمت کا کام شروع کر دیا ہے۔ یاد رکھو! اگر تمہارے علاج کی وجہ سے کوئی صحت یاب ہو گیا تو یہ تمہارے حق میں نیک شگونی ہے اور اگر تم جعلی طبیب بنے ہو تو لوگوں کو قتل کرنے سے ڈرو کیونکہ قتل کی سزا دوزخ ہے۔ چنانچہ حضرت ابوالدرداءؓ جب بھی دو شخصوں کے درمیان فیصلہ فرماتے اور وہ واپس چل پڑتے تو ان کو دیکھ کر اپنے کو مخاطب کر کے فرماتے: اللہ کی قسم! تم جعلی طبیب ہو۔

جریر نے یحییٰ بن سعید عن عبداللہ بن ہبیرہ کی سند سے نقل کیا ہے کہ حضرت سلمانؓ نے ان کی طرف ایسا ہی خط لکھا۔

۶۵۴-ابوبکر بن مالک، عبداللہ بن احمد بن حنبل، احمد بن حنبل، عبدالصمد بن حسان، سری بن یحییٰ، مالک کے سلسلۂ سند سے عبداللہ بن دینار کا قول مروی ہے:

سلمانؓ نے ابو درداءؓ کو لکھا: مجھے معلوم ہوا ہے کہ تم حکیم بن گئے ہو، لیکن یہ خیال رکھنا کہ کہیں تم کسی کو قتل کر کے دوزخ کے مستحق نہ بن جاؤ۔

۶۵۵-**قلب اور جسم کی عجیب مثال**......ابوبکر بن مالک، عبداللہ بن احمد بن حنبل، قاسم بن محمد عبسی، ابوبکر بن عیاش، اعمش، عمرو بن مرۃ، ابوالبختری کے سلسلۂ سند سے سلمانؓ کا قول مروی ہے:

قلب اور جسم کی مثال ایک اندھے اور ایک لنجے کی ہے، لنجے نے اندھے کو کہا: میں ایک پھل دار درخت دیکھ رہا ہوں لیکن خود اٹھ کر پھل نہیں توڑ سکتا......لہذا تم مجھے اوپر اٹھاؤ۔ چنانچہ اندھے نے لنجے کو اوپر اٹھایا، اس نے پھل توڑ کر خود بھی کھایا اور اندھے کو بھی

کھلایا۔ دل اندھا ہے اور جسم اندھا ہے۔

۶۵۶- بعد المرگ سلمانؓ کی نصیحت...... محمد بن علی، عبداللہ بن مثنی، محمد بن جعفر ورکانی، ابومعشر محمد بن کعب کے سلسلۂ سند سے مغیرۃ بن عبدالرحمٰن کی روایت منقول ہے:

سلمان فارسیؓ عبداللہ بن سلام سے ملے۔ دونوں نے اس میں معاہدہ کیا کہ دونوں میں سے جو پہلے دنیا سے جائیگا وہ دوسرے کو اپنی حالت سے آگاہ کریگا۔ چنانچہ سلمانؓ کی وفات پہلے ہوگئی۔ عبداللہ بن سلام نے خواب میں ان سے خیریت دریافت کی تو فرمایا میں خیریت سے ہوں، پھر عبداللہ نے ان سے پوچھا کونسے عمل کو تم نے افضل پایا؟ فرمایا: توکل کو میں نے عجب شئے پایا۔

علی بن زید اور یحیٰ بن سعید انصاری نے حضرت سعید بن مسیب سے اس کے مثل نقل کیا ہے، نیز حضرت سلمانؓ نے فرمایا: تم توکل کو لازم پکڑو...... توکل بہترین چیز ہے۔ توکل بہترین چیز ہے۔ توکل بہترین چیز ہے۔

۶۵۷- ابواحمد، عبداللہ بن محمد بن شیرویہ، اسحٰق بن راہویہ، جریر، سلمان تیمی، ابوعثمان کے سلسلۂ سند سے سلمانؓ کا قول مروی ہے:

فرعون کی بیوی (آسیہ) کو عذاب دینے والے جب فارغ ہوجاتے تو ملائکہ آسیہ پر اپنے پروں سے سایہ افگن ہوجاتے تھے اور جب انہیں عذاب میں مبتلا کیا جاتا تو اس وقت جنت میں ان کو اپنا محل نظر آتا تھا۔

۶۵۸- ابومحمد بن احمد، عبداللہ بن محمد بن شیرویہ، اسحٰق بن راہویہ، جریر، سلمان تیمی، ابوعثمان کے سلسلۂ سند سے سلمانؓ کا قول مروی ہے:

حضرت ابراہیم علیہ السلام کیلئے دو شیر بھوکے رکھے جاتے پھر ان کو آپ علیہ السلام پر چھوڑ دیا جاتا۔ بھوک کے باوجود وہ شیر ان کو اپنی زبان سے چاٹتے اور ان کے آگے سجدے میں پڑ جاتے تھے۔

۶۵۹- سلیمان بن احمد، اسحٰق بن ابراہیم، عبدالرزاق، ثوری، حبیب بن ابی ثابت کے سلسلۂ سند سے نافع بن جبیر بن مطعم کی روایت مروی ہے:

حضرت سلمانؓ نماز کیلئے پرسکون جگہ کی تلاش کرتے تھے۔ ایک عورت علجہ نامی نے ان کو کہا: تزکیہ قلب حاصل کر کے جہاں چاہو نماز پڑھ لو۔ حضرت سلمان فرماتے ہیں کہ اس کے بعد مجھے اصل بات سمجھ میں آگئی۔

اس روایت کے مثل جعفر بن برقان نے میمون بن مہران سے روایت کی ہے۔

۶۶۰- ابراہیم بن عبداللہ، محمد بن اسحٰق ثقفی، قتیبہ بن سعید، کثیر بن ہشام، جعفر بن برقان کے سلسلۂ سند سے میمون بن مہران کا قول مروی ہے:

حذیفہ اور سلمان رضی اللہ عنہما نے ایک نبطیہ عورت سے نماز کے لئے مکان کے بارے میں سوال کیا: اس نے کہا اس سے قبل تو تزکیہ قلب ضروری ہے۔ دونوں نے ایک دوسرے کو کہا: کافر کے قلب سے حکمت کی بات حاصل کر۔

۶۶۱- سلیمان بن احمد علی بن عبدالعزیز، ابونعیم، عبدالسلام بن حرب، عطاء بن سائب کے سلسلۂ سند سے ابوالبختری کا قول مروی ہے:

حضرت سلمانؓ کے حصہ میں ایک لونڈی آئی۔ آپؓ نے فارسی میں اس کو کہا نماز پڑھ لو۔ اس نے انکار کردیا۔ آپؓ نے فرمایا: اچھا خدا کو ایک سجدہ ہی کرلو، اس نے اس سے بھی انکار کردیا۔ آپؓ کو کسی نے کہا: اے ابوعبداللہ! اس کا سجدہ اس کو کیا فائدہ دے گا؟ (کیونکہ یہ تو کافرہ ہے) آپؓ نے فرمایا: اگر یہ ایک سجدہ بھی کرلیتی تو (میرا خیال تھا کہ خدا اس کو اسلام اور) پنج وقتہ نماز کی توفیق بخش دیتا۔ پس جس کا اسلام میں کوئی حصہ نہیں اس کا خیر میں کوئی حصہ نہیں۔

۶۶۲- مؤمن اور فاجر کے مبتلائے آزمائش ہونے میں فرق...... عبداللہ بن محمد بن جعفر، ابویحییٰ رازی، ہناد بن سری، ابومعاویۃ

اعمش، عمارۃ کے سلسلۂ سند سے سعید بن وہب کا قول مروی ہے:

سعید کہتے ہیں میں حضرت سلمانؓ کے ساتھ ان کے ایک کندی دوست کی عیادت کیلئے گیا۔ حضرت سلمانؓ نے اس کو فرمایا: مؤمن بندہ من جانب اللہ بیماری میں مبتلا کیا جاتا ہے، پھر آزمائش کے دور ہونے کے بعد اس کو گزشتہ معاصی کے لئے کفارہ بنادیا جاتا ہے اور وہ آئندہ احتیاط سے چلتا ہے۔ لیکن فاجر شخص میں بیماری سے شفایابی کے بعد بھی کوئی تبدیلی نہیں آتی...... بلکہ اس کی حالت اپنی جگہ برقرار رہتی ہے۔ اس کی مثال تو اس اونٹ کی سی ہوتی ہے جس کو باندھ دیا جاتا ہے پھر کھول دیا جاتا ہے۔ اس کو نہیں پتہ چلتا کہ اس کو کس وجہ سے باندھا گیا تھا اور کس وجہ سے کھول دیا گیا۔

۶۶۳- ابوبکر محمد بن احمد، عبدالرحمٰن بن داؤد، احمد بن عبدالوھاب، ابوالمغیرۃ، صفوان بن عمرو، ابوسعید وہبی کے سلسلۂ سند سے سلمان الخیر رضی اللہ عنہ کا قول مروی ہے:

مؤمن کی مثال اس مریض کی سی ہے جس کے ساتھ اس کا طبیب ہر حال میں موجود ہو۔ جو اس کا مرض اور دواء دونوں کو جانتا ہو۔ جب کبھی مریض کو کسی مضر صحت شئ کی خواہش پیدا ہو تو وہ طبیب اس کو منع کر دے اور کہے کہ اس کے قریب بھی نہ لگ کیونکہ اگر یہ شی تو نے استعمال کر لی تو یہ تجھ کو ہلاک کر دے گی۔ وہ اس کو مسلسل منع کرتا رہتا ہے...... حتیٰ کہ وہ مریض شفایاب ہو جاتا ہے۔ اسی طرح مؤمن بھی بہت سی چیزوں کی خواہش کرتا ہے، جن کے ساتھ دوسرے لوگ عیش اڑا رہے ہوتے ہیں۔ لیکن اللہ پاک مؤمن کو منع فرماتے ہیں اور اس کو ان چیزوں سے باز رکھتے ہیں...... حتیٰ کہ پھر اس کو موت دے کر جنت میں داخل کر دیتے ہیں۔

۶۶۴- ابوبکر بن مالک، عبداللہ بن احمد بن حنبل، احمد بن حنبل، کثیر بن ہشام کے سلسلۂ سند سے جعفر بن برقان کا قول مروی ہے:

مجھے تین چیزوں نے ہنسایا اور تین چیزوں نے رلایا۔ میں مؤمن کی امیدوں سے ہنستا ہوں جبکہ موت اس کی تلاش میں ہے، اس غافل پر بھی ہنستا ہوں جو اپنی غفلت سے نکلتا ہی نہیں ہے۔ اور مجھے منہ پھاڑ کر ہنسنے والے شخص پر بھی ہنسی آتی ہے کہ اس کو معلوم نہیں کہ وہ اپنے رب کو راضی کرنے والا ہے یا ناراض کرنے والا۔ اور مجھے تین چیزیں رلاتی ہیں محمد (ﷺ) اور اس کے یاروں کا بچھڑنا، موت کے وقت سختیوں کا پیش آنا اور تیسری چیز جو مجھے رلاتی ہے..... خدا کے آگے کھڑا ہونا ہے کیونکہ مجھے علم نہیں کہ میں جہنم کی طرف لوٹوں گا یا جنت کی طرف بھیجا جاؤں گا۔

۶۶۵- سلیمان بن احمد، محمد بن علی صائغ، محمد بن معاویہ، ہذیل بن بلال فزاری کے سلسلۂ سند سے سالم مولیٰ زید بن صوحان کا قول مروی ہے:

ایک بار میں اپنے ولی زید بن صوحان کے ساتھ بازار میں تھا کہ سلمانؓ نے ہمارے سامنے وہاں سے ایک وسق آٹا خریدا۔ زید نے ان سے کہا: اے ابوعبداللہ! صحابئ رسول ہونے کے باوجود آپ ایسا کر رہے ہیں؟ (کہ اتنا زیادہ طعام خرید رہے ہیں؟) سلمانؓ نے فرمایا: جب رزق موجود ہوتا ہے تو اس سے نفس کو اطمنان حاصل ہوتا ہے اور وہ عبادت کے لئے فارغ ہوتا ہے نیز وہ وساوس کا شکار نہیں ہوتا۔

۶۶۶- احمد بن جعفر بن حمدان، عبداللہ بن احمد بن حنبل، ابوالمعتمر، سفیان بن عیینہ، ابن غنیۃ کے والد کے سلسلۂ سند سے سلمانؓ کا قول مروی ہے: نفس جب اپنا رزق حاصل کر لیتا ہے تو مطمئن ہو جاتا ہے۔

۶۶۷- حضرت سلمانؓ کا آخری وقت...... ابوعمرو بن حمدان، حسن بن سفیان، علی بن حجر، حماد بن عمرو، سعید بن معروف کے سلسلۂ سند سے سعید بن سوقہ کا قول مروی ہے:

ایک بار ہم سلمانؓ کی عیادت کے لئے گئے آپؓ پیٹ کی بیماری میں مبتلا تھے، ہماری طویل مجالست سے تنگ ہو کر انہوں نے اپنی اہلیہ کو بستر کے ارد گرد خوشبو چھڑکنے کا کہا کہ اب میرے پاس ایسی قوم آنے والی ہے جو انس ہے نہ جن۔ چنانچہ ان کی اہلیہ نے ان کی بات پوری کردی، پھر اسی وقت ہم واپس آ گئے۔ دوبارہ جب ہم گئے تو ان کی روح قفس عنصری سے پرواز کر چکی تھی۔

۶۶۸-سلیمان بن احمد، احمد، محمد بن عبداللہ حضرمی، ابو ہاشم رفاعی، عبداللہ بن موسیٰ، شیبان، فراس، شعبی، جزل کے سلسلۂ سند سے سلمانؓ کی اہلیہ بقیرۃ کا قول مروی ہے:

سلمانؓ نے وفات کے وقت مجھے بلایا اس وقت آپؓ چار دروازوں والے کمرے میں تھے۔ سلمانؓ نے فرمایا: ان سب دروازوں کو کھول دو کیونکہ زائرین آنے والے ہیں اور معلوم نہیں کہ وہ کس دروازے سے اندر داخل ہونگے !! چنانچہ ہم نے کھولدیے۔ پھر انہوں نے مشک منگوائی اور برتن میں ڈال کر بستر کے ارد گرد چھڑکنے کا حکم دیا۔ میں نے مشک چھڑک دی تو فرمایا: اب تم میرے پاس سے چلی جاؤ، تھوڑی دیر کے بعد آجانا۔ بقیرہ کہتی ہیں: پھر میں دوبارہ گئی تو ان کی روح پرواز کر چکی تھی اور وہ بستر پر یوں لیٹے ہوئے تھے گویا سو رہے ہوں۔

(۳۵) ابو الدرداءؓ[1]

آپ عارف متفکر، عالم متذکر، منعم اور نعماء الہیہ کو پہچاننے والے، فراخی و تنگدستی میں اللہ کی تخلیقات میں غور و فکر کرنے والے، تجارت پر عبادت کو ترجیح دینے والے، عمل پر دوام اختیار کرنے والے، لقاءِ الٰہی کے شائق، دنیاوی ہموم و فکرات سے خالی اور صاحب الحکم والعلوم تھے۔

کہا گیا ہے تصوف اللہ کی طرف لے جانے والے کے ساتھ مل کر شوق کی ریاضت کرنا ہے۔

۶۶۹-سلیمان بن احمد، ابو زرعۃ دمشقی، ابو نعیم، مالک بن مغول کے سلسلۂ سند سے عون بن عبداللہ کا قول مروی ہے:

میں نے ام الدرداءؓ سے سوال کیا گیا کہ ابو درداءؓ کا کونسا عمل افضل تھا؟ فرمایا آپؓ غور و فکر کرتے اور عبرت حاصل کرتے تھے۔

وکیع نے مالک سے اس کے مثل نقل کیا ہے۔

۶۷۰-حبیب بن حسن، سلیمان بن احمد، یوسف قاضی، عمرو بن مرزوق، مسعودی کے سلسلۂ سند سے عون بن عبداللہ بن عتبہ کی روایت منقول ہے:

ام درداءؓ سے سوال کیا گیا کہ ابو درداءؓ کا اکثر عمل کیا تھا؟ فرمایا عبرت حاصل کرنا۔

اس روایت کو وکیع نے مسعودی سے روایت کیا ہے۔

۶۷۱-احمد بن جعفر بن حمدان، عبداللہ بن احمد بن حنبل، احمد بن حنبل، معاویۃ، اعمش، عمرو بن مرۃ کے سلسلۂ سند سے سالم بن ابی جعد سے مروی ہے:

ام درداءؓ سے سوال کیا گیا کہ ابو درداءؓ کا افضل عمل کیا تھا؟ ام درداءؓ نے فرمایا ابو درداء اکثر متفکر رہتے تھے۔

۶۷۲-سعید بن محمد بن ابراہیم، محمد بن عثمان بن ابی شیبہ، ابراہیم بن اسحٰق، قیس بن عمار دھنی، سالم بن ابی جعد، معدان کے سلسلۂ سند سے

[1] آپ کا اسم گرامی عویمر ہے آپ کی ایک بیٹی الدرداء نامی تھی جس کی وجہ سے آپ کو ابو الدرداء کہا جانے لگا۔ مزید حالات کیلئے دیکھئے: الاصابۃ ۴۷/۳ ۶۱۱۷ واسد الغابۃ ۱۵۸/۴. وسیر النبلاء ۳۳۵/۲. وتھذیب الکمال ۴۶۹/۲۲.

ابو درداءؓ کا قول مروی ہے:

ایک گھڑی (خدا کی تخلیقات میں) غور و فکر کرنا ایک رات کی عبادت سے بہتر ہے۔

۶۷۳-ابن مالک، عبداللہ بن احمد بن حنبل، احمد بن حنبل، ابو مغیرۃ، جریر کے سلسلۂ سند سے حبیب بن عبداللہ کی روایت منقول ہے:

ایک شخص نے معرکہ میں جاتے وقت ابو درداءؓ سے وصیت کی درخواست کی تو فرمایا خوشحالی میں اللہ کو یاد کرو اللہ تنگدستی میں تم کو یاد کرے گا۔ اور جب کسی دنیاوی شیٔ پر نظر پڑے تو سوچ لو کہ اس کا آخری انجام کیا ہے۔

۶۷۴-عبداللہ بن محمد، محمد بن شبل، ،، ابوبکر بن ابی شیبہ، معاویہ بن ہشام، ثوری، اعمش، عمرو بن مرۃ کے سلسلۂ سند سے سالم بن ابی جعد سے مروی ہے:

ابو درداءؓ کے سامنے دو بیل جو کھیتی گاہ رہے تھے...... ان میں سے ایک کھڑا ہو گیا دوسرے نے بھی چلنا موقوف کر دیا۔ ابو درداءؓ نے فرمایا: اس میں بھی انسان کے لئے عبرت ہے۔

۶۷۵-ابو عمرو بن حمدان، احمد بن ابراہیم بن عبداللہ، عمرو بن زرارۃ، محاربی، علاء بن میتب، عمرو بن مرۃ کے سلسلۂ سند سے ابو درداءؓ کا قول مروی ہے:

آپ علیہ السلام کے دعویٰ نبوت کے ظہور کے وقت میرا مشغلہ تجارت تھا۔ میں نے تجارت اور عبادت کے جمع کرنے کی کوشش کی۔ لیکن نا کام رہا پھر میں تجارت کو ترک کر کے عبادت میں مشغول ہو گیا۔ اب یہ حالت ہو گئی ہے خدا کی قسم! اگر مسجد کے دروازہ پر میری دکان ہو اور اس سے یومیہ چالیس دینار کما کر راہ خدا میں صدقہ کروں اور میری نمازوں میں بھی خلل نہ آئے پھر بھی میں تجارت کا مشغلہ اختیار نہیں کروں گا۔ ان سے اسکی وجہ پوچھی گئی تو فرمایا مجھے شدتِ حساب کا خوف دامن گیر ہے۔

اس کو محمد بن جنید التمار نے محاربی سے عمرو بن مرۃ عن ابیہ کی سند سے روایت کیا ہے اور خیثمہ نے ابو الدرداءؓ سے اس کے مثل نقل کیا ہے۔

۶۷۶-عبداللہ بن محمد، محمد بن ابی سہل، عبداللہ بن محمد عبسی، ابو معاویہ، اعمش، خیثمہ کے سلسلۂ سند سے ابو درداءؓ کا قول مروی ہے: میں آپ ﷺ کے دعویٰ نبوۃ سے قبل تاجر تھا۔ آپ ﷺ کے دعویٰ نبوت کے بعد میں نے عبادت و تجارت کو جمع کرنے کی کوشش کی، لیکن میں نا کام رہا جسکی وجہ سے تجارت کو ترک کر کے میں عبادت میں مشغول ہو گیا۔

۶۷۷-ابوبکر بن مالک، عبداللہ بن احمد، عن ابیہ احمد، عبدالصمد، عبداللہ بن بجیر، ابو عبدرب کے سلسلۂ سند سے ابو درداءؓ کا قول مروی ہے:

میں اسکو پسند نہیں کرتا کہ مسجد کے دروازہ پر میری دکان ہو اور اس میں خرید و فروخت کے ذریعہ تین سو دینار یومیہ میری آمدنی ہو اور میری نمازوں میں بھی خلل نہ آئے۔ میں یہ نہیں کہتا کہ اللہ نے خرید و فروخت کو حلال نہیں کیا اور سود کو حرام نہیں ٹھہرایا، اس سے میرا مقصد فقط قرآنی آیات "لاتلهیهم تجارة ولا بیع عن ذکر الله" کا مصداق بنتا ہے۔

۶۷۸-ابو الدرداءؓ کا مرتبہ...... احمد بن جعفر بن حمدان، عبداللہ بن احمد بن حنبل، احمد بن حنبل، ابو علاء حسن بن سوار، لیث بن سعد، معاویہ بن صالح، ابو زاہریہ، جبیر بن نفیر کے سلسلۂ سند سے عوف بن مالک کا قول مروی ہے:

میں نے خواب میں ایک قبر کے ارد گرد بکریوں کو چرتے اور مینگنی کرتے دیکھا، میں نے پوچھا یہ مقبرہ کس کا ہے؟ بتایا گیا کہ یہ عبدالرحمٰن بن عوف کا ہے۔ کچھ دیر بعد وہ خود اندر سے تشریف لائے اور ان سے کہا: اے عوف! اللہ نے قرآن کے عوض ہمیں یہ عطاء کیا ہے۔ اگر میں اس ٹیلہ کے اوپر سے دیکھوں تو مجھے عجیب و غریب نعمتیں نظر آئیں گی...... جن کو آپ کی نگاہیں نہیں دیکھ سکتیں، نہ آپ کے کان ان کو سن سکتے ہیں اور نہ ہی آپ کے دل میں ان کا خیال آ سکتا ہے، یہ سب چیزیں اللہ تعالیٰ نے تجارت کے ترک کرنے پر

ابوالدرداءؓ کے لئے تیار کی ہیں۔

۶۷۹-ابوبکر بن مالک، عبداللہ بن احمد، عن ابیہ احمد، اسماعیل بن ابراہیم، یونس بن عبید، حسن کے سلسلۂ سند سے ابودرداءؓ کا قول مروی ہے
صرف خورد ونوش کو نعمت الٰہی سمجھنے والا عملی اعتبار سے کمزور ہوتا ہے اور اس کا عذاب سامنے رہتا ہے۔اور جو دنیا سے استغناء نہ کرے وہ دنیا سے (آخرت کیلئے) کوئی فائدہ حاصل نہیں کرسکتا۔

۶۸۰-ابومحمد بن حیان، احمد بن علی بن جارود، ابوسعید اشج، ابوخالد، حسن کے سلسلۂ سند سے ابودرداءؓ کا قول مروی ہے:
(انسان پر ہر وقت بے شمار نعماء الٰہیہ کا نزول ہوتا ہے رہتا ہے۔اور) کتنی ہی خدا کی نعمتیں ایک خاموش رگ میں مضمر ہوتی ہیں۔

۶۸۱-سلیمان بن احمد، احمد بن معلیٰ، محمود بن خالد، عمرو بن عبدالواحد، اوزاعی، حسان بن عطیہ کے سلسلۂ سند سے ابودرداءؓ کا قول مروی ہے: اے لوگو! صالحین سے محبت کرنے اور حق کو حق پہچاننے تک تم خیر پر رہو گے...... کیوں کہ حق کا عارف اس پر عامل کے مانند ہے۔ ابن المبارکؒ نے اس کے مثل اوزاعی سے روایت کی ہے۔

۶۸۲-ابوحامد بن جبلہ، محمد بن اسحٰق ثقفی، محمد بن صباح، سفیان، مسعر کے سلسلۂ سند سے سے قاسم بن محمد کی روایت منقول ہے:
ابودرداءؓ ذی علم لوگوں میں سے تھے۔

۶۸۳-**ابوالدرداءؓ کا حلم اور قرآن کا نزول** ......محمد بن علی، حسین بن محمد بن حماد، عبدالوھاب حوطی، اسماعیل بن عیاش، ضمضم بن زرعۃ کے سلسلۂ سند سے شریح بن عبید کا قول مروی ہے:
ایک شخص نے ابودرداءؓ کو لعن طعن کرتے ہوئے کہا: اے قاریو! تمہارا کیا حال ہے کہ تم ہم سے بھی زیادہ بزدل ہو، جب تم سے سوال کیا جائے تو بخیل بن جاتے ہو اور جب تم کھاتے ہو تو سب سے بڑے لقمے اٹھاتے ہو! حضرت ابوالدرداءؓ نے سکوت اختیار فرمایا: لیکن کسی ذریعہ سے یہ بات فاروق اعظمؓ تک پہنچ گئی۔انہوں نے ابودرداءؓ سے پوچھا تو انہوں نے جواب میں فقط اتنا فرمایا: اللہ کی مغفرت فرمائے۔پھر حضرت عمرؓ کو فرمایا: کیا ہم جو بھی سنیں گے اس پر ان سے لڑیں جھگڑیں گے کیا؟ اس کے بعد حضرت عمرؓ اس قائل کے پاس گئے اور اس کو گردن سے پکڑ کے آپ ﷺ کے پاس لے گئے۔آپ ﷺ نے اس سے پوچھا تو اس نے کہا میں نے از راہ مذاق ایسا کہا تھا۔اسی وقت قرآن کی درج ذیل آیت نازل ہوئی:

ولئن سالتھم لیقولن انما کنانخوض و نلعب۔(التوبہ ۶۵)

"اگر تم ان سے (اس بارے میں) دریافت کرو گے تو کہیں گے ہم تو یوں ہی بات چیت اور دل لگی کرتے تھے! کیا تم خدا اور اسکی آیتوں اور اس کے رسول سے ہنسی کرتے تھے؟"

۶۸۴-محمد بن احمد بن حسن، بشر بن موسیٰ، حمیدی، سفیان، جعفر بن برقان، میمون بن مہران کے سلسلۂ سند سے ابودرداءؓ کا قول مروی ہے:
علم حاصل نہ کرنے والوں کیلئے ہلاکت ہے اور خدا چاہتا تو ان کو علم سے روشناس کردیتا۔نیز صاحب علم کیلئے ہلاکت ہے اگر وہ اس پر عمل نہ کرے۔آپ نے دوسری سات بار ارشاد فرمائی۔

۶۸۵-احمد بن جعفر بن حمدان، عبداللہ بن احمد بن حنبل، احمد بن حنبل، اسماعیل بن علیہ، ایوب سختیانی، ابی قلابہ کے سلسلۂ سند سے ابودرداءؓ کا قول مروی ہے:
اے لوگو! قرآن کی تعلیم، تعلق مع اللہ اور لوگوں سے لاتعلقی کے بغیر تم فقیہ نہیں بن سکتے۔

۶۸۶-ابراہیم بن عبیداللہ، محمد بن اسحٰق، قتیبہ بن سعید، فرج بن فضالہ، لقمان بن عامر کے سلسلۂ سند سے ابودرداءؓ کا قول مروی ہے:

فقیہ شخص کی روزی سہل کر دی جاتی ہے۔

۶۸۷- ابوبکر بن مالک، عبداللہ بن احمد بن حنبل، داؤد بن عمرو، اسماعیل بن عیاش، شرحبیل بن مسلم، شریک بن نہیک کے سلسلۂ سند سے ابودرداءؓ کا قول مروی ہے:

چلنے پھرنے، آنے جانے اور ہر حال میں اہل علم کی معیت اختیار کرنے والا انسان ہی اصل میں فقیہ ہے۔

۶۸۸- **عقل مند اور بے وقوف کی عبادت میں فرق** ...... احمد بن جعفر، عبداللہ بن احمد، ابیہ احمد، یزید، ابوسعید کندی کے سلسلۂ سند سے ابودرداءؓ کا قول مروی ہے:

عقل مندوں (عالموں) کی نیند اور کھانا پینا بھی بے وقوفوں (جاہلوں) کی شب بیداری اور روزوں کو قدغن لگاتا ہے۔ متقی عاقل کی ایک ذرہ قلیل عبادت بے وقوف کی پہاڑ جیسی کثیر عبادت سے بہتر ہے۔

۶۸۹- محمد بن احمد بن حسن، بشر بن موسیٰ، ابوعبدالرحمٰن مقری، مسعودی، ابوہاشم کے سلسلۂ سند سے ابودرداءؓ کا قول مروی ہے:

اے لوگو! جن چیزوں کی مشقت خدا نے انسان پر لازم نہیں تم ان کی تکلیف انسانوں کو مت دو۔ محاسبہ کا کام خدا کیلئے چھوڑ دو۔ دوسروں کے بجائے اپنا محاسبہ کرو، کیوں کہ ایسا شخص راحت میں رہتا ہے۔ ورنہ جو شخص لوگوں کی باتوں کے پیچھے پڑے گا اس کا رنج و غم طویل ہو جائے گا اور وہ اپنی ہی آتشِ غیظ میں بھڑکتا رہے گا۔

۶۹۰- عبداللہ بن محمد، محمد بن شبل، ابوبکر بن ابی شیبہ، ابومعاویہ، اعمش، عبداللہ بن مرۃ کے سلسلۂ سند سے ابودرداءؓ کا قول مروی ہے:

اللہ کی عبادت یوں کرو گویا کہ وہ تمہارے سامنے ہے، اپنے کو مردوں میں شمار کرو، خوب سمجھ لو کہ قلیل مال مستغنی کرنے والا غافل کرنے والے کثیر مال سے بہتر ہے۔ نیکی بوسیدہ نہیں ہوتی اور گناہ بھلایا نہیں جاتا۔

۶۹۱- عبداللہ بن محمد، محمد بن ابی سہل، عبداللہ بن محمد عبسی، ابواسامہ، خالد بن دینار، معاویہ بن قرۃ کے سلسلۂ سند سے ابودرداءؓ کا قول مروی ہے:

مال و اولاد کی کثرت کے بجائے علم و حلم کی زیادتی، نیکی پر اللہ کا شکر کرنا اور برائی پر ندامت اختیار کرنا انسان کے لئے باعثِ خیر ہے۔

۶۹۲- **ابوالدرداءؓ کی تین محبوب چیزیں** ...... محمد بن احمد بن حسن، بشر بن موسیٰ، عبدالرحمٰن مقری، سعید بن ابی ایوب، عبداللہ بن ولید، عباس بن جلید حجری کے سلسلۂ سند سے ابودرداءؓ کا قول مروی ہے:

اگر تین باتوں کا مزہ نہ ہوتا تو میں موت کو زیادہ پسند کرتا، عباسؒ کہتے ہیں میں نے کہا: وہ کیا ہیں؟ فرمایا: دن و رات میں اگر اپنے خالق کیلئے اپنا چہرہ نہ بچھاتا ہوتا، دن کی کڑی دو پہروں میں پیاسا نہ رہنا ہوتا اور ان مجالس میں بیٹھنا نہ ہوتا جن میں عمدہ کلام عمدہ پھلوں کی طرح چنا جاتا ہے..... تو مجھے دنیا میں جینے کا کوئی شوق نہ ہوتا۔ پھر فرمایا: تقویٰ کا کمال یہ ہے کہ بندہ اللہ سے ڈرے...... حتیٰ کہ ایک ذرہ کے بارے میں بھی اس کا خوف دامن گیر رکھے۔ حتیٰ کہ وہ تھوڑا سا حلال بھی چھوڑ دے جس کے بارے میں حرام ہونے کا معمولی شبہ ہو۔ اس طرح وہ حرام اور اپنے درمیان مضبوط آڑ بنالے گا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام میں انجام کار بیان فرما دیا ہے فرمان الٰہی ہے:

من یعمل مثقال ذرۃ خیرا یرہ و من یعمل مثقال ذرۃ شرا یرہ (سورۃ الزلزال)

جس نے ایک ذرہ خیر کیا وہ اسے دیکھ لے گا اور جس نے ایک ذرہ شر اختیار کیا اس کو بھی دیکھ لے گا۔

پھر فرمایا: اے انسان! قلیل برائی سے بچنے کو معمولی نہ سمجھ اور نہ قلیل نیکی کرنے کو تھوڑا خیال کر۔

۶۹۳- محمد بن بدر، حماد بن مدرک، عمرو بن مرزوق، زائدۃ، منصور، سالم بن ابی جعد کے سلسلۂ سند سے ابودرداءؓ کا قول مروی ہے:

اے لوگو! تمہارے علماء تبلیغ دین اور تمہارے جہال حصول علم کی کوشش نہیں کرتے! حالانکہ خیر کا معلم اور متعلم دونوں کا اجر مساوی ہے۔ اور ان دونوں کے علاوہ دنیا کے کسی شخص میں خیر نہیں۔

۶۹۴-تمام لوگ تین قسموں پر منحصر ہیں ...... کے لوگوں پر محمد بن احمد بن حسن، بشر بن موسیٰ، یحییٰ بن اسحٰق، فرج بن فضالہ، لقمان بن عامر کے سلسلۂ سند سے ابو درداءؓ کا قول مروی ہے:

لوگ تین قسم پر ہیں: عالم، متعلم اور بیکار جس میں کوئی خیر نہیں (اور تمام لوگ ان تینوں میں منحصر ہیں)۔

۶۹۵-مخلد بن جعفر، حسن بن علویہ، علی بن جعد کے سلسلۂ سند سے ابو درداءؓ کا قول مروی ہے:

اے لوگو! علم حاصل کرو، کیوں کہ اجر میں عالم اور متعلم دونوں برابر ہیں اور ان دونوں کے علاوہ کسی شخص میں خیر نہیں ہے۔

۶۹۶-عبداللہ الاصفہانی، محمد بن ابراہیم بن یحییٰ، یعقوب بن ابراہیم، یزید بن ہارون، جویبر، ضحاک کے سلسلۂ سند سے ابو درداءؓ کا قول مروی ہے:

اے اہل دمشق! تم دین کے اعتبار سے آپس میں بھائی اور گھروں میں آپس میں ہمسایہ ہو، لیکن تمہارے علماء تعلیم اور جہال تعلم پر گامزن نہیں ہیں۔ اے لوگو! فکرِ آخرت کے بجائے تم رزق کی فکر میں مگن ہو۔ کان کھول کر سنو! ایک قوم نے بڑے مضبوط محلات تعمیر کئے، بڑا مال جمع کیا اور لمبی لمبی امیدیں وابستہ کیں، لیکن ان کو ناکامی اور ذلت و رسوائی کے علاوہ کچھ حاصل نہیں ہوا۔ اے لوگو! تعلیم حاصل کرو، کیوں کہ عالم اور متعلم اجر میں برابر ہیں اور لوگوں کے لئے ان دونوں کے علاوہ تیسرے کسی شخص میں خیر نہیں ہے۔

۶۹۷-علی بن احمد بن محمد، اسحٰق بن ابراہیم، سلم بن جنادۃ، عبداللہ بن نمیر، حجاج بن دینار، معاویۃ بن قرۃ، عن ابیہ کے سلسلۂ سند سے ابو درداءؓ کا قول مروی ہے:

اے لوگو! رفع علم سے قبل علم حاصل کرو اور دنیا سے علماء کا کوچ رفع علم ہے۔ اور درحقیقت لوگوں کی دو ہی قسمیں ہیں: عالم اور متعلم۔

۶۹۸-احمد بن جعفر بن حمدان، عبداللہ بن احمد بن حنبل، محمد بن جعفر ورکانی، شریک، منصور، ابو وائل کے سلسلۂ سند سے ابو درداءؓ کا قول مروی ہے:

اے لوگو! مجھے تم کو نیکی کی دعوت دینے پر من جانب اللہ ثواب کی امید ہے، خواہ مجھ سے اس پر عمل نہ ہو سکے۔

۶۹۹-احمد بن اسحٰق، محمد بن احمد بن سلیمان ہروی، احمد بن سعید، ابن وہب، معاویۃ بن صالح، ضمرۃ بن حبیب کے سلسلۂ سند سے ابو درداءؓ کا قول مروی ہے:

کوئی شخص متقی نہیں بن سکتا جب تک کہ وہ عالم نہ ہو اور کوئی اچھا عالم نہیں بن سکتا جب تک کہ وہ اس پر عمل نہ کرے۔

۷۰۰-محمد بن احمد بن حسن، بشر بن موسیٰ، ابو عبدالرحمٰن مقری، سلیمان بن مغیرۃ، حمید بن ہلال کے سلسلۂ سند سے ابو درداءؓ کا قول مروی ہے

قیامت کے روز مجھے سب سے زیادہ بارگاہ الٰہی میں حاضری کے موقع پر اس بات کا خوف دامن گیر ہے کہ مجھ سے یہ سوال کیا جائے: جو علم تم نے حاصل کیا تھا اس پر کیا عمل کیا؟۔

۷۰۱-ابوبکر بن مالک، عبداللہ بن احمد بن حنبل، سریج بن یونس، ولید بن مسلم، علی بن حوشب کے والد کے سلسلۂ سند سے ابو درداءؓ کا قول مروی ہے:

قیامت کے روز بارگاہ الٰہی میں حاضری کے موقع پر مجھے سب سے زیادہ اس بات کا خوف ہے کہ مجھ سے سوال کیا جائے اے عویمر! (آپؓ کا اصل نام) تم نے علم حاصل کیا یا جاہل کے جاہل رہے؟ اگر میں کہوں کہ میں نے علم حاصل کیا ہے تو کوئی ممانعت اور حکم

والی آیت باقی نہ رہے گی جس کے بارے میں سوال کیا جائے گا کہ کیا تم نے آیت امر پر عمل کیا اور آیت خوف سے ڈرے۔
نیز فرمایا: میں غیر نافع علم، سیر نہ ہونے والے نفس اور قبول نہ کی جانے والی دعا سے اللہ تعالیٰ کی پناہ طلب کرتا ہوں۔

۷۰۲- ابراہیم بن عبداللہ، محمد بن اسحق، قتیبہ بن سعید، فرج بن فضالۃ، لقمان بن عامر کے سلسلۂ سند سے ابودرداءؓ کا قول مروی ہے:
میں اس بات سے بہت خوف زدہ ہوں کہ قیامت کے روز مخلوق کے روبرو پیشی کے موقع پر اللہ مجھ سے حصول علم اور پھر اس پر عمل کے بارے میں سوال کرے۔

۷۰۳- خادم رکھنے سے ممانعت...... سلیمان بن احمد، اسحق بن ابراہیم، عبدالرزاق، ابوعمرو بن حمدان، حسن بن سفیان، عبدالرزاق، معمر کے سلسلۂ سند سے ان کے ایک ساتھی کی روایت منقول ہے:
ابودرداء نے سلمان رضی اللہ عنہما کو درج ذیل باتوں پر مشتمل خط لکھا۔

امابعد:

اے بھائی! بیماری اور مشغولیت سے قبل صحت وفراغت کو غنیمت سمجھ، کیونکہ بیماری کو بندے ٹالنے کی طاقت نہیں رکھتے۔ مظلوم کی بدعاء سے ڈر۔ مسجد کو اپنا گھر بنالے، کیوں کہ فرمان نبوی ﷺ کے مطابق مسجد ہر متقی کا گھر ہے۔ نیز اللہ تعالیٰ نے ایسے لوگوں کے لئے جن کے گھر مساجد ہیں...... راحت وآرام اور سکون کا وعدہ کیا ہے۔ نیز پل صراط سے سلامتی کے ساتھ گذر کر خدا تک پہنچنے کا وعدہ کیا ہے۔ اے بھائی! یتیم پر رحم کر، اسے اپنے سے قریب کر اور اس کو اپنے کھانے میں سے کھانا کھلا۔ کیوں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک شخص کو قساوت قلبی دور کرنے کے لئے انہی باتوں کی وصیت فرمائی تھی۔ اتنا مال جمع کر! جس کا آسانی سے شکر ادا ہو سکے۔ کیوں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے: قیامت کے روز صاحب مال کو لایا جائے گا جس نے مال میں اللہ کی اطاعت کی ہوگی۔ وہ آگے آگے ہوگا، مال اس کے پیچھے پیچھے ہوگا۔ پل صراط پر گذرتے ہوئے جب بھی اس کو کوئی رکاوٹ آئے گی پیچھے سے اس کا مال اس کو کہے گا: چلو! چلو! تم نے اپنے مال میں اللہ کا حق ادا کر دیا ہے؟ نیز فرمایا: اور قیامت کے دن اس صاحب مال کو بھی لایا جائے گا جس نے اپنے مال میں اللہ کی حکم عدولی کی ہوگی، پل صراط پر گزرتے ہوئے اس کا مال اس کے کاندھوں کے درمیان ہوگا، وہ بار بار اس کو پھسلائے گا اور کہے گا تو ہلاک ہو، تو نے مجھ میں اللہ کا لازمی حق کیوں ادا نہیں کیا؟ وہ اسی طرح ہلاکت کو پکارتا رہے گا۔ اور اے بھائی! میں نے سنا ہے کہ تم نے ایک خادم رکھ لیا ہے۔ اے بھائی! خادم رکھنے کے بجائے اپنا کام خود کرو، کیوں کہ فرمان نبوی ﷺ ہے: بندہ مسلسل خدا سے قریب رہتا ہے جب تک وہ کسی خادم سے مدد نہ لے، جب وہ خادم رکھ لیتا ہے تو اس پر اس کا حساب واجب ہو جاتا ہے[۱]۔ میری اہلیہ ام الدرداءؓ نے مجھ سے ایک خادم رکھنے کا تقاضا کیا، حالانکہ میں ان دنوں مالدار تھا، لیکن حساب ہونے کی وجہ سے میں نے اس کو ناپسند سمجھا۔ اے میرے بھائی! قیامت کے دن میرا اور تیرا کون مددگار ہوگا اگر ہم سے پورا پورا حساب لیا گیا جبکہ ہمیں حساب کا خوف بھی نہ ہو۔ اور اے میرے بھائی! رسول اللہ ﷺ کے صحابی ہونے کی وجہ سے دھوکہ میں مت پڑ جانا، کیونکہ ہم آپ ﷺ کے بعد ایک طویل مدت جی چکے ہیں اور اللہ ہی کو علم ہے آپ ﷺ کے بعد ہمارا کیا حال ہے؟

۱۔ المصنف لعبد الرزاق ۲۰۰۲۹. وکنز العمال ۲۵۰۸۷. ومکارم الاخلاق ۷۴، ۷۵.

ابن جابر اور مطعم بن مقدام نے اسی کے مثل ابوالدرداءؓ کا ایک خط حضرت سلمانؓ کے نام بروایت محمد بن واسع نقل کیا ہے۔

۷۰۴-ابوبکر بن مالک، عبداللہ بن احمد بن حنبل، احمد بن حنبل، سیار، جعفر بن سلیمان کے سلسلۂ سند سے ثابت بنانی کا قول مروی ہے:

خلیفہ یزید بن معاویہ نے ابودرداءؓ کو ان کی لڑکی الدرداء کے بارے میں پیغام نکاح بھیجا۔لیکن ایک شخص نے بالا صرار یزید سے اجازت لیکر اس لڑکی سے شادی کرلی۔لوگوں نے اس بات کی وجہ سے ابودرداءؓ کو عار دلائی، کہ خلیفہ کا پیغام نکاح مسترد کردیا اور ایک غریب شخص سے بیٹی بیاہ دی۔لیکن ابودرداءؓ نے ان کی اس بات پر کوئی توجہ نہیں دی اور فرمایا: میں نے درداء بیٹی کا خیال کیا ہے، اگر اس پر ایک بے غیرت شخص بڑا بن کر کھڑا ہو جاتا اور ایسے گھر میں وہ رہتی جس میں اس کی نظریں بھی چکاچوند ہوتی ہیں تو بتاؤ اس کا دین سلامت رہتا!۔

۷۰۵-ابوجعفر احمد بن محمد بن سلیمان، عبداللہ بن احمد مخزومی، ابوعوف عبدالرحمٰن بن مرزوق، داؤد بن مہران کا قول مروی ہے:

داؤد کہتے ہیں: میں فضیل بن عیاض کے سامنے دیر تک کھڑا رہا، ان کی آنکھیں کھلی ہوئی تھیں میں سمجھ رہا تھا کہ وہ مجھے دیکھ رہے ہیں۔آپ کافی دیر تک اسی حال میں رہے پھر انہوں نے گردن اٹھائی اور مجھ سے سوال کیا تم کب سے کھڑے ہوا ے بیٹے!؟ میں نے عرض کیا بہت دیر سے۔فرمایا: ہم کسی خیال میں تھے اور تم کسی خیال میں۔پھر انہوں نے حدیث سنائی کہ ہمیں سلیمان بن مہران (الاعمش) نے سالم بن ابی الجعد سے روایت کرتے ہوئے حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ کا یہ فرمان سنایا:

اللہ اپنے نافرمان کو لوگوں کے قلوب میں مبغوض بنادیتا ہے۔لیکن خود اسے معلوم بھی نہیں ہوتا۔پھر فضیل نے فرمایا: جانتے ہو اس کی کیا وجہ ہے؟ میں نے عرض کیا: نہیں۔فرمایا: بندہ خلوت میں اللہ عزوجل کی نافرمانی کا ارتکاب کرتا ہے جس کی وجہ سے مؤمنین کے دلوں میں اللہ اس کی نفرت پیدا کردیتے ہیں۔

۷۰۶-ابراہیم بن عبداللہ، محمد بن اسحٰق، قتیبہ بن سعید، فرج بن فضالۃ، لقمان بن عامر کے سلسلۂ سند سے ابودرداءؓ کا قول مروی ہے:

اے انسان! تیرے بھائی کا تجھ پر عتاب اس کے غائب ہونے سے بہتر ہے۔تیرے بھائی سے زیادہ تیرا کون خیر خواہ ہوگا؟ اپنے بھائی کو عطاء کر اور اس کے لئے نرم اور ملنسار بن۔اس سے حسد نہ کر ورنہ تو بھی اس کے مثل ہو جائے گا۔کل موت آنے والی ہے اسی وقت وہ تجھ سے اپنا منہ پھیرے گا! اور تم کسی کی موت کے بعد کیوں روتے ہو جبکہ اس کی زندگی میں اس سے ملنا بھی نہیں چاہتے۔

۷۰۷-احمد بن جعفر بن حمدان، عبداللہ بن احمد بن حنبل، داؤد بن عمر، عبثر، برد، حزام بن حکیم کے سلسلۂ سند سے ابودرداءؓ کا قول مروی ہے:

اے لوگو! اگر تمہیں ما بعد الموت کے احوال معلوم ہو جائیں تو تم من پسند خورد و نوش اور سایہ دار گھروں کو چھوڑ کر سینہ پیٹتے ہوئے صحراؤں کی طرف نکل پڑو اور مسلسل تم پر گریہ طاری رہنے لگے اور تم انسان کے بجائے درخت بننے کی تمنا کرنے لگو جس کو کاٹ کر کھالیا جائے۔

۷۰۸-محمد بن علی بن حبیش، موسیٰ بن ہارون حافظ، ابوالربیع و داؤد بن رشید، بقیہ، بحیر بن سعید، خالد بن معدان، ابوعثمان یزید بن مرثد ہمدانی کی سند سے حضرت ابوالدرداءؓ سے منقول ہے: ایمان کی بلندی خدا کے حکم پر صبر، تقدیر پر رضامندی، توکل میں خلوص اور پروردگار عزوجل کیلئے ہر وقت سر تسلیم خم رہنا ہے۔

۷۰۹-ابوالدرداء کا خط..... محمد بن احمد بن حسن، بشر بن موسیٰ، عبداللہ بن صالح کے سلسلۂ سند سے عبدالرحمٰن بن محمد محاربی کی روایت منقول ہے:

ابودرداءؓ نے بذریعہ خط اپنے ایک بھائی کو لکھا امابعد!

اے میرے بھائی! دنیا کے معاملہ میں تمہاری کوئی حیثیت نہیں ہے، تجھ سے پہلے بھی اس کے گھر والے تھے وہ چلے گئے اور تیرے بعد بھی اس کے گھر والے بنتے رہیں گے۔ اس دنیا سے تیرے فائدہ کی چیز وہی ہے جو تو اپنی آخرت کیلئے آگے بھیج دے۔ اس کے آثار تیری اولاد کی اصلاح پر منتج ہونگے۔ کیونکہ تو مر کر ایسی ذات کی طرف جانے والا ہے جہاں تیرا کوئی عذر قابل قبول نہیں ہوگا، جبکہ تم دنیا میں ایسی اولاد کیلئے مال جمع کرتے ہو جو تمہاری تعریف تک نہیں کرتی۔ یاد رکھو! تم دو طرح کی اولاد ہی کیلئے مال جمع کرتے ہو یا تو ایسی اولاد کیلئے جو اس مال میں اللہ کی اطاعت کرے گی، اس صورت میں وہ ایسے مال سے نیک بخت ہو جائے گی جس کے جمع کرنے کی وجہ سے تم بد بخت ہوئے۔ یا ایسی اولاد کیلئے جو اس سے خدا کی نافرمانی کا ارتکاب کرے گی۔ اس صورت میں وہ خود بد بخت ہو جائے گی اس مال کی بدولت جو تو نے اس کیلئے جمع کیا ہے۔ اللہ کی قسم! ان دونوں میں سے کوئی ایسا نہیں ہے جس کیلئے تم اپنی کمر پر بوجھ لا دو۔ لہذا آخرت کے معاملہ تم اس کو اپنی ذات پر ترجیح مت دو۔ جو گزر گئے ان کیلئے اللہ سے رحمت کی امید رکھو! اور جو پیچھے رہ جائیں گے ان کیلئے اللہ کی روزی پر اعتماد رکھو۔ والسلام

۷۱۰- احمد بن جعفر بن مالک، عبداللہ بن احمد بن حنبل، احمد بن حنبل، ولید بن مسلم، صفوان بن عمرو، عبدالرحمٰن بن جبیر بن نفیر عن ابیہ کی سند سے اور ولید کہتے ہیں ثور، خالد بن معدان، جبیر بن نفیر کی سند سے بھی مروی ہے، جبیر کہتے ہیں:

قبرص کی فتح کے بعد اس کے اہلیان میں تفریق کر دی گئی۔ کافر لوگ ایک دوسرے کو یاد کر کے رونے لگے: اس موقع پر ابودرداء بھی رونے لگے۔ جبیر کہتے ہیں میں نے عرض کیا: اے ابوالدرداء! یہ تو ہم مسلمانوں کیلئے خوشی کا وقت ہے، اس دن میں اللہ نے اسلام کو عزت عطا کی ہے۔ آپؓ نے روتے ہوئے فرمایا: افسوس اے جبیر! یہ دیکھو کہ جب کوئی قوم اللہ کی نافرمانی کرتی ہے تو وہ کس قدر اللہ کے ہاں بے وقعت ہو جاتی ہے۔ یہ قوم کیسی طاقت اور غلبہ والی تھی لیکن انہوں نے اللہ کا امر چھوڑ دیا تو اس حال کو پہنچ گئی جو تم دیکھ رہے ہو۔

۷۱۱- آخرت کی یاد میں چند روایات...... احمد بن جعفر بن حمدان، عبداللہ بن احمد بن حنبل، احمد بن حنبل، ولید بن جابر، اسماعیل بن عبیداللہ کے سلسلۂ سند سے ام الدرداءؓ کا قول مروی ہے:

ابودرداءؓ نے بوقت وفات فرمایا: (موت کو بالکل سامنے دیکھتے ہوئے) کون میرے اس دن کے عمل کی طرح عمل کرے گا؟ میری اس گھڑی کی طرح کون عمل کرے گا؟ میرے اس لیٹنے کی طرح کون عمل کرے گا؟ پھر یہ آیت تلاوت فرمائی:

ونقلب افئدتھم وابصارھم کمالم یؤمنوا بہ اول مرۃ (الانعام ۱۱۰)

اور ہم ان کے دلوں اور آنکھوں کو الٹ پلٹ دیں گے جیسے وہ اس پر پہلی بار ایمان نہیں لائے تھے۔

۷۱۲- ابوبکر بن مالک، عبداللہ بن احمد بن حنبل، احمد بن حنبل، معمر بن سلیمان رقی کے سلسلۂ سند سے فرات بن سلیمان کا قول مروی ہے:

ابودرداءؓ فرمایا کرتے تھے: مال جمع کرنے والے کے لئے ہلاکت ہے۔ وہ منہ بھرا ہوا مجنون ہے۔ لوگوں کے پاس جو کچھ ہے وہ اس کو نظر آتا ہے اور خود کے پاس جو ڈھیر جمع ہے وہ اس کی آنکھوں سے اوجھل رہتا ہے۔ اگر اس کی طاقت میں ہو تو وہ کمانے کیلئے رات کو بھی دن میں شامل کر دے۔ ہلاکت ہے اس کیلئے سخت حساب اور شدید عذاب کی۔

۷۱۳- عبدالرحمٰن بن عباس بن عبدالرحمٰن، ابراہیم بن اسحق حربی، ہیثم بن خارجہ، اسماعیل بن عیاش کے سلسلۂ سند سے شرحبیل کا قول مروی ہے:

ابو درداءؓ جنازہ کو دیکھ کر فرمایا کرتے تھے: تم صبح کو چل پڑے شام کو ہم بھی آنے والے ہیں۔ یا تم شام کو چلے گئے ہم صبح کو آنے والے ہیں۔ موت بہت اچھی نصیحت ہے لیکن غفلت بھی سخت ہے۔ وعظ و نصیحت کیلئے موت کافی ہے۔ ایک ایک کر کے اچھے لوگ چلے گئے بے حلم لوگ رہ گئے ہیں۔

۷۱۴- عبدالرحمٰن بن عباس، ابراہیم بن حربی، علی بن جعد، شعبۃ، معاویۃ بن قرۃ کے سلسلۂ سند سے ابو درداءؓ کا قول مروی ہے:

لوگوں کے تین چیزوں کو ناپسند کرنے کے باوجود مجھے ان سے محبت ہے۔ فقر، مرض اور موت۔

۷۱۵- عبدالرحمٰن بن عباس، ابراہیم حربی، علی بن جعد، شعبۃ، عمرو بن مرۃ عن شیخہ کے سلسلۂ سند سے ابو درداءؓ کا قول مروی ہے:

اللہ سے ملاقات کے اشتیاق کی وجہ سے میں موت کو پسند کرتا ہوں۔ تواضع پیدا کرنے کی وجہ سے فقر کو پسند کرتا ہوں۔ اور معاصی کے لئے کفارہ بننے کی وجہ سے مرض کو پسند کرتا ہوں۔

۷۱۶- عبداللہ الاصفہانی، ابراہیم بن محمد بن حسن، ابو ربیع رشدینی، ابن وہب، یحییٰ بن ایوب، خالد بن یزید کے سلسلۂ سند سے ابو ہلال کی روایت منقول ہے، ابو درداءؓ فرمایا کرتے تھے:

اے اہل دمشق! نہ کھائے جانے والے مال کو جمع کرنے، نہ رہنے والے گھروں کی تعمیر کرنے اور پوری نہ ہونے والی امیدوں کے وابستہ کرنے سے تمہیں شرم نہیں آتی۔ تم سے پہلے لوگوں نے مال جمع کیے اور ان کی حفاظت کی، امیدیں باندھیں اور بہت لمبی باندھیں، عمارات تعمیر کیں اور خوب مضبوط کیں...... لیکن اس کے باوجود ناکامی کے علاوہ ان کو کچھ حاصل نہیں ہوا اور وہ سب تباہ و برباد کر دیئے گئے۔ ان کی امیدیں دھوکہ کی نذر ہو گئیں، ان کے گھر انہی کیلئے قبر بن گئے۔ یہ قوم عاد تھی، جس نے عدن سے عمان تک مال و اولاد جمع کی۔ لوگو! کوئی ہے جو تمام آل عاد کا ترکہ مجھ سے دو درہموں کے عوض خریدے؟۔

۷۱۷- عبداللہ الاصفہانی، ابراہیم بن محمد بن حسن، ابو ربیع رشدینی، ابن وہب، یحییٰ بن ایوب، عمرو بن عیاش، صفوان بن عمرو کے سلسلۂ سند سے ابو درداءؓ کا قول مروی ہے:

اے مال والو! اپنے اموال سے اپنے تن و توش موٹے کر لو قبل اس سے کہ یہ اموال ہمارے اور تمہارے لئے (موت کے بعد بے فائدہ اور) برابر ہو جائیں۔ ورنہ اب بھی ہم اور تم اس میں برابر ہیں تم ان کو صرف دیکھ دیکھ کر جیتے ہو اور ہم بھی تمہارے ساتھ ان کو دیکھ لیتے ہیں۔

نیز فرمایا: اے لوگو! کھانے سے سیرابی اور علم سے عدم سیرابی کے وقت تمہارے لئے خطرہ ہے۔

نیز فرمایا: تم میں سے وہ شخص بہترین ہے جو اپنے ساتھی کو کہے: آؤ ہم موت سے پہلے روزے رکھتے ہیں۔ اور وہ شخص بدترین ہے جو کہے: آؤ ہم کھائیں پئیں اور کھیل کود کریں۔

ایک قوم کو تعمیر میں مشغول دیکھ کر ابو درداءؓ نے ان سے فرمایا: تم دنیا کو نیا کرنے میں مشغول ہو جبکہ اللہ پاک اس کو خراب اور ویران کرنے پر تلے ہوئے ہیں۔ بے شک اللہ کا ارادہ ہی سب پر غالب ہے۔

۷۱۸- ابو محمد بن حیان، ابو یحییٰ رازی، ہناد بن سری، وکیع، اسامۃ بن زید کے سلسلۂ سند سے مکحولؒ کی روایت منقول ہے:

ابو درداءؓ منہدم عمارتوں کے پاس جا کر کہتے: ہائے ویرانوں کے ویرانے! ان کے ہلاک ہو۔ ان والے مکین کہاں گئے۔

۷۱۹- حبیب بن حسن، عمرو بن حفص سدوسی، عاصم بن علی، ابو ہلال کے سلسلۂ سند سے معاویہ بن قرۃ کا قول مروی ہے ایک بار ابو درداءؓ بیمار پڑ گئے۔ آپ کے پاس آپ کے ساتھی آئے اور پوچھا اے ابو الدرداء! آپ کو کیا مرض ہے؟ فرمایا: مجھے گناہوں کا مرض ہے۔ لوگوں نے پوچھا: آپ کو کسی شی کی خواہش ہے؟ فرمایا: میں جنت چاہتا ہوں۔ لوگوں نے کہا: ہم آپ کیلئے طبیب کو بلائیں؟ فرمایا: اسی نے

تو مجھے بستر پر لٹایا ہے۔

۸۲۰-عبداللہ بن محمد، محمد بن شبل، ابوبکر بن ابی شیبہ، محمد بن بشر، مسعر کی سند سے عون بن عبداللہ سے مروی ہے:

ابوالدرداءؓ فرماتے ہیں جو تلاش کرتا ہے وہ پالیتا ہے، جو تکلیف دہ امور پر صبر نہیں کرتا وہ حالات سے عاجز آجاتا ہے۔ اگر تم لوگوں کو کاٹنا چاہو گے تو وہ تمہیں کاٹ دیں گے اور اگر تم ان کو چھوڑ دو گے تو وہ تمہیں نہیں چھوڑیں گے۔ عون نے عرض کیا: پھر آپ ہمیں کیا حکم دیتے ہیں؟ فرمایا: فقر و فاقہ والے دن کیلئے آج (مستحق) لوگوں کو قرض دو۔

۷۲۱-محمد بن علی بن حبیش، اسماعیل بن اسحاق سراج، داؤد بن رشید، ولید، سعید بن عبدالعزیز سے مروی ہے کہ حضرت ابوالدرداءؓ کو کہا گیا کہ ہمارے لئے اللہ سے دعا کریں! فرمایا: میں تیرنا صحیح نہیں جانتا اور مجھے غرق ہونے کا خوف لگا رہتا ہے۔

۷۲۲-عبداللہ بن محمد بن جعفر، محمد بن عبداللہ بن رستہ، شیبان بن فروخ، ابوالاشہب، حسن کے سلسلۂ سند سے ابودرداءؓ کا قول مروی ہے:

اے لوگو! مجھے تمہارے علماء کے گمراہ ہونے اور منافق کے قرآن سے جدال کرنے کا خطرہ ہے۔ قرآن حق ہے۔ قرآن پر ایک راہنما منارہ ہے۔ جس طرح راستوں کے سروں پر منارہ ہوتا ہے۔ اور جو شخص دنیا سے غنی نہ ہو اس کیلئے دنیا بے فائدہ ہے۔

۷۲۳-احمد بن اسحٰق، عبداللہ بن سلیمان بن اشعث، محمود بن خالد، عمرو بن عبدالواحد، اوزاعی کے سلسلۂ سند سے بلال بن سعد کا قول مروی ہے: وہ فرماتے ہیں: حضرت ابودرداءؓ دعا کیا کرتے تھے: اے اللہ! میں دل کے منتشر ہونے سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔ کسی نے آپ سے سوال کیا کہ دل کا انتشار کیا ہے؟ فرمایا: یہ کہ میرے لئے مختلف جگہوں میں مال رکھ دیا جائے۔

۷۲۴-محمد بن علی بن حبیش، اسحٰق بن سلمۃ، ابوہشام رفاعی، عبدالرحمٰن بن مہدی، معاویۃ بن صالح، عبدالرحمٰن بن جبیر بن نفیر کے والد جبیر کے سلسلۂ سند سے ابودرداءؓ کا قول مروی ہے:

جن لوگوں کی زبان اللہ کے ذکر میں سرشار رہتی ہے ان میں سے ہر شخص جنت میں ہنستا ہوا داخل ہوگا۔

۷۲۵-احمد بن جعفر بن حمدان، عبداللہ بن احمد بن حنبل، احمد بن حنبل، عبدالرحمٰن بن مہدی، سفیان، منصور کے سلسلۂ سند سے سالم کی روایت منقول ہے:

ابودرداءؓ کے سامنے ذکر کیا گیا کہ سعد بن منبہ نے ایک سو غلام آزاد کئے ہیں، فرمایا: سو غلام بہت بڑا مال ہے اگر تم چاہو تو میں اس سے بھی افضل شئ بتاؤں! دن اور رات ہر وقت ایمان کو لازم پکڑنا اور زبان کا ذکر الٰہی میں مشغول رکھنا اس سے بدرجہا بہتر ہے۔

۷۲۶-احمد بن جعفر بن حمدان، عبداللہ بن احمد بن حنبل، احمد بن حنبل، عبدالرحمٰن بن مہدی، شعبۃ، عمران القصیر کی سند سے ابورجاء سے منقول ہے، ابودرداءؓ کا قول ہے:

میں ایک سو مرتبہ اللہ اکبر کہوں یہ مجھے سو دینار اللہ کی راہ میں خرچ کرنے سے عزیز ہے۔

۷۲۷-عبداللہ بن محمد، محمد بن ابی سہل، عبداللہ بن محمد عبسی، ابواسامہ، عبدالحمید بن جعفر، صالح بن ابی عریب، کثیر بن مرۃ حضرمی کی سند سے مروی ہے کہ حضرت ابوالدرداءؓ نے فرمایا: کیا میں تمہیں تمہارے اعمال میں سب سے اچھا عمل نہ بتاؤں؟ جو تمہارے مالک کے نزدیک محبوب ترین ہے، تمہارے درجات میں سب سے زیادہ اجر والا ہے، وہ عمل اس سے بہتر ہے کہ تم جنگ میں شریک ہو اور دشمن تمہاری گردن مارے اور تم دشمن کی گردن مارو، وہ عمل اللہ کی راہ میں دراہم و دنانیر خرچ کرنے سے بہتر ہے۔ لوگوں نے کہا اے ابوالدرداء! وہ کیا عمل ہے؟ فرمایا: اللہ کا ذکر، اللہ کا ذکر سب سے بڑا ہے۔

۷۲۸-ابوبکر بن مالک، عبداللہ بن احمد بن حنبل، ابوعبداللہ محمد بن سالم طائفی، فرج بن فضالہ، اسید بن وداعہ کے سلسلۂ سند سے ابودرداءؓ کا قول مروی ہے:

مسلمان اور کافر فقط زبان کی وجہ سے (کلمہ شہادت پڑھنے اور نہ پڑھنے) کی وجہ جنت اور دوزخ میں جائیں گے۔ یہی زبان مؤمن کی ہو تو اللہ کے نزدیک سب سے اچھی ہے۔ اور یہی زبان کافر کی ہو تو اللہ کے ہاں سب سے مبغوض ہے۔

۷۲۹- عبداللہ بن محمد بن جعفر، ابن نصیر، اسماعیل بن عمرو، مالک بن مغول کے سلسلۂ سند سے ابو درداءؓ کا قول مروی ہے:

موت کو اکثر یاد کرنے والے کی خوشیاں کم ہو جاتی ہیں اور اس کا جسم گھٹ جاتا ہے۔

۷۳۰- عبدالرحمٰن بن عباس، ابراہیم بن اسحٰق حربی، عبداللہ بن عمر، ابن خراش، عوام، ابراہیم تیمی کے سلسلۂ سند سے ابو درداءؓ کا قول مروی ہے: موت کو بہت یاد کرنے والا ہنسی مزاق کم کرتا ہے اور وہ جسمانی کمزور ہوتا ہے۔

۷۳۱- عبدالرحمٰن بن عباس، ابراہیم حربی، عبداللہ بن عمر ابو اسامۃ، عبدالرحمٰن بن یزید، اسماعیل بن عبیداللہ کے سلسلۂ سند سے ابو درداءؓ کا قول مروی ہے:

اے باری تعالیٰ! مجھے بروں کے ساتھ زندہ مت رکھ اور مجھے صالحین کے ساتھ دنیا سے اٹھا۔

۷۳۲- ابراہیم بن عبداللہ، محمد بن اسحٰق، قتیبہ بن سعید، فرج بن فضالہ کے سلسلۂ سند سے لقمان بن عامر کا قول مروی ہے:

ابو درداءؓ فرمایا کرتے تھے: اے اللہ! عمل بد میں مجھے مبتلا مت فرما جسکی وجہ سے میں بروں کے نام سے پکارا جاؤں۔

۷۳۳- عبداللہ بن محمد، محمد بن شبل، ابوبکر بن ابی شیبہ، یزید بن ہارون، یحییٰ بن سعید، ابوبکر بن محمد کے سلسلۂ سند سے ابو عون کا قول مروی ہے، ابو درداء فرمایا کرتے تھے: ہر گزرنے والی شب کے بعد جب میں صبح کرتا ہوں تو لوگ مجھے حسب سابق پاتے ہیں مگر میں خوب جانتا ہوں کہ ہر رات میں اللہ کی مجھ پر نعمتیں اترتی ہیں۔

۷۳۴- احمد بن جعفر بن حمدان، عبداللہ بن احمد بن حنبل، احمد بن حنبل، یحییٰ بن سعید، عبدالرحمٰن بن عمار، یحییٰ بن سعید، خلاد بن سائب کے سلسلۂ سند سے ابو درداءؓ کا قول مروی ہے: ہر گزرنے والی رات جس میں میں سلامت رہتا ہوں اور کوئی تکلیف نہیں پہنچتی اور ہر گزرنے والا دن جس میں میں سلامت رہتا ہوں اور مجھے کوئی تکلیف نہیں پہنچتی تو میں سمجھتا ہوں کہ میں بہت بڑی عافیت میں ہوں۔

۷۳۵- عبداللہ بن محمد، محمد بن ابی سہل، عبداللہ بن محمد عبسی، محمد بن فضیل، حصین، سالم بن ابی جعد کے سلسلۂ سند سے ابو درداءؓ کا قول مروی ہے:

اے لوگو! کیا وجہ ہے کہ تم فکرِ آخرت کے بجائے دنیا کی فکر کرتے ہو؟ جس (دین) پر تم کو نگہبان بنایا گیا ہے اس کو تم ضائع کرتے ہو، میں تمہارے بدترین لوگوں کی بات بتاتا ہوں، وہ لوگ گھڑ سواری میں اکڑتے ہیں، نمازوں میں کوتاہی کا شکار ہیں اور آخر میں نماز میں پہنچتے ہیں، وہ قرآن میں غور نہیں کرتے اور غلاموں کے آزاد کرنے میں دلچسپی نہیں رکھتے۔

۷۳۶- عبداللہ الاصفہانی، احمد بن محمد بن حسن، ربیع بن ثعلب، فرج بن فضالہ، لقمان بن عامر کے سلسلۂ سند سے ابو درداءؓ کا قول مروی ہے:

اے لوگو! مظلوم و یتیم کی بددعاء سے احتراز کرو، کیوں کہ وہ لوگوں کے آرام کے وقت شب میں اللہ کی طرف جاتی ہیں۔

۷۳۷- ابوبکر بن مالک، عبداللہ بن احمد بن حنبل، ابو جریر، منصور، ابو وائل کے سلسلۂ سند سے ابو درداءؓ کا قول مروی ہے:

اس شخص پر ظلم کرنے والا جس کا خدا کے سوا کوئی نہیں میرے نزدیک ابغض الناس ہے۔

۷۳۸- ابراہیم بن عبداللہ، محمد بن اسحٰق، قتیبہ بن سعید، بکر بن مضر، عبیداللہ بن زحر، ہیثم بن خالد کے سلسلۂ سند سے ابن عمرو کا قول مروی ہے: ہم نے ایک بار کریب بن ابرہہ سے ملاقات کی، اس وقت وہ سواری پر تھے اور ان کا غلام ان کے پیچھے بیٹھا تھا۔ اسو قت انہوں نے فرمایا: میرے سامنے ابو درداءؓ نے فرمایا بندہ اس وقت تک اللہ سے دور ہوتا رہتا ہے جب تک اس کے پیچھے کوئی چلتا رہتا ہے۔

۷۳۹- ابوبکر بن مالک، عبداللہ بن احمد بن حنبل، احمد بن حنبل، ولید بن مسلم، ابن جابر کے سلسلۂ سند سے مروی ہے: حضرت ابو درداءؓ جب بھی تہجد گزاروں کو تہجد میں قرآن پڑھتے سنا کرتے تو فرماتے: یہ لوگ قیامت سے قبل ہی اپنی جانوں پر رونے والے ہیں اور ان کے قلوب اللہ کے ذکر سے غافل نہیں ہوتے۔

ہیثم بن خارجہ نے ولید عن ابن جابر عن عطاء بن مرہ عن ابی الدرداءؓ کے طریق سے اس کے مثل نقل کیا ہے۔

۷۴۰- عبداللہ بن محمد، محمد بن شبل، ابوبکر بن ابی شیبہ، محمد بن بشر، حکم بن فضیل، زید بن اسلم کے سلسلۂ سند سے ابو درداءؓ کا قول مروی ہے:

اے لوگو! ہمیشہ خیر تلاش کرو اور اللہ تعالیٰ کی نفحات (برکات) کی جستجو کرو کیونکہ جس کو اللہ چاہتے ہیں اپنی رحمت سے وہ عطاء کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ سے پردہ پوشی اور امن وسکون کا سوال کرو۔

۷۴۱- عبداللہ الاصفہانی، ابراہیم بن محمد بن حسن، احمد بن سعید، ابن وہب، عمرو بن حارث اور ان کے والد حارث کے سلسلۂ سند سے عبدالرحمٰن بن جبیر بن نفیر کی روایت منقول ہے: ایک شخص نے حضرت ابوالدرداءؓ کو کہا: مجھے ایسے کلمات سکھا دیجئے جن سے اللہ مجھے فائدہ دے۔ فرمایا: دو، تین، چار اور پانچ باتیں ہیں جو ان پر عمل کرلے، اللہ کے ہاں اس کیلئے بلند درجات ہیں۔ پھر فرمایا: حلال کے سوا کچھ نہ کھاؤ، حلال اور پاکیزہ شئ کے علاوہ کچھ نہ کماؤ، اپنے گھر میں پاکیزہ (شئ اور پاکیزہ) شخص کو ہی لاؤ، اللہ عزوجل سے سوال کرو کہ وہ تمہیں صرف دن دن کا رزق دیا کرے اور جب تم صبح کرو تو اپنے کو مردوں میں شمار کرو گویا کہ تم ان سے مل گئے ہو۔ اپنی عزت وآبرو اللہ عزوجل کے سپرد کردو...... پس جو شخص تمہیں گالی دے، برا بھلا کہے یا تم سے لڑائی کرے تم اس کو اللہ عزوجل کے سپرد کرکے کنارہ کرلو اور آخری بات یہ کہ جب بھی تم سے کوئی خطاء سرزد ہو جائے تو اللہ عزوجل سے استغفار کرو۔

۷۴۲- عبداللہ بن محمد بن جعفر، ابراہیم بن محمد بن حسن، عبدالجبار بن علاء، سفیان، خلف بن حوشب کے سلسلۂ سند سے ابو درداءؓ کا قول مروی ہے:

بعض لوگوں کے سامنے بظاہر ہم ہنستے ہیں لیکن ہمارے قلوب ان پر لعنت کرتے ہیں۔

۷۴۳- عبداللہ الاصفہانی، ابراہیم بن محمد بن حسن، احمد بن سعید، ابن وہب، ابن لہیعہ، بکر بن سوادۃ کے سلسلۂ سند سے خالد بن حدیر اسلمی کی روایت منقول ہے:

خالد کہتے ہیں: ایک بار میں ابو درداءؓ کے پاس گیا ان کے نیچے اور اوپر اون کی چادر اوڑھی تھی۔ آپؓ بیمار تھے۔ میں نے ان کی خدمت میں امیر المؤمنین کا بھیجا ہوا عمدہ بچھونا اور مرعزی چادر پیش کرنے کا پوچھا تو انہوں نے فرمایا: ہمارا ایک اصلی گھر ہے، ہمیں اس کی طرف کوچ کرنا ہے لہذا ہم اسی کیلئے عمل کریں گے۔

۷۴۴- محمد بن معمر، ابوشعیب حرانی، یحییٰ بن عبداللہ، اوزاعی، کے سلسلۂ سند سے حسان بن عطیۃ کا قول مروی ہے:

ابو درداءؓ سے کچھ لوگوں نے میزبانی طلب کی۔ لہذا آپؓ نے ان کی مہمان نوازی کی۔ رات کو کچھ لوگوں کو عام سے بستر پر سلایا اور باقی لوگوں کو بغیر بستر کے ان کے اپنے کپڑوں میں سلایا۔ جب صبح ہوئی تو حضرت ابوالدرداءؓ نے ان سے کچھ ناگواری محسوس کی آپؓ فرمانے لگے: ہمارا ایک گھر ہے جس کیلئے ہم سامان جمع کر رہے ہیں اور اسی کی طرف ہم کو لوٹ کر جانا ہے۔

۷۴۵- سلیمان بن احمد، احمد بن مسعود، محمد بن کثیر، اوزاعی کے سلسلۂ سند سے حسان کا قول مروی ہے:

ابو درداءؓ نے اہل دمشق سے فرمایا: سالہا سال سے سیراب ہو کر کھانے کے باوجود تمہاری مجالس ذکر الٰہی سے خالی ہیں۔ تمہارے علماء تعلیم دینے اور تمہارے جہال تعلیم حاصل کرنے سے دور کیوں ہیں؟! اگر تمہارے علماء چاہیں تو اپنے علم میں مزید اضافہ

کر سکتے ہیں اور تمہارے جہال علم حاصل کرنا چاہیں تو خوب حاصل کر سکتے ہیں۔ لہذا جو شی تمہارے لئے مفید ہے اسے لے لو اور نقصان دہ شی کو جھٹک دو۔ خدا کی قسم! ہر امت خواہش پرستی اور اپنے کو اچھا سمجھنے کی وجہ سے ہلاک ہوئی ہے۔

۷۴۶- احمد بن بندار، ابوبکر بن ابی داود، علی بن خشرم، عیسیٰ بن یونس، اوزاعی کے سلسلۂ سند سے حسان بن عطیۃ کا قول مروی ہے: ابو درداءؓ نے ایک شخص کو اپنے لڑکے کو آراستہ کرتے دیکھا تو فرمایا: یہ اس کی گمراہی کا سبب ہے۔

۷۴۷- احمد بن بندار، ابوبکر بن ابی داؤد، محمود بن خالد، عمرو بن عبدالواحد، اوزاعی کے سلسلۂ سند سے حسان بن عطیۃ کا قول مروی ہے:

ایک شخص نے حضرت ابودرداءؓ سے اپنے بھائی کا شکوہ کیا۔ ابو درداءؓ نے اس سے فرمایا عنقریب من جانب اللہ تمہاری مدد کی جائیگی۔ کچھ روز بعد شا کی ایک وفد کے ساتھ حضرت معاویہ کے پاس گیا تو انہوں نے ایک سو دینار اسے ہدیہ کئے اور اس کے ہاں ایک لڑکا پیدا ہوا۔

۷۴۸- ابومحمد بن حیان، علی بن اسحٰق، حسین بن مروزی، ابن مبارک، یونس بن سیف، ابو کبشہ سلولی کے سلسلۂ سند سے ابو درداءؓ کا قول مروی ہے:

قیامت کے روز غیر عامل عالم...... اللہ کے ہاں سب سے بڑا بد بخت ہوگا۔

۷۴۹- احمد بن اسحٰق، عبداللہ بن سلیمان بن اشعث، علی بن خشرم، عیسیٰ بن یونس، اوزاعی کے سلسلۂ سند سے حسان بن عطیۃ کا قول مروی ہے:

ابودرداءؓ فرمایا کرتے تھے: اے باری تعالیٰ! میں اس بات سے تیری پناہ مانگتا ہوں کہ علماء کے قلوب مجھے لعنت کریں پوچھا گیا: وہ کیسے آپ کو لعنت کریں گے؟ فرمایا: جب وہ مجھ سے کراہت کرنے لگیں تو سمجھو کہ وہ مجھے لعنت کر رہے ہیں۔

۷۵۰- ابومحمد بن حیان، علی بن اسحٰق، حسین بن مروزی، ابن مبارک، خلف انصاری، یونس بن سیف، ابو کبشہ سلولی کے سلسلۂ سند سے ابو درداءؓ کا قول مروی ہے:

اپنے علم سے فائدہ نہ اٹھانے والا شخص قیامت کے روز عند اللہ اشر الناس ہوگا۔

۷۵۱- ابوبکر بن مالک، عبداللہ بن احمد بن حنبل، حسن بن عبدالعزیز مصری، ایوب بن سوید، ابن جابر کے سلسلۂ سند سے عمیر بن ہانی کا قول مروی ہے:

ابودرداءؓ فرمایا کرتے تھے: جھٹلانے والے، نافرمانی کرنے والے اور نقضِ عہد کرنے والے کے لئے ہلاکت ہے۔ اس نے نیکی کی اور نہ سچائی اختیار کی۔

۷۵۲- عبداللہ بن محمد بن جعفر، علی بن اسحٰق، حسین، حسن، عبداللہ بن مبارک، عبدالرحمٰن بن یزید بن جابر، ابوعبداللہ کے سلسلۂ سند سے ابودرداءؓ کا قول مروی ہے:

اے لوگو! تم بڑھاپے تک دنیا کی محبت میں مستغرق رہتے ہو، البتہ من جانب اللہ حفاظت کئے جانے والے اس سے مستثنیٰ ہیں لیکن ایسے لوگ بہت کم ہیں۔

۷۵۳- ابوبکر بن مالک، عبداللہ بن احمد بن حنبل، احمد بن حنبل، عبداللہ بن یزید مقری، کہمس، عوف، عن رجل کے سلسلۂ سند سے ابودرداءؓ کا قول مروی ہے:

تین چیزیں انسان کے کمال کی علامت ہیں: مصیبت کے وقت کسی سے شکوہ نہ کرنا، اپنا دکھ دوسروں پر عیاں نہ کرنا اور بزرگی کا دعویٰ نہ کرنا۔

۷۵۴-ابو علی محمد بن احمد بن حسن، احمد بن یحییٰ حلوانی، سعید بن سلیمان، حفص، بیان کے سلسلۂ سند سے قیس کا قول مروی ہے ابو درداء اور سلمان رضی اللہ عنہما ایک دوسرے کو بذریعہ خط پیالہ والا واقعہ یاد دلاتے تھے۔ کیوں کہ ایک بار پیالہ اور اس کے کھانے نے ان کے سامنے اللہ کی تسبیح بیان کی تھی۔

۷۵۵-عبداللہ بن محمد، محمد بن ابی سہل، عبداللہ بن محمد عبسی، ابو اسامۃ، اعمش، عمرو بن مرۃ کے سلسلۂ سند سے ابوالبختری کا قول مروی ہے:

ایک بار حضرت ابوالدرداءؓ ایک ہانڈی کے نیچے آگ جلا رہے تھے۔ حضرت سلمانؓ پاس ہی موجود تھے۔ اچانک حضرت ابوالدرداءؓ نے ہانڈی میں سے ایسی آواز سنی گویا کوئی بچہ اللہ کی تسبیح کر رہا ہو۔ پھر ہانڈی خود بخود الٹ کر اپنی جگہ پر پہنچ گئی...... جبکہ اس میں سے کوئی چیز نہیں گری۔ ابو درداءؓ نے سلمانؓ سے فرمایا: عجیب چیز دیکھو، جو تم نے اور نہ تمہارے والد نے دیکھی ہوگی! ہانڈی سے تسبیح کی آواز آ رہی ہے۔ سلمانؓ نے فرمایا: اگر تم خاموش رہتے تو اس بھی عجیب تر چیزیں دیکھتے۔

۷۵۶-عبداللہ بن محمد، محمد بن شبل، ابوبکر بن ابی شیبہ، محمد بن فضیل، محمد بن سعید انصاری، عبداللہ بن یزید بن ربیعۃ دمشقی کے سلسلۂ سند سے ابو درداءؓ کا قول مروی ہے:

ایک شب میں مسجد میں گیا تو وہاں ایک شخص کو سجدہ ریز ہو کر دعاء کرتے دیکھا۔ وہ بارگاہ الٰہی میں عرض کر رہا تھا: اے باری تعالیٰ میں آپ سے خوف زدہ اور آپ کے عذاب سے امان کا طالب ہوں، مجھے اپنے عذاب سے امن دے کر میرا سوال پورا کر دیجئے۔ اے باری تعالیٰ میں سائل فقیر ہوں تجھ سے تیرے فضل کا خواہاں ہوں۔ میں اپنے گناہوں کا عذر نہیں بیان کرتا اور نہ میں صاحب قوت ہوں جو اپنی مدد آپ کر سکوں...... میں تو تیری معافی کا خواستگار گناہ گار ہوں۔

پھر ابو درداءؓ بڑے تعجب کے عالم میں اپنے ساتھیوں کے سامنے مذکورہ کلمات بیان کرتے تھے۔

۷۵۷-ابراہیم بن عبداللہ، محمد بن اسحٰق، قتیبہ بن سعید، فرج بن فضالہ، لقمان بن عامر کے سلسلۂ سند سے ام درداءؓ کا قول مروی ہے:

اے باری تعالیٰ! ابو درداءؓ نے مجھ سے دنیا میں شادی کی۔ لہذا آخرت میں میں ان سے شادی کرنا چاہتی ہوں۔ ابو درداءؓ نے ان سے فرمایا پھر میری موت کے بعد دوسرے کسی سے شادی مت کرنا۔ حضرت ام الدرداءؓ صاحب حسن و جمال تھیں، چنانچہ ابو درداءؓ کی وفات کے بعد آپؓ نے حضرت معاویہؓ سے ان کے اصرار کے باوجود شادی نہیں کی۔

۷۵۸-سلیمان بن احمد، اسحٰق بن ابراہیم، عبدالرزاق، معمر، ایوب کے سلسلۂ سند سے ابو قلابہؒ کا قول مروی ہے:

ابو درداءؓ کے سامنے ایک گناہ گار شخص کو ملامت کی گئی۔ ابو درداءؓ نے ملامت کرنے والوں سے فرمایا: کنویں میں گرے ہوئے شخص کو تم نکالنے کی کوشش نہیں کرو گے؟ انہوں نے کہا کیوں نہیں۔ ابو درداءؓ نے فرمایا: پھر تم اپنے بھائی کو ملامت مت کرو اور عافیت پر اللہ کا شکر ادا کرو۔ انہوں نے حضرت ابو درداءؓ سے سوال کیا کہ کیا آپ اس کو برا نہیں سمجھتے ہو؟ انہوں نے فرمایا: میں اسکی ذات کے بجائے اس کے عمل کو برا سمجھتا ہوں۔

آپؓ کا فرمان ہے: اے لوگو! خوشحالی میں اللہ کو یاد کرو تو وہ تم کو بدحالی میں یاد کرے گا۔

مؤلفؒ فرماتے ہیں: ابوالدرداءؓ صاحب حکمت، عقل مند اور عالم و طبیب تھے۔ آپ حکمت میں بہت کلام کرتے تھے۔ آپؓ کے مواعظ بیش بہا مفید تھے۔ مریضوں کیلئے آپ کی حکمت اور آپ کے علوم کامل شفاء تھے، جبکہ دنیا سے کنارہ کش اور مظلوم لوگوں کیلئے بہترین حفاظت کا ذریعہ تھے۔ آپ کی نظر پر تاثیر اور آپ کا ذکر شفاء بخش تھا۔ دنیا کی زیب و زینت کو دفع کرنے والے اور آخرت کے مراتب کو سمیٹنے والے تھے۔

۷۵۹-احمد بن جعفر بن حمدان، عبداللہ بن حنبل، ابو معمر، سفیان بن عیینہ، ابن ابی حسین، ابن ابی ملیکہ کے سلسلۂ سند سے یزید بن معاویہ

کا قول مروی ہے:

ابودرداءؓ علماء حکماء اور روحانی معالجین میں سے تھے۔

۷۶۰- ابوحامد بن جبلہ، محمد بن اسحٰق، داؤد بن رشید، سعید بن یعقوب، اسماعیل بن عیاش کے سلسلہ سند سے محمد بن یزید رجبی کا قول مروی ہے:

ابودرداءؓ سے سوال کیا گیا کہ آپ انصاری ہونے کے باوجود شاعر نہیں ہیں؟ جبکہ ہر انصاری شاعر ہے! انہوں نے فرمایا: کیوں نہیں، درج ذیل شعر میں نے ہی کہے ہیں:

یرید المرء ان یعطی مناہ	ویأبی اللہ الا ما أراد
یقول المرء فائدتی ومالی	وتقوی اللہ افضل ما استفادا

انسان اپنی امیدوں کے پورا ہونے کا متمنی رہتا ہے، جبکہ اللہ کی مرضی کے مطابق ہی اس کی امیدیں پوری ہوسکتی ہیں۔ انسان مال کو نفع بخش شیء سمجھتا ہے جبکہ تقویٰ سے بڑی کوئی شی اس کے لئے نفع بخش نہیں ہے۔

۷۶۱- محمد بن محمد بن سوار قصری، محمد بن جعفر بن رمیس، محمد بن خلف، ابراہیم بن ہراسۃ، سفیان ثوری، حبیب بن ابی ثابت کے سلسلہ سند سے نافع بن جبیر کا قول مروی ہے:

ابودرداءؓ سے شعر نہ کہنے کے بارے میں سوال کیا گیا تو انہوں نے جواب میں گزشتہ دو شعر کہے۔

۷۶۲- محمد بن عبداللہ الکاتب، محمد بن عبداللہ الحضرمی، عبدالحمید بن صالح، ابومعاویہ، موسیٰ صغیر، ہلال بن یساف کے سلسلہ سند سے ام درداءؓ کا قول مروی ہے:

میں نے ابودرداءؓ سے سوال کیا کہ کیا بات ہے تم اپنے مہمانوں کی وہ خاطر تواضع نہیں کرتے جو دوسرے لوگ کرتے ہیں۔ آپؓ نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے: تمہارے سامنے ایک دشوار گزار گھاٹی ہے۔ بوجھوں والے لوگ اس کو عبور نہیں کرسکیں گے[۱]۔ لہذا میں چاہتا ہوں کہ اس گھاٹی کیلئے ہلکا رہوں۔

۷۶۳- ابوعمرو بن حمدان، حسن بن سفیان، عباس بن الولید بن صبح الدمشقی، مروان بن محمد الطاہری، مسلمہ المعدل، عمیر بن ہانی، ابی العذراء، ام الدرداءؓ کے سلسلہ سند سے ابودرداءؓ کا قول مروی ہے:

فرمان نبوی ﷺ ہے: اے لوگو! اللہ کی عظمت کرو وہ تمہارے گناہ معاف فرمادے گا[۲]۔ راوی مروان نے اس کی تشریح میں کہا: یعنی اللہ کی فرمانبرداری کرو، اللہ تمہارے گناہ معاف فرمادیگا۔

یہ روایت حضرت ابوالدرداءؓ کی اس روایت کے مشابہ ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا: جو اس حال میں مرا کہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراتا ہو وہ جنت میں داخل ہوجائے گا۔ حضرت ابوالدرداءؓ نے تعجب کے ساتھ عرض کیا: خواہ وہ زناء کرے اور چوری کرے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں خواہ وہ زناء کرے اور چوری کرے اور خواہ ابوالدرداء کی ناک خاک آلود ہو[۳]۔

[۱] المستدرک ۵۷۴/۴، ومشکاۃ المصابیح ۵۲۰۴. واتحاف السادۃ المتقین ۲۸۴/۹، والدر المنثور ۳۵۴/۶. والجامع الکبیر ۶۲۷۳. وکنز العمال ۱۰۱۹۱.

[۲] التاریخ الکبیر للبخاری ۶۳/۹. ومسند الامام احمد ۱۹۹/۵. ومجمع الزوائد ۳۱/۱، ۲۱۷/۱۰.

[۳] صحیح مسلم، کتاب الایمان ۱۵۱. ومسند الامام احمد ۳۸۲/۱، ۲۲۵، ۷۹۳، ۳۹۱، ۲۲۲/۴، ۳۴۶، ۴۰۴، ۱۶۶/۵، ۲۴۱، ۲۱۶، ۲۲۳. والسنن الکبری للبیھقی ۴۴/۷. والمعجم الکبیر للطبرانی ۲۰۴/۴، ۵۵/۷، ومجمع الزوائد ۱۷/۱، ۱۹، ۲۱، ۲۲، ۱۰۴.

۷۶۴-عبداللہ بن جعفر، یونس بن حبیب، ابوداؤد، ہشام، قتادۃ، خلید بن عبداللہ العصری کے سلسلۂ سند سے ابودرداءؓ کا قول مروی ہے:

فرمان نبوی ﷺ ہر صبح دو فرشتے اعلان کرتے ہیں جو جن وانس کے علاوہ تمام مخلوق سنتی ہے، اے لوگو! اللہ کی طرف آؤ اور قلیل کفایت کرنے والا مال کثیر غافل کرنے والا مال سے افضل ہے۔[1]

سلیمان تیمی، شیبان بن عبدالرحمٰن النحوی، ابوعوانہ اور سلام بن مسکین وغیرہ نے قتادہ سے اس کو نقل کیا ہے۔

۷۶۵-ابوعمرو بن حمدان، حسن بن سفیان، ابوکریب، محمد بن فضیل، محمد بن سعد، عبداللہ بن ربیعہ بن یزید، عائذ اللہ ابوادریس کے سلسلۂ سند سے ابودرداءؓ کا قول مروی ہے، آپ ﷺ یوں دعا فرماتے تھے:

اللھم انی استلک حبک وحب من یحبک والعمل الذی یبلغنی حبک،

اللھم اجعل حبک احب الی من نفسی واھلی والماء البارد[2]

اے باری تعالیٰ! میں آپ اور آپ کے محبین اور آپ کے محبوب عمل کو پسند کرتا ہوں۔ اے باری تعالیٰ!

اپنی محبت کو میرے نفس، میرے اہل اور ٹھنڈے پانی سے بھی زیادہ میرے لئے محبوب بنادے۔

۷۶۶-محمد بن احمد بن حسن، احمد بن یوسف بن ضحاک، یوسف بن مصرف، زید بن الحباب، جنید بن العلا بن ابی وہرۃ، محمد بن سعید، اسماعیل بن عبیداللہ، ام الدرداء کے سلسلۂ سند سے ابودرداءؓ کی روایت منقول ہے نبی ﷺ نے فرمایا:

جس قدر ہوسکے دنیا کی فکرات سے خالی رہو۔ کیونکہ جس شخص کی سب سے بڑی فکر دنیا بن جائے اللہ تعالیٰ اس کے کام ضائع کردیتا ہے۔ فقر وفاقہ کا خوف ہروقت اس کے سر پر مسلط کردیتا ہے۔ جبکہ جس شخص نے اپنی سب سے بڑی فکر فکرِ آخرت بنالی...... اللہ تعالیٰ اس کے کام بنادیتا ہے۔ اس کے دل میں استغناء رکھ دیتا ہے۔ اور کوئی بندہ اپنے دل کو اللہ کے ساتھ نہیں لگاتا مگر اللہ تعالیٰ مؤمنین کے دلوں کو محبت اور دوستی کے ساتھ اس کی طرف مائل کردیتا ہے۔ نیز اللہ تعالیٰ اس کو ہر خیر پہنچانے میں جلدی کرتا ہے۔[3]

۷۶۷-سلیمان بن احمد، مطالب بن شعیب، بکر بن سہل، عبداللہ بن صالح، معاویہ بن صالح، ابوحلبس یزید بن میسرۃ، ام الدرداء کے سلسلۂ سند سے ابودرداءؓ کی روایت منقول ہے، نبی ﷺ نے فرمایا:

اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰؑ سے فرمایا: اے عیسیٰ! تمہارے بعد میں ایک ایسی امت بھیجوں گا جو بلا علم وحلم نعمت پر شکر اور مصیبت پر صبر سے کام لیگی۔ حضرت عیسیٰ نے بارگاہ الٰہی میں عرض کیا اے باری تعالیٰ یہ بلا علم وحلم کے کیسے ہوگا؟ اللہ نے فرمایا میں اپنے علم وحلم سے ان کو علم وحلم عطاء کروں گا۔[4]

یہ چھ احادیث حضور ﷺ سے صحابہ میں سے صرف حضرت ابوالدرداءؓ نے روایت کی ہیں۔

---

[1] مسند الامام أحمد ۱۹۷/۵، واتحاف السادة المتقين ۲۸۴/۹، والمستدرک ۴۴۵/۲. ومجمع الزوائد ۱۲۲/۳. ۲۵۵/۱۰. وصحيح ابن حبان ۸۱۴، ۲۴۷۶، (موارد الظمآن) الترغيب والترهيب ۴۹/۲، ۵۳۷، ۱۱۸/۴.

[2] سنن الترمذی ۳۴۹۰. ومشكاة المصابيح ۲۴۹۶. وتاريخ ابن عساكر ۱۷۴/۵. (التهذيب) واتحاف السادة المتقين ۷۸/۵، ۵۴۹/۹. والجامع الكبير ۹۹۳۹، وكنز العمال ۳۷۹۴.

[3] مجمع الزوائد ۲۴۷/۱۰، والترغيب والترهيب ۱۲۰/۴. والمطالب العالية ۳۲۶۹. وكنز العمال ۶۰۷۷.

[4] المستدرک ۳۴۸/۱، والتاريخ الكبير ۳۵۶/۱، والدر المنثور ۲۳۴/۵.

(۳۶) معاذ بن جبلؓ[۱]

اجلۂ صحابۂ کرامؓ میں سے ایک ابوعبدالرحمٰن معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ بھی ہیں۔ آپؓ پختہ عمل والے، لڑائی جھگڑے سے کنارہ کش، علماء کے پیشواء، کریم النفس، قاریٔ قرآن، اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے حکم کے لئے سر تسلیم خم کرنے والے، محب، ثابت قدم، نرم خو، سردار، دریا دل سخی، فتنوں سے محفوظ رہنے والے، بندوں اور ان کے اموال کے رکھوالے اور احوال وموانع سے محفوظ رہنے والے تھے۔

کہا گیا ہے کہ تصوف انسانیت کے لئے اپنے آپ کو کھپانے اور معادنِ قدس کی تلاش کا نام ہے۔

۷۶۸- امت کے سب سے بڑے عالم...... عبداللہ بن جعفر، یونس بن حبیب، ابوداؤد، وہیب، خالد، ابوقلابہ، انسؓ۔ (دوسری سند) محمد بن جعفر بن ہیثم، جعفر بن محمد صائغ، قبیصہ، سفیان، خالد وعاصم، ابوقلابہ، انسؓ کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: میری امت میں حلال وحرام کے سب سے بڑے عالم معاذ بن جبلؓ ہیں۔[۲]

۷۶۹- محمد بن احمد بن حسن، احمد بن ابی عوف، سوید بن سعید، عمر بن عبیدہ، عمران، حسن وابان، انس بن مالکؓ کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

میری امت میں حلال وحرام کے سب سے بڑے عالم معاذ بن جبلؓ ہیں۔[۳]

۷۷۰- عبداللہ بن جعفر، اسماعیل بن عبداللہ، احمد بن یونس، سلام بن سلیمان، زید عمی، ابوصدیق ناجی، ابوسعید خدریؓ کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

معاذؓ بن جبل لوگوں میں حلال وحرام کے سب سے بڑے عالم ہیں۔[۴]

۷۷۱- ابوحامد بن جبلہ، محمد بن اسحٰق، محمود بن خداش، مروان بن معاویہ، سعید بن ابی عروبہ، شہر بن حوشب کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ عمرؓ بن الخطاب نے (بوقت وفات) فرمایا: اگر معاذؓ بن جبل زندہ ہوتے تو میں انہیں خلیفہ نامزد کرتا۔ خدا تعالیٰ مجھ سے اسکی وجہ پوچھتا تو میں کہتا: میں اس شخص کو خلیفہ بنا کر آیا ہوں جس کے متعلق رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: جب علماء اللہ تعالیٰ کے حضور میں حاضری دیں گے معاذؓ بن جبل ان میں نمایاں مرتبہ ومقام پر ہوں گے۔[۵]

۷۷۲- ابراہیم بن عبداللہ، ابوعباس ثقفی، قتیبہ بن سعید، عبدالعزیز بن محمد، عمارہ بن خزیمہ، محمد بن کعب کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

معاذ بن جبل شرافت وفضیلت میں امام العلماء ہیں۔[۶]

۱۔ طبقات ابن سعد ۳/۵۸۳، ۷/۳۸۷. والتاریخ الکبیر ۷/ت ۱۵۵۴، والجرح ۸/ت ۱۱۱۰، والاستیعاب ۳/ت ۲۴۰۲، والجمع ۲/۴۸۷. وسیر النبلاء ۱/۴۴۳. والکاشف ۳/ت ۵۵۹۱. وتذکرۃ الحفاظ ۱/۱۹. والاصابۃ ۳/ت ۸۰۳۷. وتهذیب التهذیب ۱۰/۱۸۶. وتهذیب الکمال ۲۸/۱۰۶.

۲،۳۔ طبقات ابن سعد ۲/۱۰۷، ۳/۲/۱۲۲، ۷/۱۱۴.

۴۔ الاحادیث الصحیحۃ ۱۲۲۴. وکنز العمال ۳۳۶۳۴. وتاریخ ابن عساکر ۲۰۲/۶. (التهذیب)

۵۔ الاحادیث الصحیحۃ ۱۰۹۱. وکنز العمال ۳۳۶۳۳. والجامع الکبیر ۵۷۴۸.

(عبارت یوں ہے: کان معاذ بین ایدیهم رتوۃ بحجر)

۶۔ مجمع الزوائد ۹/۳۱۱، وکنز العمال ۳۳۶۴۱، ۳۶۶۳۵ والاحادیث الصحیحۃ ۱۰۹۱.

یہ حدیث یحییٰ بن ایوب نے بھی عمارہ سے روایت کی ہے اور انہوں نے عمارہ اور محمد بن کعب کے درمیان محمد بن عبداللہ بن ازہر انصاری کا واسطہ ذکر کیا ہے۔

۷۷۳-سلیمان بن احمد، احمد بن حماد بن زغبہ، سعید بن ابی مریم، یحییٰ بن ایوب، عمارہ بن غربہ، محمد بن عبداللہ بن ازہر، محمد بن کعب قرظی کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حدیث بالا کے مثل ارشاد فرمایا۔

۷۷۴-ابو حامد بن ثابت بن عبداللہ ناقد، علی بن ابراہیم، مطر، عبدۃ بن عبدالرحیم، ضمرہ بن ربیعہ، یحییٰ بن ابی عمرو شیبانی، ابو عجفاء (یا ابو عجماء، سند میں عبدۃ کو شک ہوا ہے) کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ:

ایک مرتبہ عمرؓ بن الخطاب سے کہا گیا: اگر آپ ہمیں کسی ایسے آدمی کے بارے میں وصیت کرتے جس کو ہم آپ کے بعد خلیفہ بنالیتے؟ فرمایا: اگر میں معاذؓ بن جبل کو پالیتا میں انہیں خلیفہ بناتا پھر میں خدا تعالیٰ کے پاس جاتا اور خدا تعالیٰ مجھ سے اس کی بابت پوچھتا کہ تو امت محمد ﷺ پر کس کو خلیفہ مقرر کر کے آیا ہے؟ میں جواب دیتا: میں نے تیرے نبی ﷺ کو ارشاد فرماتے سنا ہے: کہ معاذؓ بن جبل قیامت کے دن علماء کے سامنے ایک جماعت کی حیثیت رکھتے ہوں گے[1]

۷۷۵- ابواسحٰق بن حمزہ، ابوخلیفہ، ابوولید، شعبہ، عمرو بن مرہ، ابراہیم، مسروق، عبداللہ بن عمروؓ سے بمثل حدیث مذکور مروی ہے۔

۷۷۶-**قرآن کے چار صحابی عالم**......ابوبکر طلحی، عبید بن عامر، ابوبکر بن ابی شیبہ، وکیع، اعمش، شقیق، عبداللہ بن عمروؓ کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

تم قرآن مجید کو چار آدمیوں سے حاصل کرو اور پڑھو: ابن ام عبد (عبداللہ بن مسعودؓ)، (نبی ﷺ نے ان کے نام سے ابتداء کی) معاذ بن جبل، ابی بن کعب اور ابوحذیفہ رضی اللہ عنہم کے آزاد کردہ غلام سالمؓ سے۔[2]

۷۷۷-احمد بن جعفر بن حمدان بصری، عبداللہ بن احمد دورقی (دوسری سند) ابواسحٰق بن حمزہ، یوسف قاضی، (دونوں) عمرو بن مرزوق، شعبہ، قتادہ، انسؓ بن مالک کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ:

رسول اللہ ﷺ کے عہد میں چار اشخاص نے قرآن مجید جمع کیا ہے۔ اور وہ چاروں انصاری ہیں: ابی بن کعب، معاذ بن جبل، زید بن ثابت اور ابوزید رضی اللہ عنہم۔ قتادہ کہتے ہیں میں نے انسؓ سے پوچھا: ابوزید کون تھے؟ انہوں نے جواب دیا: وہ میرے ایک چچا تھے۔

۷۷۸-**شبیہ ابراہیم علیہ السلام**......سلیمان بن احمد، ابویزید قراطیسی، حجاج بن ابراہیم ازرق، عبداللہ بن عمرو، عبدالملک بن عمیر، ابو احوص وغیرہ، عبداللہ بن مسعودؓ (دوسری سند) احمد بن محمد بن سنان، محمد بن اسحٰق سراج، سفیان بن وکیع، ابن علیہ، منصور بن عبدالرحمٰن، شعبی، فروہ بن نوفل اشجعی کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ ابن مسعودؓ نے فرمایا:

بے شک معاذؓ بن جبل ایک امت (پیشوا) اور قانت (اللہ کے فرمان بردار) اور یک طرفہ مخلص تھے۔ کسی نے کہا: یہ اوصاف تو ابراہیم علیہ السلام کے تھے؟ ابن مسعودؓ نے فرمایا: جی ہاں! میں بھولا نہیں ہوں۔ کیا تم جانتے ہو کہ امت اور قانت کیا ہیں؟ میں نے کہا:

۱۔ کنز العمال ۳۳۶۳۶، ۳۳۶۳۸، ۳۳۶۳۹.

۲۔ صحیح البخاری ۳۵/۵، ۲۲۹/۲. وصحیح مسلم کتاب فضائل الصحابة باب ۲۲، رقم: ۱۱۶. وسنن الترمذی ۳۸۱۰، ومسند الامام أحمد ۱۹۰/۲، ۱۹۱. والمستدرک ۲۲۵/۳. ومجمع الزوائد ۵۲/۹، ۳۱۱، وفتح الباری ۱۲۶/۷. ۴۶/۹. والمصنف لابن أبی شیبة ۵۱۸/۱۰، والاحادیث الصحیحة ۱۸۲۷.

اللہ تعالیٰ ہی خوب جانتا ہے۔ ابن مسعودؓ فرمانے لگے: امت وہ ہوتا ہے جو خیر کی تعلیم دے اور قانت وہ ہوتا ہے جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کا مطیع ہو۔ چنانچہ معاذؓ لوگوں کو خیر کی تعلیم دیتے تھے اور اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے فرمانبردار تھے۔

۷۷۹- احمد بن محمد بن سنان، محمد بن اسحٰق سراج، زیاد بن ایوب، ہشیم، سیار، شعبی کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ عبداللہ بن مسعودؓ نے فرمایا: بے شک معاذؓ بن جبل امت قانت (پیشوا اور مطیع) تھے۔ کسی نے کہا: امت و قانت تو ابراہیم علیہ السلام تھے؟ عبداللہ بن مسعودؓ نے فرمایا: بے شک ہم معاذؓ کو ابراہیم علیہ السلام کے ساتھ تشبیہ دیتے تھے، ان سے پوچھا گیا امت (پیشوا) کون ہوتا ہے؟ انہوں نے جواب دیا: جو لوگوں کو خیر و بھلائی کی تعلیم دے وہ امت ہوتا ہے۔

یہ حدیث فراس بن یحییٰ نے شعبی عن مسروق عن عبداللہ بن مسعود کی سند سے روایت کی ہے۔ گویا یہ سند متصل ہے جبکہ متن والی سند بالا منقطع ہے چونکہ شعبی کی ملاقات عبداللہ بن مسعودؓ سے نہیں ہوئی۔

۷۸۰- معاذ بن جبل کی فضیلت ...... ابوبکر بن خلاد، حارث بن ابی اسامہ، کثیر بن ہشام، جعفر بن برقان، حبیب بن ابی مرزوق، عطاء بن ابی رباح......

ابو مسلم خولانی کہتے ہیں: ایک مرتبہ میں حمص کی جامع مسجد میں داخل ہوا تو دیکھا کہ ایک حلقہ قائم ہے جس میں لگ بھگ تیس صحابہ کرامؓ بیٹھے ہیں اور سب سن کہولت کو پہنچ چکے ہیں۔ ان کے بیچ ایک سرگیں آنکھوں والا اور چمکدار دانتوں والا (خوبصورت) نوجوان بیٹھا ہوا ہے اور کوئی بات نہیں کرتا، خاموش بیٹھا ہوا ہے۔ (جبکہ اور لوگ بات چیت کر رہے ہیں) ان لوگوں کا جب کسی چیز میں اختلاف ہوتا ہے تو اس کی طرف رجوع کرتے ہیں۔ میں نے اپنے پاس بیٹھے ہوئے سے پوچھا: یہ کون ہستی ہے؟ اس نے جواب دیا: یہ معاذؓ بن جبل ہیں۔ چنانچہ معاذؓ کی محبت میرے دل میں جاگزیں ہوگئی۔ میں ان لوگوں کے ساتھ بیٹھا رہا تاوقتیکہ وہ اٹھ کر چلے گئے۔

۷۸۱- ابو حامد بن جبلہ، محمد بن اسحٰق، زیاد بن ایوب، یزید بن ہارون، عبدالحمید بن جعفر، شہر بن حوشب، ابن غنم ......

عائذ اللہ بن عبداللہ کہتے ہیں: میں ایک دن صحابہ کرامؓ کے ساتھ عمرؓ بن الخطاب کے ابتدائی دور خلافت میں مسجد میں داخل ہوا، میں ایک مجلس میں بیٹھ گیا جس کے شرکاء کی تعداد تیس سے کچھ اوپر تھی۔ وہ سب کے سب رسول اللہ ﷺ سے مروی حدیثوں کا ذکر کر رہے تھے۔ اس حلقے میں ایک خوبصورت شیریں کلام اور پختہ گندمی رنگ والا نوجوان بھی بیٹھا ہوا تھا، وہ عمر کے اعتبار سے حاضرین میں سے زیادہ نوجوان معلوم ہوتا تھا۔ چنانچہ جب بھی ان لوگوں کو کسی حدیث میں اشتباہ ہوتا فوراً اس نوجوان کی طرف رجوع کرتے۔ وہ انہیں کافی شافی جواب دیتا، وہ بذات خود کوئی حدیث نہیں بیان کرتا تھا اِلّا یہ کہ حاضرین مجلس اس سے پوچھتے۔

میں نے جرات کر کے پوچھا: اے اللہ کے بندے! آپ کون ہیں؟ جواب دیا: میں معاذ بن جبل ہوں۔

شیخ ابونعیم اصفہانی رحمہ اللہ کہتے ہیں: یہ حدیث اسی طرح میری کتاب میں عبدالحمید بن جعفر کی سند سے واقع ہوئی ہے۔ اس حدیث کو ایک بڑی جماعت نے بھی روایت کیا ہے اور سب نے ہی تقریباً یوں سند بیان کی ہے: عبدالحمید بن مہران، شہر بن حوشب (گویا متن والی سند میں عبدالحمید بن جعفر ہے جبکہ دیگر محدثین اسے عبدالحمید بن بہران ذکر کرتے ہیں)۔

۷۸۲- ابو حامد بن جبلہ، ابو اسحٰق سراج، اسحٰق بن ابراہیم حنظلی، ابو عامر عقدی، ایوب بن یسار زہری، یعقوب بن زید...... ابو بحریہ کہتے ہیں: میں ایک مرتبہ حمص کی جامع مسجد میں داخل ہوا، اچانک دیکھتا ہوں کہ مسجد میں ایک ہلکے گھنگریالے بالوں والا نوجوان بیٹھا ہوا ہے اور اس کے اردگرد لوگ جمع ہیں۔ جب وہ بات کرتا ہے یوں لگتا ہے گویا کہ وہ اپنے منہ سے نور اور موتی نکال رہا ہے۔ میں نے پوچھا: یہ کون ہے؟ لوگوں نے جواب دیا: یہ معاذؓ بن جبل ہیں۔

شیخ رحمہ اللہ کہتے ہیں: ابو بحریہ کا نام یزید بن قطیب بن قطوف سکونی ہے۔[1]

۷۸۳- احمد بن محمد بن سنان، محمد بن اسحق، ابو کریب، غنام، اعمش، شمر، شہر بن حوشب کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے صحابہ کرامؓ جب بیٹھے آپس میں گفتگو کر رہے ہوتے اور معاذؓ بن جبل بھی ان میں موجود ہوتے تو صحابہؓ ان سے ڈرتے ہوئے ان کی طرف دیکھتے رہتے کہ کہیں معاذؓ ٹوک نہ دیں۔

۷۸۴- سلیمان بن احمد، عبداللہ بن احمد بن حنبل، عبدالرزاق، معمر، زہری، ابن کعب بن مالک کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ معاذ بن جبل خوبصورت نوجوان اور فیاض شخص تھے۔ اپنی قوم کے نوجوانوں میں سب سے بہتر نوجوان تھے۔ ان سے جو چیز بھی مانگی جاتی ضرور عطا کرتے تھے۔ (اس فیاضی کی وجہ سے) ان کا مال ادائے قرض کی بھینٹ چڑھ گیا۔ چنانچہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے بات کی کہ وہ قرض خواہوں سے چھوٹ کے متعلق) بات کریں۔ رسول اللہ ﷺ نے بات کی لیکن قرض خواہوں نے کچھ نہ چھوڑا۔ اگر کسی کی بات پر کسی کے لئے (قرض) ترک کیا جاتا تو رسول اللہ ﷺ کی بات پر معاذؓ کا قرض چھوڑا جاتا۔ چنانچہ نبی ﷺ نے انہیں اپنے پاس بلایا پھر نبی ﷺ نے ان کا مال بیچ ڈالا اور اس سے حاصل ہونے والی رقم قرض خواہوں کے درمیان تقسیم کر دی اور معاذؓ کے پاس کچھ نہ رہا پھر جب انہوں نے حج کیا تو نبی ﷺ نے انہیں یمن بھیجا تاکہ کمی پوری کر سکیں، چنانچہ پہلے وہ آدمی جنہوں نے دعویٰ کی بنا پر مال کو روکا وہ معاذؓ ہیں۔ پھر معاذؓ یمن سے ابوبکرؓ کے پاس تشریف لائے کیونکہ رسول اللہ ﷺ کا وصال ہو چکا تھا۔

ابن مبارک نے معمر سے اسی طرح حدیث روایت کی ہے، جبکہ یزید بن ابی حبیب وعمارہ بن غزیہ نے زہری، عبدالرحمٰن بن کعب بن مالک کی سند سے روایت کی ہے۔

شیخ ابونعیم اصفہانی رحمہ اللہ کہتے ہیں: معاذؓ کے قرض خواہ یہودی تھے تب ہی انہوں نے معاذؓ کو معاف نہیں کیا۔

۷۸۵- احمد بن محمد عبدالوہاب، ابوالعباس سراج، یوسف بن موسیٰ، ابو معاویہ، وکیع، اعمش، ابووائلؓ کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ جب نبی ﷺ کا وصال ہوا تو لوگوں نے ابوبکرؓ کو خلیفہ بنالیا۔

(کچھ عرصہ قبل) رسول اللہ ﷺ نے معاذؓ کو یمن بھیجا ہوا تھا اور اب ابوبکرؓ نے عمرؓ کو امیر حج بنا کر مکہ بھیجا تھا۔ چنانچہ مکہ میں عمرؓ کی معاذؓ سے ملاقات ہوگئی اور معاذؓ کے پاس کچھ غلام تھے فرمایا: اہل یمن نے یہ غلام مجھے ہدیہ کیے ہیں اور یہ ابوبکرؓ کو۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا میں تمہیں مشورہ دیتا ہوں کہ تم ابوبکرؓ کے پاس جاؤ۔ چنانچہ دوسرے دن معاذؓ نے حضرت عمرؓ سے پھر ملاقات کی اور فرمایا: اے ابن خطاب! آج رات میں نے خواب دیکھا ہے کہ میں دوزخ کی طرف بڑھ رہا ہوں اور آپ مجھے اس میں جانے سے روک رہے ہیں لہٰذا مجھے آپ کی بات کی اتباع کے سوا چارہ کار نہیں ہے۔ چنانچہ معاذؓ غلاموں کو لے کر ابوبکرؓ کے پاس گئے اور کہنے لگے: اہل یمن نے یہ غلام مجھے ہدیہ کیئے ہیں اور یہ آپ کے لئے ہیں۔ ابوبکرؓ نے فرمایا: ہم نے آپ کا ہدیہ آپ کے سپرد کر دیا۔

پھر حضرت معاذؓ نماز کیلئے نکلے تو دیکھا کہ وہ غلام بھی نماز پڑھ رہے ہیں۔ آپؓ نے غلاموں سے پوچھا تم لوگ یہ نماز کس کے لئے پڑھ رہے ہو؟ انہوں نے عرض کیا اللہ عزوجل کے لئے فرمایا: پس تم سب اللہ کے لئے آزاد ہو۔

یہ حدیث یزید بن ابی حبیب اور عمارہ بن غزیہ نے زہری عن ابن کعب بن مالک عن کعب بن مالک کی سند سے روایت کی ہے

۷۸۶- معاذؓ بن جبل کے فرمودات...... محمد بن مظفر، محمد بن محمد بن سلیمان، دحیم، ولید بن مسلم، ابن عجلان، زہری، ابوادریس خولانی

---

[1] ایک نسخہ میں "ابن قطوف" کا اضافہ ہے۔ اور خلاصہ یہ ہے کہ ابو بحریہ، عبداللہ بن قیس ہیں اور یزید بن قطیب (اسم مصغر) ابو بحریہ سے روایت کرنے والوں میں سے ہیں۔

کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ:

معاذؓ بن جبل نے فرمایا: بے شک تمہارے پیچھے کچھ ایسے فتنے لگے ہوئے ہیں جن میں مال و دولت کی فروانی ہوگی اور قرآن مجید کھولا جائے گا حتی کہ مؤمن، منافق، چھوٹا، بڑا، سرخ و سیاہ سب اس کو پڑھیں گے۔ پھر عنقریب ایک کہنے والا کہے گا: کیا وجہ ہے کہ میں لوگوں کو قرآن مجید پڑھ پڑھ کر سناتا ہوں...... پھر بھی وہ میری اتباع نہیں کرتے؟ میرا گمان نہیں کہ لوگ میری اتباع کریں گے حتی کہ میں اپنی طرف سے ان کے لئے کوئی نئی چیز گھڑوں۔ سوتم اس کی ایجاد کردہ بدعت سے بچتے رہنا۔ چونکہ اس کی ایجاد کردہ بدعت سراسر گمراہی ہے۔

نیز میں تمہیں حکیم کی کجروی سے ڈراتا ہوں، بے شک شیطان کبھی حکیم کی صورت میں گمراہی والی بات کہہ دیتا ہے اور کبھی منافق بھی کلمۂ حق کہہ دیتا ہے۔ پس تم حق کو قبول کر لینا، چونکہ حق سراسر نور ہے۔ کسی حاضر شخص نے کہا: اللہ تعالیٰ آپ پر رحم فرمائے! ہمیں معلوم نہیں کہ حکیم کبھی کبھار کیسے ندامت بھرا کلمہ کہہ دیتا ہے؟ فرمایا: وہ ایسا کلمہ ہے جس کا تم انکار کر دیتے ہو اور کہتے ہو: یہ کیسی بات ہے؟۔ وہ تمہیں نہیں پھیر سکتا اور کیا بعید کہ وہ رجوع کرلے اور واپس لوٹ آئے۔ بے شک علم اور ایمان روز قیامت تک اپنی اپنی جگہ پر بدستور قائم و موجود ہیں جو ان کی تلاش میں لگا رہتا ہے انہیں پالیتا ہے۔

۷۸۷- محمد بن علی، ابو عباس بن قتیبہ، یزید بن موہب، لیث بن سعد، عقیل، ابن شہاب، ابو یزید خولانی، یزید بن عمیرہ (جو معاذؓ کے اصحاب میں سے تھے ان) کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ معاذؓ جب بھی کسی مجلس میں بیٹھتے تو کہتے: اللہ تعالیٰ ہی فیصلہ کرنے والا اور انصاف کرنے والا ہے اللہ تعالیٰ کا نام برکت والا ہے۔ شک کرنے والے ہلاک ہو جائیں۔

معاذؓ نے ایک دن فرمایا: بے شک تمہارے پیچھے کچھ ایسے فتنے لگے ہوئے ہیں جن میں مال کی فراوانی ہوگی، قرآن مجید کھولا جائے گا حتی کہ مؤمن، منافق، مرد، عورت، چھوٹا، بڑا، آزاد اور غلام سب قرآن مجید پکڑیں گے۔ کیا بعید کہ ایک کہنے والا کہے: لوگوں کو کیا ہوا کہ میرے پیچھے نہیں چلتے...... حالانکہ میں نے قرآن مجید پڑھا ہے۔ وہ میرے پیچھے نہیں چلیں گے حتی کہ میں ان کے لئے کوئی نہیں بات ایجاد کرلوں پس تم اس کی ایجاد کردہ بدعت سے بچنا۔ چونکہ اسکی ایجاد کردہ بدعت سراسر گمراہی ہے، میں تمہیں حکیم (وعالم) کی کجروی سے ڈراتا ہوں اس لئے کہ کبھی کبھار شیطان حکیم کی زبان پر بھی کلمۂ ضلالت جاری کر دیتا ہے اور (اسی طرح) کبھی کبھار منافق بھی کلمۂ حق کہہ دیتا ہے۔ فرمایا: حکیم کی خواہشات نفسانیہ سے لبریز کلام سے اجتناب کرو جس کے بارے میں تعجب سے کہا جاتا ہے کہ یہ کیا ہے؟۔ وہ تو شاید رجوع کرلے اور حق کی اتباع کرلے جب بھی حق اس کے کانوں میں پڑے، بے شک حق پر نور نمایاں ہوتا ہے۔ (جبکہ تم اسکی بات کی وجہ سے ہمیشہ کیلئے ضلالت کے بندے بن جاؤ)۔

۷۸۸- ابوبکر بن مالک، عبداللہ بن احمد بن حنبل، عبداللہ بن صندل، فضیل بن عیاض، سلیمان بن مہران، عمرو بن مرہ، عبداللہ بن سلمہ کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ ایک آدمی نے معاذؓ بن جبل سے کہا: مجھے تعلیم دیجئے، فرمایا: کیا تم میری بات مانو گے؟ اس آدمی نے اثبات میں جواب دیا اور کہا: میں تو آپکی اطاعت اور آپکی بات ماننے کے لئے حریص ہوں۔ فرمایا: روزے رکھو اور افطار بھی کرو، نماز پڑھو اور نیند بھی کرو، حلال رزق کماؤ اور گناہ کا ارتکاب نہ کرو اور تم ہرگز مت مرو...... مگر اس حالت میں کہ تم مسلمان ہو اور مظلوم کی بددعا سے بچتے رہو۔

۷۸۹- احمد بن سہل بن موسیٰ، عمرو بن علی، عون بن بکر راسبی، ثور بن یزید کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ معاذؓ بن جبل رات کو جب تہجد پڑھتے تو کہتے: یااللہ! آنکھیں سو رہی ہیں اور ستاروں نے غار نگری ڈال رکھی ہے اور تو زندہ اور سب کا نگہبان ہے۔ یااللہ! جنت کے لئے میری طلب بہت سست ہے اور دوزخ کی آگ سے میرا بھاگنا ضعیف و کمزور ہے۔ یااللہ مجھے اپنے پاس سے ہدایت عطا فرما جو

مجھے قیامت کے دن کام آئے بے شک تو وعدے کی خلاف ورزی نہیں کرتا۔

۷۹۰-ابوبکر بن مالک، عبداللہ بن احمد بن حنبل، احمد بن حنبل، سلیمان بن حیان، زیاد (قریش کا آزاد کردہ غلام) معاویہ بن قرہ کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ حضرت معاذؓ بن جبل نے اپنے بیٹے سے فرمایا:

اے پیارے بیٹے! جب تم نماز پڑھنے لگو تو قریب المرگ آدمی کی سی نماز پڑھو، تمہیں گمان نہ ہو کہ آئندہ پھر کبھی اس کی طرف لوٹ کر آؤ گے۔ اے پیارے بیٹے! خوب جان لو! کہ بے شک مومن دو نیکیوں کے درمیان مرتا ہے، ایک وہ نیکی جو کر کے آگے بھیج دیتا ہے اور دوسری وہ نیکی جو اپنے پیچھے چھوڑ آتا ہے۔

۷۹۱-سلیمان بن احمد، سہل بن موسیٰ، محمد بن عبدالاعلیٰ، خالد بن حارث، ابن عون، محمد بن سیرین کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ ایک آدمی حضرت معاذؓ کے پاس لایا گیا، اس کے ساتھ اس کے ساتھی بھی تھے اور اسے سلام کر کے رخصت کر رہے تھے۔ آپؓ نے فرمایا: میں تمہیں دو باتوں کی وصیت کرتا ہوں اگر تو نے ان دونوں کی حفاظت کی تو تو بھی محفوظ رہے گا؛ ایک یہ کہ دنیا سے تمہیں جو حصہ ملنا ہے اس سے تم بے نیاز نہیں ہو اور تم بہ نسبت آخرت کے دنیا کے اس حصہ کو زیادہ محتاج ہو گے، لیکن اس کے باوجود آخرت کے حصہ کو دنیا کے حصہ پر ترجیح دو حتی کہ اسے اپنے لئے سمیٹ لو اور تم جہاں بھی جاؤ وہ تمہارے ساتھ ساتھ رہے گا۔

۷۹۲-محمد بن علی بن حبیش، احمد بن یحییٰ حلوانی، احمد بن عبداللہ بن یونس، فضیل بن عیاض، سلیمان، عمرو بن مرہ، عبداللہ بن سلمہ کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ ایک آدمی معاذؓ کے پاس آیا اور رونا شروع کر دیا۔ معاذؓ نے پوچھا: تم کیوں رو رہے ہو؟ کہنے لگا: بخدا! میں کسی قرابت (جو میرے اور آپ کے درمیان قائم ہو) کی وجہ سے نہیں رو رہا ہوں اور نہ ہی دنیا کی وجہ سے رو رہا ہوں جو مجھے آپ کی طرف سے ملتی ہو۔ لیکن میں اس لئے رو رہا ہوں کہ میں آپ سے علم حاصل کرتا تھا اب مجھے خوف ہے کہ اب اسکا سلسلہ کہیں منقطع نہ ہو جائے۔ فرمایا: روؤ نہیں، چونکہ جو آدمی علم و ایمان کا ارادہ رکھتا ہو اللہ تعالیٰ اسے نصیب فرما دیتا ہے۔ جس طرح اللہ تعالیٰ نے ابراہیم علیہ السلام کو عطا کیا تھا حالانکہ اس وقت علم و ایمان کا کہیں نام و نشان بھی نہیں تھا۔

۷۹۳-**معاذ بن جبل کا اپنی دو بیویوں کے ساتھ انصاف برتنا**...... ابراہیم بن عبداللہ، محمد بن اسحٰق، قتیبہ بن سعید، لیث بن سعد، یحییٰ بن سعید کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ معاذؓ بن جبل کی دو بیویاں تھیں، جس دن ایک کی باری ہوتی دوسری کے گھر میں وضو تک نہیں کرتے تھے۔ پھر وہ دونوں ملک شام میں وبائی بیماری (طاعون) میں فوت ہو گئیں۔ لوگ اپنے شغل میں تھے چنانچہ ان دونوں کو ایک ہی قبر میں دفن کیا گیا۔ دفن کرتے وقت معاذؓ نے قرعہ ڈالا کہ پہلے کس کو قبر میں داخل کریں۔

۷۹۴-احمد بن جعفر بن حمدان، عبداللہ بن احمد بن حنبل، لیث بن خالد بلخی، مالک بن انس، یحییٰ بن سعید کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ معاذؓ بن جبل کی دو بیویاں تھیں۔ جب باری کے مطابق ایک کے پاس ہوتے تو دوسری کے پاس پانی تک بھی نہیں پیتے تھے۔

۷۹۵- ابوبکر بن مالک، عبداللہ بن احمد بن حنبل، عبداللہ بن صندل، فضیل بن عیاض، یحییٰ بن سعید، ابوزبیر، ایک آدمی کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ معاذؓ بن جبل نے فرمایا: اللہ عزوجل کے ذکر سے بڑھ کر اللہ کے عذاب سے ابن آدم کیلئے نجات دہندہ کوئی چیز نہیں۔ لوگوں نے پوچھا: کیا اللہ تعالیٰ کے راستے میں شمشیر زنی بھی نجات دہندہ نہیں ہے؟ (تین مرتبہ لوگوں نے پوچھا) معاذؓ نے نفی میں جواب دیا اور فرمایا: مگر یہ کہ کوئی آدمی اللہ تعالیٰ کے راستے میں اسقدر تلوار چلائے کہ تلوار چلاتے چلاتے ٹوٹ جائے۔

یہ حدیث ابو خالد احمر نے یحییٰ بن ابوزبیر عن طاؤس عن معاذؓ کی سند سے مرفوعاً روایت کی ہے۔

۷۹۶-**ولذکر اللہ اکبر**...... ابو احمد محمد بن احمد، عبداللہ بن محمد بن شیرویہ، اسحٰق بن راہویہ، اسحٰق بن سلیمان ''ح'' احمد بن جعفر بن

حمدان، عبداللہ بن احمد بن حنبل، احمد بن حنبل، حجاج (دونوں) جریر بن عثمان، عن مشایخہ، ابو بحریہ کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ معاذ بن جبل نے فرمایا:

آدمی کوئی عمل ایسا نہیں کرتا جو ذکر اللہ سے بڑھ کر عذاب الٰہی سے نجات دہندہ ثابت ہو، لوگوں نے کہا: اے ابو عبدالرحمٰن! کیا جہاد فی سبیل اللہ بھی ذکر اللہ سے بڑھ کر نجات دہندہ نہیں ہے؟ فرمایا: جہاد فی سبیل اللہ بھی نہیں ...... الا یہ کہ کوئی آدمی اسقدر اپنی تلوار چلائے کہ اسکی تلوار چلتے چلتے ٹوٹ جائے۔ چونکہ اللہ تعالیٰ اپنی کتاب میں ارشاد فرماتے ہیں "ولذکر اللہ اکبر" اور اللہ تعالیٰ کا ذکر بہت بڑی چیز ہے (عنکبوت ۴۵)۔

۷۹۷- محمد بن علی بن حبیش، احمد بن یحیٰی حلوانی، احمد بن یونس، زہیر، یحیٰی بن سعید، سعید بن میسب کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ معاذ بن جبل نے فرمایا: میں صبح سویرے سے رات تک اللہ تعالیٰ کے ذکر میں مشغول رہوں، یہ مجھے زیادہ محبوب ہے اس سے کہ میں عمدہ گھوڑوں پر سوار ہو کر صبح سویرے سے رات تک اللہ تعالیٰ کے راستے میں جہاد کروں۔

یہ حدیث لیث بن سعد اور ابن عیینہ نے بھی یحیٰی سے بمثل مذکور بالا روایت کی ہے۔

۷۹۸- ابو احمد غطریفی، عبداللہ بن محمد، اسحٰق بن ابراہیم حنظلی، عبدالملک بن عمرو، ایوب بن یسار، یعقوب بن زید، ابو بحریہ کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں حمص کی جامع مسجد میں داخل ہوا۔ میں نے معاذؓ کو سنا فرما رہے تھے: جسکو یہ بات خوش کرتی ہو کہ وہ بے خوف اللہ تعالیٰ کے دربار میں حاضری دے وہ آذان ہوتے ہی پانچوں نمازوں کو قائم کرنے کا اہتمام کرے۔ چونکہ وہ سنن ہدایت میں سے ہیں (یعنی پانچوں نمازوں کو باجماعت ادا کرنا سنن ہدیٰ میں سے ہے) اور یہ ان سنتوں میں سے ہے جنہیں نبی کریم ﷺ نے جاری کیا ہے۔ نیز کوئی آدمی بھی یہ مت کہے کہ میرے گھر میں جائے نماز ہے، میں اپنے گھر پر ہی نماز پڑھ لوں گا۔ چونکہ اگر تم نے ایسا کر دیا تو تم اپنے نبی ﷺ کی سنت کے تارک ہو گئے اور اگر تم نے اپنے نبی ﷺ کی سنت کو ترک کر دیا تم گمراہ ہو جاؤ گے۔

۷۹۹- ابو حامد بن جبلہ، محمد بن اسحٰق، واصل بن عبدالاعلیٰ، ابو بکر بن عیاش، اعمش، جامع بن شداد، اسود بن ہلال کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ ہم ایک مرتبہ معاذؓ بن جبل کے ساتھ چل رہے تھے، آپؓ ہمیں کہنے لگے: ہمارے پاس بیٹھو تا کہ ہم تھوڑی دیر ایمان کا تذکرہ کریں۔

۸۰۰- ابو بکر بن مالک، عبداللہ بن احمد بن حنبل، ولید بن مسلم، یزید بن ابی مریم، ابو ادریس خولانی کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ معاذؓ نے فرمایا: بے شک تم لوگوں کے پاس بیٹھتے ہو لا محالہ وہ بات چیت میں لگ جاتے ہوں گے۔ پس جب تم انہیں غفلت میں دیکھو تو فوراً اپنے رب کی طرف متوجہ ہو جاؤ چونکہ اس موقع پر اللہ کی طرف متوجہ ہونے کی اشد ضرورت ہوتی ہے۔

ولید کا بیان ہے کہ یہ حدیث عبدالرحمٰن بن یزید بن جابر سے ذکر کی گئی تو کہنے لگے: جی ہاں: مجھے ابو طلحہ حکیم بن دینار نے یہ حدیث سنائی ہے کہ صحابہ کرام کہا کرتے تھے کہ مقبول دعا کی نشانی یہ ہے کہ جب تم لوگوں کو غفلت میں دیکھو فوراً اپنے رب کی طرف متوجہ ہو جاؤ چونکہ یہ رغبت کا موقع ہے۔

۸۰۱- ابو محمد بن حیان، ابو یحیٰی رازی، ہناد بن سری، جریر، لیث، طاؤس کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ معاذؓ ہمارے علاقے میں تشریف لائے۔ ہمارے کچھ بزرگوں نے ان سے درخواست کی کہ اگر آپ ہمیں حکم دیں ہم پتھروں اور لکڑیوں کا بندوبست کر دیں تاکہ آپ کے لئے ایک مسجد بنا دیں؟۔ معاذؓ نے فرمایا: مجھے خوف ہے کہ کہیں قیامت کے دن اسکو پیٹھ پر اٹھانے کا مجھے مکلف نہ بنایا جائے۔

۸۰۲- ابو عمرو بن حمدان، حسن بن سفیان، عبدالاعلیٰ بن حماد، مسلم بن خالد، ابن ابی حسین، ابن سابط، عمرو بن میمون اودی کے سلسلۂ سند

سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ معاذؓ بن جبل ہمارے درمیان کھڑے ہوئے اور فرمانے لگے: اے بنی اود! میں رسول اللہ ﷺ کا قاصد ہوں، تمہیں ضرور علم ہونا چاہیے کہ (ہم نے) اللہ تعالیٰ ہی کی طرف لوٹ کر جانا ہے پھر جنت میں ٹھکانہ ہوگا یا دوزخ میں۔ وہاں ایسی اقامت ہوگی کہ کوچ کرنے کا نام تک نہیں لیا جائے گا اور ہمیشہ ہمیشہ نہ مرنے والے جسموں میں رہنا ہوگا۔

۸۰۳- عبداللہ بن محمد بن جعفر، علی بن اسحٰق، حسین بن حسن، عبداللہ بن مبارک، سعید بن عبدالعزیز، یزید بن یزید بن جابر کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ معاذ بنؓ نے فرمایا: علم حاصل کرو جیسے تم چاہو، اس پر تمہیں ہرگز اللہ تعالیٰ اجر وثواب نہیں دے گا حتیٰ کہ تم علم پر عمل نہ کرو۔

ابونعیم رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ نصیبی نے حدیث بالا کو ابن جابر عن جابر عن معاذؓ کے سلسلۂ سند سے مرفوعاً روایت کیا ہے۔

۸۰۴- حبیب بن حسن، محمد بن حیان، محمد بن ابی بکر، بشر بن عباد، بکر بن خنیس، حمزہ نصیبی، یزید بن یزید بن جابر، یزید بن جابر کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ معاذ بن جبلؓ نبی ﷺ کی حدیث روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا: اگر تم علم حاصل کرنا چاہتے ہو تو اس پر عمل کرو، پس اللہ تعالیٰ تمہیں ہرگز علم سے نفع نہیں بخشے گا حتیٰ کہ تم (اس پر) عمل نہ کرلو۔[1]

۸۰۵- محمد بن احمد بن حسن، عبداللہ بن احمد بن حنبل، احمد بن حنبل، محمد بن جعفر، شعبہ، اشعث بن سلیم، رجاء بن حیوۃ کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ معاذؓ بن جبل نے فرمایا: (پہلے) تم جانی مشقت و مالی تنگدستی میں مبتلاء کیے گئے تھے اور عنقریب تمہیں خوشحالی کے فتنے میں مبتلا کیا جائے گا۔ مجھے تمہارے اوپر سب سے زیادہ عورتوں کے فتنے کا خوف ہے جس وقت کہ وہ سونے اور چاندی کے کنگن پہنیں گی۔ شام کے نرم و باریک کپڑے زیب تن کریں گی اور یمن کی خوشنما چادریں اوڑھ لیں گی پس وہ عورتیں مالدار کو تھکا دیں گی اور فقیر کو غیر موجود چیز حاضر کرنے کا مکلف بنائیں گی۔

یہ حدیث زبید بن معاذؓ نے اسی طرح روایت کی ہے۔

۸۰۶- محمد بن اسحٰق، ابراہیم بن سعدان، بکر بن بکار، محمد بن طلحہ، زبید کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ معاذؓ نے فرمایا: آگے مثل مذکورہ بالا کے حدیث مروی ہے۔

۸۰۷- ابوبکر بن مالک، عبداللہ بن احمد بن حنبل، احمد بن حنبل، عبدالقدوس بن بکر، محمد بن نضر حارثی کے سلسلۂ سند سے (مرفوعاً) مروی ہے کہ معاذؓ بن جبل نے فرمایا: تین چیزیں جو آدمی کرلیتا ہے اسے مایوسی (ناپسندیدگی اور بغض وعناد) کا سامنا کرنا پڑتا ہے، ہنسی بغیر تعجب کے، نیند بدون بیداری کے اور کھانا بغیر بھوک کے۔

۸۰۸- تمام صحابہ آپس میں بھائی بھائی ہیں...... سلیمان بن احمد، ابو زید قراطیسی، نعیم بن حماد، ابن مبارک، محمد بن مطرف، ابو حازم، عبدالرحمٰن بن سعید یربوع، مالک دارانی کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ عمرؓ بن خطاب نے چار سو دینار ایک تھیلی میں ڈالے اور غلام سے کہا: انہیں عبیدہؓ کے پاس لے جاؤ اور گھر میں ان کے پاس تھوڑی دیر ٹھہرو، دیکھو کہ وہ اس مال کے ساتھ کیا کریں گے؟ چنانچہ غلام تھیلی لے کر عبیدہؓ کے پاس لے آیا اور کہنے لگا: امیر المؤمنین نے آپ کو حکم دیا ہے کہ یہ دینار اپنی ضرورت میں صرف کرو۔ ابو عبیدہؓ نے فرمایا اللہ تعالیٰ امیر المؤمنین پر رحم و کرم فرمائے۔ پھر لونڈی کو بلا کر کہنے لگے: یہ سات دینار فلاں کے پاس لے جا، یہ پانچ فلاں کے پاس اور یہ پانچ فلاں کے پاس حتیٰ کہ اس طرح سب کے سب دینار ختم کردیئے۔ پھر غلام حضرت عمرؓ کے پاس واپس لوٹ آیا اور

۱۔ أمالي الشجري ۱/۶۲، وتخريج الاحياء ۱/۶۳، وتاريخ بغداد ۱۰/۹۴، والكامل لابن عدي ۲/۲۵۹. واتحاف السادة المتقين ۱/۳۷۳.

انہیں ساری خبر سنادی۔ حضرت عمرؓ نے اتنے ہی دینار ایک تھیلی میں اور ڈال کر غلام کو معاذؓ کے پاس بھیجا اور اسے بھی کہا کہ تھوڑی دیر ان کے پاس ٹھہرنا اور دیکھنا کہ وہ ان دیناروں کے ساتھ کیا کرتے ہیں۔ چنانچہ غلام دیناروں سے بھری ہوئی تھیلی معاذؓ کے پاس لے آیا اور کہنے لگا: امیر المؤمنین نے آپ کو حکم دیا ہے کہ یہ دینار اپنی ضرورت میں صرف کریں۔ معاذؓ نے فرمایا: امیر المؤمنین پر اللہ تعالیٰ رحم فرمائے، پھر معاذؓ نے لونڈی کو بلایا اور کہا اتنے دینار فلاں گھر میں لے جا اور اتنے فلاں گھر میں۔ اتنے میں معاذؓ کی اہلیہ آگئیں اور کہنے لگیں: بخدا ہم مسکین ہیں لہذا ہمیں بھی دیجئے۔ چنانچہ اس وقت تھیلی میں صرف دو دینار باقی بچے تھے۔ معاذؓ نے بمعہ تھیلی کے دونوں دینار اہلیہ کی طرف اچھال دیئے۔ پھر غلام حضرت عمرؓ کے پاس واپس لوٹ آیا اور انہیں سارا واقعہ سنادیا۔ سن کر عمرؓ بہت خوش ہوئے اور فرمایا: بے شک تمام صحابہ آپس میں بھائی بھائی ہیں (اور ایک دوسرے کے نقش قدم پر چلنے والے ہیں)۔

۸۰۹-معاذ بن جبل، ابوعبیدہ اور عمر رضی اللہ عنہم کی باہم خط وکتابت......سلیمان بن احمد، ابو یزید قراطیسی، حجاج بن ابراہیم، (دوسری سند) عبداللہ بن محمد، محمد بن ابی سہل، عبداللہ بن محمد عبسی (ہر دو سند) مروان بن معاویہ، محمد بن سوقہ کہتے ہیں ایک مرتبہ میں نعیم بن ابی ہند کے پاس آیا انہوں نے مجھے دیکھا اور ایک کاغذ دکھایا، اس میں لکھا تھا:

از طرف ابوعبیدہ بن جراح و معاذ بن جبل بطرف عمرؓ بن الخطاب۔

السلام علیکم، امابعد!

بے شک ہم دونوں آپ کو وصیت کرتے ہیں حالانکہ آپ ہم سے مہتم بالشان ہیں۔ اس امت کے سرخ وسیاہ سب ہی آپ کے پاس حصول عدل کے لئے آتے ہیں۔ پس باخوبی آپ دیکھ لیا کریں کہ اس وقت آپ کس حالت میں ہوتے ہیں۔ اے عمر! بے شک ہم آپ کو اس دن سے ڈراتے ہیں جس دن لوگوں کے سر جھکے ہوئے ہوں گے۔ دلوں کی اکڑ ختم ہو چکی ہوگی۔ تمام تر حجتوں کا خاتمہ ہو جائے گا صرف ایک اللہ کی حجت لوگوں پر غضب میں ہوگی۔ ساری مخلوق اس کے سامنے ذلیل وحقیر ہوگی اور اللہ تعالیٰ کی رحمت کی امید لگائے ہوگی اور اس کے عقاب وعذاب سے خوفزدہ ہوگی۔ ہم کہتے ہیں کہ اس امت کا معاملہ عنقریب آخری زمانے میں ایسا ہوگا کہ ظاہراً تو آپس میں بھائی بھائی ہوں گے اور باطناً ایک دوسرے کے دشمن ہوں گے۔

ہم اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگتے ہیں کہ آپ ہمارے خط کو اس مقام سے دور رکھیں جو مقام کہ ہمارے دلوں میں موجود ہے، ہم نے محض آپ کی خیر خواہی کے لئے یہ خط لکھا ہے والسلام علیک۔

عمرؓ نے انہیں جواب لکھا: عمر بن خطاب کی طرف سے ابوعبیدہؓ و معاذؓ کو۔

السلام علیکم: امابعد!

مجھے آپ دونوں کا خط ملا آپ لوگوں نے ذکر کیا ہے کہ آپ نے مجھے وصیت کی ہے کہ میرا معاملہ مہتم بالشان ہے اور مجھے اس امت کے سرخ وسیاہ سب کی ولایت سونپ دی گئی ہے۔ میرے سامنے اعلیٰ وادنیٰ سب بیٹھے ہیں......سو یاد رکھو! عمر کو اطاعت پر طاقت اور نافرمانی سے بچنے کی قوت صرف اللہ تعالیٰ ہی دینے والا ہے۔ آپ نے لکھا ہے کہ: آپ مجھے اس چیز سے ڈراتے ہیں جس سے گزشتہ امتیں ڈرائی جاتی رہی ہیں۔ چنانچہ دن رات نے ہر جدید کو پرانا کر دیا اور بالآخر دن ورات نے موعود کو لا حاضر کیا......حتیٰ کہ لوگ اپنے ٹھکانوں کی طرف سدھار گئے جنت میں یا دوزخ میں۔ آپ لوگوں نے لکھا ہے اس امت کا معاملہ آخری زمانے میں اس بات کی

طرف لوٹے گا کہ لوگ ظاہراً ایک دوسرے کے بھائی بھائی ہوں گے اور باطناً ایک دوسرے کے دشمن ہوں گے۔
پس آپ لوگ تو ایسے نہیں ہیں اور نہ ہی یہ وہ زمانہ ہے، اس زمانے میں اللہ تعالیٰ کی طرف رغبت اور اسکا خوف ظاہر ہے، لوگ اصلاح دنیا کے لئے ایک دوسرے کی طرف رغبت کرتے ہیں، آپ لوگوں نے لکھا: ہم اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگتے ہیں کہ میں آپ کے خط کو اس کے مقام سے جو تمہارے دلوں میں موجود ہے دور رکھوں، یہ کیسے ہو سکتا ہے حالانکہ آپ نے مجھے یہ خط خیر خواہی کے طور پر لکھا ہے اور آپ نے جو کچھ لکھا سچ لکھا۔ آئندہ بھی مجھے خط و کتابت کے ذریعے ضرور یاد کرتے رہیں۔ میں آپ حضرات سے بے نیاز نہیں ہوں۔ والسلام علیکما۔

۸۱۰-علم کی فضیلت پر معاذؓ کا بلیغ خطبہ......عبداللہ اصفہانی، محمد بن ابراہیم بن یحییٰ، یعقوب دورقی، محمد بن موسیٰ مروزی ابو عبداللہ، ابوعصمہ ہاشم بن مخلد (ثقہ راوی)، عن رجل، رجاء بن حیوۃ کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ معاذؓ بن جبل نے فرمایا: علم اس لئے حاصل کرو کہ اس کا حاصل کرنا خوف الٰہی ہے اس کا طلب کرنا عبادت ہے۔ اسکا درس دینا تسبیح ہے۔ علمی گفتگو کرنا جہاد ہے۔ جو شخص علم نہ جانتا ہو اسے پڑھانا خیرات ہے۔ جو علم کا اہل ہو اسے علم کی دولت سے نوازنا تقرب الٰہی کا ذریعہ ہے۔ یہی علم تنہائیوں کا ساتھی ہے۔ سفر کا رفیق ہے۔ دین کا رہنما ہے۔ تنگدستی و خوشحالی میں چراغ راہ ہے۔ دوستوں کا مشیر ہے۔ اجنبی لوگوں میں قربت پیدا کرنے والا ہے۔ دشمنوں کے حق میں تیغ براں ہے۔ راہ جنت کا روشن مینار ہے۔ اسی علم کی بدولت اللہ جل شانہ کچھ لوگوں کو عظمت عطا کرتا ہے، انہیں قائد، رہنما اور سردار بناتا ہے۔ لوگ اہل علم کی اتباع کرتے ہیں۔ ان کے نقش قدم پر چلتے ہیں۔ ان کے عمل کو دلیل بناتے ہیں۔ فرشتے ان کی دوستی اور رفاقت کی خواہش کرتے ہیں اپنے بازوئے رحمت ان کے جسموں سے مس کرتے ہیں۔ بحر و بر کی تمام مخلوقات یہاں تک کہ سمندر کی مچھلیاں اور کیڑے، خشکی کے درندے اور چوپائے، آسمان کے چاند، سورج اور ستارے سب ان کے لئے مغفرت کی دعا کرتے ہیں۔ اس لئے کہ علم دل کی زندگی ہے علم نور ہے۔ اس سے تاریکیاں دور ہو جاتی ہیں۔ علم سے بدن کو قوت ملتی ہے، ضعف دور ہوتا ہے۔ علم کی بدولت انسان نیک لوگوں کے بلند درجات حاصل کرنے میں کامیاب ہو جاتا ہے۔ علمی امور میں غور و فکر کرنا روزہ رکھنے کے برابر ہے۔ علم کی تدریس میں مشغول رہنا شب بیداری کے برابر ہے۔ علم ہی سے اللہ کی اطاعت، عبادت، تسبیح اور تحمید کا حق ادا ہوتا ہے۔ اسی سے تقویٰ حاصل ہوتا ہے۔ صلہ رحمی کی توفیق ملتی ہے۔ حلال و حرام میں تمیز کا شعور پیدا ہوتا ہے۔ علم امام ہے...... عمل اس کے تابع ہے خوش قسمت لوگوں کے دل ہی علم کی آماجگاہ بن سکتے ہیں، بدقسمت لوگ اس سے محروم رہتے ہیں (ہم اللہ تعالیٰ سے حسن توفیق کے خواہاں ہیں)۔

۸۱۱-معاذ بن جبلؓ کی وفات کا وقت ......احمد بن جعفر بن حمدان، عبداللہ بن احمد بن حنبل، احمد بن حنبل، شجاع بن ولید، عمرو بن قیس، عن رجل کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ معاذؓ بن جبل بوقت وفات فرمانے لگے: دیکھو کیا صبح ہو چکی ہے؟ انہیں جواب دیا گیا کہ ابھی صبح نہیں ہوئی۔ پھر تھوڑی دیر کے بعد فرمایا: دیکھو کیا صبح ہو چکی ہے؟ پھر جواب دیا گیا کہ ابھی صبح نہیں ہوئی۔ چنانچہ کچھ وقت کے بعد کسی نے آکر کہا کہ صبح ہو چکی ہے۔ تب فرمایا: میں ایسی رات سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگتا ہوں جسکی صبح آگ کی طرف لے جانے والی ہو۔ موت کو خوش آمدید ہے۔ موت ایسا ملاقاتی ہے جو ناغہ کر کے آیا ہے۔ ایسا دوست ہے جو فاقہ کشی کی حالت میں آیا ہے۔ یا اللہ! میں بھی تیرے خوف کو دل میں بٹھائے رکھتا تھا اور آج تجھ سے امیدیں وابستہ کئے ہوئے ہوں۔ یا اللہ! تو جانتا ہے کہ میں نے دنیا سے محبت نہیں کی اور نہ ہی لمبی عمر کا خواہاں ہوا ہوں کہ اس دنیا میں نہریں جاری کروں یا باغات اگاؤں۔ لیکن گلے کی پیاس، سختی والی گھڑیاں، سفر میں مزاحمت، علماء اور ذکر کے حلقے (ایسی چیزیں ہیں جو ہمیشہ ہمیشہ کے لیے مجھ سے چھوٹ جائیں گی یعنی میں تو مر رہا ہوں اور ان اعمال کی پیاس میرے دل میں باقی ہی ہے)۔

۸۱۲- احمد بن جعفر بن حمدان، عبداللہ بن احمد بن حنبل، احمد بن حنبل، ابن نمیر، اسماعیل بن ابی خالد، طارق بن عبدالرحمن کہتے ہیں: ملک شام میں طاعون کی وبا پھیلی اور ختم ہونے نہیں پاتی تھی، یہاں تک کہ لوگ کہا کرتے کہ یہ ایک طوفان ہے مگر یہ کہ پانی اس میں نہیں ہے۔ لوگوں کی چہ مگوئیوں کا علم جب معاذؓ کو ہوا تو آپؓ اٹھے اور لوگوں کو تقریر کرنے لگے، فرمایا: مجھے تمہاری باتیں پہنچ گئی ہیں، یہ تو اللہ عزوجل کی رحمت ہے اور تمہارے نبی ﷺ کی دعا ہے اور تم سے قبل صالحین کی موت ہے۔ اس کے بجائے تم لوگ اس بات سے خوفزدہ رہو کہ آدمی اپنے گھر پر رات گزارے اور صبح کرے تو اسے معلوم نہ ہو کہ آیا وہ مومن ہے یا منافق اور بچوں کی امارت سے خوفزدہ رہو (یعنی اس وبائی بیماری کی بجائے ان دو چیزوں سے خوفزدہ رہو)۔

۸۱۳- چار صحابہ پر بیک وقت طاعون کا حملہ...... ابوجعفر یقطینی، حسین بن عبداللہ قطان، عامر بن سیار، عبدالحمید بن بہرام، شہر بن حوشب، عبدالرحمن بن غنم، حارث بن عمیرہ کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ معاذ بن جبل، ابوعبیدہ، شرحبیل بن حسنہ اور ابو مالک اشعری رضی اللہ عنہم چاروں پر ایک ہی دن میں طاعون کا حملہ ہوا۔ معاذؓ فرمانے لگے: یہ وبا پروردگار عزوجل کی رحمت ہے اور تمہارے نبی ﷺ کی دعا ہے۔ تم سے پہلے صالحین اسی بیماری میں مبتلا ہو کر دنیا سے رخصت ہوئے ہیں۔ یا اللہ! آلِ معاذ کو اس رحمت کا پورا پورا حصہ عطا فرما۔ چنانچہ شام بھی نہیں ہوئی تھی کہ ان کے چہیتے بیٹے عبدالرحمن جن کے نام سے معاذؓ اپنی کنیت ظاہر کرتے تھے اور وہ سب سے زیادہ عزیز تھا...... طاعون میں مبتلا ہو گیا۔ معاذؓ مسجد سے واپس تشریف لائے تو بیٹے کو سخت تکلیف میں گرفتار پایا۔ پوچھا: اے عبدالرحمن! تمہارا کیا حال ہے؟ بیٹا بولا: اے ابا جان! الحق من ربک فلا تکن من الممترین " (آل عمران/۶۰) آپ کے پروردگار کی طرف سے حق یہی ہے آپ شک کرنے والوں میں سے نہ ہوں۔ معاذؓ نے فرمایا: ان شاء اللہ تم مجھے صبر کرنے والوں میں سے پاؤ گے۔ چنانچہ رات گزاری صبح ہوئی تو اپنے ہاتھوں سے بیٹے کو دفن کیا۔ معاذؓ پر طاعون کا جب حملہ ہوا تو ان پر نزع کا وقت انتہائی شدت اختیار کر گیا...... حتیٰ کہ ایسی سختی کا سامنا کسی کو بھی نہ کرنا پڑا تھا۔ چنانچہ انہیں جب بھی (موت کی) سختی سے تھوڑا سا افاقہ ہوتا تو کہتے: اے میرے پروردگار! جس قدر میرا گلا گھونٹنا ہے گھونٹ لے، مجھے تیری عزت کی قسم! بے شک تو جانتا ہے کہ میں دل کی اتھاہ گہرائیوں سے تجھ سے محبت کرتا ہوں۔

۸۱۴- معاذؓ کو حضور ﷺ کی وصیت...... عبداللہ بن محمد بن جعفر، ابوبکر بن ابی عاصم، یعقوب بن حمید، ابراہیم بن عیینہ، اسماعیل بن رافع، ثعلبہ بن صالح، اہل شام کے ایک آدمی کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ معاذ بن جبلؓ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اے معاذ! جاؤ اپنی سواری تیار کر لو اور پھر میرے پاس آ جاؤ میں تمہیں یمن بھیجنا چاہتا ہوں۔ (فرمایا) میں چلا گیا اور اپنی سواری تیار کی اور پھر واپس آ گیا اور مسجد کے دروازے پر کھڑا ہو گیا۔ حتیٰ کہ مجھے رسول اللہ ﷺ نے اجازت عنایت فرمائی اور پھر میرا ہاتھ پکڑ کر میرے ساتھ چلنے لگے۔ ارشاد فرمایا: اے معاذ! میں تمہیں اللہ تعالیٰ کا تقویٰ اختیار کرنے کی وصیت کرتا ہوں۔ اور تمہیں سچی بات، ایفائے عہد، ادائے امانت، ترک خیانت، یتیم پر رحمت و شفقت، پڑوسی کی حفاظت، غصہ پر قابو، دوسروں پر مہربانی، سلام کو رواج دینے، نرم کلامی، لزوم ایمان، تفقہ فی القرآن، حب آخرت، خوف حساب، مختصر امید اور حسن عمل کی وصیت کرتا ہوں۔ اور تمہیں کسی مسلمان کو گالی دینے یا سچے آدمی کی تکذیب کرنے یا جھوٹے کی تصدیق کرنے اور امام عادل کی نافرمانی کرنے سے باز رہنے کی تاکید کرتا ہوں۔ اے معاذ! ہر شجر و حجر (درخت و پتھر) کے پاس اللہ کا ذکر کرتے رہنا اور جو گناہ بھی تم سے سرزد ہو اس کے بعد ضرور توبہ کرنا، پوشیدہ کے بدلے میں پوشیدہ اور علانیہ کے بدلے میں علانیہ (توبہ کرنا)۔[1]

[1] اتحاف السادة المتقين ۶/۲۶۲، ۷/۹۵، ۴۹۰، ۵۱۹۔

۸۱۵- حسن بن منصور حمصی، حسن بن معروف، محمد بن اسماعیل بن عیاش، اسماعیل بن عیاش، عبید اللہ بن عمر، نافع کے سلسلۂ سند سے عمرؓ کی روایت مروی ہے کہ نبی ﷺ نے معاذؓ بن جبل کو یمن بھیجنے کا ارادہ کیا، چنانچہ معاذؓ (اونٹ پر) سوار ہو گئے اور رسول اللہ ﷺ ان کی ایک طرف وصیت کرتے ہوئے پیدل چل رہے تھے۔ ارشاد فرمایا: اے معاذ! میں تمہیں حقیقی بھائی جیسی وصیت کرتا ہوں۔ میں تمہیں اللہ کے تقویٰ کو اختیار کرنے کی وصیت کرتا ہوں۔ پھر راوی نے مذکورہ حدیث کی طرح ذکر کیا، اور یہ اضافہ کیا: مریض کی عیادت کرتے رہنا، بیواؤں اور ضعیفوں کی ضروریات کو پورا کرنا فقیروں اور مسکینوں کے ساتھ مل کر بیٹھنا، لوگوں کو اپنی طرف سے انصاف فراہم کرنا، ہمیشہ حق بات کہتے رہنا اور دیکھنا اللہ تعالیٰ کے معاملہ میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت تمہاری راہ میں آڑے نہ آئے[1]۔

۸۱۶- محبوب صحابی کو ایک اہم دعا کی وصیت...... محمد بن احمد بن حسنی، بشر بن موسیٰ، ابو عبد الرحمٰن مقری، حیوۃ بن شریح، عقبہ بن مسلم تجیبی، عبد الرحمٰن حبلی، صنابحی، معاذؓ بن جبل کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک دن میرا ہاتھ پکڑا پھر ارشاد فرمایا: اے معاذ! بخدا میں تم سے محبت کرتا ہوں معاذؓ بھی رسول اللہ ﷺ سے کہنے لگے: یا رسول اللہ! میرے ماں باپ آپ پر قربان جائیں بخدا! میں بھی آپ سے محبت کرتا ہوں۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اے معاذ! میں تمہیں وصیت کرتا ہوں کہ ہر نماز کے بعد یہ دعا پڑھنا مت چھوڑو۔

اللھم اعنی علی ذکرک وشکرک وحسن عبادتک

یا اللہ اپنے ذکر، شکر اور حسن عبادت پر میری مدد فرما[2]۔

چنانچہ معاذؓ نے اس دعا کی وصیت صنابحیؒ کو کی۔ صنابحی نے ابو عبد الرحمٰن کو وصیت کی۔ عبد الرحمٰن نے عقبہ کو وصیت کی۔ عقبہ نے حیوۃ کو وصیت کی۔ حیوۃ نے ابو عبد الرحمٰن مقری کو وصیت کی۔ ابو عبد الرحمٰن مقری نے بشر بن موسیٰ کو وصیت کی۔ بشر بن موسیٰ نے محمد بن احمد بن حسن کو وصیت کی اور مجھے محمد بن احمد بن حسن نے وصیت کی۔ چنانچہ شیخ رحمہ اللہ نے فرمایا: میں تمہیں بھی اسکی وصیت کرتا ہوں۔

۸۱۷- عبد اللہ بن محمد بن جعفر، دلیل بن ابراہیم بن دلیل، عبد العزیز بن منیب، اسحٰق بن عبد اللہ بن کیسان، کیسان، ثابت بنانی، انس بن مالک کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ معاذؓ بن جبل رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اے معاذ! تم نے صبح کس حال میں کی ہے؟ معاذؓ نے جواب دیا: میں نے صبح اللہ تعالیٰ پر ایمان رکھتے ہوئے کی ہے۔ ارشاد فرمایا: بے شک ہر بات کی ایک تصدیق ہوتی ہے اور ہر حق کی ایک حقیقت ہوتی ہے۔ سو تمہاری کہی ہوئی بات کی کیا تصدیق ہے؟ معاذؓ نے جواب دیا: یا نبی اللہ! میں نے کبھی بھی صبح نہیں کی مگر مجھے گمان گزرا کہ میں شام نہیں کر سکوں گا (یعنی شام سے پہلے پہلے مر جاؤں گا) اور میں نے شام بھی کبھی نہیں کی مگر مجھے گمان ہوا کہ میں صبح نہیں کر سکوں گا۔ میں کوئی بھی قدم نہیں چلا مگر مجھے خیال گزرا کہ میں اس کے بعد دوسرا قدم نہیں اٹھا سکوں گا...... گویا کہ میں ہر آنے والی امت کو دیکھتا ہوں کہ اسے اپنی کتاب کی طرف بلایا جا رہا ہے اور ہر امت کے ساتھ اس کا نبی اور بت جنہیں وہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ پوجتی تھی موجود ہے۔ گویا کہ میں اہل نار کی عقوبت اور اہل جنت کے ثواب کو دیکھ رہا ہوں۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم صاحب معرفت ہو پس ان امور پر پابندی کرو[3]۔

۱۔ اتحاف السادۃ المتقین ۲۶۲/۶، ۹۵/۷، و کنز العمال ۴۳۵۵۵.

۲۔ سنن ابی داؤد ۱۵۲۲. والمستدرک ۲۷۳/۱، ۲۷۳/۳، و صحیح ابن حبان ۲۳۴۵. (موارد) و صحیح ابن خزیمۃ ۷۵۱. وامالی الشجری ۲۳۹/۱. ونصب الرایۃ ۲۳۵/۲. واتحاف السادۃ المتقین ۹۸/۵. والبدایۃ والنہایۃ ۹۵/۷.

۳۔ الأمالی الشجری ۳۲/۱، والدر المنثور ۱۶۳/۳. والایمان لابن ابی شیبۃ ۱۱۴، ۱۱۵، وتفسیر ابن کثیر ۵۵۳/۳، وتخریج الاحیاء للعراقی ۲۱۵/۴، واتحاف السادۃ المتقین ۲۳۸/۲.

۸۱۸- فاروق بن عبدالکبیر خطابی، ابومسلم کشی، ابوعمرو حوضی، ضحاک بن یسار، قاسم بن مخیرہ کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ معاذؓ بن جبل جب یمن سے واپس تشریف لائے تو نبی ﷺ نے ان سے پوچھا: تم نے اپنے پیچھے لوگوں کو کس حالت میں چھوڑا ہے؟ معاذؓ نے جواب دیا: میں نے انہیں اس حالت میں چھوڑا ہے کہ ان کا مقصد چوپایوں والا مقصد ہے۔ نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا: تمہاری حالت کیسی ہوگی جب تم ایسے لوگوں میں باقی رہ جاؤ گے جو اس چیز کا علم رکھتے ہوں گے جس سے یہ لوگ جاہل ہیں اور ان کا مقصد ان لوگوں جیسا مقصد ہوگا۔[۱]

۸۱۹- احمد بن یعقوب بن مہرجان، حسن بن محمد بن نصر، محمد بن عثمان عقیلی، محمد بن عبدالرحمٰن طفاوی، خلیل بن مرہ، ثور بن یزید، خالد بن معدان، مالک بن یخامر، معاذ بن جبلؓ کی روایت ہے، فرماتے ہیں: میں ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ کے در پے ہو گیا رسول اللہ ﷺ اس وقت طواف میں مشغول تھے۔ میں نے کہا: یارسول اللہ! مجھے لوگوں میں سب سے برا بتا دیجئے! ارشاد فرمایا: مجھ سے بھلائی کے متعلق سوال کیا کرو اور برائی کے متعلق مجھ سے مت سوال کرو اور لوگوں میں برے علماء بدترین لوگ ہیں۔[۲]

۸۲۰- ابوعلی محمد بن احمد بن حسن، احمد بن محمد بن جعد، حفص بن مقری، عبداللہ بن عبدالرحمٰن قرشی، محمد بن سعید، عبادہ بن نسی، عبدالرحمٰن بن غنم کا بیان ہے کہ جب معاذؓ کے بیٹے کو سخت بیماری (طاعون) لاحق ہوئی اور معاذؓ کا دکھ بیٹے کی تکلیف پر بڑھ گیا تو میں اس وقت معاذؓ کے پاس موجود تھا۔ چنانچہ جب نبی ﷺ کو (بیٹے کی شدت تکلیف کی) خبر ہوئی تو نبی ﷺ نے معاذؓ کو خط لکھا:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

محمد رسول اللہ ﷺ کی جانب سے معاذ بن جبل کو، السلام علیک۔

میں تمہارے سامنے اللہ تعالیٰ جسکے سوا کوئی معبود نہیں کی حمد کرتا ہوں: امابعد!

اللہ تعالیٰ تمہیں اجر عظیم عطا فرمائے، ہمیں بھی اور تمہیں بھی شکر کی توفیق عطا فرمائے۔ بے شک ہماری جانیں ہمارے گھر والے، ہمارے اموال اور ہماری اولاد اللہ تعالیٰ کی عطا ہے اور اسکی عاریۃً دی ہوئی ہے۔ اللہ تعالیٰ ان چیزوں کے ذریعے ہمیں مدت مقررہ تک نفع اٹھانے دیتا ہے اور جب ان کا وقت آ جاتا ہے انہیں اپنے قبضے میں کر لیتا ہے۔ جب یہ عطیات اللہ تعالیٰ نے تمہیں عطا کئے ہیں تو تمہارے اوپر ان کا شکر کرنا بھی واجب کیا ہے اور جب کبھی اللہ تعالیٰ آزمائش میں مبتلا کرے تو اس پر صبر واجب کیا ہے۔ سو تمہارا بیٹا بھی اللہ تعالیٰ کے مبارک عطیات میں سے تھا اور اللہ کی عاریت تھی۔ اللہ تعالیٰ نے تمہیں اس کے ذریعے رشک و سرور میں نفع بخشا ہے۔ بالآخر اللہ تعالیٰ نے تمہیں اجر عطاء کر کے اس کو واپس لے لیا۔ (اگر تم صبر کرو گے تو وہ تمہارے لئے رحمت اور ہدایت اور تقرب الٰہی کا ذریعہ بنے گا۔ اے معاذ! تم میں دو خصلتیں ہرگز جمع نہ ہونے پائیں ورنہ تمہارا اجر وثواب ضائع ہو جائے گا اور انجام کار تمہیں مافات پر ندامت ہوگی: اگر تم اپنی مصیبت کو باعث ثواب سمجھو گے تمہاری مصیبت کوتاہ ترین ہو کر رہ جائے گی اور اجر وثواب کامل کا کامل باقی رہے گا۔ اس طرح تم اللہ تعالیٰ کے ہاں موجود اجر وثواب کو پالو گے جو پریشانی تم پر نازل ہوئی ہے اس طرح ختم ہو جائیگی گویا ایسا ہی لکھا تھا۔

والسلام۔[۳]

۸۲۱- ابوعلی محمد بن احمد بن حسن، احمد بن محمد بن جعد، حفص بن عمر مقری، عبداللہ بن عبدالرحمٰن قرشی، محمد بن سعید، عبادہ بن نسی، عبدالرحمٰن

۱- کنز العمال ۲۸۹۷۱.

۲- اتحاف السادة المتقين ۱/ ۲۶۴، ۳۷۰. و كنز العمال ۲۹۱۱۴. و كشف الخفا ۱/ ۵۵۹.

۳- المستدرك ۳/ ۲۷۳. و مجمع الزوائد ۳/ ۳۴.

بن غنم کا بیان ہے کہ جب معاذ بن جبل کے بیٹے کو بیماری لاحق ہوئی اس وقت میں ان کے پاس موجود تھا۔ معاذ کا غم ودکھ بیٹے کے مرض پر شدت اختیار کر گیا تھا۔ جب نبی ﷺ کو خبر ہوئی تو انہوں نے معاذ کو خط لکھا:

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ محمد رسول اللہ کی طرف سے معاذ بن جبل کو۔

الحدیث السابق[۱]

۸۲۲-سلیمان بن احمد، احمد بن یحیٰ بن خالد، عمرو بن بکر بن بکار قعنبی، مجاشع بن عمرو بن حسان، عمرو بن حسان، لیث بن سعد، عاصم بن عمر بن قتادۃ، محمود بن لبید کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ معاذ بن جبل کا بیٹا وفات پا گیا۔ رسول اللہ ﷺ نے بطور تعزیت انہیں خط لکھا:

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ محمد رسول اللہ (ﷺ) کی طرف سے معاذ بن جبل کو۔ السلام علیک!

بے شک میں تمہیں اللہ تعالیٰ جس کے سوا کوئی معبود نہیں کی حمد کرنے کی وصیت کرتا ہوں۔

پھر راوی نے محمد بن سعید بن عبادہ کی حدیث بالا کی مثل روایت کی۔[۲]

ابن جریج کی حدیث ابو جریج عن ابی الزبیر عن جابر کی سند سے مروی ہے۔

معاذ کے بیٹے سے متعلق روایات کے بارے میں مصنف کی رائے گرامی ...... شیخ ابو نعیم اصفہانی رحمہ اللہ کہتے ہیں: یہ ساری روایات ضعیف ہیں اور ان کا کوئی ثبوت نہیں ہے۔ چونکہ معاذ بن جبل کے بیٹے کی وفات نبی ﷺ کی وفات کے دو سال بعد ہوئی تھی (اس میں نظر ہے چونکہ حدیث نمبر ۸۱۲ میں گزر چکا ہے کہ جب معاذ طاعون زدہ ہوئے انہوں نے اپنی آل اولاد کے لئے بھی اس بیماری میں مبتلا ہونے کی دعا کی تھی چنانچہ صبح ہی کو بیٹا بھی مبتلا ہو گیا حتی کہ خود معاذ نے اپنے ہاتھوں سے بیٹا دفنایا اور یہ مشہور ومنصوص ہے کہ طاعون عمواس ۱۸ ہجری میں بپا ہوا تھا جبکہ نبی ﷺ کی وفات ۱۱ھ میں ہوئی ہے۔ لہذا نبی ﷺ کی وفات کے سات (۷) سال بعد معاذ کے بیٹے کی وفات ہوئی واللہ اعلم بالصواب۔ تنولی)

حقیقت میں کسی صحابی نے معاذ بن جبل کو خط لکھا تھا۔ راوی کو وہم ہو گیا اور خط کی نسبت نبی ﷺ کی طرف کر دی، حالانکہ معاذ بن جبل جلیل الشان بزرگ اور اعلم الناس انسان تھے۔ وہ جزع فزع سے مغلوب ہونے سے بالاتر تھے اور انہیں اللہ تعالیٰ کے حضور سر تسلیم خم کرنے سے کوئی چیز مغلوب نہیں کر سکتی تھی۔ بلکہ صحیح روایت وہ ہے جو حارث بن عمیرہ اور ابو جرشی نے روایت کی ہے اور معاذ بن جبل کے صبر واستقامت اور اللہ کے حضور سر تسلیم خم کرنے کو روایت کیا ہے۔ نیز معاذ بن جبل نبی ﷺ کی زندگی میں صرف یمن میں گئے تھے...... ورنہ ہمیشہ نبی ﷺ کے پاس حاضر رہے۔ (یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ معاذ کہیں دور چلے گئے اور ان کا بیٹا مر گیا اور تعزیت کے لئے نبی ﷺ کو خط لکھنے کی ضرورت پیش آئی)۔ محمد بن سعید اور مجاشع کی مرویات ناقابل اعتماد ہیں اور ان دونوں کی روایات مفردہ غیر معتمد ہیں۔

۸۲۳- محمد بن علی، ابو عباس بن ابی طفیل، یزید بن موہب، ابن وہب، یحیٰ بن ایوب، عبید اللہ بن زحر، ابن ابی عمران، عمرو بن مرہ، معاذ بن جبل کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے جب معاذ بن جبل کو یمن کی طرف بھیجا ارشاد فرمایا: اپنے دین کو خالص رکھو تو تمہیں عمل قلیل بھی کافی ہوگا۔[۳]

۱، ۲۔ المستدرک ۲۷۳/۳. ومجمع الزوائد ۳/۳۴.

۳۔ المستدرک ۳۰۶/۴. والترغیب والترھیب ۵۴/۱، وتفسیر ابن کثیر ۳۹۲/۲. والدر المنثور ۲۳۶/۲ وکنز العمال ۵۲۵۷.

(۳۷) سعید بن عامرؓ

حضرات صحابۂ کرامؓ میں سے ایک سعید بن عامر بن جذیم جمحی رضی اللہ عنہ بھی ہیں۔ جادوگر آفتوں سے لبریز دنیا سے بے رغبت رہے۔ دنیا کے طلبگاروں کو حقارت کی نظر سے دیکھتے رہے۔ سابقین کے راستے پر چلے۔ خدا سے ڈر اور خوف کو دل میں بٹھائے رکھا۔ حالآنکہ انہیں شام کے بعض علاقوں کی گورنری بھی ملی باوجود اس کے پھر بھی دنیا سے کنارہ کش رہے۔ سرکاری عہدے و منصب کو پوری پوری امانت و دیانت سے ادا کیا۔

کہا گیا ہے کہ تصوف احسانات پر قائم رہنے اور بے جا گمانوں سے کنارہ کش رہنے کا نام ہے۔

۸۲۴- حضرت سعیدؓ کا سارا مال راہ خدا میں خرچ کرنے کا عمدہ واقعہ..... محمد بن معمر، ابوشعیب حرانی، یحییٰ بن عبداللہ حرانی، اوزاعی کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ حسان بن عطیہ رحمہ اللہ کہتے ہیں:

جب حضرت عمرؓ بن الخطاب نے حضرت معاویہؓ کو ملک شام کی گورنری سے معزول کیا تو ان کی جگہ حضرت سعید بن عامر بن جذیم جمحیؓ کو بھیجا۔ وہ اپنی نوجوان بیوی کو بھی ساتھ لے گئے، جو بہت خوبصورت اور قریش قبیلہ کی تھی۔ تھوڑے ہی دن گزرے تھے کہ فاقہ کشی اور تنگدستی کا دور شروع ہوگیا۔ حضرت عمرؓ کو اسکی اطلاع ملی تو انہوں نے ان کے پاس ایک ہزار دینار بھیجے۔ وہ ہزار دینار لے کر اپنی بیوی کے پاس گھر گئے اور اس سے کہا تم جو یہ دینار دیکھ رہی ہو یہ حضرت عمرؓ نے بھیجے ہیں۔ اس نے کہا: میرا دل چاہتا ہے کہ آپ ہمارے لئے سالن کا سامان اور غلہ خرید لیں اور باقی دینار سنبھال کر رکھ لیں تا کہ آئندہ کام آسکیں۔ حضرت سعیدؓ نے کہا میں تمہیں اس سے بہتر صورت نہ بتاؤں! کہ ہم یہ سامان ایک تاجر کو دے دیتے ہیں، جو اس سے ہمارے لئے تجارت کرتا رہے، ہم اسکا نفع کھاتے رہیں اور ہمارے اس سرمائے کی ذمہ داری بھی اس پر ہوگی۔ ان کی بیوی نے کہا یہ زیادہ ٹھیک ہے۔ چنانچہ انہوں نے سالن کا سامان اور غلہ خریدا اور دو اونٹ اور دو غلام خریدے۔ غلاموں نے ان اونٹوں پر ضرورت کا سارا سامان اکٹھا کرلیا۔ پھر انہوں نے یہ سب مسکینوں اور ضرورت مندوں میں تقسیم کردیا۔ کچھ ہی عرصہ کے بعد ان کی بیوی نے ان سے کہا: کھانے پینے کا سامان ختم ہوگیا ہے، آپ اس تاجر کے پاس جائیں اور جو نفع ہوا ہے اس میں سے کچھ لے کر ہمارے لئے کھانے پینے کا سامان خرید لیں۔ حضرت سعیدؓ خاموش رہے اس نے دوبارہ کہا مگر وہ پھر خاموش اور خاموش رہے۔ آخر اس نے تنگ آکر ان کو ستانا شروع کیا۔ اس پر انہوں نے دن کو گھر پر آنا چھوڑ دیا صرف رات کے وقت گھر تشریف لاتے۔ ان کے گھر والوں میں ایک آدمی تھا جو ان کے ساتھ گھر آیا کرتا تھا۔ اس نے ان کی بیوی سے کہا تم کیا کررہی ہو؟ تم ان کو بہت تکلیف پہنچا چکی ہو، وہ تو سارا مال صدقہ کر چکے ہیں۔ یہ سن کر بیوی کو سارے مال کے صدقہ کرنے کا اتنا افسوس ہوا کہ وہ رونے لگی۔

ایک دن حضرت سعیدؓ اپنی بیوی کے پاس گھر آئے اور اس سے کہا: آرام کے ساتھ بیٹھی رہو، میرے کچھ ساتھی تھے جو تھوڑا عرصہ پہلے مجھ سے جدا ہوگئے تھے، اگر مجھے ساری دنیا بھی مل جائے تو بھی مجھے ان کا راستہ چھوڑنا پسند نہیں ہے۔ اگر جنت کی خوبصورت حوروں میں سے ایک حور آسمانِ دنیا سے جھانک لے تو ساری دنیا اس کے نور سے روشن ہوجائے اور اس کے چہرے کا نور چاند و سورج

۱۔ طبقات ابن سعد ۲۹۶/۷، والتاریخ الکبیر ۳/ت ۱۶۷۱: والجرح ۴/ت ۲۰۸، والجمع ۱۶۲/۱. وسیر النبلاء ۳۸۵/۹. والکاشف ۱/ت ۱۹۳۰. وتذکرۃ الحفاظ ۳۵۱/۱. وشذرات الذھب ۲۰/۲. وتھذیب الکمال ۵۱۰/۱۰.

کی روشنی پر غالب آ جائے اور جو دوپٹہ اسے پہنایا جاتا ہے وہ دنیا اور مافیہا سے زیادہ قیمتی ہے۔ اب میرے لئے یہ تو آسان ہے کہ ان حوروں کے خاطر تجھے چھوڑ دوں لیکن تیری خاطر ان کو نہیں چھوڑ سکتا یہ سن کر وہ نرم دل ہو گئیں اور راضی ہو گئی۔

۸۲۵- اسلامی عدالت میں خلیفہ کی گورنر سے باز پرس...... محمد بن عبداللہ، حسن بن علی بن نصر طوسی، محمد بن عبدالکریم عبدی، ہیثم بن عدی، ثور بن یزید کے سلسلۂ سند سے مروی ہے:

خالد بن معدان کا بیان ہے کہ حضرت عمرؓ بن الخطاب نے حضرت سعید بن عامر بن جذیم جمحیؓ کو حمص پر ہمارا گورنر بنایا۔ جب حضرت عمرؓ بن الخطاب حمص تشریف لائے تو فرمایا: اے حمص والو! تم نے اپنے گورنر کو کیسا پایا؟ اس پر اہلیان حمص نے حضرت عمرؓ سے اپنے گورنر کی شکایتیں کیں۔ چونکہ حمص والے بھی اپنے گورنر کی ہمیشہ شکایتیں کرتے تھے، اس وجہ سے حمص کو چھوٹا ''کوفہ'' کہا جاتا ہے۔ لوگوں نے کہا: ہمیں ان سے چار شکایتیں ہیں؛ اول یہ کہ جب تک اچھی طرح دن نہیں چڑھ جاتا اس وقت تک گورنر صاحب ہمارے پاس گھر سے باہر نہیں آتے۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا واقعۃً یہ تو بہت بڑی شکایت ہے۔ اسکے علاوہ اور کیا شکایت ہے؟ رعایا نے کہا: رات کو کسی کی بات نہیں سنتے۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا یہ بھی بڑی شکایت ہے۔ اس کے علاوہ اور کیا شکایت ہے؟ لوگوں نے کہا: ہمارے گورنر مہینے میں کسی ایک پورا دن گھر میں ہی رہتے ہیں باہر نہیں آتے۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا: یہ بھی بڑی شکایت ہے؟ اس کے علاوہ اور کیا شکایت ہے؟ انہوں نے کہا کبھی کبھی ان کو بے ہوشی کا دورہ پڑتا ہے جس سے وہ موت کے قریب تر ہو جاتے ہیں۔

حضرت عمرؓ نے اہل حمص اور ان کے گورنر سعید بن عامرؓ کو ایک جگہ جمع کیا اور حضرت عمرؓ نے یہ دعا مانگی یا اللہ! سعید بن عامر کے بارے میں میرا جو اندازہ تھا آج اسے غلط نہ ثابت کرنا۔ اس کے بعد حمص والوں سے فرمایا: تمہیں ان سے کیا شکایت ہے؟ انہوں نے کہا: جب تک اچھی طرح دن نہیں چڑھ جاتا اس وقت تک یہ گھر سے باہر ہمارے پاس نہیں آتے۔ حضرت سعیدؓ نے فرمایا: اللہ کی قسم! اس کی وجہ بتانا مجھے گوارہ نہیں تھی لیکن مجبوراً بتائے دیتا ہوں۔ بات کچھ یوں ہے کہ میرے گھر میں کوئی خادم نہیں ہے، اس لئے مجھے خود آٹا گوندھنا پڑتا ہے پھر اس انتظار میں بیٹھتا ہوں کہ آٹے میں خمیر پیدا ہو جائے، پھر میں روٹی پکا (کرکھا) تا ہوں پھر وضو کر کے گھر سے ان لوگوں کے پاس آتا ہوں۔

حضرت عمرؓ نے فرمایا: تمہیں ان سے اور کیا شکایت ہے؟ لوگوں نے رات کو باہر نہ آنے کی شکایت کی۔ حضرت سعیدؓ نے کہا: اس کی وجہ بتانا بھی مجھے ناپسند ہے تاہم بات کچھ اس طرح ہے کہ میں نے رات اور دن کو تقسیم کیا ہے۔ دن ان لوگوں کے لیے مختص کر دیا ہے اور رات اللہ تعالیٰ کے لئے خاص کر دی ہے۔ حضرت عمرؓ نے لوگوں سے فرمایا: تمہیں ان سے اور کیا شکایت ہے؟ لوگوں نے کہا: مہینے میں کسی ایک دن میں ہمارے پاس باہر نہیں آتے۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا: آپ اس بارے میں کیا عذر بیان کرتے ہیں؟ حضرت سعیدؓ نے فرمایا: نہ تو میرے پاس کوئی خادم ہے جو میرے کپڑے دھوئے اور نہ ہی میرے پاس اور متبادل کپڑے ہیں جنہیں میں پہن کر باہر آؤں، اس لئے میں خود اپنے کپڑے دھوتا ہوں پھر ان کے خشک ہونے کا انتظار کرتا ہوں چنانچہ جب خشک ہو جاتے ہیں تو وہ دبیز ہونے کی وجہ سے اکڑ جاتے ہیں اس لئے میں کپڑوں کو رگڑ رگڑ کر نرم کرتا ہوں، یوں میرا سارا دن اسی میں گزر جاتا ہے۔ پھر میں کپڑے پہن کر شام کو ان کے پاس باہر آتا ہوں۔ حضرت عمرؓ نے لوگوں سے پوچھا: تمہیں ان سے اور کیا شکایت ہے؟ لوگوں نے کہا انہیں کبھی کبھی بے ہوشی کا دورہ پڑ جاتا ہے۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا: اس بارے میں آپ کیا کہتے ہیں، حضرت سعیدؓ نے جواب دیا: میں حضرت خبیب انصاریؓ کی شہادت کے وقت مکہ میں موجود تھا۔ پہلے قریش مکہ نے ان کے جسم کے گوشت کو جگہ جگہ سے کاٹا، پھر ان کو سولی پر لٹکایا اور کہا کیا تم یہ پسند کرتے ہو کہ تمہاری جگہ محمد ﷺ ہوں (تمہاری جگہ محمد ﷺ کو سولی دے دی جائے) حضرت خبیبؓ نے فرمایا: اللہ کی قسم! مجھے تو یہ بھی پسند

نہیں ہے کہ میں اپنے اہل وعیال میں ہوں اور (اس کے بدلہ میں) حضرت محمد ﷺ کو ایک کانٹا بھی چبھے اور پھر (حضور ﷺ کی محبت کے جوش میں آکر) زور سے پکارا: یا محمد! چنانچہ جب بھی مجھے وہ دن یاد آتا ہے اور یہ خیال آتا ہے کہ میں نے اس حالت میں ان کی مدد نہیں کی اور میں اسوقت مشرک تھا اللہ تعالیٰ پر ایمان نہیں لایا تھا تو میرے دل میں زور سے یہ خیال پیدا ہو جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ میرے اس گناہ کو کبھی معاف نہیں فرمائیں گے۔ بس اس خیال سے مجھے بے ہوشی کا دورہ پڑ جاتا ہے۔

حضرت عمرؓ نے یہ جوابات سن کر فرمایا: تمام تعریفیں اس اللہ کے لئے ہیں جس نے میری فراست کو غلط نہیں ہونے دیا۔ پھر حضرت عمرؓ نے ان کے پاس ایک ہزار دینار بھیجے اور فرمایا: انہیں اپنی حوائج میں صرف کرلو۔ اس پر سعیدؓ کی بیوی نے کہا: تمام تر تعریفیں اس اللہ کے لئے ہیں جس نے ہمیں آپ کی خدمت سے بے نیاز کر دیا۔ حضرت سعیدؓ نے کہا، کیا تم اس سے بہتر بات چاہتی ہو؟ کہ ہم یہ دینار اسے دیدیتے ہیں جو ہمیں سخت ضرورت کے وقت دیدے۔ انہوں نے کہا ٹھیک ہے۔ چنانچہ انہوں نے اپنے گھر والوں میں سے ایک آدمی کو بلایا جس پر انہیں اعتماد تھا اور ان دیناروں کو بہت سی تھیلیوں میں ڈال کر اس سے کہا: جاکر یہ دینار فلاں خاندان کی بیواؤں، فلاں خاندان کے یتیموں، فلاں خاندان کے مسکینوں اور فلاں خاندان کے مصیبت زدہ لوگوں کو دے آؤ۔ تھوڑے سے دینار بچ گئے تو اپنی بیوی سے کہا: لو یہ خرچ کرلو پھر اپنے گورنری کے کام میں مشغول ہو گئے۔ چند دن بعد انکی بیوی نے کہا: کیا آپ ہمارے لئے کوئی خادم نہیں خرید لاتے؟ اور ہاں اس مال کا کیا ہوا؟ حضرت سعیدؓ نے فرمایا: وہ مال تمہیں سخت ضرورت کے وقت ملے گا (یعنی قیامت کے دن اسکا اجر وثواب تمہیں ملے گا)۔

یہ حدیث اسی طرح حسان اور خالد بن معدان نے مرسلاً ومرفوعاً روایت کی ہے اور یزید بن ابی زیاد اور موسیٰ صغیر نے عبدالرحمٰن بن سابط جمحی سے مرفوعاً روایت کی ہے۔

۸۲۶- سلیمان بن احمد، علی بن عبدالعزیز، ابوعثمان، مالک بن اسماعیل، مسعود بن سعد (دوسری سند) ابوعمرو بن حمدان، حسن بن سفیان، اسحاق بن ابراہیم، جریر، یزید بن ابی زیاد (تیسری سند) محمد بن احمد بن حسن، محمد بن عثمان بن ابی شیبہ، عبدالحمید بن صالح، ابو معاویہ، موسیٰ صغیر (تینوں راویوں) کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ:

عبدالرحمٰن بن سابط جمحی رحمہ اللہ کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ حضرت عمرؓ بن خطاب نے قبیلہ بنو جمح کے ایک شخص جسے سعید بن عامر کہا جاتا ہے کو اپنے پاس بلا کر فرمایا: میں فلاں فلاں علاقے کا آپ کو گورنر بنا رہا ہوں۔ سعیدؓ بن عامر کہنے لگے: اے امیر المؤمنین! مجھے آزمائش میں نہ ڈالیے۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا: بخدا! میں تمہیں نہیں چھوڑوں گا، جہاں تم لوگوں نے مجھے نہیں چھوڑا اور میرے گلے میں امارت لاڈالی۔ پھر حضرت عمرؓ نے ہی فرمایا: کیوں ہم آپ کے لئے کوئی تنخواہ نہ مقرر کردیں؟ سعیدؓ نے کہا: اللہ تعالیٰ نے میری عطاء میں تنخواہ کے بغیر بھی میرے گزر بسر کا سامان کردیا ہے، تو کیا میں کفایت کے باوجود اور اضافے کا خواہش مند ہو جاؤں؟ چنانچہ جب انہیں روزینہ ملتا تو گھر والوں کے لئے گزارے کا سامان خرید لیتے اور بقیہ کو صدقہ کردیتے۔ ان کی بیوی ان سے کہتی آپ کی باقی تنخواہ کہاں ہے؟ وہ کہتے: میں نے وہ قرض دے دی ہے۔ (ان کا یہ طرز عمل دیکھ کر) کچھ لوگ ان کے پاس آئے اور ان سے انہوں نے کہا آپ کے گھر والوں کا آپ پر حق ہے۔ آپ کے سسرال والوں کا آپ پر حق ہے۔ حضرت سعیدؓ نے فرمایا: میں نے ان کے حقوق کی ادائیگی میں کبھی کسی کو ان پر ترجیح نہیں دی ہے۔ میں موٹی موٹی آنکھوں والی حوریں حاصل کرنا چاہتا ہوں۔ میں کسی بھی انسان کو اس طرح خوش کرنا نہیں چاہتا کہ اس سے حوریں نہ مل سکیں۔ کیوں کہ اگر جنت کی ایک بھی حور دنیا میں جھانک لے تو اس کی وجہ سے ساری زمین ایسے چمکنے لگے گی جیسے سورج چمکنے لگتا ہے۔ میں جنت میں سب سے پہلے جانے والی جماعت سے پیچھے رہنے کے لئے بالکل تیار نہیں ہوں، کیونکہ میں نے حضور ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن تمام لوگوں کو حساب کے لئے جمع فرمائیں گے تو فقراء مومنین

جنت کی طرف ایسی تیزی سے جائیں گے جیسے کبوتر اپنے گھونسلے کی طرف تیزی سے پر پھیلا کر اترتا ہے۔ فرشتے ان سے کہیں گے ٹھہرو حساب دے کر جاؤ۔ وہ کہیں گے ہمارے پاس حساب کے لئے کچھ ہے ہی نہیں، بھلا ہمیں دیا ہی کیا گیا ہے جسکا ہمیں حساب چکانا پڑے! اس پر ان کا رب فرمائے گا: میرے بندے ٹھیک کہہ رہے ہیں۔ پھر ان کے لئے جنت کا دروازہ کھول دیا جائے گا اور وہ لوگوں سے ستر سال پہلے جنت میں چلے جائیں گے۔[1]

حدیث کے الفاظ جریر سے مروی ہیں۔ موسیٰ صغیر کی حدیث میں کچھ اضافہ ہے وہ یوں ہے کہ:

حضرت عمرؓ کو خبر پہنچی کہ حضرت سعیدؓ کو کڑے دنوں کا سامنا ہے...... حتی کہ ان کے گھر میں آگ تک نہیں جلائی جاتی۔ چنانچہ عمرؓ نے ان کی طرف بہت سارا مال بھیجا۔ انہوں نے وہ مال بہت ساری تھیلیوں میں ڈال کر اپنے دائیں بائیں (اڑوس پڑوس میں) صدقہ کر دیا اور پھر فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے سنا ہے کہ اگر کوئی حور اپنی انگلیوں میں سے ایک انگلی بھی (اہل دنیا کی طرف) ظاہر کر دے تو ہر ذی روح شئے اس کی خوشبو پائے گی۔ اے رب! میں ان حوروں کی خاطر دنیا کی عورتوں کو چھوڑتا ہوں، بخدا! تم زیادہ لائق ہو کہ میں تمہیں ان کی خاطر چھوڑ دوں۔

یہ حدیث مالک بن دینار نے عن شہر بن حوشب عن سعید بن عامر کی سند سے مسنداً مختصراً روایت کی ہے۔

(۳۸) عمیر بن سعد[2]

صحابہ کرامؓ میں سے ایک عمیر بن سعد بھی ہیں۔ عہد کی حفاظت کرنے والے، وعدہ پورا کرنے والے، نفس کے لئے سخت اقدام کرنے والے، خوبصورت والی اور رعایا پر اللہ کی حجت تھے۔ بے مثال ہونے کی وجہ سے انہیں "نسیج وحدہ" (اکیلا بنایا گیا) کا لقب ملا۔

۸۲۷۔ عمیرؓ کا بے مثل زہد وفقر...... سلیمان بن احمد، محمد بن مرزبان اُدمی، محمد بن حکیم رازی، عبدالملک بن ہارون بن عنترہ، ہارون بن عنترہ کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ حضرت عمیر بن سعد انصاریؓ کو حضرت عمرؓ بن خطاب نے حمص کا گورنر بنا کر بھیجا۔ ایک سال تک حضرت عمرؓ کے پاس ان کی کوئی خیر خبر نہیں آئی۔ حضرت عمرؓ نے اپنے کاتب کو فرمایا: عمیر کو خط لکھو، اللہ کی قسم! میرا تو یہی خیال ہے کہ عمیر نے ہم سے خیانت کی ہے (خط کا مضمون یہ تھا)۔

"جونہی میرا خط تمہیں ملے فوراً میرے پاس آجاؤ اور میرا خط پڑھتے ہی تم وہ سارا مال ساتھ لے کر آؤ جو تم نے مسلمانوں کے مال غنیمت میں سے جمع کر رکھا ہے"۔

خط پڑھتے ہی حضرت عمیرؓ چلنے کیلئے تیار ہو گئے۔ اپنا چمڑے کا تھیلا لیا۔ اس میں اپنا توشہ اور پیالہ رکھا، اپنا چمڑے کا لوٹا (تھیلے سے باندھ کر) لٹکایا اور اپنی لاٹھی لی اور حمص سے پیدل چل کر مدینہ منورہ پہنچے۔ جب وہاں پہنچے تو آپ کا رنگ بدلا ہوا تھا۔ چہرہ غبار آلود تھا اور بال لمبے ہو چکے تھے۔ چنانچہ حضرت عمرؓ کی خدمت میں گئے اور کہا: السلام علیک یا امیر المؤمنین! حضرت عمرؓ نے پوچھا: آپ کا کیا حال ہے؟ حضرت عمیرؓ نے کہا: آپ میرا کیا حال دیکھ رہے ہیں؟ کیا آپ دیکھ نہیں رہے کہ میں صحت مند اور پاک خون والا ہوں

۱۔ اتحاف السادة المتقين ۹/ ۲۸۱. وكنز العمال ۱۶۶۲۴.

۲۔ طبقات ابن سعد ۴/ ۳۷۳. ۷/ ۴۰۲. والتاريخ الكبير ۶/ت ۳۲۲۵. والجرح ۶/ت ۲۰۷۹. والاستيعاب ۳/ ۱۲۱۵. وسير النبلاء ۲/ ۱۰۳. ۵۵۷. والكاشف ۲/ت ۴۳۴۹. والاصابة ۳/ت ۶۰۳۶. وتهذيب الكمال ۲۲/ ۳۷۱. ۳۷۶.

اور میرے ساتھ میری دنیا ہے، جسکی میں باگ پکڑ کر اسے کھینچ لایا ہوں۔ حضرت عمرؓ سمجھے کہ یہ بہت سامال لائے ہوں گے جو ابھی پیچھے ہے۔اس لئے پوچھا کہ تمہارے ساتھ کیا ہے؟ حضرت عمیرؓ نے کہا میرے ساتھ میرا تھیلا ہے جس میں اپنا توشہ اور پیالہ رکھتا ہوں پیالہ میں کھا بھی لیتا ہوں اور اسی میں اپنا سر اور اپنے کپڑے دھو لیتا ہوں اور ایک لوٹا ہے جس میں وضو اور پینے کا پانی رکھتا ہوں۔ میری ایک لاٹھی ہے، جس پر میں ٹیک لگا تا ہوں اور اگر کوئی دشمن سامنے آجائے تو اسی سے اسکا مقابلہ کرتا ہوں۔ اللہ کی قسم! دنیا میرے اس سامان کے علاوہ ہے۔ (یعنی میری ساری ضروریات اسی سامان سے پوری ہو جاتی ہیں)۔ پھر حضرت عمرؓ نے پوچھا: تم وہاں سے پیدل چل کر آئے ہو؟ انہوں نے اثبات میں جواب دیا۔ حضرت عمرؓ نے پوچھا کیا تمہارا وہاں (تعلق والا) کوئی ایسا آدمی نہیں تھا جو تمہیں سواری کے لئے کوئی جانور دے دیتا؟ انہوں نے جواب دیا: وہاں کے لوگوں نے مجھے سواری نہیں دی اور نہ ہی میں نے ان سے مانگی۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا! وہ برے مسلمان ہیں جن کے پاس سے تم آئے ہو (کہ انہوں نے اپنے گورنر کا ذرا خیال نہیں کیا) حضرت عمیرؓ نے کہا: اے عمر! آپ اللہ سے ڈریں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو غیبت سے منع کیا ہے اور میں نے ان کو دیکھا ہے کہ وہ صبح کی نماز پڑھ رہے تھے (اور جو صبح کی نماز پڑھ لے وہ اللہ کی ذمہ داری میں آجاتا ہے)۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا: میں نے تمہیں کہاں بھیجا تھا؟ اور تم نے کیا کیا؟ عمیرؓ نے کہا: اے امیر المؤمنین آپ کیا پوچھ رہے ہیں (میں سمجھ نہیں سکا)؟ حضرت عمرؓ نے (تعجب سے) کہا: سبحان اللہ! (سوال تو بالکل واضح ہے) حضرت عمیرؓ نے کہا: اگر یہ ڈر نہ ہوتا کہ نہ بتانے سے آپ غمگین ہو جائیں گے تو میں آپ کو نہ بتاتا۔ آپ نے مجھے جہاں بھیجا وہاں پہنچ کر میں نے وہاں کے نیک لوگوں کو جمع کیا اور مسلمانوں سے مال غنیمت جمع کرنے کا ان کو ذمہ دار بنایا۔ چنانچہ جب وہ مال جمع کر کے لے آئے تو میں نے وہ سارا مال صحیح مصرف پر خرچ کر دیا۔ اگر اس میں شرعاً آپ کا حصہ بھی ہوتا تو میں آپ کے پاس ضرور لے کر آتا۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا: کیا تم ہمارے پاس کچھ نہیں لائے؟ حضرت عمیرؓ نے جواب دیا: نہیں۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا: (یہ تو بہت اچھے گورنر ہیں کچھ لے کر نہیں آئے ہیں لہذا) عمیر کے لئے (حمص کی گورنری کا) عہد نامہ پھر لکھ دو۔ حضرت عمیرؓ نے کہا: اب میں آپ کی طرف سے گورنر بننے کو تیار ہوں اور نہ آپ کے بعد کسی اور کی طرف سے۔ کیونکہ اللہ کی قسم! میں (اس گورنری میں خرابی سے) بچ نہ سکا۔ میں نے ایک نصرانی سے (امارت کے زعم میں) کہا تھا: اے فلانے! اللہ تعالیٰ تجھے رسوا کرے۔ (جبکہ ذمی کو تکلیف پہنچانا برا کام ہے)۔ اے عمر! آپ نے مجھے گورنر بنا کر بڑی خرابیوں میں مبتلا کر دیا ہے۔ اے عمر! میری زندگی کے سب سے برے دن وہ ہیں جن میں میں آپ کے ساتھ پیچھے رہ گیا (اور دنیا سے چلا نہیں گیا)۔ پھر انہوں نے حضرت عمرؓ سے اجازت مانگی! حضرت عمرؓ نے ان کو اجازت دے دی۔ وہ اپنے گھر واپس لوٹ آئے۔ ان کا گھر مدینہ سے چند میل کے فاصلے پر تھا۔

جب عمیرؓ چلے گئے تو حضرت عمرؓ نے فرمایا: میرا تو یہی خیال ہے کہ عمیر نے ہم سے خیانت کی ہے (یہ حمص سے ضرور مال لے کر آئے ہیں جسے میرے پاس نہیں لائے بلکہ سیدھے اپنے گھر بھیج دیا ہے)۔ پھر عمرؓ نے حارث نامی ایک آدمی کو سو (۱۰۰) دینار دے کر کہا یہ دینار لے جاؤ اور جا کر عمیرؓ کے ہاں اجنبی مہمان ٹھہرو۔ اگر ان کے گھر میں فراوانی دیکھو تو ایسے ہی میرے پاس واپس لوٹ آؤ اور اگر تنگی کی حالت دیکھو تو انہیں سو دینار دے دینا۔ حضرت حارث رحمہ اللہ نے وہاں جا کر دیکھا کہ حضرت عمیرؓ دیوار کے ساتھ ایک کونے میں بیٹھے اپنی قمیص سے جوئیں نکال رہے ہیں۔ انہوں نے جا کر حضرت عمیرؓ کو سلام کیا۔ حضرت عمیرؓ نے سلام کا جواب دیا اور کہا: اللہ آپ پر رحم کرے! آجاؤ اور ہمارے مہمان بن جاؤ۔ حارث رحمہ اللہ سواری سے اتر کر ان کے ہاں ٹھہر گئے۔ پھر حضرت عمیرؓ نے ان سے پوچھا: آپ کہاں سے آئے ہیں؟ انہوں نے کہا: مدینہ سے۔ حضرت عمیرؓ نے پوچھا: آپ نے امیر المؤمنینؓ کو کس حال میں چھوڑا؟ جواب دیا: اچھے حال میں تھے۔ حضرت عمیر نے پوچھا: مسلمانوں کو کس حال میں چھوڑا؟ انہوں نے کہا: وہ بھی ٹھیک تھے۔ حضرت عمیرؓ نے پوچھا کیا امیر المؤمنین شرعی حدود قائم نہیں کرتے ہیں؟ انہوں نے جواب دیا: کرتے ہیں۔ ان کے بیٹے سے ایک کبیرہ

گناہ ہوگیا تھا چنانچہ حضرت عمرؓ نے اس پر حد شرعی قائم کی تھی۔ درے سے کوڑے لگائے تھے جس سے اسکا انتقال ہوگیا تھا۔ حضرت عمیرؓ نے کہا: اے اللہ! عمرؓ کی مدد فرما! جہاں تک میں جانتا ہوں وہ آپ سے بہت زیادہ محبت کرتے ہیں۔

چنانچہ حارثؒ حضرت عمیرؓ کے پاس تین دن تک مہمان رہے۔ ان کے ہاں صرف جو کی ایک روٹی ہوتی تھی جسے وہ حارث رحمہ اللہ کو کھلا دیا کرتے اور خود بھوکے رہتے۔ آخر جب فاقہ بہت زیادہ ہوگیا تو انہوں نے حارثؒ سے کہا: تمہاری وجہ سے ہم لوگوں پر فاقے آگئے ہیں۔ اگر تم مناسب سمجھو تو کہیں اور چلے جاؤ اس پر حارث نے ان کو وہ دینار نکال کر دیئے اور کہا: امیر المؤمنین نے یہ دینار آپ کے لئے بھیجے ہیں، آپ انہیں اپنے کام میں لائیں۔ آپؓ نے فرمایا: یہ دینار واپس لے جاؤ۔ ان کی بیوی نے کہا: واپس نہ کرو، لے لو آپ کو ضرورت پڑ گئی تو اس میں سے خرچ کر لینا، ورنہ مناسب جگہ خرچ کر دینا۔ حضرت عمیرؓ نے کہا: اللہ کی قسم میرے پاس کوئی ایسی چیز نہیں ہے جس میں میں ان کو رکھ لوں۔ اس پر ان کی بیوی نے اپنی قمیص کا نیچے کا دامن پھاڑ کر ان کو دیا، جس میں انہوں نے وہ دینار رکھ لئے اور پھر فوراً گھر سے باہر گئے اور شہداء کی اولاد اور فقراء میں سب تقسیم کر کے واپس آگئے۔ حضرت عمرؓ کے قاصد حارث کا خیال تھا کہ حضرت عمیر ان کو بھی کچھ دیں گے اور عمیرؓ نے قاصد کو کہا کہ امیر المؤمنین کو میرا سلام کہہ دینا۔

حارث حضرت عمرؓ کے پاس واپس آئے۔ انہوں نے پوچھا: ان کا کیا حال دیکھا؟ عرض کیا وہ بہت تنگی میں ہیں۔ پھر حضرت عمرؓ نے پوچھا: ان دیناروں کا کیا کیا؟ حارث بولے: مجھے پتہ نہیں۔ اس پر حضرت عمرؓ نے حضرت عمیرؓ کو خط لکھا کہ "جونہی تمہیں میرا یہ خط ملے...... ملتے ہی خط رکھنے سے پہلے میری طرف چلے آؤ"۔ چنانچہ وہ حضرت عمرؓ کے پاس آئے۔ حضرت عمرؓ نے ان سے پوچھا: آپ نے ان دیناروں کا کیا کیا؟ انھوں نے کہا: مجھے جو مرضی آئی کیا۔ آپ ان دیناروں کے بارے میں کیوں پوچھ رہے ہیں؟ حضرت عمرؓ نے کہا میں تمہیں قسم دے کر کہتا ہوں کہ تم مجھے ضرور بتاؤ کہ تم نے ان کا کیا کیا ہے؟ حضرت عمیرؓ نے کہا: میں نے ان کو اپنے لئے اگلے جہاں میں بھیج دیا ہے (یعنی ضرورتمندوں میں تقسیم کر دیئے ہیں)۔

حضرت عمرؓ نے کہا: اللہ آپ پر رحم فرمائے! پھر حکم دیا کہ حضرت عمیرؓ کو ایک وسق (یعنی پانچ من دس سیر) غلہ اور دو کپڑے دیئے جائیں۔ حضرت عمیرؓ نے کہا غلہ کی مجھے ضرورت نہیں ہے، چونکہ میں گھر میں دو صاع (سات سیر) جو چھوڑ کر آیا ہوں اور ان دو صاع کے کھانے سے پہلے ہی اللہ تعالیٰ اور رزق پہنچا دیں گے۔ چنانچہ غلہ تو لیا نہیں، البتہ دونوں کپڑے لے لئے اور یوں کہا: فلاں ام فلاں کے پاس کپڑے نہیں ہیں (اسے دے دوں گا) پھر اپنے گھر واپس آگئے اور تھوڑے ہی عرصہ بعد ان کا انتقال ہوگیا اللہ تعالیٰ ان پر رحمت فرمائے۔

جب حضرت عمرؓ کو ان کے انتقال کی خبر ملی تو ان کو بہت رنج و صدمہ ہوا اور ان کے لئے خوب دعائے رحمت و مغفرت کی۔ پھر (ان کو دفن کرنے) حضرت عمرؓ پیدل (مدینہ کے قبرستان) جنت البقیع گئے اور آپ کے ساتھ اور لوگ بھی پیدل چل رہے تھے۔

حضرت عمرؓ نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ تم میں سے ہر آدمی اپنی اپنی تمنا و آرزو ظاہر کرے۔ چنانچہ ایک آدمی بولا: اے امیر المؤمنین! میرا دل چاہتا ہے کہ میرے پاس بہت سا مال ہو اور میں اس سے خرید خرید کر بہت سے غلام اللہ تعالیٰ کے لیے آزاد کروں دوسرا بولا: میرا دل چاہتا ہے کہ میرے پاس بہت سا مال ہو میں اسے اللہ کے راستے میں خرچ کر دوں۔ تیسرا بولا: میرا دل چاہتا ہے کہ مجھے اتنی جسمانی طاقت مل جائے کہ میں زمزم سے ڈول نکال نکال کر بیت اللہ کے حاجیوں کو زمزم کا پانی پلاؤں۔ تاہم حضرت عمرؓ نے فرمایا: میرا دل چاہتا ہے کہ میرے پاس عمیر بنو سعدؓ جیسا آدمی ہو جسے میں مسلمانوں کے مختلف کاموں میں اطمینان سے لگا سکوں۔

(اللھم ارزقنا اتباع ھذہ النفوس القدسیۃ۔ یہ تھے حضرات صحابہ کرامؓ۔ مجھے رہ رہ کر حسن بصری رحمہ اللہ کا قول یاد آتا ہے کہ صحابہ کرام اگر ہمیں دیکھ لیتے تو ہمیں پکا منافق سمجھتے۔ اے کاش! ان لوگوں سے بچھڑ کر آج کوئی عمیر یا سعید پیدا ہو جاتا

مگر زمانے نے ہم سے بے وفائی کی۔ یوں لگتا ہے جیسے یہ حضرات گوشت پوست کے بنے ہی نہیں تھے یا انسانیت سے وراء الوراء کوئی اور ہی مخلوق تھے۔)

۸۲۸- عبداللہ بن شعیب، عبداللہ بن محمد بغوی، عبداللہ بن محمد بن حفص، حماد بن سلمہ، ابی سنان کے سلسلۂ سند سے مروی ہے:

ابو طلحہ خولانی کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ ہم عمیر بن سعدؓ کے پاس فلسطین میں ان کے گھر گئے۔ انہیں "نسیج وحدہ" (یکتا و منفرد کے لقب سے) پکارا جاتا تھا۔ آپؓ اس وقت گھر میں واقع ایک بڑی دکان پر کھڑے تھے اور گھر میں پتھروں سے بنا ہوا ایک بڑا حوض تھا۔ انہوں نے کہا: اے غلام! گھوڑوں کو (پانی پینے کے لئے) حوض پر لاؤ۔ (چنانچہ غلام جب حوض پر گھوڑے لایا تو عمیرؓ نے ایک گھوڑی کو گم پایا)۔ عمیرؓ نے اس گھوڑی کا نام لے کر پوچھا: فلاں گھوڑی کہاں ہے؟ عبیداللہ کہتے ہیں: غلام نے جواب دیا: وہ گھوڑی خارش زدہ ہے اور (خارش کی وجہ سے) اس کے بدن سے خون ٹپک رہا ہے۔ عمیرؓ نے فرمایا: اسے بھی پانی پینے کے لئے لاؤ۔ غلام نے کہا: تب دوسرے گھوڑوں کو بھی خارش ہو جائے گی۔ عمیرؓ نے فرمایا: اسے بھی حوض پر لاؤ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے سنا ہے کہ "ایک سے دوسرے کو بیماری کا لگنا اور بدشگونی اور ہامہ کی کوئی حقیقت نہیں"[1] کیا تم ایک اونٹ کو نہیں دیکھتے کہ وہ صحراء میں ہوتا ہے اس کے سینے کے ابھار پر خارش کا ایک نکتہ ظاہر ہوتا ہے۔ حالانکہ وہ نکتہ اس سے پہلے موجود نہیں ہوتا تو پہلے اونٹ کو کس نے بیماری لگائی؟

(ہامہ: گھر پر الو بیٹھ کر گھر کے قتل ہونے والوں کی طرف سے انتقام کا مطالبہ کرتا ہے یا اس گھر کی بربادی کی آواز لگاتا ہے، یہ عرب کا جھوٹا عقیدہ تھا۔ اصغر)

شیخ رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میں نہیں جانتا کہ عمیرؓ نے حدیث بالا کے علاوہ کوئی اور حدیث بھی نبی ﷺ سے روایت کی ہو۔

(۳۹) حضرت ابی بن کعبؓ[2]

حضرات صحابہ کرامؓ اجمعین میں سے ایک حضرت ابی بن کعبؓ بھی ہیں۔ مسائل غامضہ کا کافی شافی جواب دینے والے تھے خدا اور رسول کے عشق و محبت سے سرشار تھے اور سید المسلمین کے لقب سے ملقب تھے۔

۸۲۹- سلیمان بن احمد، اسحٰق بن ابراہیم دبری، عبدالرزاق، ثوری، (دوسری سند) ابو عمرو بن حمدان، حسن بن سفیان، ابوبکر بن ابی شیبہ، عبدالاعلیٰ (دونوں راوی) سعید جریری، ابی سلیل، عبداللہ بن رباح انصاری کے سلسلۂ سند سے روایت کرتے ہیں کہ:

حضرت ابی بن کعبؓ کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اے ابومنذر! قرآن مجید کی کونسی عظیم الشان آیت تمہارے پاس ہے (یعنی تمہیں زبانی یاد ہے)؟ میں نے کہا: اللہ اور اسکا رسول ہی بہتر جانتے ہیں۔ ارشاد فرمایا: اے ابومنذر! قرآن مجید کی کونسی عظیم الشان آیت تمہارے پاس ہے؟ میں نے کہا: "اللہ لا الہ الا ھو الحی القیوم" (آل عمران/۲) ترجمہ: اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔ وہ زندہ اور نگہبان ہے" چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے میرے سینے پر ہاتھ مارا اور ارشاد فرمایا: "اے ابومنذر! تمہیں یہ

---

[1] مسند الامام أحمد ۱/۱۸۰، ومجمع الزوائد ۵/۱۰۲، یہ حدیث بہت سے الفاظ کے ساتھ مروی ہے دیکھئے: صحیح البخاری ۷/۱۲۲، وصحیح مسلم، کتاب السلام باب ۳۳، رقم: ۱۰۲، ۱۰۳، وسنن الترمذی ابی داؤد ۲۴، من کتاب الطب وسنن الترمذی ۲۱۴۳. وسنن ابن ماجة ۳۵۳۵. ۳۵۴۰. المعجم الکبیر ۱۷/۵۴. وفتح الباری ۱۰/۲۱۵.

[2] طبقات ابن سعد ۳/۱/۵۹. وتاریخ ابن معین ۲/۱۹، والتاریخ الکبیر ۱/۲/۲۹، والجرح ۱/۱/۲۹۰، وتاریخ ابن عساکر ۲/۳۲۲. (التھذیب) وتھذیب الکمال ۲/۲۶۲. ۲۷۲.

علم مبارک ہو“۔[۱]

۸۳۰- حضور ﷺ کو ابی بن کعب کو قرآن سنانے کا حکم الٰہی ...... عبداللہ بن محمد بن جعفر، احمد بن علی بن مثنیٰ، ہدبہ، ہمام، قتادہ، انس بن مالکؓ کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابی بن کعبؓ سے فرمایا: بے شک اللہ عزوجل نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں تمہیں قرآن مجید سناؤں۔ ابی بن کعبؓ کہنے لگے: کیا اللہ تعالیٰ نے میرا نام لے کر آپ کو حکم دیا ہے؟ ارشاد فرمایا: ہاں! اللہ تعالیٰ نے تمہارا نام لے کر مجھے حکم دیا ہے۔ حضرت انسؓ کہتے ہیں: یہ سن کر ابیؓ نے رونا شروع کر دیا۔[۲]

۸۳۱- جعفر بن محمد بن عمرو، ابو حصین قاضی، یحیٰ بن عبدالحمید، ابن مبارک، اجلح، عبداللہ بن عبدالرحمٰن، ابن ابزی، ابزی کے سلسلۂ سند سے حضرت ابی بن کعبؓ کی روایت ہے کہ نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا: مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں تمہیں قرآن مجید سناؤں، میں نے کہا: کیا میرے رب عزوجل نے آپ کے سامنے میرا نام لیا ہے؟ ارشاد فرمایا: جی ہاں۔ پھر آپ ﷺ نے یہ آیت کریمہ تلاوت کی:

قل بفضل الله وبرحمته فبذالک فليفرحوا هو خير ممايجمعون“ (یونس ۵۸) کہہ دیجئے (یہ) اللہ تعالیٰ کے فضل ورحمت سے ہے۔ پس چاہیے کہ اس سے خوش رہیں اور وہ ان کی جمع کی ہوئی (دنیا) سے بہتر ہے۔[۳]

سفیان ثوری رحمہ اللہ نے یہ حدیث ثوری عن اسلم منقری عن ابن ابزی کی سند سے روایت کی ہے۔

۸۳۲- عبدالملک بن حسن، قاضی یوسف، محمد بن کثیر، سفیان ثوری، اسلم منقری، عبداللہ بن عبدالرحمٰن بن ابزی، عبدالرحمٰن بن ابزی کے سلسلۂ سند سے ابی بن کعبؓ کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے فرمایا: مجھے حکم ہوا ہے کہ میں تمہیں کوئی سورت پڑھ کر سناؤں![۴] میں نے کہا: یارسول اللہ! کیا آپ کے سامنے میرا نام لیا گیا ہے؟ ارشاد فرمایا: ”ہاں“۔

عبدالرحمٰن بن ابزی رحمہ اللہ کہتے ہیں میں نے حضرت ابی بن کعبؓ سے کہا: آپ اس سے خوش ہوئے تھے؟ ابیؓ نے فرمایا: مجھے خوش ہونے سے کیا چیز روکتی! حالانکہ ارشاد باری تعالیٰ ہے ”قل بفضل الله وبرحمته فبذالک فليفرحوا هو خير ممايجمعون“۔

۸۳۳- سلیمان بن احمد بن خلید حلبی، محمد بن عیسیٰ الطباع، معاذ بن محمد بن معاذ بن ابی بن کعب، محمد بن معاذ بن ابی بن کعب، معاذ بن ابی بن کعب کے سلسلۂ سند سے حضرت ابی کعبؓ کی روایت ہے:

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: بے شک مجھے حکم ہوا ہے کہ میں قرآن مجید کو تمہارے اوپر پیش کروں (یعنی تمہیں سناؤں)! ابیؓ کہنے لگے: میں اللہ تعالیٰ پر ایمان لایا، آپ کے دست اقدس پر مشرف بہ اسلام ہوا اور آپ ہی سے علم حاصل کیا (آپ مجھ پر کیسے قرآن پیش کرتے ہیں) نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا: ہاں ملا اعلیٰ (فرشتوں کی جماعت مقدسہ) میں تمہارے نام اور تمہارے نسب کا ذکر کیا گیا ہے، کہا: یارسول اللہ تب (قرآن مجید) پڑھیے۔[۵]

۸۳۴- ابوعمرو بن حمدان، حسن بن سفیان، محمد بن یحیٰ قصری مروزی، سلیمان بن عامر مروزی کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ ربیع بن

۱۔ الدر المنثور ۱/۳۲۴. والمستدرک ۳/۳۰۴. وسنن ابی داؤد ۱۴۶۰. وشرح السنة ۴/۴۵۹.

۲۔ صحیح البخاری ۶/۲۱۷، ومسند الامام أحمد ۳/۱۳۰، ۱۸۵، ۲۷۳، ۲۸۴، ۵/۱۲۲، والمستدرک ۲/۲۲۴. ومنحة المعبود ۳/۱۹۱. وطبقات ابن سعد ۳/۲/۶۰. ومجمع الزوائد ۷/۱۴۰. وفتح البارى ۸/۷۲۵.

۳۔ المصنف لابن أبی شیبة ۱۲/۱۴۱. ۴۔ المسند الامام أحمد ۵/۱۲۳.

۵۔ طبقات ابن سعد ۲/۲/۱۰۳. والمصنف لابن ابی شیبة ۱۰/۵۶۴. وتاریخ ابن عساکر ۲/۳۲۷. والدر المنثور ۳/۳۰۸.

انس نے ابو عالیہ کو قرآن مجید سنایا۔ ابو عالیہ (ریاحی) نے ابی بن کعبؓ کو قرآن مجید سنایا اور حضرت ابی بن کعبؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے فرمایا مجھے حکم ہوا ہے کہ میں تمہیں قرآن مجید پڑھ کر سناؤں۔ ابیؓ کہتے ہیں: میں نے کہا! یارسول اللہ! کیا وہاں میرا تذکرہ کیا گیا ہے؟ ارشاد فرمایا: ہاں، چنانچہ ابیؓ رو پڑے۔ مجھے معلوم نہیں آیا شوق کی وجہ سے رو پڑے یا خوف کی وجہ سے۔

۸۳۵- جعفر بن محمد بن عمرو، محمد بن حسن بن حبیب، یحییٰ بن عبدالحمید، ابو احوص، عمار بن رزیق، محمد بن عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ، عیسیٰ بن عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ، عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ کے سلسلۂ سند سے؛

ابی بن کعبؓ کی روایت ہے کہ ایک مرتبہ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس گیا۔ رسول اللہ ﷺ نے اپنا دست اقدس میرے سینے پر مارا پھر ارشاد فرمایا: میں تجھے شک اور تکذیب سے اللہ تعالیٰ کی پناہ میں دیتا ہوں۔ ابی بن کعبؓ کہتے ہیں: میں پسینے میں شرابور ہو گیا اور (میری یہ کیفیت تھی) گویا کہ میں ڈر کے مارے اپنے پروردگار کی طرف دیکھ رہا ہوں۔

یہ حدیث اسماعیل بن ابی خالد نے بھی عبداللہ بن عیسیٰ سے مثل مذکور بالا کے روایت کی ہے۔

۸۳۶- عبداللہ بن جعفر، ابن حبیب، ابوداؤد، شعبہ، ابوحمزہ، ایاس بن قتادہ کے سلسلۂ سند سے مروی ہے:

قیس بن عباد کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں محمد ﷺ کے صحابہ کرامؓ کی ملاقات کے لئے مدینہ منورہ آیا۔ مجھے سب سے زیادہ ابی بن کعبؓ کی ملاقات محبوب تھی، چنانچہ میں (نماز میں) صف اول میں جا کھڑا ہوا۔ حضرت ابیؓ نماز کے لیے تشریف لائے۔ جب نماز پڑھ لی تو بیان کرنے لگے۔ میں نے لوگوں کی گردنوں کو جتنی توجہ سے ان کی طرف اوپر اٹھتے ہوئے دیکھا اس طرح کہیں نہیں دیکھا۔ میں نے انہیں کہتے ہوئے سنا کہ امراء کے ہاتھ پر بیعت کرنے والے ہلاک ہوگئے۔ رب کعبہ کی قسم! (انہوں نے تین مرتبہ یہ کلمات دہرائے اور فرمایا) وہ خود بھی ہلاک ہوگئے اور دوسروں کو بھی انہوں نے ہلاک کر دیا۔ مجھے تو ان پر کوئی افسوس نہیں ہے، مجھے ہلاک ہونے والے مسلمانوں پر افسوس ہے۔

ابومجلز نے بھی یہ حدیث قیس بن عباد سے بسند روایت کی ہے۔

۸۳۷- احمد بن جعفر بن معبد، احمد بن عصام، یوسف بن یعقوب، سلیمان تیمی، ابومجلز قیس بن عباد کے سلسلۂ سند سے مروی ہے؛

قیس رحمہ اللہ کہتے ہیں ایک مرتبہ میں مدینہ منورہ کی جامع مسجد میں آگے والی صف میں نماز پڑھ رہا تھا، اچانک میرے پیچھے سے ایک آدمی آیا اور اس نے مجھے زور سے کھینچا اور مجھے ایک طرف کر کے خود میری جگہ کھڑا ہوگیا۔ جب اس نے سلام پھیرا تو میری طرف متوجہ ہوا کیا دیکھتا ہوں کہ وہ حضرت ابی بن کعبؓ ہیں۔ کہنے لگے: اے لڑکے! اللہ تعالیٰ تجھے پریشان نہ کرے۔ اس بات کا ہمیں نبی ﷺ نے حکم دیا تھا پھر وہ قبلہ رو ہوگئے اور فرمایا: رب کعبہ کی قسم! اہل عقدہ (بیعت لینے والے) ہلاک ہوگئے۔ مجھے ان پر کوئی افسوس نہیں ہے۔ انہوں نے تین مرتبہ یہ کلمات دہرائے۔ بخدا مجھے ان پر کوئی افسوس نہیں ہے لیکن مجھے ان لوگوں پر افسوس ہے جنکو انہوں نے گمراہ کر دیا ہے۔

۸۳۸- محمد بن احمد بن حسن، بشر بن موسیٰ، محمد بن سعید بن اصفہانی، عبداللہ بن مبارک، ربیع بن انس، ابو عالیہ کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ ابی بن کعبؓ نے فرمایا:

تم سیدھے راستے اور سنت رسول اللہ ﷺ کو لازمی پکڑے رکھو، پس کوئی بندہ ایسا نہیں جو سیدھے راستے اور سنت پر قائم ہوتے ہوئے اللہ عزوجل کا ذکر کرے اور مارے خوف خدا کے اسکی آنکھوں سے آنسو جاری ہو جائیں اور پھر اسے دوزخ کی آگ چھو لے، اور کوئی ایسا بندہ نہیں جو سیدھے راستے اور سنت پر قائم ہوتے ہوئے اللہ کا ذکر کرے اور اس کے بال کھڑے ہو جاتے ہوں اللہ تعالیٰ کے خوف سے مگر اس کی مثال اس درخت جیسی ہے جسکے پتے خشک ہو گئے ہوں، چنانچہ اسی حالت میں اس درخت پر ہوا چلتی ہے اور اس کے

پتے گرنے لگتے ہیں۔اس آدمی کے گناہ بھی (ذکر اللہ سے) اس طرح گرتے ہیں جس طرح اس درخت کے پتے۔ بے شک اللہ تعالیٰ کے راستے میں تمہارے اعمال انبیاء کرام کے طریقے اور انکی سنت کے مطابق ہونے چاہئیں۔

۸۳۹- ابوعمرو بن حمدان، حسن بن سفیان، علی بن حسن بن سلیمان، ابوخالد، مغیرہ بن مسلم، ربیع بن انس، ابوعالیہ کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ ایک آدمی نے حضرت ابی بن کعبؓ سے کچھ وصیت کرنے کی درخواست کی۔ حضرت ابی بن کعبؓ نے فرمایا: کتاب اللہ کو اپنا امام بنالو اور اس کے قاضی اور حاکم ہونے سے راضی رہو۔ اس لئے کہ یہی وہ چیز ہے جسکو تمہارے رسول نے تمہارے بیچ چھوڑا ہے۔ کتاب اللہ ایسا سفارشی اور بلاتہمت گواہ ہے جس کی سفارش قبول کی جاتی ہے۔ اس میں تمہارا اور تم سے پہلوں کا بھی ذکر ہے۔ کتاب اللہ تمہارے درمیان بہترین حاکم ہے اور وہ تمہیں تمہارے بعد کی بھی خبریں دیتا ہے۔

۸۴۰- **چار عذاب اس امت پر واقع ہو کر رہیں گے**...... ابوبکر بن مالک، عبداللہ بن احمد بن حنبل، احمد بن حنبل، وکیع، ابوجعفر، ربیع، ابوعالیہ کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ حضرت ابی بن کعبؓ نے ارشاد باری تعالیٰ:

"قل هو القادر علي ان يبعث عليكم عذاباًمن فوقكم(انعام ۶۵)"......

آپ کہہ دیجئے کہ اس پر بھی وہ قادر ہے کہ تم پر تمہارے اوپر سے عذاب نازل کردے۔

کے بارے میں فرمایا: وہ چار چیزیں ہیں اور وہ سب کی سب عذاب الٰہی ہیں اور وہ لامحالہ ساری کی ساری واقع ہو کر رہیں گی۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ کی رحلت کے پچیس سال بعد دو چیزیں تو ان میں سے واقع ہو چکی ہیں ایک یہ کہ لوگ مختلف گروہوں میں بٹ گئے دوسری یہ کہ ان کے آپس میں جھگڑے چھڑ گئے۔ اور دو چیزیں فی الحال ابھی تک باقی ہیں لیکن لامحالہ وہ بھی واقع ہو کر رہیں گی ایک خسف (زمین میں دھنسنا) اور دوسری رجم (آسمان سے پتھروں کی بارش)۔

سفیان ثوری رحمہ اللہ نے بھی یہ حدیث ربیع سے اسی طرح روایت کی ہے۔

۸۴۱- **حضور ﷺ کی برکات**...... ابومحمد حامد بن حیان، عبدالرحمٰن بن محمد بن سلم، ہناد بن سری، وکیع، یزید بن ابراہیم، ابوہارون غنوی، مسلم بن شداد، عبید بن عمیر کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ حضرت ابی بن کعبؓ نے فرمایا کوئی بندہ ایسا نہیں جو اللہ کے لئے کوئی چیز ترک کرتا ہے مگر یہ کہ اللہ تعالیٰ بدلے میں اس چیز سے بہتر چیز ایسی جگہ سے عطا فرماتے ہیں جہاں سے اسے گمان تک نہیں ہوتا اور کوئی بندہ ایسا نہیں جو کسی فعل کا لاپرواہی میں ارتکاب کرتا ہے مگر یہ کہ اللہ تعالیٰ اسے اس فعل سے زیادہ سخت بوجھ اس پر ڈال دیتے ہیں اور اسے گمان تک بھی نہیں ہوتا۔

۸۴۲- محمد بن اسحٰق بن ایوب، ابراہیم بن سعدان، بکر بن بکار، ابن عون، حسن کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ حضرت ابی بن کعبؓ نے فرمایا: ہم نبی ﷺ کے ساتھ ہوتے تھے اور ہم یکسو ہوتے تھے (یعنی ہماری سوچ ہمارا مقصود، ہماری مراد ہماری تڑپ ایک ہوتی تھی) جب نبی ﷺ دنیا سے اٹھالئے گئے، ہم نے یوں اور یوں دیکھنا شروع کردیا۔

یہ حدیث روح نے ابن عون سے روایت کی ہے اور انہوں نے عتی عن ابی بن کعبؓ کی سند سے بیان کی۔

۸۴۳- حسن بن احمد بن صالح سبیعی، حسن بن حباب مقری، محمد بن اسماعیل مبارکی، روح بن عبادہ، عبداللہ بن عون، حسن، عتی بن ضمرہ کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ حضرت ابی بن کعبؓ نے فرمایا! ہم نبی ﷺ کے ساتھ ہوتے تھے اور ہمارے چہرے ایک ہوتے تھے، حتی کہ وہ ہم سے جدا ہو گئے اور ہمارے چہرے دائیں بائیں ہو گئے۔

۸۴۴- عبداللہ بن جعفر، یونس بن حبیب، ابوداؤد، ابواشہب، حسن کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ حضرت ابی بن کعبؓ نے فرمایا: خبردار!

بے شک دنیا کی مثال ابن آدم کے کھانے کے ساتھ بیان کی گئی ہے اور بے شک اسکا کھانا نمک اور مسالہ ہے۔

شیخ ابونعیم اصفہانی رحمہ اللہ نے فرمایا ہے کہ حدیث بالا کو ابوحذیفہ نے ثوری سے مرفوعاً روایت کیا ہے اور انہوں نے عتی کا واسطہ ذکر کیا ہے۔

۸۴۵-سلیمان بن احمد، علی بن عبدالعزیز، ابوحذیفہ، سفیان ثوری، یونس بن عبید، حسن، عتی کے سلسلۂ سند سے حضرت ابیؓ کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: بے شک ابن آدم کے کھانے کی چیز کی دنیا کے لئے ایک مثال بیان کی گئی ہے، پس دیکھ لو ابن آدم سے کیا خارج ہوتا ہے اور بے شک اس کے نمک اور مسالے کی حقیقت وہ جانتا ہے کہ اس نے کس چیز کی طرف لوٹ کر جانا ہے۔[۱]

۸۴۶- ابومحمد بن حیان، ابویحیی رازی، ہناد بن سری، محمد بن عبید، محرز ابی رجاء، صدقہ، ابراہیم بن مرہ کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ ایک آدمی حضرت ابی بن کعبؓ کے پاس آیا اور کہنے لگا: اے ابومنذر! کتاب اللہ کی ایک آیت نے مجھے (سخت) غمزدہ کر دیا ہے!۔ حضرت ابی بن کعبؓ نے پوچھا: بھلا وہ کونسی آیت ہے؟ آدمی نے کہا: "من یعمل سوءً یجزبه" (نساء/۱۲۳) جس نے کوئی برا عمل کیا اسکا اسے بدلہ دیا جائے گا۔ ابیؓ نے فرمایا: یہ وہ بندہ مومن ہے جسے (گناہ کے بعد) کوئی مصیبت پیش آتی ہے اور وہ صبر کر لیتا ہے پھر وہ اللہ تعالیٰ سے جاملتا ہے تو اس پر کوئی اس کا گناہ نہیں ہوتا۔

۸۴۷- محمد بن احمد بن حسن، محمد بن عثمان بن ابی شیبہ، احمد بن طارق، عباد بن عوام، سعید، قتادہ، حسن، عتی کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ حضرت ابی بن کعبؓ نے فرمایا: حضرت آدم علیہ السلام لمبے آدمی تھے اور ان کے سینے پر بہت زیادہ بال تھے۔ وہ یوں لگتے تھے جیسے کھجور کا کھوکھلا درخت۔ (جنت میں) جب ان سے خطا سرزد ہوگئی تو ان کے بال جھڑ گئے۔ چنانچہ جنت میں بھاگنے لگے ایک درخت میں ان کا سر الجھ گیا، آدم علیہ السلام حواء سے کہنے لگے: کیا تو مجھے کہیں چھپا سکتی ہے؟ حواء علیہ السلام نے جواب دیا: میں تجھے تنہائی میں کہیں بھی نہیں چھپا سکتی۔ آدم علیہ السلام کے پروردگار نے آواز دی: اے آدم! کیا تو مجھ سے بھاگ رہا ہے؟ آدم علیہ السلام نے جواب دیا: اے میرے پروردگار مجھے تجھ سے حیاء آرہی ہے۔

۸۴۸-**مؤمن کی خصلتیں**...... احمد بن جعفر بن معبد، ابوبکر بن نعمان، محمد بن سعید بن سابق، ابوجعفر رازی، ربیع بن انس، ابوعالیہ کے سلسلۂ سند سے مروی ہے:

حضرت ابی بن کعبؓ نے فرمایا: مومن چار چیزوں کے درمیان ہے۔ اگر کسی مصیبت میں مبتلا ہو جائے تو صبر کرے، اگر اسے کوئی چیز عطا ہو جائے تو اللہ تعالیٰ کا شکر کرے، اگر بات کرے تو سچ بولے اور اگر فیصلہ کرے تو انصاف کرے۔

مومن نور کی پانچ چیزوں میں الٹتا پلٹتا ہے اور وہ ارشاد باری تعالیٰ ہے "نور علی نور" (نور/۳۵) روشنی پر روشنی ہے۔ مومن کا کلام نور ہے۔ اسکا علم نور ہے۔ اسکا مدخل نور ہے۔ اسکا مخرج بھی نور ہے۔ قیامت کے دن اسکا لوٹنا نور کی طرف ہوگا اور کافر پانچ قسم کی تاریکیوں میں الٹتا پلٹتا ہے اسکا کلام تاریکی ہے۔ اسکا عمل تاریکی ہے۔ اسکا مدخل تاریکی ہے۔ اسکا مخرج تاریکی ہے اور اس نے قیامت کے دن تاریکیوں کی طرف لوٹنا ہے۔

۸۴۹- محمد بن اسحاق بن ایوب، ابراہیم بن سعد، بکر بن بکار، عبدالحمید بن جعفر، جعفر، سلیمان بن یسار کی سند سے مروی ہے:

عبداللہ بن حارث بن نوفل کہتے ہیں کہ میں ایک مرتبہ حضرت ابی بن کعبؓ کے ساتھ جھاڑیوں میں کھڑا تھا۔ لوگ فروٹ

۱۔ المعجم الکبیر للطبرانی ۱/۱۶۶. وصحیح ابن حبان ۲۴۸۹. (موارد) ومسند الامام احمد ۱۳۶/۵. ومجمع الزوائد ۲۸۸/۱۰. والترغیب والترهیب ۱۷۳/۳. واتحاف السادة المتقین ۱۱۲/۸.

منڈی میں (خریدنے بیچنے میں) مصروف تھے: حضرت ابیؓ کہنے لگے: کیا تم ان لوگوں کو نہیں دیکھتے ہو کہ ان کی گردنیں طلب دنیا میں کس قدر مشغول ہیں؟ میں نے کہا: جی ہاں، فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے کہ عنقریب دریائے فرات سونے کے ایک پہاڑ کو ظاہر کر دے گا پس لوگ جونہی اس کے بارے میں سنیں گے فوراً اس کی طرف دوڑ پڑیں گے (کوئی نگران آدمی) اس پہاڑ کے پاس کھڑے ہوا کہے گا اگر ہم لوگوں کو چھوڑ دیں سونے کے اس پہاڑ کو سارے کا سارا لے جائیں گے اور ہمارے لئے اسمیں سے کچھ بھی نہیں چھوڑیں گے۔ (پس اس وقت) لوگوں میں قتل عام شروع ہو جائے گا۔ ہر سو (۱۰۰) میں سے ۹۹ لوگ مارے جائیں گے۔[۱]

یہ حدیث زبیدی نے زہری عن اسحٰق مولیٰ مغیرہ عن ابیؓ کی سند سے روایت کی ہے۔

۸۵۰- نیکیوں کی طلب میں بخار قبول کرنا...... سلیمان بن احمد، احمد بن خلید حلبی، محمد بن عیسیٰ بن طباع، معاذ بن معاذ بن ابی بن کعب، معاذ بن ابی بن کعب کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ:

حضرت ابی بن کعبؓ نے عرض کیا: یا رسول اللہ! بخار کی کیا جزا (اجر و ثواب) ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: بخار زدہ آدمی کے جب تک پاؤں لڑکھڑاتے رہتے ہیں اور وہ پسینے میں شرابور ہوتا رہتا ہے اس وقت تک اس کے لئے نیکیاں جاری کی جاتی ہیں[۲] (یعنی اس کے نامۂ اعمال میں نیکیاں لکھی جاتی رہتی ہیں) حضرت ابی بن کعبؓ کہنے لگے: یا اللہ میں تجھ سے بخار کا سوال کرتا ہوں، جو مجھے تیرے راستے (جہاد) میں نکلنے اور تیرے گھر کی طرف جانے اور تیرے نبی ﷺ کی مسجد کی طرف نکلنے سے نہ روکے۔ راوی کہتے ہیں: چنانچہ جب بھی ابی بن کعبؓ کو چھوا گیا انہیں بخار زدہ پایا گیا۔

۸۵۱- ابو عمرو بن حمدان، حسن بن سفیان، ابراہیم بن حجاج، عبدالعزیز بن مسلم، ربیع بن انس، ابو عالیہ کے سلسلۂ سند سے حضرت ابی بن کعبؓ کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اس امت کو بلندی رتبہ، نصرت و مدد اور غلبہ و قدرت کی بشارت دے دو۔ اور جو آدمی اس امت میں سے آخرت والا عمل دنیا کے حصول کے لئے کرے گا آخرت میں اس کے لئے کچھ حصہ نہیں ہوگا۔[۳]

۸۵۲- سلیمان بن احمد، حفص بن عمر، قبیصہ بن عقبہ، سفیان ثوری، عبداللہ بن محمد بن عقیل، طفیل بن ابی بن کعب کے سلسلۂ سند سے حضرت ابی بن کعبؓ کی روایت ہے کہ جب رات کا ایک چوتھائی حصہ گزر جاتا تو رسول اللہ ﷺ ارشاد فرماتے: اے لوگو! اللہ تعالیٰ کو یاد کرو لرزا دینے والی آگ اور اس کے پیچھے آنے والی آگئی۔ موت اپنے متعلقات کو لے کر آگئی۔ رسول اللہ ﷺ یہ کلمات تین مرتبہ ارشاد فرماتے تھے۔[۴]

۸۵۳- ابو عمرو بن حمدان، حسن بن سفیان، شیبان بن ابی شیبہ، سلام بن مسکین، عصمہ، ابو حکیمہ کے سلسلۂ سند سے حضرت ابی بن کعبؓ کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: کیا میں تمہیں کچھ ایسے کلمات نہ سکھاؤں جو مجھے جبرئیل علیہ السلام نے سکھائے تھے؟ میں نے کہا: یا رسول اللہ! جی ہاں (ضرور مجھے سکھلایئے) رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: کہو:

۱۔ مسند الامام احمد ۲/۳۴۶، ۳۱۵، وفتح الباری ۱۳/۸۱۔

۲۔ المعجم الکبیر للطبرانی ۱/۱۶۹۔ وفتح الباری ۱۰/۱۱۰۔ ومجمع الزوائد ۲/۳۰۵، والترغیب والترھیب ۴/۳۰۰۔ وتاریخ ابن عساکر ۲/۳۲۹۔ (التھذیب) واتحاف السادۃ المتقین ۹/۶۲۵۔

۳۔ شرح السنۃ للبغوی ۱۴/۳۳۵۔ والمستدرک ۴/۳۱۱، ۳۱۸، ومسند الامام احمد ۵/۱۳۴۔ ومجمع الزوائد ۱۰/۲۲۰۔ والدر المنثور ۵/۵۵، ۶/۵۔

۴۔ سنن الترمذی ۲۴۵۷۔ والمستدرک ۲/۵۱۳۔ والاحادیث الصحیحۃ ۹۵۴۔

اللهم اغفرلی خطایای وعمدی وهزلی وجدی ولاتحرمنی من برکة مااعطیتنی ولاتفتنی فیماحرمتنی

یا اللہ میری خطائیں معاف فرمادے اور جو گناہ میں نے عمداً کیے یا ہنسی مذاق میں کیے یا سنجیدگی سے کیے وہ بھی معاف فرما اور مجھے اپنی عطا کردہ نعمتوں سے محروم نہ کرنا اور اپنی حرام کردہ چیزوں کے فتنے میں مجھے مبتلانہ کرنا۔[1]

(۴۰) حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ[2]

حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین میں سے ایک سریلی آواز والے صاحب قرات، اپنے آپ کو میدان سیاست سے دور رکھنے والے ابوموسیٰ عبداللہ بن قیس بن حضار اشعری بھی ہیں۔ آپ رضی اللہ عنہ احکام ومسائل کے بڑے عالم تھے۔ محبت ومشاہدہ کی وادیوں میں سرگرداں رہتے تھے۔ تاریک راتوں میں ترنم کے ساتھ قرات قرآن کرتے تھے۔ راتوں کو بیدار رہتے۔ ایام طویلہ میں شدت گرمی کے باوجود روزے کی حالت میں رہتے۔

کہا گیا ہے کہ تصوف سرگرداں دل کی پژمردگی کو دائمی عزت کی چراگاہوں میں آسودگی بخشنے کا نام ہے۔

۸۵۴- ابوبکر بن مالک، عبداللہ بن احمد بن حنبل، احمد بن حنبل، ابن نمیر، طلحہ بن یحیی، ابوبردہ کے سلسلۂ سند سے حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے معاذ رضی اللہ عنہ اور ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کو (گورنر بنا کر) یمن بھیجا اور انہیں حکم دیا کہ وہ لوگوں کو قرآن مجید کی تعلیم دیں۔

۸۵۵- محمد بن اسحٰق بن ایوب، ابراہیم بن سعدان، بکر بن بکار، قرہ بن خالد، ابورجاء عطاردی کے سلسلۂ سند سے مروی ہے:

ابورجاء کہتے ہیں حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بصرہ کی اس مسجد میں ہمارے اوپر اکثر چکر کاٹتے رہتے تھے اور مسجد میں لگے حلقوں میں بیٹھ جاتے تھے۔ گویا کہ (مجھے یوں لگتا ہے جیسے) میں انہیں دو سفید چادروں میں ملبوس بیٹھے ہوئے اور مجھے قرآن مجید پڑھاتے ہوئے دیکھ رہا ہوں۔ میں نے انہی سے سورت "اقراء باسم ربک الذی خلق" (سورۂ علق) حاصل کی ہے۔

وکیع اور خالد بن الحارث نے قرہ سے اس کے مثل روایت نقل کی ہے۔

۸۵۶- سلیمان بن احمد، عبداللہ بن احمد بن اسید، ذکریا بن یحیی ابوالخطاب، ابوداؤد طیالسی، شعبہ، ابی عامر خراز، حسن ابی موسیٰ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ مجھے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے تمہارے پاس بھیجا ہے کہ تمہیں اللہ عزوجل کی کتاب اور تمہارے نبی ﷺ کی سنت سکھاؤں اور تمہارا راستہ صاف کردوں۔

۸۵۷- محمد بن جعفر بن ہیثم، جعفر بن محمد صائغ، عفان، وہیب، داؤد بن ابی ہند، ابوحرب بن اسود (دیلی) ابواسود دیلی کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ حضرت ابوموسیٰ نے قراء کو جمع کیا اور حکم دیا کہ ہمارے پاس وہی آئے جس نے قرآن مجید جمع کر رکھا ہو (یعنی پورا قرآن مجید زبانی یاد کر رکھا ہو اور اس کے علم سے واقف ہو)۔ ابواسود رحمہ اللہ کہتے ہیں چنانچہ ہم تقریباً تین سو قراء ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کے پاس آئے۔ انہوں نے ہمیں وعظ ونصیحت کی اور فرمایا: تم لوگ اس علاقے کے قراء ہو تمہارے اوپر ہرگز مدت طویل نہ ہونے پائے ورنہ تمہارے دل سخت ہوجائیں گے جس طرح اہل کتاب کے دل سخت ہوگئے تھے پھر فرمایا:

تحقیق ایک سورت نازل کی گئی تھی جسے ہم طول وتشدید میں سورت برات کے ساتھ تشبیہ دیتے تھے، مجھے اسکی ایک آیت

---

[1] المطالب العالیة ۳۳۳۹، ومجمع الزوائد ۱۰/۱۷۲.

[2] ابو موسیٰ اشعری: اسمه: عبد الله بن قیس، انظر ترجمته فی: الاستیعاب ۳/۹۷۹، ۴/۱۷۶۲. والاصابة ۲/۳۸۹۸. واسد الغابة ۳/۲۴۵. وتهذیب الکمال ۳۴۹۱ (۱۵/۳۳۶).

یاد ہے (وہ یہ کہ)''

لو کان لابن آدم وادیان من ذهب لالتمس الیهما وادیاثالثاً ولایملأجوف ابن آدم الاالتراب

(ترجمہ) اگر کسی آدمی کے لئے سونے کی دو وادیاں ہوں وہ پھر بھی تیسری وادی کی تلاش میں لگا رہتا ہے۔
ابن آدم کا پیٹ مٹی کے سوا کوئی چیز نہیں بھر سکتی۔

(اسی طرح) ایک اور سورت نازل کی گئی جسے ہم (جماعت صحابہؓ) مسبحات جن کے شروع میں ''سبح اللہ'' وغیرہ کا لفظ آتا ہے کے ساتھ تشبیہ دیتے تھے۔ اسکی ایک آیت مجھے یاد ہے اس میں تھا:

یاایھاالذین آمنوالم تقولون مالاتفعلون فتکتب شهادة فی اعناقکم ثم تسألون عنها یوم القیامة.

''اے ایمان والو! وہ بات تم مت کہو جسے تم کرتے نہیں ہو پس شہادت لکھ کر تمہاری گردنوں میں لٹکا دی جائے گی۔
پھر قیامت کے دن اس کے متعلق سوال کیا جائے گا۔

۸۵۸- ابواحمد محمد بن احمد حافظ جرجانی، احمد بن موسیٰ بن عباس، اسماعیل بن سعد کسائی، ابن علیہ، زیاد بن مخراق، معاویہ بن قرہ، ابی کنانہ کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ نے حضرات قراء کو جمع کیا۔ چنانچہ تین سو کے لگ بھگ قراء جمع ہو گئے، ابوموسیٰؓ نے قرآن مجید کی عظمت بیان کی اور پھر فرمایا: بے شک یہ قرآن مجید تمہارے لئے اجر وثواب ہوگا ورنہ تمہارے اوپر ایک قسم کا بوجھ ہوگا۔ پس قرآن مجید کی اتباع کرو اور قرآن مجید ہرگز تمہاری اتباع نہ کرے۔ چونکہ جو آدمی قرآن مجید کی اتباع کرتا ہے وہ جنت کے باغات میں فروکش ہوتا ہے اور جس نے قرآن مجید کو اپنے تابع بنایا وہ گدی پر مار کھا کر دوزخ میں جا پڑتا ہے۔

یہ حدیث شعبہ نے زیاد سے اسی طرح روایت کی ہے۔

۸۵۹- فاروق خطابی، ابومسلم کشی، عمرو بن مرزوق، مالک بن مغول، (دوسری سند) سلیمان بن احمد، اسحٰق بن ابراہیم، عبدالرزاق، ابن عیینہ، مالک بن مغول، عبداللہ بن بریدہ کے سلسلۂ سند سے بریدہؓ کی روایت ہے کہ:

ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ کو با آواز بلند قرآن مجید پڑھتے ہوئے سنا۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ان کو آل داؤد کے لحن (خوش آوازی) سے حصہ ملا ہے[1]۔ بریدہؓ فرماتے ہیں: میں نے یہ بات حضرت ابوموسیٰؓ کو سنائی کہنے لگے: جب آپ نے مجھے یہ خبر سنائی تو اب سے آپ میرے دوست ہیں۔

یہ حدیث ابواسحٰق سبیعی و ثوری و شریک اور دیگر محدثین نے مالک رحمہ اللہ سے روایت کی ہے۔

۸۶۰- محمد بن احمد بن حسن، عبداللہ بن احمد بن حنبل، احمد بن حنبل، خالد بن نافع، سعید بن ابی بردہ، ابوموسیٰ اشعریؓ کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ رات کے وقت نبی ﷺ کہیں تشریف لے جا رہے تھے اور ابوموسیٰ اشعریؓ اپنے گھر میں قرآن مجید پڑھ رہے تھے نبی ﷺ کے ساتھ حضرت عائشہؓ بھی تھیں۔ دونوں ابوموسیٰؓ کی قراءت سننے وہیں کھڑے ہو گئے۔ اگلے دن ارشاد فرمایا: اے ابوموسیٰ! گزشتہ رات کو میں تمہارے پاس سے گزرا۔ میرے ساتھ عائشہ بھی تھی اور تو اپنے گھر میں قرآن مجید پڑھ رہا تھا ہم (دونوں) تمہاری قرأت سننے کھڑے ہو گئے[2]۔ ابوموسیٰ نے عرض کیا یا نبی اللہ! اگر مجھے آپ کی موجودگی کا علم ہوتا تو میں آواز میں اور دلکشی پیدا کر کے آپ

۱- سنن النسائی، کتاب الافتتاح باب ۸۱. ومسند الامام أحمد ۳۵۹/۵. والمصنف لعبد الرزاق ۴۱۷۸. وتلخیص الحبیر ۲۰۱/۴. واتحاف السادة المتقین ۴۹۹/۴. وکذالک: سنن ابن ماجة ۱۳۴۱. وصحیح ابن حبان ۲۲۶۴. (موارد) طبقات ابن سعد ۴/۱/۷۹. ۸۰، ۲/۲/۱۰۶.

۲- مجمع الزوائد ۲۷۱/۷، ۳۵۹.

ہو اور زیادہ خوش کرتا۔

۸۶۱- عبداللہ بن جعفر، اسماعیل بن عبداللہ، مسلم بن ابراہیم، سعید بن زربی (ایک نسخہ میں ابن رزین ہے) ثابت بنانی، انس بن مالک کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: بخدا! ابوموسیٰ کو آل داؤد کے لحن سے حصہ دیا گیا ہے۔[1]

۸۶۲- محمد بن عمر بن سلم، علی بن ابی ازہر مصری، ابوعمیر عیسیٰ بن محمد، ایوب بن سوید، یونس بن یزید، زہری، ابوسلمہ کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ حضرت عمرؓ بن الخطاب ابوموسیٰؓ کو کہتے تھے: ہمیں اپنے رب عزوجل کی یاد تازہ کراؤ، چنانچہ حضرت ابوموسیٰؓ تلاوت شروع کردیتے تھے۔

۸۶۳- احمد بن یوسف، عبداللہ بن محمد بن عبدالعزیز، عبیداللہ بن عمر (ایک نسخہ میں عبداللہ بن عمر ہے) صفوان بن عیسیٰ، سلیمان تیمی، ابو عثمان نہدی کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ ہمیں صبح کی نماز پڑھاتے تھے ان کی آواز اتنی سریلی اور دلکش ہوتی تھی کہ چنگ و بربط میں بھی وہ دلکشی نہیں۔

۸۶۴- ابوبکر بن مالک، عبداللہ بن احمد بن حنبل، نصر بن علی، عیسیٰ بن یونس، اعمش، مسلم بن صبیح، مسروق رحمہ اللہ کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ ہم ابوموسیٰ اشعریؓ کے ساتھ ایک سفر میں تھے۔ ہم نے رات کو اتر کر ایک باغ میں پناہ لی۔ ابوموسیٰؓ رات کے وقت اٹھ کر نماز پڑھنے لگے۔ کیا ہی آپؓ کی آواز تھی۔ آپؓ کا دوران تلاوت جس مضمون پر گزر ہوتا اسے تلاوت کرنے کے بعد کہتے:

اللهم انت السلام و منک السلام و انت المؤمن تحب المؤمن

و انت المهيمن تحب المهيمن و انت الصادق تحب الصادق

یا اللہ تو سلامتی والا ہے اور تمام تر سلامتی تجھی سے وابستہ ہے، تو امن دیتا ہے اور مومن سے محبت کرتا ہے،

تو نگہبان ہے اور تو نگہبان سے محبت کرتا ہے اور تو سچا ہے اور سچے سے محبت کرتا ہے۔

۸۶۵- ابوبکر بن مالک، عبداللہ بن احمد بن حنبل، احمد بن حنبل، یزید بن ہارون، حماد بن سلمہ، ثابت بنانی کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ حضرت انس بن مالکؓ کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ ہم ایک سفر میں حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ کے ہمراہ تھے۔ (ایک جگہ) انہوں نے لوگوں کو فصیح و بلیغ کلام کرتے سنا۔ کہنے لگے: اے انس! مجھے کیا ہو گیا؟ آؤ ہم اپنے رب کو یاد کریں۔ کیا بعید! یہ لوگ اپنی زبان سے لگا تار جھوٹ بولیں۔ پھر فرمایا: اے انس! کس چیز نے لوگوں کو آخرت کی طلب سے بے رغبت کردیا ہے اور کس چیز نے انہیں اطاعتِ خداوندی سے روک دیا ہے۔ میں نے کہا: خواہشات (نفس) اور شیطان نے۔ فرمایا: بخدا! ایسا نہیں بلکہ دنیا انہیں فی الفور مل گئی ہے اور آخرت میں ابھی تاخیر ہے۔ کاش! اگر یہ کھلی آنکھوں سے آخرت کا معائنہ کرلیتے کبھی آخرت سے غافل ہو کر دنیا کی [illegible] مائل نہ ہوتے۔

۸۶۶- محمد بن احمد بن حسن، بشر بن موسیٰ، حسن بن موسیٰ اشیب، شیبان، قتادہ، ابو بردہ بن ابی موسیٰ کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ نے ان کو فرمایا: اے پیارے بیٹے! اگر تم ہمیں اس وقت دیکھ لیتے جب ہمارے اوپر آسمان برس رہا ہوتا اور ہم نبی ﷺ کے ساتھ ہوتے تھے، بخدا تم ہمیں بھیڑ کی طرح معصوم دیکھتے جو ہوا کے دوش پر جم نہ سکے۔

یہ حدیث ابوعوانہ وسعید و محمد بن حفصہ و خالد بن قیس وغیرہم نے بھی قتادہ سے روایت کی ہے۔

۸۶۷- احمد بن جعفر بن حمدان، عبداللہ بن احمد بن حنبل، احمد بن حنبل، عبدالصمد، ابو ہلال، قتادہ کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ ایک

۱۔ سنن النسائی، کتاب الافتتاح باب ۸۱. و مسند الامام أحمد ۳۵۹/۵. والمصنف لعبد الرزاق ۴۱۷۸. وتلخيص الحبير ۲۰۱/۴. واتحاف السادة المتقين ۳۹۹/۴. و کذالک: سنن ابن ماجة ۱۳۴۱. وصحیح ابن حبان ۲۲۶۴. (موارد) طبقات ابن سعد ۷۹/۱/۴، ۸۰، ۱۰۶/۲/۲.

مرتبہ حضرت ابوموسیٰؓ کو خبر ملی کہ کچھ لوگوں کے پاس اتنے کپڑے بھی دستیاب نہیں ہیں کہ وہ پہن کر جمعہ کی نماز پڑھ سکیں، چنانچہ انہوں نے ایک چغہ پہنا اور پھر گھر سے باہر نکلے اور لوگوں کو نماز پڑھائی۔

۸۶۸- ابوعمرو بن حمدان، حسن بن سفیان، ابوبکر بن ابی شیبہ، عبداللہ بن موسیٰ، ابراہیم بن اسماعیل بن مجمع، صالح بن کیسان، یزید رقاشی، عن ابیہ کے سلسلۂ سند سے حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: تحقیق روحاء سے چل کر صخرہ تک ستر انبیاء ننگے پاؤں اور صرف ایک چغہ کے ساتھ چلتے ہوئے گزرے۔[۱]

۸۶۹-سلیمان بن احمد، بشر بن موسیٰ، محمد بن سعید اصفہانی، ابواسامہ، یزید، ابوبردہ بن ابوموسیٰؓ کی روایت ہے، حضرت ابوموسیٰؓ فرماتے ہیں: کہ ایک مرتبہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک غزوہ میں نکلے۔ ہم چھ آدمی تھے اور ہمارے پاس صرف ایک ہی اونٹ تھا تاہم ہم لوگ اسی پر باری باری سوار ہوتے (اور اکثر ہمیں پیدل ہی چلنا پڑتا تھا جس سے) ہمارے پاؤں گھس گئے۔ (بالخصوص) میرے پاؤں بہت زیادہ گھس گئے...... حتیٰ کہ میرے پاؤں کے ناخن بھی گر گئے۔ ہم (بچاؤ کے لئے) پاؤں پر چیتھڑے لپیٹتے تھے۔ اسی وجہ سے اس غزوے کو غزوۂ ذات الرقاع کے نام سے موسوم کیا گیا چونکہ ہم نے اپنے پاؤں پر چیتھڑوں کی پٹیاں باندھی تھیں۔ ابوبردہ کہتے ہیں: ابوموسیٰ اشعریؓ نے ہمیں یہ حدیث سنائی اور پھر اس حدیث کے سنانے کو ناپسند کرنے لگے۔ کہنے لگے: مجھے اچھا نہیں لگتا کہ میں اس حدیث کو بیان کرتا۔ گویا وہ اپنے کسی نیک عمل کو افشا کرنا ناپسند سمجھتے تھے۔

۸۷۰-حبیب، عمر بن حفص سدوسی، عاصم بن علی، مہدی بن میمون، واصل (ابوعیینہ کے آزاد کردہ غلام)، لقیط، ابوبردہ کے سلسلۂ سند سے مروی ہے حضرت ابوموسیٰؓ نے فرمایا: ایک مرتبہ ہم جہاد کی نیت سے براستہ سمندر چل پڑے۔ اسی دوران ہم چلے جارہے تھے۔ ہوا بہت اچھی تھی اور بہت سارے بادبان پھڑ پھڑا رہے تھے۔ چنانچہ ہم نے ایک منادی کو آواز لگاتے سنا جو کہہ رہا تھا: اے کشتی والو! رک جاؤ، میں تمہیں ایک خبر سنانا چاہتا ہوں۔ حتیٰ کہ اس نے سات مرتبہ پے درپے آوازیں لگائیں۔ ابوموسیٰؓ نے فرمایا: میں نے کشتی کے نمایاں حصے پر کھڑے ہو کر کہا: تم کون ہو اور کہاں ہو؟ کیا تم نہیں دیکھ رہے ہو کہ ہم کہاں ہیں اور کیا ہم رکنے کی استطاعت رکھتے ہیں؟ فرمایا: چنانچہ مجھے جواب دینے کے لئے ایک آواز بلند ہوئی، کسی نے کہا: کیا میں تمہیں خبر نہ دوں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے اوپر ایک فیصلہ کر رکھا ہے۔ میں نے جواب دیا کہ ہمیں ضرور خبر دو۔ کہا: بے شک اللہ تعالیٰ نے اپنے اوپر فیصلہ کرلیا ہے کہ جو آدمی سخت گرم دن میں اپنے آپ کو خالص اللہ تعالیٰ کے لئے پیاسا رکھے گا اللہ تعالیٰ اسے قیامت کے دن سیراب کرے گا۔ چنانچہ حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ ایسے شدید گرمی والے دن کی تلاش میں رہتے تھے جس میں انسان کی گرمی کی وجہ سے جان نکل جائے، ایسے دن میں ابوموسیٰؓ روزہ رکھتے تھے۔

۸۷۱-ابوبکر بن مالک، عبداللہ بن احمد بن حنبل، احمد بن حنبل، عبدالرحمٰن، حماد بن سلمہ، قتادہ، ابی مجلز کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ حضرت ابوموسیٰؓ نے فرمایا بے شک میں بہت زیادہ تاریک گھر میں غسل کرتا ہوں (اور جب غسل سے فارغ ہوتا ہوں) اپنی کمر سیدھی نہیں کرتا ہوں۔ حتیٰ کہ میں (اسی حالت میں) اپنے کپڑے لے لیتا ہوں اس لئے کہ مجھے اپنے پروردگار سے حیاء آتی ہے (کہ میں عریاں حالت میں ہوں)۔

۸۷۲-ابومحمد بن حیان، ابویحییٰ رازی، ہناد بن سری، ابن مبارک، شعبہ، سعید بن ابی بردہ، ابوبردہ کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ نے فرمایا: مایستنظر من الدنیا الا کلامحزنا او فتنۃ تنتظر" (کہ دنیا میں رہ کر صرف کسی غمزدہ کرنے والی مصیبت یا کسی فتنے کا انتظار ہی کیا جاسکتا ہے)۔[۲]

---

[۱] مجمع الزوائد ۲۲۰/۳. وتلخیص الحبیر ۲۴۲/۲. وکنز العمال ۳۴۷۲۰.

[۲] (ظاہری عبارت سے یہی ترجمہ واضح ہوتا ہے ورنہ اصل عبارت نقل کردی ہے)۔

۸۷۳- عبداللہ بن محمد، محمد بن شبل، ابوبکر بن ابی شیبہ، ابومعاویہ، اعمش، ابووائل کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ نے فرمایا: یقیناً تم سے پہلے والے لوگوں کوان دینار ودراہم نے ہلاک کردیا وہ دونوں تمہیں بھی ہلاک کردیں گے۔[۱]

۸۷۴-محمد بن علی، ابوقاسم منیعی، علی بن جعد، شعبہ، سعید جریری، غنیم بن قیس کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ نے فرمایا: یقیناً قلب (دل) کوقلب کے نام سے اس کے منقلب ہونے (الٹنے پلٹنے) کی وجہ سے موسوم کیا گیا ہے۔ بے شک قلب (دل) کی مثال اس پر کی سی ہے جوکسی وسیع بیابان میں پڑا ہو (اوراسے ہوا کبھی ایک طرف الٹ دیتی ہے اورکبھی دوسری طرف۔ اسی طرح دل بھی جب دنیا کو دیکھتا ہے تو بے چین و بے قرار ہوجاتا ہے)۔

ابن علیہ نے بھی یہ حدیث جریری سے اسی طرح روایت کی ہے۔

۸۷۵- ابوبکر بن مالک، عبداللہ بن احمد بن حنبل، احمد بن حنبل، عبدالوہاب، عوف، قسامہ بن زہیر کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ حضرت ابوموسیٰؓ نے بصرہ میں ہمیں خطبہ دیا کہنے لگے: اے لوگو! خوب روؤاوراگر رونہیں سکتے ہوتو کم ازکم رونے کی صورت تو بنالو، اہل دوزخ اس قدرروئیں گے کہ آنسوخشک ہوجائیں گے۔ پھرخون کے آنسوروئیں گے، آنسوؤں کی فراوانی کا یہ حال ہوگا کہ اگراس میں کشتیاں چلائی جائیں تو بہہ نکلیں۔

۸۷۶-عبداللہ الاصفہانی وابومحمد بن حیان، ابراہیم بن محمد بن حسن، احمد بن سنان، یزید بن ہارون، سلام بن مسکین، قتادہ، ابوبردہ، ابوموسیٰؓ نے فرمایا: اہل دوزخ اس قدرروئیں گے کہ اگران کے نکلے ہوئے آنسوؤں پرکشتیاں چلائی جائیں لامحالہ چل پڑیں۔ جہنمیوں کے رونے سے جب آنسوختم ہوجائیں گے تووہ خون کے آنسوروئیں گے۔ پس اس حالت میں وہ پڑے ہوں گے اس کویاد کرکے خوب رویا جائے۔

یہ حدیث رقاشی نے ضبیع عن ابی موسیٰؓ کے طریق سے مثل مذکور بالاکے روایت کی ہے۔

۸۷۷- احمد بن اسحٰق، ابوبکر بن ابی داؤد، محمود بن خالد، ولید بن مسلم، اوزاعی، ہارون بن رباب، عتبہ بن غزوان رقاشی کے سلسلۂ سند سے مروی ہے عتبہ کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ نے مجھے کہا: مجھے کیا ہوگیا کہ میں تمہاری آنکھ سوجھی ہوئی دیکھ رہا ہوں۔ میں نے کہا: میں نے ایک مرتبہ لشکر میں شریک کسی آدمی کی لونڈی کولمحہ بھر کے لئے گوشۂ چشم سے دیکھ لیا تھا، پھرمیں نے اسے ایک طمانچہ مارا۔ پس تب سے میری آنکھ سوجھ گئی اورآپ اسے جس حالت میں دیکھ رہے ہیں تب سے ایسی ہے۔ ابوموسیٰؓ نے فرمایا: اپنے رب سے مغفرت طلب کروتم نے تواپنی آنکھ پرظلم کردیا۔ بے شک (غیرمحرم کی طرف) پہلی نظر معاف ہے اوردوبارہ نظر کرنا تمہارے اوپر وبال ہے۔

۸۷۸- عبداللہ بن محمد بن جعفر، جعفر بن محمد فریابی، احمد بن سنان ابومعاویہ، اعمش، ابی ظبیان کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ حضرت ابوموسیٰؓ نے فرمایا: بے شک قیامت کے دن سورج لوگوں (کے سروں) پرہوگا اوران کے اعمال انہیں سایہ اورکسی کودھوپ کیے ہوں گے (یعنی اعمال اگراچھے تھے تووہ سایہ کئے ہوں گے اوراگر برے تھے تووہ دھوپ اورگرمی کودوچند کریں گے)۔

۸۷۹- عبداللہ بن محمد بن جعفر، جعفر بن محمد فریابی، محمد بن مسعود، عثمان بن عمر، ابوعامر خزاز، ابوعمران جونی، ابوبردہ کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ حضرت ابوموسیٰؓ نے فرمایا: قیامت کے دن ایک بندہ لایا جائے گا اللہ تعالیٰ اپنے دست قدرت سے اس کے درمیان اور لوگوں کے درمیان پردہ کردیں گے۔ وہ بندہ بھلائی کا مشاہدہ کرے اورکہے گا: بھلائی قبول ہوچکی۔ برائی کودیکھ کرکہے گا کہ معاف کردی گئی۔ پس (خوش ہوکر) وہ بندہ بھلائی وبرائی دونوں سے بے پرواہ ہوکرسجدہ کرے گا۔ (اسے دیکھ کر) مخلوقات کہے گی: بشارت ہے اس

۱۔ مجمع الزوائد ۱۰/۲۳۷، والترغیب والترہیب ۴/۱۸۲۔

بندے کے لئے جس نے کبھی کوئی برائی نہیں کی۔

۸۸۰- عبداللہ بن محمد، محمد بن ابی سہل، عبداللہ بن محمد عبسی، حسین بن علی، زائدہ، عاصم، شقیق کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ نے فرمایا: مومن کی روح نکال لی جاتی ہے اور اسکی خوشبو مشک سے بھی زیادہ عمدہ اور اچھی ہوتی ہے۔ سو جن فرشتوں نے اس بندہ مومن کو وفات دی ہوتی ہے وہ روح کو لے کر آسمانوں کی طرف چڑھ جاتے ہیں تاہم آسمان سے پہلے ہی انہیں کچھ دوسرے فرشتے ملتے ہیں، وہ پوچھتے ہیں کہ تمہارے ساتھ یہ کون ہے؟ وہ جواب دیتے ہیں یہ فلاں ہے اور ساتھ اس (بندہ مومن) کے اعمال حسنہ کا بھی ذکر کرتے ہیں۔ دوسرے فرشتے کہتے ہیں: اللہ تعالیٰ تمہاری اور جو بندہ مومن تمہارے ساتھ ہے اس کی عمر دراز کرے۔ چنانچہ اس کے لئے آسمان کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور خوشی سے اس بندہ مومن کا چہرہ چمک اٹھتا ہے۔ پس وہ اپنے رب عزوجل کے دربار میں حاضری دیتا ہے اور اس کے چہرے پر سورج کی سی چمک ہوتی ہے۔

ابوموسیٰؓ نے فرمایا: چنانچہ ایک دوسرے بندے کی روح نکالی جاتی ہے اور وہ مردار سے بھی زیادہ بدبودار ہوتی ہے، اسے بھی موت دینے والے فرشتے اوپر آسمان کی طرف لے جاتے ہیں۔ چنانچہ آسمان تک پہنچنے سے پہلے ہی انہیں کچھ اور فرشتے مل جاتے ہیں وہ پوچھتے ہیں کہ یہ تمہارے ساتھ کون ہے؟ لانے والے فرشتے جواب دیتے ہیں کہ یہ فلاں آدمی ہے اور ساتھ ساتھ اس کے برے اعمال کا بھی تذکرہ کرتے ہیں۔ ملنے والے فرشتے کہتے ہیں: اسے واپس لے جاؤ، چونکہ اللہ تعالیٰ نے اس پر کچھ ظلم نہیں کیا۔ پھر حضرت ابوموسیٰؓ نے آیت کریمہ "لایدخلون الجنة حتی یلج الجمل فی سم الخیاط" (الاعراف ۴۰) وہ لوگ کبھی جنت میں داخل نہیں ہوں گے جب تک کہ اونٹ سوئی کے ناکہ میں داخل نہ ہو جائے۔ تلاوت کی۔

۸۸۱- ابونعیم اصفہانی، محمد بن احمد بن محمد، عیسیٰ بن یونس، عیسیٰ بن سنان، ضحاک بن عبدالرحمٰن بن عرزب کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ نے بوقت وفات اپنے لڑکوں کو بلایا (جب سب حاضر ہو گئے ان سے) کہنے لگے: جاؤ اور قبر کھودو اسے کشادہ رکھو اور خوب گہری کھودو۔ چنانچہ سارے لڑکے آ گئے اور کہنے لگے: ہم نے قبر کھود لی ہے اور کشادہ اور گہری کھودی ہے۔ ابوموسیٰؓ نے فرمایا: بخدا! شان یہ ہے کہ دو منزلوں میں سے ایک متعین ہے، یا تو میری قبر میں وسعت پیدا کر دی جائے گی حتی کہ قبر کا ہر کونہ چالیس زراع (ہاتھ) وسیع کر دیا جائے گا اور پھر میرے لیے جنت کا ایک دروازہ کھول دیا جائے گا جس سے میں اپنی بیویوں، اپنے محلات، عزت واکرام، اور اپنے لئے اللہ تعالیٰ کی پیدا کی ہوئی نعمتوں کو دیکھ سکوں گا۔ پھر میں اتنے درست اور اچھے طریقے سے اپنے ٹھکانے کو آ جاؤں گا جتنا میں دنیا میں اپنے گھر کی طرف بھی نہیں آتا تھا۔ پھر مجھے جنت کی دلکش خوشبو لحہ بہ لحہ پہنچتی رہے گی حتی کہ مجھے دوبارہ زندہ کر کے اٹھالیا جائے۔

اگر میری منزل دوسری ہوئی اور اللہ تعالیٰ اس سے پناہ دے تو میری قبر مجھ پر بہت تنگ کر دی جائے گی حتی کہ نیزے کی نچلی نوک سے بھی زیادہ باریک (تنگ) ہو جائے گی۔ پھر میرے لئے جہنم کا ایک دروازہ کھول دیا جائے گا پھر میں اپنے لئے تیار زنجیروں اور طوقوں (گلے کے پھندے) اور رسیوں کو دیکھوں گا پھر میں اپنے جہنم میں متعین ٹھکانے کی طرف تیزی سے لپک کر جاؤں گا پھر مجھے ضرور جہنم کی لو اور تپش پہنچ کر رہے گی حتی کہ مجھے زندہ کر کے اٹھالیا جائے۔

یہ حدیث جریری نے عن ابی العلاء عن حمید (نواسۂ) ابی موسیٰؓ کی سند سے بمثل مذکور بالا روایت کی ہے۔

۸۸۲- روٹی والے کو یاد رکھو! عبداللہ بن محمد، محمد بن شبل، ابوبکر بن ابی شیبہ، معتمر بن سلیمان، سلیمان، ابوعثمان، ابوبردہ کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ حضرت ابوموسیٰؓ بوقت وفات کہنے لگے: اے پیارے بیٹو! روٹی والے کو یاد رکھو، فرمایا: ایک آدمی اپنے گرجے میں

عبادت کیا کرتا تھا۔

(راوی کہتے ہیں میرا خیال ہے کہ ابوموسیٰؓ نے اس کی عمر ستر سال ہونے کا غالباً ذکر کیا ہے) وہ اپنے گرجے سے صرف ایک دن نیچے اترتا تھا۔ چنانچہ شیطان نے اس کے دل ودماغ کو ایک عورت کے حسن وجمال کا گرویدہ بنادیا۔ وہ عورت اس کے ساتھ سات دن اور سات راتوں سے رہ رہی تھی۔ پھر اس کے دل ودماغ پر پڑے ہوئے پردے چھٹ گئے اور توبہ تائب ہوکر باہر نکلا۔ چنانچہ جو قدم بھی اٹھاتا ضرور سجدہ کرتا۔ یوں چلتے چلتے اس نے رات کو ایک دکان پر پناہ لی۔ اس دکان پر پہلے سے بارہ مسکین رہتے تھے۔ وہ عبادت گزار بہت زیادہ تھکا ہوا تھا۔ چنانچہ اس نے اپنے آپ کو دو آدمیوں کے سامنے گرالیا۔ ایک راہب ان مسکینوں کے پاس ہر رات روٹیاں بھیج دیتا تھا۔ ہر آدمی کو ایک ایک روٹی ملتی تھی، چنانچہ روٹی والا آ گیا اس نے ہر مسکین کو ایک ایک روٹی دی۔ روٹی والا جب اس عبات گزار تائب کے پاس سے گزرا اس نے اسے بھی مسکین سمجھ کر ایک روٹی دے دی۔ (جسکی وجہ سے بارہ مسکینوں میں سے ایک مسکین باقی بچ گیا) جس مسکین کو روٹی نہ ملی وہ روٹی والے سے کہنے لگا: تجھے کیا ہوا مجھے روٹی کیوں نہیں دی بھلا تو آج مجھ سے بے نیاز کیوں ہو گیا؟ روٹی والا بولا کیا تم یہی سمجھتے ہو کہ میں نے تمہیں روٹی نہیں دی؟ پوچھ لے کیا میں نے تم میں سے کسی کو دو روٹیاں دی ہیں سب مسکین بولے: تم نے کسی کو دو روٹیاں نہیں دیں۔ تم سمجھتے ہو کہ میں نے تمہیں روٹی سے محروم رکھا بخدا! آج رات میں تمہیں کچھ نہیں دوں گا۔ چنانچہ عبادت گزار تائب نے لی ہوئی روٹی باقی بچے ہوئے آدمی کو دیدی اور خود تائب بھوک سے مرگیا۔

ابوموسیٰؓ نے فرمایا: اس کی عبادت کے ستر سالوں کا سات راتوں کے ساتھ وزن کیا گیا چنانچہ سات راتیں بھاری نکلیں پھر سات راتوں کا ایک روٹی کے ساتھ وزن کیا گیا چنانچہ ایک روٹی بھاری نکلی۔ حضرت ابوموسیٰؓ نے فرمایا: اے پیارے بیٹو! روٹی والے کو یاد رکھو۔

۸۸۳- عبداللہ بن محمد، محمد بن شبل، ابوبکر بن ابی شیبہ، علی بن مسہر، عاصم، ابی کبشہ، کے سلسلہ سند سے مروی ہے کہ حضرت ابوموسیٰؓ نے فرمایا: بے شک (قلب) کو قلب کے نام سے اس کے متقلب ہونے (الٹنے پلٹنے) کی وجہ سے موسوم کیا گیا ہے اور دل کی مثال کپڑے کی سی ہے جو کسی درخت کے ساتھ فضاء میں لٹکا ہوا ہو، تیز ہوا اسے کبھی الٹا کر دیتی ہے اور کبھی سیدھا۔

۸۸۴- ابراہیم بن عبداللہ، محمد بن اسحٰق، قتیبہ بن سعید، فرج بن فضالہ، ازہر بن عبداللہ کے سلسلہ سند سے مروی ہے کہ حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ نے ایک مرتبہ حمص میں یوحنا کے کنیسہ میں نماز پڑھی۔ پھر کنیسہ سے باہر نکلے اور اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء کی پھر فرمایا: اے لوگو! بے شک تم آج ایسے زمانے میں ہو جس میں اللہ تعالیٰ کے لئے عمل کرنے والے کو ایک اجر ملتا ہے عنقریب تمہارے بعد ایک ایسا زمانہ آنے والا ہے جس میں اللہ تعالیٰ کے لئے عمل کرنے والے کو دوگنا اجر ملے گا۔

(۴۱) حضرت شداد بن اوسؓ[1]

حضرات صحابہ کرام میں سے ایک خاموش طبع، مفید بات کرنے والے، خوف خدا اور تقویٰ وورع سے سرشار، راتوں کو اٹھ کر رونے والے اور اللہ کے حضور عاجزی کرنے والے حضرت ابویعلیٰ شداد بن اوس انصاریؓ بھی ہیں۔

[1] طبقات ابن سعد ۷/ ۴۰۱، والتاریخ الکبیر ۴/ت ۲۵۹۱. والجرح ۴/ت ۱۴۳۴. والاستیعاب ۲/ ۶۹۴. والجمع ۱/ ۲۱۱. وسیر النبلاء ۲/ ۴۶۹. والکاشف ۲/ ۲۲۶۵. والاصابۃ ۲/ت ۳۸۴۷. وشذرات الذھب ۱/ ۶۴. وتھذیب الکمال ۱۲/ ۳۸۹.

۸۸۵- ابراہیم بن عبداللہ، محمد بن اسحٰق، قتیبہ بن سعید، فرج بن فضالہ، اسد بن وداعہ کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ حضرت شداد بن اوسؓ اپنے بستر میں گھستے تو کروٹیں بدلتے رہتے انہیں نیند نہیں آتی تھی۔ فرماتے: یا اللہ! دوزخ کی آگ (کے خوف) نے میری نیند اڑادی ہے۔ مصلّی پر اٹھ کر کھڑے ہوجاتے اور صبح تک نماز پڑھتے رہتے۔

۸۸۶- علم وعقل کے جامع ...... عبداللہ الاصفہانی وابومحمد بن حیان، ابراہیم بن محمد بن حسن، محمد بن ابی معشر، ابومعشر، زیاد بن مالک کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ حضرت شدادؓ بن اوس نے فرمایا: تم بھلائی و برائی کے صرف اسباب ہی دیکھ سکتے ہو۔ چنانچہ بھلائی، تمامہ جنت میں لے جانے والی ہے اور برائی، تمامہ دوزخ میں لے جانے والی ہے۔ دنیا ایک حاضر شدہ سامان ہے جس سے نیک و بدسب کھارہے ہیں اور آخرت ایک سچا وعدہ ہے...... جس کے بارے میں غالب بادشاہ فیصلہ کرے گا۔ دنیا وآخرت میں سے ہر ایک کے سپوت ہیں۔ پس تم آخرت کے سپوت بنو اور دنیا کے بیٹے مت بنو۔

ایک مرتبہ حضرت ابودرداءؓ نے فرمایا: بعض آدمیوں کو علم عطا ہوتا ہے انہیں عقلمندی عطا نہیں ہوتی لیکن ابویعلیٰ (شداد بن اوسؓ) کو علم اور عقلمندی دونوں عطا کی گئی ہیں۔

ابونعیم اصفہانی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ بعض محدثین نے یہ حدیث کثیر بن مرہ عن شدادؓ کی سند سے مرفوعاً روایت کی ہے۔

۸۸۷- سلیمان بن احمد ابوزید احمد بن یزید حوطی، یحییٰ بن صالح وحاظی، ابومہدی سعید بن سنان، ابوزاہریہ، ابوشجرہ کثیر بن مرہ کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ حضرت شداد بن اوسؓ نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے سنا ہے کہ اے لوگو! بے شک دنیا سامانِ حاضر ہے، اس سے نیک وبدسب کھارہے ہیں اور آخرت ایک سچا وعدہ ہے اس کے متعلق قادر بادشاہ ہی فیصلہ کرے گا۔ اس میں احقاقِ حق اور ابطالِ باطل ہوگا۔ اے لوگو! آخرت کے بیٹے (آخرت کے متلاشی) بنو دنیا کے بیٹے مت بنو چونکہ ہر ماں کا بیٹا اسی کے پیچھے چلتا ہے۔ا

یہ حدیث لیث بن ابی سلیم نے کسی تابعی عن شداد بن اوسؓ کی سند سے باضافۃ الفاظ مرفوعاً روایت کی ہے۔

۸۸۸- ابوعمرو حمدان، حسن بن سفیان، محمد بن یحییٰ بن عبدالکریم، نضر بن ادریس، حسان بن ابراہیم، لیث بن ابی سلیم، ایک نامعلوم محدث کے سلسلۂ سند سے حضرت شداد بن اوسؓ کی روایت نبی ﷺ سے بمثل مذکور بالا کے مروی ہے اس میں اتنا اضافہ ہے کہ

''تم اللہ تعالیٰ سے ڈرتے ہوئے عمل کرتے رہو اور بے شک تمہیں تمہارے اعمال کے سامنے پیش کیا جائے گا اور تم نے بہر طور اللہ تعالیٰ سے ملاقات کرنی ہے۔ سو جس نے ایک ذرہ کے برابر بھی نیک عمل کیا وہ اسے دیکھ لے گا اور جس نے ایک ذرہ کے برابر بھی برا عمل کیا وہ اسے بھی دیکھ لے گا۔ ۲

۸۸۹- عبداللہ الاصفہانی وابومحمد بن حیان، ابراہیم بن محمد بن حسن، ابوحمید حمصی احمد بن محمد بن یسار، شریح بن یزید حضرمی ابوحیوۃ، معاذ بن رفاعہ، ابویزید غوثی، ایک محدث کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ حضرت ابودرداءؓ فرمایا کرتے تھے: ہر امت کا ایک فقیہ ہوتا ہے اس امت کے فقیہ حضرت شدادؓ بن اوس ہیں۔

۸۹۰- ایک زائد بات منہ سے نکلنے کا رنج ...... ابونعیم اصفہانی، ابوعمر بن حمدان، عبداللہ بن محمد بن شیرویہ، اسحٰق بن راہویہ، معاذ بن ہشام، ہشام، ثابت بنانی کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ ایک دن حضرت شدادؓ بن اوس ایک آدمی سے کہنے لگے: دسترخوان لاؤ تاکہ ہم اپنے جی کو بہلالیں۔ ان کے ساتھیوں میں سے ایک آدمی کہنے لگا: جب سے میں نے آپ کی صحبت اختیار کی ہے آپ سے اس جیسی

۱، ۲۔ السنن الکبریٰ ۳/۲۱۶. وميزان الاعتدال ۳۲۰۸.

بات نہیں سنی۔شداد نے فرمایا: جب سے میں رسول اللہ ﷺ سے جدا ہوا میری زبان سے کوئی بات نہیں نکلی مگر یہ کہ میں نے اپنی زبان پر لگام لگائے رکھی۔بخدا! اس بات کے علاوہ اور کوئی بات آئندہ زبان سے نہیں نکلے گی۔

۸۹۱-ابوعمرو بن حمدان، عبداللہ بن محمد شیرویہ، اسحٰق بن راہویہ، عبدالوہاب ثقفی، برد بن سنان، سلیمان بن موسیٰ کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ ایک دن حضرت شداد بن اوس نے فرمایا: دسترخوان لاؤ تاکہ ہم تھوڑا جی بہلالیں۔لوگوں نے اس بات پر ان کی دارو گیری کی تو فرمایا: ابویعلیٰ کو دیکھو اس نے کیا بری بات کردی۔پھر فرمایا: اے بھتیجو! جب سے میں نے رسول اللہ ﷺ کے دستِ اقدس پر بیعت کی ہے اپنی زبان کو لگام زدہ رکھا ہے سوائے اس بات کے۔پس آؤ تاکہ میں تمہیں حدیثیں سناؤں اور اس بات کو چھوڑو اور بھلی بات حاصل کرلو۔پھر یہ دعا کرنے لگے:

اللھم انا نسألک التثبت فی الامر ونسألک عزیمۃ الرشد ونسألک شکر نعمتک وحسن عبادتک ولسانا صادقا ونسئلک خیر ما تعلم ونعوذبک من شر ما تعلم

یا اللہ ہم تجھ سے ثابت قدمی کا سوال کرتے ہیں، ہم تجھ سے اعلیٰ صلاحیت کا سوال کرتے ہیں، ہم تجھ سے تیری نعمتوں کا شکرادا کرنے کی توفیق طلب کرتے ہیں، تجھ سے قلب سلیم کا سوال کرتے ہیں، تجھ سے سچی زبان مانگتے ہیں، تیرے علم میں جو خیرو بھلائی ہے اسکا ہم تجھ سے سوال کرتے ہیں اور تیرے علم میں جو شر ہے اس سے تیری پناہ مانگتے ہیں۔

پھر فرمایا: پس اس کو لے لو اور اُس کو چھوڑ دو۔

سلیمان بن موسیٰ نے اسی طرح اس حدیث کو موقوفاً روایت کیا ہے جبکہ یہی حدیث حسان بن عطیہ نے شداد سے مرفوعاً روایت کی ہے۔

۸۹۲-محمد بن معمر، ابوشعیب حرانی، یحییٰ بن عبداللہ، اوزاعی، حسان بن عطیہ کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ ایک سفر میں حضرت شداد بن اوس نے ایک جگہ پڑاؤ ڈالا تو فرمایا: زادِ سفر لاؤ تاکہ اس سے ہم کھیل لیں۔کہا گیا: اے ابو یعلیٰ! آپ نے یہ کیسی بات کردی؟ ان کی طرف سے یہ بات باعث تعجب سمجھی گئی، فرمایا: جب سے میں مسلمان ہوا میرے منہ کی لگام رہی صرف آج یہ کلمہ منہ سے نکل گیا تم اسکو بھول جاؤ اور مجھ سے وہ بات یاد کرلو جو میں تم سے کہنے والا ہوں، میں نے رسول اللہ ﷺ کو سنا ارشاد فرمایا: جب لوگ سونا چاندی جمع کرنے لگیں تم ان کلمات کو اہتمام سے پڑھو:

اللھم انی اسألک الثبات فی الامر والعزیمۃ علی الرشد

یا اللہ! میں تجھ سے امور دین میں ثابت قدمی طلب کرتا ہوں اور رشد و ہدایت میں صبرو پختگی طلب کرتا ہوں۔

آگے مثل مذکور بالا کے پوری دعا ہے جس میں مزید یہ اضافہ ہے: واستغفرک لما تعلم انک انت علام الغیوب کہ "میری جن خطاؤں کا تجھے علم ہے میں ان کی تجھ سے مغفرت مانگتا ہوں بے شک تو خوب غیبوں کو جاننے والا ہے۔[1]

اس حدیث کو اسی طرح یحییٰ اور اوزاعی کے عام شاگردوں نے اوزاعی سے مرسلاً روایت کیا ہے اور ان سے سوید بن عبدالعزیز نے بھی روایت کیا ہے۔

۸۹۳- محمد بن احمد بن حسن، احمد بن زنجویہ، ہشام بن عمار، سوید بن عبدالعزیز، اوزاعی، حسان بن عطیہ، ابی عبیداللہ مسلم بن مشکم کے

---

[1] مسند الامام أحمد ۴/۱۲۳. والدر المنثور ۱/۱۵۴. وتفسیر ابن کثیر ۴/۸۲، ۵/۱۶۰. والمعجم الکبیر للطبرانی ۷/۳۳۵.

سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ ہم شداد بن اوس کے ساتھ سفر پر نکلے ہم نے مقام مرج صفر میں پڑاؤ ڈالا۔ حضرت شدادؓ کہنے لگے: ہمارے پاس زادِ سفر لاؤ ہم اس سے کھیل لیں۔ گویا لوگوں نے ان سے یہ کلمہ یاد کرلیا فرمایا: اے بھتیجو اس کلمے کو بھول جاؤ لیکن مجھ سے وہ کلمات یاد کرو جو میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنے ہیں۔ پھر ارشاد فرمایا: جب لوگ دنانیر و دراہم جمع کرنے لگ جائیں تم ان کلمات کو جمع کرو (یعنی کثرت و اہتمام سے انہیں پڑھو) یا اللہ! میں تجھ سے امور دین میں ثابت قدم رہنے کا سوال کرتا ہوں ا۔ پھر بمثل حدیث مذکور روایت کی۔

یہ حدیث ابواشعث صنعانی نے شدادؓ سے مرفوعاً روایت کی ہے۔

۸۹۴- سلیمان بن احمد، جعفر فریابی و سلیمان بن ایوب، حذلم (ایک نسخہ میں جزلم ہے) سلیمان بن عبدالرحمٰن، اسماعیل بن عیاش، محمد بن یزید رحبی، ابواشعث صنعانی کے سلسلۂ سند سے حضرت شداد بن اوسؓ کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے فرمایا: اے شداد! جب تم لوگوں کو سونا چاندی جمع کرتے دیکھو تو تم ان کلمات کو جمع کرلو (یعنی اہتمام سے پڑھو) وہ یہ ہیں:

اللهم انی اسالک الثبات فی الامر والعزیمة علی الرشد واسالک موجبات رحمتک وعزائم مغفرتک.

یا اللہ میں تجھ سے امور دین میں ثابت قدمی طلب کرتا ہوں اور رشد و ہدایت میں اعلیٰ صلاحیت کا سوال کرتا ہوں اور تجھ سے تیری رحمت کے موجبات اسباب اور تیری مغفرت کے عزائم کا سوال کرتا ہوں۔ پھر راوی نے بمثل مذکور بالا مکمل حدیث ذکر کی۔۲

یہ حدیث جریری نے ابوالعلاء بن شخیر عن حنظلی عن شدادؓ کے طریق سے مرفوعاً روایت کی ہے۔

۸۹۵- ابوعمرو بن حمدان، حسن بن سفیان، وہب بن بقیہ، خالد بن عبداللہ، جریری، ابوالعلاء، حنظلی کے سلسلۂ سند سے حضرت شداد بن اوسؓ کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ فرمایا کرتے تھے: **"اللهم انی اسالک الثبات فی الامر"** بمثل حدیث بالا۔۳

یہ حدیث ثوری و بشر بن فضل و عدی بن فضل و حماد بن سلمہ نے بھی جریری سے روایت کی ہے لیکن ان حضرات رواۃ میں شداد اور ابوعلاء میں اختلاف ہوا ہے (یعنی بعض نے ابوالعلاء کو ذکر کیا ہے اور بعض نے ذکر نہیں کیا) جبکہ محمد بن ابی معشر نے ابومعشر، شعیثی، شدادؓ کے طریق سے مثل مذکور بالا کے روایت کی ہے۔

۸۹۶- عبداللہ الاصفہانی، ابراہیم بن محمد بن حسن، محمد بن ابومعشر، ابومعشر، محمد بن عبداللہ شعیثی کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ حضرت شداد بن اوس نے مجاہدین کو جہاد میں بھیجا۔ لوگوں نے انہیں دسترخوان پر آنے کی دعوت دی۔ فرمایا: جب سے میں نے رسول اللہ ﷺ کے دست اقدس پر بیعت کی ہے تب سے میں پہلے یہ معلوم کرتا ہوں کہ یہ کھانا کہاں سے آیا ہے پھر کھاتا ہوں، لیکن (اب) میرے پاس ہدیہ ہے۔ (سنو!) میں نے رسول اللہ ﷺ کو سنا ہے ارشاد فرمایا: جب تم لوگوں کو دیکھو کہ وہ سونا چاندی جمع کرنے میں لگے ہوئے ہیں تم یہ کلمات پابندی سے کہو۔

اللهم انی اسالک الثبات فی الامر و عزیمة الرشد
واسالک شکر نعمتک وحسن عبادتک واسالک قلباً تقیاً و لساناً صادقاً نقیاً. ۴

۱- المعجم الکبیر للطبرانی ۳۳۵/۷. مسند الامام احمد ۱۲۳/۴. والدر المنثور ۱۵۴/۱. وتفسیر ابن کثیر ۸۲/۴. ۱۲۰/۵. والمعجم الکبیر للطبرانی ۳۳۵/۷.
۲- المستدرک ۵۰۸/۱، وتاریخ ابن عساکر ۲۹۲/۶ (التهذیب) والمعجم الکبیر للطبرانی ۳۵۱/۷، ۳۵۲.
۳- سنن النسائی ۵۴/۳، ۲۳۷/۸، وسنن الترمذی ۳۴۰۷. ومسند الامام احمد ۱۲۳/۴، ۱۲۵. وصحیح ابن حبان ۲۴۱۶، ۲۴۱۸. واتحاف السادة المتقین ۷۶/۵، وتاریخ اصبهان للمصنف ۲۷/۲. والدر المنثور للسیوطی ۱۵۴/۱.
۴- المعجم الکبیر للطبرانی ۳۵۲/۷.

یـــا اللہ! میں تجھ سے امورِ دین میں ثابت قدمی اور رشد و ہدایت میں اعلیٰ صلاحیت کا سوال کرتا ہوں اور تجھ سے تیری نعمتوں پر شکر اور تیری حسن عبادت کا سوال کرتا ہوں۔ اور تجھ سے ستھرے دل اور صاف ستھری اور سچی زبان کا سوال کرتا ہوں۔

حدیث بالا شیعثی نے اسی طرح روایت کی ہے اور دستر خوان کے قصہ میں راویوں کی جماعت کی مخالفت کی ہے۔

۸۹۷- عبداللہ بن جعفر، یونس بن حبیب، ابوداؤد (دوسری سند) ضمرہ بن حبیب کے سلسلۂ سند سے حضرت شداد بن اوسؓ کی روایت ہے کہ نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا:

عقلمند وہ ہے جس نے اپنے نفس کو ذلیل کیا اور موت کے بعد (آنے والی زندگی) کے لئے عمل کیا، عاجز (بے وقوف و فاسق و فاجر) وہ ہے جو اپنے نفس کی خواہش کی اتباع کرے اور اللہ عزوجل پر امیدیں لگائے بیٹھا ہو۔[1]

عبداللہ بن مبارک کی حدیث بالا ابوبکر بن ابی مریم سے مروی مشہور حدیث ہے۔ ابوبکر سے متقدمین نے روایت کی ہے اور بشر بن سرح نے ابوبکر بن ابی مریم سے اسی طرح روایت کی ہے اور ثور بن یزید و غالب نے مکحول عن ابن غنم عن شداد عن نبی ﷺ کی سند سے روایت کی ہے۔

۸۹۸- سلیمان بن احمد، مکحول بیروتی، ابراہیم بن بکر بن عمرو، بکر بن عمرو، ثور و غالب سے باسنادہ مروی ہے۔

۸۹۹- ابوعمرو بن حمدان، عبداللہ بن محمد بن شیرویہ، اسحٰق بن راہویہ، سفیان بن عیینہ کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ زہریؒ ایک دن لوگوں سے کہنے لگے: بیٹھو میں تمہیں حدیث سناتا ہوں۔ سفیان بن عیینہ کہتے ہیں میں نے اس سے پہلے زہری رحمہ اللہ کو لوگوں کو "بیٹھو بیٹھو" کہتے ہوئے نہیں سنا تھا۔ آپؒ نے کہا: محمود بن ربیع نے مجھے حدیث سنائی ہے کہ جب حضرت شدادؓ بن اوس کا وقت وفات قریب ہوا فرمانے لگے: بے شک مجھے تمہارے اوپر ریاکاری اور شہوتِ خفیہ کا سب سے زیادہ خوف ہے۔ (شہوت خفیہ یعنی دنیا اور عورتوں کی خواہشات)۔

صالح بن کیسان نے بھی یہ حدیث اسی طرح روایت کی ہے، یہ حدیث عبداللہ بن بدیل نے زہری، عباد بن تمیم، عبداللہ بن زید کے طریق سے روایت کی ہے، یہ حدیث خالد بن محمود بن ربیع نے بھی عبادہ بن نسی، شداد کے طریق سے روایت کی ہے۔

۹۰۰- **شرک خفیہ کا شدید خوف**...... ابوعلی محمد بن احمد بن حسن، ابوشعیب حرانی، اپنے دادا سے، موسیٰ بن اعین، بکر بن خنیس، عطاء بن عجلان، خالد بن محمود بن ربیع، عبادہ بن نسی کے سلسلۂ سند سے مروی ہے، عبادہ کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت شدادؓ بن اوس میرے پاس سے گزرے انہوں نے میرا ہاتھ پکڑا اور مجھے اپنے ساتھ گھر تک لے گئے۔ پھر گھر میں بیٹھ کر رونے لگے، میں بھی انہیں روتے دیکھ کر رونے لگا۔ جب انہیں افاقہ ہوا کہنے لگے: تم کیوں روتے ہو؟ میں نے کہا: میں آپ کو روتے دیکھ کر رونے لگا، فرمایا: مجھے ایک حدیث یاد آگئی جو میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنی تھی۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا تھا: بے شک مجھے اپنی امت پر شرک اور شہوت خفیہ کا سب سے زیادہ خوف ہے۔ میں نے کہا: ان دو میں سے ایک کی طرف کوئی سبیل نہیں ہے۔ فرمایا: اسی طرح میں نے بھی رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا تھا تو انہوں نے مجھ سے فرمایا کہ میں ان دونوں سے ڈرتا ہوں، پھر ارشاد فرمایا: سنو! لوگوں نے سورج اور چاند کی عبادت نہیں کرنی اور نہ ہی انہوں نے بتوں کی پوجا کرنی ہے لیکن وہ غیراللہ کے لئے اعمال کرنے لگ جائیں گے۔

---

[1] المستدرک ۱/۵۷، ۴/۲۵۱، ومسند الامام أحمد ۴/۲۴. والسنن الکبری للبیھقی ۷/۳۳۸. ۳۴۱. وشرح السنة ۱۴/۳۰۸، ۳۰۹، والمعجم الصغیر للطبرانی ۲/۳۶. ومشکاة المصابیح ۵۲۸۹. وفتح الباری ۹/۳۴۲. وتاریخ بغداد ۱۲/۵۰. والزھد لابن المبارک ۵۶. والکامل لابن عدی ۲/۴۷۲. والدر المنتثرة ۱۲۷. وکشف الخفا ۲/۱۹۶. واتحاف السادة المتقین ۷/۴۴. ۸/۴۲۸، ۴۴۱، ۹/۱۸، ۳۹، ۱۶۶، ۱۰/۹۳، ۱۵۱، ۲۲۱.

ایک بڑی جماعت نے یہ حدیث عبدالواحد بن زیاد عن عباد بن نسی کے طریق سے روایت کی ہے[۱]

۹۰۱-سلیمان بن احمد، احمد بن موسیٰ سامی بصری، مسلم بن ابراہیم، عبدالواحد بن زید،......عبادہ بن نسی کہتے ہیں میں ایک مرتبہ حضرت شداد بن اوس کے پاس گیا۔ وہ بیٹھے رو رہے تھے۔ میں نے پوچھا اے ابوعبدالرحمٰن! آپ کیوں رو رہے ہیں؟ فرمایا: میں ایک حدیث کی وجہ سے رو رہا ہوں جو میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنی تھی۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا تھا: بے شک مجھے اپنی امت پر شرک باللہ اور شہوت خفیہ کا سب سے زیادہ خوف ہے۔ (شہوت خفیہ مثلاً یہ ہے کہ) ایک آدمی بحالت روزہ صبح کرتا ہے وہ کسی چیز کو دیکھ لیتا ہے اور اس کے دل میں اس چیز کا شوق پیدا ہوتا ہے پس وہ اس میں واقع ہو جاتا ہے۔ اور شرک تاہم لوگ پتھروں کی عبادت نہیں کریں گے اور نہ ہی بتوں کو پوجیں گے لیکن جب کوئی عمل کریں گے تو دکھلاوا کریں گے۔

یہ حدیث عبدالرحمٰن بن غنم نے بھی شدادؓ سے روایت کی ہے۔

۹۰۲-ابوعمرو بن حمدان، حسن بن سفیان، جبارہ بن مغلس، عبدالحمید بن بہرام، شہر بن حوشب کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ عبدالرحمٰن بن غنم کا بیان ہے کہ جب میں اور ابو درداءؓ جابیہ کی جامع مسجد میں داخل ہوئے تو حضرت عبادہؓ بن صامت سے ہماری ملاقات ہوگئی اور ابھی ہم مسجد ہی میں جوں کے توں موجود تھے کہ اچانک حضرت شداد بن اوس اور عوف بن مالک رضی اللہ عنہما ہمارے پاس تشریف لائے۔ حضرت شدادؓ فرمانے لگے: بے شک مجھے تمہارے اوپر سب سے زیادہ اس چیز کا خوف ہے جو میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنی ہے یعنی شرک اور شہوت خفیہ۔

حضرت عبادہ اور حضرت ابو درداءؓ بولے: یا اللہ ہم تیری مغفرت کے طالب ہیں۔ کیا رسول اللہ ﷺ نے ہمیں یہ حدیث نہیں سنائی ''شیطان مایوس ہو چکا ہے کہ جزیرہ عرب میں اسکی پوجا کی جائے (یعنی ہم نے رسول اللہ ﷺ سے یہ حدیث ضرور سنی ہے گویا اب جزیرہ عرب میں شرک کے جراثیم ختم ہو چکے پھر آپ کیوں ہمارے اوپر شرک کا زیادہ خوف رکھتے ہیں) رہی بات شہوت خفیہ کی، سو ہم اسے پہچان چکے ہیں اور وہ دنیا، عورتوں کی خواہشات اور دیگر خواہشات ہے۔ لیکن اے شداد! یہ کونسا شرک ہے جس سے آپ ہمیں ڈرا رہے ہیں؟ شدادؓ نے فرمایا: میں تمہیں بتاتا ہوں کہ اگر تم لوگ کسی آدمی کو کسی دوسرے آدمی کے (دکھلاوے کے) لئے نماز پڑھتے یا روزہ رکھتے یا صدقہ کرتے دیکھو تو کیا تم یہ سمجھتے ہو کہ اس نے شرک نہیں کیا۔ حضرت عبادہ حضرت ابو درداءؓ نے جواب دیا: جی ہاں ہم اسے شرک سمجھتے ہیں۔ بخدا! جو آدمی کسی دوسرے آدمی کو دکھلانے کے لئے صدقہ کرے یا روزہ رکھے یا نماز پڑھے بلاشبہ اس نے شرک کا ارتکاب کیا۔ اس موقع پر حضرت عوف بن مالکؓ نے فرمایا: کیا وہ آدمی اس عمل سے اللہ تعالیٰ کی رضا جوئی کا قصد نہیں کرتا ہے کہ اسکا عمل خالص ہو کر مقبول ہو جائے اور شرک کو چھوڑ دے؟ حضرت شدادؓ فرمانے لگے: بے شک میں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے سنا ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ جو آدمی میرے ساتھ شریک نہیں ٹھہراتا ہے میں اس کے لئے بہترین حصہ دار ہوں اور جو آدمی میرے ساتھ کسی چیز کو شریک ٹھہراتا ہے بے شک اس کا جسم اور اسکا عمل خواہ تھوڑا ہو یا زیادہ وہ سب اس کے لئے ہے جس کو اس نے میرا شریک ٹھہرایا ہے میں اس سے سراسر بے نیاز ہوں[۲]

یہ حدیث لیث بن ابی سلیم نے بھی شہر بن حوشب سے اسی طرح روایت کی ہے۔

۹۰۳- ابراہیم بن عبداللہ، محمد بن اسحٰق، قتیبہ بن سعید، لیث بن سعد، ابن عجلان، رجاء بن حیوۃ، محمود بن ربیع کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ حضرت شداد بن اوس میرے ساتھ بازار کی طرف چلے۔ جب واپس لوٹے تو ایک کپڑے سے اپنے آپ کو ڈھانپ کر

۱۔ اتحاف السادۃ المتقین ۸/۲۳۰، ومجمع الزوائد ۲/۲۰۱۔

۲۔ اتحاف السادۃ المتقین ۸/۲۶۳، ۲۶۷، والدر المنثور ۴/۲۵۶۔

لیٹ گئے اور (زور زور سے) رونے لگے اور کثرت سے کہے جارہے تھے "انا الغریب لا بعد الاسلام" میں اجنبی پردیسی ہوں اسلام سے دور نہیں ہوں گا۔ جب ان سے یہ کیفیت چھٹ گئی تو میں نے کہا: آپ نے آج کچھ ایسا کام کیا ہے اس سے پہلے میں نے آپ کو ایسا کرتے نہیں دیکھا؟ فرمایا: مجھے تمہارے اوپر شرک و شہوت خفیہ کا سب سے زیادہ خوف ہے۔ میں نے ان سے کہا: کیا اسلام کی دولت سے مالا مال ہونے کے بعد بھی آپ کو ہمارے اوپر شرک کا خوف ہے؟ فرمایا: اے محمود! تیری ماں تجھے گم کرے! کیا شرک بس اتنا ہی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کوئی دوسرا معبود لا کھڑا کردیا جائے؟ (یعنی اور بھی بہت سارے امور شرک کی قبیل سے ہیں)۔

یہ حدیث ابو خالد احمر نے ابن عجلان سے روایت کی ہے۔

۹۰۴- محمد بن علی، احمد بن علی بن مثنیٰ، یحییٰ بن حجر، محمد بن یعلی، عمر بن صبح، ثور بن یزید، مکحول، شداد بن اوس کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: بلاشبہ توبہ گناہوں کا صفایا کردیتی ہے اور نیکیاں برائیوں کو ختم کردیتی ہیں اور جب بندہ مومن اپنے رب عزوجل کو فراخی میں یاد کرتا ہے...... اللہ تعالیٰ اسے بلاء (آزمائش) میں نجات سے ہمکنار کرتے ہیں۔ چونکہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں میں اپنے بندے کے لئے کبھی بھی دو امن نہیں جمع کرتا ہوں اور نہ ہی اس کے لئے دو خوف جمع کرتا ہوں۔ اگر وہ دنیا میں مجھ سے بے خوف رہا تو جس دن میں اپنے بندوں کو جمع کروں گا (یعنی قیامت کے دن) وہ اس دن مجھ سے خوفزدہ ہوگا اور اگر وہ دنیا میں مجھ سے خوفزدہ رہا تو جس دن میں اپنے بندوں کو جمع کروں گا اس دن اسے امن فراہم کروں گا اور اس کا امن برقرار رہے گا میں اسے ختم نہیں کروں گا۔[1]

(۴۲) حضرت حذیفہ بن یمانؓ[2]

حضرات صحابہ کرامؓ میں سے ایک مشقتوں اور احوال قلوب کی معرفت رکھنے والے، فتن، آفات، اور عیوب سے واقف کار، شر کے متعلق سوال کرنے والے اور اس سے خود بچنے والے، خیر و بھلائی میں غور و فکر کرکے اسے سمیٹنے والے، فقر و فاقہ میں زندگی بسر کرنے والے، انابت کی طرف مائل ہونے والے اور زمانے میں عزت و اصلاح کی طرف سبقت کرنے والے ابو عبداللہ حذیفہ بن یمانؓ بھی ہیں۔

کہا گیا ہے کہ تصوف اللہ تعالیٰ کی کاریگری کو دیکھنے اور رکاوٹوں کے باوجود حال سے موافقت رکھنے کا نام ہے۔

۹۰۵- فتنوں کی بہتات اور دلوں کا اندھا ہونا...... ابوبکر محمد بن احمد بن یعقوب، احمد بن عبدالرحمٰن سقطی، یزید بن ہارون، ابو مالک اشجعی، ربعی بن خراش کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ حضرت حذیفہؓ حضرت عمرؓ کے پاس سے ہوکر واپس آئے اور کہنے لگے: جب ہم عمرؓ کے پاس بیٹھے تو حضرت عمرؓ محمد ﷺ کے صحابہ کرامؓ سے سوال کرنے لگے کہ تم میں سے کس نے رسول اللہ ﷺ سے سمندر کی موج کی طرح جوش مارنے والے فتنوں کے متعلق حدیث سنی ہے؟ چنانچہ (مجلس میں موجود) صحابہ کرام خاموش رہے۔ میں سمجھ گیا کہ حضرت عمرؓ نے مجھ کو مراد لیا ہے۔ میں نے جواب دیا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے فتنوں کے متعلق حدیث سنی ہے۔ فرمایا: تیرے باپ کا بھلا ہو۔ تم ہی نے سنی ہوگی؟ میں نے کہا لوگوں کے دلوں پر فتنے اس طرح ڈالے جائیں گے جس طرح چٹائی کے تنکے

۱۔ اتحاف السادة المتقين ۸/۵۲۵. وكشف الخفا ۱/۲۵۲. وكنز العمال ۵۸۹۹. ۱۰۲۷۲، ۳۵۵۵۹.

۲۔ طبقات ابن سعد ۵/۲۷، ۶/۱۵، ۷/۳۱۷، والتاريخ الكبير ۳/ت ۳۳۲. والجرح ۳/ت ۱۴۲۰. والاستيعاب ۱/۳۲۴، وأسد الغابة ۱/۳۹۰، ۳۹۲. ۳۹۲، والكاشف ۱/۲۱۰ سير النبلاء ۲/۳۶۱. والاصابة ۱۶۴۷. وتهذيب الكمال ۵/۴۹۵.

ہوتے ہیں۔ پس جو دل ان فتنوں کو قبول کرے گا اس میں سیاہ نکتہ ڈال دیا جائے گا اور جو دل ان فتنوں کو قبول کرنے سے انکار کرے گا اس میں سفید نکتہ پیدا کر دیا جائے گا پس تمام دل دو قسموں میں بٹ جائیں گے، ایک تو سفید مثل سنگ مرمر کے ہوگا۔ چنانچہ اس طرح کے دل پر کوئی بھی فتنہ اثر انداز اور ضرر رساں نہیں ہوگا جب تک زمین و آسمان قائم و باقی ہیں۔ اور دوسرا راکھ کے رنگ جیسا سیاہ دل اوندھے برتن کی طرح اندھا ہوگا۔ چنانچہ اس طرح کا دل نہ تو نیک و اچھے کاموں کو جانے گا اور نہ ہی برے کاموں کو برا سمجھے گا وہ تو بس اس چیز سے مطلب رکھے گا جو از قسم خواہشات اس میں رچ بس گئی ہے اور جس کی محبت کا وہ اسیر بن چکا ہے۔

میں نے حضرت عمرؓ کو ایک اور حدیث بھی سنائی کہ آپ کے اور ان فتنوں کے درمیان ایک بند دروازہ حائل ہے۔ کیا بعید کہ وہ دروازہ عنقریب ہی توڑ دیا جائے۔ حضرت عمرؓ تعجب سے بولے: کیا وہ دروازہ توڑ دیا جائے گا تیرے باپ کو اللہ سلامت رکھے۔ میں نے اثبات میں جواب دیا۔ حضرت عمرؓ کہنے لگے: اگر وہ کھول دیا جائے تو ہوسکتا ہے کہ اسے پھر سے دوبارہ بند کر دیا جائے۔ میں نے کہا: نہیں، بلکہ توڑ دیا جائے گا۔ میں نے حضرت عمرؓ کو بتایا کہ یہ دروازہ دراصل ایک مرد قلندر ہے جو قتل کر دیا جائے گا یا خود طبعی موت مر جائے گا (پھر فتنوں کا دروازہ توڑ کر کھول دیا جائے گا) یہ بات پکی ٹھکی بات ہے کوئی اغلوطہ (ڈھکوسلا) نہیں ہے۔

اس حدیث کو ابو مالک اشجعی سے ایک بڑی جماعت نے روایت کیا ہے ان میں زہیر و مروان عزاری اور ابو خالد احمر سر فہرست ہیں۔

۹۰۶- عبداللہ بن جعفر، یونس بن حبیب، ابوداؤد، مسعودی، قیس، اعمش، زید بن وہب کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ:

حضرت حذیفہؓ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک دن ہم سے دو حدیثیں بیان فرمائیں۔ ان میں سے ایک کو تو میں دیکھ چکا ہوں اور دوسری کا مجھے انتظار ہے۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے ہم سے بیان فرمایا کہ: امانت لوگوں کے دلوں کی گہرائی میں اتاری گئی ہے پھر لوگوں نے (اس امانت کے نور سے) قرآن مجید کو جانا اور سنت کو جانا۔ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے امانت کے اٹھ جانے کے متعلق ہم سے حدیث بیان کی (امانت سے مراد ایمان، ثمرات ایمان اور برکات ایمان ہیں)۔ چنانچہ ارشاد فرمایا: کہ آدمی (حسب معمول) سوئے گا اور امانت اس کے دل سے نکال لی جائے گی پس امانت کا اثر یعنی نشان وقت کے نشان کی طرح رہ جائے گا (حاصل یہ ہے کہ ایمان کا نور دھندلا اور اسکا اثر و ثمرہ ناقص ہو جائے گا) پھر جب وہ دوبارہ سوئے گا تو اس کی امانت کا وہ حصہ بھی ناقص کر دیا جائے گا اور نکال لیا جائے گا جو باقی رہ گیا تھا، پس اس کے دل میں آبلہ جیسا نشان رہ جائے گا جیسا کہ تم آگ کی چنگاری کو اپنے پاؤں پر ڈال دو اور اس سے آبلہ پڑ جائے جو بظاہر پھولا ہوا اور ابھرا ہوا ہوگا لیکن اس کے اندر (گندے پانی کے علاوہ) کچھ نہیں ہوگا پس لوگ صبح کو اٹھیں گے اور ان میں کوئی بھی ایسا شخص نہیں ہوگا جو امانت کو ادا کرے۔ لوگوں پر ضرور ایک ایسا وقت آئے گا کہ ایک آدمی کے بارے میں کہا جائے گا کہ وہ کتنا چالاک اور عقلمند ہے اور وہ کتنا زبردست عالم ہے حالانکہ اس کے دل میں جو کے دانے کے برابر بھی ایمان نہیں ہوگا

اعمش سے یہ حدیث بہت سارے محدثین نے روایت کی ہے۔

۹۰۷- عبداللہ بن جعفر، یونس بن حبیب، ابوداؤد، (دوسری سند) ابوبکر بن خلاد، حارث بن ابی اسامہ، ابونضر، (دونوں) سلیمان بن مغیرہ، حمید بن ہلال کی سند سے روایت کرتے ہیں کہ:

نضر بن عاصم لیثی کہتے ہیں ایک مرتبہ میں قبیلہ بنولیث کی ایک جماعت کے ساتھ یشکری کے پاس آیا (اس کے بعد) میں کوفہ میں آیا اور (کوفہ کی جامع) مسجد میں داخل ہوا۔ کیا دیکھتا ہوں کہ مسجد میں لوگوں کا ایک حلقہ لگا ہوا ہے۔ (ان کی یہ کیفیت تھی کہ) گویا ان کے سر کاٹ دیے گئے ہیں اور وہ سب ایک آدمی کی حدیث کی طرف اپنے کان لگائے ہوئے ہیں۔ میں بھی ان لوگوں کے پاس کھڑا ہو گیا۔ پھر میں نے پوچھا: یہ کون ہے؟ کہا گیا کہ یہ حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ ہیں۔ چنانچہ میں انکے قریب ہو گیا اور ان کی بیان کردہ حدیث کو سننے لگا۔ وہ فرما رہے تھے: لوگ تو اکثر رسول کریم ﷺ سے خیر و بھلائی کے بارے میں پوچھا کرتے تھے اور میں آپ

ﷺ سے شر و برائی کے بارے میں دریافت کرتا تھا۔ (چونکہ) میں جانتا تھا کہ بھلائی مجھ پر سبقت نہیں لے جاسکتی۔ چنانچہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا: یارسول اللہ! کیا اس خیر و بھلائی (اسلام ونور ہدایت) کے بعد کوئی شر و برائی پیش آنے والی ہے؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ایک فتنہ اور شر پیش آنے والا ہے۔ ابوداؤد نے یوں روایت کی کہ ھدنة علی دخن (یعنی ایک دھواں پیش آنے والا ہے جو صاف شفاف چیزوں کو مکدر کردے گا یعنی بھلائی و اسلام کو غبار آلود کردے گا) میں نے پوچھا: یارسول اللہ! ھدنة علی دخن کیا چیز ہے؟ ارشاد فرمایا: لوگوں کے دل پھر اس خیر و بھلائی پر واپس نہیں لوٹیں گے جس پر وہ پہلے برقرار تھے۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: عنقریب ایک گونگے، اندھے اور بہرے فتنے کا ظہور ہوگا۔ اس فتنے کی دعوت دینے والے سراپا ضلالت ہوں گے۔ بخدا! تم کسی درخت کے تنے کو اپنے دانتوں سے کاٹ لو، یہ تمہارے لئے بہتر ہے اس سے کہ تم ان فتنہ پردازوں میں سے کسی کی اتباع کرو۔[1]

یہ حدیث قتادہ نے بھی نصر سے روایت کی ہے اور یشکری کا نام خالد بتایا ہے۔

۹۰۸- محمد بن احمد بن حمدان، حسن بن سفیان، محمد بن مثنیٰ، ولید بن مسلم، عبدالرحمٰن بن یزید بن جابر، بشر بن عبیداللہ حضرمی، ابوادریس الخولانی کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ حضرت حذیفہ ؓ فرمایا کرتے تھے: کہ لوگ رسول اللہ ﷺ سے خیر و بھلائی کے بارے میں پوچھتے تھے...... جبکہ میں آپ ﷺ سے شر و برائی کے بارے میں پوچھتا تھا مجھے خوف تھا کہ میں کہیں برائی میں مبتلا نہ ہو جاؤں (یعنی آپ ﷺ سے پوچھ کر شر سے بچنے کی کوشش کرتا تھا) میں نے کہا: یارسول اللہ! ہم جاہلیت و شر میں پڑے ہوئے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے (ہمارے اوپر فضل کیا) ہمیں اس خیر و بھلائی (دولت اسلام اور رشد ہدایت) کی دولت سے سرفراز کیا تو کیا اس خیر و بھلائی کے بعد کوئی شر و برائی پیش آنے والی ہے؟ رسول کریم ﷺ نے اثبات میں جواب دیا۔ میں نے پھر پوچھا: کیا اس شر کے بعد پھر خیر و بھلائی کا ظہور ہوگا؟ ارشاد فرمایا: ہاں اس شر کے بعد خیر و بھلائی کا ظہور ہوگا لیکن اس خیر و بھلائی میں کدورت ہوگی۔ میں نے عرض کیا کہ اس بھلائی کی کدورت کیا ہوگی؟ آپ نے فرمایا: ایسے لوگ پیدا ہوں گے جو میرے طریقہ اور میری ہدایت کے خلاف طریقہ و سنت اختیار کریں گے اور میرے بتائے ہوئے راستے کے خلاف راستے پر چلیں گے (یعنی میری سیرت و کردار کے خلاف کریں گے)۔ تم ان میں دیندار بھی دیکھو گے اور بے دین بھی۔ میں نے عرض کیا: کیا اس خیر و بھلائی کے بعد بھی کوئی شر و برائی پیش آئے گی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں ایسے لوگ (پیدا) ہوں گے جو دوزخ کے دروازے پر کھڑے ہو کر مخلوق کو اپنی طرف بلائیں گے۔ سو جس نے ان کی پکار کا جواب دیا اس کو دوزخ میں دھکیل دیں گے۔ میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! اگر میں اس زمانے کو پالوں تو میرے لئے آپ کا کیا حکم ہے؟ ارشاد فرمایا: جماعت مسلمین (عامۃ المسلمین) اور ان کے امام (پیشوا و بادشاہ) کے ساتھ جڑے رہو۔ میں نے عرض کیا اگر مسلمانوں کی کوئی قابل اعتماد جماعت ہی نہ ہو اور نہ ہی ان کا کوئی امام ہو؟ (تو اس صورت میں میرے لئے آپ کا کیا حکم ہے؟) ارشاد فرمایا: تب ان سارے فرقوں سے علیحدگی اختیار کرلو بخدا! اگرچہ تمہیں اس علیحدگی و یکسوئی کے لئے کسی درخت کی جڑ میں پناہ ہی کیوں نہ لینی پڑے...... یہاں تک کہ اسی علیحدگی کی حالت میں موت تمہیں اپنی آغوش میں لے لے۔[2]

۹۰۹- **فتنوں میں پڑنے نہ پڑنے کی حقیقی نشانی**...... محمد بن احمد بن حسن، بشر بن موسیٰ، سعید بن منصور، ابومعاویہ، ابراہیم بن عبداللہ، محمد بن اسحٰق، قتیبہ بن سعید، جریر، اعمش، عمارہ بن عمیر، ابی عمار کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ:

---

[1] مسند الامام أحمد ۳۸۶/۵، ۴۰۲. والمستدرک ۴۳۲/۴. والمصنف لابن أبی شیبة ۹/۱۵. وکنز العمال ۳۱۰۰۴. ۳۱۳۱۳.

[2] صحیح البخاری ۲۴۲/۴، ۶۵/۹. وصحیح مسلم کتاب الامارة باب ۱۳. رقم: ۵۱. والسنن الکبری للبیهقی ۱۹۰/۸. وکنز العمال ۳۱۲۹۲. ومشکاة المصابیح ۵۳۸۲. ودلائل النبوة للبیهقی ۴۹۰/۶.

حضرت حذیفہؓ نے فرمایا: بے شک ایک بڑا فتنہ لوگوں کے دلوں کو پیش آئے گا۔ پس جس دل میں وہ فتنہ رچ بس گیا اس دل میں ایک سیاہ نکتہ پڑ جائیگا اور اگر دل نے اس فتنے کا انکار کردیا تو اس میں ایک سفید نکتہ ڈال دیا جائے گا۔ سو تم میں سے کون آدمی چاہتا ہے کہ اسے معلوم ہو کہ آیا اسے فتنہ پیش آیا ہے یا کہ نہیں (یعنی فتنہ میں پڑنے کی علامات جاننے کا خواہشمند کون ہے؟) پس اسے چاہیے کہ غور کرے! اگر وہ جس چیز کو حلال سمجھتا تھا اب اسے حرام سمجھنے لگا ہے یا جس چیز کو پہلے حرام سمجھتا تھا اب اسے حلال سمجھنے لگا ہے تو لامحالہ وہ فتنہ میں مبتلا ہو گیا۔

۹۱۰- ابومحمد بن حیان، احمد بن علی بن جارود، ابوسعید اشج، ابوخالد احمر، اعمش، سلیمان بن میسرہ، طارق بن شہاب کے سلسلۂ سند سے مروی ہے:

حضرت حذیفہؓ نے فرمایا: جب کسی بندے سے کوئی گناہ سرزد ہوتا ہے اس کے دل میں ایک سیاہ نکتہ پڑ جاتا ہے (وہ پھر) اگر گناہ کرتا ہے تو اسکے دل میں ایک (اور) سیاہ نکتہ پڑ جاتا ہے حتی کہ اس کا دل خاکستری رنگ کی بکری کی طرح ہو جاتا ہے۔

۹۱۱-عبداللہ بن محمد، احمد بن عبداللہ بن سعید، سلیمان بن حیان، اعمش، عمارہ بنت عمیر، ابی عمار کے سلسلۂ سند سے مروی ہے:

حضرت حذیفہؓ نے فرمایا: قسم اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے! بلاشبہ ایک آدمی صبح کو اٹھتا ہے وہ اپنی آنکھوں سے دیکھ رہا ہوتا ہے وہ شام کرتا ہے لیکن وہ آنکھوں سے نہیں دیکھ سکتا۔

۹۱۲-ابراہیم بن عبداللہ، محمد بن اسحٰق ثقفی، قتیبہ بن سعید، جریر، اعمش، زید بن وہب کی سند سے مروی ہے:

حذیفہؓ نے فرمایا: تمہیں مختلف فتنے پیش آنے والے ہیں جو نشف برسا رہے ہوں گے (نشف: وہ چیز جو پانی وغیرہ کو جذب کرے یعنی یہ فتنے ہلکے ہوں گے اپنے ہلکے پن کی وجہ سے لوگوں کے ادیان میں اثر نہیں کر پائیں گے) ان کے بعد تمہیں ایسے فتنے پیش آئیں گے جو تمہارے اوپر گرم پتھروں کی بارش برسائیں گے یعنی پہلے فتنوں کی بہ نسبت زیادہ سخت ہوں گے) پھر ان کے بعد تمہیں سیاہ تاریک اندھیرا پیش آئے گا (یعنی اندھا دھند اور بہت سخت فتنہ پیش آئے گا)۔

۹۱۳- ابواحمد محمد بن احمد، عبداللہ بن محمد بن شیرویہ، اسحٰق بن راہویہ، فضل بن موسیٰ، ولید بن جمیع، ابوطفیل کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ حضرت حذیفہؓ نے فرمایا:

تین فتنے پیش آنے والے ہیں اور ایک چوتھا فتنہ پیش آئے گا جو لوگوں کو دجال کی طرف ہانک کرلے جائے گا، (ایک فتنہ وہ) جو گرم پتھر برسائے گا (دوسرا فتنہ وہ) جو نشف برسائے گا، اور (تیسرا فتنہ وہ) جو سیاہ تاریک اندھیرے (کی مانند) ہوگا جو کہ سمندر کی موج کی طرح جوش مارے گا۔ اور چوتھا فتنہ لوگوں کو دجال کی طرف ہانک کرلے جائے گا۔

۹۱۴-سلیمان بن احمد، اسحٰق بن ابراہیم، عبدالرزاق، معمر، ابواسحٰق، عمارہ بن عبداللہ کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ حذیفہؓ نے فرمایا:

فتنوں سے دور رہو۔ ان (فتنوں) میں کوئی بھی نہ پڑے۔ بخدا! جو بھی ان میں پڑے گا وہ اسکو اندھا دھند سیلاب کی مانند بہا کرلے جائیں گے۔ بلاشبہ وہ فتنے (حق کے) مشابہ ہو کر پیش آئیں گے ..... حتی کہ جاہل کہے گا کہ یہ تو (حق کے) مشابہ ہیں۔ چنانچہ جب وہ فتنے ختم ہوں گے تب ان کی حقیقت حال واضح ہوگی۔ پس جب تم ان فتنوں کو دیکھو تو اپنے گھروں میں بیٹھے رہو اور اپنی تلواروں اور کمانوں کے چلے توڑ ڈالو۔ (یعنی ان فتنوں میں بالکل حصہ مت لو ورنہ ان کے تیز دھارے میں بہہ جاؤ گے)

۹۱۵-ابوعبداللہ حسین بن حمویہ بن حسین خثعمی، محمد بن عبداللہ حضرمی، مصرف بن عمرو، عبدالرحمٰن بن محمد بن طلحہ، محمد بن طلحہ، اعمش، ابووائل، زید بن وہب کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ حضرت حذیفہؓ نے فرمایا:

بلاشبہ فتنہ ناغہ بھی کر دیتا ہے اور لگاتار بھی برپا رہتا ہے۔ پس جو آدمی فتنے کے ناغہ میں مرنے کی طاقت رکھتا ہو وہ ضرور

مر جائے۔(نا غے سے مراد اسلحہ کا استعمال کچھ وقت کے لئے موقوف کر دینا اور نیام میں کر لینا)۔

یہ حدیث شعبہ نے بھی اعمش، زید، حذیفہؓ کے طریق سے روایت کی ہے۔

۹۱۶-ابواسحٰق ابراہیم بن حمزہ، حسن بن ابراہیم بن بشار، عبداللہ بن عمران، جریر، اعمش، ابراہیم، ہمام کے سلسلۂ سند سے مروی ہے:

حضرت حذیفہؓ نے فرمایا: لوگوں پر ضرور بضرور ایک ایسا زمانہ آنے والا ہے، اس میں کوئی آدمی نجات نہیں پائے گا بجز اس آدمی کے جو ایسی دعا کرتا ہو جیسی دعا پانی میں ڈوبنے والا کرتا ہے۔

۹۱۷- ابوعمرو بن حمدان، حسن بن سفیان، سوید بن سعید، علی بن مسہر، مسلم، حبہ کے سلسلۂ سند سے مروی ہے:

ایک مرتبہ حضرت ابومسعودؓ نے حضرت حذیفہؓ سے درخواست کی کہ بلاشبہ فتنہ واقع ہو چکا ہے، آپ نے اس کے بارے میں جو حدیث سن رکھی ہے مجھے بیان کر دیں۔ حذیفہؓ نے فرمایا: کیا تمہارے پاس یقین نہیں آیا؟ (یعنی) اللہ عزوجل کی کتاب۔

۹۱۸-حسین بن حمویہ خثعمی، محمد بن عبداللہ حضرمی، محمد بن عبداللہ بن نمیر، محمد بن بلال، عمران قطان، اعمش، ابووائل کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ حضرت حذیفہؓ نے فرمایا:

شراب مردوں کی عقلوں کو کیا خراب کرتا ہے فتنہ تو اس سے بھی کہیں زیادہ مردوں کی عقلوں کو خراب کر دیتا ہے۔

۹۱۹-محمد بن احمد بن حسن، عبداللہ بن احمد بن حنبل، احمد بن حنبل، محمد بن جعفر، شعبہ، اعمش، زید بن وہب کے سلسلۂ سند سے مروی ہے:

حضرت حذیفہؓ نے ایک مرتبہ فرمایا: فتنے کا تمام تر وبال تین آدمیوں کے سر پر ہے، ایک وہ حاذق اور بے راہرو آدمی کہ جسکے سامنے کوئی چیز سر نہیں اٹھاتی مگر وہ صرف تلوار ہی سے اس کا قلع قمع کر دیتا ہے۔ دوسرا وہ خطیب جو (اپنی تقریروں سے) لوگوں کو اس فتنے کی دعوت دیتا ہے۔ ان دونوں کو فتنہ انکے چہروں کے بل اوندھے منہ کر دے گا۔ تیسرا شخص وہ سردار ہے جس کو فتنہ برانگیختہ کرتا رہے گا حتیٰ کہ جو کچھ بھی اس کے پاس ہوگا وہ سب کچھ تباہ برباد ہو کر رہ جائے گا۔

۹۲۰-ابواحمد محمد بن احمد، عبداللہ بن محمد بن شیرویہ، (دوسری سند) ابوعمرو بن حمدان، حسن بن سفیان، (دونوں سند) اسحٰق بن ابراہیم، عبدالرزاق، بکار بن عبداللہ، خلاد بن عبدالرحمٰن، ابوطفیل کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ حضرت حذیفہؓ نے فرمایا: اے لوگو! تم مجھ سے پوچھتے کیوں نہیں ہو؟ لوگ تو رسول اللہ ﷺ سے خیر و بھلائی کے بارے میں پوچھتے تھے جبکہ میں رسول اللہ ﷺ سے شر و برائی کے بارے میں پوچھتا تھا۔ کیا تم ''میت احیاء'' زندوں کے مردہ کے بارے میں نہیں پوچھتے ہو؟ چنانچہ حضرت حذیفہؓ خود ہی بیان کرنے لگے کہ بے شک! اللہ تعالیٰ نے محمد ﷺ کو مبعوث کیا ہے۔ انہوں نے لوگوں کو ضلالت و گمراہی سے نکال کر ہدایت کی طرف آنے کی دعوت دی اور کفر سے نکل کر ایمان کی طرف آنے کی دعوت دی۔ چنانچہ جس نے ان کی دعوت کو قبول کرنا تھا اس نے قبول کر لیا پس جو پہلے (روحانی اعتبار سے) مردہ تھا وہ اب حق پر زندہ رہنے لگا اور جو پہلے (ظاہری اعتبار سے) زندہ تھا وہ (ان کی دعوت کا انکار کر کے) باطل پر مر گیا، پھر نبوت کا خاتمہ ہو گیا۔ چنانچہ نبوت کے بعد اسی کی نہج پر خلافت قائم ہوئی پھر اس کے بعد ''ملک عضوض'' کٹکھنی بادشاہت ہوگی۔ پس بعض لوگ اپنے دل، اپنے ہاتھ اور اپنی زبان سے اس بادشاہت کا انکار کریں گے لامحالہ انہوں نے کامل حق پر برقرار رہنے کی پابندی کی اور بعض لوگ ایسے ہوں گے جو اپنے دل و زبان سے اس بادشاہت کا انکار کریں گے لیکن اپنے ہاتھوں کو اس کے انکار سے روکے رکھیں گے لامحالہ ایسے لوگ حق کا ایک شعبہ ترک کریں گے اور بعض لوگ ایسے ہوں گے جو اس بادشاہت کا دل سے تو انکار کریں گے لیکن اپنے ہاتھ اور زبان کو اس کے انکار سے روکے رکھیں گے لامحالہ ایسے لوگ حق کے دو شعبے ترک کر دیں گے اور بعض لوگ ایسے ہوں گے جو ایسی بادشاہت کا نہ دل سے انکار کریں گے اور نہ ہی زبان سے پس ایسے لوگ ''میت احیاء'' زندوں میں مردہ ہیں۔

۹۲۱- سلیمان بن احمد، محمد بن عبداللہ حضرمی، عثمان بن ابی شیبہ، عبیداللہ بن موسیٰ، شیبان، اعمش، خیثمہ، فلفلۃ الجعفی کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ حضرت حذیفہؓ نے فرمایا بخدا! اگر میں چاہوں تمہیں ایک ہزار ایسے کلمات سنا سکتا ہوں...... جنکو سن کر تم مجھ سے محبت کرنے لگ جاؤ اور میرے پیچھے چلنا شروع کر دو اور تم میری تصدیق بھی کرو۔ ان کلمات کا تعلق اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول سے ہے۔ اور اگر میں چاہوں تمہیں ایک ہزار ایسے کلمات سنا سکتا ہوں جنہیں سن کر تم مجھ سے بغض و عداوت کرنے لگ جاؤ اور مجھ سے کوسوں دور ہو جاؤ اور میری تکذیب بھی کرنے لگ جاؤ۔

۹۲۲- ابو احمد محمد بن احمد، عبداللہ بن شیرویہ، اسحٰق بن راہویہ، جریر، اعمش، عمرو بن مرہ، ابو البختری کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ حضرت حذیفہؓ نے ایک مرتبہ فرمایا: اگر میں چاہوں تمہیں ایک ہزار ایسے کلمات سنا سکتا ہوں...... جن پر تم لوگ میری تصدیق کرنے لگ جاؤ میرے پاس بار بار آنا شروع کر دو اور میری مدد کرنے لگ جاؤ۔ اگر میں چاہوں تمہیں ایک ہزار ایسے کلمات سنا سکتا ہوں جنہیں سن کر تم لوگ میری تکذیب کر دو، مجھ سے کوسوں دور ہو جاؤ اور مجھے گالیاں دینی شروع کر دو حالانکہ وہ کلمات اللہ اور اس کے رسول کی طرف سے سراسر سچے ہوں گے۔

۹۲۳- ابو احمد محمد بن احمد، عبداللہ، اسحٰق، معتمر بن سلیمان، سلیمان، حسن، جندب بن عبداللہ بن سفیان کی سند سے مروی ہے:

حذیفہؓ نے فرمایا: میں جانتا ہوں کہ ایک قوم کا قائد (راہنما) جنت میں جائے گا جبکہ اس کے متبعین دوزخ میں جائیں گے۔ ہم نے کہا: کیا یہ وہی تو نہیں جس کے بارے میں آپ نے ہمیں بتایا تھا؟ حذیفہؓ نے فرمایا: تمہیں کیا معلوم کہ اس کے لئے پہلے سے کیا چیز تیار کر لی گئی ہے۔

۹۲۴- ابراہیم بن عبداللہ، محمد بن اسحٰق، قتیبہ، جریر، اعمش، عبدالرحمٰن بن سعید بن وہب، سعید بن وہب کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ حضرت حذیفہؓ نے فرمایا: گویا کہ میں ایک سوار آدمی کو دیکھ رہا ہوں جو تمہارے درمیان موجود ہے اور وہ دعویٰ کرتا ہے کہ ساری زمین ہماری اپنی ہے۔ سارا مال ہماری ملکیت میں ہے۔ چنانچہ وہ بیواؤں اور مسکینوں کے درمیان حائل ہے اور جو مال اللہ تعالیٰ نے اس کے آبا و اجداد کو عطا فرمایا ہے اس میں بھی وہ حائل ہے۔ (یعنی ایک ایسا بادشاہ آنے والا ہے جو اموال مسلمین اور ان کی املاک پر خود براجمان ہوگا بیت المال وہ اپنی ذاتی ملکیت سمجھے گا۔ غریبوں، یتیموں، مسکینوں اور بیواؤں کا مطلق خیال نہیں رکھے گا)۔

۹۲۵- محمد بن عبدالرحمٰن، حسن، عمرو بن مرہ، ابو البختری کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ حضرت حذیفہؓ نے فرمایا: دل چار قسموں کے ہوتے ہیں: ایک وہ دل ہے جو پردوں میں پڑا غیر محفوظ ہو، وہ کافر کا دل ہے۔ دوسرا دل وہ ہے جس میں ایمان و نفاق کا اختلاط رہتا ہے لیکن ایمان کی دولت سے محروم ہی رہتا ہے، یہ منافق کا دل ہے۔ تیسرا دل صاف ستھرا دل ہے اس میں نور ہدایت کا ایک روشن چمکتا ہوا چراغ ہوتا ہے، یہ مومن کا دل ہے۔ اور چوتھا دل وہ ہے جس میں نفاق اور ایمان دونوں ہوں۔ ایمان کی مثال اس درخت کی سی ہے جسے پاکیزہ پانی سیراب کرتا ہے اور نفاق کی مثال اس زخم جیسی ہے، جس میں پیپ اور خون بھرا ہوا ہو، پس ان میں سے جس نے بھی غلبہ پایا وہ غالب ہو جاتا ہے۔

۹۲۶- احمد بن جعفر بن حمدان بصری، عبداللہ بن احمد دورقی، مسدد، ابو الاحوص، ابو اسحٰق، ابو مغیرہ کے سلسلۂ سند سے مروی ہے:

حضرت حذیفہؓ نے فرمایا: ایک مرتبہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو اپنے تیز زبان ہونے کی شکایت کی۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

تم طلب مغفرت کے کس درجہ پر ہو؟ بلاشبہ میں تو ہر دن اللہ عزوجل سے ایک سو مرتبہ مغفرت طلب کرتا ہوں[1]
یہ حدیث عمرو بن قیس ملائی نے ابواسحٰق، عبید بن مغیرہ، حذیفہ کی سند سے روایت کی ہے۔

۹۲۷-احمد بن مہران، محمد بن عباس بن ایوب، حسن بن یونس، محمد بن کثیر، عمرو بن قیس ملائی، ابواسحٰق، عبید بن مغیرہ کے سلسلۂ سند سے مروی ہے: حضرت حذیفہؓ نے فرمایا: میں ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور کہا: یارسول اللہ! گھر والوں پر میری زبان تیز ہو جاتی ہے، مجھ ڈر لگتا ہے کہ مجھے یہ چیز دوزخ میں نہ داخل کر دے۔ ارشاد فرمایا: تم طلب مغفرت کیوں نہیں کرتے؟ بلاشبہ میں ہر روز سو مرتبہ اللہ تعالیٰ کی مغفرت طلب کرتا ہوں۔

۹۲۸-ابوعمرو بن حمدان، حسن بن سفیان، محمد بن عبداللہ بن عمار، معافی بن عمران، یمان بن مغیرہؒ کے سلسلۂ سند سے ہے کہ ابوابیض مدنی کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ حضرت حذیفہؓ نے فرمایا: سب سے زیادہ میری آنکھوں کو ٹھنڈک پہنچانے والا دن وہ ہوتا ہے جس دن میں گھر واپس لوٹوں اور میرے گھر والے مجھ سے فقر و فاقہ کی شکایت کر رہے ہوں۔

۹۲۹- ابومحمد بن حیان، ابویحیٰی رازی، ہناد، قبیصہ، سفیان، (دوسری سند) ابوعمرو بن حمدان، حسن بن سفیان، قاسم بن خلیفہ، حسین بن علی، زائدہ، (دونوں سند) ابان بن ابی عیاش، امیہ بن قسیم کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ حضرت حذیفہؓ نے فرمایا:
سب سے زیادہ میری آنکھوں کو ٹھنڈک اس وقت پہنچتی ہے جب میرے گھر والے مجھ سے سخت فقر و فاقہ کی شکایت کر رہے ہوں۔ بلاشبہ اللہ تعالیٰ بندہ مومن کو دنیا سے اس طرح پرہیز کراتے ہیں جس طرح کسی مریض کے گھر والے اپنے مریض کو کھانے سے پرہیز کراتے ہیں۔
شیخ ابونعیم رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ زائدہ نے پرہیز کے متعلق آخری کلام مرفوعاً روایت کیا ہے۔

۹۳۰-سلیمان بن احمد، محمد بن عبداللہ حضرمی، ابوکریب، عمر بن بزیع، حارث بن حجاج، ابومعمر تیمی، ساعد بن سعد بن حذیفہ کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ حذیفہؓ فرمایا کرتے تھے کہ سب سے زیادہ محبوب اور میری آنکھوں کو ٹھنڈک پہنچانے والا دن وہ ہے کہ جس دن میں اپنے گھر آؤں اور میں اپنے گھر والوں کے پاس کھانے کی کوئی چیز نہ پاؤں اور گھر والے کہہ رہے ہوں کہ تم تھوڑے، بہت پر بھی قدرت نہیں رکھتے ہو۔

چونکہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے کہ بے شک جتنی پرہیز مریض کے گھر والے مریض کو کھانا کھانے سے کرواتے ہیں اس سے بھی زیادہ اللہ تعالیٰ مومن کو دنیا سے پرہیز کرواتے ہیں۔ جس قدر والد اپنی اولاد کو خیریت میں رکھنا چاہتا ہے اس سے کہیں زیادہ اللہ تعالیٰ مومن کو آزمائش میں رکھنا چاہتا ہے۔[2]

۹۳۱-عبداللہ بن محمد بن جعفر، عبدالرحمٰن بن محمد بن مسلم، ہناد، قبیصہ، سفیان، اعمش کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ حضرت حذیفہؓ نے حضرت سعدؓ بن معاذ سے کہا: آپ ہمیں کس کیفیت میں دیکھیں گے جب ہم دنیا میں مبتلا ہو جائیں گے؟ حضرت سعدؓ نے کہا: ہم ایسا زمانہ نہیں پائیں گے۔ حضرت حذیفہؓ نے فرمایا: **اعطی علی ظنه واعطیت علی ظنی**، یعنی دنیا اس کو اس کے گمان کے مطابق عطا ہوگی اور مجھے میرے گمان کے مطابق۔

۱۔ مسند الامام أحمد ۵/۳۹۴، ۳۹۶، ۴۰۲. وسنن الدارمی ۲/۳۰۲. والمستدرک ۱/۵۱۰، ۵۱۱، ۲/۴۵۷، وأمالی الشجری ۱/۲۳۴. والمصنف لابن ابی شیبة ۱۰/۱۹۷ أ. ۱/۲۶۳. وتاریخ بغداد ۱۲/۲۸۱، وکشف الخفا ۲/۱۶۴، واتحاف السادة المتقین ۵/۵۷، ۷/۵۵۹. وعمل الیوم واللیلة لابن السنی ۳۵۶.

۲۔ المعجم الکبیر للطبرانی ۳/۱۰۰. ومجمع الزوائد ۱۰/۲۸۵، وکنز العمال ۶۱۳۶. والجامع الکبیر ۶۶۷۹.

ثوری نے یہ حدیث اسی طرح منقطع روایت کی ہے جبکہ جریر نے اعمش سے متصلاً روایت کی ہے اور یوں سند بیان کی ہے: عن اعمش عن طلحہ بن مصرف عن ہذیل عن حذیفہؓ۔

۹۳۲- عبداللہ بن محمد، عبدالرحمٰن بن محمد، ہناد، وکیع، سلام بن مسکین، ابن سیرین کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ حضرت حذیفہؓ جب مدائن تشریف لائے تو ایک گدھے پر سوار ہو کر تشریف لائے ان کے ہاتھ میں ایک روٹی تھی جسے وہ گدھے پر بیٹھ کر کھا رہے تھے۔

۹۳۳- ہناد، وکیع، مالک بن مغول، طلحہ بن مصرف کے سلسلۂ سند سے بمثل مذکور بالا کے حدیث مروی ہے اور اس میں اضافہ ہے کہ انہوں نے ایک جانب ٹانگیں لٹکائی ہوئی تھیں۔

۹۳۴- سلیمان بن احمد، اسحٰق بن ابراہیم، عبدالرزاق، معمر، ابواسحٰق، عمارہ بن عبد کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ حضرت حذیفہ نے فرمایا: تم لوگ مواضع فتن سے دور رہو۔ لوگوں نے پوچھا: اے ابوعبداللہ! مواضع فتن کیا ہیں؟ فرمایا: امراء کے دروازے۔ چنانچہ تم میں سے کوئی کسی امیر کے پاس جاتا ہے اور جھوٹ سے اس کی تصدیق کرتا ہے اور اس کے بارے میں ایسی ایسی باتیں کہتا ہے جو در حقیقت اس میں موجود نہیں ہوتیں۔

۹۳۵- ابراہیم بن عبداللہ، محمد بن اسحٰق، قتیبہ، جریر، اعمش، ابوظبیان (دوسری سند) محمد بن احمد بن حسن، عبداللہ بن احمد بن حنبل، احمد بن حنبل، محمد بن جعفر، شعبہ، اعمش، زید بن وہب کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ ایک آدمی حضرت حذیفہؓ کے پاس آیا اور کہنے لگا: میرے لئے استغفار کیجئے فرمایا: اللہ تعالیٰ تمہاری مغفرت نہ کرے۔ میں کیسے اس برائیوں سے بھرپور شخص کیلئے استغفار کرسکتا ہوں[1]۔

۹۳۶- محمد بن علی، عبداللہ بن محمد بغوی، علی بن جعد، شعبہ، عبدالملک بن میسرہ، زیاد، ربعی بن خراش کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ رحلت کے وقت حضرت حذیفہؓ کہنے لگے: بسا اوقات میرے پاس موت آتی ہے اور مجھے کچھ شک اور تردد نہیں ہوتا۔ لیکن آج موت آئی ہے تو مختلف اشیاء دل میں گڑبڑا رہی ہیں۔

۹۳۷- موت سے ملاقات کی خواہش...... عبداللہ بن محمد، ابن شبل، ابوبکر بن ابی شیبہ، محمد بن عبید، اعمش، موسیٰ بن عبداللہ بن یزید، ام سلمہ (ابوبکر کی والدہ) کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ حضرت حذیفہؓ نے فرمایا: میں پسند کرتا ہوں کہ میرے پاس ایک آدمی ہو جو میرا دروازہ بند کردے اور میرے پاس کسی کو نہ آنے دے حتی کہ میرے رب عزوجل سے میری ملاقات ہو جائے۔

۹۳۸- ابوبکر بن مالک، عبداللہ بن احمد بن حنبل، احمد بن محمد بن ایوب، ابوبکر بن عیاش، عاصم، ابووائل کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ حضرت حذیفہؓ نے فرمایا: سب سے زیادہ محبوب حالت جس پر اللہ تعالیٰ اپنے بندے کو پاتا ہے (وہ یہ ہے کہ) اللہ تعالیٰ بندے کو اپنے چہرے پر مٹی ملتے ہوئے پائے (یعنی بندہ اپنی مغفرت کے لئے اپنے چہرے پر مٹی ملے اور اللہ تعالیٰ کے سامنے ندامت اور عاجزی کا اظہار کرے یہ حالت اللہ تعالیٰ کو بہت زیادہ محبوب ہے)۔

۹۳۹- ابومحمد بن حیان، ابویحییٰ رازی، ہناد، عبدہ بن سلیمان، جویبر، ضحاک کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ حضرت حذیفہؓ نے فرمایا: مجھے اس امت پر سب سے زیادہ خوف اس کا ہے کہ امت مظاہر (مادیت اور دنیا کی ظاہری زیب و زینت وغیرہ) کو اپنے علم پر ترجیح دینے لگ جائے اور مجھے زیادہ خوف ہے کہ یہ امت گمراہ ہو جائے اور اسے شعور تک نہ ہو۔

۹۴۰- ابراہیم بن عبداللہ، محمد بن اسحٰق، قتیبہ بن سعید، جریر، اعمش کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ حضرت حذیفہؓ فرمایا کرتے تھے کہ تم

---

[1] حدیث کے مکمل الفاظ یہ ہیں: جاء رجل الی حذیفۃ فقال استغفر لی فقال لاغفر اللہ لک انی لو استغفرت لہذا الاتی سیات فقال استغفر لی حذیفۃ اتحب ان یجعلک اللہ مع حذیفۃ؟ اللہم اجعلہ مع حذیفۃ. خط کشیدہ الفاظ کے معنی بندہ پر واضح نہیں ہوسکے۔

میں سے بہترین لوگ وہ نہیں ہیں جو آخرت کے لئے دنیا کو ترک کردیں اور نہ ہی وہ لوگ ہیں جو دنیا کی خاطر آخرت کو ترک کردیں، لیکن بہترین لوگ وہ ہیں جو دونوں سے برابر سرابر حصہ لیں۔

۹۴۱-عبداللہ بن جعفر، یونس بن حبیب، ابوداؤد، شعبہ، ابواسحٰق، صلہ بن زفر کے سلسلۂ سند سے مروی ہے:

ایک مرتبہ حضرت حذیفہؓ نے فرمایا: (قیامت کے دن) سارے لوگ ایک وسیع میدان میں جمع کئے جائیں گے وہاں کسی کو بھی بات کرنے کی جرات نہیں ہوگی۔ چنانچہ سب سے پہلے محمد ﷺ کو بلایا جائے گا پس آپ ﷺ فرمائیں گے: اے اللہ! میں تیرے حضور میں حاضر ہوں، تمام تر بھلائی تیرے قبضۂ قدرت میں ہے اور برائی کا مرجع تو نہیں ہے۔ ہدایت جسکو تو نے دے دی (سو دے دی)۔ تیرا بندہ تیرے سامنے حاضر ہے۔ میرا تعلق اور واسطہ تجھی سے ہے اور میں نے تیری طرف لوٹنا ہے۔ تیرے سوا میرے لئے کوئی پناہ گاہ نہیں۔ تو بہت برکت والا ہے اور تیرا مرتبہ بہت بلند ہے اور تو ہی بیت اللہ کا مالک ہے۔ پس یہی اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے "عسیٰ ان یبعثک ربک مقاماً محموداً" (اسراء ۷۹) عنقریب تیرا رب تجھے مقام محمود سے سرفراز کرے گا

اس حدیث کو ابواسحٰق سے ایک بڑی جماعت نے مرفوعاً روایت کیا ہے۔

۹۴۲- ابومحمد بن حیان، محمد بن عباس، ابوکریب، محمد بن حازم، اعمش، سلیمان بن مسہر، طارق بن شہاب کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ کسی نے حضرت حذیفہؓ سے پوچھا: کیا ایک ہی دن میں بنی اسرائیل نے اپنے دین پر چلنا چھوڑ دیا تھا؟ فرمایا: نہیں لیکن جب انہیں کسی چیز کے کرنے کا حکم دیا جاتا وہ اسے چھوڑ دیتے تھے اور جب انہیں کسی چیز سے باز رہنے کی تاکید کی جاتی وہ اس کو کر گزرتے تھے حتی کہ (آہستہ آہستہ) وہ اپنے دین سے اس طرح نکل گئے جس طرح کوئی آدمی اپنی قمیص سے نکل جاتا ہے۔

یہ حدیث جریر نے اعمش، عمرو بن مرہ، ابوالبختری، حذیفہؓ کی سند سے اسی طرح روایت کی ہے اور یعلیٰ بن عبید نے اعمش، عبداللہ بن عبداللہ، ابن ابی لیلیٰ، حذیفہؓ کی سند سے روایت کی ہے۔

۹۴۳-امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی تاکید..... محمد بن علی بن حبیش، احمد بن یحیی حلوانی، احمد بن یونس، زہیر، اعمش، میمون بن مہران، عبداللہ بن سیدان کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ حضرت حذیفہؓ نے فرمایا: جو ہم میں سے نہ ہو اللہ تعالیٰ اس پر لعنت کرے۔ بخدا! تم ضرور بالضرور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرتے رہو ورنہ تم ایک دوسرے کو قتل کرنے لگ جاؤ گے اور بالآخر تمہارے برے لوگ تمہارے اچھوں پر غالب آجائیں گے۔ وہ برے اچھوں کا اس قدر قتل عام کریں گے کہ ان میں کوئی بھی امر بالمعروف و نہی عن المنکر کرنے والا باقی نہیں رہے گا۔ پھر تم اللہ تعالیٰ کو پکاروں گے وہ تمہاری پکار کا جواب نہیں دے گا۔

۹۴۴-ابوبکر بن مالک، عبداللہ بن احمد بن حنبل، احمد بن حنبل، عبداللہ بن نمیر، رزین جہنی:

ابورقاد کہتے ہیں میں ایک مرتبہ اپنے آقا کے ساتھ حضرت حذیفہؓ کے پاس چلا گیا میں اس وقت غلام تھا۔ حذیفہؓ فرمارہے تھے: بے شک رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں ایک آدمی کوئی ایسی بات کردیتا تھا جس سے وہ منافق ہوجاتا تھا اور اب میں مجلس میں تم سے چار چار مرتبہ وہ بات سن لیتا ہوں۔ تم ضرور امر بالمعروف و نہی عن المنکر کرتے رہو اور دوسروں کو خیر کے کاموں پر ابھارتے رہو ورنہ اللہ تعالیٰ تمہیں عذاب میں گرفتار کرے گا اور پھر تمہارے اوپر ضرور برے لوگ حکمرانی کرنے لگ جائیں گے پھر تم اپنے اچھوں کو پکارو گے لیکن تمہاری پکار کا مطلق جواب نہیں دیا جائے گا۔

۹۴۵-احمد بن اسحٰق، ابویحیی رازی، ابویزید خراز، عبیدہ، اعمش، ابوظبیان کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ حضرت حذیفہؓ نے فرمایا: جو قوم بھی آپس میں لعن طعن کرتی ہے اس پر بات ثابت و پختہ ہوجاتی ہے (یعنی وہ قوم دوزخ کی مستحق ہوجاتی ہے)۔

۹۴۶-احمد بن اسحق، ابراہیم بن منویہ، عبید بن اسباط، اسباط، اعمش، عبدالملک بن میسرہ، نزال بن سبرہ کے سلسلۂ سند سے مروی ہے:
نزال بن سبرہ کہتے ہیں ایک مرتبہ ہم حذیفہؓ کے ساتھ گھر میں تھے۔ حضرت عثمانؓ ان سے کہنے لگے: مجھے آپ کے بارے میں یہ کیا بات پہنچ رہی ہے؟ حذیفہؓ نے کہا: میں نے تو یہ بات نہیں کہی۔ عثمانؓ نے فرمایا: تم سب سے زیادہ سچے اور سب سے زیادہ نیک ہو۔ جب باہر نکلنے لگے: تو میں نے عرض کیا: اے ابوعبداللہ! جو بات آپ کی طرف منسوب کی جاتی ہے کیا وہ آپ نے نہیں کہی؟ حذیفہؓ نے فرمایا: کیوں نہیں کہی، لیکن میں دین کے بعض کو بعض کے بدلے میں خریدتا ہوں اس خوف سے کہ کہیں سارے کا سارے دین نکل جائے۔

۹۴۷-حسین بن حمویہ خثعمی، محمد بن عبداللہ حضرمی، عمر بن ابی الرطیل، حبیب بن خالد، اعمش، عمرو بن مرہ، ابوالبختری، ابوعمرو (زاذان) کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ حضرت حذیفہؓ نے فرمایا: ضرور تمہارے اوپر ایک ایسا زمانہ آنے والا ہے کہ اس میں تم میں سے بہترین آدمی وہ ہوگا جو امر بالمعروف اور نہی عن المنکر نہ کرتا ہو۔

۹۴۸-احمد بن محمد بن علی حارث مرھبی کندی، حسن بن علی بن جعفر وشاء، ابونعیم، فطر بن خلیفہ، حبیب، ابن ابی ثابت کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ حضرت حذیفہؓ نے فرمایا: مومن کافر سے ساتھ اختلاط رکھ لیکن اپنے دین کو داغدار مت بنا۔

۹۴۹- محمد بن اسحق، ابراہیم بن سعدان، بکر بن ؟ ر، شعبہ، حبیب بن ابی ثابت، ابوشعثاء محاربی کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ حضرت حذیفہؓ نے فرمایا: نفاق کا سلسلہ ختم ہو چکا ہے اب ؟یمان کے بعد کفر ہی کفر ہے۔ (یعنی اب یا تو ایمان کا درجہ ہے یا کفر کا، درمیان میں نفاق کا درجہ نہیں رہا)۔

۹۵۰-کل اور آج کے منافق کا امتیاز..... ؟ اللہ بن جعفر، یونس بن حبیب، ابوداؤد، شعبہ، اعمش، ابووائل کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ حضرت حذیفہؓ نے فرمایا: آج کل کے من؟تین رسول اللہ ﷺ کے زمانے کے منافقین سے بدر جہا برے ہیں۔ چونکہ اس وقت کے منافقین اپنے نفاق کو چھپا کر رکھتے تھے اور آج کل کے منافقین اپنے نفاق کو ظاہر لیے پھرتے ہیں۔

۹۵۱- ابراہیم بن عبداللہ، محمد بن اسحق، قتیبہ بن سعید، جریر، اعمش، شمر بن عطیہ کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ حضرت حذیفہؓ نے ایک آدمی سے کہا: کیا تمہیں یہ بات خوش کرے گی کہ تم نے لوگوں میں سے بدترین فاجر آدمی کو قتل کیا ہو؟ اس آدمی نے اثبات میں جواب دیا حضرت حذیفہؓ نے فرمایا: تب تو تم اس سے بھی زیادہ فاجر ہو گے۔

۹۵۲- علی بن ہارون، قاضی یوسف، عمرو بن مرزوق، زہیر، ابواسحق، سعد بن حذیفہ کے سلسلۂ سند سے مروی ہے:
سعد کہتے ہیں کہ میں نے اپنے والد صاحب حضرت حذیفہؓ کو فرماتے سنا: بخدا! جس آدمی نے ایک بالشت کے برابر بھی جماعت (مسلمین) کو چھوڑا لامحالہ اس نے اسلام کو چھوڑ دیا۔

۹۵۳-ابواسحق بن ضمرہ، عبید بن غنام، ابن نمیر، وکیع، اعمش، ابراہیم بن ہمام کے سلسلۂ سند سے مروی ہے:
حضرت حذیفہؓ نے فرمایا: اے جماعت قراء! سیدھے راستے پر چلتے رہو چونکہ اگر تم سیدھے راستے پر چلو گے تو سیدھے آگے بڑھتے جاؤ گے اور اگر تم بچل کر دائیں بائیں ہو گئے تو دور کی ضلالت و گمراہی میں جا پڑو گے۔

۹۵۴- محمد بن علی، عبداللہ بن محمد، عبداللہ بن جعد، شریک، سماک، ابی سلامہ کے سلسلۂ سند سے مروی ہے:
حضرت حذیفہؓ نے فرمایا: ضرور بالضرور تمہارے اوپر کچھ ایسے امراء حکمرانی کریں گے کہ ان میں سے کسی ایک کا قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے ہاں جو کے چھلکے کے برابر بھی درجہ (مرتبہ و مقام) نہیں ہوگا۔

۹۵۵-ابوبکر بن مالک، عبداللہ بن احمد بن حنبل، ہدبہ بن خالد، ہمام، عطاء بن سائب،......ابوعبدالرحمٰن سلمی کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں مدائن میں اپنے والد کے ساتھ نماز جمعہ کے لئے گیا۔ ہمارے اور جامع مسجد کے درمیان تقریباً ایک فرسخ کا فاصلہ ہوگا۔ اس وقت حذیفہؓ بن یمان مدائن کے گورنر تھے۔ چنانچہ آپؓ منبر پر جلوہ افروز ہوئے اور حمد وثناء کے بعد فرمایا: قیامت قریب ہوگئی اور چاند دوٹکڑے ہوگیا۔ چاند کے دولخت ہونے کا واقعہ پیش آچکا ہے اور دنیا جدائی کے قریب تر ہوچکی ہے۔ خبردار! آج میدان گھڑ دوڑ میں جانا ہے اور کل مقابلہ دوڑ ہوگا۔ میں نے اپنے والد سے پوچھا دوڑ کے مقابلے کا کیا مطلب؟ انہوں نے جواب دیا جنت کی طرف سبقت۔

عطاء سے ایک بڑی جماعت نے یہ حدیث روایت کی ہے۔

۹۵۶-ابوعمر بن حمدان، حسن بن سفیان، اسحٰق بن ابراہیم بن قدامہ، نضر بن شمیل، محمد بن ثور کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ حضرت حذیفہؓ نے مدائن میں خطاب کرتے ہوئے فرمایا:

اے لوگو! اپنے غلاموں کی آمدنی میں اچھی طرح سے غور وفکر کرلیا کرو۔ اگر وہ آمدنی حلال کی ہے تو اسے استعمال میں لے آؤ اور اگر حرام کی ہے تو اسے پھینک دو۔ چونکہ میں نے رسول کریم ﷺ کو سنا ہے ارشاد فرمایا: بلاشبہ کوئی گوشت ایسا نہیں جو حرام سے پروان چڑھا ہو اور پھر وہ جنت میں داخل ہوا ہو۔ (یعنی جس جسم کی پرورش حرام سے ہوئی ہو وہ جسم جنت میں داخل نہیں ہوگا اس معنیٰ میں ایک دوسری حدیث بھی مروی ہے، رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے: **لایدخل الجنة جسدٌ غذی بالحرام**)[1]

۹۵۷-عبداللہ بن محمد بن شبل، ابوبکر بن ابی شیبہ، محمد بن فضیل، اعمش، سلیم عامری کے سلسلۂ سند سے مروی ہے:

حضرت حذیفہؓ نے فرمایا: آدمی کو علم کی اتنی بات ہی کافی ہے کہ وہ دل میں اللہ تعالیٰ کی خشیت ڈر رکھتا ہو اور آدمی کو جھوٹ کی اتنی بات کافی ہے کہ وہ "استغفر اللہ" کہہ کر پھر لوٹ آئے (یعنی جس گناہ سے اللہ کی مغفرت طلب کی اسے دوبارہ کرنا شروع کردے)۔

۹۵۸-ابوبکر بن مالک، عبداللہ بن احمد بن حنبل، احمد بن حنبل، وکیع، فضیل بن غزوان، ابوفرات، مالک احمری کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ حضرت حذیفہؓ نے فرمایا:

شراب کا بیچنے والا پینے والے کی طرح ہے اور خنزیروں کی رکھوالی کرنا ان کے کھانے کی طرح ہے۔ (لہٰذا) تم لوگ اپنے غلاموں کی اچھی طرح سے دیکھ بھال کرلیا کرو اور دیکھا کرو کہ وہ اپنی آمدنی کہاں سے لاتے ہیں؟ اس لئے کہ کوئی ایسا گوشت (جسم) جنت میں داخل نہیں ہوتا جسکی پرورش حرام سے کی گئی ہو۔

۹۵۹-عبداللہ بن محمد، محمد بن ابی سہل عبداللہ بن محمد عبسی، وکیع، عکرمہ بن عمار، ابوعبداللہ فلسطینی، عبدالعزیز (یا عبداللہ) حذیفہؓ کے بھتیجے کے سلسلۂ سند سے مروی ہے: عبدالعزیز کہتے ہیں:

میں پینتالیس سال سے حضرت حذیفہؓ کو فرماتے سن رہا ہوں کہ پہلی چیز جسکو تم لوگ اپنے دین میں گم پاؤ گے وہ خشوع ہے اور آخری چیز جسکو تم اپنے دین میں گم پاؤ گے وہ نماز ہے۔ (یعنی سب سے پہلے خشوع وخضوع اور آخر میں نماز اٹھالی جائے گی)۔

۹۶۰- ابواحمد محمد بن احمد، عبداللہ بن شیرویہ، اسحٰق بن راہویہ، وکیع، اعمش وسفیان، ثابت بن ہرمز ابومقدام، ابویحیٰی کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ حضرت حذیفہؓ سے پوچھا گیا کہ منافق کون ہے؟ جواب دیا: جو زبان سے اسلام اسلام کہتا ہو (یعنی زبانی کلامی اسلام کے محاسن واحکام بیان کرتا ہو) لیکن اس پر عمل نہ کرتا ہو۔

۹۶۱-حضرت حذیفہؓ کا آخری وقت......عبدالرحمٰن بن عباس، ابراہیم بن اسحٰق حربی، محمد یزیدادمی، یحیٰی بن سلیم بن اسماعیل بن کثیر،

---

[1] (کنز العمال ۹۲۶۳)

زیاد مولیٰ ابن عباس کہتے ہیں مجھے ایک آدمی جو حضرت حذیفہؓ کے پاس ان کے مرض وفات میں آتا جاتا رہتا تھا نے بتایا کہ حضرت حذیفہؓ نے فرمایا: اگر میرا یہ دن دنیا کا آخری اور آخرت کا پہلا دن نہ ہوتا تو میں کوئی بات نہ کرتا۔ پھر دعائیہ انداز میں فرمایا: یا اللہ! تو جانتا ہے کہ میں نے فقر و فاقہ کو مالداری پر ترجیح دی ہے اور موت کو حیات پر ترجیح دی ہے۔ ایک دوست (موت کا فرشتہ) فاقہ کے عالم میں میرے پاس قدم رنجہ ہوا ہے۔ یا اللہ! وہ اپنے کام میں کامیاب رہے اسے کسی قسم کی ندامت نہ اٹھانی پڑی۔ پھر حضرت حذیفہؓ اللہ کو پیارے ہو گئے۔

۹۶۲- عبدالرحمٰن بن عباس، ابراہیم بن اسحٰق حربی، سلیمان بن حرب، سری بن یحییٰ، حسن کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ جب حضرت حذیفہؓ کا وقت وفات قریب ہوا کہنے لگے: ایک دوست فاقہ کے عالم میں تشریف لایا ہے وہ اپنے کام میں کامیاب رہے اسے کسی قسم کی ندامت کا سامنا نہ ہو۔ میں اللہ عز و جل کی تعریف کرتا ہوں جس نے مجھے فتنے اور اس کے قائدین سے پہلے ہی اپنے پاس بلالیا۔

۹۶۳- ابو حامد بن جبلہ، محمد بن اسحٰق سراج، یعقوب بن ابراہیم، ہشیم، حصین، ابو وائل کے سلسلۂ سند سے مروی ہے:

ابو وائل کہتے ہیں: جب حضرت حذیفہؓ کے مرض الموت نے زیادہ شدت اختیار کر لی تو قبیلہ بنو عبس کے لوگ ان کے پاس آنے لگے۔ مجھے خالد بن ربیع عبسی نے بتایا کہ ہم حضرت حذیفہؓ کے پاس آئے اور وہ اس وقت مدائن میں تھے۔ ہم تقریباً آدھی رات کے وقت ان کے پاس آئے حضرت حذیفہؓ نے ہم سے پوچھا: اب کیا وقت ہوا ہے؟ ہم نے جواب دیا: آدھی رات گزر چکی ہے، فرمایا: میں ایسی صبح سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگتا ہوں جو دوزخ کی طرف لے جانے والی ہو۔ پھر فرمایا: تم لوگ آئے ہو کیا اپنے ساتھ کفن لائے ہو؟ ہم نے اثبات میں جواب دیا۔ فرمایا: میرے کفن میں زیادہ غلو نہیں کرنا چونکہ اگر تمہارے ساتھی کے لئے اللہ تعالیٰ کے ہاں خیر و بھلائی ہے تو یقیناً اسکا کفن اس سے بہتر کپڑوں میں تبدیل کر دیا جائے گا ورنہ تو یہ کفن بھی چھین لیا جائے گا۔

۹۶۴- ابو حامد بن جبلہ، محمد بن اسحٰق، محمد بن صباح، جریر، اسماعیل، قیس، ابو مسعود کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ جب حضرت حذیفہؓ کا کفن لایا گیا تو انکا کفن نئے کپڑوں میں تھا حضرت حذیفہؓ نے اس وقت ابو مسعود کے ساتھ ٹیک لگائی ہوئی تھی۔ حذیفہؓ نے فرمایا: تم لوگ اس کفن کو کیا کرو گے اگر تمہارا ساتھی (یعنی خود حذیفہؓ) نیک صالح آدمی ہے تو اللہ تعالیٰ ضرور اس کفن کو بہتر کپڑوں میں بدل دیں گے ورنہ یہ کپڑے (کفن) بھی قیامت کے دن تک قبر کے ایک کونے میں پھینک دیے جائیں گے۔

۹۶۵- سلیمان بن احمد، محمد بن عبداللہ حضرمی، ابو کریب، یحییٰ بن ذکریا بن ابی زائدہ، زکریا بن ابی زائدہ، اسحٰق، صلہ بن زفر کے سلسلۂ سند سے مروی ہے:

صلہ کہتے ہیں: حضرت حذیفہؓ نے مجھے اور ابو مسعود رحمہ اللہ کو کفن خریدنے کے لئے بھیجا۔ چنانچہ ہم ان کے لئے عمدہ چادروں پر مشتمل تین سو درہموں کا کفن خرید لائے۔ (جب ہم کفن ان کے پاس لے کر حاضر ہوئے) فرمانے لگے: مجھے دکھاؤ تم نے میرے لئے کیسا کفن خریدا ہے! چنانچہ ہم نے انہیں کفن دکھایا۔ کہنے لگے: یہ کفن میرے لیے تو نہیں ہے مجھے تو ایک پاٹ کی دو سفید (عام قسم کی) چادریں کافی ہیں، جن کے ساتھ قمیص بھی نہ ہو۔ میں یقیناً قلیل شی چھوڑنا چاہتا ہوں کیونکہ مجھے ان دو چادروں کے بدلہ میں ان سے بہتر یا بدتر کپڑوں میں تبدیل کر دیا جائے گا۔ چنانچہ ہم ان کے لئے ایک پاٹ کی دو سفید چادریں خرید لائے۔

۹۶۶- حبیب بن حسن، قاضی یوسف، ابو ربیع، ہشیم، مجالد، شعبی، صلہ کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ حضرت حذیفہؓ نے فرمایا: تم لوگ صبر کو اپنی گھٹی میں باندھ لو۔ عنقریب ہی تمہارے اوپر ایک بلاء (آزمائش و مصیبت) نازل ہونے والی ہے اور سنو! تمہیں اُس آزمائش سے زیادہ سخت آزمائش نہیں پیش آئے گی جو کہ ہمیں اس وقت پیش آئی جب ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ہوا کرتے تھے۔

۹۶۷- محمد بن شبل، ابو بکر بن ابی شیبہ، عبدالرحیم بن سلیمان، مجالد، محمد بن منتشر، ابن خراش کے سلسلۂ سند سے مروی ہے:

حضرت حذیفہؓ نے فرمایا: قبر میں بھی حساب ہوگا اور قیامت کے دن بھی۔ سو جس کا محاسبہ کرلیا گیا وہ عذاب میں پڑ گیا۔

(۴۳) حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص [1]

حضرات صحابہ کرامؓ میں سے ایک قوی، صاحب خشوع، متواضع قاری، روزے دار اور قائم اللیل حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ بھی ہیں۔ حق کی باتوں کے قائل اور باطل سے سراسر غافل، عمل کے دیوانے اور نزاع و خصومت سے کوسوں دور رہنے والے تھے۔ لوگوں کو کھانا کھلاتے سلام میں پہل کرتے عمدہ اور پاکیزہ کلام کرتے تھے۔

اسی لئے کہا گیا ہے کہ عمدہ اخلاق کو اپنانے اور نازل شدہ احکام کے آگے سرخم کرنے کا نام تصوف ہے۔

۹۶۸- نفلی عبادت میں طاقت سے زیادہ بوجھ اٹھانا ممنوع ہے...... اپنے اوپر سلیمان بن احمد، ابوزرعہ دمشقی، ابو یمان، شعیب بن ابی حمزہ، زہری، سعید بن مسیب و ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن بن عوف کے سلسلۂ سند سے حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاصؓ کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو اطلاع کی گئی کہ میں (عبداللہ بن عمرو بن العاص) نے کہا ہے کہ جب تک میں زندہ ہوں ضرور بضرور دن کو روزہ رکھوں گا اور رات کو قیام کروں گا۔ رسول کریم ﷺ نے مجھے فرمایا: تم ہی ہو جو کہتے ہو کہ جب تک میں زندہ ہوں ضرور بضرور دن کو روزہ رکھوں گا اور رات کو قیام کروں گا؟ میں نے کہا: میرے ماں باپ آپ پر قربان جائیں میں یہ بات کہہ چکا ہوں۔ ارشاد فرمایا یقیناً تم اسکی طاقت نہیں رکھ سکو گے۔[2]

یہ حدیث معمر و ابن مسافر و عیسیٰ بن مطیب و بکر بن وائل نے زہری کے عام تلامذہ میں مقرونا روایت کی ہے۔

۹۶۹- سلیمان بن احمد، ادریس بن جعفر عطار، یزید بن ہارون، محمد بن عمرو بن علقمہ، ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن، عبداللہ بن عمرؓ کی روایت ہے کہ (ایک مرتبہ) رسول اللہ ﷺ میرے گھر تشریف لائے اور ارشاد فرمایا: اے عبداللہ بن عمرو بن عاص! کیا مجھے اطلاع نہیں دی گئی کہ تم دن کو روزہ رکھنے اور رات کو قیام کرنے میں تکلف کررہے ہو؟ میں نے عرض کیا: یقیناً میں ایسا کرتا ہوں۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا بے شک تمہیں یہ کافی ہے کہ تم ہر جمعہ (ہفتہ میں) تین دن کے روزے رکھ لو۔ عبداللہ کہتے ہیں: پس میں نے سختی کی میرے اوپر بھی سختی کی گئی، میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! میں اس سے زیادہ کی قوت رکھتا ہوں (لہذا مجھے زیادہ روزے رکھنے کی اجازت مرحمت فرمادیجئے)۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: بلاشبہ تیرے اوپر تیری آنکھوں کا بھی حق ہے یعنی نیند کا اور یقیناً تیرے اوپر تیرے مہمان کا بھی حق ہے اور بے شک تیرے اوپر تیرے گھر والوں کا بھی حق ہے۔[3]

۹۷۰- ابراہیم بن عبداللہ، ابن اسحٰق، قتیبہ بن سعید، عبدالعزیز بن محمد دراوردی، محمد بن طحلاء،...... ابوسلمہ رحمہ اللہ کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ میں نے حضرت عبداللہ بن عمروؓ سے عرض کیا کہ مجھے رسول اللہ ﷺ کے تشریف لانے اور آپ کو حکم دینے کے بارے میں حدیث سنایئے۔ عبداللہؓ کہنے لگے: رسول اللہ ﷺ میرے پاس تشریف لائے اور فرمایا: اے عبداللہ بن عمرو! کیا مجھے خبر نہیں دی گئی کہ تم رات کو

---

[1] طبقات ابن سعد ۲/۳۷۳، ۴/۲۶۱، والتاریخ الکبیر ۵/ت ۲، والجرح ۵/ت ۲۹ ه، والاستیعاب ۳/۹۵۶ والجمع ۱/۲۳۹، وأسد الغابة ۳/۲۳۳، وتذکرة الحفاظ ۱/۴۱، والعبر ۱/۷۲، ۷۹، ۳۸۰، وسیر النبلاء ۳/۷۹، والاصابة ۲/۳۸۷، وتهذیب الکمال ۱۵/۳۵۷.

[2] المسند الامام أحمد ۲/۱۸۸، وطبقات ابن سعد ۴/۲/۱۰، وصحیح البخاری ۴/۱۹۵.

[3] صحیح البخاری ۳/۵۲، وصحیح مسلم، کتاب الصیام، ۱۸۶، وسنن النسائی ۴/۲۱۵، والسنن الکبری للبیهقی ۴/۲۹۹، والمسند الامام أحمد ۲/۱۹۹، وفتح الباری ۴/۲۱۸، ۹/۹۹، ۱۰/۵۳۱.ط.

قیام اور دن کو روزہ رکھنے میں تکلف کر رہے ہو؟ میں نے جواب دیا: یا رسول اللہ! بلاشبہ میں ایسا تو کرتا ہوں۔ ارشاد فرمایا: تمہیں یہ کافی ہے کہ تم ہر مہینے میں تین دن کے روزے رکھ لو پس جب تم ایسا کر لو گے گویا تم نے پورے زمانے کے روزے رکھ لئے۔ پس میں نے اپنے اوپر سختی کی تو مجھ پر بھی سختی کی گئی۔ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! میں اس سے (کہیں) زیادہ کی قوت رکھتا ہوں۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: بے شک سب سے افضل اور انصاف پسند طریقہ صیام وہ ہے جو داؤد علیہ السلام نے روزے رکھنے میں اپنایا تھا (یعنی ایک دن روزہ دوسرے دن افطار)۔ حضرت عبداللہ بن عمروؓ کہنے لگے: اب مجھے بڑھاپے اور کمزوری نے دبوچ لیا ہے میں چاہتا ہوں کہ میں نے اپنے مال اور اہل کو تاوان میں دے دیا ہوتا اور رسول اللہ ﷺ کی دی ہوئی رخصت یعنی ہر مہینے میں تین روزے کی قبول کی ہوتی۔[1]

۹۷۱- علی بن ہارون، جعفر فریابی، ابومصعب زہری، عبدالعزیز بن ابی حازم، یزید بن ہاد، محمد بن ابراہیم، ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن کی سند سے حضرت عبداللہؓ بن عمرو بن عاص کی روایت ہے کہ رسول کریم ﷺ نے (مجھے) فرمایا کیا مجھے خبر نہیں دی گئی کہ تم (ہمیشہ) دن کو روزہ رکھتے ہو اور افطار کرتے ہی نہیں ہو (یعنی ہر روز روزہ رکھتے ہو کسی دن بھی چھوڑتے نہیں۔ یہ مطلب نہیں ہے کہ شام کو افطار ہی نہیں کرتے۔) اور رات کو نماز پڑھتے رہتے ہو سوتے نہیں؟ فرمایا: تم ہر جمعہ میں (یعنی ہر ہفتہ میں) دو دن کے روزے رکھ لو تمہیں کافی ہیں۔ میں نے کہا: یا رسول اللہ! میں اپنے آپ کو اس سے زیادہ (روزے رکھنے کے لئے) قوی پاتا ہوں، آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: کیا تمہارے لئے داؤد علیہ السلام کے طریقہ روزہ داری میں گنجائش ہے کہ تم ایک دن روزہ رکھو اور ایک دن افطار کرو۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! میں اپنے اندر اس سے زیادہ قوت پاتا ہوں۔ ارشاد فرمایا: شاید تم اس طریقہ پر بڑھاپے کو پہنچ جاؤ اور کمزور ہو جاؤ (یعنی جب تم بڑھاپے اور کمزوری کو پہنچ جاؤ گے اس وقت اس طرح روزے نہیں رکھ سکو گے چونکہ بہترین عمل وہ ہے جو دائمی ہو (اگرچہ تھوڑا ہی کیوں نہ ہو)۔[2]

یہ حدیث محمد بن عبدالرحمٰن بن ثوبان و یحییٰ بن کثیر نے بھی ابوسلمہ سے اسی طرح روایت کی ہے۔ جبکہ ابوسلمہ کے علاوہ دیگر راویوں نے اور ایک بڑی جماعت نے عبداللہؓ سے روایت کی ہے (یعنی حضرت عبداللہ بن عمروؓ کی یہ حدیث ابوسلمہ کے علاوہ ایک بڑی جماعت نے روایت کی ہے)۔

۹۷۲- سلیمان بن احمد، اسحٰق بن ابراہیم، عبدالرزاق، ابن جریج، ابن ابی ملیکہ، یحییٰ بن حکیم (ایک نسخہ میں عثمان بن حکیم ہے) بن صفوان کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمروؓ نے فرمایا: میں نے قرآن مجید جمع کر لیا (یعنی جتنا قرآن مجید نازل ہو چکا تھا وہ میں نے اپنے پاس جمع کر کے یاد کر لیا) اور میں ہر رات میں اس کو پورا پڑھ لیتا تھا۔ رسول اللہ ﷺ (کو جب اس بات کی اطلاع ہوئی تو انہوں) نے فرمایا: مجھے خوف ہے کہ تمہارے اوپر زیادہ زمانہ گزرے گا اور تم قرآن مجید کے پڑھنے سے اکتا جاؤ گے (یعنی اس طرح زیادہ زیادہ پڑھنے سے کچھ عرصے کے بعد تمہاری طبیعت قرأت قرآن سے اکتا جائے گی)۔ پھر فرمایا: مہینے بھر میں قرآن مجید پڑھ لیا کرو حضرت عبداللہ بن عمروؓ نے عرض کیا: یا رسول اللہ! مجھے (اپنی حالت پر) چھوڑ دیجئے تاکہ میں اپنی قوت (خداداد) اور جوانی سے (پورا) فائدہ اٹھا سکوں۔ ارشاد ہوا: چلو بیس دن میں پڑھ لیا کرو۔ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! مجھے چھوڑ دیجئے! کہ میں اپنی قوت اور جوانی سے نفع اٹھا سکوں۔ حکم ہوا: چلو سات دنوں میں پڑھ لیا کرو۔ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! مجھے چھوڑ دیجئے تاکہ میں اپنی قوت اور جوانی سے نفع اٹھا سکوں۔ چنانچہ حضرت عبداللہ بن عمروؓ نے رخصت قبول کرنے سے انکار کر دیا۔[3]

۱،۲۔ صحیح البخاری ۳/۵۲. وصحیح مسلم، کتاب الصیام، ۱۸۲، وسنن النسائی ۴/۲۱۵. والسنن الکبری للبیهقی ۴/۲۹۹. والمسند الامام أحمد ۲/۱۹۹. وفتح الباری ۴/۲۱۸، ۹/۹۹، ۱۰/۵۳۱. ط

۳۔ سنن ابن ماجة ۱۳۴۶. ومسند الامام أحمد ۲/۱۹۹.

۹۷۳-ابوعمرو بن حمدان، عبداللہ بن شیرویہ، اسحٰق بن راہویہ، عیسیٰ بن یونس، عبدالرحمٰن بن زیاد افریقی، عبدالرحمٰن بن رافع کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ جب حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاصؓ بوڑھے ہوگئے تو ان پر قرأت قرآن گراں ہونے لگی۔ فرمایا: جب میں نے قرآن مجید جمع کرلیا تو میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور کہا: میرے لئے قرآن مجید پڑھنے کی مقدار مقرر کردیجئے۔ حکم ہوا کہ مہینہ بھر میں پڑھ لیا کرو۔ میں نے عرض کیا: میں اس سے زیادہ کی قوت رکھتا ہوں۔ حکم ہوا: مہینے میں دو مرتبہ پڑھ لیا کرو۔ میں نے پھر عرض کیا: میں اس سے زیادہ کی قوت و طاقت رکھتا ہوں۔ حکم ہوا: مہینے میں تین مرتبہ پڑھ لیا کرو۔ میں نے پھر عرض کیا: میں اس سے زیادہ کی قوت رکھتا ہوں: ارشاد فرمایا: پھر ہر تین دنوں میں پڑھ لیا کرو۔ میں نے عرض کیا: میں اس سے بھی زیادہ کی قوت رکھتا ہوں: چنانچہ رسول کریم ﷺ غصہ ہو گئے اور فرمایا: کھڑے ہو جاؤ اور پڑھو۔

۹۷۴-عبداللہ بن عمرو کے عورت کے حقوق ادا نہ کرنے پر تنبیہ......ابوبکر بن مالک، عبداللہ بن احمد بن حنبل، احمد بن حنبل، ہشیم، حصین بن عبدالرحمٰن و مغیرہ ضبی، مجاہد کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمروؓ نے فرمایا: میرے والد عمروؓ نے قریش کی ایک (خوبصورت) عورت کے ساتھ میری شادی کرادی۔ چنانچہ وہ عورت جب میرے پاس لائی گئی میں نے اس سے علیحدہ رہنا شروع کردیا۔ چونکہ مجھ میں عبادت یعنی نماز روزے کی بے پناہ قوت موجود تھی۔ (لہذا میں ہر وقت عبادت میں مشغول رہتا اور اس عورت کی طرف مطلق توجہ نہیں کرتا تھا) چنانچہ میرے والد حضرت عمروؓ بن عاصؓ اپنی بہو کے پاس تشریف لائے۔ بہو سے پوچھا: تم نے اپنے شوہر کو کیسا پایا؟ کہنے لگی: (میں نے اپنے شوہر کو) مردوں یا شوہروں میں سے بہترین پایا۔ وہ ایسا شوہر ہے کہ اس نے پہلو تک کو نہیں ڈھونڈا (یعنی صحبت کے لئے میرے قریب نہیں آیا)۔ میرے چہرے پر سے چادر کے پلو کو ہٹایا تک نہیں اور نہ ہی بستر پر ہمارے قریب ہوا ہے۔

میرے والد حضرت عمروؓ بن عاص مجھے سرزنش کی اور کہنے لگے: میں نے قریش کی اونچے حسب و نسب والی عورت سے تمہارا نکاح کرایا اور پھر عورتوں نے اسے تجھ تک پہنچادیا اور پھر تم نے اس کے ساتھ ایسا برتاؤ کیا! پھر حضرت عمرو بن عاصؓ نبی ﷺ کے پاس تشریف لے گئے اور ان سے میری شکایت کی۔ چنانچہ نبی ﷺ نے مجھے پیغام بھیج کر بلایا۔ تاہم میں نبی ﷺ کے پاس آ گیا۔ آپ ﷺ نے مجھ سے فرمایا: کیا تم دن کو روزہ رکھتے ہو؟ میں نے جواب دیا: جی ہاں۔ ارشاد ہوا: کیا تم رات کو عبادت کے لئے کھڑے رہتے ہو؟ میں نے کہا: جی ہاں۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: لیکن میں تو روزے بھی رکھتا ہوں اور افطار بھی کرتا ہوں۔ نماز بھی پڑھتا ہوں اور نیند بھی کرتا ہوں اور عورتوں کے پاس بھی (صحبت کے لئے) جاتا ہوں۔ پس جس نے میری سنت سے اعراض کیا وہ مجھ سے نہیں ہے۔ پھر ارشاد فرمایا: ہر مہینے میں صرف ایک مرتبہ قرآن پڑھا کرو!۔ میں نے عرض کیا: میں اپنے اندر اس سے زیادہ قوت پاتا ہوں۔ ارشاد فرمایا: پھر ہر دس دنوں میں پڑھ لیا کرو۔ میں نے عرض کیا: میں اپنے آپ کو اس سے زیادہ قوی پاتا ہوں۔ ارشاد فرمایا: پھر ہر تین دنوں میں ایک مرتبہ قرآن مجید پڑھ لیا کرو۔ آپ ﷺ نے پھر ارشاد فرمایا: ہر مہینے میں صرف تین دن کے روزے رکھا کرو۔ میں نے عرض کیا: میں اس سے زیادہ کی قوت رکھتا ہوں، ارشاد فرمایا: پھر ایک دن روزہ رکھو اور ایک دن افطار کرو چونکہ روزہ داری کا یہ افضل ترین طریقہ ہے اور یہی طریقہ صیام میرے بھائی حضرت داؤد علیہ السلام کا بھی ہے۔

حصین نے اپنی روایت میں کہا ہے کہ: پھر نبی ﷺ نے فرمایا: بلاشبہ ہر عبادت گزار کے لئے ایک تیزی ہوتی ہے اور ہر تیزی کے لئے ایک ناغہ (فترت سستی و کمزوری) ہوتا ہے جو یا تو سنت کی طرف لے جاتا ہے یا بدعت کی طرف۔ سو جسکا ناغہ (فترت) سنت کی

مسند الامام احمد ۱۶۳/۲، ۱۶۵، ۱۸۵، ۱۸۸، ۲۱۵، وطبقات ابن سعد ۱۰/۲/۴۔

طرف لے جائے اس نے ہدایت پالی اور جسکی فترت وناغہ سنت کے علاوہ کسی اور چیز (بدعت وغیرہ) کی طرف لے جائے وہ ہلاک ہوگیا۔[1]

امام مجاہد رحمہ اللہ کا بیان ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمروؓ جب بوڑھے ہوگئے اور جسم ناتواں ہوگیا تو کئی کئی دنوں تک لگاتار روزے رکھتے (یعنی درمیان میں کوئی روزہ نہ چھوڑتے) پھران دنوں کے بعد افطار کرتے۔ اس سے اپنے اندر قوت جمع کرتے اور اسی طرح اپنے وظائف کو بھی کبھی کبھی اضافہ کے ساتھ پڑھتے اور کبھی کبھی ان میں کمی کر دیتے۔ صرف اتنی بات تھی کہ وہ اپنے وعدے پر پورے اترتے تھے یا تو سات دنوں میں پڑھ لیتے یا پھر تین دنوں میں، پھر اس کے بعد فرمایا کرتے: کاش میں رسول اللہ ﷺ کی دی ہوئی رخصت قبول کر لیتا۔ یہ رخصت مجھے ہر چیز سے زیادہ پسند ہے، افسوس میں نبی ﷺ سے اس حال میں جدا ہوا کہ میں نے اپنے اوپر بہت زیادہ بوجھ لا دلیا تھا اب میں اس کی مخالفت بھی نہیں کر سکتا۔

یہ حدیث ابوعوانہ نے مغیرہ سے اسی طرح روایت کی ہے۔

۹۷۵-عبداللہ بن عمرو کے فضائل اور اقوال...... ابوبکر بن مالک، عبداللہ بن احمد بن حنبل، احمد بن حنبل، قتیبہ، ابولہیعہ، واھب بن عبداللہ کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمروؓ نے فرمایا: ایک مرتبہ میں نے خواب دیکھا: گویا کہ میری ایک انگلی میں مکھن ہے اور دوسری میں شہد اور میں ان دونوں انگلیوں کو چاٹ رہا ہوں۔ جب صبح ہوئی تو میں نے خواب رسول اللہ ﷺ سے ذکر کیا۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم دو کتابیں تورات اور فرقانِ حمید پڑھو گے چنانچہ حضرت عبداللہ بن عمروؓ دونوں کتابیں پڑھتے تھے۔[2]

۹۷۶-محمد بن احمد بن حسن وسلیمان بن احمد، بشر بن موسیٰ، مقری ابوعبدالرحمٰن، حیوۃ، شرحبیل بن شریک، ابوعبدالرحمٰن حبلی کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمروؓ ایک مرتبہ فرمارہے تھے کہ میں آجکل کوئی بھلائی کا عمل کروں مجھے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ہونا اس جیسا دوگنا عمل کرنے سے بھی زیادہ محبوب ہے۔ چونکہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ہوتے تھے اور ہمیں آخرت غمگین کیے رکھتی تھی اور دنیا کا ہمیں کچھ غم نہیں ہوتا تھا جبکہ آج ہمیں دنیا نے اپنی طرف مائل کر لیا ہے۔

۹۷۷-ابوبکر بن خلاد، حارث بن ابی اسامہ، یونس بن محمد مودب، لیث بن سعد، یزید بن ابی حبیب، ابوالخیر کے سلسلۂ سند سے حضرت عبداللہ بن عمروؓ کی روایت ہے کہ ایک مرتبہ ایک آدمی نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا کونسا اسلام (کا حکم) سب سے زیادہ بہتر ہے؟ ارشاد فرمایا: کہ تم (دوسروں کو) کھانا کھلاؤ اور اس آدمی کو بھی سلام کرو جسے تم پہچانتے ہو اور اسے بھی سلام کرو جسے تم پہچانتے نہیں ہو۔ (یعنی ہر آدمی کو سلام کرو خواہ وہ تمہارا کوئی معروف آدمی ہو یا غیر معروف)۔[3]

(حدیث کا مطلب یہ نہیں کہ دین اسلام کے ہر حکم سے کھانا کھلانا اور دوسروں کو سلام کرنا افضل ہے۔ ورنہ جہاد فی سبیل اللہ، نماز اور روزہ وغیرہ کہاں جائیں گے۔ بلکہ رسول اللہ ﷺ نے سائل کے احوال کا باخوبی مشاہدہ کر کے یہ جواب دیا ہے کہ اس آدمی میں نماز، روزہ اور جہاد وغیرہ کے احکام علی وجہ الاتم پائے جاتے ہیں ہاں ان دو چیزوں میں اس سے بسا اوقات کوتاہی ہو جاتی ہے اس لئے اس آدمی کو ترغیباً حکم دیا کہ یہ احکام افضل ہیں۔)

۱۔ مسند الامام أحمد ۲/۱۵۸، ۱۸۸، ۵/۴۰۹، وصحیح ابن حبان (موارد) مجمع الزوائد ۲/۲۹۵، والزھد لابن المبارک ۳۸۹، وکنز العمال ۴۴۴۳۹. ۴۴۴۵۷، ومسند الشھاب للقضاعی ۱۰۲۶، ۱۰۲۷.

۲۔ مسند الامام أحمد ۲/۲۲۲، ومجمع الزوائد ۷/۱۸۴، وفتح الباری ۱۲/۴۳۶.

۳۔ صحیح البخاری ۱/۱۰، ۱۲، ۸/۶۵، وصحیح مسلم، ۶۵، وسنن ابی داؤد ۵۱۹۴، وسنن النسائی، کتاب الایمان باب ۱۶، وسنن ابن ماجۃ ۳۲۵۳. وفتح الباری ۱/۵۵، ۱۱/۲۱. وشرح السنۃ ۱۲/۲۶۰، ومشکاۃ المصابیح ۴۶۲۹.

۹۷۸- ابونعیم اصفہانی، ابواحمد محمد بن احمد، عبداللہ بن محمد بن شیرویہ، اسحٰق بن راہویہ، جریر، عطاء بن سائب کے سلسلۂ سند سے حضرت عبداللہ بن عمروؓ کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: رب رحمٰن کی عبادت کرو، سلام پھیلاؤ (یعنی ایک دوسرے کو زیادہ سے زیادہ سلام کرو) اور (دوسروں کو) کھانا کھلاؤ جنت میں داخل ہو جاؤ گے۔[1]

یہ حدیث ابوعوانہ، عبدالوارث اور خالد واسطی نے عطاء سے اسی طرح روایت کی ہے۔

۹۷۹- ابوعمر بن حمدان، عبداللہ بن محمد، اسحٰق بن ابراہیم، جریر، لیث، ابوسلیم، عمرو بن شعیب، شعیب کے سلسلۂ سند سے حضرت عبداللہ بن عمروؓ کی روایت ہے کہ ایک مرتبہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ (یادگار) مجلس اختیار کی میں نے اس سے پہلے ایسی مجلس اختیار کی اور نہ اس کے بعد۔ چنانچہ اس مجلس کے بارے میں مجھے اپنے آپ پر رشک آنے لگا۔

۹۸۰- ابوعمرو بن حمدان، ابن شیرویہ، اسحٰق بن راہویہ، عیسیٰ بن یونس، مثنیٰ بن صباح، عمرو بن شعیب، شعیب کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ میں حضرت عبداللہ بن عمروؓ بن عاص کے ساتھ بیت اللہ کی طرف جا رہا تھا جب ہم کعبہ کی پچھلی طرف سے ہو کر آئے تو میں نے کہا: کیا آپ پناہ نہیں مانگتے؟ فرمایا: میں دوزخ کی آگ سے اللہ کی پناہ مانگتا ہوں۔ پھر آگے چل پڑے حتیٰ کہ جب استلام حجر کیا تو رکن اور باب کے درمیان کھڑے ہو گئے اور اپنا سینہ اور چہرہ رکھ لیا اور دونوں ہاتھ باندھ لئے۔ پھر فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو اس طرح کرتے ہوئے دیکھا ہے۔

۹۸۱- محمد بن حسن، بشر بن عمرو بن خالد، حسین بن شفی کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ ہم حضرت عبداللہؓ بن عمروؓ بن عاص کے پاس بیٹھے ہوئے تھے۔ اچانک سامنے سے ایک بچھڑا آتا ہوا دکھائی دیا۔ عبداللہؓ بن عمروؓ فرمانے لگے: اس پر جو آدمی سوار ہو کر آیا ہے میں اسے پہچانتا ہوں۔ جب سوار آ کر بیٹھ گیا تو حضرت عبداللہؓ نے فرمایا: ہمیں تین بھلائیوں اور تین برائیوں کے بارے میں خبر دو۔ وہ صاحب بولے: جی ہاں! تین بھلائیاں یہ ہیں، سچی زبان، تقویٰ والا صاف ستھرا دل اور نیک بیوی اور تین برائیاں یہ ہیں، جھوٹی زبان، فسق و فجور والا دل اور بری بیوی۔ حضرت عبداللہؓ بن عمروؓ کہنے لگے: یہی چیزیں میں تم سے بیان کر چکا ہوں۔

۹۸۲- ابراہیم بن عبداللہ، محمد بن اسحٰق، قتیبہ بن سعید، لیث بن سعد و ابن لہیعۃ، عیاش بن عیاش، ابوعبدالرحمٰن حبلی کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ حضرت عبداللہؓ بن عمروؓ نے فرمایا: مجھے دس مالداروں میں سے دسواں ہونے سے زیادہ محبوب ہے کہ میں قیامت کے دن دس مسکینوں میں سے سے دسواں ہوں۔ چونکہ قیامت کے دن کثرت اموال والے قلت توشہ میں ہوں گے بجز اس آدمی کے جو اپنے دائیں بائیں خرچ کرتا ہو۔

حدیث کے الفاظ لیث کے روایت کردہ ہیں

۹۸۳- محمد بن معمر، موسیٰ بن ہارون، قتیبہ بن سعید، لیث بن سعد، عیاش بن عیاش، ابوعبدالرحمٰن کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمروؓ نے فرمایا: جنت میں داخل ہونا ہر فاحش پر حرام ہے۔

۹۸۴- محمد بن حسن، بشر بن موسیٰ، عبداللہ بن یزید مقری، ابولہیعۃ، ابی قبیل، حمید بن ہلال کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ حضرت عبداللہؓ بن عمرو بن عاص نے فرمایا: جس نے کسی مسلمان کو ایک گھونٹ پانی پلایا اللہ تعالیٰ اسے گھوڑے کے ایک چکر کے برابر جہنم سے دور کر دیں گے۔

۹۸۵- محمد بن احمد بن حسن، بشر بن موسیٰ، عبداللہ بن یزید مقری، سلیمان بن مغیرہ، حمید بن ہلال کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ حضرت

۱- سنن الترمذی ۱۸۵/۵، وسنن الدارمی ۱۰۹/۲، ومسند الامام أحمد ۱۷۰/۲، ۱۹۶، وصحیح ابن حبان ۲۳۶۰، (موارد) والمصنف لابن أبی شیبۃ ۳۳۶/۸، وفتح الباری ۱۹/۱۱، والترغیب والترھیب ۶۳/۲.

عبداللہ بن عمروؓ نے فرمایا: دع مالست منه في شيء یعنی اس چیز کو چھوڑ دو جسکا کوئی فائدہ نہ ہو۔ لایعنی (فضول) بات مت کہو اور اپنی زبان کو اس طرح محفوظ رکھو جس طرح تم سونے چاندی کو محفوظ رکھتے ہو۔

۹۸۶- محمد بن احمد بن حسن، بشر بن موسیٰ، مقری، ابن لہیعہ، ابن ہبیرۃ کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ حضرت عبداللہؓ بن عمرو بن عاص نے فرمایا: موسیٰ علیہ السلام پر نازل ہونے والے ناموس میں ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق میں تین آدمیوں سے بغض رکھتا ہے ایک آدمی وہ جو دو باہمی محبت کرنے والوں کے درمیان جدائی ڈالے۔ دوسرا وہ جو تعویذات لئے چلتا ہو (یعنی انہی کے درپے ہو یا ان کو ذریعہ معاش بنا رکھا ہو) اور تیسرا وہ آدمی جو کسی بری الذمہ کی تلاش میں رہتا ہو تا کہ اس کے عیب کو بیان کر کے اسے شرمندہ کر دے۔

۹۸۷- ابراہیم بن عبداللہ، محمد بن اسحٰق، قتیبہ بن سعید، ابن لہیعہ، خالد بن یزید کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ حضرت عبداللہؓ بن عمرو بن عاص نے فرمایا: تورات میں لکھا ہے: "من تجر فجر" یعنی جس نے شراب کا کاروبار کیا اس نے فجور کیا۔ اور جس نے اپنے کسی ساتھی کے لئے برائی کا گڑھا کھودا وہ خود اس میں پڑ جاتا ہے۔

۹۸۸- ابراہیم بن عبداللہ، محمد بن اسحٰق، قتیبہ بن سعید، ابن لہیعہ، ابی قبیل، حیوۃ بن شریح، شراحیل کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ عبداللہؓ بن عمرو بن عاص نے فرمایا: شیطان نیچے والی زمین میں جکڑا ہوا ہے۔ پس جب وہ حرکت کرتا ہے تو اس کی حرکت سے زمین پر واقع ہر شر دو یا اس سے زیادہ حصوں میں بٹ جاتا ہے۔

۹۸۹- ابوبکر بن مالک، عبداللہ بن احمد بن حنبل، احمد بن حنبل، وکیع، عبدالجبار بن ورد، ابن ابی ملیکہ کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ حضرت عبداللہؓ بن عمرو بن عاص نے فرمایا:

جو کچھ میں جانتا ہوں وہ اگر تم بھی جان لو بخدا! تم ہنسو تھوڑا اور روؤ زیادہ اور اگر تم اس طرح علم رکھو جو علم رکھنے کا حق ہے بخدا تم اتنا چیخو کہ تمہاری آواز کٹ جائے اور یوں سجدہ کرو کہ تمہاری کمر ٹوٹ جائے۔

۹۹۰- دنیا کی آگ جہنم کی آگ سے پناہ مانگتی ہے..... ابوبکر بن مالک، عبداللہ بن احمد بن حنبل، عبداللہ بن عمرو قواریری، ابی عمران کے سلسلۂ سند سے مروی ہے:

ابی عمران کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث پہنچی ہے کہ ایک مرتبہ حضرت عبداللہؓ بن عمرو بن عاص نے آگ کی آواز سنی۔ آپؓ کہنے لگے 'اور میں' (یعنی بے اختیاری کے عالم میں ان کی زبان پر یہ کلمہ جاری ہو گیا)۔ ان سے کسی نے پوچھا: اے ابن عمرو! کیا بات ہے؟ فرمایا: قسم اس ذات کی جس کے قبضے قدرت میں میری جان ہے: یہ آگ نار کبریٰ سے پناہ مانگ رہی ہے کہ دوبارہ اس میں لوٹائی جائے

۹۹۱- ابوعمرو بن حمدان، عبداللہ بن شیرویہ، اسحٰق بن راہویہ، مقری، حیوۃ بن شریح، ابوہانی خولانی، ابوعبدالرحمٰن حبلی کے سلسلۂ سند سے مروی ہے:

ایک آدمی حضرت عبداللہؓ بن عمروؓ سے کہنے لگا: کیا ہم فقراء مہاجرین میں سے نہیں ہیں؟ حضرت عبداللہؓ بن عمروؓ نے جواب دیا: کیا تمہاری بیوی ہے جسکے پاس تم جاتے ہو؟ اس آدمی نے اثبات میں جواب دیا۔ پھر فرمایا: کیا تمہاری کوئی رہائش ہے جس میں تم سکونت اختیار کرتے ہو؟ کہا: جی ہاں۔ فرمایا: پھر تم فقراء مہاجرین میں سے نہیں ہو۔ اگر تم چاہو ہم تمہیں عطاء کریں اور اگر چاہو تمہارا معاملہ ہم سلطان کے سامنے رکھتے ہیں۔ وہ آدمی بولا، ہم صبر کریں گے اور کسی چیز کا سوال نہیں کریں گے۔

۹۹۲- محمد بن احمد بن حسن، عبداللہ بن احمد بن حنبل، احمد بن حنبل، محمد بن جعفر، شعبہ، عمرو بن مرہ، عبداللہ بن حارث، ابوکثیر کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ حضرت عبداللہؓ بن عمروؓ نے فرمایا: محشر میں تمہیں جمع کیا جاوے گا پس پوچھا جائے گا کہ اس امت کے فقراء اور

مساکین کہاں ہیں؟ پس تم لوگ ظاہر ہوگے۔ فرشتے کہیں گے تمہارے پاس کیا ہے؟ تم جواب دو گے: اے ہمارے پروردگار ہمیں آزمائشوں میں مبتلا کیا گیا لیکن ہم نے صبر کا مظاہرہ کیا تو یہ خوبی جانتا ہے اور تو نے اموال اور سلطنت ہمارے علاوہ اوروں کو سونپا۔ کہا جائے گا: تم نے سچ کہا۔ فرمایا: چنانچہ فقراء و مساکین تمام لوگوں سے ایک (طویل) زمانہ پہلے جنت میں جائیں گے اور مالداروں پر حساب و کتاب کی شدت بدستور باقی رہے گی۔

۹۹۳- حبیب بن حسن، ابو مسلم کشی، ابو عاصم، ثور بن یزید، خالد بن معدان کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ حضرت عبداللہؓ بن عمروؓ بن عاص نے فرمایا: جنت لپٹی ہوئی ...... سورج کے کناروں کے ساتھ لٹکی ہوئی ہے۔ ہر سال صرف ایک مرتبہ کھولی جاتی ہے۔ مومنین کی روحیں سبز پرندوں کے پیٹوں میں ہوتی ہیں۔ وہ پرندے جسامت و شباہت میں زرازیر (پرندوں کی ایک قسم جو چڑیا سے تقریباً بڑے ہوتے ہیں) پرندوں جیسے ہوتے ہیں اور وہ روحیں ایک دوسرے کو پہچانتی ہیں اور انہیں جنت کے پھلوں سے رزق دیا جاتا ہے۔

۹۹۴- ابوبکر بن مالک، عبداللہ بن احمد بن حنبل، احمد بن حنبل، مسکین بن بکیر (ایک نسخہ میں ابن مسکین ہے) شعبہ، یعلی بن عطاء اپنی والدہ سے روایت کرتے ہیں کہ میری والدہ حضرت عبداللہؓ بن عمروؓ کے لئے سرمہ تیار کرتی تھیں۔ چونکہ حضرت عبداللہؓ بہت کثرت سے روتے تھے...... حتی کہ دروازہ بند کروا کر رویا کرتے تھے، جسکی وجہ سے ان کی آنکھیں شدید رطوبت زدہ ہوگئی تھیں۔ چنانچہ میری والدہ ان کے لئے سرمہ بنایا کرتی تھی۔

۹۹۵- ابو احمد محمد بن احمد، عبداللہ بن شیرویہ، اسحٰق بن راہویہ، عثمان بن عمرو، ابن ابی ذئب، ابراہیم بن عبید مولٰی بنی رفاعہ زرقی، عبداللہ بن بابا کہتے ہیں ایک مرتبہ میں حضرت عبداللہ بن عمروؓ کے پاس عرفہ کے موقع پر آیا۔ میں نے دیکھا کہ انہوں نے حرم ہی میں خیمہ گاڑ رکھا ہے۔ میں نے ان سے عرض کیا: آپ نے ایسا کیوں کیا؟ فرمایا: تاکہ میری نماز حرم میں ہوتی رہے اور جب میں اپنے گھر والوں کے پاس جاؤں تو میں حلال ہوں۔

۹۹۶- سلیمان بن احمد، ہارون بن ملول، عبداللہ بن یزید مقری، سعید بن ابوایوب، خالد بن یزید و عبداللہ بن سلیمان، عمرو بن نافع کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ حضرت عبداللہ بن عمروؓ ایک آدمی کے پاس سے گزرے۔ وہ آدمی سو رہا تھا یہ صلوٰۃ فجر کے بعد کا وقت تھا۔ انہوں نے اس آدمی کو پاؤں سے حرکت دی حتی کہ وہ آدمی جاگ گیا۔ اس کو فرمایا: کیا تم نہیں جانتے کہ اللہ تعالیٰ اس وقت اپنی مخلوقات کی طرف نظر رحمت سے جھانکتے ہیں اور مخلوق میں سے بعض کو اپنی رحمت سے جنت میں داخل کرتے ہیں!۔

۹۹۷- ابو احمد، ابن شیرویہ، اسحٰق بن راہویہ، مقری کی سند سے بمثل حدیث بالا کے مروی ہے اور مقری نے عمرو بن نافع کا نام ذکر کیا ہے،

۹۹۸- سلیمان بن احمد، محمد بن اسحٰق بن راہویہ، اسحٰق بن راہویہ، یحیٰی بن آدم، زہیر بن معاویہ، ابوزبیر، عمرو بن شعیب، شعیب کے سلسلۂ سند سے مروی ہے:

حضرت عبداللہ بن عمروؓ کے غلام نے فاضل پانی عبداللہ بن عمروؓ کے ایک چچا کو بیس ہزار میں بیچ دیا حضرت عبداللہ بن عمروؓ نے فرمایا: اسے مت بیچو چونکہ اسکی بیع حلال نہیں ہے۔

۹۹۹- محمد بن محمد بن ہارون طحان، اسحٰق بن محمد بن مروان، محمد بن مروان، ابراہیم بن ہراسہ، محمد بن مسلم طائفی، ابراہیم بن میسرہ، یعقوب بن عاصم کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمروؓ نے فرمایا:

جس سے اللہ تعالیٰ کا واسطہ دے کر سوال کیا گیا اور پھر اس نے سائل کو عطا کر دیا اس کے نامہ اعمال میں ستر اجر لکھ دیئے جاتے ہیں۔

۱۰۰۰- ابو حامد بن جبلہ، محمد بن اسحٰق، عبدالوارث، ابن عبدالصمد بن عبدالوارث، عبدالصمد بن عبدالوارث، حسین بن معلم، عبداللہ بریدہ کی سند سے:

سلیمان بن ربیعہ کا بیان ہے کہ میں نے حضرت معاویہؓ کی امارت میں حج کیا اور میرے ساتھ منتصر بن حارث ضبی اہل بصرہ کے قراء کی ایک جماعت تھی۔ چنانچہ یہ سب لوگ کہنے لگے: بخدا! ہم واپس نہیں لوٹیں گے حتی کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے کسی صحابیؓ سے ملاقات نہ کرلیں، جو ہمیں حدیثیں سنائے۔ چنانچہ ہم لوگوں سے برابر صحابہ کرامؓ کے بارے میں پوچھتے رہے..... حتی کہ ہمیں بتایا گیا کہ حضرت عبداللہؓ بن عمرو بن عاص مکہ کی نچلی طرف اترے ہوئے ہیں۔ چنانچہ ہم ان سے ملاقات کے ارادے سے ان کی طرف چل پڑے۔

اچانک ہم دیکھتے ہیں کہ ایک عظیم لاؤ لشکر ہے، جس میں تین سو کے لگ بھگ اونٹ ہیں ان میں سے سو اونٹ سواری کے لئے اور سو اونٹ بار برداری کے لئے ہیں۔ ہم نے لوگوں سے پوچھا یہ لشکر کس کا ہے؟ لوگوں نے جواب دیا: یہ حضرت عبداللہؓ بن عمرو بن عاصؓ کا ہے۔ ہم نے کہا: کیا یہ سارے کا سارا انہیں کا ہے؟ ہم آپس میں باتیں کیا کرتے تھے کہ حضرت عبداللہؓ بن عمروؓ بہت عاجزی اور تواضع والے ہیں۔ لوگ کہنے لگے: یہ سو اونٹ ان کے بھائیوں کے لئے ہیں جنھیں وہ ان پر سوار کراتے ہیں اور بقیہ دو سو اونٹ ان لوگوں کے لئے جو مختلف شہروں والے ان کے پاس آجاتے ہیں اور ان کے مہمانوں کے لئے ہیں۔ ہم نے اس پر بڑا شدید تعجب کیا۔ خدام کہنے لگے: اس پر تعجب نہ کرو چونکہ حضرت عبداللہ بن عمروؓ مالدار آدمی ہیں، اور وہ ہر آنے والے مہمان کو توشہ دینا ضروری و لازم سمجھتے ہیں۔

ہم نے خدام سے کہا کہ ہماری ان تک رہنمائی کرو۔ کہنے لگے: وہ مسجد حرام میں ہیں۔ چنانچہ ہم ان کی طلب میں چل پڑے ہم نے انہیں کعبہ کی پچھلی طرف بیٹھے ہوئے پایا۔ چھوٹے قد کے آدمی ہیں اور آشوب چشم کے مریض ہیں۔ دو چادریں اوڑھ رکھی ہیں اور سر پر عمامہ سجا رکھا ہے ان پر قمیص وغیرہ نہیں تھی اور اپنی بائیں طرف جوتے لٹکا رکھے تھے۔

۱۰۰۱- محمد بن معمر، ابوشعیب حرانی، یحییٰ بن عبداللہ حرانی، صفوان بن عمرو، زہیر عبسی ابومخارق کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمروؓ نے فرمایا: کیا میں تمہیں افضل ترین شہید کے بارے میں نہ بتلاؤں جسکا مرتبہ قیامت کے دن اللہ کے ہاں بہت بلند ہوگا؟ وہ لوگ جو دشمن سے بڑ بھیڑ کرتے ہیں درآنحالیکہ وہ صف بستہ ہوتے ہیں پس جب اپنے دشمن کا سامنا کرتے ہیں تو ان کا دشمن نہ دائیں دیکھتا ہے اور نہ ہی بائیں وہ تلوار اپنے کاندھے پر رکھے وار کرنا چاہتا ہے۔ پس یہ بندہ مومن کہتا ہے کہ یا اللہ! آج میں گزرے ہوئے دنوں کے بدلے میں تجھی کو اختیار کرتا ہوں، چنانچہ وہ قتل ہو جاتا ہے پس یہ ان شہداء میں سے ہے جو جنت کے بالا خانوں میں جہاں چاہیں گے لوٹ پوٹ ہوں گے۔

۱۰۰۲- محمد بن معمر، ابوشعیب حرانی، یحییٰ بن عبداللہ، اوزاعی، یحییٰ بن ابی عمرو شیبانی کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ حضرت عبداللہؓ بن عمرو بن عاص کے پاس سے اہل یمن کی ایک جماعت گزری۔ جماعت کے شرکاء پوچھنے لگے: آپ کا اس آدمی کے بارے میں کیا خیال ہے جو اسلام لائے اور بہت اچھا ہو اسکا اسلام لانا، پھر وہ ہجرت کرے اور اس کی ہجرت بھی بہت ہی اچھی ہو، وہ جہاد کرے اس کا جہاد بھی بہت اچھا ہو، اور پھر وہ اپنے والدین کے پاس یمن میں ان کی خدمت کرنے واپس لوٹ آئے؟ عبداللہؓ نے فرمایا: تمہارا اس آدمی کے بارے میں کیا خیال ہے؟ لوگ کہنے لگے: یہ تو الٹے پاؤں واپس لوٹ آیا۔ فرمایا: نہیں، بلکہ وہ جنت میں جائے گا۔ میں تمہیں الٹے پاؤں واپس لوٹنے والے کے بارے میں خبر دیتا ہوں، وہ یہ کہ ایک آدمی اسلام لایا اور اسکا اسلام اچھا رہا، اس نے ہجرت کی اور اس کی ہجرت بھی اچھی رہی اور اس نے اچھی طرح سے جہاد میں بھی حصہ لیا پھر اس نے کسی زمین کا قصد کرلیا اور اس کو خرید کر اسکی تعمیر و ترقی میں مصروف ہو جاتا ہے اور جہاد کو بالکلیہ ترک کر دیتا ہے یہ ہے الٹے پاؤں واپس لوٹنے والا۔

(۴۴) حضرت عبداللہؓ بن عمرؓ بن الخطاب

حضرات صحابہ کرامؓ میں سے ایک امارت و مراتب سے کنارہ کش، قربت خداوندی اور مناقب عالیہ میں رغبت کرنے والے، عبادت گزار، تہجد گزار، سنت رسول اللہ ﷺ کے متلاشی، مساجد اور سخت جگہوں پر پڑاؤ کرنے والے، مشاہد میں غور و فکر کرنے والے، اپنے آپ کو دنیا میں اجنبی اور پردیسی شمار کرنے والے اور ہر پیش آنے والی چیز کو قریب تر سمجھنے والے اور استغفار و توبہ کرنے والے حضرت عبداللہ بن عمر بن خطاب رضی اللہ عنہما بھی ہیں۔

کہا گیا ہے کہ تصوف سرکشی سے دور رہنا اور بلند مراتب میں رغبت کرنا ہے۔

۱۰۰۳- ابراہیم بن عبداللہ، محمد بن اسحٰق، قتیبہ بن اسحٰق، قتیبہ بن سعید، محمد بن یزید خنیسی، عبدالعزیز بن ابی رواد، نافع کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ ایک مرتبہ کعبہ میں داخل ہوئے اور پھر سجدے میں جا کر کہنے لگے: یا اللہ تو جانتا ہے کہ مجھے اس دنیا میں قریش کی مزاحمت سے بجز تیرے خوف کے کسی چیز نے نہیں روکا۔

۱۰۰۴- قاضی عبداللہ بن محمد بن عمر، علی بن سعید عسکری، عباد بن ولید، قرہ بن حبیب غنوی، عبداللہ بن بکر بن عبداللہ مزنی، عبیداللہ بن عمر (ایک نسخہ میں عبداللہ بن عمر ہے) نافع کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ حضرت عبداللہؓ بن عمرؓ کے پاس ایک آدمی آیا اور کہنے لگا: اے ابوعبدالرحمٰن! آپ عمرؓ کے بیٹے اور رسول اللہ ﷺ کے صحابی ہیں۔ اس آدمی نے ان کے مناقب ذکر کرنے شروع کر دیئے پھر کہا: آپ کو اس معاملہ (یعنی میدان میں تلوار لے کر نکل آنے) سے کس چیز نے روک رکھا ہے؟ فرمایا: اللہ تعالیٰ نے مجھ پر کسی مسلمان کے خون بہانے کو حرام کر دیا ہے۔ آدمی بولا بلاشبہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

قاتلوھم حتی لاتکون فتنۃ ویکون الدین للہ (بقرہ/۱۹۳)

یعنی ان سے لڑو یہاں تک کہ فتنہ باقی نہ رہے اور دین خالص خدا کے لئے ہو جائے۔

فرمایا: بے شک ہم لڑے یہاں تک کہ فتنہ باقی نہ رہا اور دین خدا کے لئے ہو گیا اور تم لوگ چاہتے ہو کہ لڑتے رہو یہاں تک کہ دین غیر اللہ کے لئے ہو جائے۔

یہ حدیث جعفر بن حارث نے بھی عبیداللہ سے اسی طرح روایت کی ہے۔ ابونعیم اصفہانی رحمہ اللہ کہتے ہیں ہم نے عبداللہ بن بکر مزنی کی حدیث بالا صرف قاضی عبداللہ بن محمد بن عمر کی سند سے روایت کی ہے۔

۱۰۰۵- سلیمان بن احمد، عبداللہ بن احمد بن حنبل، حکم بن موسیٰ، اسماعیل بن عیاش، ...... مطعم بن مقدام صنعانی کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ حجاج بن یوسف نے حضرت عبداللہ بن عمرؓ کو خط لکھا: مجھے خبر پہنچی ہے کہ آپ خلافت کے خواستگار ہیں حالانکہ کلام سے عاجز آدمی، جو بخیل اور غیور ہو وہ خلافت کی صلاحیت نہیں رکھتا۔ حضرت ابن عمرؓ نے اسے جواب لکھا: تم نے جو خلافت کا تذکرہ کیا ہے کہ میں نے خلافت طلب کی ہے، میں نے اسے قطعاً طلب نہیں کیا اور نہ ہی میرے دل میں اسکا کھٹکا پیدا ہوا اور تم نے جو کلام سے عاجز ہونے اور بخیل ہونے کا تذکرہ کیا ہے، سو بلاشبہ جو آدمی قرآن مجید کا حافظ ہو وہ کلام سے عاجز نہیں ہوتا اور جو آدمی اپنے مال کی (زکوٰۃ) دیتا ہو وہ بخیل نہیں ہو سکتا اور جو تم نے غیرت کا تذکرہ کیا ہے سو بلاشبہ جس بات پر میں نے غیرت کی ہے وہ اس کی زیادہ حقدار ہے۔ وہ یہ کہ میری اولاد میرے ساتھ کسی اور کو شریک نہ کر دے۔

۱۰۰۶-خلافت سے کوسوں دور رہنے والے...... ابو حامد بن جبلہ، محمد بن اسحٰق، عمر بن محمد بن حسن اسدی، ابو سلام بن مسکین کے سلسلۂ سند سے حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ کا بیان ہے کہ جب لوگوں کا معاملہ طول پکڑتا گیا اور فتنہ میں روز بروز اضافہ ہوتا گیا۔ کچھ لوگ حضرت عبداللہ بن عمرؓ کے پاس آئے اور کہنے لگے: آپ سردار کے بیٹے اور لوگوں کے سردار ہیں، نیز لوگ آپ سے راضی بھی ہیں، آپ باہر نکلئے تاکہ ہم آپ کے ہاتھ پر بیعت کرلیں، فرمایا: بخدا! پچھنے لگوانے کی جگہ کے برابر بھی خون نہیں بہایا جائے گا (یعنی انہوں نے سراسر انکار کردیا)۔ پھر انہیں ڈرایا دھمکایا گیا کہ اگر آپ بیعت کے لئے باہر نہ نکلے تو آپ کو اپنے بستر پر ہی قتل کردیا جائے گا۔ انہوں نے پھر پہلے کی طرح انکار کردیا۔ حسن بصری رحمۃ اللہ کہتے ہیں: بخدا! لوگ ان کے پائے ثبات میں زرہ برابر بھی لغزش نہ پیدا کر سکے حتی کہ اللہ تعالیٰ سے جا ملے۔

۱۰۰۷-احمد بن سنان، ابو عباس ثقفی، عبداللہ بن جریر بن جبلہ، سلیمان بن حرب، جریر، یحیٰ، نافع کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ جب حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ اور حضرت عمرو بن عاصؓ ایام تحکیم میں تشریف لائے، ابو موسیٰؓ کہنے لگے: میں اس امر خلافت کا مستحق عبداللہ بن عمرؓ کے علاوہ کسی کو نہیں سمجھتا ہوں۔ عمروؓ نے عبداللہ بن عمرؓ سے فرمایا: ہم چاہتے ہیں کہ آپ کے ہاتھ پر بیعت کریں! کیا آپ کے لئے گنجائش ہے کہ آپ کو مال عظیم دے کر اس امر خلافت کو اس آدمی کے لئے چھوڑ دیں جو بہ نسبت آپ کے اسکا زیادہ حریص ہے؟ حضرت عبداللہ بن عمرؓ غصہ ہو گئے اور مجلس سے اٹھ کھڑے ہوئے۔ ابن زبیرؓ نے ان کا کپڑا پکڑا اور کہا: اے ابو عبدالرحمٰن! عمروؓ نے تو یہ کہا ہے کہ آپ کو مال دیا جائے گا اس شرط پر کہ ہم آپ کے ہاتھ پر بیعت کریں گے۔ ابن عمرؓ نے فرمایا: اے عمرو! بڑا افسوس ہے تم پر۔ عمروؓ نے فرمایا: میں نے یہ بات آپکو آزمانے کے لئے کہی ہے۔ ابن عمرؓ نے فرمایا: بخدا! اس پر میں کچھ نہیں دوں گا، اور نہ ہی میں امر خلافت کو قبول کروں گا۔ الا یہ کہ تمام مسلمان راضی ہو جائیں۔

۱۰۰۸-ابو حامد بن جبلہ، محمد بن اسحٰق، ولید بن صباح، محمد بن مسلم، ابن جابر، قاسم بن عبدالرحمٰن کے سلسلۂ سند سے مروی ہے فتنہ اولیٰ میں لوگوں نے حضرت ابن عمرؓ سے درخواست کی کہ آپ بھی نکلیں اور لوگوں سے قتال کریں؟ ابن عمرؓ نے فرمایا: بلاشبہ میں قتال کر چکا ہوں جبکہ رکن اور باب کے درمیان بتوں کا ڈھیر لگا ہوا تھا حتی کہ اللہ تعالیٰ نے سرزمین عرب سے بتوں کا صفایا کردیا۔ میں مکروہ سمجھتا ہوں کہ اس آدمی کے ساتھ قتال کروں جو لا الہ الا اللہ کا اقرار کرتا ہو۔ لوگوں نے کہا: بخدا! آپ کی یہ رائے درست نہیں ہے لیکن آپ کا ارادہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے صحابہ کرامؓ ایک دوسرے کو فنا کرتے رہیں حتی کہ آپ کے سوا کوئی باقی نہ رہے اور تب کہا جائے: عبداللہ بن عمر کے ہاتھ پر امارت کے لئے بیعت کرلو۔ فرمایا: بخدا! میرے دل میں یہ خیال مطلق نہیں ہے۔ لیکن جب تم کہو گے کہ نماز کی طرف آؤ تو میں تمہاری پکار کا جواب دوں گا اور جب تم کسی بھلائی کی طرف بلاؤ گے تب بھی میں جواب دوں گا لیکن جب تم تفرقہ کا شکار ہو جاؤ گے میں تمہارے ساتھ نہیں مل بیٹھوں گا اور جب تم سب مجتمع ہو گے تو میں تم سے علیحدہ نہیں ہوں گا۔

۱۰۰۹-عبداللہ بن محمد، محمد بن یوسف البناء صوفی، عبدالجبار بن علاء، سفیان، اعمش، ابراہیم کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے فرمایا نوجوانان قریش میں اپنے آپ کو سب سے زیادہ دنیا کی رعنائیوں سے قابو میں رکھنے والا حضرت عبداللہ بن عمرؓ ہے۔

۱۰۱۰- ابو بکر بن مالک، عبداللہ بن احمد بن حنبل، احمد بن حنبل، ابن ادریس، حصین، سالم بن ابی جعد کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ حضرت جابرؓ نے فرمایا: میں نے: بجز حضرت عبداللہ بن عمرؓ کے کسی ایک کو بھی نہیں دیکھا کہ دنیا کی دلفریبیوں نے اسے اپنی طرف مائل نہ کیا ہو یا وہ خود نہ مائل ہوا ہو۔

۱۰۱۱-خدا کے محبوب بندے نہیں بن سکتے جب تک تم اپنی محبوب شی کو اللہ کی راہ میں خرچ نہ کردو...... ابراہیم بن عبداللہ،

محمد بن اسحق، قتیبہ بن سعید، محمد بن یزید بن خنیس، عبدالعزیز بن ابی رواد، نافع رحمہ اللہ کا بیان ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ کے دل کو جب کوئی چیز زیادہ بھانے لگتی اسے تقرب الی اللہ کے لئے صدقہ وخیرات کر دیتے تھے۔ نافع کا بیان ہے کہ ابن عمرؓ کے غلاموں کو اس بات کا پتہ چل گیا کہ ابن عمرؓ کے دل کو جو چیز زیادہ اچھی لگ جائے اسے اللہ کے لئے خیرات کر دیتے ہیں۔ چنانچہ غلام خوب بن سنور کر مسجد کے ساتھ چمٹ جاتے اور ایسی جگہ بیٹھتے جہاں سے ابن عمرؓ کا گزر ہوتا۔ چنانچہ ابن عمرؓ جب غلاموں کو اس بہتر حالت میں دیکھتے انہیں اچھے لگ جاتے اور فوراً انہیں آزاد کر دیتے۔

بارہا لوگوں نے انہیں آگاہ کیا کہ حضرت! غلام اس طرح بن سنور کر آپ کو دھوکہ دینا چاہتے ہیں۔ ابن عمرؓ جواب دیتے: کوئی حرج نہیں، جو ہمیں اللہ کے لئے دھوکہ دے گا ہم بھی اس سے اللہ کے لئے دھوکہ کھاتے رہیں گے۔

نافع کا بیان ہے میں نے ایک مرتبہ شام کے وقت ابن عمرؓ کو ایک عمدہ اونٹنی پر سوار ہو کر آتے ہوئے دیکھا۔ اس اونٹنی کو انہوں نے مال عظیم کے بدلے میں خریدا تھا۔ جب اونٹنی کی چال نے ان کے دل کو موہ لیا تو اونٹنی کو ایک جگہ بٹھایا پھر اس سے نیچے اتر آئے اور فرمایا: اے نافع! اس کی لگام، کجاوہ وغیرہ اتار دو اور اس کو بناؤ سنوار دو اور اسے بُدن (قربانی وغیرہ کے اونٹوں) میں داخل کر دو۔

۱۰۱۲- ابوحامد بن جبلہ، ابوعباس ثقفی، محمد بن صباح، سفیان بن عبداللہ، نافع کے سلسلۂ سند سے مروی ہے:

حضرت ابن عمرؓ اپنی ناقہ (اونٹنی) پر سوار کہیں جا رہے تھے۔ اچانک سواری کے دلکش اندازِ چال نے ان کا دل موہ لیا۔ فرمایا: اخ اخ: (یہ کلمہ اونٹ بٹھانے کے لئے بولا جاتا ہے)۔ چنانچہ سواری بٹھا دی پھر فرمایا: اے نافع! کجاوہ اس سے نیچے اتار لو۔ نافع کہتے ہیں: میں دیکھ رہا تھا کہ وہ کسی چیز کے درپے ہو چکے ہیں۔ تاہم میں نے کجاوہ نیچے اتارا۔ پھر آپؓ مجھے فرمایا: دیکھو اس جیسی سواری کوئی اور بھی ہو سکتی ہے! میں نے کہا: میں آپ کو قسم دیتا ہوں کہ آپ اس کو بیچ دیں اور حاصل شدہ رقم سے اور خرید لیں۔ فرمایا: اسے آزاد کر دو اور اس میں قلادہ لٹکا دو چنانچہ اس ناقہ کو قربانی کے اونٹوں میں شامل کر دیا۔ اس طرح انہیں جب بھی کوئی چیز اچھی لگی اسے ضرور خیرات وصدقات کے لئے پیش کر دیا۔

۱۰۱۳- احمد بن محمد بن سنان، محمد بن اسحق سراج، عمرو بن زرارہ، ابوعبیدہ حداد، عبداللہ بن ابی عثمان کے سلسلۂ سند سے مروی ہے:

حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے اپنی رمیثہ نامی لونڈی آزاد کر دی، پھر فرمایا: قرآن مجید میں ارشاد باری تعالیٰ ہے "لن تنالوا البر حتی تنفقوا مما تحبون" تم ہرگز نیکی نہیں پا سکتے ہو تاوقتیکہ تم اپنی محبوب ترین اشیاء میں سے (اللہ تعالیٰ کے راستے میں) خرچ نہ کر دو۔ (آل عمران ۹۲)

فرمایا اللہ کی قسم! بلاشبہ میں تجھ سے (اے رمیثہ!) دنیا میں شدید محبت کرتا ہوں۔ پس تم اللہ عزوجل کی رضاجوئی کے لئے آزاد ہو۔

۱۰۱۴- قاضی ابواحمد محمد بن ابراہیم، جعفر بن محمد بن عتیب (ایک نسخہ میں عن عتیب ہے) محمد بن سعید بن یزید بن ابراہیم، ابوعاصم، مالک بن مغول، ابراہیم بن مہاجر کے سلسلۂ سند سے مروی ہے:

مجاہدؒ فرماتے ہیں جب آیت کریمہ "لن تنالوا البر حتی تنفقوا مما تحبون" نازل ہوئی تو حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے اپنی ایک محبوب لونڈی کو بلایا اور اسے آزاد کر دیا۔

۱۰۱۵- ابوبکر بن مالک، عبداللہ بن احمد بن حنبل، احمد بن حنبل، عبدالاعلیٰ، برد، نافع کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ کو اپنے مال میں سے جو چیز اچھی لگتی اسے اللہ تعالیٰ کے راستے میں خیرات کر دیتے۔ بسا اوقات تیس تیس ہزار دراہم ایک ہی مجلس میں صدقہ کر دیتے۔ چنانچہ ابن عامر نے انہیں دو مرتبہ تیس تیس ہزار دراہم دیئے۔ آپؓ فرمایا: اے نافع! مجھے خوف ہے کہ ابن عامر کے دراہم مجھے فتنے میں نہ مبتلا کر دیں۔ جاؤ پس تم آزاد ہو۔

ابن عمرؓ ایک ایک مہینے تک گوشت نہیں کھاتے تھے الا یہ کہ مسافر ہوتے یا رمضان کا مہینہ آ جاتا۔
نافع کا بیان ہے کہ ایک ایک مہینہ تک گوشت کی بوٹی نہیں چکھتے تھے۔

۱۰۱۶-سلیمان بن احمد، محمد بن سری بن مہران، حکم بن موسیٰ، یحییٰ بن حمزہ، برد بن سنان، نافع کے سلسلۂ سند سے مروی ہے:
ابن عمرؓ نے بسا اوقات ایک ہی مجلس میں تین تیس ہزار درہم تقسیم کر دیئے۔ پھر ان پر ایسا مہینہ آ جاتا کہ گوشت کی بوٹی تک نہ چکھ پاتے۔

۱۰۱۷-ابوبکر بن مالک، عبداللہ بن احمد بن حنبل، خالد بن حیان، عیسیٰ بن کثیر، میمون بن مہران کے سلسلۂ سند سے مروی ہے:
ایک مرتبہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ کے پاس بائیس ۲۲۰۰۰ ہزار دینار کہیں سے آئے۔ انہوں نے مجلس سے کھڑے ہونے سے پہلے پہلے سب دینار لوگوں میں تقسیم کر دیئے۔

۱۰۱۸-ابو حامد بن جبلہ، محمد بن اسحٰق، ابو ہمام، عمر بن عبدالواحد، عمر بن محمد عمری ...... نافع کا بیان ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ دنیا سے اس وقت تک رخصت نہیں ہوئے جب تک کہ انہوں نے ایک ہزار (۱۰۰۰) سے زائد انسانوں کو آزاد نہیں کر دیا۔

۱۰۱۹-ابوبکر بن مالک، عبداللہ بن احمد بن حنبل، احمد بن حنبل، ہاشم بن قاسم، عاصم بن محمد اپنے والد محمد سے روایت کرتے ہیں:
محمد کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ ابن عمرؓ کو ان کے غلام نافع کے بدلہ دس ہزار درہم یا ایک ہزار دینار کی پیش کش ہوئی۔ میں نے کہا: اے ابو عبدالرحمٰن! آپ کو کس چیز کا انتظار ہے؟ اس کو کیوں فروخت نہیں کر دیتے؟ فرمایا: کیا وہ ان پیسوں سے بہتر نہیں ہے؟ وہ اللہ تعالیٰ کے لئے آزاد ہے۔

۱۰۲۰-ابوبکر بن مالک، عبداللہ بن احمد بن حنبل، احمد بن حنبل، وکیع، مغیرہ بن زیاد موصلی کے سلسلۂ سند سے:
نافع رحمہ اللہ کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ حضرت ابن عمرؓ نے اپنی ایک زمین دوسو اونٹوں کے بدلے میں بیچ ڈالی۔ ان میں سے سو اونٹ اللہ تعالیٰ کے راستے میں سواری کیلئے وقف کر دیئے اور سوار ہونے والوں پر شرط لگا دی کہ ان اونٹوں میں سے کوئی بھی نہ بیچا جائے حتیٰ کہ وادی قریٰ کو عبور نہ کر جائیں۔

۱۰۲۱-احمد بن محمد بن سنان، ابو عباس سراج، عمرو بن زرارہ، اسماعیل، ایوب، نافع کے سلسلۂ سند سے مروی ہے:
ایک مرتبہ حضرت معاویہؓ نے حضرت ابن عمرؓ کے پاس ایک لاکھ درہم بھیجے، سال نہیں گزرنے پایا تھا کہ ان کے پاس ان دراہم میں سے کچھ باقی نہیں بچا تھا۔

۱۰۲۲-حسن بن محمد بن کیسان، اسماعیل بن اسحٰق قاضی، سلیمان بن حرب، ابو ہلال کی سند سے مروی ہے:
ایوب بن وائل راسبی کہتے ہیں کہ میں ایک مرتبہ مدینہ منورہ آیا۔ مجھے ابن عمرؓ کے ایک پڑوسی نے بتایا کہ ابن عمرؓ کے پاس معاویہؓ کی طرف سے چار ہزار درہم آئے اور ایک دوسرے آدمی کی طرف سے بھی چار ہزار درہم آئے اور ایک تیسرے آدمی کی طرف سے دو ہزار درہم اور ایک اعلیٰ شان چادر آئی ہے۔

چنانچہ ابن عمرؓ بازار تشریف لائے تاکہ سواری کے لئے چارہ وغیرہ خرید لائیں۔ انہوں نے چارے کے لئے ایک کھوٹا درہم آگے بڑھایا، جسے میں نے پہچان لیا۔ میں ان کی اہلیہ کے پاس آیا اور کہا: میں تجھ سے ایک شیء کے متعلق پوچھنا چاہتا ہوں اور مجھے پسند ہے کہ تو مجھ سے سچ بولے؟ میں نے کہا: کیا ابو عبدالرحمٰن کے پاس معاویہؓ کی طرف سے چار ہزار درہم نہیں آئے اور ایک دوسرے آدمی کی طرف سے بھی چار ہزار درہم اور ایک تیسرے آدمی کی طرف سے دو ہزار درہم اور ایک چادر نہیں آئی؟ کہنے لگی: جی ہاں ضرور آئے ہیں۔ میں نے کہا: بلاشبہ میں نے ابن عمرؓ کو کھوٹے درہم کے بدلے میں چارہ خریدتے دیکھا ہے!۔ بولی: انہوں نے رات کو ہی ساری رقم لوگوں میں تقسیم کر دی تھی، پھر چادر اپنے کاندھے پر ڈالی اور کہیں چل پڑے۔

میں نے کہا: اے تاجروں کی جماعت! تم دنیا کے ساتھ کیا کر رہے ہو؟ حالانکہ ابن عمرؓ کے پاس رات کو (۱۰) دس ہزار درہم آئے اور انہوں نے راتوں رات سب خیرات کر دیئے اور جب صبح کو اٹھے تو اپنی سواری کے لئے کھوٹے درہم کے بدلے میں چارہ خریدا

۱۰۲۳-سلیمان بن احمد، ابو یزید قراطیسی، نعیم بن حماد، ابن مبارک، عمر بن محمد بن زید بن عبداللہ بن عمر، نافع کے سلسلۂ سند سے مروی ہے

ایک مرتبہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ بیمار ہو گئے۔ نافع رحمہ اللہ ان کے لئے انگوروں کا ایک خوشہ خرید لائے۔ اتنے میں ایک مسکین آ گیا، فرمایا: خوشہ اسے تھما دو۔ ایک اور آدمی ان سے ملنے آیا اور وہ انگوروں کا ایک خوشہ اسی فقیر سے ایک درہم کے بدلے میں خرید لایا۔ لیکن پھر مسکین ان کے پاس آ کھڑا ہوا اور سوال کرنے لگا! فرمایا: یہ خوشہ اسے دے دو۔ پھر ایک آدمی ابن عمرؓ سے ملنے آیا اور اس سے ایک درہم کے انگور خرید لایا۔ لیکن مسکین پھر سوال کرنے آ گیا۔ فرمایا: یہ خوشہ اسے دے دو۔ ایک اور آدمی ابن عمرؓ سے ملنے آیا اور ایک درہم کے بدلے میں اس سے انگور خرید لایا۔ مسکین نے دوبارہ سوال کرنے کا ارادہ کیا لیکن اس آدمی نے اسے آنے سے منع کر دیا۔ اگر ابن عمرؓ کو اس کا علم ہو جاتا تو انگور کبھی نہ چکھتے۔

۱۰۲۴-ابوبکر بن مالک، عبداللہ بن احمد بن حنبل، احمد بن حنبل، یزید بن ہارون، مسلم بن سعید ثقفی، خبیب بن عبدالرحمٰن کے سلسلۂ سند سے مروی ہے: نافع رحمہ اللہ کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ حضرت ابن عمرؓ کو انگور کھانے کی خواہش ہوئی۔ آپؓ اس وقت مریض تھے۔ میں ایک درہم کے بدلے میں انگوروں کا ایک خوشہ ان کے لئے خرید لایا اور ان کے ہاتھ پر رکھ دیا۔ اتنے میں دروازے پر ایک مسکین آن کھڑا ہوا اور سوال کرنے لگا۔ ابن عمرؓ بولے: یہ انگور اسے دیدو! میں نے عرض کیا: آپ اس میں سے کچھ کھالیں، تھوڑا سا چکھ تو لیں۔ فرمایا: نہیں چکھتا ہوں، اسے دے دو۔ چنانچہ انگور میں نے مسکین کو دے دیے۔ میں دوبارہ اسی سے ایک درہم کے بدلہ وہ انگور خرید لایا اور ان کے ہاتھ پر رکھ دیے۔ سائل نے دوبارہ سوال کر دیا ابن عمرؓ نے فرمایا: انگور اسے دیدو میں نے عرض کیا، آپ اس میں سے کھالیں۔ تھوڑا چکھ تو لیں! فرمایا: نہیں چکھتا ہوں، اسے دے دو۔ میں اسے دے کر دوبارہ خرید لایا۔ لیکن اس سائل نے دوبارہ سوال کر دیا، ابن عمرؓ نے فرمایا: انگور اسے دیدو۔ میں نے کہا: آپ کچھ کھالیں، تھوڑا چکھ لیں۔ فرمایا نہیں بلکہ اسے دیدو۔ چنانچہ میں نے انگور سائل کو دیدیئے الغرض اسی طرح تین چار مرتبہ واقعہ پیش آیا۔ بالآخر میں نے سائل سے کہا: تیری ہلاکت ہو! کیا تجھے حیاء نہیں آتی؟ چنانچہ میں پھر ایک درہم کے انگور خرید لایا اور ابن عمرؓ کو دیدیئے پھر انہوں نے تناول فرمائے۔

۱۰۲۵-ابراہیم بن عبداللہ، محمد بن اسحٰق، قتیبہ بن سعید، لیث بن سعد، خالد بن یزید، سعید بن ابی ہلال کے سلسلۂ سند سے مروی ہے:

ایک مرتبہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ مقام جحفہ میں اترے۔ آپؓ کچھ مریض تھے۔ فرمایا: مجھے مچھلی کی خواہش ہے۔ چنانچہ خدام نے مچھلی تلاش کی مگر صرف ایک ہی مچھلی کہیں سے دستیاب ہو سکی۔ چنانچہ ان کی بیوی صفیہ بنت ابی عبید نے مچھلی لے لی اور اچھی طرح فرائی کی اور پھر انہیں پیش کی۔ اتنے میں ایک مسکین ادھر آ نکلا اور ابن عمرؓ کے سر پر آ کر کھڑا ہو گیا۔ ابن عمرؓ نے فرمایا یہ لو پکڑو۔ گھر والے سارے تعجب سے کہنے لگے: سبحان اللہ! اس مچھلی نے تو ہمیں تھکا دیا، حالانکہ ہمارے پاس اور بھی توشہ ہے ہم اس مسکین کو مچھلی کے علاوہ اور کچھ دیدیتے ہیں! فرمایا: لیکن عبداللہ تو اس مچھلی کو پسند کرتا ہے۔ (یعنی جسے پسند کرتا ہے اسے ہی خیرات کرے گا۔)

۱۰۲۶-ابو محمد بن حیان، ابو یحییٰ رازی، ہناد بن سری، قبیصہ بن عقبہ بن سلیم عنبری، ابوبکر بن جعفر کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ حضرت عمر بن سعد کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ حضرت ابن عمرؓ کو کسی مرض کی شکایت ہو گئی اور انہوں نے مچھلی کی خواہش ظاہر کی۔ چنانچہ مچھلی تیار کر کے جونہی ان کے سامنے رکھی گئی، اتنے میں ایک سائل آ گیا۔ ابن عمرؓ نے فرمایا: مچھلی اٹھا کر اسے دے دو۔ ان کی بیوی کہنے لگی: ہم اسے ایک درہم دے دیں گے، وہ درہم اس کے لئے مچھلی سے زیادہ نفع بخش ہے۔ آپ اپنی خواہش پوری کر لیں، فرمایا: اب میری خواہش وہی ہے جو میں کہہ رہا ہوں۔

۱۰۲۷-محمد بن علی، حسین بن ابی معشر، ابوخطاب، حاتم بن وردان، ایوب، نافع کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ حضرت ابن عمرؓ نے مچھلی کا شوق ظاہر کیا۔ چنانچہ میں ان کے لئے مچھلی خرید لایا اور بھون کر ان کے سامنے رکھ دی۔ اتنے میں ایک سائل آ گیا۔ ابن عمرؓ نے مچھلی جیسی تھی ویسی ہی اٹھا کر اسے دے دینے کا حکم دیا۔ انہوں نے مچھلی سے ذرہ برابر بھی نہیں چکھا تھا۔ گھر والوں نے کہا ہم سائل کو اس مچھلی کی قیمت دیدیتے ہیں جو کہ سائل کے لئے بہتر بھی ہے! لیکن ابن عمرؓ نے انکار کر دیا۔

۱۰۲۸-ابراہیم بن عبداللہ، محمد بن اسحٰق، قتیبہ بن سعید، کثیر بن ہشام، جعفر بن برقان، میمون بن مہران کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ حضرت ابن عمرؓ کی بیوی کو ڈانٹا گیا، اس سے کہا گیا: کیا تم اس بوڑھے کے ساتھ نرمی والا برتاؤ نہیں کرتی ہو، کہنے لگی: میں ان کے ساتھ کیا کروں! ہم ان کے لئے کھانا تیار کرتے ہیں تو یہ کسی کو کھانے کے لئے بلا لیتے ہیں۔ چنانچہ میں کھانا کچھ مسکینوں کے پاس بھیج دیتی ہوں جو ان کے راستے میں بیٹھتے ہوتے ہیں۔

ابن عمرؓ کی بیوی ان مسکینوں سے کہتی تھی کہ ابن عمرؓ کے راستے میں مت بیٹھو۔ پھر ابن عمرؓ گھر آتے ہیں اور حکم دیتے ہیں کہ فلاں فلاں کے پاس کھانا بھیج دو۔ چنانچہ ان کی بیوی ان لوگوں کے پاس کھانا بھیج دیتی تھی اور ساتھ کہہ دیتی: اگر تمہیں ابن عمرؓ بلائیں مت آنا، ابن عمرؓ فرماتے: تم چاہتے ہو کہ میں آج کی رات کھانا نہ کھاؤں چنانچہ وہ اس رات کھانا تناول نہ فرماتے تھے۔

۱۰۲۹-ابوحامد بن جبلہ، محمد بن اسحٰق، محمد بن بکار، ابومعشر، محمد بن قیس کے سلسلۂ سند سے مروی ہے:

حضرت عبداللہ بن عمرؓ مسکینوں کے ساتھ بیٹھ کر کھانا تناول فرماتے تھے حتیٰ کہ اس طرح سے ان کے جسم میں نقاہت پیدا ہو گئی چنانچہ ان کی اہلیہ کھجوروں سے بنا ہوا شیرہ ان کے لئے تیار کر لیتی تھی اور جب ابن عمرؓ کھانا تناول فرماتے وہ شیرہ انہیں ساتھ ساتھ پلاتی رہتی تھیں۔

۱۰۳۰-سلیمان بن احمد، اسحٰق بن ابراہیم، عبدالرزاق، معمر، زہری، ضمرہ بن عبداللہ بن عمر کا بیان ہے کہ اگر کھانا زیادہ ہوتا اور ابن عمرؓ کسی کھانا کھانے والے کو پالیتے تو خود پیٹ بھر کر نہیں کھانا کھاتے تھے۔ چنانچہ ایک مرتبہ ابن مطیع ان کی تیمارداری کرنے ان کے پاس آئے۔ آپؓ کا جسم بہت کمزور ہو چکا تھا۔ ابن مطیع صفیہ سے کہنے لگے: تم ان کے ساتھ نرم برتاؤ کیوں نہیں کرتی ہو (یعنی انہیں اچھا اچھا کھانا کیوں نہیں بنا کر دیتی ہو تا کہ ان کے جسم کی قوت وطاقت لوٹ آئے) تم ان کے لئے عمدہ قسم کا کھانا تیار کرو! بیوی بولی: ہم لوگ کھانا تیار کرتے ہیں لیکن وہ اہل خانہ میں سے ہر آدمی کو اور جو آدمی ان کے پاس حاضر ہوتا ہے ضرور اپنے ساتھ کھانے میں شریک کر لیتے ہیں۔ ابن مطیع کہنے لگے: اے ابوعبدالرحمٰن! اگر آپ عمدہ کھانا استعمال کریں ممکن ہے آپ کا جسم اصلی حالت پر لوٹ آئے۔ فرمایا: میری عمر کے اسی (۸۰) سال بیت چکے ہیں۔ میں نے اس عمر میں ایک بار بھی پیٹ بھر کر نہیں کھایا۔ اب تم چاہتے ہو کہ میں پیٹ بھر کر کھانا کھاؤں......اب جبکہ میری عمر صرف اتنی باقی رہ گئی ہے جس قدر گدھا اپنی پیاس مٹانے کے لئے پانی کی طرف مڑتا ہے (یعنی اب تو میری عمر بہت قلیل رہ گئی ہے، جانوروں میں گدھے سے پیاس بالکل برداشت نہیں ہوتی اور وہ بہت جلد جلد پانی پیتا ہے۔)

یہ حدیث عمر بن حمزہ نے اپنے والد سے اسی طرح روایت کی ہے۔

۱۰۳۱-ابوبکر بن مالک، عبداللہ بن احمد بن حنبل، احمد بن حنبل، ہاشم بن قاسم، عاصم بن محمد، عمر بن حمزہ بن عبداللہ کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں اپنے والد حمزہ بن عبداللہ بن عمر کے ساتھ تھا۔ اچانک ایک آدمی گزار کہنے لگا: ایک مرتبہ میں نے تمہیں (حمزہ بن عبداللہ) کو عبداللہؓ بن عمرؓ کے ساتھ مقام جرف میں کچھ باتیں کرتے دیکھا تھا بتاؤ تم عبداللہؓ بن عمرؓ سے کیا کہہ رہے تھے؟ میرے والد نے جواب دیا: میں نے کہا تھا: اے ابوعبدالرحمٰن! آپ کا جسم دبلا اور لاغر ہو چکا ہے اور اب آپ کی عمر بڑھاپے کو پہنچ چکی ہے۔ آپ کے جلساء آپ کا حق نہیں پہچانتے اور نہ ہی آپ کے شرف ومرتبہ سے واقف ہیں۔ آپ اپنے اہل خانہ کو حکم دیں کہ آپ کے لئے کھانا بنائیں اور آپ سے نرم

وخوشگوار برتاؤ کریں تا کہ آپ کا جسم از سرنو طاقتور ہو جائے۔ ابن عمرؓ نے جواب میں فرمایا: تیری ہلاکت ہو، بخدا! میں نے گیارہ سالوں سے اور نہ ہی بارہ سالوں سے اور نہ ہی تیرہ سالوں سے اور نہ ہی چودہ سالوں سے پیٹ بھر کر کھانا کھایا ہے، اور نہ ہی ایک آدھ مرتبہ پیٹ بھر کر کھانا کھایا ہے اور اب یہ کیسے ہو سکتا ہے جبکہ میری عمر تو بس اتنی ہی باقی ہے جتنا کہ گدھے کا شدت پیاس سے پانی پینا (یعنی جس طرح جانوروں میں پیاسا گدھا فوراً پانی کی طرف بڑھتا ہے اسی طرح میں بھی انقضائے عمر کی طرف جلدی سے بڑھ رہا ہوں۔ یعنی اب تو میری بہت تھوڑی سی عمر باقی رہی ہے اس قسم کے تکلفات کرنے کی اب کیا ضرورت ہے)۔

۱۰۳۲- سلیمان بن احمد، محمد بن نصر بن صائغ، ابراہیم بن حمزہ، عبدالعزیز بن محمد، عبیداللہ بن عمر، نافع کے سلسلۂ سند سے مروی ہے:

حضرت عبداللہؓ بن عمرؓ نے فرمایا: جب سے میں اسلام کی دولت سے مالا مال ہوا ہوں شکم سیر ہو کر کھانا نہیں کھایا۔

۱۰۳۳- احمد بن جعفر بن حمدان، عبداللہ بن احمد بن حنبل، لیث بن خالد بلخی، علاء بن خالد مجاشعی، ابوبکر بن حفص کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ حضرت عبداللہؓ بن عمرؓ نے جب بھی کھانا تناول فرمایا ان کے دسترخوان پر ضرور کوئی نہ کوئی یتیم موجود ہوتا تھا۔

۱۰۳۴- محمد بن علی بن حبیش، احمد بن یحییٰ حلوانی، احمد بن یونس، سری بن یحییٰ، حسن (دوسری سند) ابوبکر بن مالک، عبداللہ بن احمد بن حنبل، احمد بن حنبل، ہشیم، منور، حسن، امام احمد کی دوسری سند یزید بن ہارون، سفیان بن حسن، حسن بصری رحمہ اللہ تینوں اسناد سے مروی ہے:

حضرت عبداللہ بن عمرؓ جب بھی دوپہر یا شام کا کھانا تناول فرماتے اپنے گردوپیش کے یتیموں کو ضرور بلا لیتے۔ چنانچہ ایک دن دوپہر کا کھانا تناول فرمانے بیٹھے اور ایک یتیم کی طرف پیغام بھیجا لیکن اتفاقاً یتیم نہ ملا۔ اس وقت ان کے سامنے کوٹے ہوئے ستو تھے جنہیں وہ عموماً دوپہر کے کھانے کے بعد نوش فرماتے تھے۔ چنانچہ جب کھانے سے فارغ ہوئے تب یتیم آ گیا اور ابن عمرؓ ہاتھ میں پینے کے لئے ستو اٹھائے ہوئے تھے، انہوں نے وہی ستو یتیم کو تھما دیا اور فرمایا: پکڑو میں نہیں سمجھتا کہ تم نے دھوکہ کھایا ہے۔

۱۰۳۵- سالم بن عصام، یحییٰ بن حکیم، عمر بن ابی خلیفہ، افلح بن کثیر کے سلسلۂ سند سے مروی ہے:

حضرت عبداللہ بن عمرؓ سائل کو نامراد واپس نہیں لوٹاتے تھے حتیٰ کہ بسا اوقات کوئی جذامی آ جاتا اور برتن میں ان کے ساتھ کھانا کھانے بیٹھ جاتا اور اس کی انگلیوں سے خون ٹپکتا رہتا۔

۱۰۳۶- عبداللہ اصفہانی، ابراہیم بن محمد بن حسن، احمد بن سعید، ابن وہب، ابن لہیعہ، عبیداللہ بن مغیرہ، عبیداللہ بن عدی (ابن عمرؓ کا آزاد کردہ غلام) ایک مرتبہ عراق سے حضرت عبداللہ بن عمرؓ کے پاس آیا اور سلام کیا پھر کہنے لگا: میں آپ کو ایک ہدیہ پیش کرتا ہوں۔ فرمایا: وہ کیا ہدیہ ہے؟ جواب دیا: جوارش (ایک دوائی جو ہاضمے کے لئے مؤثر ہوتی ہے)۔ فرمایا: جوارش کیا ہے؟ عبیداللہ بن عدی نے جواب دیا: یہ (دوائی ہے جو) کھانا ہضم کر دیتی ہے، ابن عمرؓ نے فرمایا: میں نے چالیس سال سے پیٹ بھر کر کھانا نہیں کھایا لہذا میں اسے کیا کروں گا۔

۱۰۳۷- احمد بن جعفر بن حمدان، عبداللہ بن احمد بن حنبل، ہشیم، منصور، ابن سیرین رحمہ اللہ کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ ایک آدمی نے حضرت ابن عمرؓ سے کہا: کیا میں آپ کے لئے جوارش نہ بنا دوں؟ ابن عمرؓ نے فرمایا: جوارش کیا چیز ہے؟ آدمی نے کہا: جوارش ایک دوائی ہے، جب آپ کا کھانا ہضم نہ ہونے پائے تو آپ اسے استعمال کریں کھانا فوراً ہضم ہو جائے گا۔ ابن عمرؓ نے فرمایا: میں نے چار مہینوں سے پیٹ بھر کر کھانا نہیں کھایا۔ مجھے اس کے استعمال کی ضرورت نہیں۔ میں کچھ ایسے لوگوں کے ساتھ رہا ہوں جو کبھی پیٹ بھر کر کھانا کھاتے تھے اور کبھی بھوکے رہتے۔

۱۰۳۸- ابوبکر بن مالک، عبداللہ بن احمد بن حنبل، احمد بن حنبل، ابو معاویہ، مالک (بن مغول) نافع کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ:

حضرت عبداللہ بن عمرؓ کے پاس ایک مرتبہ ایک چیز لائی گئی جسے کبر کہا جاتا ہے۔ابن عمرؓ نے فرمایا: ہم اسے کیا کریں گے؟ لانے والے نے کہا: یہ آپ کے پیٹ میں پڑے ہوئے کھانے کو خوشگوار بنائے گی (یعنی زود ہاضم ہے)۔فرمایا: میرے اوپر مہینہ بھر گزر جاتا ہے میں پیٹ بھر کر نہیں کھاتا ہوں مگر ایک آدھ مرتبہ۔

۱۰۳۹- ابراہیم بن عبداللہ، محمد بن اسحٰق، قتیبہ بن سعید، کثیر بن ہشام، جعفر بن برقان، میمون بن مہران کے سلسلۂ سند سے مروی ہے:

ایک مرتبہ نجدہ حروری (خارجی) کے کچھ ساتھی حضرت عبداللہ بن عمرؓ کے اونٹوں کے پاس سے گزرے اور اونٹوں کو اپنے ساتھ ہانک کر لے گئے۔مگر اونٹوں کا چرواہا (رکھوالا) واپس آگیا اور کہنے لگا: اے ابوعبدالرحمٰن! اپنے اونٹوں کو اب عنداللہ باعث قربت سمجھئے! ابن عمرؓ نے اس سے پوچھا: بھلا اونٹوں کو ہوا کیا؟ چرواہے نے جواب دیا: نجدہ کے کچھ لوگ اونٹوں کے پاس سے گزرے اور ہانک کر انہیں اپنے ساتھ لیتے گئے۔فرمایا: یہ کیسے ہوگیا کہ وہ لوگ اونٹوں کو تو لے گئے اور تمہیں چھوڑ گئے؟ چرواہا بولا: وہ لوگ مجھے بھی اپنے ساتھ لے گئے تھے لیکن میں ان کے ہاتھ سے نکل بھاگا۔فرمایا: تجھے کیا داعیہ پیش آیا جو تو انہیں چھوڑ کر میرے پاس آگیا؟ کہا: آپ مجھے ان سے زیادہ محبوب ہیں۔فرمایا: قسم اس ذات کی جس کے سوا کوئی معبود نہیں کیا واقعۃً میں تجھے ان سے زیادہ محبوب ہوں؟ چنانچہ چرواہے نے قسم اٹھا کر اقرار کیا۔فرمایا: بلاشبہ میں تجھے بھی اونٹوں کے ساتھ باعث قربت سمجھتا ہوں (یعنی عنداللہ باعث اجر و ثواب سمجھتا ہوں) چنانچہ حضرت ابن عمرؓ نے چرواہے کو آزاد کر دیا (وہ غلام تھا اس لئے آزاد کر دیا)۔چنانچہ کچھ ہی عرصہ کے بعد ایک آدمی آیا اور کہنے لگا: کیا آپ کو فلاں اونٹنی میں رغبت ہے؟ وہ بازار میں بک رہی ہے۔فرمایا: مجھے میری چادر دے دو۔جب انہوں نے چادر اپنے کاندھوں پر ڈالی، چلنے ہی کو تھے کہ تھوڑی دیر کیلئے کھڑے ہوگئے پھر فوراً بیٹھ گئے اور کاندھوں سے چادر اتار کر رکھ دی۔پھر فرمایا: میں تو اس اونٹنی کو عنداللہ باعث اجر و ثواب سمجھ چکا ہوں (اور اللہ کی راہ میں دے چکا ہوں) اب میں اسے کیوں طلب کروں؟

۱۰۴۰- ابراہیم بن عبداللہ، محمد بن اسحٰق، قتیبہ بن سعید، کثیر بن ہشام، جعفر بن برقان، میمون بن مہران کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ:

حضرت ابن عمرؓ نے اپنے ایک غلام کو مکاتب بنایا (مکاتب وہ ہوتا ہے جسے کہا جائے تم اتنے پیسے لاؤ تو تم آزاد ہو) اور بدل کتابت (کی رقم) قسط وار غلام پر مقرر کر دی۔چنانچہ جب پہلی قسط کی ادائیگی کا وقت ہوا غلام ابن عمرؓ کے پاس آیا۔پوچھا: تم یہ قسط کہاں سے کما کر لائے ہو؟ غلام بولا: میں کام بھی کرتا تھا اور مانگتا بھی تھا۔ابن عمرؓ نے فرمایا: کیا تم میرے پاس لوگوں کے اوساخ (وسخ کی جمع بمعنی میل کچیل) لائے ہو اور مجھے وہ کھلانا چاہتے ہو؟ جاؤ تم اللہ کے لئے آزاد ہو اور جو کچھ تم اپنے ساتھ لائے ہو وہ تمہاری اپنی ملکیت ہوا۔

۱۰۴۱- ابراہیم بن عبداللہ، محمد بن اسحٰق، قتیبہ بن سعید، کثیر، جعفر، میمون کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ کے بیٹوں میں سے ایک نے عبداللہ بن عمرؓ سے ازار (تہبند) مانگا اور کہا: میرا ازار پھٹ چکا ہے۔فرمایا: اپنا ازار کاٹو اور پھر اسے پہن لو۔یعنی عام کپڑوں میں سے اپنے لئے ازار بنا لو)۔لیکن لڑکے نے ایسا کرنا ناپسند سمجھا۔ابن عمرؓ نے اس سے فرمایا: بڑا افسوس ہے! اللہ سے ڈرو! تم ان لوگوں میں سے نہ بنو! جنہوں نے اللہ کے دیئے ہوئے سارے رزق کو اپنے بطون میں ڈال لیا اور جسموں پر پہن لیا۔

۱۰۴۲- ابو حامد بن جبلہ، محمد بن اسحٰق، حسن بن عبدالعزیز جروی، ضمرہ، رجاء بن ابی سلمہ، میمون بن مہران کے سلسلۂ سند سے مروی ہے:

میمون کہتے ہیں: ایک مرتبہ میں حضرت ابن عمرؓ کے گھر میں داخل ہوا میں نے ان کے گھر میں کوئی ایسی چیز نہیں پائی جو میری اس چادر کے برابر قیمت کی ہو۔

۱۰۴۳- ابوبکر بن مالک، عبداللہ بن احمد بن حنبل، ابو معمر، یوسف بن ماجشون، ماجشون کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ حضرت عائشہؓ نے فرمایا: میں نے عبداللہ بن عمرؓ سے بڑھ کر کسی کو نہیں دیکھا جو نبی کریم ﷺ کے ان صحابہ کرامؓ کے ساتھ زیادہ مشابہت رکھتا ہو جو دھاری دار چادروں میں دفن کر دیئے گئے (یعنی ابوبکرؓ و عمرؓ و عثمانؓ اور دیگر اکابر صحابہ کرامؓ)۔

۱۰۴۴-ابوبکر بن مالک، عبداللہ بن احمد بن حنبل، احمد بن حنبل، موسیٰ بن داؤد کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ مالک بن انس رحمہ اللہ کا بیان ہے کہ مجھے حدیث سنائی گئی ہے کہ ایک مرتبہ حضرت ابن عمرؓ مقام جحفہ میں اترے۔ابن عامر بن کریز نے اپنے نان بائی کو حکم دیا کہ پکا ہوا کھانا ابن عمرؓ کے پاس لے جاؤ۔چنانچہ نان بائی ایک برتن اٹھا کر لے گیا۔حضرت ابن عمرؓ نے فرمایا: اسے یہاں رکھ دو،نان بائی پھر ایک دوسرا برتن اٹھالایا۔نان بائی نے پہلے برتن کو اٹھانا چاہا۔ابن عمرؓ نے فرمایا تم کیا کر رہے ہو؟ کہا: میں اسکو اٹھانا چاہتا ہوں! فرمایا: اسے چھوڑ دواور دوسرے کو اسی میں انڈیل دو۔چنانچہ نان بائی جب بھی کھانے سے بھرا ہوا برتن (جو کہ پیالہ نما تھا) لاتا اور پہلے والے برتن پر بہا جاتا۔آخر کار خادم ابن عامر کے پاس واپس گیا اور کہنے لگا: اس اعرابی (دیہاتی) کا پیٹ بہت بھوکا ہے۔ابن عامر نے غلام کو جواب دیا: یہ تو تمہارے سردار ابن عمرؓ ہیں۔

۱۰۴۵-غلام سے محبت......ابوبکر بن مالک، عبداللہ بن احمد بن حنبل، احمد بن حنبل، موسیٰ بن داؤد، مالک بن انس......

ابوجعفر قاری کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میرے آقا نے کہا: ابن عمرؓ کے ساتھ جاؤ اور ان کی خدمت کرو۔چنانچہ میں نے راستے میں دیکھا کہ حضرت ابن عمرؓ جب بھی کسی پانی پر اترتے تو اس پانی کے مالکان کو بلاتے اور اپنے ساتھ کھانے میں شریک کر لیتے۔چنانچہ ان کے بڑے بیٹے آتے اور کھانا کھاتے لیکن وہ خود صرف دو یا تین لقمے تناول فرماتے۔چنانچہ جب مقام جحفہ میں پہنچے وہاں ان کے پاس ایک سیاہ فام عریاں بدن غلام آیا۔ابن عمرؓ نے اسے اپنے پاس بلایا۔غلام بولا: میں کوئی ایسی جگہ نہیں پاتا ہوں جس میں میں بیٹھوں چونکہ آپ کے ارد گرد لوگ بیٹھے ہیں۔چنانچہ میں نے ابن عمرؓ کو دیکھا کہ وہ ایک جانب کھسک گئے اور غلام کو اپنے سینے سے چمٹالیا۔

۱۰۴۶-احمد بن جعفر بن حمدان، عبداللہ بن احمد بن حنبل، ابوکامل، ابوعوانہ، ہلال بن خباب قزعہ کہتے ہیں میں نے حضرت ابن عمرؓ پر کھردرے کپڑے دیکھے۔میں نے ان سے عرض کیا: اے ابوعبدالرحمٰن! میں آپ کے لئے کپڑے لایا ہوں جو کہ خراسان میں بنائے جاتے ہیں۔(اگر آپ پہن لیں تو) میری آنکھیں ٹھنڈی ہوں گی، چونکہ آپ پر کھردرے کپڑے ہیں۔فرمایا: مجھے دکھاؤ تاکہ میں انہیں ایک نظر دیکھ تو لوں۔چنانچہ ابن عمرؓ نے کپڑے لے کر ہاتھ سے چھوئے پھر فرمایا: کیا یہ ریشم کے ہیں؟ میں نے کہا: نہیں بلکہ یہ تو روئی کے ہیں۔فرمایا: مجھے خوف ہے کہ میں انہیں لے لوں اور شیخی اور فخر میں مبتلا نہ ہو جاؤں، اور اللہ تعالیٰ شیخی کرنے والے اور فخر کرنے والے کو پسند نہیں فرماتے۔

۱۰۴۷- سلیمان بن احمد، محمد بن عبداللہ حضرمی، عثمان بن ابی شیبہ، یونس بن ابی یعفور، ابویعفور کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ ایک آدمی نے حضرت ابن عمرؓ سے پوچھا: میں کیسے کپڑے پہنوں؟ فرمایا: ایسے کپڑے پہنو جنہیں پہن کر تمہیں بے وقوف لوگ حقیر نہ سمجھیں اور نہ ہی حلیم الطبع لوگ تمہیں ڈانٹیں۔اس آدمی نے عرض کیا وہ کیسے کپڑے ہیں؟ ابن عمرؓ نے فرمایا: وہ کپڑے ایسے ہیں کہ جنکی قیمت پانچ درہم سے لیکر بیس درہم تک ہو (یعنی درمیانہ درجہ کے کپڑے پہنو)۔

۱۰۴۸-سلیمان بن احمد، علی بن عبدالعزیز، عارم ابونعمان، ابوعوانہ، عبداللہ بن حنش کا بیان ہے کہ میں نے ابن عمرؓ پر معافری کپڑے (ایک قسم کا کپڑا جسے یمن کا قبیلہ معافر تیار کرتا تھا) دیکھے اور ان کی تہبند نصف پنڈلی تک تھی۔

۱۰۴۹-احمد بن سنان، ابوعباس سراج، ابومعمر، سفیان، عمرو بن دینار کے سلسلۂ سند سے مروی ہے:

ایک مرتبہ حضرت عمرؓ نے فرمایا: جب سے نبی ﷺ دنیا سے رخصت ہوئے ہیں میں نے اینٹ پر اینٹ نہیں رکھی (یعنی مکانات تعمیر نہیں کئے) اور نہ ہی کھجوروں کے باغات لگائے۔

۱۰۵۰-ابوحامد بن جبلہ، محمد بن اسحٰق، محمد بن صباح، سفیان، عمر بن محمد بن زید (جو کہ صدوق اور نیکوکار ہیں)، محمد بن زید کے سلسلۂ سند سے

روایت کرتے ہیں:

حضرت عبداللہ بن عمرؓ کی ایک حویلی تھی جسے چھوڑ کر دوسری جگہ منتقل ہو گئے۔ چنانچہ جب بھی اس حویلی کے پاس سے گزرتے اپنی آنکھیں بند کر لیتے اور لمحہ بھر کے لئے بھی اسکی طرف نظر اٹھا کر نہیں دیکھتے تھے اور نہ ہی کبھی اس میں پڑاؤ ڈالنے کے لئے اترتے۔

۱۰۵۱- **ابن عمرؓ کی عبادت کا حال**...... سلیمان بن احمد، اسحٰق بن ابراہیم، عبدالرزاق، معمر، زہری، سالم کے سلسلۂ سند سے مروی ہے:

حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے فرمایا: میں رسول اللہ ﷺ کے عہد میں غیر شادی شدہ نوجوان لڑکا تھا اور رات کو مسجد میں سو جایا کرتا تھا۔ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں جب کوئی آدمی خواب دیکھتا تو دوسرے دن رسول کریم ﷺ کو بیان کرتا (تاکہ آپ ﷺ سے خواب کی تعبیر سن لے)۔ چنانچہ مجھے بھی آرزو ہوئی کہ میں بھی کوئی خواب دیکھوں تاکہ رسول اکرم ﷺ کو بیان کر سکوں۔ تاہم میں نے (ایک رات) خواب دیکھا (وہ یوں) گویا کہ دو فرشتے مجھے پکڑ کر دوزخ کی طرف لے جا رہے ہیں۔ (کیا دیکھتا ہوں کہ) کنویں کی طرح دوزخ کا بھی منڈیر بندھا ہوا ہے اور دوزخ کے بھی کنویں کے کناروں کی طرح دو کنارے ہیں۔ اچانک میں نے دوزخ میں الٹے لٹکے ہوئے کچھ لوگ دیکھے اور میں نے انہیں پہچان بھی لیا، پھر میں نے "اعوذ باللّٰہ من النار اعوذ باللّٰہ من النار" دوزخ سے اللہ تعالیٰ کی پناہ، دوزخ سے اللہ تعالیٰ کی پناہ، کہنا شروع کر دیا۔ (وہیں) مجھے ایک اور فرشتہ ملا جو مجھے کہہ رہا تھا: مت ڈرو، مت ڈرو۔ چنانچہ میں نے یہ خواب اپنی بہن حفصہؓ کو سنایا۔ پھر حفصہؓ نے رسول اللہ ﷺ کو بیان کیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: عبداللہ بہت اچھا آدمی ہے اگر وہ رات کو نماز پڑھا کرے۔ سالم رحمہ اللہ کہتے ہیں: اس کے بعد عبداللہؓ رات کو بہت کم سوتے تھے۔

یہ حدیث امام احمد و اسحٰق نے عبدالرزاق سے روایت کی ہے اور ایوب نے نافع عن ابن عمرؓ کے طریق سے مختصر روایت کی ہے۔

۱۰۵۲- محمد بن احمد بن حسن، بشر بن موسیٰ، خلاد بن یحییٰ، عبدالعزیز بن ابی رواد، (دوسری سند) ابو محمد بن حیان، ابو یعلی، محمد بن حسین برجلانی، زید بن حباب، عبدالعزیز بن ابی رواد، نافع کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ حضرت ابن عمرؓ کی عشاء کی نماز جب جماعت سے فوت ہو جاتی تو بقیہ پوری رات بیدار رہتے (اور نماز پڑھتے رہتے)۔

۱۰۵۳- سلیمان بن احمد، یزید قراطیسی، اسد، ولید بن مسلم، ابن جابر، سلیمان بن موسیٰ، نافع کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ حضرت ابن عمرؓ رات بھر نماز میں مشغول رہتے پھر کہتے: اے نافع! کیا سحری کا وقت ہو چکا ہے؟ نافع رحمہ اللہ جواب دیتے: ابھی سحری نہیں ہوئی، چنانچہ ابن عمرؓ دوبارہ نماز میں مشغول ہو جاتے پھر پوچھتے: اے نافع! کیا ہم نے سحری کا وقت کر لیا ہے۔ نافع رحمہ اللہ جواب دیتے: جی ہاں۔ چنانچہ ابن عمرؓ بیٹھ جاتے اور استغفار و دعا کرتے لگ جاتے تاوقتیکہ صبح ہو جائے (یعنی نماز فجر کا وقت ہو جائے)۔

۱۰۵۴- محمد بن علی، حسین بن مودود، بندار، ابن ابی عدی، ابن عون، محمد کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ حضرت ابن عمرؓ رات کو جب بیدار ہوتے نماز میں مشغول ہو جاتے۔

۱۰۵۵- ابوبکر بن مالک، عبداللہ بن احمد بن حنبل، ابو عامر عقدی، داؤد بن ابی فرات کی سند سے مروی ہے:

عبداللہؓ کے غلام ابو غالب کہتے ہیں: آپؓ مکہ میں ہمارے ہاں اترے۔ میں نے انہیں دیکھا کہ رات کو تہجد پڑھتے تھے۔ چنانچہ ایک رات صبح سے تھوڑی دیر پہلے مجھ سے فرمانے لگے: اے ابو غالب! کیا تم اٹھ کر نماز نہیں پڑھتے ہو؟ کاش کہ آپ ایک تہائی قرآن مجید پڑھ لیتے! میں نے عرض کیا: اب تو صبح قریب ہو چکی ہے میں ایک تہائی قرآن مجید کیسے پڑھ سکتا ہوں؟ فرمایا سورت اخلاص یعنی "قل ھو اللّٰہ احد" تہائی قرآن کے برابر ہے۔

۱۰۵۶- ابوبکر بن مالک، عبداللہ بن احمد بن حنبل، صالح بن عبداللہ ترمذی، محمد بن فضیل بن غزوان، نافع کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ

حضرت عبداللہ ؓ ظہر اور عصر کے درمیان عبادت یعنی نماز وغیرہ میں مشغول رہتے تھے۔

۱۰۵۷-ابو حامد بن جبلہ، محمد بن اسحٰق، محمد بن صباح، ولید، ابن جریج، ابراہیم بن میسرہ، طاؤس رحمہ اللہ کہتے ہیں: میں نے حضرت عبداللہ بن عمرؓ کی طرح نماز پڑھتے ہوئے کسی کو نہیں دیکھا۔ چنانچہ میں نے قبلہ کی طرف منہ، ہتھیلیاں اور پاؤں کیے ہوئے ان سے زیادہ کسی کو نہیں دیکھا۔

۱۰۵۸-محمد بن حسن یقطینی، صالح بن احمد، قاسم بن بشر بن معروف، سفیان بن عیینہ، مسعر، سعید بن ابی بردہ، ابو بردہ کہتے ہیں میں نے ایک مرتبہ حضرت ابن عمرؓ کے پہلو میں کھڑے ہو کر نماز پڑھی۔ چنانچہ میں نے انہیں سنا آپؓ سجدے میں کہہ رہے تھے: یااللہ! تو اپنی ذات کو میرے لئے محبوب ترین شی بنادے اور سب سے زیادہ اپنی ذات کا ڈر مجھے عطا فرمادے۔ نیز میں نے انہیں سجدے میں کہتے ہوئے سنا: اے میرے پروردگار! اپنے فضل وکرم کا مجھ پر انعام کرتا کہ میں گناہگاروں کی پشت پناہی نہ کرسکوں۔

ابن عمرؓ بسا اوقات فرمایا کرتے: جب سے میں اسلام لایا ہوں اس وقت سے جو نماز بھی پڑھی اس میں میں نے یہ امید کی کہ وہ نماز کفارہ بن جائے۔

۱۰۵۹-سلیمان بن احمد، معاذ بن مثنیٰ، مسدد، ابو عوانہ، حصین، عبداللہ بن سبرہ کے سلسلۂ سند سے مروی ہے:

حضرت عبداللہ بن عمرؓ جب صبح کو اٹھتے تو کہتے: یااللہ! تو نے اپنے بندوں میں صبح کو جو خیر و بھلائی تقسیم کرنی ہے سب سے زیادہ حصہ مجھے عطا فرما اور مجھے سب سے زیادہ نور عطا فرما، جس کے ذریعے تو ہدایت فرماتا ہے، وہ رحمت عطا فرما جسے تو روئے زمین پر پھیلا دیتا ہے، مجھے اپنے کشادہ رزق میں سے عطا فرما، میری تنگی وسختی کو دور فرمادے، پیش آنے والی مصیبت وبلا کو مجھ سے ہٹادے اور جو فتنہ پیش آنے والا ہے اسے مجھ سے پھیر دے۔

۱۰۶۰-محمد بن علی، حسین بن محمد بن بشار و محمد بن مثنیٰ، محمد بن جعفر، شعبہ، قتادہ، سعید بن مسیبؒ کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ جس دن حضرت عبداللہ بن عمرؓ دنیا سے رخصت ہوئے، روئے زمین پر ایسا کوئی آدمی نہیں تھا جو ان جیسا عمل لے کر اللہ تعالیٰ سے ملاقات کرتا۔

۱۰۶۱-ابن عمرؓ کی خشیت خداوندی......احمد بن جعفر بن حمدان، عبداللہ بن احمد، احمد بن حنبل، وکیع، ہشام دستوائی، قاسم بن ابی برزہ ایک آدمی کے واسطے سے روایت کرتے ہیں جس نے ابن عمرؓ سے سنا۔ ابن عمرؓ نے ایک مرتبہ سورۂ مطففین تلاوت کی اور جب آیت کریمہ "یوم یقوم الناس لرب العالمین" (مطففین ۶) جس دن کہ لوگ تمام جہانوں کے رب کے سامنے کھڑے ہوں گے، پر پہنچے تو بہت روئے حتی کہ گر پڑے۔ کوشش کے باوجود اس آیت کے بعد تلاوت نہ کرسکے۔

۱۰۶۲-احمد بن جعفر، عبداللہ بن احمد، احمد بن حنبل، اسماعیل بن عمر، براء بن سلیم، نافع (ابن عمرؓ کے آزاد کردہ غلام) کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ حضرت ابن عمرؓ نے سورت بقرہ کی آخری آیت کی قرأت کی اور جب آیت "ان تبدوا ما فی انفسکم او تخفوہ یحاسبکم بہ اللہ" (بقرہ ۲۸۴) جو کچھ تمہارے دلوں میں ہے خواہ تم اسے ظاہر کرو یا چھپائے رکھو اس کا اللہ تعالیٰ تم سے حساب لے گا" پر پہنچے تو بہت روئے پھر فرمایا: بلاشبہ یہ شدید حساب ہے۔

۱۰۶۳- احمد بن جعفر، عبداللہ بن احمد بن حنبل، احمد بن حنبل، بہز، جعفر بن سلیمان، اسماعیل بن عبید (ایک نسخہ میں اسماء بن عبید ہے):

نافع رحمہ اللہ کی روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ جب کوئی ایسی آیت پڑھتے جس میں دوزخ کی آگ کا ذکر ہوتا تو وقف کر لیتے اور پھر دعا کرتے اور دوزخ سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگتے۔

۱۰۶۴-احمد بن سنان، محمد بن اسحٰق ثقفی، عبداللہ بن مطیع و یعقوب، ہشیم، ابی قیس، یوسف بن ماہک کا بیان ہے:

ایک مرتبہ میں نے حضرت ابن عمرؓ کو عبید بن عمر کے پاس دیکھا۔ عبید کچھ بیان کر رہے تھے اور ابن عمرؓ کی آنکھیں آنسوؤں سے ڈبڈبا رہی تھیں۔

۱۰۶۵- عبداللہ بن محمد، محمد بن شبل، ابوبکر بن ابی شیبہ، ابواسامہ، عثمان بن واقد، نافع کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ حضرت ابن عمرؓ نے ایک مرتبہ آیت کریمہ "الم یان للذین آمنوا ان تخشع قلوبهم لذكر الله" (الحدید/۱۶) کیا ابھی تک ایمان والوں کے لئے وقت نہیں آیا کہ ان کے دل اللہ تعالیٰ کے ذکر سے جھک جائیں، کی تلاوت کی اور پھر رونے لگے حتی کہ رونے سے ان کی ہچکی بندھ گئی۔

۱۰۶۶- محمد بن احمد بن محمد، احمد بن موسیٰ بن اسحٰق، موسیٰ بن سفیان، عبداللہ بن جہم، عمرو بن ابی قیس، ابوسفیان، عمر بن نبہان، حسن (بصری) رحمہ اللہ کے سلسلۂ سند سے مروی ہے:

حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے فرمایا: جو آدمی کسی کی پیروی کرنا چاہتا ہو تو وہ متقدمین کی پیروی کرے اور وہ محمد ﷺ کے صحابہ کرامؓ ہیں۔ وہ حضرات اس امت کے بہترین لوگ تھے۔ ان کے قلوب سب سے زیادہ نیکوکار، ان کا علم سب سے زیادہ گہرا اور وہ پوری امت میں سب سے کم تکلف کرنے والے تھے۔ وہ ایسے لوگ تھے جنھیں اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ کی صحبت کے لئے منتخب کیا پس تم لوگ ان نفوس قدسیہ کے اخلاق وعادات اور ان کے طریقہ کار کے ساتھ مشابہت اختیار کرو، چونکہ وہ محمد ﷺ کے صحابہ کرامؓ تھے۔ رب کعبہ کی قسم! یہ حضرات ہدایت کے سیدھے راستے پر تھے۔ نیز اے ابن آدم! محض اپنے بدن کی حد تک دنیا کی مصاحبت اختیار کر اور اپنے دل کے اعتبار سے دنیا سے کوسوں دور رہ، چونکہ تیرا اسارادارومدار تیرے عمل پر ہے۔ پس دنیا سے آخرت کے لئے حاصل کرتا کہ تمہیں خیر و بھلائی سے واسطہ پڑے۔

۱۰۶۷- ابوحامد بن جبلہ، ابوعباس سراج، عمر بن محمد بن حسن، محمد بن حسن، محمد بن ابان، سدی کے سلسلۂ سند سے مروی ہے:

سدی کہتے ہیں: میں نے عبداللہ بن عمرو، ابوسعید، ابوہریرہ رضی اللہ عنہم وغیرہم کو دیکھا ہے۔ چنانچہ یہ حضرات صحابہ کرامؓ اپنے میں سے کسی کو بھی بجز حضرت ابن عمرؓ کے اس حالت پر نہیں سمجھتے تھے جس حالت پر محمد ﷺ (ان سے) جدا ہوئے۔

۱۰۶۸- عبداللہ بن محمد، محمد بن ابی سہل، عبداللہ بن محمد عبسی، یحییٰ بن یمان، سفیان، لیث ایک آدمی کے واسطے سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابن عمرؓ نے فرمایا: کوئی آدمی بھی علم سے بلند مرتبہ نہیں حاصل کر سکتا حتی کہ وہ علم میں اپنے سے اوپر والے پر حسد نہ کرے اور اپنے سے کمتر کو حقیر نہ سمجھے اور نہ ہی علم سے روپے پیسے کا متلاشی ہو۔ (یعنی علم کا مرتبۂ کمال یہ ہے کہ ہر عالم اپنے سے اوپر والے ذی علم پر حسد کرے اور اپنے سے کمتر کو حقیر نہ سمجھے اور علم کو ذریعہ معاش نہ بنائے)۔

۱۰۶۹- عبداللہ بن محمد، محمد بن ابی سہل، عبداللہ بن محمد (عبسی) وکیع، سفیان، منصور، سالم بن ابی الجعد کی سند سے مروی ہے: ابن عمرؓ نے فرمایا: کوئی بندہ حقیقت ایمان تک نہیں پہنچ سکتا جب تک کہ لوگ اسے دین پر سختی سے کاربند رہنے کی وجہ سے بےوقوف نہ کہیں۔

۱۰۷۰- یوسف بن یعقوب، نجیرمی، حسن بن مثنیٰ، عفان، خالد بن ابی عثمان، سلیط کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ حضرت ابن عمرؓ نے فرمایا: خیر و بھلائی کے کاموں میں مشورہ کیا کرو اور شر و برائی کے کاموں میں مشورہ نہ کیا کرو۔

۱۰۷۱- ابومحمد بن حیان، ابویحییٰ رازی، ہناد بن سری، ابومعاویہ، اعمش، مجاہد کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ حضرت ابن عمرؓ نے فرمایا: جو بندہ بھی دنیا کی کسی چیز کو پاتا ہے (یعنی دنیاوی معاملہ میں ترقی کرتا ہے) تو اللہ تعالیٰ کے ہاں اس کے درجات گھٹا دیے جاتے ہیں اگرچہ وہ دنیاوی چیز (یا دنیاوی ترقی) اس کے نزدیک کتنی ہی عمدہ ہو۔

یہ حدیث اسرائیل نے بھی ثور عن مجاہد کی سند سے اسی طرح روایت کی ہے۔

۱۰۷۲- محمد بن حیان، ابویحییٰ رازی، ہناد محاربی، عمرو بن میمون، میمون کے سلسلۂ سند سے مروی ہے:

ایک مرتبہ حضرت ابن عمرؓ سے کہا گیا کہ زید بن حارثہ انصاریؓ وفات پا گئے ہیں۔ فرمایا: اللہ تعالیٰ اس پر رحم فرمائے۔ ابن عمرؓ سے کہا گیا: اے ابوعبدالرحمٰن! انہوں نے تو ترکہ میں ایک لاکھ درہم چھوڑے ہیں۔ ابن عمرؓ نے فرمایا: لیکن ایک لاکھ نے تو ان کو نہیں چھوڑا۔

۱۰۷۳- عبداللہ بن محمد بن جعفر، عبدالرحمٰن بن محمد بن سلم، ہناد بن سری، محاربی، عاصم احول ایک آدمی کی سند سے روایت کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ ابن عمرؓ نے ایک آدمی کو کہتے سنا: کہاں ہیں دنیا سے کنارہ کشی کرنے والے اور آخرت میں رغبت کرنے والے؟ تاکہ میں انہیں نبی ﷺ، ابوبکر اور عمرؓ کی قبریں دکھاؤں! ابن عمرؓ نے فرمایا: کیا تم ان لوگوں کے بارے میں سوال کرتے ہو؟۔

۱۰۷۴- اولئک آبائی فجئنی بمثلهم..... محمد بن معمر، ابوشعیب حرانی، یحییٰ بن عبداللہ، اوزاعی، سلیمان بن حبیب کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ حضرت ابن عمرؓ فرمایا کرتے تھے: اگر میں اپنی انگلی شراب میں رکھ دوں مجھے پسند نہیں کہ وہ جوں کی توں میرے ساتھ واپس لوٹے (یعنی مجھے پسند یہ ہے کہ وہ میرے جسم سے کٹ کر علیحدہ ہو جائے)۔

۱۰۷۵- یوسف بن یعقوب، حسن بن ثقفی، عفان، حماد، علی بن زید، یوسف بن مہران کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ حضرت ابن عمرؓ نے ایک مرتبہ فرمایا: میں کھجوروں کی پینڈی (کھجور کا شیرہ) پیوں۔ جو اس طرح پکائی جائے کہ جتنی جلنی تھی جل جائے اور جتنی باقی رہنی تھی باقی رہ جائے یہ مجھے مٹکے میں بنی ہوئی نبیذ کے پینے سے زیادہ محبوب ہے۔

۱۰۷۶- یوسف بن یعقوب، حسن بن مثنیٰ، عفان، جریر بن حازم، قیس بن سعد کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ اس آدمی کے بارے میں فرمایا کرتے تھے جسے شراب پینے اور خنزیر کا گوشت کھانے پر مجبور کیا گیا ہو کہ اگر شراب نہ پئے اور خنزیر کا گوشت نہ کھائے اور قتل ہو جائے تو اس نے خیر و بھلائی کو پالیا اور اگر شراب پی لے اور خنزیر کا گوشت کھالے تو وہ معذور ہے۔

۱۰۷۷- ابوبکر بن محمد بن احمد بن ہارون، ابراہیم، حماد قاضی، محمد بن جوان، مومل، سفیان، یحییٰ، نافع کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ حضرت ابن عمرؓ نے فرمایا: آدمی پر زیادہ حق ہے کہ وہ اپنی زبان کو پاکیزہ رکھے (یعنی جھوٹ، عیب، طعنہ زنی، فحش گوئی، لایعنی گفتگو اور فضولیات سے پرہیز کرے)۔

یہ حدیث فریابی اور قبیصہ نے سفیان، عبداللہ بن دینار، ابن عمرؓ کے طریق سے روایت کی ہے۔

۱۰۷۸- سلیمان بن احمد، اسحٰق بن ابراہیم، عبدالرزاق، معمر، زہری، سالم کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے کبھی بھی کسی خادم کو لعنت نہیں کی، صرف ایک خادم کو لعنت کی پھر اس کی پاداش میں اسے آزاد کر دیا۔

امام زہری رحمہ اللہ کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ ابن عمرؓ نے اپنی ایک خادمہ کو لعنت کرنی چاہی اور صرف (یعنی لام اور عین) ہی کہہ پائے تھے اور لفظ پورا نہیں کہا تھا کہ فرمانے لگے: میں اس کلمے کو کہنا پسند نہیں کرتا ہوں۔

۱۰۷۹- سلیمان بن احمد، اسحٰق، عبدالرزاق، معمر، ایوب، نافع وغیرہ کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ ایک آدمی نے ابن عمرؓ کو یا خیر الناس! یا ابن خیر الناس! کہہ کر پکارا۔ ابن عمرؓ نے فرمایا: نہ تو میں خیر الناس ہوں اور نہ ہی خیر الناس کا بیٹا۔ لیکن میں اللہ تعالیٰ کے بندوں میں سے ایک بندہ ہوں۔ نیز میں اللہ تعالیٰ سے بھلائی کی امید رکھتا ہوں اور اس کے عذاب سے ڈرتا ہوں، بخدا! تم لوگ آدمی کو اسی طرح عجب و بڑائی میں مبتلا رکھتے ہو حتیٰ کہ اسے ہلاک کر دیتے ہو۔

۱۰۸۰- حج و عمرہ میں ابن عمرؓ کا طریقہ..... ابوبکر بن خلاد، اسماعیل بن اسحٰق، سلیمان بن حرب، حماد بن زید، ایوب، نافع کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ حضرت ابن عمرؓ نبی ﷺ کا بتایا ہوا تلبیہ کہتے اور اس میں کچھ اضافہ بھی کر دیتے اور یوں فرماتے: لبیک لبیک لبیک وسعدیک لبیک والخیر فی یدیک لبیک والرغباء الیک والعمل (واضح رہے امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ

ماثور تلبیہ میں اضافہ کے قائل ہیں)

۱۰۸۱- محمد بن احمد، بشر بن موسیٰ، خلاد بن یحییٰ، عمر بن ذر،...... وبرہ بن عبدالرحمٰن کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ وہ ابن عمرؓ کے ساتھ مناسک حج ادا کرنے جارہے تھے کہ انہوں نے ابن عمرؓ کو تلبیہ پڑھتے سنا، آپ پڑھ رہے تھے: لبیک لبیک والرغباء الیک والعمل.

۱۰۸۲- سلیمان بن احمد، محمد بن یحییٰ بن منذر، حفص بن عمر حوضی، ہمام بن یحییٰ، نافع کے سلسلۂ سند سے مروی ہے:

حضرت ابن عمرؓ (سعی کرتے وقت) صفا پر یوں دعا کرتے تھے: یا اللہ اپنے دین اپنی اطاعت اور اپنے رسول کی اطاعت کے ذریعے میری حفاظت فرما، یا اللہ مجھے اپنی مقرر کردہ حدود کے تجاوز کرنے سے بچالے، یا اللہ: مجھے ان لوگوں میں سے کردے جو تجھ سے محبت کرتے ہوں، تیرے رسول سے محبت کرتے ہوں، تیرے فرشتوں سے محبت کرتے ہوں اور تیرے نیک بندوں سے محبت کرتے ہوں، یا اللہ! مجھے آسان راستے (یعنی نیکی) کی سہولت عطا فرما اور تنگی ومشکل (یعنی برائی ومعصیت) سے مجھے بچالے، دنیا وآخرت میں میری مغفرت فرما، مجھے پرہیزگاروں کا امام بنادے، یا اللہ تو کہتا ہے: مجھے پکارو! میں تمہاری پکار کا جواب دوں گا، بلاشبہ تو اپنے وعدے کی خلاف ورزی نہیں کرتا۔ یا اللہ! جب تو نے مجھے اسلام کی ہدایت دی ہے تو یہ نعمت مجھ سے نہ چھیننا اور نہ ہی مجھے اس نعمت سے دور کرنا یہاں تک کہ تو میری روح قبض کرلے۔ اور میری روح اس وقت قبض کرنا جب میں دین اسلام پر سختی سے کاربند ہوں۔

ابن عمرؓ صفا ومروہ پر لمبی دعا کرتے تھے۔ اس لمبی دعا کا کچھ حصہ ذکر کیا ہے یہی دعا ابن عمرؓ عرفات، دو جمروں کے درمیان اور طواف کے وقت مانگا کرتے تھے۔

یہ حدیث ایوب نے نافع سے اسی طرح روایت کی ہے۔

۱۰۸۳- ابوبکر بن خلاد، ابراہیم حربی، ابوعمر حوضی، حسن بن ابی جعفر، سعید بن ابی حرہ، نافع کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ حضرت ابن عمرؓ جب حجر اسود کا استلام کرتے تو کہتے: بسم اللہ واللہ اکبر۔

۱۰۸۴- سلیمان بن احمد، اسحٰق بن ابراہیم، عبدالرزاق، عبیداللہ بن عمر، نافع کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ حضرت ابن عمرؓ رکن کا استلام کرتے وقت سخت مزاحمت کا سامنا کرنا پڑتا حتی کہ نکسیر پھوٹ جاتی پھر تشریف لاتے اور خون وغیرہ دھوتے۔

۱۰۸۵- محمد بن احمد بن حسن، بشر بن موسیٰ، خلاد بن یحییٰ، عبدالعزیز بن ابی رواد، نافع کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ جب حضرت عبداللہ بن عمرؓ مدینہ منورہ تشریف لاتے تو نبی ﷺ کے روضہ اقدس پر آتے اور قبلہ رو ہو کر نبی ﷺ پر درود بھیجتے: اللہ سے ان کے لئے دعا کرتے۔ پھر ابوبکرؓ کی قبر پر تشریف لاتے اور قبلہ رو ہو کر ان پر درود بھیجتے اور دعا کرتے پھر عمرؓ کی قبر مبارک کے پاس آتے اور قبلہ رو ہو کر ان پر درود بھیجتے اور ان کے لئے دعا کرتے پھر کہتے: اے ابا جان! اے ابا جان!۔

اس حدیث کو حماد بن زید نے ایوب سے بمثل مذکور بالا روایت کیا ہے۔

۱۰۸۶- محمد بن احمد بن حسن، بشر بن موسیٰ، ابوعبدالرحمٰن مقری، حرملہ، ابواسود کے سلسلۂ سند سے مروی ہے:

عروہ بن زبیرؓ نے فرمایا: میں نے عبداللہ بن عمرؓ کو ان کی بیٹی کے لئے پیغام نکاح دیا۔ ہم اس وقت طواف کر رہے تھے۔ چنانچہ ابن عمرؓ آگے سے خاموش رہے اور مجھے کچھ جواب نہ دیا۔ میں سمجھا کہ اگر راضی ہوتے ضرور مجھے جواب دیتے، میں نے دل میں کہا: بخدا! آئندہ میں اس بارے میں کبھی کوئی بات نہیں کروں گا۔ تاہم واقعہ ایسا پیش آیا کہ وہ مجھ سے پہلے ہی مدینہ کی طرف کوچ کر آئے پھر میں مدینہ آیا اور آتے ہی رسول اللہ ﷺ کی مسجد میں داخل ہوا۔ روضۂ اقدس پر ہدیۂ سلام پیش کیا پھر میں ابن عمرؓ کے پاس آیا چنانچہ انہوں نے مجھے مرحبا کہا اور پوچھا: تم کب آئے ہو؟ میں نے جواب دیا۔ ابھی آرہا ہوں۔ ابن عمرؓ نے فرمایا: تم نے مجھ سے سودہ بنت عبداللہ کا ذکر کیا تھا۔ اس وقت ہم طواف میں مشغول تھے اور وہاں اللہ عزوجل کی کبریائی ملحوظ تھی (اس لئے وہاں میں تمہیں کچھ

جواب نہ دے سکا)۔ کیونکہ تم مجھے اس جگہ کے علاوہ کہیں اور بھی مل سکتے ہو۔

میں نے کہا: تقدیر میں اسی طرح معاملہ لکھا جا چکا تھا۔ ابن عمرؓ نے پوچھا: آج تمہاری کیا رائے ہے؟ میں نے جواب دیا: میں جس خیال پر تھا اسی پر اب بھی برقرار ہوں۔ چنانچہ ابن عمرؓ نے اپنے دو بیٹوں سالم و عبداللہ کو بلایا اور اپنی بیٹی سے میری شادی کرادی۔

۱۰۸۷-سلیمان بن احمد، احمد بن زید بن حریش، ابو حاتم سجستانی، اصمعی، عبدالرحمٰن بن ابی زناد،

ابوزناد کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ مصعب بن زبیر، عروہ بن زبیر، عبداللہ بن زبیر اور حضرت عبداللہ بن عمرؓ اکٹھے ہو گئے۔ ان حضرات میں یہ طے پایا کہ ہر آدمی اپنی اپنی آرزو ظاہر کرے۔ چنانچہ عبداللہ بن زبیرؓ نے کہا مجھے خلافت کی تمنا ہے۔ عروہ بن زبیرؒ نے کہا: میری تمنا ہے کہ مجھ سے علم حاصل کیا جائے۔ مصعب بن زبیر نے کہا: میری آرزو ہے کہ مجھے عراق کی وزارت ملے اور میں دو عورتوں عائشہ بنت طلحہ اور سکینہ بنت حسین کو اپنے عقد نکاح میں لاؤں۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے فرمایا: مجھے مغفرت کی تمنا ہے۔ ابوزناد کہتے ہیں: ان تمام حضرات نے اپنی اپنی تمنا پالی۔ ان شاء اللہ ابن عمرؓ کی مغفرت بھی ہو جائے گی۔

۱۰۸۸-عبداللہ بن جعفر، اسماعیل بن عبداللہ، احمد بن یونس، ابوشہاب، یونس بن عبید، نافع کے سلسلۂ سند سے مروی ہے:

ایک مرتبہ ابن زبیرؓ، خوارج اور خشبیہ کے زمانے میں ابن عمرؓ سے کسی نے کہا: کیا آپ ان لوگوں کے ساتھ نماز پڑھ لیتے ہیں حالانکہ وہ ایک دوسرے کے قتل کے درپے ہیں؟ ابن عمرؓ نے جواب دیا۔ جس نے حی علی الصلوٰۃ کہا، میں اسے جواب دوں گا اور جس نے حی علی الفلاح کہا، اسے بھی جواب دوں گا اور جس نے حی علی القتل (آؤ قتل کی طرف) کہا تو میں اسکی بات قبول کرنے سے انکار کردوں گا

۱۰۸۹-ابن عمرؓ کی اتباع سنت اور آپؓ کے فرمودات...... محمد بن احمد بن حسن، بشر بن موسیٰ، خلاد بن یحییٰ، ہارون بن ابراہیم، عبداللہ بن عبید بن عمیر کے سلسلۂ سند سے مروی ہے:

حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے ایک مرتبہ فرمایا: فتنہ میں ہماری مثال ان لوگوں کی طرح ہے جو سیدھے راستے پر چلتے جا رہے ہوں اور وہ لوگ اس راستے کو بخوبی پہچانتے ہوں کہ اچانک بادلوں نے انہیں گھیر لیا ہو اور سخت تاریکی ان کے راستے میں رکاوٹوں کے پہاڑ کھڑے کردے۔ پھر وہ لوگ راستے سے بچل کر دائیں بائیں ہو جائیں اور راستہ ہی انہیں بھول جائے۔ پس ہمیں چاہیے کہ ہم اس موقع پر جہاں ہوں وہیں کھڑے کے کھڑے رہ جائیں ...... جب اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے راستے کو صاف ستھرا کردیں اور ہم راستے کو واضح دیکھ لیں اور اسے پہچان بھی لیں پھر اس پر چلنا شروع کریں۔

یہ کچھ قریش کے نوجوان ہیں جو آپس میں سلطنت کے لئے لڑ رہے ہیں اور اس دنیا کے پیچھے مر مٹ رہے ہیں۔ مجھے کچھ پرواہ نہیں کہ وہ ایک دوسرے کو میرے ان دو جوتوں کے بدلے میں قتل کریں۔ (یعنی حقیر چیز پر ایک دوسرے کو قتل کر رہے ہیں۔ جس کی مجھے کچھ پرواہ نہیں لہذا میں ان کا شریک نہیں ہوں گا)۔

۱۰۹۰- محمد بن حسن کوثر، بشر بن موسیٰ، عبدالصمد بن حسان، خارجہ بن مصعب، موسیٰ بن عقبہ، نافع کے سلسلۂ سند سے مروی ہے: کہتے ہیں میں ابن عمرؓ کو نبی ﷺ کے نقش قدم کی پیروی کرتے ہوئے دیکھتا ہوں تو میں کہتا ہوں کہ یہ تو مجنون ہیں۔ (یعنی اتنے متبع سنت تھے کہ دیکھنے والا انہیں دیوانہ سمجھتا یہی قول حسن بصری رحمہ اللہ کا بھی ہے کہ اگر تم صحابہ کرامؓ کو دیکھ لیتے انہیں دیوانے سمجھتے لیکن وہ اگر تمہیں دیکھ لیتے تمہیں منافق سمجھتے)۔

۱۰۹۱-عبداللہ بن محمد بن شبل، ابوبکر بن ابی شیبہ، عبداللہ بن نمیر، عاصم احول ایک آدمی کے واسطے سے روایت کرتے ہیں کہ جب کوئی آدمی ابن عمرؓ کی طرف دیکھتا تو ان کو آثار نبی ﷺ کی اتباع کی وجہ سے مجنون سمجھتا۔

۱۰۹۲-عبداللہ بن محمد، محمد بن شبل، ابوبکر بن ابی شیبہ، وکیع، ابومودود، نافع کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ جب ابن عمرؓ مکہ مکرمہ کی طرف تشریف لاتے تو اپنی سواری کو سر سے پکڑ کر ادھر ادھر موڑتے رہتے اور فرماتے: شاید میری سواری کا کھر کہیں ایسی جگہ پڑ جائے جس جگہ نبی ﷺ کی سواری کا کھر پڑا ہو (یعنی اتباع سنت کا یہ عالم تھا کہ جس جگہ نبی ﷺ کی سواری کا پاؤں لگا ہوتا اس جگہ اپنی سواری کا پاؤں بھی لگوانے کی تلاش میں سواری کو ادھر ادھر موڑتے رہتے)۔

۱۰۹۳-ابوبکر محمد بن حسن، بشر بن موسیٰ، عبدالصمد بن حسان، خارجہ بن مصعب، زید بن اسلم، اسلم کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ جس طرح کسی اونٹنی کا بچھیرا جنگل میں گم ہو جاتا ہے اور اونٹنی اس کی تلاش میں سرگرداں مارے مارے پھرتی ہے اس سے بھی کئی گنا زیادہ ابن عمرؓ اپنے والد ماجد عمرؓ بن خطاب کے آثار کی تتبع وتلاش میں رہتے تھے۔

۱۰۹۴-ابوبکر بن خلاد، محمد بن غالب، قعنبیؒ، مالک، اسحٰق بن عبداللہ بن ابی طلحہ،...... طفیل بن ابی کعب کا بیان ہے کہ میں عبداللہ بن عمرؓ کے پاس جاتا اور پھر ان کے ہمراہ بازار کی طرف چلا جاتا۔ چنانچہ جب ہم بازار میں پہنچ جاتے تو ابن عمرؓ جس مسکین، غریب بیچنے والا ہو یا خریدنے والا کے پاس سے گزرتے اسے ضرور سلام کرتے۔ میں نے عرض کیا: آپ بازار میں کیا کرنے آتے ہیں؟ چونکہ آپ نہ ہی خریداری کرنے کھڑے ہوتے ہیں، نہ ہی اشیاء کے بھاؤ کے بارے میں آپ پوچھتے ہیں، نہ ہی کہیں آپ بھاؤ تاؤ لگاتے ہیں اور نہ ہی آپ بازار کی مجالس میں بیٹھتے ہیں؟ آپ یہاں بیٹھیں ہم بات چیت اور گفتگو کریں۔ فرمایا: اے ابوبطن! طفیل رحمہ اللہ کی توند باہر نکلی ہوئی تھی (اس وجہ سے ابوبطن پیٹ کے باپ فرمایا) ہم تو صرف لوگوں کو سلام کرنے بازار آتے ہیں پس جس سے بھی ملو ضرور سلام کرو۔

۱۰۹۵-ابراہیم بن عبداللہ، محمد بن اسحٰق، قتیبہ بن سعید، مالک بن انس، زہری، عبیداللہ بن عبداللہ بن عتبہ کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ نیکی اسوقت تک نہیں پہچانی جاتی تھی جب تک کہ عمرؓ اور ان کے بیٹے ابن عمرؓ اس کے بارے میں کچھ نہ کہہ دیں یا اسے کر نہ لیں۔

یہ حدیث ہیثم بن عدی نے بھی مالک سے اسی طرح روایت کی ہے۔

۱۰۹۶-محمد بن اسحٰق، ابراہیم بن سعدان، بکر بن بکار، شعبہ، حکم، مجاہد کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت ابن سعدانؒ نے مجھے فرمایا: اے ابوغازی! نوح علیہ السلام اپنی قوم میں کتنا عرصہ ٹھہرے رہے؟ میں نے عرض کیا: ساڑھے نوسو سال۔ فرمایا: بلاشبہ وہ لوگ اپنی عمروں جسموں اور عقلوں میں ترقی کرنے کی بجائے نقصان کر گئے۔

۱۰۹۷-سلیمان بن احمد، اسحٰق بن ابراہیم، عبدالرزاق، معمر، قتادہ کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ ابن عمرؓ سے سوال کیا گیا کیا نبی ﷺ کے صحابہ کرامؓ ہنستے بھی تھے؟ ابن عمرؓ نے فرمایا: جی ہاں، لیکن ان کے دلوں میں ایمان پہاڑوں سے بھی زیادہ عظیم تر ہوتا تھا۔

۱۰۹۸-عبداللہ بن ابراہیم بن ایوب، محمد بن عبدوس بن کامل، علی بن جعد، زہیر، آدم بن علی کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ حضرت ابن عمرؓ نے فرمایا: بے شک قیامت کے دن کچھ لوگ بلائے جائیں گے، جو نقصان اور کمی کے مرتکب ہوں گے۔ پوچھا گیا: نقصان اور کمی کرنے والے کون لوگ ہیں؟ فرمایا: یہ وہ لوگ ہوں گے جنہوں نے اپنی نماز میں قلت التفات اور وضوء میں بے توجہی کر کے کمی کی۔

۱۰۹۹-ابراہیم بن احمد بن ابی حصین، ابوحصین، ملیح بن وکیع، جریر، اعمش، نافع کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ ابن عمرؓ ایک آدمی کے پاس بطور مہمان کے ٹھہرے۔ چنانچہ جب تین دن گزر گئے فرمایا: اے نافع! اب ہمارے اوپر ہمارے اپنے مال میں سے خرچ کرو۔

۱۱۰۰-سلیمان، اسحٰق، عبدالرزاق، معمر، قتادہ کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ ابن عمرؓ سے سوال کیا گیا کہ کیا "لاالہ الااللہ" کے ہوتے ہوئے کوئی عمل ضرر رساں ہوسکتا ہے جس طرح کے بدون "لاالــــہ الااللہ" کے کوئی عمل نفع بخش نہیں ہوسکتا؟ ابن عمرؓ نے فرمایا: زندگی بسر کرو اور دھوکہ مت کھاؤ (یعنی کلمہ طیبہ پر مطلق بھروسہ مت کئے رکھو اور برے اعمال کرتے جاؤ یوں دھوکے میں پڑ جاؤ گے)۔

۱۱۰۱- حبیب بن حسن، عمر بن حفص، عاصم بن علی قاسم بن بن فضل حدانی، معاویہ بن قرہ، معبد جہنی کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ ہم نے ابن عمرؓ سے کہا: ایک آدمی ہے کہ وہ بھلائی کا کوئی عمل نہیں چھوڑتا بلکہ اس پر ضرور عمل کرتا ہے الا یہ کہ وہ اللہ عزوجل کے بارے میں شک میں مبتلا ہے (یعنی اسے شک ہے کہ اللہ مجھ پر رحمت نہیں کرے گا اس آدمی کے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے)؟ ابن عمرؓ نے فرمایا: البتہ وہ یقینی طور پر ہلاک ہوگیا۔ میں نے پھر پوچھا: ایک آدمی جو کہ ہر قسم کی شر و برائی پر عمل پیرا ہو صرف اتنی بات ہے کہ وہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ ﷺ کی گواہی دیتا ہے (اس کے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے)؟ فرمایا: زندگی گزارو اور دھوکے میں مت پڑو۔ (عمل کی بہر حال ضرورت ہے)۔

۱۱۰۲- احمد بن اسحٰق، ابراہیم بن نائلہ، عباس بن ولید، ابو عوانہ، عمر بن ابی سلم، ابو سلمہ کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ حضرت ابن عمرؓ ایک قصہ گو کے پاس سے گزرے۔ درآں حالانکہ لوگ اس کے پاس ہاتھ بلند کئے ہوئے تھے۔ ابن عمرؓ نے انہیں دیکھ کر فرمایا: اللہ تعالیٰ ان ہاتھوں کو کاٹ دے تمہاری ہلاکت ہو اللہ تعالیٰ تو تمہارے زیادہ قریب ہے حتیٰ کہ اللہ تمہاری رگ جان سے بھی تمہارے زیادہ قریب ہے۔

۱۱۰۳- یوسف بن یعقوب، حسن بن مثنیٰ، عفان، جویریہ کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ نافع کہتے ہیں کہ میں ایک جنازے میں ابن عمرؓ کے ساتھ حاضر تھا، جب اسکو دفن کر کے فارغ ہو چکے تو ایک کہنے والے نے کہا: اللہ تعالیٰ کے نام پر اٹھو، ابن عمرؓ نے فرمایا: بلکہ اللہ تعالیٰ کا نام ہر چیز پر موجود ہے لیکن اللہ تعالیٰ کے نام سے اٹھو۔ (بسم اللہ کہہ کر اٹھو)

۱۱۰۴- ابوبکر بن مالک، عبداللہ بن احمد بن حنبل، احمد بن حنبل، ابو معاویہ، مالک، ابی حصین، مجاہد کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ میں ابن عمرؓ کے ساتھ جا رہا تھا چنانچہ ایک کھنڈر کے پاس سے ہمارا گزر ہوا۔ ابن عمرؓ نے فرمایا: اے مجاہد ذرا پوچھو: اے کھنڈرات! تمہارے باسیوں کا کیا بنا؟ میں نے کہا: اے کھنڈرات تمہارے باسیوں کا کیا بنا؟ ابن عمرؓ نے فرمایا: وہ تو دنیا سے چل بسے صرف ان کے اعمال ہی باقی رہ گئے ہیں۔

۱۱۰۵- ابوبکر بن مالک، عبداللہ بن احمد بن حنبل، سریج بن یونس، سعید بن عبدالرحمٰن جمحی، ابو حازم کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ ابن عمرؓ اہل عراق کے ایک آدمی کے پاس سے گزرے، جو بے ہوش پڑا ہوا تھا۔ فرمایا: اس آدمی کو کیا ہوا ہے؟ لوگوں نے جواب دیا: جب اس کے پاس قرآن مجید پڑھا جاتا ہے تو اس پر بیہوشی طاری ہو جاتی ہے۔ فرمایا، یقیناً ہم اللہ تعالیٰ سے ڈرتے ہیں اور اس طرح کی بے ہوشی سے پناہ مانگتے ہیں۔

۱۱۰۶- ابوبکر بن خلاد، حارث بن ابی اسامہ، اسحٰق بن عیسیٰ بن طباع، حماد بن زید (دوسری سند) حبیب بن حسن، قاضی یوسف، عمرو بن مرزوق، زائدہ، (تیسری سند) احمد بن جعفر بن حمدان، عبداللہ بن احمد دورقی، احمد بن یونس، زہیر (چوتھی سند) سلیمان بن احمد، علی بن عبدالعزیز ابو نعیم، سفیان (حدیث کے الفاظ سفیان ہی کے روایت کردہ ہیں) (چاروں رواۃ حدیث کی سند سے) لیث بن ابی سلم عن مجاہد کی روایت ہے:

ابن عمرؓ فرماتے ہیں: کہ نبی ﷺ نے مجھے فرمایا: اللہ ہی کے لئے محبت کرو، اللہ ہی کے لئے بغض و عداوت کرو، اللہ ہی کے لئے دوستی کرو اور اللہ ہی کے لئے دشمنی کرو، چونکہ تم اسی چیز سے اللہ کی محبت کو پا سکتے ہو۔ اور کوئی آدمی بھی ایمان کا ذائقہ نہیں پا سکتا خواہ وہ کتنے ہی زیادہ روزے رکھتا ہو اور نماز پڑھتا ہو...... جب تک کہ وہ ایسا نہ ہو جائے (یعنی مذکورہ صفات کا حامل نہ ہو جائے)۔ لوگوں کی دوستیاں دنیاوی امور میں ہوتی ہیں حالانکہ یہ چیز انہیں کچھ نفع نہیں پہنچا سکتی۔

ابن عمرؓ کہتے ہیں کہ نبی ﷺ نے مجھے حکم دیا اے ابن عمر! جب تم صبح کر لو تو اپنے نفس کو شام کی فکر میں مبتلا مت کرو۔ نیز اپنی

حالت صحت میں اعمال کرلو جو تمہاری بیماری کے موقع پر کارآمد ہوں اور اپنی حیات میں اعمال کرلو جو تمہاری موت کے لئے نفع بخش ہوں چونکہ اے عبداللہ! تم نہیں جانتے کل تمہارا کیا نام ہوگا؟ فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے میرے جسم کا ایک حصہ پکڑ کر ارشاد فرمایا: دنیا میں ایک اجنبی مسافر کی طرح ہوکر رہو، یا ایک راہ گیر کی طرح اور اپنے آپ کو اہل قبور میں شمار کرو (یعنی گویا کہ تم مرچکے ہو اور اعمال کو تیار رکھو)۔[1]

شیخ ابونعیم اصفہانی کہتے ہیں کہ حماد و زہیر و زائدہ نے دوستی دشمنی کا ذکر اپنی اپنی اسناد میں نہیں کیا ہے اور بقیہ حدیث میں سفیان کی موافقت کی ہے۔ یہ حدیث حسن بن حر و فضیل بن عیاض و حریر و ابومعاویہ نے لیث سے روایت کی ہے اور اعمش نے مجاہد، ابن عمرؓ کے طریق سے اسی جیسی روایت کی ہے۔

۱۱۰۷- عبدالرحمٰن بن عباس، ابراہیم بن اسحٰق حربی، حکم بن موسیٰ، اسماعیل بن عیاش، علاء بن عتبہ، عطاء بن ابی رباح کے سلسلۂ سند سے حضرت ابن عمرؓ کی روایت ہے کہ ایک بڑے لڑکے نے کھڑے ہوکر کہا: یارسول اللہ! مومنین میں سب سے زیادہ سمجھدار کون ہے؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: مومنین میں جو سب سے زیادہ سمجھدار ہیں وہ موت کو کثرت سے یاد کرتے ہیں، اس کے آنے سے پہلے اس کی پوری پوری تیاری کرتے ہیں۔[2]

یہ حدیث ابوسہیل بن مالک و حفص بن غیلان و یزید بن ابی مالک و قرہ بن قیس و معاویہ بن عبدالرحمٰن نے عطاء سے اسی طرح روایت کی ہے جبکہ امام مجاہد نے بھی ابن عمرؓ سے اسی طرح روایت کی ہے۔

۱۱۰۸- ابوعبداللہ محمد بن احمد بن مخلد و ابوبکر بن خلاد، حارث بن ابی اسامہ، داؤد بن المحبر، عباد بن کثیر، عبداللہ بن دینار کی سند سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کتنے عاقل لوگ اللہ تعالیٰ کے حکم کو سمجھتے اور عمل کرتے ہیں...... جبکہ وہ لوگوں کے نزدیک حقیر اور کریہہ المنظر ہوتے ہیں لیکن کل وہ نجات پاجائیں گے اور کتنے ہی زبان کے تیز اور لوگوں کو خوش شکل لگنے والے کل قیامت کو ہلاک ہونگے۔[3]

۱۱۰۹- عبداللہ بن جعفر، یونس بن حبیب، ابوداؤد، عبداللہ بن نافع، نافع کے سلسلۂ سند سے حضرت ابن عمرؓ کی روایت ہے کہ جب نبی ﷺ نے مسجد بنائی تو عورتوں کے لئے (مخصوص) ایک دروازہ بنایا اور پھر ارشاد فرمایا: اس دروازے سے ہرگز کوئی آدمی داخل نہ ہو اور نہ ہی باہر نکلے۔

۱۱۱۰- قاضی ابواحمد محمد بن احمد بن ابراہیم، علی بن محمد بن عبدالوھاب، ابوبلال اشعری، ابوکدینہ بجلی، عطاء کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ حضرت ابن عمرؓ نے فرمایا: ہمارے اوپر ایک ایسا زمانہ بھی گزرا ہے کہ (ہم میں سے) ہر آدمی اپنے بجائے اپنے مسلمان بھائی کو اپنے دینار و درہم کا زیادہ حقدار سمجھتا تھا حتیٰ کہ کوئی ضرورت نہ پیش آئے۔

بخدا! میں نے نبی ﷺ کو سنا ہے ارشاد فرمارہے تھے: کہ جب لوگ درہم و دینار میں بخل کرنے لگ جائیں اور آپس میں خرید و فروخت اور کاروبار میں ہمہ تن مشغول ہوجائیں یعنی کھیتی باڑی میں مگن ہوجائیں اور گائے بیلوں کی دموں کے پیچھے ہوجائیں اور جہاد فی سبیل اللہ کو ترک کردیں تو اللہ تعالیٰ ان پر ذلت و رسوائی کو مسلط کردے گا اور انہیں اس ذلت سے چھٹکارہ نہیں ملنے پائے گا تاوقتیکہ وہ

۱- صحیح البخاری ۸/۱۱۰، وسنن الترمذی ۲۳۳۳، وسنن ابن ماجه ۴۱۱۴، والمعجم الکبیر للطبرانی ۱۲/۳۹۹، ۴۱۸، والصغیر ۱/۳۰، والزهد لابن المبارک ۵، وتاریخ بغداد ۴/۹۲، ۱۳/۷۳، ۴۷۳، والأمالی للشجری ۲/۱۹۳، ومشکاة المصابیح ۵۲۷۴.

۲- سنن ابن ماجة ۴۲۵۹، والمستدرک ۴/۵۴۰. والأمالی للشجری ۲/۲۹۴، وتفسیر الطبری ۸/۲۰، وتفسیر ابن کثیر ۳/۳۲۷، واتحاف السادة المتقین ۱۰/۲۲۹.

۳- المطالب العالیة ۲۷۵۹. وکنز العمال ۵۹۴۰. وتنزیه الشریعة ۱/۲۱۵.

اپنے دین پر واپس لوٹ آئیں گے۔[۱]
اس حدیث کو اعمش نے بھی عطاء و نافع سے روایت کیا ہے جبکہ راشد حمانی نے ابن عمرؓ سے اسی طرح روایت کی ہے۔

(۴۵) حضرت عبداللہ بن عباسؓ[۲]

حضرات صحابہ کرامؓ میں سے ایک زود فہم معلم، سمجھدار مفہم، قابل فخر، بدر العلماء، قطب الافلاک، عنصر الاملاک، بحر بیکراں، بہتے ہوئے چشمے، مفسر قرآن، تاویل وتفسیر کے واضح کرنے والے، باریکیوں کے جاننے والے، عالیشان لباس زیب تن کرنے والے، پاس بیٹھنے والوں کا اکرام کرنے والے اور لوگوں کو کھانا کھلانے والے حضرت عبداللہ بن عباسؓ بھی ہیں۔

کہا گیا ہے کہ تصوف عمدہ اخلاق وعادات کو اپنانے میں دوسروں پر سبقت لے جانا اور نفس کو تعلقات دنیوی سے چھڑانا ہے۔

۱۱۱۱۔احمد بن محمد بن ابراہیم، حسن بن محمد بن ابراہیم، یحییٰ بن ایوب، عباد بن عباد، حجاج بن فرافصہ، رجلان ذکر اسمہما الحجاج، زہری، عبیداللہ بن عبداللہ کے سلسلۂ سند سے حضرت ابن عباسؓ کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ان سے ارشاد فرمایا:

اے لڑکے! کیا میں تم کو ایسے کلمات نہ سکھاؤں جن سے اللہ تم کو نفع بخشے گا۔ اللہ تعالیٰ کے حقوق واحکام کی حفاظت کرو تم اسے اپنے سامنے پاؤ گے۔ فراخی اور خوشحالی میں اللہ تعالیٰ کو پہچانو وہ تمہیں سختی وشدت میں پہچانے گا۔ جب سوال کرو تو صرف اللہ تعالیٰ ہی سے سوال کرو اور جب مدد طلب کرو تو صرف اللہ تعالیٰ ہی سے مدد طلب کرو۔ جو کچھ ہونا تھا اسے لکھ کر قلم خشک ہو چکے (یعنی تقدیر لکھی جا چکی ہے)۔ اگر ساری مخلوق تجھے کوئی چیز عطاء کرنے پر جمع ہو جائے حالانکہ اللہ تعالیٰ نے تیرے مقدر میں وہ چیز نہیں لکھی تو مخلوق (کسی صورت میں) وہ چیز تجھے دینے پر قدرت نہیں رکھتی اور اگر ساری مخلوق اس پر جمع ہو جائے کہ تجھے کسی چیز کے حاصل کرنے سے منع کر دے حالانکہ وہ چیز اللہ تعالیٰ نے تیرے مقدر میں لکھ دی ہے تو ساری مخلوق تجھے اس چیز سے نہیں روک سکتی اور بلاشبہ مدد صبر کے ساتھ ملتی ہے اور وسعت وکشادگی تنگی وتکلیف کے ساتھ ہوتی ہے اور ہر تنگی کے ساتھ آسانی ہے۔[۳]

۱۱۱۲۔محمد بن جعفر بن ہیثم، محمد بن احمد بن عبداللہ بن ابی عوام، عبداللہ بن بکر سہمی، حاتم بن ابی صغیرۃ، عمرو بن دینار، کریب کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا: ایک مرتبہ میں نے رات کے آخری حصہ میں نبی ﷺ کے پیچھے نماز پڑھی چنانچہ (نماز ہی میں) نبی ﷺ نے مجھے اپنے برابر کرنا شروع کر دیا۔ جب نماز سے فارغ ہو گئے میں نے ان سے عرض کیا: کیا کسی کے لئے مناسب ہے کہ آپ کے برابر میں کھڑے ہو کر نماز پڑھے، حالانکہ آپ ﷺ اللہ کے رسول ہیں؟ چنانچہ نبی کریم ﷺ نے اللہ سے دعا مانگی کہ اللہ تعالیٰ میرے فہم وعلم میں ترقی عطا فرمائے۔

۱۱۱۳۔عبداللہ بن محمد بن جعفر، محمد بن عبداللہ بن رستہ، ابو یزید فراز، نضر بن شمیل، یونس، ابی اسحٰق، عبدالمومن انصاری کے سلسلۂ سند سے

۱۔ مسند الامام أحمد ۲/۲۸، ونصب الرایة ۴/۱۷۷، وتلخیص الحبیر ۳/۱۹، والدر المنثور ۱/۲۴۹، وکنز العمال ۱۰۵۰۴، ۱۰۷۵۱.

۲۔ طبقات ابن سعد ۲/۳۶۵، والتاریخ الکبیر ۵/ت۵والجرح ۵/ت ۵۲۷. والاستیعاب ۳/۹۳۳، وسیر النبلاء ۳/۳۳۱. وتذکرۃ الحفاظ ۴۰. والکاشف ۲/ت ۲۷۱۸، وتهذیب الکمال ۱۵/۱۵۴.

۳۔ مسند الامام أحمد ۱/۳۰۷، والدر المنثور ۱/۶۲. والضعفاء للعقیلی ۳/۱۷۸. وکشف الخفا ۲/۴۳۸، وکنز العمال ۶۳۱، ۱۵۹۰.

مروی ہے کہ حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا: میں ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ کے پاس تھا چنانچہ رسول اللہ ﷺ مشکیزے کی طرف اٹھے وضو کیا اور کھڑے کھڑے پانی پیا۔

میں نے کہا: بخدا! میں بھی ضرور اسی طرح کروں گا جس طرح کہ نبی ﷺ نے کیا ہے، چنانچہ میں بھی کھڑا ہوا وضو کیا اور کھڑے ہو کر پانی پیا پھر میں نبی ﷺ کے پیچھے صف بستہ ہوگیا۔ (نماز ہی میں) نبی ﷺ نے اشارہ کیا تا کہ میں ان کے برابر دائیں طرف کھڑا ہو جاؤں۔ لیکن میں نے انکار کر دیا، جب نبی ﷺ نے اپنی نماز پوری کر لی ارشاد فرمایا: تم میرے برابر میں کیوں نہ کھڑے ہوئے؟ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! میرے مقابلہ میں آپکا مرتبہ جلیل الشان ہے اور آپ بالاتر ہیں اس سے کہ میں آپ کے برابر ہو جاتا۔ رسول کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: یا اللہ! اسے حکمت (علم، دانائی، تقویٰ اور عمل) عطا فرما۔[۱]

۱۱۱۴- حسن بن علان، جعفر فریابی، قتیبہ بن سعید، محبوب بن حسن بصری، خالد حذاء، عکرمہ، ابن عباسؓ کی روایت ہے کہ ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے اپنے سینے کے ساتھ چمٹایا اور پھر فرمایا: یا اللہ! اسے علم و حکمت عطاء فرما۔[۲]

۱۱۱۵- ابوبکر طلحی، محمد بن علی بن مہدی، زبیر بن بکار، ساعدہ بن عبداللہ، داؤد بن عطاء، زید بن اسلم کے سلسلۂ سند سے حضرت ابن عمرؓ کی روایت ہے کہ ایک مرتبہ رسول اکرم ﷺ نے عبداللہ بن عباسؓ کے لئے دعا فرمائی: یا اللہ! اس کے علم میں برکت عطا فرما اور اسے پوری دنیا میں علم پھیلانے کا ذریعہ بنا۔[۳]

داؤد بن عطا مدنی اس سند میں متفرد ہیں۔

۱۱۱۶- محمد بن مظفر، عمر بن حسن بن علی، عبداللہ بن محمد بن عبید اموی، محمد بن صالح عدوی، لاہز بن جعفر تیمی، عبدالعزیز بن عبدالصمد عمی، علی بن زید بن جدعان، سعید بن مسیب کے سلسلۂ سند سے حضرت ابو ہریرہؓ کی روایت ہے کہ ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ گھر سے باہر تشریف لائے تو باہر حضرت عباسؓ سے ملاقات ہوگئی ارشاد فرمایا: اے ابوالفضل (حضرت عباسؓ کی کنیت ہے) کیا میں تمہیں خوشخبری نہ سناؤں؟ عباسؓ نے عرض کیا: جی ہاں یا رسول اللہ! ضرور سنائیے، ارشاد فرمایا: بلاشبہ اللہ عزوجل نے میرے ہاتھ پر اس امر (یعنی امور دین و امور خلافت) کی ابتداء کی ہے اور تیری اولاد کے ہاتھوں اسکا خاتمہ فرمائے گا۔[۴]

سند حدیث میں لاھز بن جعفر متفرد ہیں اور یہ حدیث عزیز ہے۔

۱۱۱۷- محمد بن مظفر، محمد بن محمد بن سلیمان و نصر بن محمد، علی بن احمد سواق، عمر بن راشد حبادی، عبداللہ بن محمد بن صالح، محمد بن صالح، عمرو بن دینار کے سلسلۂ سند سے حضرت جابرؓ بن عبداللہؓ کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

عباس کی اولاد میں کچھ بادشاہ ہوں گے جو میری امت کے امور خلافت کے ذمہ دار ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ ان کے ذریعے دین اسلام کی عزت کو دوبالا کریں گے۔[۵]

۱۱۱۸- محمد بن احمد بن حسن، محمد بن عثمان بن ابی شیبہ، عثمان بن ابی شیبہ، ابو اسامہ، اعمش، مجاہد کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ حضرت ابن

۱ے المعجم الکبیر للطبرانی ۱۲/ ۵۹، وتاریخ بغداد ۸/ ۹۸. واتحاف السادۃ المتقین ۴/ ۵۳۲.

۲ے المعجم الکبیر للطبرانی ۱۰/ ۲۹۳، ۱۱/ ۳۴۵، وطبقات ابن سعد ۲/ ۲/ ۱۱۹. وشرح السنۃ ۱۴/ ۱۲۶، ومشکاۃ المصابیح ۶۱۳۸. واتحاف السادۃ المتقین ۱/ ۲۵۸، ۴/ ۵۳۲ والبدایۃ والنھایۃ ۸/ ۲۹۷.

۳ے المستدرک ۱/ ۴۰۰، والبدایۃ والنھایۃ ۸/ ۲۹۶. واتحاف السادۃ المتقین ۹/ ۶۴۷. والجامع الکبیر ۱۰۰۱. وکنز العمال ۳۳۵۸۵.

۴ے الاحادیث الضعیفۃ ۸۲، وکنز العمال ۳۳۴۲۱. ۵ے کنز العمال ۳۳۴۴۰.

عباس رضی اللہ عنہ کو کثرت علم کی وجہ سے بحرِ بیکراں کے نام سے موسوم کیا جاتا تھا۔

۱۱۱۹- مخلد بن جعفر ابوعیسیٰ ختلی، احمد بن منصور، سعدان بن جعفر مروزی (ثقہ اور امین راوی) عبدالمومن بن خالد، عبداللہ بن بریدہ کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں ایک مرتبہ نبی ﷺ کے پاس گیا ان کے پاس اس وقت جبریل علیہ السلام تشریف فرما تھے۔ چنانچہ جبریل علیہ السلام آپ ﷺ سے کہنے لگے: بلاشبہ وہ (یعنی ابن عباس رضی اللہ عنہ) اس امت کے حبر (یعنی بہت بڑے عالم) ہوں گے، انہیں خیر و بھلائی کی وصیت کیجئے۔

عبدالمومن بن خالد متفرد ہیں اور یہ انہیں کی مروی حدیث ہے۔

۱۱۲۰- **علم و حکمت سے بھرپور**...... سلیمان بن احمد، عبداللہ بن سعید رقی، عامر بن سیارۃ، فرات بن سائب، میمون بن مہران، عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ ایک مرتبہ رسول کریم ﷺ نے عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کے سر پر دست شفقت رکھا اور فرمایا: یااللہ! اسے علم و حکمت عطا فرما اور تاویل کے علم سے اسے نواز دے۔ اور پھر آپ ﷺ نے دست اقدس ان کے سینے پر رکھا جس سے عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے دست اقدس کی ٹھنڈک اپنی پشت میں محسوس کی پھر فرمایا: یااللہ! علم و حکمت سے اسکا پیٹ بھر دے[۱]۔ چنانچہ عبداللہ رضی اللہ عنہ بن عباس حکمت سے بھرپور تھے، لوگوں کے محتاج نہیں ہوئے حتیٰ کہ اللہ عزوجل نے اس امت کے حبر کو اپنے پاس بلا لیا۔

۱۱۲۱- ابوبکر طلحی، جعفر بن عمران، ابراہیم بن یوسف صیرفی کوفی، عبداللہ بن خراش عوام بن حوشب، مجاہد کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے میرے لئے خیر کثیر کی دعا کی تھی اور ارشاد فرمایا تھا: تم قرآن مجید کے بہت اچھے ترجمان ہو[۲]۔

۱۱۲۲- ابوحامد بن جبلہ، ابوعباس سراج، عمر بن محمد بن حسن، ابوشریک، سعید بن مسروق، منذر ثوری، ابن حنفیہ رحمہ اللہ کا بیان ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ اس امت کے حبر تھے (یعنی بہت بڑے عالم)۔

۱۱۲۳- **ابن عباس رضی اللہ عنہ کی دیگر اکابر صحابہ پر فضیلت**...... سلیمان بن احمد، علی بن عبدالعزیز، عارم ابونعمان، ابوعوانہ، ابوبشر، سعید بن جبیر، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ شیوخ بدر کے ساتھ مجھے اپنے ساتھ رکھتے تھے۔ بعض حضرات نے کہا: آپ ہمارے ساتھ اس لڑکے کو کیوں لے آتے ہیں؟ حالانکہ اس جیسے تو ہمارے بھی بیٹے ہیں! حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: بے شک اس کا تعلق ان لوگوں سے ہے جنہیں تم جانتے ہو۔ چنانچہ ایک دن عمر رضی اللہ عنہ نے ان حضرات شیوخ کو بھی بلایا اور مجھے بھی بلایا۔ میں صرف یہی سمجھا کہ عمر رضی اللہ عنہ نے مجھے اس لئے بلایا ہے تاکہ میرے مرتبے سے انہیں آگاہ کریں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ "اذا جاء نصر اللہ والفتح" پوری سورت نصر تلاوت کرنے کے بعد فرمایا: تم اس کی تفسیر میں کیا کہتے ہو؟ بعض حضرات نے کہا: اس سورت میں ہمیں حکم دیا جارہا ہے کہ جب مدد و فتح آجائے تو ہم اللہ تعالیٰ کی حمد اور استغفار کریں بعض نے کہا: ہم کچھ نہیں جانتے اور بعض نے کچھ جواب نہ دیا۔ پھر عمر رضی اللہ عنہ میری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: اے ابن عباس! جو کچھ ان حضرات نے کہا ہے کیا تمہارا بھی یہی خیال ہے؟ میں نے عرض کیا: نہیں۔ فرمایا: پھر تم کیا کہنا چاہتے ہو؟ میں نے عرض کیا: اس سورت میں اللہ عزوجل نے رسول اللہ ﷺ کو ان کے وصال کے متعلق بتلایا ہے۔ "اذا جاء نصر اللہ والفتح" جب اللہ کی مدد اور فتح آجائے، میں فتح سے مراد فتح مکہ ہے اور یہی نبی ﷺ کے وصال کی علامت ہے۔ اور فسبح بحمد ربک واستغفرہ انہ کان توابا" پس اپنے رب کی حمد و تسبیح کرو اور اس سے مغفرت طلب کرو بلاشبہ

۱۔ المعجم الکبیر للطبرانی ۱۰/۲۹۱، ومجمع الزوائد ۹/۲۷۶۔

۲۔ مجمع الزوائد ۹/۲۷۶. وکنز العمال ۳۳۵۸۲.

اللہ عزوجل رجوع کرنے والا ہے۔

عمرؓ نے فرمایا: اس سورت سے میں بھی وہی کچھ سمجھتا ہوں جو کچھ تم سمجھتے ہو۔

۱۱۲۴- عدد سات کی فضیلت...... احمد بن جعفر بن مالک، محمد بن یونس کدیمی، ابوبکر حنفی، عبداللہ بن وہب مدنی، محمد بن کعب قرظی کے سلسلۂ سند سے مروی ہے:

حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا: ایک مرتبہ حضرت عمرؓ بن الخطاب مہاجرین صحابہ کرامؓ کی ایک جماعت میں تشریف فرما تھے اور یہ سب حضرات آپس میں لیلۃ القدر کا تذکرہ کررہے تھے۔ تاہم ان حضرات میں سے جس نے لیلۃ القدر کے متعلق جو کچھ سن رکھا تھا اس نے وہ کہہ دیا۔ یہ حضرات لیلۃ القدر کے بارے میں مختلف باتیں کرنے لگے۔ اتنے میں عمرؓ میری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: اے ابن عباس! تمہیں کیا ہوا جو خاموش بیٹھے ہو اور کوئی بات نہیں کررہے ہو؟ کچھ کہو اور کمسنی تمہارے کہنے میں رکاوٹ نہ بنے۔ چنانچہ میں نے عرض کیا: اے امیر المؤمنین! بلاشبہ اللہ تعالیٰ طاق ہے اور طاق عدد کو پسند فرماتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ایام دنیا کو ایسی نہج پر پیدا کیا کہ وہ سات کے عدد پر چکر لگائے جارہے ہیں (یعنی ہفتہ میں سات دن ہیں)۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کو بھی سات چیزوں سے پیدا کیا۔ ہمارے رزق کو بھی سات چیزوں سے پیدا کیا۔ اللہ تعالیٰ نے ہمارے اوپر سات آسمان پیدا کیے ہیں۔ ہمارے نیچے سات زمینیں پیدا کی ہیں۔ قرآن مجید میں سات بڑی سورتوں کو مثانی کا نام عطا کیا ہے۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے سات قسم کے اقرباء سے نکاح کرنے کو منع فرمایا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں سات قسم کے ورثاء پر وراثت تقسیم کی ہے۔ ہم اپنے سات اعضاء پر سجدہ کرتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے بیت اللہ کے ارد گرد طواف سات چکر لگائے ہیں۔ صفا و مروہ کے درمیان بھی سات چکر لگائے ہیں اور رسول اللہ ﷺ نے رمی جمار سات کنکریوں کے ساتھ کی ہے۔ چنانچہ میں لیلۃ القدر کو رمضان المبارک کی آخری سات راتوں میں سمجھتا ہوں۔ واللہ اعلم۔

حضرت عمرؓ سن کر متعجب ہوئے اور فرمایا: رسول اللہ ﷺ سے سنی ہوئی حدیث میں میری موافقت کسی نے نہیں کی سوائے اس لڑکے کے جس کے اعلیٰ کردار اور دماغی صلاحیتوں کا کوئی مساوی نہیں۔ بلاشبہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: لیلۃ القدر کو آخری دس راتوں میں تلاش کرو۔ پھر حضرت عمرؓ نے فرمایا: اے لوگو! اس طرح میری تائید کون کرسکتا ہے جس طرح کہ ابن عباسؓ نے کی ہے![1]

۱۱۲۵- سلیمان بن احمد، اسحٰق بن ابراہیم دبری، عبدالرزاق، عیینہ، ابی بکر ہذلی کہتے ہیں میں ایک مرتبہ حسن بصری رحمہ اللہ کے پاس آیا وہ کہنے لگے: بلاشبہ حضرت ابن عباسؓ تفسیر قرآن میں بلند مقام رکھتے ہیں۔ حضرت عمرؓ فرمایا کرتے تھے: تم لوگ بوڑھوں کے اس نوجوان لڑکے کے ساتھ لازم رہو۔ بلاشبہ یہ سیر کردینے والی زبان اور سمجھدار دل کا مالک ہے۔ چنانچہ عرفہ کی رات ابن عباسؓ ہمارے منبر پر تشریف فرما ہوتے اور سورت بقرہ و سورت آل عمران پڑھتے ان کی ایک ایک آیت کی تفسیر بیان فرماتے چنانچہ ان کے کلام کی روانی بے مثال ہوتی تھی۔

۱۱۲۶- حسن بن محمد بن کیسان، اسماعیل بن اسحٰق قاضی، علی بن مدینی، ابواسامہ، مجالد، عامر شعبی کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا: ایک مرتبہ میرے والد (یعنی حضرت عباسؓ) نے مجھے نصیحت کرتے ہوئے فرمایا: اے پیارے بیٹے! بلاشبہ میں دیکھتا ہوں کہ امیر المؤمنین (حضرت عمرؓ) تمہیں صحابہ کرامؓ کے ساتھ بلالیتے ہیں تمہیں اپنے قریب بٹھاتے ہیں اور تجھ سے امور

---

[1] ۔ صحیح البخاری ۳/ ۶۰، وصحیح مسلم، کتاب الصیام، ۲۰۹، ۲۱۳، ۲۱۵، ۲۱۶، ۲۱۷، وسنن ابی داؤد ۱۳۸۱، وسنن الترمذی ۷۹۲، وسنن النسائی ۳/ ۸۰، ومسند الأحمد ۱/ ۱۳۳، ۲۳۱، ۲۵۹، ۳۶۵، ۲/ ۷۸، ۲۹۱، ۳/ ۶۰، ۲۳۴، ۵/ ۳۶، ۳۹، ۴۰، ۱۷۱، ۳۱۸، ۳۲۱، ۳۲۴، السنن الکبری للبیهقی ۲/ ۲۸۵، ۴/ ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۱، ۳۱۳، ۳۱۹، ۳۲۰، وفتح الباری ۴/ ۲۵۶، ۲۵۷، ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۱، ۲۷۱، ۲۸۰.

خلافت وغیرہ کے بارے میں مشورے لیتے رہتے ہیں، لہذا مجھ سے تین خصلتیں اچھی طرح یاد کرلو۔ اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور امیر المؤمنین تجھ پر کبھی جھوٹ کا تجربہ نہ کریں (یعنی ان سے سچی سچی بات کہو)۔ ان کا راز ہرگز افشاء نہیں کرنا اور ان کے پاس ہرگز کسی کی غیبت نہیں کرنا۔

عامر شعبی رحمہ اللہ کہتے ہیں: میں نے ابن عباسؓ سے عرض کیا: یقیناً ان میں سے ہر خصلت ایک ہزار دینار سے بدرجہا افضل ہے۔ ابن عباسؓ نے فرمایا: نہیں، بلکہ دس ہزار دیناروں سے بھی بدرجہا بہتر ہے۔

۱۱۲۷- **ابن عباسؓ اور خوارج کے درمیان مناظرہ**..... سلیمان بن احمد، علی بن عبد العزیز، ابو حذیفہ موسیٰ بن مسعود نہدی، (دوسری سند) سلیمان، اسحق، عبد الرزاق، عکرمہ بن عمار، ابو زمیل حنفی کے سلسلۂ سند سے مروی ہے:

حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا: جب خوارج نے علیحدگی اختیار کی تو میں نے حضرت علیؓ سے عرض کیا: اے امیر المؤمنین! نماز کو ٹھنڈا کر کے پڑھیں (یعنی تھوڑی تاخیر سے پڑھیں) تاکہ میں ان لوگوں کے پاس جاؤں اور ان سے بات کروں! حضرت علیؓ نے فرمایا: مجھے ان لوگوں کا خوف ہے کہ آپ کو کوئی گزند نہ پہنچائیں۔ میں نے کہا: ان شاء اللہ! ہرگز ایسا نہیں ہوگا۔ چنانچہ میں نے یمن کا عمدہ سے عمدہ جوڑا زیب تن کیا اور پھر خوارج کے پاس آ گیا۔

وہ لوگ عین دوپہر کے وقت قیلولہ کر رہے تھے۔ چنانچہ میں ایسے لوگوں کے پاس گیا کہ ان جیسے میں نے کبھی نہیں دیکھے وہ لوگ شدت و ریاضت سے عبادت خداوندی کرتے تھے۔ ان کے ہاتھ کثرت عبادت کی وجہ سے اونٹ کے بدن کی طرح پھٹے ہوئے تھے اور ان کے چہروں پر کثرت سجود کی وجہ سے نمایاں نشانات پڑے ہوئے تھے۔ تاہم میں ان کے پاس داخل ہوا۔ وہ لوگ کہنے لگے: اے ابن عباس! مرحبا (خوش آمدید) یہاں آپ کیوں تشریف لائے؟ میں نے کہا: میں تمہارے پاس آیا ہوں تاکہ تم سے بات کروں! پھر میں بولا رسول اللہ ﷺ کے صحابہ کرامؓ کے زمانے میں وحی نازل ہوتی تھی، لہذا اصحابہ کرامؓ وحی کی تاویل سے باخوبی واقف ہیں۔ تاہم بعض خارجیوں نے کہا: ابن عباس کے ساتھ بات مت کرو اور بعض نے کہا: ہم ان سے ضرور بات کریں گے۔ حضرت ابن عباسؓ کہتے ہیں: میں نے کہا: مجھے بتاؤ! تم لوگ رسول اللہ ﷺ کے چچازاد بھائی، ان کے داماد اور رسول اللہ ﷺ پر سب سے پہلے ایمان لانے والے (یعنی حضرت علیؓ) پر کیوں طعن وتشنیع کرتے ہو؟ حالانکہ رسول اللہ ﷺ کے صحابہ کرامؓ بھی ان کے ساتھ ہیں؟ خوارج بولے: ہم لوگ ان پر تین چیزوں کی وجہ سے طعن وتشنیع کرتے ہیں۔ میں نے کہا: بھلا وہ ہیں کیا کیا؟ کہنے لگے: پہلی چیز یہ کہ انہوں نے اللہ تعالیٰ کے دین کے معاملہ میں مردوں کو حکم (منصف) بنایا ہے، حالانکہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ "ان الحکم الا للہ" (الانعام:۵۷) حکم وفیصلے کا اختیار صرف اللہ تعالیٰ کے لئے ہے۔ میں نے کہا: اس کے علاوہ اور کیا چیز ہے؟ کہنے لگے: حضرت علیؓ معاویہؓ کے ساتھ قتال کرتے ہیں اور ان کے بچوں اور عورتوں کو قیدی نہیں بناتے اور نہ ہی ان کے اموال کو غنیمت سمجھ کر تقسیم کرتے ہیں۔ سو اگر وہ کافر ہیں تو لامحالہ ان کے اموال ہمارے لئے حلال ہیں اور اگر وہ مومنین ہیں پھر تو ہمارا ان کی طرف تلوار اٹھانا بھی حرام ہے۔ میں نے کہا ان دو کے علاوہ اور کونسی بات ہے جو طعن وتشنیع کے قابل ہو؟ کہنے لگے: انہوں نے اپنے نام سے "امیر المؤمنین" لقب مٹا دیا ہے۔ پس اگر وہ امیر المؤمنین نہیں تو پھر وہ امیر الکافرین ہوں گے۔ میں نے کہا: اگر میں تمہیں اللہ تعالیٰ کی محکم کتاب سے آیات اور نبی ﷺ کی سنت سے احادیث پڑھ کر (بطور دلائل کے) تمہیں سناؤں تو کیا تم رجوع کرلو گے؟ کہنے لگے: جی ہاں ہم ضرور رجوع کرلیں گے۔ میں نے کہا: رہی تمہاری یہ بات کہ حضرت علیؓ نے اللہ کے دین کے معاملہ میں مردوں کو حکم بنایا ہے، سو اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

یاایھاالذین آمنوا لاتقتلوا الصید وانتم حرم ومن قتلہ منکم متعمدا فجزاء. الیٰ قولہ یحکم بہ ذوا عدل منکم.

اے ایمان والو (وحشی) شکار کو قتل مت کرو جبکہ تم حالت احرام میں ہو اور جو شخص تم میں سے اسکو جان بوجھ کر قتل کرے گا تو اس پر فدیہ واجب ہے۔ جسکا فیصلہ تم میں سے دو معتبر آدمی کر دیں۔ (مائدہ)

نیز شوہر اور اسکی بیوی کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وان خفتم شقاق بینھما فابعثوا حکمامن اھلہ و حکمامن اھلھا (نساء۳۵)

اگر تمہیں میاں بیوی کے درمیان آپس کی ان بن کا خوف ہو تو ایک منصف (یعنی حکم) مرد والوں میں سے اور ایک عورت کے گھر والوں میں سے مقرر کرو"

پھر ابن عباسؓ نے ان سے فرمایا: میں تمہیں اللہ تعالیٰ کی قسم دے کر پوچھتا ہوں آیا کہ مردوں کے خون و جان کی حفاظت اور ان کے باہمی امور کی اصلاح کی خاطر مردوں کو حکم و منصف بنانا زیادہ بہتر ہے یا ایک شکار کئے ہوئے خرگوش جسکی قیمت چوتھائی درہم ہے کے بارے میں مردوں کو حکم بنایا زیادہ بہتر ہے؟ کہنے لگے جی ہاں مردوں کی جان کی حفاظت اور ان کے باہمی امور کی اصلاح کے لئے مردوں کو حکم بنانا زیادہ بہتر ہے۔ فرمایا: کیا میں اس اعتراض کے جواب سے بری الذمہ ہو گیا ہوں؟ کہنے لگے جی ہاں۔

فرمایا: رہی تمہاری یہ بات کہ وہ قتال تو کرتے ہیں مگر فریق مخالف کی عورتوں اور بچوں کو قید نہیں کرتے اور نہ ہی ان کے اموال غنیمت کے طور پر تقسیم کرتے ہیں۔ تو مجھے بتاؤ! کیا تم لوگ اپنی ماں کو قید کرو گے اور پھر تم اس سے ایسے تعلقات کو حلال سمجھو گے جن کو تم لوگ دیگر عورتوں سے حلال سمجھتے ہو؟ اگر تمہارا یہ دعویٰ ہے کہ وہ (یعنی حضرت عائشہؓ جو جنگ میں امیر معاویہ کے ساتھ ہے) تمہاری ماں نہیں ہے تو بلاشبہ تم نے کفر کا ارتکاب کر لیا چونکہ فرمان باری تعالیٰ ہے: **النبی اولیٰ بالمؤمنین من انفسھم و ازواجہ امھاتھم** (احزاب ۶) نبی (ﷺ) مومنوں پر خود ان سے بھی زیادہ حق رکھنے والے ہیں اور نبی کی بیویاں مومنوں کی مائیں ہیں۔

پس تم لوگ دو طرح کی گمراہیوں میں منڈلا رہے ہو (عائشہؓ کو قید کرنا روا سمجھو تو کفر اور اگر انہیں نبی ﷺ کی بیوی نہ جانو تو کفر) پس ان میں سے جس کو چاہو تو ترجیح دو۔ ابن عباسؓ نے فرمایا: کیا میں اس اعتراض سے بھی باز یاب ہو کر صحیح سالم نکل گیا؟ کہنے لگے: جی ہاں۔

فرمایا: رہی تمہاری یہ بات کہ حضرت علیؓ نے اپنے نام سے امیر المؤمنین کا لقب مٹایا ہے، سو رسول اللہ ﷺ نے صلح حدیبیہ کے موقع پر قریش کو شرائط صلح طے کرنے اور لکھنے کے لئے دعوت دی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: لکھو کہ یہ وہ معاہدہ ہے جسے محمد رسول اللہ نے طے کیا ہے۔ قریش کہنے لگے: اگر ہم آپ کو رسول اللہ ﷺ مانتے تو ہم آپکا راستہ قطعاً نہ روکتے اور نہ ہی آپ کے ساتھ قتال کرتے۔ لیکن صرف محمد بن عبداللہ لکھوا (یعنی معاہدے کے شروع میں جو نام کے ساتھ رسول اللہ کا لفظ بڑھایا ہے اسے کاٹ دو)۔ چنانچہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: بخدا! میں اللہ کا رسول ہوں اگر چہ تم میری تکذیب ہی کیوں نہ کرتے ہو۔ اے علی! لکھو: محمد بن عبداللہ......[۱] پس رسول اللہ ﷺ حضرت علیؓ سے بدرجہا افضل ہیں (یعنی جہاں نبی ﷺ نے اپنے نام سے رسول اللہ کا لفظ مٹا دیا وہاں حضرت علیؓ نے اپنے نام سے امیر المؤمنین کا لقب مٹا دیا تو کونسا کفر ہو گیا)۔ ابن عباسؓ نے فرمایا: کیا میں اس اعتراض سے بھی بری الذمہ ہو گیا؟ کہنے لگے: جی ہاں۔ چنانچہ خوارج میں سے تقریباً بیس ہزار افراد نے رجوع کر لیا اور تقریباً چار ہزار اپنے حال پر بدستور قائم رہے بعد میں انہیں قتل کر دیا گیا۔

۱۔ سنن ابی داؤد ۲۷۶۵، والمعجم الکبیر للطبرانی ۱۰/۳۱۴، ونصب الرایۃ ۳/۱۳۰، ومجمع الزوائد ۶/۲۴۰، وکنز العمال ۳۰۱۵۳.

۱۱۲۸-تین عجیب سوال اوران کا جواب ...... محمد بن علی بن حبیش، ابراہیم بن شریک اسدی، عقبہ بن مکرم، ہشیم، ابوبشر، سعید بن جبیر کے سلسلۂ سند سے مروی ہے:

حضرت معاویہؓ نے ایک مرتبہ حضرت ابن عباسؓ کی طرف خط لکھا اور خط میں ان سے تین چیزوں کے بارے میں دریافت کیا: سعید بن جبیرؒ کہتے ہیں اصل میں ہرقل نے یہ تین چیزیں لکھ کر معاویہؓ سے پوچھی تھیں۔ حضرت معاویہؓ نے خط ملنے پر پوچھا تھا کہ ان کا جواب کون دے گا؟ کسی نے کہا: حضرت ابن عباسؓ ان کا باخوبی جواب دے سکتے ہیں۔

چنانچہ حضرت معاویہؓ نے ابن عباسؓ کو خط لکھا اور پوچھا کہ مجرہ کیا ہے؟ کمان کس چیز کی علامت ہے؟ اور پوچھا کہ وہ کونسی جگہ ہے جس میں صرف ایک ہی مرتبہ سورج طلوع ہوا نہ ان سے پہلے سورج کبھی طلوع ہوا تھا نہ اس کے بعد کبھی طلوع ہوگا؟

ابن عباسؓ نے جواب لکھ بھیجا: (فرمایا:) مجرہ ایک دروازہ ہے جو آسمان میں کھلتا ہے۔ کمان اہل زمین کے لئے غرق ہونے سے امان کی علامت ہے (بارش کے دنوں میں آسمان پر بننے والی قوس قزح کو کمان کہا گیا ہے، اصغر) اور رہی وہ جگہ جہاں صرف ایک ہی مرتبہ سورج طلوع ہوا یہ وہ راستہ ہے جو بنی اسرائیل کو سمندر نے اپنے بیچ سے دیا تھا۔ اس جگہ پر ان کے گزرتے گزرتے سورج طلوع ہوا پھر جب وہ گزر گئے تو سمندر بدستور مل گیا۔

۱۱۲۹-زمین وآسمان جڑے ہوئے تھے کی تفسیر ...... ابوبکر بن خلاد، اسماعیل بن اسحق قاضی، ابراہیم بن حمزہ، حمزہ بن ابی محمد، عبداللہ بن دینار، حضرت ابن عمرؓ کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ ان کے پاس ایک آدمی آیا اور آیت کریمہ "کانتا رتقا ففتقناھما" (الانبیاء) یعنی آسمان وزمین آپس میں باہم ملے ہوئے تھے ہم نے انہیں الگ الگ کر دیا کے متعلق دریافت کرنے لگا: ابن عمرؓ نے فرمایا: اس شیخ یعنی ابن عباسؓ کے پاس چلے جاؤ اور اس سے پوچھو! پھر میرے پاس آؤ اور مجھے بھی بتاؤ۔

چنانچہ وہ آدمی ابن عباسؓ کے پاس گیا اور ان سے سوال کیا: ابن عباسؓ نے فرمایا: آسمان وزمین کے جڑے ہونے کا مطلب یہ ہے کہ آسمان بارش نہیں برساتا تھا اور زمین سبزہ نہیں اگاتی تھی چنانچہ آسمان بارش سے پھٹ پڑا (اور برسنے لگا) اور زمین پھٹ کر سبزہ اگانے لگی۔ وہ آدمی جواب سن کر ابن عمرؓ کے پاس گیا اور انہیں بھی جواب سنایا۔ ابن عمرؓ نے فرمایا: یقیناً ابن عباس کو بہت بڑا عظیم علم عطا کیا گیا ہے جو کچھ انہوں نے کہا سچ کہا۔ زمین وآسمان ایسے ہی تھے۔ پھر ابن عمرؓ نے فرمایا: میں کہا کرتا تھا کہ ابن عباس تفسیر قرآن پر جرأت کر لیتے ہیں جو مجھے تعجب میں ڈال دیتی تھی سو اب مجھے پتہ چل گیا ہے کہ انہیں واقعی علم عظیم سے نوازا گیا ہے۔

۱۱۳۰-علم کا بحر ذخار ...... ابوحامد بن جبلہ، محمد بن اسحق ثقفی، عبداللہ بن عمر ابان جعفی، یونس بن بکیر، ابوحمزہ ثمالی،

ابوصالح کا بیان ہے کہ میں نے ایک مرتبہ حضرت ابن عباسؓ کو ایک عظیم الشان مجلس میں دیکھا کہ اگر سارے کے سارے قریش مل کر اس مجلس پر فخر کریں تو واقعتہً یہ بات ان کے لئے قابل فخر ہوگی۔ حتیٰ کہ کثرت ہجوم کی وجہ سے راستہ بھی تنگ پڑ گیا تھا اور کوئی آدمی اس ہجوم سے گزر کر آنے جانے کی قدرت نہیں رکھتا تھا۔ چنانچہ میں (اللہ اللہ کر کے) ابن عباسؓ کے پاس داخل ہوا اور انہیں دروازے پر لوگوں کے جمع ہونے کی خبر سنائی۔ انہوں نے مجھے حکم دیا کہ میرے لئے وضو کے واسطے پانی رکھو۔ پھر انہوں نے وضو کیا اور ایک جگہ تشریف فرما ہو گئے اور پھر فرمایا: باہر جاؤ اور ان لوگوں سے کہو: جو آدمی قرآن مجید یا قرآن مجید کے حروف یا کسی بات کے متعلق سوال کرنا چاہتا ہو وہ اندر آ جائے۔

ابوصالح کہتے ہیں: میں باہر نکلا اور لوگوں کو اندر آنے کی اجازت دی۔ لوگ اندر داخل ہو گئے اور پورا گھر اور حجرہ بھر گیا۔

چنانچہ لوگوں نے ابن عباسؓ سے جس چیز کے متعلق بھی دریافت کیا انہوں نے بھرپور جواب دیا بلکہ ان کے سوال کے مقررہ جواب میں اضافہ کرکے انہیں مطمئن کیا۔ پھر فرمایا: تم اپنے بھائیوں کے پاس چلے جاؤ۔ چنانچہ وہ سب لوگ باہر نکل گئے۔ پھر مجھے حکم دیا کہ باہر جاؤ اور لوگوں سے کہو جو آدمی تفسیر قرآن اور تاویل قرآن کے متعلق پوچھنا چاہتا ہو وہ اندر داخل ہو جائے۔ میں باہر نکلا اور لوگوں کو اندر آنے کی اجازت دی تاہم لوگوں نے پھر گھر اور حجرہ بھر دیا۔ لوگوں نے ابن عباسؓ سے جس چیز کے متعلق بھی سوال کیا انہوں نے لوگوں کو بالا ضافہ کافی شافی جواب دیا۔ پھر فرمایا: اپنے بھائیوں کے پاس لوٹ جاؤ، چنانچہ وہ لوگ باہر نکل آئے۔ اس کے بعد مجھے پھر فرمایا: باہر جاؤ اور کہو: جو آدمی حلال و حرام اور فقہ کے متعلق سوال کرنا چاہتا ہو وہ اندر داخل ہو جائے۔ میں نے باہر نکل کر لوگوں تک پیغام پہنچا دیا۔ چنانچہ اتنی کثرت سے لوگ داخل ہوئے کہ گھر اور حجرہ پورا بھر دیا۔ لوگوں نے جس چیز کے بارے میں بھی سوال کیا ابن عباسؓ نے خوب اچھی طرح اسکا جواب دیا۔ پھر فرمایا: تم لوگ اپنے بھائیوں کے پاس چلے جاؤ چنانچہ وہ سب نکل گئے۔ پھر فرمایا: باہر جاؤ اور کہو کہ جو آدمی فرائض (مسائل میراث) اور ان جیسے دیگر مسائل کے متعلق دریافت کرنا چاہتا ہو، اندر آ جائے۔ جب میں نے باہر نکل کر لوگوں کو اندر آنے کی اجازت دی تو اتنی کثرت سے لوگ اندر داخل ہوئے کہ گھر اور حجرے کو بھر دیا۔ سو جس نے بھی پوچھا اسے توقع سے بھی زیادہ عمدہ جواب ملا۔ پھر فرمایا: تم لوگ باہر چلے جاؤ چنانچہ وہ سب باہر نکل گئے۔ فرمایا: باہر جاؤ اور کہو کہ جو آدمی عربیت، اشعار اور عمدہ و نادر کلام کے متعلق سوال کرنا چاہتا ہو وہ اندر آ جائے۔ چنانچہ لوگوں کا اتنا بڑا ہجوم داخل ہوا کہ گھر و حجرہ دونوں لوگوں سے بھر گئے۔ پھر جس آدمی نے بھی سوال کیا اسے بھرپور اور بالا ضافہ جواب دیا۔

ابو صالح کہتے ہیں: اگر سارے کے سارے قریش اس مجلس پر فخر کریں تو یقیناً یہ بات ان کے لئے قابل فخر ہوگی۔ میں نے لوگوں میں ان جیسا کوئی نہیں دیکھا (یہ صفت تمام ہی صحابہ کرامؓ کے اندر بدرجہ اتم پائی جاتی تھی چنانچہ دیکھنے والوں نے صحابہ کرامؓ کو اگر میدان جنگ میں دیکھا تب بھی کہا ان جیسا کوئی نہیں دیکھا۔ علم کے میدان میں انہیں کسی نے دیکھا تب بھی دیکھنے والے نے کہا، ان جیسا کوئی نہ دیکھا۔ امور خلافت کی زمام کو اگر انہیں تھامتے ہوئے دیکھا تب بھی کہا ان جیسا کوئی نہ دیکھا۔ اگر سخاوت اور جود و کرم کے مواقع پر صحابہ کو دیکھا تب بھی دیکھنے والوں نے کہا ان جیسا کوئی نہ دیکھا.......... الغرض ان جیسی دیگر صفات سے صحابہ کرامؓ کی پوری زندگی عبارت تھی اور وہ مرقع محاسن تھے رضوان اللہ علیہم اجمعین۔)

۱۱۳۱- **بیت ابن عباسؓ کی فضیلت** ......ابو عبداللہ محمد بن عبداللہ کاتب، حسین بن علی طوسی، محمد بن عبدالکریم، ہیثم بن عدی، ابن جریج، عطاء کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ میں نے کوئی گھر ابن عباس کے گھر جیسا نہیں دیکھا، کیونکہ ابن عباسؓ کا گھر کھانا کھلانے اور پانی پلانے میں سب سے بڑھا ہوا تھا۔

۱۱۳۲- ابو حامد بن جبلہ، محمد بن اسحٰق، عبداللہ بن عمر، ابو معاویہ، شعیب بن شیبہ، عبداللہ بن عبدالرحمٰن بن ابی حسین کہتے ہیں میں نے عبداللہ بن عباسؓ کے گھر سے بڑھ کر کوئی گھر ایسا نہیں دیکھا کہ جس میں علم کی کثرت ہو، کھانے پینے کی فراوانی ہو اور کثرت سے لوگوں کو میوہ جات کھلائے جاتے ہوں۔

۱۱۳۳- **فرمودات ابن عباسؓ** ...... بشر بن موسیٰ، حمیدی، سفیان بن عیینہ، سفیان ثوری، ابن جریج، عثمان بن ابی سلیمان کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ ابن عباسؓ نے ایک ہزار درہم کے بدلے میں ایک عالیشان جوڑا خرید کر زیب تن کیا۔

۱۱۳۴- محمد بن احمد بن حسن، بشر بن موسیٰ، ابو عبدالرحمٰن مقری، کہمس بن حسن بریدہ (ایک نسخہ میں کہمس بن حسن ابو بریدہ ہے) کے سلسلۂ سند سے مروی ہے:

ایک مرتبہ حضرت ابن عباسؓ کو ایک آدمی نے گالی دی۔ حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا: تم مجھے گالی دے رہے ہو حالانکہ مجھ میں تین خصلتیں ہیں: جب میں کتاب اللہ کی کسی آیت کو دہراتا ہوں تو میں چاہتا ہوں کہ کاش سارے کے سارے لوگ اس آیت کے بارے میں جانتے ہوں جتنا کہ میں جانتا ہوں۔ میں مسلمانوں کے حکام میں سے کسی حاکم کو فیصلوں میں عدل وانصاف کرتے ہوئے دیکھتا ہوں تو مجھے دلی خوشی ہوتی ہے خواہ میں اس کے پاس اپنا کوئی فیصلہ کبھی نہ لے کر آؤں پھر بھی مجھے خوشی ہوتی ہے۔ اور جب کبھی میں زمین کے کسی قطعہ پر بارش کی برسات سنتا ہوں تو مجھے بہت خوشی ہوتی ہے حالانکہ وہاں میرے جانور چر رہے ہوں یا نہیں۔

۱۱۳۵- سلیمان بن احمد، علی بن عبدالعزیز، ابونعیم، سفیان، ضرار بن مرہ، سعید بن جبیر کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ حضرت ابن عباسؓ نے ایک مرتبہ فرمایا: بالفرض اگر فرعون بھی مجھے کہہ دے کہ اللہ تعالیٰ تجھ میں برکت کرے (یعنی تیری عمر وعلم میں برکت کرے) تو میں بھی اسے جواباً کہہ دوں گا کہ اللہ تعالیٰ تجھ میں بھی برکت کرے۔

۱۱۳۶- محمد بن احمد بن حسن، بشر بن موسیٰ، خلاد بن یحییٰ، قطر، ابی یحییٰ قتات، مجاہد کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا: اگر ایک پہاڑ دوسرے پہاڑ پر سرکشی کرنے کیلئے اتر آئے تو سرکش پہاڑ اس کی پاداش میں ریزہ ریزہ ہو کر ہموار ہو جائے۔

۱۱۳۷- حبیب بن حسن، یوسف قاضی، سلیمان بن حرب، شعبہ، حکم، حسن بن مسلم کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا: جس قوم میں بھی بغاوت ظاہر ہوئی اس میں اموات کی کثرت واقع ہوئی۔

۱۱۳۸- احمد بن مخلد، ابو اسماعیل ترمذی، ابونعیم، یونس بن اسحٰق، منہال بن عمرو، سعید بن جبیر رحمہ اللہ کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا: جب تم کسی ہیبت ناک سلطان کے پاس آؤ اور تمہیں اس کے غلبے کا خوف ہو تو تین مرتبہ یہ دعا پڑھ لیا کرو:

اللہ اکبر اللہ اعز من خلقہ جمیعاً اللہ اعز مما اخاف و احذر، اعوذ باللہ الذی لا الہ الا ھو الممسک السموات السبع ان تقع علی الارض الا باذنہ من شر عبدہ فلان وجندہ واتباعہ واشیاعہ من الجن والانس اللھم کن لی جاراً من شرھم جل ثناء ک وعز جارک وتبارک اسمک ولا الہ غیرک.

اللہ سب سے بڑا ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنی ساری کی ساری مخلوق سے غالب تر ہے۔ جس چیز سے میں خوفزدہ اور ڈر رہا ہوں اس سے بھی اللہ تعالیٰ غالب تر ہے۔ میں اس اللہ کی پناہ مانگتا ہوں جس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ وہی سات آسمانوں کو زمین پر گر پڑنے سے روکے ہوئے ہے مگر اسی کے حکم سے۔ میں پناہ مانگتا ہوں اللہ تعالیٰ کے فلاں فلاں بندے کے شر سے، اسکی جماعت کے شر سے، اس کے متبعین کے شر سے اور اس کے مددگاروں کے شر سے۔ خواہ ان کا تعلق جنات سے ہو یا انسانوں سے۔ یا اللہ! میرا نگہبان رہیو، تمام مخلوق کے شر سے۔ تو جلیل الشان تعریف والا ہے۔ محفوظ تیرا ہی پناہ دیا ہوا ہے۔ بابرکت ہے تیرا نام اور تیرے سوا کوئی معبود نہیں۔

۱۱۳۹- سلیمان، بکر بن سہل، عمرو بن ہاشم، سلیمان بن ابی کریمہ، جویبر، ضحاک کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا: جس نے بسم اللہ کہہ لیا اس نے اللہ تعالیٰ کا ذکر کر لیا۔ جس نے الحمد للہ کہا اس نے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا۔ جس نے اللہ اکبر کہہ لیا اس نے اللہ تعالیٰ کی بڑائی بیان کر دی۔ جس نے لا الہ الا اللہ کہا اس نے اللہ تعالیٰ کی توحید کا اقرار کر لیا اور جس نے لاحول ولا قوۃ الا باللہ کہا اس نے اللہ کیلئے سر تسلیم خم کر دیا اور یہ اذکار اس کے لئے جنت میں رونق وخزانہ ہوں گے۔

۱۱۴۰- حبیب، ابو مسلم کشی، ابو عاصم نبیل، عبدالحمید بن جعفر، جعفر کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ حضرت ابن عباسؓ انار کا ایک دانہ اٹھاتے اور اسے تناول فرماتے۔ ان سے پوچھا گیا کہ آپ ایسا کیوں کرتے ہیں؟ فرمایا: مجھے خبر پہنچی ہے کہ زمین میں کوئی بھی ایسا انار نہیں جس میں تلقیح کے لئے جنت کے انار سے دانہ نہ ڈالا جاتا ہو ممکن ہے یہ وہی دانہ ہو (تلقیح کہتے ہیں کہ نر درخت کا شگوفہ مادہ درخت میں ڈالنا)۔

۱۱۴۱-عمرو بن احمد، عبداللہ بن احمد بن ثابت، علی بن عیسیٰ، ہشام بن عبداللہ رازی، رشدین بن سعد، معاویہ بن صالح، عکرمہ کے سلسلۂ سند سے مروی ہے:

عکرمہ کہتے ہیں حضرت ابن عباسؓ نے ایک مرتبہ ابن حنفیہ کے ہاں ناشتہ کیا (میں بھی آپؓ کے ساتھ تھا)۔ یہ واقعہ اس وقت کا ہے جب ابن عباسؓ کی آنکھوں سے بینائی ختم ہو چکی تھی۔ اچانک ہمارے سامنے دستر خوان پر ایک ٹڈی آ پڑی۔ میں نے پکڑ کر حضرت ابن عباسؓ کو تھما دی اور کہا: اے رسول اللہ کے چچازاد بھائی! ہمارے دستر خوان پر یہ ٹڈی گری ہے۔ آپؓ نے فرمایا: عکرمہ! میں نے کہا: جی لبیک! فرمایا: اس ٹڈی پر سریانی زبان میں لکھا ہے کہ: بلاشبہ میں اللہ ہوں اور میرے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور میرا کوئی شریک نہیں۔ ٹڈی دل میرے لشکروں میں سے ایک لشکر ہے، اسے میں اپنے بندوں میں سے جس پر چاہوں مسلط کر دوں۔

۱۱۴۲-احمد بن جعفر بن معبد، یحییٰ بن مطرف، مسلم بن ابراہیم، یحییٰ بن عمرو بن مالک نکری، عمرو بن مالک، ابوجوزاء (ربعی) کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ حضرت ابن عباسؓ نے آیت کریمہ: "الا من اتی اللہ بقلب سلیم" (شعراء۸۹) مگر جو آدمی اللہ تعالیٰ کے پاس قلب سلیم لے کر آیا، کی تفسیر کرتے ہوئے فرمایا: جو آدمی کلمہ طیبہ لا الہ الا اللہ کی شہادت لے کر آیا۔

۱۱۴۳-حبیب بن حسن، حامد بن شعیب، حسین بن حریث، علی بن حسین بن واقد، حسین بن واقد، اعمش، سعید بن جبیر کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ حضرت ابن عباسؓ نے آیت کریمہ "یعلم خائنۃ الاعین" اللہ تعالیٰ خیانت کرنے والی آنکھوں کا علم رکھتا ہے، کے بارے میں فرمایا: جب تم کسی عورت کی طرف دیکھو آیا کہ تم اس سے خیانت کرنا چاہتے ہو یا نہیں۔ "وما تخفی الصدور" یعنی اللہ تعالیٰ دلوں میں پوشیدہ باتوں کو بھی بہ خوبی جانتا ہے۔ فرمایا: کہ جب تمہیں کسی عورت کے نفس پر قدرت حاصل ہو جائے آیا کہ تم اس سے زنا کرتے ہو یا کہ نہیں۔

حسین بن واقد راوی کہتے ہیں: تھوڑی دیر اعمش خاموش ہو گئے۔ پھر بولے: کیا میں تمہیں ان آیات کے ساتھ ملی ہوئی آیت کے بارے میں خبر نہ دوں؟ میں نے کہا ضرور خبر دیجئے! فرمایا: "واللہ یقضی بالحق" اور اللہ تعالیٰ برحق فیصلے کریں گے، یعنی اللہ تعالیٰ قدرت رکھتے ہیں کہ اچھائی کا بدلہ اچھائی سے اور برائی کا بدلہ برائی سے دیں "ان اللہ ھو السمیع البصیر" (غافر۱۹،۲۰) بے شک اللہ تعالیٰ سننے اور دیکھنے والے ہیں۔

۱۱۴۴-حبیب بن حسن، عبداللہ بن محمد، عبدالعزیز، داؤد بن عمرو، نافع بن عمر، ابن ابی ملیکہ کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ ابن عباسؓ سے سوال کیا گیا کہ آپ کو یوسف علیہ السلام کے "ھَمّ" یعنی ارادے کے بارے میں کیا خبر پہنچی ہے؟ ابن عباسؓ نے جواب میں فرمایا: یوسف علیہ السلام بیٹھ کر ہمیان (پیٹی، ازار بند) کھولنے لگے تھے کہ انہیں آواز دی گئی کہ اے یوسف! اس پرندے کی طرح مت ہو جاؤ، جس کے پر ہوں پس جب وہ زنا کرتا ہے اور بیٹھ جاتا ہے اس کے پر باقی نہیں رہتے۔ (آیت کریمہ یعنی "ولقد ھمت بہ وھم بھا" کی یہ تفسیر مجروح ہے۔ ان کے دل میں تو ارادہ تک نہیں پیدا ہوا ہمیان کھولنا کہاں؟ تفصیل کے لئے تفاسیر کو دیکھ لیا جائے)۔

۱۱۴۵-احمد بن جعفر بن مالک، عبداللہ بن احمد بن حنبل، احمد بن حنبل، جریر، قابوس بن ابی ظبیان، ابوظبیان کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ حضرت ابن عباسؓ نے آیت کریمہ:

"یاایھا الذین آمنوا کونوا قوامین بالقسط شھداء للہ" (نساء۱۳۵)

اے ایمان والو! عدل وانصاف پر مضبوطی سے جم جانے والے اور اللہ تعالیٰ کے لئے سچی گواہی دینے والے بنو۔

کے بارے میں فرمایا: کہ دو آدمی قاضی کے پاس بیٹھ جائیں اور پھر قاضی کسی کا لحاظ نہ رکھے اور ان میں سے ایک کو دوسرے پر پیش کرے۔

۱۱۴۶- احمد بن جعفر بن مالک، عبداللہ بن احمد بن حنبل، صالح بن عبداللہ ترمذی، سہل بن یوسف، سلیمان تیمی، ابونضرہ کے سلسلۂ سند

سے مروی ہے کہ حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا: ایک منادی قیامت کے قریب آواز لگائے گا: قیامت آچکی ہے! قیامت آچکی ہے! یہاں تک کہ اس کی آواز کو ہر زندہ و مردہ سن لے گا۔ پھر وہی منادی آواز لگائے گا: آج کے دن بادشاہت کس کے لئے ہے؟ صرف ایک غالب رہنے والے اللہ تعالیٰ کے لئے ہی آج بادشاہت ہے۔

۱۱۴۷- ابوحامد بن جبلہ، محمد بن اسحٰق، عبداللہ بن عمر جعفری، ابومعاویہ، اعمش، شقیق کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ حضرت ابن عباسؓ نے ہمیں خطاب کیا اور وہ ان دنوں امیر حج تھے۔ چنانچہ انہوں نے سورۃ بقرہ پڑھنی شروع کردی۔ پڑھتے جاتے اور اس کی تفسیر بیان کرتے جاتے۔ جبکہ میں کہتا جارہا تھا: میں نے ان جیسا کلام کسی آدمی سے سنا اور نہ ان جیسا کوئی دیکھا۔ بخدا! اگر ان کے کلام کو اہل فارس و اہل روم سن لیں لامحالہ اسلام لے آئیں۔

۱۱۴۸- گناہ درجہ بدرجہ...... احمد بن سندی، حسن بن علی، اسماعیل بن عیسیٰ عطار، اسحٰق بن بشر بن جو یبر، ضحاک کے سلسلۂ سند سے مروی حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا: اے گناہگار انسان! اپنے گناہ کے برے انجام سے بے خوف مت رہ، جو کچھ گناہ کے نتیجے میں ہونے والا ہے وہ گناہ سے بدرجہا بڑھا ہوا ہے۔ بشرطیکہ تم اسے جانتے ہو۔ بلاشبہ تجھے کراماً کاتبین سے حیاء میں کمی ہے۔ نیز جس گناہ کا تجھے علم نہیں وہ اس گناہ سے عظیم تر ہے جسکا تجھے علم ہے۔ حالانکہ تو بے خبر ہے کہ گناہ کی پاداش میں اللہ تعالیٰ تجھ سے کتنا خطرناک معاملہ کرنے والے ہیں!۔ جب تو گناہ کرنے میں کامیاب ہوجائے اور پھر تجھے خوشی حاصل ہو یہ خوشی گناہ سے بھی عظیم تر ہے۔ اسی طرح جب تم گناہ پر خوفزدہ نہ ہو یہ بھی گناہ سے بڑھی ہوئی بات ہے۔ اسی طرح جب تم پردے لٹکائے گھر کے اندر گناہ کرنے میں مصروف ہو کہ ہوا سے پردے ہلنے لگیں اور تیرا دل ہوا کی حرکت سے خوفزدہ نہ ہو یہ بھی گناہ سے عظیم تر بات ہے۔ تیری ہلاکت! کیا تمہیں معلوم ہے کہ حضرت ایوب علیہ السلام کا کوئی گناہ نہیں تھا پھر بھی اللہ تعالیٰ نے انہیں امتحان میں ڈال دیا کہ ان کے جسم میں لاعلاج بیماری عود کر آئی اور ان کا مال بھی ختم ہوگیا۔ ان سے صرف اتنی خطا ہوئی تھی کہ ایک مظلوم مسکین نے اپنے ظلم کو دفع کرنے کے لئے ان سے مدد مانگی تھی ناچار ایوب علیہ السلام اسکی مدد نہ کرسکے، نہ بھلی بات کا حکم دیا اور نہ ہی ظالم کو ظلم سے باز رہنے کی تاکید کی۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے انہیں آزمائش میں ڈال دیا۔

۱۱۴۹- محمد بن علی بن حبیش، احمد بن یحییٰ حلوانی، خلف بن ہشام، ابوشہاب، ابراہیم بن موسیٰ، ابن منبہ، (دوسری سند) ابوبکر بن مالک، عبداللہ بن احمد بن حنبل، احمد بن حنبل، یحییٰ بن آدم و ابوبکر بن عیاش، ادریس بن وہب بن منبہ، وہب بن منبہ کی سندین سے ذیل کا کلام مروی ہے۔

۱۱۵۰- حسین بن علی، عبدالرحمٰن بن محمد بن ادریس، احمد بن سنان، عبدالرحمٰن بن مہدی، مروان بن عبدالواحد، موسیٰ بن ابی دارم، وہب بن منبہ کے سلسلۂ سند سے مروی ہے:

حضرت ابن عباسؓ کو ایک مرتبہ خبر دی گئی کہ باب بنی سہم کے پاس کچھ لوگ مسئلۂ تقدیر کے بارے میں جھگڑ رہے ہیں۔ چنانچہ ابن عباسؓ ان لوگوں کی طرف جانے کے لئے اٹھ کھڑے ہوئے۔ اپنی چھڑی عکرمہ کو دی، ایک بازو عکرمہ کے کاندھے پر رکھا اور دوسرا طاؤس کے کاندھے پر (یہ دونوں آپ کے شاگرد تھے)۔ جب ابن عباسؓ ان لوگوں کے پاس پہنچے...... انہوں نے ابن عباسؓ کو مرحبا! کہا اور کھسک کر ان کے لئے جگہ بنانے لگے۔ لیکن ابن عباسؓ ان کے پاس تشریف فرما نہ ہوئے۔

ابوشہاب راوی نے اپنی سند میں کہا ہے کہ: ابن عباسؓ نے ان لوگوں سے فرمایا: تم لوگ اپنی نسبت بیان کرو تا کہ میں تمہیں پہچان لوں۔ چنانچہ ان لوگوں نے اپنی اپنی نسبت بیان کی۔ پھر ابن عباسؓ نے فرمایا: کیا تمہیں علم نہیں کہ اللہ تعالیٰ کے کچھ نیکوکار بندے

ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ کی خشیت خاموش کیے رکھتی ہے...... حالانکہ وہ لوگ گونگے نہیں ہوتے نہ ہی کلام کرنے سے عاجز ہوتے ہیں، وہ ایسے علماء، فصحاء، آزاد منش دانشور ہیں جو اللہ تعالیٰ کے امور وایام سے واقف کار ہیں۔ جب وہ اللہ تعالیٰ کی بڑائی کا تذکرہ کرتے ہیں ان کی عقلیں زائل ہوجاتی ہیں۔ ان کے دل ٹوٹ جاتے ہیں۔ ان کی زبانیں گنگ ہوجاتی ہیں اور جب انہیں افاقہ ہوتا ہے وہ ازسرنو اللہ تعالیٰ کے لئے پاکیزہ اعمال کرنے کی طرف لپکنے لگتے ہیں۔

عبدالرحمٰن بن مہدی نے اپنی حدیث میں اضافہ کیا ہے: کہ وہ حضرات اپنے آپ کو افراط کرنے والوں کے ساتھ شمار کرتے ہیں۔ بلاشبہ وہ عقلمند، قوی الاعضاء والایمان، ظالموں اور خطا کاروں کے ساتھ رہتے ہیں، وہ نیکوکار گناہوں سے بری الذمہ ہیں وہ اللہ کے لئے کسی قسم کی کثرت کے خواہاں نہیں ہوتے اور نہ ہی قلت اعمال کو اللہ تعالیٰ کے لئے پسند کرتے ہیں۔ تم جہاں کہیں بھی ان سے ملو گے انہیں غمگین، خوفزدہ، ڈرے ہوئے اور خائف پاؤں گے، وہب کہتے ہیں پھر حضرت ابن عباسؓ اپنی مجلس کو واپس لوٹ آئے۔

۱۱۵۱- سلیم بن احمد، علی بن عبدالعزیز، ابونعیم، عبداللہ بن ولید عجلی، بکیر بن شہاب، سعید بن جبیر، کے سلسلۂ سند سے مروی ہے:

حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا: بخدا! میں چاہتا ہوں کہ اہل قدر کا کوئی آدمی میرے پاس ہو میں اس کے سر کو کچوکے لگاتا رہوں (یعنی اس کے سر کی ٹھکائی کروں) لوگوں نے پوچھا: بھلا وہ کیوں؟ فرمایا: اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے لوح محفوظ کو سفید موتی سے پیدا کیا۔ اس کے دونوں پہلو سرخ یاقوت کے ہیں، اسکا قلم نور ہے، اسکی کتابت (لکھائی) نور سے ہرن ہے، اور اسکی چوڑائی آسمان وزمین کے درمیان کی فضاء کے بقدر ہے۔ اللہ تعالیٰ اس لوح محفوظ میں ہر روز تین سو سات مرتبہ نظر کرتا ہے اور ہر مرتبہ کی نظر سے نئی نئی شان کی مخلوق پیدا کرتا ہے مردوں کو زندہ کرتا ہے اور زندوں کو مارتا ہے، عزت دیتا ہے اور رسوا کرتا ہے۔ الغرض ہر مرتبہ کی نظر میں جو چاہتا ہے کرتا ہے

۱۱۵۲- احمد بن جعفر بن معبد، جعفر بن محمد بن شریک، محمد بن سلیمان، اسماعیل بن ذکریا، محمد بن عون خراسانی، ابو غالب بلجی کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا: تم فرائض کو اپنے اوپر لازم کرلو اور جو احکام اللہ نے تمہارے اوپر واجب کئے ہیں ان کا حق ادا کرو۔ ادا کرنے میں اللہ تعالیٰ سے مدد طلب کرو چونکہ اللہ تعالیٰ اپنے جس بندے کی صدق نیت اور اس کے حسن ثواب والے عمل کو دیکھتا ہے اس کی تنگی وتکلیف کو موخر کردیتا ہے۔ بے شک اللہ تعالیٰ عظیم تر بادشاہ ہے جو چاہتا ہے وہی کرتا ہے۔

۱۱۵۳- عبداللہ اصفہانی، حسن بن محمد، محمد بن حمید، یعقوب بن عبداللہ اشعری، جعفر بن ابی مغیرہ، سعید بن جبیر کے سلسلۂ سند سے مروی ہے

حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا: نہ کوئی مومن ایسا ہے اور نہ ہی کوئی ایسا کافر جس کے لئے اللہ تعالیٰ نے رزق حلال نہ لکھا ہو اگر وہ اس رزق حلال کے آنے تک صبر کرے اللہ تعالیٰ اسے عطا کردیتا ہے۔ لیکن اگر بے صبری سے کام لے اور حرام کو حاصل کرے تو اللہ تعالیٰ اس کے رزق حلال میں کمی کردیتا ہے۔

۱۱۵۴- محمد بن علی بن حبیش، حسن بن ذکریا، محمد بن سلیمان، اسماعیل بن ذکریا، محمد بن عون، عکرمہ کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ حضرت ابن عباسؓ نے فرمان باری تعالیٰ:

"احسب الناس ان یترکوا ان یقولوا آمنا وھم لایفتنون۔ (عنکبوت ۲) کیا لوگ گمان کرتے ہیں کہ انہیں بس اتنا کہہ دینے پر چھوڑ دیا جائے گا کہ ہم ایمان لائے اور ان کا امتحان نہیں لیا جائے گا۔"

کی تفسیر کرتے ہوئے فرمایا: اللہ تعالیٰ کسی بھی نبی کو اس کی امت کی طرف مبعوث کرتے۔ چنانچہ جتنا عرصہ نبی نے اس امت میں ٹھہرنا ہوتا ٹھہرتا، پھر اللہ تعالیٰ اسکی روح قبض کرلیتے۔ پس اس نبی کی امت نبی کی وفات کے بعد کہتی: ہم اپنے نبی کے طریقہ کار اور اس کے راستے پر کاربند ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کا امتحان لینے کے لئے انہیں کسی آزمائش میں مبتلا کردیتے۔ پس ان میں سے جو آدمی اپنے نبی کے طریقہ کار پر ثابت قدمی رکھتا وہ سچا وصادق ہوتا اور جو اپنے نبی کے طریقہ کار کی مخالفت کرتا اور کہیں اور بہک جاتا وہ جھوٹا وکاذب ہوتا۔

۱۱۵۵- منکر کے تقدیر کے ساتھ کھوپڑی کا واقعہ...... سلیمان بن احمد، یوسف قاضی، ابوربیع زہرانی، عون بن عمارہ، یحیٰ بن ابی انیسہ علقمہ بن مرثد، علی بن حسین کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا: تم سے پہلے ایک آدمی تھا جو تقدیر کا انکار کرتا تھا اور اپنی بیوی کے ساتھ برابرتاؤ کرتا تھا۔ چنانچہ ایک دن بیابان کی طرف چل پڑا۔ راستے میں اسے ایک کھوپڑی پڑی ہوئی ملی۔ اس پر نمایاں لکھا ہوا تھا "کھوپڑی جلادی جائے گی اور پھر اس کی خاک ہوا میں اڑادی جائے گی" قدری نے (دل میں خیال کیا کہ میں دیکھتا ہوں کہ کیسے اس کو جلایا جائے گا چنانچہ اس نے) کھوپڑی اٹھائی اور ایک جامہ دان میں رکھ کر بیوی کو دیدی۔ پھر بیوی کے ساتھ اچھا برتاؤ کر کے سفر میں نکل گیا۔ چنانچہ قدری کی بیوی کے پاس اسکی پڑوسنیں جمع ہوگئیں اور اس سے کہنے لگیں: اے ام فلاں! تیرے شوہر نے تیرے ساتھ اچھا برتاؤ کیسے کیا؟ درحقیقت تمہیں رکھنے کے لئے ایک معشوقہ کا سر دیا ہے اور جامہ دان (ٹوکری) میں تیرے خاوند کی ایک معشوقہ کا سر ہے۔ چنانچہ قدری کی بیوی سن کر آگ بگولہ ہوگئی اور فوراً ٹوکری کی طرف لپکی، جو ٹوکری کھولی تو اس میں واقعۃً کھوپڑی پائی۔ عورتوں نے کہا: اے ام فلاں! تم اس کھوپڑی کے ساتھ کیا برتاؤ کروگی؟ پھر عورتوں نے ہی اسے مشورہ دیا کہ اسے جلاؤ اور پھر اس کی خاک ہوا میں اڑادو۔ چنانچہ قدری کی بیوی نے ایسا ہی کیا۔ جب اسکا خاوند سفر سے واپس آیا تو بیوی کو آگ بگولہ پایا۔ قدری نے ٹوکری کے متعلق دریافت کیا۔ بیوی نے سارا واقعہ کہہ سنایا۔ قدری سن کر کہنے لگا: میں اللہ تعالیٰ پر ایمان لایا اور تقدیر کی تصدیق کی چنانچہ اس نے انکارِ تقدیر سے رجوع کرلیا۔

۱۱۵۶- مجھے ضرور پڑھو...... احمد بن سندی، حسن بن علویہ، اسماعیل بن عیسیٰ، اسحٰق بن بشر، ابی بکر ہذلی، ہشام بن حسان و مقاتل، ایک تابعی کے واسطہ سے روایت کرتے ہیں:

حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا کہ پہلے زمانے میں ایک آدمی تھا اس نے اسی سال تک اللہ تعالیٰ کی عبادت کی پھر اچانک اس سے کوئی خطا سرزد ہوگئی، جس سے وہ بہت زیادہ خوفزدہ ہوا۔ چنانچہ وہ بیاباں میں آیا اور بیاباں کو مخاطب کر کے کہنے لگا: اے بیاباں! تیری ریت کے ڈھیر کثرت سے ہیں، تجھ میں جھاؤ کے درخت وجھاڑیاں بے شمار ہیں، تجھ میں رینگنے والے حیوانات بہت زیادہ ہیں اور تیرے ٹیلوں کی تعداد بھی بے حساب ہے، کیا تجھ میں کوئی ایسی جگہ ہے جو مجھے میرے پروردگار عزوجل سے پوشیدہ کردے؟ چنانچہ بیاباں نے اللہ تعالیٰ کے حکم سے اسے جواب دیا: اے آدمی! مجھ میں موجود ہر درخت، جھاڑی اور ہر قسم کی نباتات کے پاس کوئی نہ کوئی ذمہ دار فرشتہ موجود ہے۔ میں تجھے اللہ تعالیٰ سے کیسے چھپا سکتا ہوں؟ پھر وہ آدمی سمندر کے پاس آیا اور اسے مخاطب کر کے کہنے لگا: اے گہرے پانی والے اور کثیر مچھلیوں والے سمندر! کیا تجھ میں کوئی جگہ ایسی ہے جو مجھے اللہ عزوجل سے چھپادے؟ سمندر نے اللہ تعالیٰ کے حکم سے اسے جواب دیا: اے آدمی! بخدا! مجھ میں پائی جانے والی ہر کنکری اور ہر جاندار شئے کے پاس ایک ایک نگہبان فرشتہ موجود ہے۔ بتا میں اللہ عزوجل سے تجھے کیسے پناہ دے سکتا ہوں! یہاں سے بھی مایوس ہوکر وہ پہاڑوں کے پاس آیا اور انہیں مخاطب کر کے کہنے لگا: اے بے پناہ بلندیوں والے اور ان گنت غاروں والے پہاڑو! کیا تمہارے اندر کوئی ایسی جگہ ہے جو مجھے اللہ عزوجل سے روپوش کردے؟ پہاڑوں نے جواب دیا: بخدا! ہم میں موجود ہر کنکری اور ہر غار کے پاس ضرور ایک موکل فرشتہ موجود ہوتا ہے۔ بتا ہم تجھے اپنے اندر کیسے خدا سے روپوش کرسکتے ہیں! تاہم وہ آدمی ہر طرف سے ناامید ہوکر توبہ کرنے لگا۔ پھر موت اس کے پاس آئی تو رونے لگا اور دعا کی: اے میرے پروردگار! میری روح قبض کر کے ارواح مقبوضہ کے ساتھ شامل کردے اور میرے جسم کو فوت شدہ جسموں میں شامل کردے اور مجھے قیامت کے دن دوبارہ زندہ نہیں کرنا۔

۱۱۵۷- ابوبکر بن مالک، عبداللہ بن احمد بن حنبل، احمد بن حنبل، ابوعبیدہ حداد واسماعیل بن علیہ، صالح بن رستم، عبداللہ بن ابی ملیکہ کے

سلسلۂ سند سے مروی ہے:

عبداللہ بن ابی ملیکہ کہتے ہیں میں نے ایک مرتبہ حضرت ابن عباسؓ کی مکہ سے مدینہ تک صحبت اختیار کی۔ چنانچہ آپؓ جب راستے میں کہیں اترتے تو آدھی رات کے وقت نماز کے لئے کھڑے ہو جاتے۔ عبداللہ بن ابی ملیکہ سے ایوب نے پوچھا: ابن عباسؓ کی قرأت کیسے تھی؟ عبداللہ بن ابی ملیکہ نے جواب دیا: ابن عباسؓ نے آیت کریمہ:

”وجاء ت سکرۃ الموت بالحق ذالک ما کنت منہ تحید (ق۔۱۹)

اور موت کی بے ہوشی حق لے کر آن پہنچی۔ یہی ہے وہ جس سے تو بدکتا تھا۔

تلاوت کی اور اس آیت کو ترتیل کے ساتھ بار بار پڑھنا شروع کیا اور بہت زیادہ روئے۔ الفاظ حدیث ابوعبیدہ کے ہیں۔

۱۱۵۸-زبان کی وجہ سے انسان گھٹن کا شکار ہوگا...... احمد بن جعفر بن حمدان، عبداللہ بن احمد بن حنبل، احمد بن حنبل، عبدالوہاب، سعید جریری، ایک آدمی کے واسطے سے روایت کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت ابن عباسؓ کو دیکھا کہ انہوں نے اپنی زبان کی نوک ہاتھ میں پکڑی ہوئی ہے اور کہہ رہے ہیں: تیری ہلاکت! بھلی بات کہہ! اس میں تیرے لئے فائدہ ہے اور بری بات سے خاموش رہ! تاکہ تو سلامتی میں رہے۔ آدمی نے ابن عباسؓ سے کہا: اے ابن عباس! کیا ہوا کہ میں آپ کو زبان کا ایک کنارہ پکڑے ہوئے دیکھ رہا ہوں؟ فرمایا: مجھے خبر پہنچی ہے کہ قیامت کے دن آدمی اسی زبان کی وجہ سے سب سے زیادہ گھٹن کا شکار ہوگا۔

۱۱۵۹-نفلی حج بہتر ہے یا کسی بے کس کی مدد...... محمد بن احمد بن حسن، حسن بن علی بن ولید فسوی، خلف بن عبدالحمید، ابوصباح، عبدالغفور بن سعید، ابوہاشم رمانی، عکرمہ کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا: بخدا! میں مسلمانوں کے کسی گھرانے کی مہینہ بھر یا ہفتہ بھر کے لئے کفالت کروں مجھے پے در پے حج کرنے سے زیادہ محبوب ہے۔ میں ایک دانق کے بقدر مال اپنے کسی بھائی کو اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے ہدیہ کروں مجھے اللہ کے راستے میں دینار خرچ کرنے سے زیادہ محبوب ہے۔

۱۱۶۰-عبداللہ بن محمد بن عثمان واسطی، محمد بن اسحٰق، علی بن حسین بن اشکاب (اصل نسخوں میں اشکیب ہے) کثیر بن ہشام، عیسیٰ بن ابراہیم، محمد بن عبیداللہ الفز اری، ضحاک کے سلسلۂ سند سے مروی ہے:

حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا: جب درہم و دینار ڈھالے گئے ابلیس نے انہیں پکڑ کر اپنی آنکھوں کے ساتھ لگایا اور کہا: تم میرا ثمرۂ قلب اور میری آنکھوں کی ٹھنڈک ہو۔ تمہارے ذریعے میں لوگوں کو سرکشی پر آمادہ کروں گا اور تمہاری وجہ سے لوگوں کو کافر بناؤں گا اور تمہاری وجہ سے میں لوگوں کو دوزخ میں داخل کروں گا۔ پس میں ابن آدم سے راضی ہوں خواہ وہ خدا کی عبادت کرے، لیکن دنیا سے لگاؤ رکھے۔

۱۱۶۱-سلیمان بن احمد، علی بن عبدالعزیز، ابونعیم، سفیان ثوری، ابن جریج، ابوملیکہ کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا: کامل لوگ تو ختم ہو گئے صرف نسناس رہ گئے ہیں۔ لوگوں نے پوچھا: نسناس کیا ہے؟ فرمایا وہ لوگ جو کامل لوگوں کے ساتھ مشابہت اختیار کریں...... فی الواقع وہ کامل لوگ نہ ہوں۔

۱۱۶۲-عمر بن احمد بن عثمان، علی بن محمد مصری، محمد بن اسماعیل سلمی، ابونعیم، شریک، لیث، مجاہد کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا: لوگوں پر ایک ایسا زمانہ آنے والا ہے جس میں لوگوں کی عقلیں ماند پڑ جائیں گی حتیٰ کہ تم اس زمانے میں کوئی ایک عقلمند بھی نہیں پاؤ گے۔

۱۱۶۳-ابوبکر بن خلاد، اسحٰق بن ابراہیم حربی، عباد بن موسیٰ، سفیان، ابن طاؤس، طاؤس کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ حضرت ابن

عباسؓ نے فرمایا: کہ ایک مرتبہ معاویہؓ نے مجھے کہا: کیا تم علیؓ کی ملت پر ہو؟ میں نے جواب دیا: میں تو عثمانؓ کی ملت پر بھی نہیں ہوں، میں تو صرف رسول اللہ ﷺ کی ملت پر ہوں۔

۱۱۶۴- ابوبکر بن مالک، عبداللہ بن احمد بن حنبل، احمد بن حنبل و یحیی بن معین، معمر، شعیب، ابورجاء کا بیان ہے کہ حضرت ابن عباسؓ کے (کثرت سے رونے کی وجہ سے ان کے) چہرے پر آنسو بہنے کی جگہ پرانے تسمے کی طرح ہوگئی تھی۔

۱۱۶۵- ابوبکر بن مالک، عبداللہ بن احمد بن حنبل، احمد بن حنبل، اسماعیل بن ابراہیم، ایوب سختیانی، طاؤس کا بیان ہے کہ میں نے حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے بڑھ کر اللہ تعالیٰ کے حرمات کی تعظیم کرتے ہوئے کسی کو نہیں دیکھا۔ بخدا! میں انہیں یاد کرکے جب بھی رونا چاہوں رو لیتا ہوں۔

۱۱۶۶- **ابن عباسؓ کی وفات کا واقعہ**...... امام ابوالحسن علی بن محمد بن ابراہیم، محمد بن عیسیٰ بن سلیمان بصری، ابوعمر حفص بن عمر برکی، فرات بن سائب، میمون بن مہران کہتے ہیں کہ میں طائف میں حضرت عبداللہ بن عباسؓ کے جنازے میں حاضر ہوا۔ جب ان کے جنازے کو نماز پڑھنے کے لئے رکھا گیا اچانک سفید رنگ کا ایک پرندہ آیا اور ان کے کفن میں گھس گیا۔ لوگوں نے اسے کفن میں تلاش کیا مگر نہ ملا، چنانچہ جب ان کی قبر پر اینٹیں درست کی گئیں ہم نے ایک آواز سنی لیکن آواز والا دکھائی نہیں دیتا تھا، کہنے والا کہہ رہا تھا:

یا ایتها النفس المطمئنة ارجعی الی ربک راضیة مرضیة فادخلی فی عبادی وادخلی جنتی (فجر، ۲۷،۳۰)

اے اطمینان والی روح! تو اپنے رب کی طرف لوٹ چل، اس طرح کہ تو اس سے راضی وہ تجھ سے راضی۔ پس میرے خاص بندوں میں داخل ہو جا اور میری جنت میں چلی جا۔

(۴۶) حضرت عبداللہ بن زبیرؓ [۱]

حضرات صحابہ کرامؓ میں سے ایک حق کی خاطر حملہ آور ہونے والے، صدق کے قائل، جنہیں بعد از ولادت نبی اکرم ﷺ نے اپنے منہ مبارک سے کھجور چبا کر کھلائی، ماں باپ کے خاندانوں کی شرافتوں کے جامع، قیام اللیل میں مشاہدہ کرنے والے، لگاتار روزے رکھنے والے، بے مثال شمشیر زن، پختہ رائے والے، بہادروں کو للکارنے والے، حافظ قرآن، نبی ﷺ کے طریقہ کار پر چلنے والے، صدیق اکبرؓ کے رفیق سفر و حضر، نبی ﷺ کی پھوپھی صفیہ کے پوتے اور نبی ﷺ کی زوجہ مطہرہ عائشہ صدیقہؓ کے بھانجے حضرت عبداللہ بن زبیرؓ بھی ہیں۔

کہا گیا ہے کہ تصوف مخلوق کی کثرت پر فخر کرنے والوں پر حق کو غالب کرنا ہے۔

۱۱۶۷- **نبی ﷺ کا مبارک خون اپنے جسم میں محفوظ کرنے والے**..... سلیمان بن احمد، دران بن سفیان بصری، موسیٰ بن اسماعیل ہنید بن قاسم بن عبدالرحمن بن ماعز، عامر بن عبداللہ بن زبیر کے سلسلہ سند سے مروی ہے:

عبداللہ بن زبیرؓ نے فرمایا: میں ایک مرتبہ نبی ﷺ کے پاس آیا اس وقت نبی ﷺ پچھنے لگوا رہے تھے۔ جب فارغ ہوئے ارشاد فرمایا: اے عبداللہ! یہ خون (جو کہ پچھنے لگوانے کی وجہ سے نکلا ہے) لے جاؤ اور اسے ایسی جگہ گرا دو جہاں تمہیں کوئی نہ دیکھ رہا ہو۔ چنانچہ

۱- التاریخ الکبیر ۵/ت ۹. والجرح ۵/ت ۲۶۱، والجمع ۱/ ۲۴۰، واسد الغابة ۳/ ۱۶۱، والکاشف ۲/ت ۲۷۴۵. وسیر النبلاء ۳/ ۳۶۳. والاصابة ۲/ ۴۶۸۲. وتهذیب الکمال ۱۴/ ۵۰۸.

جب میں نبی ﷺ کی نظروں سے اوجھل ہو گیا تو میں نے گھونٹ گھونٹ کر کے سارا خون پی لیا۔ جب میں واپس لوٹا نبی ﷺ نے فرمایا: اے عبداللہ! تم نے کیا کیا؟ میں نے عرض کیا: میں نے خون کو ایسی جگہ پہنچا دیا ہے (جو سب کی نظروں سے اوجھل ہے)۔ مجھے گمان تھا کہ آپ کو لوگوں کے مطلع ہونے کا خوف ہے۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: شاید تم اسے پی چکے ہو؟ میں نے عرض کیا: جی ہاں۔ ارشاد فرمایا: تمہیں خون پینے کا حکم کس نے دیا تھا! (ویل لک من الناس وویل الناس منک۔)[1]

۱۱۶۸-محمد بن علی بن حبیش، احمد بن حماد بن سفیان، محمد بن موسیٰ جرشی، سعد ابو عاصم مولیٰ سلیمان بن علی، کیسان مولیٰ عبداللہ بن زبیر کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ سلمانؓ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اچانک سلمانؓ دیکھتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن زبیرؓ کے پاس ایک طشت ہے اور اس میں جو کچھ ہے اسے پیئے جا رہے ہیں۔ سلمانؓ نے عرض کیا: یہ کیا ہے یا رسول اللہ؟ ارشاد فرمایا: میں نے اسے (یعنی عبداللہ بن زبیرؓ) کو پچھنے سے نکلا ہوا خون گرانے کے لئے دیا تھا۔ سلمانؓ نے عرض کیا: قسم اس ذات کی جس نے آپ کو برحق مبعوث کیا ہے، وہ تو اسے پی چکا ہے۔ آپ ﷺ نے ابن الزبیر سے ارشاد فرمایا: کیا تم اسے پی چکے ہو؟ میں نے عرض کیا: جی ہاں، فرمایا: وہ کیوں؟ میں نے عرض کیا: مجھے پسند تھا کہ رسول اللہ ﷺ کا خون میرے پیٹ میں چلا جائے۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے اپنا دست شفقت ابن الزبیرؓ کے سر پر رکھا اور ارشاد فرمایا: تیرے لئے ہلاکت ہے لوگوں سے اور لوگوں کے لئے ہلاکت ہے تجھ سے۔ تجھے آگ نہیں چھوئے گی مگر قسم پوری کرنے کے لئے۔ (یہ اس آیت کی طرف اشارہ ہے جس میں فرمان ایزدی ہے کہ تیرے رب نے اپنے اوپر یہ بات لازم کر لی ہے کہ جہنم سے ہر ایک کو گزرنا ہو گا۔)[2]

۱۱۶۹-محمد بن علی، حسین بن مودود، سلیمان بن یوسف، یعقوب بن ابراہیم بن سعد، ابراہیم بن سعد، صالح بن کیسان، ابن شہاب، قاسم بن محمد بن ابی بکر کے سلسلۂ سند سے مروی ہے:

حضرت معاویہؓ کو خبر دی گئی کہ عبداللہ بن عمر، عبدالرحمٰن بن ابی بکر اور عبداللہ بن زبیرؓ مدینہ منورہ سے نکل کر مکہ مکرمہ چلے گئے ہیں۔ تاکہ وہاں یزید بن معاویہ کی بیعت سے کعبہ میں پناہ حاصل کر سکیں۔ چنانچہ جب حضرت معاویہؓ مکہ مکرمہ تشریف لائے تو مقام تنعیم میں عبداللہ بن زبیرؓ کے ساتھ ان کی ملاقات ہو گئی۔ معاویہؓ نے عبداللہؓ سے صرف رشتہ داروں کے حال احوال دریافت کئے اور جو شکایت انہیں پہنچی تھی اسکے متعلق مطلق کچھ نہ کہا۔ پھر حضرت معاویہؓ کی حضرت عبداللہ بن عمرؓ اور حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکرؓ سے ملاقات ہوئی۔ ان دونوں حضرات نے یزید کی ولی عہدی میں حضرت معاویہؓ سے بات چیت کی۔ پھر معاویہؓ نے عبداللہ بن زبیرؓ کو بلایا اور ان سے کہا: یہ سارا کام تمہارا ہے اور تم نے ان دونوں کو پھسلایا اور ان کو یہاں لے کر آئے۔ تم تو اس دھوکہ باز لومڑی کی مانند ہو جو ایک سوراخ سے نکلنے نہیں پاتی کہ دوسرے میں گھس جاتی ہے۔ ابن زبیرؓ نے فرمایا: میں کسی قسم کی مخالفت کے درپے نہیں ہوں لیکن میں دو آدمیوں کے ہاتھ پر بیعت کرنا ناپسند کرتا ہوں۔ سو جب میں تم دونوں سے پختہ عہد و معاہدہ کر چکوں گا پھر تم دونوں میں سے کسی کی اطاعت کروں گا؟ سو اگر آپ سمجھتے ہیں کہ آپ امارت کے مالک ہیں تو آپ یزید کے ہاتھ پر بیعت کر لیں ہم بھی آپ کے ساتھ اس کے ہاتھ پر بیعت کر لیں گے۔ الغرض ان سب حضرات نے بیعت کرنے سے انکار کر دیا تو حضرت معاویہؓ اٹھ کھڑے ہوئے اور کہنے لگے: خبردار! مجھے بہت سارے لوگوں کی باتیں پہنچی ہیں جو قابل غور ہیں۔ نیز مجھے ان لوگوں کے بارے میں مختلف افواہیں پہنچی ہیں۔

۱۔ المستدرک ۳/۵۵۴. والمطالب العالیۃ ۳۸۴۷. ومجمع الزوائد ۸/۲۷۰. وتفسیر القرطبی ۲/۱۰۳. وکنز العمال ۳۷۲۲۶.

۲۔ سنن الدارقطنی ۱/۲۲۸، وتلخیص الحبیر ۱/۳۱. وتاریخ ابن عساکر ۷/۴۰۱.(التھذیب) وکنز العمال ۳۳۵۹۱، ۳۷۲۲۳.

شخص میں سراسر جھوٹ پاتا ہوں۔ حالانکہ یہ لوگ بات سنتے ہیں اطاعت بجالاتے ہیں اور جس صلح میں پوری امت داخل ہے یہ لوگ بھی داخل ہیں۔

۱۱۷۰-عبداللہ بن محمد، ابوبکر بن ابی عاصم، حوطی وعمرو بن عثمان، شعیب بن اسحٰق، ہشام بن عروہ، عروہ کے سلسلۂ سند سے مروی ہے:

ایک مرتبہ یزید بن معاویہ نے عبداللہ بن زبیرؓ کی طرف خط لکھا: میں نے چاندی کی بنی ہوئی ایک ہتھکڑی اور سونے کی بنی ہوئی دو عدد بیڑیاں اور چاندی کا بنا ہوا ایک طوق بھیجا ہے۔ میں اللہ تعالیٰ کی قسم اٹھا کر کہتا ہوں کہ آپ ضرور بالضرور ان اوزار میں اپنے آپ کو گرفتار کروائیں گے۔ چنانچہ عبداللہ بن زبیرؓ نے خط دور پھینکا اور ذیل کا شعر پڑھا:

ولا ألين لغير الحق اساله   حتى يلين لضرس الماضغ الحجر

جس ناحق کا مجھ سے مطالبہ کیا گیا ہے میں اسکے لئے نرمی نہیں دکھلاؤں گا تاوقتیکہ چبانے والی داڑھوں کے لئے پتھر نہ نرم ہو جائے۔

۱۱۷۱-ابن الزبیر کا آخری وقت......سلیمان بن احمد، علی مبارک صنعانی، یزید بن مبارک، عبدالملک بن عبدالرحمٰن زماری، قاسم بن معن، ہشام بن عروہ:

عروہ رحمہ اللہ کا بیان ہے کہ جب معاویہؓ وفات پا گئے تو عبداللہ بن زبیرؓ جان بوجھ کر یزید بن معاویہ کی اطاعت بجالانے سے پہلوتہی کرنے لگے اور علانیہ طور پر اسے برا بھلا کہنے لگے۔ یزید کو جب اسکی خبر ملی تو کہنے لگا: بخدا! ابن زبیر کو بیڑیوں اور طوقوں میں گرفتار کر کے لایا جائے، ورنہ میں اس پر لشکر کشی کروں گا۔ ابن زبیرؓ سے کہا گیا: کیا ہم آپ کے لئے چاندی کا ایک طوق نہ بنا دیں جسے آپ کپڑوں تلے پہن لیں یوں یزید کی قسم پوری ہو جائے گی اور آپ صلح کر لیں۔ ابن زبیرؓ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ اس کی قسم کو پورا نہ کرے پھر مندرجہ ذیل شعر پڑھنے لگے:

ولا ألين لغير الحق اساله   حتى يلين لضرس الماضغ الحجر

جس ناحق کا مجھ سے مطالبہ کیا گیا ہے میں اسکے لئے نرمی نہیں دکھلاؤں گا تاوقتیکہ چبانے والی داڑھوں کے لئے پتھر نہ نرم ہو جائے۔

پھر فرمایا: بخدا! عزت کی تلوار ذلت کے کوڑے سے بدرجہا بہتر ہے۔ پھر لوگوں کو اپنے ہاتھ پر بیعت کرنے کی دعوت دی اور یزید کی مخالفت کا اعلان کر دیا۔ یزید نے ابن زبیرؓ کے پاس حصین بن نمیر کندی کو لڑنے کیلئے بھیجا اور اسے ہدایت دیتے ہوئے کہا: اے ابن برذعۃ الحمار! (گدھے کے بچے) قریش کی دھوکہ بازیوں سے بچ کر رہنا اور ان کے ساتھ صرف نیزوں اور گھوڑوں سے معاملہ کرنا (یعنی تابڑتوڑ حملے کرنا اور صلح جوئی کے دھوکہ میں نہ آنا)۔ چنانچہ حصین مکہ آن وارد ہوا ابن زبیرؓ نے اسکے ساتھ بھرپور جنگ کی۔ مگر حصین کی فوجوں نے کعبہ کو جلا ڈالا۔ پھر حصین کو یزید کی موت کی خبر پہنچی تو وہ خبر سنتے ہی بھاگ نکلا۔

جب یزید مر گیا تو مروان بن حکم نے لوگوں کو اپنے ہاتھ پر بیعت کرنے کی دعوت دی۔ پھر جب مروان مر گیا تو عبدالملک نے اپنے ہاتھ پر بیعت کرنے کی لوگوں کو دعوت دی۔ چنانچہ عبدالملک نے حجاج کو اپنے ایک لشکر کا امیر مقرر کر کے مکہ بھیجا۔ حجاج مکہ میں وارد ہوا اور ابوقبیس پہاڑ پر چڑھ گیا۔ وہیں پہاڑ پر اس نے منجنیق نصب کی اور ابن زبیرؓ اور ان کے ہمراہیوں پر پتھر برسانے شروع کئے۔

(اس وقت ابن زبیرؓ اپنی فوج کے ساتھ مسجد حرام میں موجود تھے، حجاج نے مسجد پر بھرپور سنگباری کی)، چنانچہ جب وہ دن طلوع ہوا جس میں ابن زبیرؓ کو شہید کیا گیا تو حضرت ابن الزبیرؓ صبح صبح اپنی والدہ حضرت اسماء بنت ابی بکرؓ کے پاس گئے۔ وہ اس وقت سو سال کی عمر کی تھیں۔ ابھی تک ان کا ایک دانت بھی نہیں گرا تھا اور نہ ہی ان کی بینائی میں کچھ فرق آیا تھا۔ اسماءؓ کہنے لگیں: اے عبداللہ! تم نے اپنی جنگ کے بارے میں کیا کیا؟ ابن زبیرؓ نے جواب دیا: دشمن فلاں فلاں جگہ تک پہنچ گیا ہے یہ کہتے ہوئے ابن زبیرؓ ہنس

پڑے۔ پھر فرمایا: بلاشبہ موت میں راحت و آرام ہے۔ اسماءؓ نے فرمایا: اے پیارے بیٹے! شاید تم نے موت کی تمنا میرے لئے کی ہے مجھے مرنا پسند نہیں تاوقتیکہ تمہارا کچھ نہ کچھ فیصلہ ہو جائے۔ یا تو تم اپنے مقصد میں کامیاب ہو جاؤ اور میری آنکھیں ٹھنڈی ہوں یا پھر تمہیں قتل کر دیا جائے اور میں تمہاری جان و جسم کو عنداللہ باعث ثواب سمجھوں۔ پھر ابن زبیرؓ نے والدہ کو الوادع کیا اور اسماءؓ نے تاریخی وصیت فرمائی اور فرمایا: اے پیارے بیٹے! خبردار! تم قتل کے ڈر سے اپنے دین کی کوئی خصلت نہ چھوڑ بیٹھو۔ پھر ابن زبیر والدہ کے پاس سے نکل آئے اور مسجد میں تشریف لے آئے یہاں ان سے کہا گیا: کیا ہم شامیوں کے ساتھ صلح کے بارے میں بات چیت نہ کریں؟ فرمایا: کیا یہ وقت صلح کا ہے؟ بخدا! اس وقت اگر شامی تمہیں کعبہ کے بیچوں بیچ بھی پالیں تمہیں ضرور ذبح کر ڈالیں گے پھر درج ذیل شعر پڑھا:

ولست بمتاع الحیاۃ بذلۃ ولا مرتق من خشیۃ الموت سلماً

میں ذلت و رسوائی کے بدلے میں زندگی کو خریدنے والا ہوں اور نہ ہی میں موت کے ڈر سے سیڑھی پر چڑھنے والا ہوں۔

پھر ابن زبیرؓ نے اپنے ہمراہیوں کو وعظ و نصیحت کی اور فرمایا: جس طرح تمہارے چہرے غصے سے آگ اگل رہے ہیں اسی طرح تمہاری تلواریں بھی آگ اگلیں۔ کسی کی تلوار نہ ٹوٹنے پائے کہ پھر وہ عورت کی طرح ہاتھوں سے اپنی جان کا دفاع کرنے لگ جائے۔ بخدا! جب بھی میری کسی لشکر سے مڈبھیڑ ہوئی میں ہمیشہ صف اول میں رہا نیز مجھے جنگوں کے دوران جو زخم بھی آیا اسکا درد مجھے صرف اتنا محسوس ہوا جس طرح بیماری کے لئے دوائی کا اثر محسوس ہوتا ہے۔

پھر ابن زبیرؓ نے شامیوں پر حملہ کر دیا اور ان کے ساتھ سفیان بھی تھے۔ سب سے پہلے اسود نامی آدمی سے ان کا مقابلہ ہوا اس پر تلوار کا ایک ہی وار کیا وہ لڑکھڑاتا ہوا دور جا گرا۔ وہ اسود نامی شخص بولا: آخ! اے ابن زانیہ! ابن زبیرؓ نے اسے جواباً فرمایا: ہش! اے حام! کیا اسماء زانیہ ہے؟ پھر شامیوں کو مسجد سے مار بھگایا اور مسلسل اسی طرح لگاتار ان پر حملے کرتے رہے اور انہیں مسجد سے باہر نکالتے رہے اور ساتھ ساتھ فرماتے رہے کاش: مسجد کا ایک کونہ میرے ذمہ ہوتا تو میں اس کے لئے کافی ہوتا۔ عروہ کہتے ہیں: مسجد کی چھت پر ابن زبیرؓ کے کچھ مددگار چڑھے ہوئے تھے جو دشمنوں پر اینٹیں برسا رہے تھے اتفاقاً ایک اینٹ ابن زبیرؓ کے سر پر بھی آن لگی حتی کہ ان کا سر پھٹ گیا کھڑے رک گئے اور زبان سے فرمائے جا رہے تھے۔

ولسنا علی الاعقاب تدمی کلومنا ولکن علی اقدامنا تقطر الدما.

ہم وہ نہیں کہ پیٹھ پھیرنے کی وجہ سے ہماری ایڑیوں پر خون گرتا ہو بلکہ سینہ سپر ہونے کی وجہ سے ہمارے قدموں پر خون ٹپکتا ہے۔

عروہ کہتے ہیں: پھر ابن زبیر گر گئے اور ان کے دو آزاد کردہ غلام یہ کہتے ہوئے ان کی طرف متوجہ ہوئے: بندہ اپنے رب کی خاطر حملہ کرتا ہے اور اس سے بچتا رہتا ہے۔ عروہ کہتے ہیں: پھر شامیوں کے انبوہ نے آگے بڑھ کر ابن زبیرؓ کا سر تن سے جدا کر دیا۔

۱۱۷۱-سلیمان بن احمد، علی بن مبارک، زید بن مبارک، ابراہیم بن اسحٰق، ابواسحٰق کہتے ہیں:

جس دن حضرت عبداللہ بن زبیر کو مسجد حرام میں شہید کیا گیا تھا میں ادھر موجود تھا۔ شامیوں کے لشکر مسجد کے مختلف دروازوں سے داخل ہوتے تھے۔ چنانچہ جب بھی شامیوں کی کوئی جماعت مسجد میں داخل ہوتی ابن زبیرؓ تنہا مردانہ حملہ کرتے اور ان سب کو مسجد سے باہر نکال دیتے۔ وہ اسی حالت پر بدستور قائم تھے کہ اچانک مسجد کے اوپر سے ایک اینٹ ان کے سر پر لگی جس کے کاری زخم سے وہ گر پڑے آپؓ رجزیہ اشعار پڑھ رہے تھے:

اسماء ان قتلت لاتبکین لم یبق الاحسبی و دینی

وصارم لانت بہ یمینی

اے اسماء! اگر مجھے شہید کر دیا جائے تم نے نہیں رونا چونکہ باقی صرف میرا حسب و دین ہی رہا ہے اور ایک ننگی کاٹنے والی تلوار

ہے جس سے میرا دایاں ہاتھ نرم پڑ گیا ہے۔

۱۱۷۳-فاروق بن عبدالکبیر خطابی، عبدالعزیز بن معاویہ عتبی، جعفر بن عون، ہشام بن عروہ:
عروہ رحمہ اللہ کا بیان ہے کہ حضرت عبداللہ بن زبیرؓ شامیوں پر حملہ کرتے اور انہیں مسجد کے مختلف دروازوں سے باہر نکال دیتے اور یہ رجز پڑھتے تھے:

لو کان قرنی واحدا کفیته

یعنی اگر مسجد کا ایک کونہ میرے سپرد ہوتا تو میں اکیلا اس کے لئے کافی ہوتا۔
نیز یہ رجز بھی پڑھتے تھے:

ولسنا علی الاعقاب تدمی کلومنا ولکن اقدامنا تقطر الدما.

یعنی ہم وہ نہیں کہ پیٹھ پھیرنے کی وجہ سے ہماری ایڑیوں پر خون گرتا ہو بلکہ سینہ سپر ہونے کی وجہ سے ہمارے قدموں پر خون ٹپکتا ہے۔

۱۱۷۴-جعفر بن محمد بن عمرو احمس، ابوحصین ودائی، یحییٰ بن عبدالحمید، علی بن مسہر، ہشام بن عروہ، عروہ، اسماء بنت ابی بکرؓ (دوسری سند) عبداللہ بن محمد، ابوبکر بن ابی عاصم، دحیم، شعیب بن اسحٰق، ہشام بن عروہ وفاطمہ بنت منذر کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ حضرت اسماء بنت ابی بکرؓ نے نبی ﷺ کی طرف ہجرت کی، اس وقت ان کے بطن میں حضرت عبداللہ بن زبیر بصورت حمل تھے۔ چنانچہ جب اسماءؓ نے انہیں جنم دیا اس وقت تک انہیں دودھ نہ پلایا جب تک کہ نبی ﷺ کے پاس لے کر نہ آ گئیں۔ چنانچہ ولادت کے بعد ان کو لے کر نبی ﷺ کی خدمت بابرکت میں حاضر ہوئیں اور آغوشِ رسالت میں دیدیا آپ ﷺ نے گود میں لیکر خیر و برکت کی دعا کی اور تبرکاً کھجور چبا کر ان کے منہ میں ڈالی۔ اس دنیا میں آنے کے بعد اس عالم سے جو سب سے پہلی نعمت عبداللہ بن زبیرؓ کے منہ میں گئی وہ آنحضرت ﷺ کا لعاب دہن تھا۔

۱۱۷۵-ابوبکر طلحی، ابوحصین ودائی، احمد بن یونس، ابوالحیاۃ یحییٰ بن یعلی تیمی، یعلی تیمی کا بیان ہے کہ میں حضرت عبداللہ بن زبیر کے سانحہ شہادت کے تین دن بعد مکہ مکرمہ میں داخل ہوا۔ وہ اس وقت سولی پر لٹکائے ہوئے تھے۔ ابن زبیرؓ کی والدہ لاش کے پاس تشریف لائیں وہ اس وقت بوڑھی ہو چکی تھیں۔ قد لمبا تھا اور آنکھوں کی بینائی جواب دے چکی تھی۔ حجاج سے کہنے لگیں: کیا ابھی تک اس شہسوار کو نیچے اتارنے کا وقت نہیں آیا؟ حجاج بولا: (یہ شہسوار کہاں) یہ تو منافق ہے۔ اسماءؓ نے جواب دیا: بخدا! یہ منافق نہیں تھا بلاشبہ یہ تو نیکوکار تھا اور دن کو روزہ رکھتا اور رات کو مصلے پر کھڑا رہتا تھا۔ حجاج بولا: اے بڑھیا! واپس لوٹ جا، تیری عقل میں فساد آ گیا ہے۔ اسماءؓ نے جواب دیا: بخدا! ایسی بات نہیں، جب سے میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے اس وقت سے میری عقل میں فساد نہیں آیا آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: قبیلہ ثقیف میں سے ایک کذاب اور ایک مبیر (ہلاکو یعنی لوگوں کا قتل عام کرنے والا) ظاہر ہوگا، رہا کذاب سو ہم اسے (مختار ثقفی کو) دیکھ چکے، اور مبیر تو تم ہی ہو۔[۱]

۱۱۷۶-علی بن حمید واسطی، اسلم بن سہل واسطی، محمد بن حسان، عبدالوہاب بن عطاء، زیاد جصاص، علی بن زید بن جدعان، مجاہد کا بیان ہے کہ میں حضرت ابن عمرؓ کے ساتھ تھا: وہ ابن زبیرؓ کی سولی پر لٹکی ہوئی لاش کے پاس سے گزرے اور تھوڑی دیر ان کے پاس کھڑے ہوئے اور فرمایا: اللہ تعالیٰ تجھ پر رحم فرمائے تو یقیناً دن کو روزہ رکھتا اور رات کو قیام کرتا اور رشتہ داری کی پاسداری رکھتا تھا۔ مجھے اللہ تعالیٰ سے قوی امید ہے کہ وہ تجھے کسی صورت عذاب نہیں دے گا۔ مجاہد کہتے ہیں: پھر ابن عمرؓ میری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: مجھے ابوبکر صدیقؓ نے

۱۔ دلائل النبوۃ للبیہقی ۶/ ۴۸۲، ومسند الحمیدی ۳۲۶. البدایۃ والنہایۃ ۶/ ۲۶۸، ۸/ ۳۴۰، ۳۴۴، ۳۴۶.

حدیث سنائی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو آدمی برا عمل کمائے گا اسے اسکا بھرپور بدلہ دیا جائے گا۔

۱۱۷۷- ابو بکر طلحی، ابو حصین وداعی، احمد بن یونس، مندل، سیف ابو ہذیل، نافع کا بیان ہے کہ میں نے ابن عمرؓ کو کھجور کے جس تنے پر ابن زبیرؓ کو لٹکایا گیا تھا اس کے قریب کیا۔ ابن عمرؓ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ تجھ پر رحمت نازل فرمائے۔ بخدا! تو دنوں کو روزے رکھتا تھا اور راتوں کو قیام کرتا تھا۔

۱۱۷۸- ابن زبیرؓ سو زبانوں کے عالم...... ابو حامد بن جبلہ، محمد بن اسحاق ثقفی، احمد بن سعید الدارمی، ابو عاصم،...... عمر بن قیس کہتے ہیں حضرت ابن زبیرؓ کے سو غلام تھے۔ ہر ایک دوسری سے زبان میں مختلف تھا۔ حضرت ابن زبیرؓ ہر ایک سے اسی کی زبان میں بات چیت کرتے تھے۔ جب میں آپ کو دنیا میں مشغول دیکھتا تو یوں محسوس ہوتا تھا کہ آپ کو ایک گھڑی کیلئے بھی آخرت کا خیال نہیں۔ لیکن جب آخرت کے کام میں مشغول دیکھتا تو یوں معلوم ہوتا کہ دنیا سے آپ کو کچھ لگاؤ ہی نہیں ہے۔

۱۱۷۹- احمد بن محمد بن سنان، ابو عباس سراج، محمد بن صباح، محمد بن میمون، سفیان، ابن جریج، ابن ابی ملیکہ کا بیان ہے کہ میں نے ایک مرتبہ حضرت ابن عباسؓ کے پاس ابن زبیرؓ کا ذکر کیا۔ ابن عباسؓ کہنے لگے: بلاشبہ ابن زبیر اسلام میں عفیف و پاکدامن ہیں۔ قرآن کے بے مثال قاری ہیں۔ ان کے والد زبیرؓ ہیں۔ ان کی والدہ اسماءؓ ہیں۔ ان کے نانا ابو بکرؓ ہیں۔ حضرت خدیجہؓ ان کی پھوپھی ہیں، صفیہؓ ان کی دادی ہیں اور عائشہؓ ان کی خالہ ہیں۔ بخدا: جیسی حسبی و نسبی شرافت میں ابن زبیرؓ کی سمجھتا ہوں ایسی شرافت ابو بکر و عمر کے لئے بھی نہیں سمجھتا۔

۱۱۸۰- ابو بکر بن مالک، عبداللہ بن احمد بن حنبل، عباس بن ولید نرسی، مسلم بن خالد زنجی، عمرو بن دینار رحمہ اللہ کہتے ہیں: جس حسن و خوبی کے ساتھ عبداللہ بن زبیر نماز پڑھتے تھے اس طرح میں نے کبھی کسی نمازی کو نہیں دیکھا۔

۱۱۸۱- ابو بکر بن مالک، عبداللہ بن احمد بن حنبل، محمد بن عباس، سفیان، ہشام بن عروہ کہتے ہیں مجھے ابن منکدر نے بتایا کہ اگر تم ابن زبیرؓ کو نماز پڑھتے دیکھ لیتے تم ضرور کہتے کہ یہ کسی درخت کی ٹہنی ہے، جسے ہوا تھپکی دے رہی ہے۔ نماز کے دوران حجاج کی فوجیں منجنیق سے پتھر برساتی تھیں اور پتھر ان کے آس پاس لگتے تھے مگر انہیں پرواہ تک نہیں ہوتی تھی۔

۱۱۸۲- ابو بکر طلحی، ابو حصین وداعی، احمد بن یونس، زائدہ، منصور، مجاہد کا بیان ہے کہ حضرت عبداللہ بن زبیرؓ جب نماز میں مشغول ہوتے یوں لگتے جیسے وہ کوئی لکڑی ہوں (جو کھڑی کر دی گئی ہو) ان کی یہ کیفیت نماز میں کمال خشوع و خضوع کی وجہ سے تھی۔

۱۱۸۳- سلیمان بن احمد، اسحٰق بن ابراہیم، عبدالرزاق، ابن جریج، عطاء رحمہ اللہ کا بیان ہے کہ حضرت ابن زبیرؓ جب نماز پڑھ رہے ہوتے یوں لگتے گویا کہ وہ ابھری ہوئی کوئی چیز ہے جو حرکت نہیں کر پا رہی۔

۱۱۸۴- محمد بن علی بن عاصم، حسین بن حرانی، عبدالوارث بن عبدالصمد، عن امہ، ماطرہ مہدیہ، عن خالتہ ام جعفر بنت نعمان سے روایت کرتی ہیں کہ:

ام جعفر ایک مرتبہ اسماء بنت ابی بکرؓ کے پاس گئیں اور انہیں سلام کیا اور پھر ان کے پاس عبداللہ بن زبیرؓ کا ذکر کرنے لگیں اسماءؓ بولیں: ابن زبیر راتوں کو قیام کرتا اور دنوں کو روزہ رکھتا تھا کثرت عبادت کی وجہ سے اسے حمام المسجد (مسجد کا کبوتر) کہا جاتا تھا۔

۱۱۸۵- ابو حامد بن جبلہ، محمد بن اسحٰق، احمد بن سعید، علی بن حسن بن شقیق، نافع بن عمر، ابن ابی ملیکہ کہتے ہیں مجھے عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ

ا۔ مسند الامام احمد ۱/۶، ۶/۲۲. والمستدرک ۳/۵۵۳. والدر المنثور ۲/۲۲۶، وتاریخ ابن عساکر ۷/۳۲۴، وتفسیر القرطبی ۵/۱۹۹. وتفسیر ابن کثیر ۲/۲۷۰، ۳۷۱، والکامل لابن عدی ۳/۱۰۴۵. والضعفاء ۲/۷۹.

نے کہا تمہارے دل میں ابن زبیرؓ کی اتنی زیادہ محبت کیوں بھری ہوئی ہے؟ میں نے جواب دیا: کاش اگر آپ انہیں دیکھ لیتے یقیناً ان جیسا اللہ تعالیٰ کے ساتھ سرگوشی کرنے والا کسی کو نہ پاتے۔

۱۱۸۶- محمد بن علی، حسین بن محمد بن حرانی، محمد بن بشار، روح بن عبادہ، حبیب بن شہید، ابن ابی ملیکہ کا بیان ہے کہ حضرت عبداللہ بن زبیرؓ سات سات دن لگاتار روزے رکھتے جب ساتواں دن ہوتا وہ پھر بھی ہم سے زیادہ طاقتور اور زیادہ آور ہوتے۔

۱۱۸۷- سلیمان، ذکریا ساجی، حوثرہ بن محمد، ابواسامہ، سعید بن مرزبان ابوسعید، محمد بن عبداللہ ثقفی کہتے ہیں ایک مرتبہ حج کے موقع پر ابن زبیرؓ نے خطبہ دیا میں ان کے خطبہ میں موجود تھا چنانچہ یوم ترویہ (یعنی آٹھ ذوالحجہ) سے ایک دن قبل ہمارے پاس تشریف لائے انہوں نے احرام باندھا ہوا تھا انہوں نے تلبیہ پڑھایا اور کیا ہی خوب تلبیہ پڑھایا میں نے کبھی ایسا تلبیہ نہیں سنا۔ پھر اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء کرنے کے بعد فرمایا:

امابعد!

یقیناً تم لوگ مختلف آفاق وجہات سے وفود کی حالت میں اللہ تعالیٰ (کے عالیشان گھر بیت اللہ) کے پاس تشریف لائے ہو۔ اللہ تعالیٰ کا حق ہے کہ وہ اپنے وفود کا اکرام کرے پس جو آدمی اللہ تعالیٰ کی خیر وبھلائی کو طلب کرنے آیا ہے تو اللہ تعالیٰ اپنے طالب کو رسوا نہیں کرتا۔ اپنے قول کو فعل سے سچا کر دکھاؤ چونکہ قول کا اصل سرچشمہ فعل ہے نیت کو خالص رکھو اور دل کو صاف ستھرا رکھو اور ان دنوں کے معاملہ میں اللہ تعالیٰ سے ڈرو، بلاشبہ ان دنوں میں گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔ تم لوگ مختلف آفاق سے آئے ہو تم لوگ کسی تجارت یا مال یا کسی قسم کی دنیا کو یہاں طلب کرنے نہیں آئے ہو۔ پھر ابن زبیرؓ نے تلبیہ پڑھا اور ان کے ساتھ لوگوں نے بھی تلبیہ پڑھا، چنانچہ ابن زبیرؓ کو جتنا زیادہ روتے ہوئے میں نے آج دیکھا اتنا زیادہ روتے ہوئے انہیں کبھی نہیں دیکھا۔

۱۱۸۸- ابوعمرو بن حمدان، حسین بن سفیان، حبیب بن موسیٰ، عبداللہ بن مبارک، مالک بن انس، وہب بن کیسان کہتے ہیں ایک مرتبہ حضرت عبداللہ بن زبیرؓ نے میری طرف ایک نصیحت نامہ لکھ کر بھیجا:

امابعد!

بلاشبہ اہل تقویٰ کی کچھ علامات ہوتی ہیں جن کے ذریعے انہیں پہچان لیا جاتا ہے اور اہل تقویٰ بذات خود بھی ان علامتوں کو پہچانتے ہیں: جس نے مصیبت پر صبر کیا، تقدیر وقضاء پر راضی رہا، نعمتوں کا شکر ادا کیا اور حکم قرآن کے آگے سرنگوں ہوا یہ متقی ہے۔ یقیناً امام (سلطان) کی مثال بازار جیسی ہے کہ جو چیز بھی بازار سے ختم ہو جاتی ہے اس چیز کی رسد کا بازار میں اضافہ کر دیا جاتا ہے۔ سو اگر امام نے حق کو رائج کیا اس کے پاس اہل حق آئیں گے اور اگر امام نے باطل کو رائج کیا اس کے پاس اہل باطل کا ہجوم ہوگا اور اس کے پاس سے باطل ہی کو رواج ملے گا۔

۱۱۸۹- ابوبکر طلحی، محمد بن حسین وداعی، احمد بن عبداللہ بن یونس، معاویہ، ہشام بن عمرو، وہب بن کیسان کا بیان ہے کہ میں نے عبداللہ بن زبیرؓ کو کبھی نہیں دیکھا کہ انہوں نے سلطان یا سفیر سلطان سے ڈر کر کسی سلطان کے کارندے کو صلح کا پروانہ یا پیغام دیا ہو۔

۱۱۹۰- ابوبکر طلحی، محمد بن حسین وداعی، احمد بن عبداللہ بن یونس، ابومعاویہ، ہشام بن عروہ، وہب بن کیسان کہتے ہیں کہ اہل شام حضرت ابن زبیرؓ کو "یا ابن ذات النطاقین" (نطاق بمعنی کمربند یعنی اے دو کمربندوں والی کے بیٹے) کہہ کر عار دلاتے تھے۔ حضرت اسماءؓ نے ابن زبیر سے فرمایا: اہل شام تجھے نطاقین کا لفظ بول کر عار دلاتے ہیں۔ اس کی حقیقت سن! بلاشبہ میرے پاس ایک نطاق (کمربند) تھا جسے میں نے دو حصوں میں پھاڑ لیا تھا چنانچہ ایک حصہ کے ساتھ میں نے رسول اللہ ﷺ کا زادِ راہ (ہجرت مدینہ کے موقع پر) باندھا تھا

اور دوسرے حصے کے ساتھ میں نے مشکیزہ باندھ لیا تھا تب رسول اللہ ﷺ نے مجھے ذات النطاقین کہہ کر مخاطب کیا تھا۔ چنانچہ اس کے بعد جب بھی اہل شام نطاقین (کا لفظ بول کر) ابن زبیرؓ کو عار دلاتے تو ابن زبیرؓ کہتے: رب کعبہ کی قسم یقیناً وہ (میری والدہ اسماءؓ) ذات النطاقین ہیں۔

تلک شکاۃ ظاھر عنک عارھا.

یہ شکوہ تجھ سے عار کو زائل کر دے گا۔

۱۱۹۱- فاروق بن عبدالکبیر خطابی، ابو مسلم کشی، ابراہیم بن بشار، سفیان بن عیینہ، محمد بن عمرو، یحییٰ بن عبدالرحمٰن بن حاطب، ابن زبیرؓ کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ جب آیت کریمہ:

"ثم انکم یوم القیامۃ عند ربکم تختصمون" (الزمر، ۳۱)

پھر تم یقیناً قیامت کے دن اپنے رب کے پاس جھگڑے کرو گے۔

نازل ہوئی تو آپؓ کے والد حضرت زبیرؓ (بن عوام) نے کہا: یا رسول اللہ! کیا ہمارے درمیان کے حساب و کتاب کا پھر تکرار ہو گا دوسرے گناہوں کے ساتھ؟ ارشاد فرمایا: جی ہاں! یہاں تک کہ ہر ذی حق کو اپنا حق مل جائے۔ [۱]

۱۱۹۲- محمد بن احمد بن حسن، عبداللہ بن احمد بن حنبل، احمد بن حنبل، سفیان، محمد بن عمرو، یحییٰ بن عبدالرحمٰن بن حاطب، ابن زبیرؓ کی روایت ہے کہ جب آیت کریمہ: "ثم لتسئلن یومئذ عن النعیم" ۔ (التکاثر۔۸) پھر ضرور تم سے نعمتوں کے بارے میں سوال کیا جائے گا، نازل ہوئی تو حضرت زبیر (بن عوام) نے پوچھا: یا رسول اللہ! کونسی نعمتوں کے بارے میں ہم سے سوال کیا جائے گا؟ ہمیں تو (گزارے کے لئے) صرف کھجور اور پانی میسر ہوتا ہے؟ رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: خبردار! ان نعمتوں کی عنقریب فراوانی ہو جائے گی۔ [۲]

۱۱۹۳- سلیمان، فضیل بن محمد ملطی و ابو زرعہ الدمشقی، ابو نعیم، عبدالرحمٰن بن غسیل، عباس بن سہل بن سعد ساعدی انصاری کہتے ہیں میں نے ابن زبیرؓ کو مکہ مکرمہ کے منبر پر خطبہ دیتے ہوئے سنا، وہ فرما رہے تھے: اے لوگو! رسول اللہ ﷺ ارشاد فرمایا کرتے تھے: اگر کسی آدمی کو سونے کی ایک وادی مل جائے وہ چاہے گا کہ اسے ایک اور مل جائے۔ اگر اسے دوسری بھی مل جائے وہ تیسری کا بھی خواہاں ہو گا آدمی کے پیٹ کو بس مٹی ہی بھرتی ہے اور جو آدمی توبہ کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس پر رجوع فرماتے ہیں۔ [۳]

۱۔ مسند الحمیدی ۲۲، ومشکل الآثار ۱/ ۳۹۰.

۲۔ مسند الامام أحمد ۱/ ۱۶۴، والدر المنثور ۶/ ۳۸۸، وتفسیر ابن کثیر ۸/ ۴۹۶.

۳۔ صحیح البخاری ۸/ ۱۱۵، وفتح الباری ۱۱/ ۲۵۳، والترغیب والترھیب ۲/ ۵۴۲.

اہل صفہ کا بیان

شیخ ابونعیم اصفہانی رحمہ اللہ نے فرمایا: ہم نے بعض زاہدین وعبادت گزار صحابہ کرام کے کچھ احوال واقوال کا تذکرہ کیا ہے یہ حضرات صحابہ کرامؓ اعلام وآئمہ صحابہ کرامؓ میں سے ہیں۔ جو کہ اپنے معبود اور اس کے ذکر پر بہت فریفتہ تھے، رب یکتا اور اسکی محبت میں ہمہ تن مستغرق تھے، جنہیں عارفین وعاملین کے لئے پیشوا بنایا گیا ہے، جنہیں دنیا کے امتحان میں مبتلا ہونا پڑا۔ بالآخر دنیا پر حجت قائم کرکے اس سے رخصت ہوئے۔

اب ہم اہل صفہ کی شان عالی اور ان کے اخلاق واحوال کا اللہ تعالیٰ سے مدد طلب کرتے ہوئے ذکر کرتے ہیں نیز اسانید مشہورہ اور شواہد مذکورہ کے بل بوتے پر ان حضرت کے ناموں کا بھی تذکرہ کریں گے۔ یہ وہ لوگ تھے جنہیں حق تعالیٰ نے مادیت سے سراسر غافل رکھا اور اللہ تعالیٰ نے انہیں سامان دنیوی کے امتحان سے محفوظ رکھا، حق تعالیٰ نے انہیں تنگدست فقراء کے لئے پیشوا بنایا جس طرح مذکورہ بالا حضرات صحابہ کرامؓ کو حق تعالیٰ نے عارفین کے لئے نمونہ بنایا، چنانچہ ان حضرات اہل صفہ کو اہل وعیال کی فکر تھی اور نہ ہی کسی قسم کے مال کی۔ انہیں حق تعالیٰ کی یاد سے تجارت غافل کر سکی اور نہ ہی کوئی مال۔ وہ حضرات دنیا کے مافات پر غمگین نہیں ہوئے وہ صرف اخروی انجام پر ہی خوش ہوئے۔ ان کی کل خوشی معبود باری تعالیٰ اور مالک مختار کی ذات تھی۔ ان کا غم ہاتھ سے نکل جانے والے وقت اور فوت ہونے والے وظیفے پر تھا۔ وہ ایسے لوگ تھے جنھیں اللہ تعالیٰ کی یاد سے تجارت غافل کر سکتی تھی اور نہ ہی بیع وشراء۔ مافات پر انہوں نے کبھی افسوس نہیں کیا اور جو کچھ انہیں مل گیا اس پر بھی اترائے نہیں۔ مالک قادر مطلق نے ان کی حفاظت فرمائی اور دنیاوی آسودگی سے انہیں محفوظ رکھا اور رزق کی فراوانی کے امتحان میں انہیں مبتلا نہیں کیا تاکہ کہیں سرکشی پر نہ اتر آئیں، مافات پر غمزدگی انہوں نے دور پھینک دی، دنیاوی بکھیڑوں سے بے سروکار تھے اور حسب ونسب کا فخر وغرور ان کے ہاں معدوم تھا۔

۱۱۹۴-عبداللہ اصفہانی، ابراہیم بن محمد بن حسن، احمد بن سعید، عبداللہ بن وہب، ابوہانی، عمرو بن حریث ودیگر حضرات کا بیان ہے کہ آیت کریمہ: "**ولو بسط الله الرزق لعباده لبغوا في الارض**" (شوریٰ ۲۷) اگر اللہ تعالیٰ اپنے خاص بندوں کے لئے رزق کی فراوانی کردے تو وہ زمین میں سرکشی کرنے لگ جائیں، اصحاب صفہ کے بارے میں نازل ہوئی۔ چونکہ اصحاب صفہ کہتے تھے: کاش کہ ہمارے لئے بھی دنیا ہوتی، پس وہ حضرات دنیا کی تمنا کرتے تھے۔ یہ حدیث حیوۃ نے بھی ابوہانی سے روایت کی ہے۔

۱۱۹۵-سلیمان بن احمد، احمد بن یحییٰ حلوانی، سعید بن سلیمان، عبداللہ بن مبارک، حیوۃ بن شریح، ابوھانی کے سلسلہ سند سے مروی ہے کہ عمرو بن حریثؓ نے فرمایا: کہ یہ آیت "**ولو بسط الله الرزق لعباده لبغوا في الارض**" اہل صفہ کے بارے میں نازل ہوئی چونکہ وہ دنیا کے متمنی تھے۔

شیخ ابونعیم اصفہانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ نے دنیا کو اہل صفہ سے دور رکھ کر اور انہیں دنیاوی آسودگی سے دور رکھ کر ان پر شفقت فرمائی اور انہیں محفوظ رکھا تاکہ سرکش نہ بن جائیں۔ چنانچہ وہ اللہ تعالیٰ کی حفاظت میں دنیاوی بکھیڑوں سے مامون رہے، دنیاوی اشغال سے بچے رہے، اموال نے انہیں رسوا نہیں کیا اور نہ ہی ان کے احوال متغیر ہوئے۔

۱۱۹۶- ابوعمرو بن حمدان، حسین بن سفیان، عبیداللہ بن معاذ، معتمر بن سلیمان، سلیمان، ابوعثمان نہدی کہتے ہیں کہ مجھے حضرت عبدالرحمٰن بن ابوبکرؓ نے حدیث سنائی کہ اصحاب صفہ تنگدست لوگ تھے۔ (ایک مرتبہ) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس کے پاس دو آدمیوں کا کھانا ہو

وہ تیسرے کو اپنے ساتھ لے جائے، جس کے پاس چار آدمیوں کا کھانا ہو وہ پانچویں اور چھٹے کو اپنے ساتھ لے جائے۔" او کما قال" ابوبکرؓ اپنے ساتھ تین (اہل صفہ کے) آدمیوں کو لیکر آئے اور خود نبی ﷺ اپنے ساتھ دس آدمیوں کو لیکر گئے۔[1]

یہ حدیث صحیح متفق علیہ ہے۔

۱۱۹۷- سلیمان، علی بن عبدالعزیز، ابونعیم، عمر بن ذر، مجاہد کے سلسلۂ سند سے حضرت ابوہریرہؓ کی حدیث مروی ہے کہ ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ میرے پاس سے گزرے۔ ارشاد فرمایا: اے ابوہریرہ! میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوں! ارشاد فرمایا: اہل صفہ کے پاس جاؤ اور انہیں بلا لاؤ۔[2]

ابوہریرہؓ فرماتے ہیں: اہل صفہ اسلام کے مہمان تھے وہ اہل وعیال کے پاس جاتے تھے اور نہ ہی مال کے پاس۔ چنانچہ جب رسول اللہ ﷺ کے پاس صدقے کی کوئی چیز آجاتی اسے اہل صفہ کے پاس بھیج دیتے اور اس سے خود کچھ بھی نہیں لیتے تھے اور جب آپ ﷺ کے پاس بطور ہدیہ کے کوئی چیز آجاتی اسے اہل صفہ کے پاس بھیج دیتے اور خود بھی اس میں سے کچھ لے لیتے تھے اور اہل صفہ کو بھی اسمیں شامل کر لیتے تھے۔

۱۱۹۸- ابوعمر بن حمدان، حسین بن سفیان، وہب بن بقیہ، خالد بن عبداللہ، داؤد بن ابی ہند، ابوحرب بن ابی الاسود دئلی کے سلسلۂ سند سے طلحہ بن عمروؓ کی روایت ہے کہ جب کوئی آدمی نبی ﷺ کے پاس آتا اور اس کی جان پہچان والا کوئی آدمی مدینہ میں ہوتا تو وہ (آنے والا) اس کے پاس ٹھہرتا اور اگر اس کا پہچاننے والا کوئی نہ ہوتا تو اصحاب صفہ کے پاس ٹھہرتا۔ چنانچہ میں ان لوگوں میں سے تھا جو صفہ میں ٹھہرتے تھے اور میری ایک آدمی سے موافقت اور جان پہچان بھی ہوگئی تھی اور رسول اللہ ﷺ کی جانب سے ہمارے اوپر کھجوروں کا ایک مد (ایک پیمانہ) دو آدمیوں کے درمیان جاری کیا جاتا۔[3]

۱۱۹۹- سلیمان بن احمد، محمد بن نضر ازدی، موسیٰ بن داؤد، شریک، عبداللہ بن محمد بن عقیل، علی بن حسین کے سلسلۂ سند سے حضرت ابورافعؓ کی حدیث ہے کہ جب فاطمہؓ کے ہاں حسینؓ کی ولادت ہوئی تو فاطمہؓ کہنے لگیں: یارسول اللہ! کیا میں اپنے بیٹے کا عقیقہ نہ کروں؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: نہیں لیکن اسکا سر صاف کرو اور بالوں کے وزن کے برابر مساکین واوافض پر صدقہ کرو۔ اوافض سے مراد اہل صفہ ہیں۔

۱۲۰۰- محمد بن حسن، بشر بن موسیٰ، ابوعبدالرحمٰن مقری، حیوۃ، ابوہانی، ابوعلی جنبی، فضالہ بن عبیدؓ کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب لوگوں کو نماز پڑھا رہے ہوتے تو ان میں سے بعض بھوک کی وجہ سے نماز میں قیام کرنے سے عاجز ہو کر نیچے گر جاتے۔ یہ گرنے والے اصحاب صفہ ہوتے تھے...... حتیٰ کہ گنوار کہتے کہ یہ لوگ تو دیوانے ہیں۔

یہ حدیث ابن وہب نے بھی ابوہانی سے روایت کی ہے۔

۱۲۰۱- محمد بن محمد بن اسحٰق، زکریا ساجی، احمد بن عبدالرحمٰن، عبداللہ بن وہب، فضیل بن غزوان، ابی حازم، ابوہریرہؓ کی روایت ہے کہ اہل صفہ کے ستر آدمی تھے۔ ان میں سے کسی ایک کے پاس چادر تک بھی نہیں ہوتی تھی۔

۱۲۰۲- عبداللہ بن محمد بن جعفر، محمد بن عبداللہ بن رستہ، ابوایوب مقری، جریر، عطاء، شعبی کے سلسلۂ سند سے حضرت ابوہریرہؓ کی روایت

۱۔ صحیح البخاری ۱/۱۵۶، ۴/۲۳۶، وصحیح مسلم، کتاب الاشربۃ ۱۷۶.

۲۔ صحیح البخاری ۸/۹۸، ۱۲۰، وسنن الترمذی ۲۴۷۷. والسنن الکبری للبیھقی ۷/۸۳. ۸/۳۴۰. وعمل الیوم واللیلۃ لابن السنی ۴۰۶.

۳۔ مسند الامام أحمد ۲/۳۹۰، والمعجم الکبیر للطبرانی ۳/۱۷. والمصنف لابن ابی شیبۃ ۸/۴۷، ومجمع الزوائد ۴/۵۷.

ہے میں صفہ میں تھا کہ رسول اللہ ﷺ نے ہماری طرف عجوہ کھجوریں بھیجیں۔ ہم بھوک کی وجہ سے دو دو کھجوریں اٹھانے لگے نبی ﷺ اپنے صحابہ کرامؓ سے فرماتے تھے: میں بھی دو دو اٹھا رہا ہوں تم بھی دو دو اٹھا کر کھاؤ۔

۱۲۰۳-ابو محمد بن حیان، عبدالرحمٰن بن محمد بن سلم، ھناد بن سری، ابو معاویہ، ہشام، حسن کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ اہل صفہ کے پاس تشریف لائے ارشاد فرمایا: تم لوگوں نے صبح کس حال میں کی ہے؟ اصحاب صفہ نے جواب دیا ہم نے خیریت سے صبح کی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: آج تم لوگ بدرجہا بہتر ہو (اس وقت سے کہ) جب تم میں سے کسی ایک کے پاس صبح کے کھانے کے لئے ایک بڑا پیالہ لایا جائے گا اور شام کے وقت ایک دوسرا کھانے سے بھرا ہوا پیالہ لایا جائے گا اور تم میں سے کوئی ایک اپنے گھر پر اس طرح پردے لٹکائے گا جس طرح کعبہ پر پردے لٹکائے جاتے ہیں۔ اصحاب صفہ نے پوچھا: یارسول اللہ! کیا ہم اس آسودگی کو پائیں گے درآں حالانکہ ہم اپنے دین پر کاربند ہوں گے؟ ارشاد فرمایا: جی ہاں، کہنے لگے: پھر تو ہم اُس وقت (آج سے بدرجہا) بہتر ہوں گے۔ چونکہ ہم صدقات کریں گے اور غلاموں کو آزاد کریں گے۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: نہیں بلکہ تم لوگ بلسبت اُس وقت کے آج بدرجہا بہتر ہو۔ چونکہ جب تم دنیاوی آسودگی وفراوانی کو پالو گے آپس میں حسد کرنے لگ جاؤ گے ایک دوسرے سے قطع تعلق کرو گے اور ایک دوسرے سے بغض وعداوت کرنے لگ جاؤ گے۔[۱]

۱۲۰۴-عبداللہ بن محمد، ابو یحییٰ رازی، ہناد بن سری، یونس بن بکیر، سنان بن سیسن حنفی کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ حضرت حسن بصری رحمہ اللہ نے فرمایا: جب ضعفاء مسلمین کے لئے صفہ بنایا گیا تو مسلمانوں نے حسب استطاعت جو کچھ میسر ہوسکا لے کر ان کے پاس آنا شروع کردیا۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ اہل صفہ کے پاس تشریف لاتے اور ارشاد فرماتے: السلام علیکم: یا اہل الصفۃ! اصحاب صفہ جواب دیتے "وعلیک السلام یارسول اللہ" آپ ﷺ ارشاد فرماتے: تم لوگ آج کے دن بدرجہا بہتر ہو اس دن سے کہ جب تم میں سے کسی ایک کے پاس کھانے سے بھرا ہوا ایک بڑا پیالہ صبح کے کھانے کے لئے لایا جائے گا اور پھر ایک شام کے وقت اور وہ صبح کو ایک عالیشان جوڑے میں ملبوس ہو کر نکلے گا اور شام کے وقت دوسرے میں۔ تم لوگ اپنے گھروں پر اس طرح پردے لٹکاؤ گے جس طرح کعبہ پر پردے لٹکائے جاتے ہیں۔ (یعنی تم پر ایک ایسا زمانہ آنے والا ہے کہ جس میں تمہارے پاس مال ودولت کی خوب ریل پیل ہوگی) اہل صفہ کہنے لگے: ہم تو اس دن بہت بہتر ہوں گے چونکہ اللہ تعالیٰ ہمیں آسودگی عطا فرمائے گا ہم اس کا شکر ادا کریں گے۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم لوگ آج بہت بہتر ہو۔[۲]

شیخ ابو نعیم اصفہانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: صفہ میں رہنے والوں کی تعداد مختلف اوقات میں مختلف ہوتی رہتی تھی۔ بسا اوقات اہل صفہ متفرق ہو جاتے اور پردیسیوں اور آنے والوں کی تعداد کم ہو جاتی، جسکی وجہ سے اہل صفہ کی مجموعی تعداد بھی کم ہو جاتی اور بسا اوقات باہر سے آنے والوں اور وفود کی تعداد بڑھ جاتی اور انہیں اہل صفہ کے ساتھ شامل کرلیا جاتا۔ یوں اہل صفہ کی تعداد بڑھ جاتی، ہاں البتہ ان کے حالات واخبار میں مشہور بات یہ تھی کہ ان پر فقر وفاقہ کا غلبہ زیادہ رہتا تھا، اس کے باوجود وہ حضرات پھر بھی ایثار سے کام لیتے اور فقر وفاقہ کو اپنے لئے پسند کرتے تھے۔ ان پر ایسا وقت بھی آیا کہ ان کے پاس دو کپڑے گزارے کے لئے بھی نہیں ہوتے تھے۔ رنگ برنگ کھانوں کا تو ان کے ہاں سوال ہی پیدا نہیں ہوتا تھا ان کے فقر وفاقہ اور ایثار پر ذیل کی حدیث خوب دلالت کرتی ہے۔

۱۲۰۵-فقر وناداری کی انتہاء...... ابوبکر بن مالک، عبداللہ بن احمد بن حنبل، وکیع، فضیل بن غزوان، ابو حازم کے سلسلۂ سند سے حضرت ابوہریرہؓ کی روایت ہے کہ میں نے ایک مرتبہ ستر اہل صفہ کو ایک ہی کپڑے میں نماز پڑھتے دیکھا ان میں سے بعض ایسے تھے کہ

۲،۱۔ مجمع الزوائد ۱۰/۲۳۲، ۳۱۴. والسنن الکبریٰ للبیھقی ۷/۲۷۲. والتاریخ الکبیر ۵/۱۳. والترغیب والترھیب ۳/۱۱۱، ۳/۱۰.

کپڑا صرف ان کے گھٹنوں تک پہنچا اور بعض کا تھوڑا نیچے تک۔ جب ان میں سے کوئی رکوع کرتا تو وہ اپنے کپڑے کو ہاتھ سے پکڑ لیتا چونکہ اسے ستر کھلنے کا خوف دامن گیر ہوتا تھا۔

۱۲۰۶-عبداللہ بن احمد، اسماعیل بن عبداللہ، ہشام بن عامر، صدقۃ بن خالد، زید بن واقد، بسر بن عبیداللہ حضرمی کے سلسلۂ سند سے واثلہ بن اسقع ؓ کی روایت ہے کہ میں اصحاب صفہ میں سے ہوتا تھا۔ چنانچہ ہم اہل صفہ میں سے کوئی ایک بھی ایسا نہیں ہوتا تھا کہ جس کو پورا کپڑا (جو ستر کے لئے کافی ہو) میسر ہو سکے۔ ہماری اس تنگدستی کی حالت میں ہمارے جسموں پر میل اور غبار اٹا رہتا تھا جب پسینہ آتا میل اور غبار گھل کر ہمارے جسموں پر بہہ جاتا جس کے نشانات جسم پر واضح نظر آتے تھے۔

۱۲۰۷-اہل صفہ کی گزر بسر کا طریقہ..... عبداللہ بن محمد بن جعفر، عبدالرحمٰن بن محمد بن سلم، ہناد بن سری، ابواسامہ، جریر بن حازم کے سلسلۂ سند سے محمد بن سیرین رحمہ اللہ کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب شام کے وقت تشریف لاتے تو اہل صفہ کو صحابہ میں (کھانا کھلانے کے لئے) تقسیم کر دیتے چنانچہ ایک صحابی اٹھتے وہ اپنے ساتھ اہل صفہ کا ایک آدمی لے جاتے کوئی اور صحابی اٹھتے وہ اپنے ساتھ دو کو لے جاتے اور کوئی تین کو لے جاتے حتیٰ کہ ابن سیرین رحمہ اللہ نے دس تک کا ذکر کیا۔ چنانچہ حضرت سعد بن عبادہؓ ہر رات اپنے گھر والوں کے پاس اسی (۸۰) آدمیوں کو لے کر آتے اور انہیں شام کا کھانا کھلاتے ان سب کا تعلق اہل صفہ سے ہوتا۔[1]

۱۲۰۸-عبداللہ بن محمد بن ابی بکر، عبداللہ بن محمد بن نعمان، ابونعیم (دوسری سند) ابوبکر طلحی، عبید بن غنام- (ایک نسخہ میں عنام اور ایک میں عثام ہے) الفاظ حدیث انہی کے ہیں- ابوبکر بن ابی شیبہ، ابونعیم، موسیٰ بن علی، اپنے والد علی سے حضرت عقبہ بن عامرؓ کی روایت ہے:

کہ ایک دن رسول کریم ﷺ باہر ہمارے پاس تشریف لائے تو ہم صفہ میں بیٹھے ہوئے تھے۔ آپ ﷺ نے ہم سے فرمایا: تم میں سے کون شخص پسند کرے گا کہ وہ ہر روز بطحان یا عقیق کی طرف جائے اور وہاں سے دو اونٹنیاں بڑے کوہان والی بغیر کسی گناہ کے اور بغیر انقطاع صلہ رحمی کے لے آئے؟ ہم نے عرض کیا: یا رسول اللہ! ہم سب ہی پسند کرتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا (تو پھر سن لو) تم میں سے جو شخص مسجد میں جاتا ہے اور وہاں کتاب اللہ کی دو آیتیں کسی کو سکھلاتا ہے یا خود پڑھتا ہے تو وہ اس کے لئے دو اونٹنیوں سے بہتر ہے تین آیتیں اس کے لئے تین اونٹنیوں سے بہتر ہیں اور چار آیتیں اس کے لئے چار اونٹنیوں سے بہتر ہیں، حاصل یہ کہ آیتوں کی تعداد اونٹنیوں کی تعداد سے بہتر ہے۔[2]

شیخ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: عقبہ بن عامرؓ کی حدیث بالا میں تصریح ہے کہ نبی ﷺ اصحاب صفہ کو دنیاوی پیشا کشوں سے الگ تھلگ رکھنا چاہتے تھے اور انہیں ہمہ وقت عبادت ذکر و فکر اور تعلیم و تعلم میں مشغول رکھنا چاہتے تھے، جس میں ان کی حالت خوش اسلوبی کے ساتھ استوار رہ سکتی تھی۔ چونکہ وہ ان اشغال میں مصروف رہ کر ہلاکتوں اور خطرات سے محفوظ رہ سکتے تھے۔ نیز یوں وہ حضرات اپنی بے پایاں امیدوں سے راحت بھی پا سکتے تھے۔

۱۲۰۹-محمد بن احمد بن مخلد، ابواسماعیل ترمذی، یحیٰی بن بکیر، ابن لہیعہ، عمارہ بن غزیہ، ربیعہ بن ابوعبدالرحمٰن کے سلسلۂ سند سے حضرت انس بن مالکؓ کی حدیث ہے کہ ایک دن حضرت ابوطلحہؓ اہل صفہ کے پاس گئے۔ اچانک دیکھتے ہیں کہ نبی ﷺ کھڑے ہیں اور اصحاب صفہ کو پڑھا رہے ہیں اور آپ ﷺ نے بھوک کی وجہ سے پیٹ پر پتھر باندھ رکھا ہے تاکہ اس سے ان کی کمر سیدھی رہے۔

چنانچہ اہل صفہ کتاب اللہ کو سمجھنے اور سیکھنے میں مشغول رہتے تھے ان کا مطمح نظر یہی تھا کہ دین اسلام کی نئی بات سننے کو مل جائے

۱۔ تاریخ ابن عساکر ۶/ ۹۱. (التهذیب)

۲۔ المصنف لابن ابی شیبة ۱۰/ ۵۰۳، ومسند الامام احمد ۴/ ۱۵۴، والمعجم الكبير للطبرانی ۱۷/ ۲۹۰.

ذیل کی حدیث اس امر کی باخوبی گواہی دیتی ہے۔

۱۲۱۰-جعفر بن محمد بن عمرو، ابوحصین وداعی، یحییٰ بن عبدالحمید، حماد بن زید، معلی بن زیاد، علاء بن بشیر، ابوصدیق ناجی کے سلسلۂ سند سے حضرت ابوسعید خدریؓ کی روایت ہے کہ میں ایک دن غرباء یعنی اصحاب صفہ کی ایک جماعت میں بیٹھا ہوا تھا ان میں سے کچھ ننگے بدن ہونے کی وجہ سے اپنے ساتھیوں کی اوٹ میں بیٹھے ہوئے تھے اور ایک شخص ہمارے سامنے قرآن پڑھ رہا تھا اور ہمارے لئے دعا بھی کرتا جاتا کہ اچانک نبی کریم ﷺ تشریف لائے اور ہمارے پاس کھڑے ہوگئے۔ پڑھنے والے نے جب نبی کریم ﷺ کو کھڑے دیکھا تو وہ خاموش ہوگیا۔ اس وقت آپ ﷺ نے ہمیں سلام کیا اور فرمایا: تم لوگ کیا کررہے ہو؟ ہم نے عرض کیا کہ ہم کتاب اللہ سن رہے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: تمام تعریفیں اس خدا کے لئے ہیں جس نے میری امت میں وہ لوگ پیدا کئے جن کے بارے میں مجھے حکم دیا گیا کہ میں ان کے ساتھ بیٹھوں۔ راوی کہتے ہیں کہ یہ فرما کر آپ ﷺ ہمارے درمیان بیٹھ گئے پھر آپ ﷺ نے ہاتھ سے حلقہ بنا کر بیٹھنے کا اشارہ فرمایا۔ چنانچہ سب لوگ حلقہ بنا کر بیٹھ گئے۔ اس کے بعد آپ نے فرمایا: اے مفلسین کی جماعت! تمہیں خوشخبری ہو اس بات کی کہ قیامت کے دن تمہیں بھرپور نور حاصل ہوگا اور تم دولتمند طبقے سے آدھے دن پہلے جنت میں داخل ہوجاؤ گے اور یہ آدھا دن پانچسو برس کے برابر ہوگا۔ چنانچہ یہ فقراء جنت میں عیش وعشرت کررہے ہوں گے اور دولتمندوں کا طبقہ حساب دے رہا ہوگا۔[۱]

یہ حدیث جعفر بن سلیمان نے معلی بن زیاد سے اپنی اسناد سے بمسلہ روایت کی ہے اور جعفر نے ثابت بنانی، سلمان کے طریق سے مرسلاً روایت کی ہے۔

۱۲۱۱-ابوبکر بن مالک، عبداللہ بن احمد بن حنبل، احمد بن حنبل، جعفر بن سلیمان، ثابت بنانی کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ حضرت سلمانؓ ایک جماعت میں بیٹھے اللہ تعالیٰ کا ذکر کررہے تھے کہ اچانک نبی ﷺ کا ادھر سے گزر ہوا چنانچہ یہ حضرات چپ ہوگئے آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم لوگ کیا کہہ رہے تھے؟ ہم نے عرض کیا: یارسول اللہ! ہم اللہ تعالیٰ کا ذکر کررہے تھے، ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے رہو بلاشبہ میں نے تمہارے اوپر رحمت نازل ہوتی ہوئی دیکھی تو میں نے بھی چاہا کہ تمہارے ساتھ شریک ہوجاؤں، پھر ارشاد فرمایا: تمام تعریفیں اس خدا کے لئے ہیں جس نے میری امت میں ایسے لوگوں کو پیدا کیا جن کے ساتھ مجھے جم کر بیٹھنے کا حکم دیا گیا۔[۲]

یہ حدیث مسلمہ بن عبداللہ نے عن عمہ عن سلیمان کے طریق سے طویل قصے کے ساتھ روایت کی ہے ہم نے اسے کتاب شرف الفقر میں ذکر کیا ہے۔

شیخ ابونعیم اصفہانی رحمہ اللہ کہتے ہیں: حضرات صحابہ کرامؓ اور تابعین کرام میں سے جن حضرات نے فقر وفاقہ کو گلے لگایا وہ تاقیامت دین کی ایک واضح علامت ہیں۔ ان کے صدق کے جھنڈے لہراتے ہیں، ان کا باطنی مشاہدہ حق سے آباد تھا، جبکہ حق انکا مشاہد وانتظام کردہ ہے۔ رسول کریم ﷺ ان کے کفیل اور ان کے مؤدب تھے۔ جو دنیا اور اس کے دھوکے سے فروتنی برتے اور آخرت اور اسکی عشرتوں کی طرف متوجہ ہو، اس آدمی کا حق ہیکہ حق تعالیٰ جو یکتا اور باقی رہنے والا ہے اسکی کاریگری کا مشاہدہ کرے۔ آنے والی آخرت کی راحتوں کی دھن میں لگا ہو جو کہ آخرت کے دوام اور خوشنمائی سے تعلق رکھتی ہیں، دائمی سکونت واسکی رونق افروزی، ملاقات حق تعالیٰ اور اسکی جلوہ افروزی، معائنۂ معبود اور اسکی لذت یہ سارے امور اسکے قیمتی انعامات ہیں۔ اس کا حق ہے کہ وہ حق تعالیٰ کے پسند فرمودہ فقر وفاقہ پر راضی رہے اور جن دنیا کے امور سے اللہ تعالیٰ نے اسے پھیر دیا ہے اس سے الگ رہے اور جو چیز اس کے لئے مقید کردی ہے اسکی کوشش میں لگا رہے۔ اپنے دل کی کڑی نگرانی کرتا ہو، اپنے آپ کو زمرہ مساکین میں سے سمجھتا ہو، اللہ کے مقرب بندوں نے جن خصلتوں کو اپنے لئے مختص کیا ہے ان کے درپے ہو، اپنے اوقات کو غنیمت سمجھتا ہو اور اختلاط سے پرہیز کرتا ہو، اپنے اوقات کی حفاظت

۱۔ سنن أبی داؤد، کتاب العلم باب ۱۳، ودلائل النبوۃ للبیهقی ۵/ ۳۵۱. ومشکاۃ المصابیح ۲۱۹۸.

کرتا ہو اور اپنے آپ کو باطل پرستوں کی مسالحت سے کنارہ کش رکھتا ہو، رب العالمین کے معاملہ میں کوشش واجتہاد سے کام لیتا ہو اور تمام احوال میں سید المرسلین ﷺ کی اقتداء کرتا ہو۔

۱۲۱۲- حسین بن اسحٰق تستری، محمد بن ابی خلف، یحیٰی بن عباد، محمد بن عثمان واسطی، ثابت کے سلسلۂ سند سے حضرت انسؓ (ایک نسخہ میں ابن عباسؓ) کی حدیث ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو جب کسی آدمی کی دھونی بھلی لگتی اسے نماز کا حکم دیتے۔

شیخ ابونعیم اصفہانی رحمہ اللہ کہتے ہیں: ان حضرات نے صفہ کو اپنا ٹھکانا بنایا اور باطنی گندگیوں سے اپنے قلوب کو صاف کیا، اغیار سے فروتنی برتی، نفوس کی چاپلوسی سے محفوظ رہے، نیکوکاروں کے طریقہ کار پر جمے رہے، پس انہیں دائمی نعمتوں کی بہشتوں میں اتارا گیا اور انہیں خالص تسنیم (جنت کی شراب) پلائی گئی۔

۱۲۱۳- احمد بن جعفر بن حمدان، عبداللہ بن احمد بن حنبل، محمد بن عبداللہ بن نمیر، عمران بن عیینہ، اسماعیل، ابوصالح کہتے ہیں "ومزاجه من تسنيم" (مطففین ۲۷) میں تسنیم اہل جنت کی اعلیٰ ترین شراب ہے جو کہ مقربین کو خالص ملے گی اور بقیہ لوگوں کو تسنیم کی محض ملاوٹ ملے گی۔

شیخ ابونعیم اصفہانی رحمہ اللہ کہتے ہیں: اہل صفہ مختلف قبائل کے اچھے لوگ تھے اللہ تعالیٰ نے ان کے سروں پر نور کا تاج سجایا، انہوں نے اذکار سے اپنے دلوں کو پاکیزہ کیا، ان کے اعضاء نے راحت پائی، ان کے باطنی اسرار منور چاند کی طرح کھل اٹھے، چونکہ حق تعالیٰ نے اپنی رضا ان کے شامل حال کردی تھی۔ انہوں نے دنیاوی بکھیڑوں میں مشغول ہونے والوں سے اعراض کیا، وہ دنیا جمع کرنے والوں سے دور رہے، حاسد دشمن کے ساتھ مصالحت سے کنارہ کشی کی، حق تعالیٰ کی حمایت کو انہوں نے تھامے رکھا، دنیا سے بالکل قطع تعلق تھے، دنیاوی ملبوسات ان کے سامنے ہیچ تھے، حق تعالیٰ کے سوا کسی کی طرف متوجہ نہیں ہوئے، انہوں نے حق تعالیٰ کی محبت ورضا کو اپنا مرجع بنایا حتیٰ کہ فرشتوں نے بھی ان کی زیارت ودوستی میں رغبت کی اور رسول اللہ ﷺ کو بھی ان کے ساتھ مل بیٹھنے اور گفتگو کرنے کا حکم ہوا۔

۱۲۱۴- اصحاب صفہ کی اہمیت...... ابوبکر طلحی، عبید بن غنام، ابوبکر بن ابی شیبہ، احمد بن مفضل، اسباط بن نصر، سدی، ابوسعید ازدی، ابوالکنود کے سلسلۂ سند سے حضرت خباب بن ارتؓ کی روایت ہے کہ آیت کریمہ: "والعشي يريدون وجهه" (انعام ۵۲) اور خاص اسی کی رضامندی کا قصد کرتے ہیں، کے سبب نزول کے متعلق فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ اقرع بن حابس اور عیینہ بن حصن فزاری آئے اور انہوں نے نبی ﷺ کو بلال وعمار وصہیب اور خبابؓ کے ساتھ بیٹھے ہوئے پایا۔ یہ حضرات ضعفاء مومنین میں سے تھے۔ جب ان دونوں نے ضعفاء مومنین کو دیکھا تو انہیں حقیر سمجھا اور آپ ﷺ کو خلوت میں لے گئے اور کہنے لگے: ہم چاہتے ہیں کہ آپ ہمارے لئے خصوصی مجلس کا اہتمام کریں تاکہ عرب ہمارے شرف وفضل کا امتیاز کرسکیں۔ چونکہ آپ کے پاس مختلف اطراف سے وفود آتے رہتے ہیں ہمیں حیاء آتی ہے کہ عرب ہمیں ان غلاموں کے ساتھ بیٹھے ہوئے دیکھیں۔ پس جب ہم آپ کے پاس آئیں آپ انہیں وہیں چھوڑ کر ہماری طرف اٹھ آیا کریں اور جب ہم فارغ ہوجائیں آپ بے شک ان کے پاس جا کر بیٹھ جایا کریں، آپ ﷺ نے ان کے مطالبے کو منظور کرلیا، پھر وہ دونوں کہنے لگے: ہمارے لئے ایک تحریر لکھ دیجئے جو بطور معاہدہ کے ہمارے پاس رہے چنانچہ نبی ﷺ نے ورق منگوایا تاکہ ان کے لئے معاہدہ لکھ دیں اور بطور کاتب کے حضرت علیؓ کو بلایا۔ چنانچہ آپ ﷺ نے معاہدہ لکھنے کا قصد کیا اس وقت ہم ایک کنارے میں بیٹھے ہوئے دیکھ رہے تھے اچانک جبرئیل علیہ السلام نازل ہوئے فرمایا: "لا تطرد الذين يدعون ربهم بالغداة والعشي يريدون وجهه" الی قولہ تعالیٰ: "فتكون من الظالمين" (انعام ۵۲)۔ پھر اقرع بن حابس اور ان کے ساتھی کا ذکر

کیا۔اور فرمایا:

و کذالک فتنابعضھم ببعض لیقولوا اھولآء من اللہ علیھم من بیننا الیس اللہ باعلم بالشاکرین (انعام ۵۳)

اور اسی طرح ہم نے بعض کو بعض کے ذریعے آزمائش میں ڈال رکھا ہے تاکہ یہ لوگ کہا کریں: کیا یہ لوگ ہیں کہ ہم سب میں سے ان پر اللہ نے فضل کیا ہے؟ کیا یہ بات نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ شکر گزاروں کو خوب جانتا ہے۔

آگے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: و اذا جاءک الذین یومنون بآیاتنافقل سلام علیکم کتب ربکم علی نفسہ الرحمۃ (انعام ۵۴) اور یہ لوگ جب آپ کے پاس آئیں جو ہماری آیتوں پر ایمان رکھتے ہیں تو یوں کہہ دیجئے کہ تم پر سلامتی ہے (اور) تمہارے رب نے (تمہارے لئے) مہربانی فرمانا اپنے ذمہ مقرر کرلیا ہے۔

چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے ورق دور پھینک دیا اور ہمیں اپنے پاس بلایا۔ہم ان کے پاس گئے آپ ﷺ کہہ رہے تھے: ''سلام علیکم'' یعنی تمہارے اوپر سلامتی ہو۔ہم آپ ﷺ کے قریب تر ہوگئے حتی کہ ہم نے اپنے گھٹنے ان کے گھٹنوں کے ساتھ ملالئے۔ پھر رسول اللہ ﷺ ہمارے ساتھ بیٹھتے تھے اور جب چلے جانے کا قصد کرتے تو اٹھ کر چلے جاتے اور ہمیں چھوڑ دیتے پس اللہ تعالیٰ نے آیت نازل کی: ''و اصبر نفسک مع الذین یدعون ربھم بالغداۃ و العشی یریدون وجھہ و لاتعدعیناک عنھم تریدزینۃالحیاۃ الدنیا'' (سورۃ کہف ۲۸) اور اپنے آپ کو انہی لوگوں کے ساتھ رکھئے جو اپنے پروردگار کو صبح وشام پکارتے ہیں اور اس کی رضامندی چاہتے ہیں۔خبردار! آپ کی نگاہیں ان سے نہ ہٹنے پائیں کہ آپ دنیاوی زندگی کی ٹھاٹھ کے ارادے میں لگ جائیں۔

یعنی آپ اپنی آنکھیں ان سے نہ ہٹائیے کہ آپ اشراف کے ساتھ بیٹھ جائیں۔ارشاد باری تعالیٰ ہے و لاتطع من اغفلنا قلبہ عن ذکرنا واتبع ھواہ و کان امرہ فرطا (کہف ۲۸) اور اس آدمی کا کہنا نہ مانیے جس کے دل کو ہم نے اپنے ذکر سے غافل کردیا ہے اور جو اپنی خواہش کے پیچھے پڑا ہوا ہے اور جنکا معاملہ حد سے گزر چکا ہے۔

جس کے دل کو اللہ تعالیٰ نے اپنی یاد سے غافل کردیا ہے وہ عیینہ بن حصن فراری اور اقرع بن حابس ہے اور معاملے کا حد سے گزرنا ہلاکت ہے۔ پھر قرآن میں اللہ تعالیٰ نے دو آدمیوں اور دنیاوی زندگی کی مثال بیان فرمائی ہے، خباب بن ارتؓ کہتے ہیں: ہم اس کے بعد نبی ﷺ کے ساتھ بیٹھتے تھے اور جب ہم سمجھتے کہ آپ ﷺ کے اٹھنے کا وقت آن پہنچا ہے تو ہم خود ہی اٹھ کھڑے ہوتے اور آپ ﷺ کو وہیں چھوڑ دیتے پھر آپ ﷺ بھی کھڑے ہوجاتے ورنہ ایسا ہوتا کہ آپ ﷺ جم کر بیٹھے رہتے حتی کہ ہم کھڑے نہ ہوجائیں۔

یہ حدیث عمر بن محمد عنقزی علی اسباط نے بھی بمثل بالا کے روایت کی ہے۔

۱۲۱۵-ابوعمرو بن حمدان، حسن بن سفیان، ابووہب حرانی، سلیمان بن عطاء، مسلمہ بن عبداللہ، اپنے چچا سے حضرت سلمان فارسیؓ کی روایت نقل کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ کے پاس مؤلفۃ قلوب (وہ لوگ جنھیں کچھ مال دے دیا جاتا تھا تاکہ اسلام کی طرف راغب ہوجائیں) یعنی عیینہ بن حصین فزاری، اقرع بن حابس اور کچھ ان کے خیر خواہ آئے اور کہنے لگے: یا رسول اللہ! اگر آپ مسجد کے بیچ میں بیٹھیں اور آپ ہمارے لئے مسجد کے ایک کونے میں ان لوگوں سے الگ ہوکر بیٹھا کریں۔ ان کی مراد ابوذرؓ وسلمانؓ اور فقراء مسلمین یعنی اہل صفہ تھے۔ تاکہ ہمیں ان لوگوں کے جبوں سے بدبو نہ آئے۔ کیونکہ اہل صفہ نے اون کے بنے ہوئے جبے پہن رکھے تھے، ان کے پاس اور کچھ ہوتا ہی نہیں تھا۔ کہنے لگے: (آپ ہمارے لئے مسجد میں ایک کنارے میں الگ ہوکر بیٹھ جایا کریں تاکہ) ہم آپ کے ساتھ بیٹھا کریں اور آپ صرف ہمارے ساتھ بیٹھیں اس طرح ہم آپ سے علم حاصل کریں۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے آیت نازل فرمائی: واتل مااوحی الیک من کتاب ربک لامبدل لکلماتہ ولن تجدمن دونہ ملتحدا. واصبر نفسک مع الذین یدعون ربھم بالغداۃ والعشی یریدون وجھہ ......الی قولہ تعالیٰ......نارا احاط بھم سرادقھا'' (الکہف ۲۷،۲۹)

آپ کی طرف جو آپ کے رب کی کتاب وحی کی گئی ہے اسے پڑھتے رہیے۔ اس کے کلمات کو کوئی بدلنے والا نہیں آپ اس کے سوا ہرگز کوئی پناہ کی جگہ نہیں پائیں گے اور اپنے آپ کو انہی کے ساتھ رکھا کریں جو اپنے رب کو صبح و شام پکارتے رہتے ہیں اور اسی کی رضامندی چاہتے ہیں......الخ۔

اللہ تعالیٰ نے انہیں دوزخ کی آگ کی دھمکی دی چنانچہ آپ ﷺ اٹھے اور اہل صفہ کو تلاش کرنے لگے۔ تاہم انہیں مسجد کی پچھلی جانب اللہ کے ذکر میں مشغول پایا پھر رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: تمام تعریفیں اس خدا کے لئے ہیں جس نے مجھے اس وقت تک موت نہیں دی جب تک کہ مجھے اپنی امت کے کچھ لوگوں کے ساتھ جم کر بیٹھنے کا حکم نہ دے دیا سو میں نے تمہارے ہی ساتھ زندہ رہنا ہے اور تمہارے ہی ساتھ مرنا ہے۔[1]

۱۲۱۶- سلیمان بن احمد، علی بن عبدالعزیز، ابوحذیفہ، سفیان ثوری، مقدام بن شریح، شریح کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ حضرت سعد بن ابی وقاص کی روایت ہے کہ یہ آیت کریمہ:

”ولا تطرد الذین یدعون ربھم بالغداۃ والعشی یریدون وجھہ (انعام:۵۲) اور ان لوگوں کو نہ نکالئے جو صبح و شام اپنے پروردگار کی عبادت کرتے ہیں اور خاص اللہ تعالیٰ کی رضامندی کا قصد کرتے ہیں۔

نبی ﷺ کے چھ صحابہ کے بارے میں نازل ہوئی ان میں سے ایک ابن مسعودؓ بھی ہیں، اور ابن ابی وقاصؓ کہتے ہیں: ہم نبی ﷺ کے پاس آتے اور ان کے قریب تر ہو کر بیٹھتے تھے۔ قریش ہمیں دیکھ کر کہنے لگے: آپ ہمارے علاوہ ان لوگوں کو اپنے پاس قریب کر کے بٹھاتے ہیں؟ چنانچہ نبی ﷺ نے انہیں خوش کرنے کے لئے کچھ ارادہ کیا کہ ان کو کچھ خصوصیت دیں لیکن یہ آیت نازل ہو گئی۔

۱۲۱۷- ابواحمد محمد بن احمد، عبداللہ بن شیرویہ، اسحق بن راہویہ، عبیداللہ بن موسیٰ، اسرائیل، مقدام بن شریح، شریح حارثی، شریح کے سلسلۂ سند سے حضرت سعد بن ابی وقاص کی روایت ہے کہ ہم ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ کے پاس تھے اور ہم چھ آدمی تھے، مشرکین کہنے لگے: انہیں اپنے سے دور کیجئے چونکہ یہ لوگ ہمارے ہم پلہ نہیں ہیں۔ سعدؓ کہتے ہیں ایک میں تھا ایک ابن مسعود، ایک قبیلہ ہذیل کا آدمی تھا، ایک بلال اور دو آدمی اور تھے جنکے میں نام بھول گیا ہوں۔ (غالباً ان دو میں سے ایک حضرت خبابؓ بن ارت تھے اور دوسرے عمارؓ)۔ چنانچہ نبی ﷺ کے دل میں مشرکین کی رعایت کرنے کے واسطے کچھ خیال پیدا ہوا لیکن اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرما دی: ”ولا تطرد الذین یدعون ربھم بالغداۃ والعشی یریدون وجھہ“ (انعام:۵۲)

۱۲۱۸- محمد بن احمد، عبداللہ بن شیرویہ، اسحق بن راہویہ، جریر، اشعث بن سوار، کردوس، عبداللہ بن مسعودؓ کی روایت ہے کہ ایک مرتبہ قریش کی ایک جماعت رسول اللہ ﷺ کے پاس سے گزری اس وقت آپ ﷺ کے پاس صہیبؓ، بلالؓ، خبابؓ، عمارؓ اور ان جیسے دیگر حضرات اور کچھ ضعفاء مسلمین (یعنی اہل صفہ) بیٹھے ہوئے تھے، قریش کہنے لگے: یا رسول اللہ! کیا آپ اپنی قوم کے بجائے ان لوگوں سے راضی ہو گئے ہیں؟ کیا ہم ان لوگوں کے تابع ہو گئے ہیں؟ کیا یہی وہ لوگ ہیں جن پر اللہ تعالیٰ نے فضل و احسان کیا ہے؟ اپنے سے انہیں دور کیجئے شاید ہم آپ کی اتباع کر لیں۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے مندرجہ ذیل آیت نازل فرمائی۔ ”وانذر بہ الذین یخافون ان یحشروا الی ربھم“ سے لیکر ”فتکون من الظالمین“ تک۔ (انعام ۵۱،۵۲) ترجمہ اور ایسے لوگوں کو ڈرایئے جو اس بات سے اندیشہ رکھتے ہیں کہ اپنے رب کے پاس ایسی حالت میں جمع کئے جائیں گے کہ جتنے بھی غیر اللہ ہیں نہ کوئی ان کا مددگار ہوگا اور نہ ہی کوئی سفارشی

۱- تاریخ ابن عساکر ۱۹۹/۶ (التھذیب) واتحاف السادۃ المتقین ۳۶۵/۸، ۲۷۸/۹، والدر المنثور ۲۱۹/۴، وتفسیر القرطبی ۳۹۱/۱۰، وتفسیر الطبری ۱۵۶/۱۵. وزادالمسیر لابن الجوزی ۱۳۲/۵. واسباب النزول للواحدی ۲۰۱.

اس امید پر کہ شاید وہ ڈر جائیں۔ ان کا حساب ذرا بھی آپ کے متعلق نہیں اور آپ کا حساب ذرا بھی ان کے متعلق نہیں کہ آپ ان کو نکال دیں، ورنہ آپ ظلم کرنے والوں میں سے ہوجائیں گے۔

۱۲۱۹- عمر بن محمد بن حاتم، محمد بن عبید اللہ بن مرزوق، عفان، حماد بن سلمہ، ثابت، معاویہ بن قرہ کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ حضرت عائذ بن عمرؓ کی روایت ہے کہ ابوسفیان (جب مدینہ آئے اور ایک موقع پر) صحابہ کی ایک جماعت میں بیٹھے ہوئے سلمان فارسیؓ، صہیب رومی اور بلال حبشیؓ کے سامنے سے گزرے تو ان تینوں نے ابوسفیان کو دیکھ کر کہا: اللہ کی تلواروں نے ابھی تک اس دشمن خدا کی گردن کیوں نہیں اڑائی؟ حضرت ابوبکرؓ بولے! تم قریش کے اس بڑے آدمی کے بارے میں ایسی بات کہہ رہے ہو جو اپنی قوم کا سردار بھی ہے پھر حضرت ابوبکرؓ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں آئے اور آپ ﷺ کو اس بات کی اطلاع کی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ابوبکر! شاید تم نے ان کو ناراض کردیا ہے۔ اگر تم نے ان کو ناراض کردیا ہے تو خدا کی قسم تم نے اپنے پروردگار کو ناراض کردیا ہے[۱]۔ حضرت ابوبکرؓ فوراً ان تینوں کے پاس آئے اور بولے: اے میرے بھائیو! شاید میں نے تم پر غصہ کردیا ہے (جسکی وجہ سے مجھ سے ناراض ہوگئے ہو) ان تینوں نے جواب دیا: نہیں ہم ناراض نہیں ہوئے۔ اللہ تعالیٰ آپ کی مغفرت فرمائے۔

۱۲۲۰- **اہل صفہ کی فضیلت** ...... محمد بن عبداللہ، عبدالمومن بن احمد جرجانی، حسین بن علی سمسار، ابوعبدالرحمٰن مکتب، میسب بن شریک، حمید کے سلسلۂ سند سے حضرت انسؓ کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ اس علم کے ذریعے کچھ لوگوں کو بلند مقام عطا فرماتا ہے اور انہیں قائد و راہنما بنادیتا ہے چنانچہ دوسرے لوگ (عوام الناس) خیر و بھلائی کے امور میں ان کی اقتداء کرتے ہیں۔ ان کے نقش قدم پر چلتے ہیں اور ان کے اعمال کو بنظر غائر دیکھ کر ان کی پیروی کرتے ہیں...... حتیٰ کہ فرشتے بھی ان کی دوستی میں رغبت کرتے ہیں اور ان کے قدموں تلے اپنے پر بچھاتے ہیں۔[۲]

۱۲۲۱- سلیمان بن احمد، ہارون بن ملول، ابوعبدالرحمٰن مقری، سعید بن ایوب، معروف بن سوید جذامی، ابوعشانہ معافری کے سلسلۂ سند سے حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص کی حدیث ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: کیا تمہیں علم ہے کہ جنت میں سب سے پہلے کون لوگ داخل ہوں گے؟ صحابہ کرامؓ نے عرض کیا: اللہ اور اس کا رسول ہی بہتر جانتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: جنت میں سب سے پہلے فقراء مہاجرین (داخل ہوں گے)۔ جن کے ذریعے مصیبتوں کا تحفظ کیا جاتا ہے اور وہ اپنی حسرتیں اور تمنائیں سینوں میں لئے ہوئے دنیا سے رخصت ہوتے ہیں۔ قضاء و قدر انہیں حسرتیں پوری کرنے کی مہلت ہی نہیں دیتی۔ فرشتے بھی رشک آمیز لہجے میں کہتے ہیں: اے ہمارے پروردگار! ہم تیرے فرشتے ہیں اور تیرے آسمانوں کے باسی ہیں لہذا انہیں ہم سے پہلے جنت میں داخل نہ کیجئے۔ رب تعالیٰ فرماتے ہیں: میرے ان برگزیدہ بندوں نے میرے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہرایا...... بلکہ مصیبتوں میں ان کے طفیل لوگوں کا تحفظ کیا جاتا تھا۔ وہ اپنے دلوں ہی میں آرزوئیں لئے ہوئے دنیا کو خیرآباد کہہ آئے۔ تقدیر نے انہیں آرزوئیں پوری کرنے کا موقع ہی نہیں دیا۔ پس یہ جواب سن کر فرشتے ان کے پاس ہر دروازے سے داخل ہوں گے اور کہہ رہے ہوں گے "سلام علیکم بما صبرتم فنعم عقبی الدار" یعنی تمہارے صبر کے بدلے میں تمہارے اوپر سلامتی ہو۔ سو آخرت کا ٹھکانا بہت اچھا ہے۔[۳]

۱۲۲۲- ابومحمد بن حیان، عبداللہ بن محمد بن سوار، ابوہلال اشعری، محمد بن مروان، ثابت ثمالی ابوحمزہ، محمد بن علی بن حسین بن علی بن ابی

۱- مسند الامام أحمد ۵/۶۴، والمعجم الکبیر للطبرانی ۱۸/۱۸، ومشکاۃ المصابیح ۶۲۰۵. وتفسیر القرطبی ۶/۴۳۵. وتاریخ ابن عساکر ۳/۳۱۳. (التهذیب)

۲- کنز العمال ۲۸۹۲۰.

۳- مسند الامام أحمد ۲/۱۶۸. ومجمع الزوائد ۱۰/۲۵۹. وتفسیر ابن کثیر ۴/۳۷۳.

طالب نے آیت کریمہ تلاوت کی:

اولئک یجزون الغرفۃ بما صبروا (فرقان ۷۵). یہی وہ لوگ ہیں جنہیں ان کے صبر کے بدلے میں جنت کے بلند و بالا خانے میں دیئے جائیں گے" اور پھر فرمایا: بالاخانوں سے مراد جنت ہے چونکہ انہوں نے دنیا میں فقر و فاقہ پر صبر کر لیا تھا۔

شیخ ابونعیم اصفہانی رحمہ اللہ کہتے ہیں: رہی بات اہل صفہ کے اسماء کی سو جس نے بعض متاخرین کو دیکھا ہے کہ انہوں نے اہل صفہ کے تذکرے میں تتبع سے کام لیا ہے اور ان کے احوال کو حروف معجمہ کی ترتیب پر ذکر کیا ہے۔ انہوں نے اہل صفہ کے ساتھ فقراء مہاجرین کو بھی ذکر کر دیا ہے جنکا تذکرہ ہم نے پیشتر کر دیا ہے۔ چنانچہ میرے ایک شاگرد نے مجھ سے مطالبہ کیا ہے کہ میں بھی ان متاخرین کی کتاب کی پیروی کروں حالانکہ اس کتاب میں ایک موہوم جماعت کا بھی ذکر ہے چونکہ ایک جماعت مدینے وارد ہوئی تھی جو کہ "اہل قبہ" کے لقب سے مشہور ہوئی تو ان بعض متاخرین نے انہیں (یعنی اہل قبہ کو) بھی اہل صفہ کی طرف منسوب کر دیا ہے حالانکہ یہ بعض ناقلین سے تصحیف ہوئی ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ جب ہم اس مقام پر پہنچیں گے اسکی وضاحت کریں گے، پس جن کے نام سے ہم نے ابتداء کی ہے وہ یہ ہیں۔

(۴۷) اوس بن اوس ثقفیؓ [1]

ایک قول کے مطابق ان کا نام اوس بن حذیفہ ہے۔ چنانچہ انہیں اہل صفہ کی طرف منسوب کرنا زاوہم ہے۔ چونکہ وہ بنی ثقیف کے وفد کے ساتھ مدینہ آئے تھے اور بنوثقیف کا وفد نبی ﷺ کے آخیر عہد میں مدینہ آیا تھا۔ اوسؓ کا تعلق مالکین سے ہے چنانچہ نبی ﷺ نے مالکین کو احلافیوں کے ساتھ قبہ میں ٹھہرایا تھا نہ کہ صفہ میں۔ اوسؓ بن اوس نے رسول اللہ ﷺ سے بہت ساری احادیث روایت کی ہیں اور ان سے اہل صفہ کے بارے میں کوئی بات نقل نہیں کی گئی۔ تاہم ان کی سند سے کچھ مرویات ذیل میں ہیں۔

۱۲۲۳-سلیمان بن احمد، محمد بن عمرو بن خالد حرانی، عمرو بن خالد، زہیر، سماک بن حرب، نعمان بن سالم کے سلسلۂ سند سے حضرت اوس بن اوس ثقفیؓ کی روایت ہے کہ (جب ہمارا وفد مدینہ آیا اس موقع پر) رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے۔ ہم مسجد نبوی میں بنائے گئے ایک قبہ میں بیٹھے تھے۔ چنانچہ ایک آدمی آیا اور نبی ﷺ کے ساتھ اس نے کچھ سرگوشی کی، ہمیں معلوم نہیں تھا کہ یہ کیا کہہ رہا ہے! آپ ﷺ نے فرمایا: جاؤ اور ان سے کہو کہ اسے قتل کر دیں۔ پھر ارشاد فرمایا: شاید کہ وہ لا الہ الا اللہ کی گواہی دیتا ہو؟ اس آدمی نے جواب دیا: جی ہاں! ارشاد فرمایا: جاؤ اور ان سے کہو کہ اسے چھوڑ دیں، چونکہ مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں لوگوں کے ساتھ اس وقت تک قتال کروں جب تک کہ وہ لا الہ الا اللہ کی گواہی نہ دے دیں۔ پس جب وہ اس کلمے کا اقرار کر لیں تو میرے اوپر ان کی جانیں اور ان کے اموال حرام کر دیئے گئے ہیں الا یہ کہ کوئی برحق معاملہ پیش آجائے اور ان کا حساب اللہ عزوجل کے ذمہ ہے۔ [2]

یہ حدیث شعبی اور ان کے دیگر معاصرین نے بھی سماک سے روایت کی ہے۔ شعبہ کی حدیث میں اضافہ ہے کہ: میں قبے کی نچلی طرف بیٹھا ہوا تھا۔

۱۲۲۴-عبداللہ بن جعفر، یونس بن حبیب، ابوداؤد الطیالسی، عبداللہ بن عبدالرحمن طائفی، عثمان بن عبداللہ بن اوس ثقفی اپنے دادا اوس بن حذیفہؓ سے روایت کرتے ہیں:

اوسؓ کہتے ہیں کہ ہم بنوثقیف کا وفد رسول اللہ ﷺ کے پاس مدینہ میں آیا چنانچہ احلافیوں کو مغیرہ بن شعبہؓ کے پاس ٹھہرایا گیا

[1] تهذيب الكمال ۳/۳۸۷، ۳۸۸.

[2] المعجم الكبير للطبراني ۱/۱۸۸.

اور مالکیوں کو قبہ میں ٹھہرا گیا۔ چنانچہ آپ ﷺ ہمارے پاس عشاء کے بعد تشریف لاتے اور ہمارے ساتھ بیٹھ کر گفتگو کرتے۔ اکثر قریش کی شکایت کا ذکر ہوتا اور فرماتے: ہمیں مکہ میں بے یارو مددگار اور کمزور سمجھا جاتا تھا پس جب ہم مدینہ آئے تو ہم کو قوم سے انصاف ملا۔[۱]

(۴۸) اسماء بن حارثہؓ

حضرت اسماء بن حارثہ اسلمی جو کہ حضرت ہند رحمہ اللہ کے بھائی ہیں، انہیں بھی اہل صفہ میں ذکر کیا گیا ہے۔ حضرت ابو ہریرہؓ فرمایا کرتے تھے: میں اسماءؓ اور ہندؓ کو رسول اللہ ﷺ کے خاص الخاص خادم سمجھتا ہوں۔ وہ دونوں رسول اللہ ﷺ کے دروازے کے ساتھ چمٹے رہتے اور ہمہ وقت ان کی خدمت میں مشغول رہتے تھے، چنانچہ بعض متاخرین نے انہیں بھی اہل صفہ میں شمار کیا ہے۔

۱۲۲۵- احمد بن یوسف صرصری، عبداللہ بن محمد بغوی کہتے ہیں میں نے محمد بن سعد واقدی کی کتاب میں لکھا ہوا دیکھا تھا کہ اسماء بن حارثہ بن سعید بن عبداللہ بن عباد بن سعد بن عامر بن ثعلبہ بن مالک بن افصی رسول اللہ ﷺ کی صحبت سے مشرف ہوئے اور اہل صفہ میں سے تھے ۶۰ھ میں بصرہ میں وفات پائی اور بوقت وفات ان کی عمر ۸۰ سال تھی۔

ان کی سند سے مروی ایک حدیث:

۱۲۲۶- فاروق خطابی، ابو مسلم کشی، ابن بکار، وہیب، عبدالرحمن بن صرملہ، یحییٰ بن ہند بن حارثہ کے سلسلۂ سند سے حضرت اسماء بن حارثہؓ کی روایت ہے کہ ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے بھیجا اور ارشاد فرمایا: اپنی قوم کو جا کر حکم دو کہ وہ آج کے دن کا روزہ رکھیں۔ میں نے عرض کیا اگر میں انہیں کھانا کھاتے ہوئے پاؤں تو پھر؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: پس اپنے دن کے بقیہ حصے کو پورا کریں۔ یعنی بقیہ دن کچھ نہ کھائیں۔ یہ یوم عاشوراء کا روزہ تھا۔[۲]

(۴۹) حضرت اغر مزنیؓ[۳]

ابو نعیم اصفہانی رحمہ اللہ نے اغر مزنیؓ کو موسیٰ بن عقبہ کے حوالے سے اہل صفہ میں شمار کیا ہے۔

۱۲۲۷- ابو عمرو بن حمدان، حسن بن سفیان، ہدبہ بن خالد، حماد بن ثابت، ابو بردہ کے سلسلۂ سند سے حضرت اغر مزنیؓ کی روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: دل پر پردے پڑ جاتے ہیں حتیٰ کہ میں سو مرتبہ اللہ تعالیٰ سے مغفرت طلب کرتا ہوں۔[۴]

۱۲۲۸- ابوبکر بن خلاد، حارث بن ابی اسامہ، ابو النضر، شعبہ، عمرو بن مرہ، ابو بردہ کہتے ہیں میں نے قبیلہ جہینہ کے ایک آدمی کو حدیث بیان کرتے سنا اسے اغر کہا جاتا تھا: کہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے حدیث بیان کی کہ نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا: اے لوگو اپنے رب کے حضور توبہ کرو میں بھی دن میں سو مرتبہ توبہ کرتا ہوں۔[۵]

حضرت بلالؓ بن رباح

بعض متاخرین نے بلال بن رباحؓ کو اہل صفہ میں ذکر کیا ہے تاہم ان کا تذکرہ ہم نے پہلے کر دیا ہے۔ نیز بلالؓ سابقین

۱۔ سنن ابن ماجہ ۱۳۴۵. وتفسیر ابن کثیر ۳۷۰/۷.

۲۔ مسند الامام احمد ۴۸۴/۳، ۷۸/۴. والمستدرک ۵۲۹/۳، ۵۳۰. وصحیح ابن حبان ۸۳۳ (موارد) والبدایۃ والنہایۃ ۳۳۳/۵.

۳۔ طبقات ابن سعد ۳۲/۶، والجرح ۳۰۸/۱/۱، والتاریخ الکبیر ۴۳/۲/۱. ۴۔ اتحاف السادۃ المتقین ۵۱۷/۸.

۵۔ صحیح مسلم، کتاب الذکر ۴۲، وسنن ابن ماجہ ۷۸، ۱۰۸۱، وفتح الباری ۱۰۱/۱۱. وشرح السنۃ ۷۱/۵.

اولین میں سے ہیں انہیں اللہ عزوجل کی توحید کے اقرار پر بہت سخت صعوبتیں برداشت کرنا پڑیں نیز بلالؓ نبی ﷺ کے خازن بھی تھے۔

۱۲۲۹-دعائے رسول ﷺ کا فوری اثر..... جعفر بن محمد بن عمرو، ابوحصین ووادعی، یحیٰ بن عبدالحمید، ایوب بن سیار، محمد بن منکدر، جابرؓ کے سلسلۂ سند سے بلالؓ کی حدیث مروی ہے کہ حضرت بلالؓ کہتے ہیں: میں نے ایک مرتبہ سخت ٹھنڈی رات میں صبح کی اذان دی لیکن میرے پاس کوئی آدمی حاضر نہ ہوا (یعنی مسجد میں نماز پڑھنے کوئی نہ آیا) میں نے پھر اذان دی مگر اس بار بھی کوئی نہ آیا۔ نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا: لوگوں کو کیا ہوا؟ میں نے عرض کیا: شدید سردی نے لوگوں کے لئے رکاوٹ کھڑی کردی ہے۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: یا اللہ سردی کو لوگوں کی راہوں سے ہٹا دے۔ چنانچہ حضرت بلالؓ کہتے ہیں: میں گواہی دیتا ہوں کہ لوگ صبح کے وقت گرمی کی وجہ سے ہوا جھول رہے تھے۔[1]

(۵۰) حضرت براء بن مالکؓ

بعض متاخرین نے حضرت براء بن مالکؓ برادر حضرت انسؓ بن مالک کو بھی اہل صفہ میں ذکر کیا ہے اور محمد بن اسحٰق کے حوالے سے بیان کیا ہے کہ حضرت براءؓ اہل صفہ میں سے تھے، لیکن ان کی مسانید کا تذکرہ نہیں کیا۔ چنانچہ حضرت براءؓ احد اور دیگر تمام غزوات میں شریک رہے اور معرکہ تستر میں شہید ہوئے۔ پاکیزہ وطیب دل کے مالک تھے اور سماع کی طرف بھی ان کا قدرے میلان تھا اچھے اچھے اشعار گنگناتے تھے اور اسلام کے مشہور شہسواروں اور جرنیلوں میں سے ایک تھے۔

۱۲۳۰- ابواسحٰق ابراہیم بن محمد بن حمزہ وابومحمد بن حیان، محمد بن عبداللہ بن رستہ، ابومعمر، سعید بن محمد، مصعب بن سلیم کے سلسلۂ سند سے حضرت انسؓ بن مالک کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: بہت سے پراگندہ، غبار آلود چہرے والے جنکی کوئی پرواہ نہیں کی جاتی جب خدا کی قسم کھا بیٹھتے ہیں تو خدا ان کی قسم کو پورا کردیتا ہے اور براءؓ بن مالک بھی انہیں لوگوں میں سے ہیں۔ چنانچہ معرکہ تستر میں مسلمانوں کو عارضی طور پر ہزیمت ہوئی تو مسلمان ان سے کہنے لگے: اے براء: آج اپنے خدا پر قسم کھا لیجئے! چنانچہ براءؓ کہنے لگے: اے میرے پروردگار! میں تجھے قسم دیتا ہوں کہ اس معرکے کو ہمارے حق میں فتح کردے اور مجھے اپنی نبی ﷺ کے ساتھ ملا دے، چنانچہ اسی معرکے میں براءؓ بن مالک کو شہید کیا گیا۔[2]

۱۲۳۱-علی بن ہارون، موسیٰ بن ہارون حافظ، حسن بن حماد وراق، عبدہ، محمد بن اسحٰق، عبداللہ بن مثنیٰ، ثمامہ کے سلسلۂ سند سے حضرت انسؓ بن مالک کی روایت ہے کہ حضرت براءؓ بن مالک خوش گلو انسان تھے۔ رسول اللہ ﷺ کی شان اقدس میں رجزیہ اشعار پڑھتے تھے چنانچہ ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ کی شان اقدس میں کسی سفر کے موقع پر رجزیہ اشعار پڑھ رہے تھے کہ چلتے چلتے اچانک عورتوں کے قریب ہوگئے (انہیں دیکھ کر) رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ان شیشوں سے بچو، ان شیشوں سے بچو (یعنی دلکش آواز میں اشعار نہ پڑھو کہیں ان عورتوں پر غلبۂ حال نہ طاری ہوجائے چونکہ عورتوں کے دل بہت زیادہ نرم ہوتے ہیں اس حدیث کی آڑ میں بعض بدباطن، منافقین نے جان دو عالم ابر کرم سرکار دو عالم ہادی کل نور ہدایت سرور کونین رسول کریم ﷺ کی ذات پر اشکال کیا ہے جسکا تذکرہ کرنا بھی کفر ہے)۔[3]

۱۲۳۲-سلیمان بن احمد، اسحٰق بن ابراہیم، عبدالرزاق، معمر، ایوب، محمد بن سیرین کے سلسلۂ سند سے حضرت انسؓ بن مالک کی حدیث

۱۔ تنزیہ الشریعۃ ۲/۷۹. والموضوعات لابن الجوزی ۲/۹۴. والضعفاء للعقیلی ۱/۱۱۳.

۲۔ صحیح مسلم، کتاب البر والصلہ باب ۴۰، رقم ۱۳۰، والجنۃ باب ۱۳، رقم: ۴۸. ومجمع الزوائد ۱۰/۲۶۴، وکشف الخفا ۱/۵۱۲، وشرح السنۃ ۱۳/۲۶۹.

۳۔ المستدرک ۳/۲۹۱، وکنز العمال ۳۳۶۰۴. والجامع الکبیر ۹۹۲۹۸.

ہے کہ (غالباً معرکہ تستر میں) براءؓ بن مالک کمر کے بل لیٹ گئے، پھر کچھ گنگنانے لگے، حضرت انسؓ نے ان سے کہا: سیدھے ہو کر بیٹھ جائیے۔ حضرت براءؓ نے فرمایا: کیا تم سمجھ رہے ہو کہ میں اپنے بستر پر مرا جا رہا ہوں؟ حالانکہ میں نے ایک سو مشرکین کو للکار کر ڈنکے کی چوٹ پر قتل کر دیا ہے ماسوائے اس مقتول کے کہ جس کے قتل میں تم بھی شریک ہو گئے تھے۔

ثوبان مولیٰ رسول اللہ ﷺ

بعض متاخرین نے عمرو بن علی کے حوالے سے رسول اللہ ﷺ کے آزاد کردہ غلام ثوبانؓ کو بھی اہل صفہ کی طرف منسوب کیا ہے، چنانچہ ہم نے ان کا ذکر کر پہلے کر دیا ہے کہ ثوبانؓ قناعت کرنے والے، عفیف، وفادار اور ظریف الطبع انسان تھے۔

۱۲۳۳- سلیمان بن احمد، احمد بن خلید، ابوتوبہ ربیع بن نافع، معاویہ بن سلام، زید بن سلام، ابوسلام، ابو اسماء رحبی کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے آزاد کردہ غلام ثوبانؓ نے فرمایا: میں ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ اتنے میں یہودیوں کا ایک بڑا عالم آ گیا اور کہنے لگا میں آپ سے کچھ سوالات کرنے آیا ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: جو سوالات کرنا چاہتے ہو کرو۔ یہودی بولا: جس دن زمین کو تبدیل کر دیا جائے گا اور آسمانوں کو بھی تبدیل کر دیا جائے گا اس دن لوگ کہاں ہوں گے؟ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: لوگ پل سے پہلے تاریکی وظلمت میں ٹھہرے ہوں گے۔ یہودی بولا: جنت میں داخل ہونے کی سب سے پہلے کن لوگوں کو اجازت دی جائیگی: آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: فقراء مہاجرین کو۔[1]

۱۲۳۴- حبیب بن حسن، ابراہیم بن عبداللہ بن ایوب، ابوطالب عبدالجبار بن عاصم، عبیداللہ بن عمرو اقی، ایوب، ابوقلابہ کے سلسلۂ سند سے ثوبانؓ کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: افضل ترین دینار (یعنی روپیہ پیسہ) وہ ہے جسے آدمی اپنے اہل وعیال پر خرچ کرتا ہے یا اللہ کے راستے میں اپنی سواری پر خرچ کرتا ہے یا اللہ تعالیٰ کے راستے میں اپنے ساتھیوں پر خرچ کرتا ہے۔[2]

(۵۱) ثابت بن الضحاکؓ[3]

بعض متاخرین نے ثابت بن ضحاک انصاری ابوزید اشہلیؓ کو بھی اہل صفہ کی طرف منسوب کیا ہے۔ حالانکہ وہ اہل شجرہ (شرکاء صلح حدیبیہ) میں سے ہیں اور اہل صفہ سے ان کا کوئی تعلق نہیں تھا۔

۱۲۳۵- محمد بن احمد بن حسن، محمد بن عثمان بن ابی شیبہ، یحییٰ بن بشر حریری، معاویہ بن سلام، یحییٰ بن ابی کثیر، ابوقلابہ کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ حضرت ثابت ضحاکؓ نے (صلح حدیبیہ کے موقع پر) درخت (جو کہ ببول کا تھا) کے نیچے رسول اللہ ﷺ کے دست اقدس پر بیعت کی اور آپؓ نے یہ روایت بھی نقل کی ہے: رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس نے کسی مومن کو کفر کی تہمت لگائی تو وہ ایسا ہے جیسا کہ اس نے مومن کو قتل کر دیا۔[4]

۱۲۳۶- عبداللہ بن جعفر، یونس بن حبیب، ابوداؤد، ہشام، یحییٰ بن ابی کثیر، ابوقلابہ کے سلسلۂ سند سے ثابت ضحاکؓ کی حدیث ہے کہ نبی

۱۔ صحیح مسلم، کتاب الحیض باب ۳۴، والسنن الکبری ۱/۱۶۹. والمعجم الکبیر للطبرانی ۲/۸۸. ومسند أبی عوانة ۱/۲۹۴، والدر المنثور ۴/۹۰.

۲۔ مسند للامام أحمد ۵/۲۷۷، ۲۸۴.

۳۔ التاریخ الکبیر ۲/۱/۱۶۵. والجرح ۱/۱/۴۵۳، والاستیعاب ۱/۲۰۵، والجمع ۱/۶۵. وأسد الغابة ۱/۲۲۶، والکاشف ۱/۱۷۱. والاصابة ۱/۱۹۳. وتهذیب الکمال ۴/۳۵۹.

۴۔ صحیح البخاری ۸/۱۹، ومسند أبی عوانه ۴۵. وفتح الباری ۱۰/۴۶۵. والبدایة والنهایة ۸/۳۴۷.

ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو شخص اسلام کے علاوہ دوسرے مذہب کی جھوٹی قسم کھائے تو وہ ایسا ہی ہے۔[1]

(مثلاً یوں قسم کھائے کہ "اگر میں فلاں کام کروں تو یہودی یا نصرانی یا ہندو یا کافر یا اسلام سے خارج، حدیث کے بظاہر مفہوم سے معلوم ہوتا ہے کہ کسی آدمی نے ایسی قسم کھائی اور پھر قسم توڑ دی چونکہ اس نے اس طرح قسم کھا کر صریحاً حرام فعل کا ارتکاب کیا ہے، لیکن بعض علماء نے لکھا ہے کہ حدیث میں تہدید ہے یعنی آدمی واقعی کافر ہو جاتا ہے بلکہ یہ کبیرہ گناہ ہے اور قسم کا کفارہ اسکے ذمے واجب ہوگا بہر حال اس طرح کی قسم سے حتی الامکان بچنا چاہیے)

(۵۲) ثابت بن ودیعہ انصاریؓ[2]

بعض متاخرین نے ثابت بن ودیعہ انصاریؓ کو اہل صفہ کی طرف منسوب کیا ہے حالانکہ وہ کوفہ میں سکونت پذیر ہوئے تھے نہ کہ صفہ میں۔ ان کی سند سے مندرجہ ذیل حدیث روایت کی گئی ہے۔

۱۲۳۷- ابوبکر بن خلاد، حارث بن ابی اسامہ، ابونصر، شعبہ، حکم، زید بن وہب، براءؓ بن عازب کے سلسلۂ سند سے ثابتؓ کی حدیث مروی ہے کہ نبی کریم کے پاس ایک گوہ لائی گئی۔ آپ ﷺ نے (اسے دیکھ کر) ارشاد فرمایا: یہ ایک امت تھی جسے مسخ کر دیا گیا۔[3]

واللہ اعلم۔ یعنی گوہ فی الواقع مسخ شدہ ایک امت ہے جو معصیت خدا کی مرتکب ہوئی اور اسے بطور سزا عذاب کے گوہ بنا دیا گیا۔

(۵۳) حضرت ثقیف بن عمروؓ[4]

بعض متاخرین نے حضرت ثقیف بن عمرو بن شمیط اسدی جو کہ بنوامیہ کے حلیفوں میں سے تھے کو خلیفہ بن خیاط کے حوالے سے اہل صفہ کی طرف منسوب کیا ہے۔ حضرت ثقیفؓ بن عمرو غزوۂ خیبر میں شہید ہوئے تھے۔

اسی طرح بعض متاخرین نے حضرت جندب بن جنادہ ابوذر غفاریؓ کو بھی اہل صفہ میں ذکر کیا ہے۔ ہم نے ان کا ذکر پہلے کر دیا ہے۔ ہم نے ان کے حالات، ان کی مکہ میں آمد، ان کے قبول اسلام کہ وہ چوتھے نمبر پر اسلام لائے اور یہ کہ جب وہ مدینہ منورہ ہجرت کر کے تشریف لائے تو مسجد نبوی میں مقیم ہو گئے (اور ہر وقت مسجد میں رہتے اور مسجد کے اعمال کا کماحقہ اہتمام کرتے تھے) ذکر کیا ہے۔ آپؓ موحد اور کمال درجے کے عبادت گزار تھے، جس کا ذکر ہو چکا۔ حضرت ابوذر غفاریؓ بسا اوقات اہل صفہ کے پاس تشریف لاتے اور ان کے ساتھ گفتگو کرتے اس وجہ سے بعض متاخرین نے اہل صفہ میں سے ان کو بھی ذکر کر دیا ہے۔

۱۔ صحیح البکاری ۲/ ۱۲۰، ۸/ ۳۲، ۱۲۶، وصحیح مسلم، کتاب الایمان ۱۷۷، وسنن ابی داؤد، کتاب النذور باب ۹، وسنن الترمذی ۱۵۴۳، وسنن النسائی ۷/ ۶، وسنن ابن ماجۃ ۲۰۹۸، ومسند الامام أحمد ۴/ ۳۳، ۳۴، والمعجم الکبیر ۲/ ۶۴، ۶۷.

۲۔ طبقات ابن سعد ۴/ ۳۷۳، ۶/ ۵۲، والتاریخ الکبیر ۲/ ۱/ ۱۷۰، والجرح ۱/ ۱/ ۴۵۹، والاستیعاب ۱/ ۲۰۵، ۲۰۶ وأسد الغابۃ ۲/ ۲۳۳، والکاشف ۱/ ۱۷۲، والاصابۃ ۱/ ۱۹۷، وتھذیب الکمال ۴/ ۳۸۱.

۳۔ مسند الامام أحمد ۴/ ۱۹۶، ۳۲۰، وسنن الدارمی ۲/ ۹۲. والسنن الکبری للبیھقی ۹/ ۳۲۵. والمعجم الکبیر للطبرانی ۱/ ۵۳. والکبیر ۲/ ۷۴. وطبقات ابن سعد ۱/ ۲/ ۱۱۱.

۴۔ طبقات ابن سعد ۳/ ۷۲، والمغازی ۱۵۴، ۶۶۹، ۷۳۶.

۱۲۳۸-ابوعمرو بن حمدان، حسن بن سفیان، جبارہ بن مغلس، عبدالحمید بن بہرام، شہر بن حوشب، اسماء بنت یزید کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ حضرت ابوذر غفاریؓ نبی کریم ﷺ کی خدمت کے فرائض سرانجام دیتے تھے اور جب خدمت سے فارغ ہوتے تو مسجد میں آجاتے یہی مسجد ان کا گھر ہوتا تھا۔ چنانچہ ایک مرتبہ مسجد میں آئے اور لیٹ گئے، رات کے وقت رسول اللہ ﷺ ان کے پاس تشریف لائے اور انہیں مسجد کے ننگے فرش پر سوئے ہوئے پایا۔ آپ ﷺ نے انہیں ایک لات ماری حتی کہ ابوذرؓ اٹھ کر سیدھے بیٹھ گئے۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمایا: میں تمہیں مسجد میں کیوں سوئے ہوئے دیکھ رہا ہوں؟ ابوذرؓ نے جواب دیا: پھر میں کہاں سوؤں؟ میرے پاس کوئی اور گھر بھی نہیں ہے۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ بھی ابوذرؓ کے پاس بیٹھ گئے۔[1]

۱۲۳۹-منہ کے بل الٹا سونا ممنوع ہے...... ابوسعید بن محمد بن زیاد، محمد بن عبداللہ عامری، بکر بن عبدالوہاب، محمد بن عمر اسلمی، موسیٰ بن عبیدہ، نعیم مجمر اپنے والد سے حضرت ابوذر غفاریؓ کی حدیث روایت کرتے ہیں، ابوذر غفاریؓ نے فرمایا: میں بھی اہل صفہ میں سے تھا، چنانچہ جب شام ہو جاتی ہم اہل صفہ رسول اللہ ﷺ کے دروازے پر حاضر ہو جاتے، آپ ﷺ کسی صحابی کو حکم دیتے وہ اپنے ساتھ اہل صفہ کے ایک آدمی کو لے کر چلا جاتا حتی کہ اہل صفہ کے کم وبیش دس آدمی باقی رہ جاتے۔ اتنے میں نبی کریم ﷺ کے پاس شام کا کھانا لایا جاتا چنانچہ ہم بھی نبی کریم ﷺ کے ساتھ بیٹھ کر شام کا کھانا کھا لیتے۔ جب ہم کھانے سے فارغ ہو جاتے رسول اللہ ﷺ ارشاد فرماتے: (جاؤ اور) مسجد میں سو جاؤ" چنانچہ ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ میرے پاس سے گزرے میں (مسجد میں) منہ کے بل سویا ہوا تھا آپ ﷺ نے اپنے پاؤں مبارک سے مجھے ہلایا اور پھر ارشاد فرمایا: اے جندب! یہ سونے کی کونسی حالت ہے؟ بلاشبہ یہ تو شیطان کے سونے کی ہیئت ہے۔[2]

(منہ کے بل لیٹنے کے بارے میں متعدد احادیث میں نہی وارد ہوئی ہے ایک حدیث میں آتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس طرح لیٹنے کی حالت کو ناپسند فرماتے ہیں۔ واقعۃً عقلاً بھی اس طرح سونا برا محسوس ہوتا ہے، بہت سارے لوگ اس بارے میں لاپرواہی سے کام لیتے ہیں اور جو لوگ اس طرح سوتے ہیں وہ یہ عذر بیان کرتے ہیں کہ ہمیں اور طرح سونے سے نیند نہیں آتی۔ ان سے پوچھا جائے یوں لیٹنے سے کیسے نیند آجاتی ہے؟ لامحالہ جواب دیں گے کہ عادت جو اس طرح بن گئی ہے۔ عادت بھی تو خود ہی بنا رکھی ہے اسے تبدیل کیجئے قربان جاؤں پیارے نبی ﷺ کی تعلیمات پر جو ہمیں سونے پیشاب کرنے اٹھنے بیٹھنے اور حکومت کرنے کے انداز بھی سمجھا گئے)۔

(۵۴) حضرت جرہد بن خویلدؓ[3]

بعض متاخرین نے جرھدؓ بن خویلد کو بھی اہل صفہ میں ذکر کیا ہے، ایک قول کے مطابق ان کا نام جرہد بن رزاح اسلمی ہے صفہ میں سکونت اختیار کی اور صلح حدیبیہ میں شریک رہے۔

۱۲۴۰-ابوبکر بن خلاد، محمد بن غالب، قعنبی، مالک بن انس، ابونضر، زرعہ بن عبدالرحمٰن بن جرہد اپنے والد حضرت جرہدؓ سے روایت کرتے ہیں کہ جرہدؓ اصحاب صفہ میں سے تھے۔ کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ رسول کریم ﷺ ہمارے پاس تشریف فرما تھے اور میری ران ننگی تھی۔ آپ

۱۔ مسند الامام احمد ۵/۱۵۶، ۶/۴۵۷، والسنة لابن ابی عاصم ۲/۵۱۱. وصحیح ابن حبان ۱۵۴۹، (موارد) ومجمع الزوائد ۵/۲۲. ۲۲۳. وکنز العمال ۱۷۳۷۹. ۱۴۳۸۴.

۲۔ المعجم الصغیر للطبرانی ۲/۶۴، وسنن ابن ماجة ۳۷۲۴. والترغیب والترهیب ۴/۵۷.

۳۔ طبقات ابن سعد ۴/۲۹۸، والتاریخ الکبیر ۲/۱/۲۴۸، والجرح ۱/۱/۵۳۹. والاستیعاب ۱/۲۷۰، وأسد الغابة ۱/۲۷۷، والکاشف ۱/۱۸۱. والاصابة ۱/۲۳۱، وتهذیب الکمال ۴/۵۲۳.

ﷺ نے (دیکھ کر) ارشاد فرمایا: کیا تمہیں معلوم نہیں کہ ران ستر کی جگہ ہے؟[1]

(۵۵) حضرت جعیل بن سراقہؓ[2]

بعض متاخرین نے حضرت جعیل بن سراقہ ضمریؓ کو بھی اہل صفہ میں ذکر کیا ہے کہ انہوں نے صفہ میں سکونت اختیار کی تھی۔

۱۲۴۱- حبیب بن حسن، محمد بن یحیٰ، احمد بن محمد بن ایوب، ابراہیم بن سعد، محمد بن اسحٰق کے سلسلۂ سند سے محمد بن ابراہیم بن حارث تیمی رحمہ اللہ کی روایت ہے کہ:

کسی صحابی نے رسول اللہ ﷺ سے کہا: یارسول اللہ! آپ نے عیینہ بن حصن اور اقرع بن حابس کو ایک ایک سو اونٹ دیئے ہیں اور جعیل بن سراقہ ضمری کو کچھ نہیں دیا؟ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جعیل بن سراقہ اقرع وعیینہ جیسے روئے زمین بھر کے آدمیوں سے بہتر ہیں۔ ان دونوں کو میں نے تالیف قلب کے لئے دیا ہے تاکہ وہ اسلام لے آئیں اور جعیل کو ان کے اسلام کے سپرد کر دیا ہے۔[3]

۱۲۴۲- محمد بن عبداللہ بن سعید، عبدان، یونس بن وہب، عمر بن حارث، بکر بن سوادہ، ابوسالم، جیشانی کے سلسلۂ سند سے حضرت ابوذرؓ کی حدیث ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ان سے ارشاد فرمایا: تم جعیل کو کیسا سمجھتے ہو؟ میں نے عرض کیا: وہ لوگوں میں سے ایک مسکین آدمی ہے جیسا کہ اسکی شکل ہے۔ پھر فرمایا: تم فلاں آدمی کو کیسا سمجھتے ہو؟ میں نے عرض کیا: میں اسے لوگوں کے سرداروں میں سے ایک سردار سمجھتا ہوں۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جعیل اس جیسے روئے زمین بھر کے آدمیوں سے بہتر ہے۔ میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! فلاں آدمی بھی تو اسی طرح ہے لیکن آپ جعیل کے ساتھ اس طرح معاملہ نہیں کرتے جس طرح کہ آپ اس کے ساتھ کرتے ہیں؟ (یعنی جس طرح آپ عیینہ کو نوازتے ہیں آپ اس طرح جعیل کو تو نہیں نوازتے؟) آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: بلاشبہ وہ (یعنی عیینہ بن حصن فزاری) اپنی قوم کا سردار ہے اس لئے میں اسے تالیف قلب کے لئے دیتا ہوں۔[4]

(۵۶) حضرت جاریہ بن حمیلؓ

بعض متاخرین نے حضرت جاریہ بن حمیل بن شبہ بن قرط (ایک نسخہ میں حارثہ بن جمیل بن شبیلہ ہے) کو بھی دارقطنی کے حوالے سے اہل صفہ میں ذکر کیا ہے اور جریر سے نقل کیا ہے کہ انہیں صحابیت کا شرف حاصل ہے۔

حذیفہؓ بن یمان

حضرت حذیفہؓ کو بھی بعض متاخرین نے اہل صفہ میں ذکر کیا ہے حالانکہ وہ اہل صفہ کے ساتھ مل جلتے تھے۔ حذیفہؓ اور ان کے والد یمانؓ مہاجرین میں سے ہیں۔ نبی کریم ﷺ نے انہیں ہجرت اور نصرت میں اختیار دیا تھا بہرحال انہوں نے اپنے لئے نصرت کو ترجیح دی۔ انصار کے حلیف تھے، تب بعض متاخرین نے انہیں جملہ اہل صفہ میں شمار کرلیا۔ چنانچہ ہم نے طبقہ اولیٰ میں ان کے احوال

۱۔ سنن أبي داؤد ۴۰۱۴. ومسند الامام احمد ۳/۴۷۸، ۴۷۹. والسنن الکبری للبیهقي ۲/۲۲۸. وسنن الدارمي ۲/۲۸۱. ونصب الرایة ۴/۲۴۲، ۲۴۳. والمعجم الکبیر للطبراني ۲/۳۰۴. ومشکاة المصابیح ۳۱۱۲.

۲۔ التاریخ الکبیر ۲/ت ۲۳۵۶. والجرح ۲/ت ۲۲۴۹. والاستیعاب ۱/۲۴۶. وأسد الغابة ۱/۲۹۰. والکاشف ۱/۱۸۷. والاصابة ۱/۲۷۱. وتهذیب الکمال ۵/۱۴۷.

۳۔ طبقات ابن سعد ۴/۱/۱۸۱. والجامع الکبیر للسیوطي ۴۲۶۶.

۴۔ فتح الباري ۱/۸۰. وکنز العمال ۱۷۱۰۰. والاحادیث الصحیحة ۱۰۳۷.

واقوال کا بخوبی تذکرہ کر دیا ہے۔

حذیفہؓ فتن وآفات سے بہ خوبی واقف تھے۔علم وعبادت کے متوالے تھے۔دنیاوی فوائد سے دوری برتی۔رسول اللہ ﷺ نے انہی کو غزوۂ احزاب میں ایک رات جاسوسی کے لئے بھیجا تھا۔یہ جب اپنے مشن سے واپس آئے تو رسول اللہ ﷺ نے انہیں اپنا جبہ پہنایا تھا تا کہ انہیں تند وتیز ہوا اور شدید سردی سے تحفظ مل سکے۔

۱۲۴۳-محمد بن احمد،عبداللہ بن شیرویہ،اسحٰق بن راہویہ،جریر،اعمش،ابراہیم تیمی اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ ہم حذیفہ بن یمانؓ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے۔فرمانے لگے:غزوۂ احزاب کے موقع پر ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ موجود تھے۔چنانچہ ایک رات تند وتیز ہوا چلی اور شدت کی سردی برپا ہوئی۔رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:کیا کوئی ایسا آدمی ہے جو میرے پاس قریش کی خبر لائے اور وہ قیامت کے دن میری معیت میں ہو؟ لیکن تمام لوگ خاموش رہے۔پھر آپ ﷺ نے دوسری مرتبہ فرمایا:پھر تیسری مرتبہ فرمایا:(مگر لوگ پھر بھی خاموش رہے)پھر ارشاد فرمایا:اے حذیفہ!میرے پاس قریش کی خبر لاؤ،چنانچہ جب آپ ﷺ نے میرا نام لیکر مجھے پکارا۔اب حکم بجالانے کے سوا میرے لئے کوئی چارۂ کار نہیں رہا۔ارشاد فرمایا:میرے پاس قریش کی خبر لاؤ اور سنو!ادھر کوئی نئی بات نہیں کھڑی کر دینا بہر حال میں چل پڑا اور مجھے یوں محسوس ہوا گویا کہ میں کسی گرم حمام میں چل رہا ہوں۔حذیفہؓ کہتے ہیں:جب میں واپس لوٹا تب بھی مجھے یوں محسوس ہوا جیسا میں کسی گرم حمام میں چل رہا ہوں،میں(قریش کے سارے حالات معلوم کر کے)واپس آیا اور نبی کریم ﷺ کو ساری خبر سنادی۔چنانچہ جب میں اس مہم سے فارغ ہوا تب مجھے ٹھنڈک محسوس ہونے لگی۔

پھر رسول اللہ ﷺ نے اپنے جبہ جو کہ ان پر تھا کے فاضل حصہ کو میرے اوپر اوڑھا دیا میں صبح تک میٹھی نیند سویا رہا جب صبح ہوئی تو رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا"قم یانومان"یعنی اے سونے والے اٹھ جا۔[1]

۱۲۴۴-محمد بن احمد غطریفی،عبداللہ بن محمد،اسحٰق بن راہویہ،جریر،عبداللہ بن یزید اصفہانی،یزید بن احمر کے سلسلۂ سند سے حضرت حذیفہؓ کی روایت ہے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ صفہ میں بیٹھے ہوئے تھے۔اتنے میں بلالؓ نے اذان دینے کا ارادہ کیا آپ ﷺ نے فرمایا:اے بلال!تھوڑی دیر ٹھہرو،پھر آپ ﷺ نے ہمیں حکم دیا کہ کھانا کھالو چنانچہ ہم نے کھانا کھایا پھر ارشاد فرمایا:پانی بھی پی لو،چنانچہ ہم نے پانی بھی پی لیا پھر حضرت بلالؓ اذان کے لئے کھڑے ہو گئے۔جریر کہتے ہیں کہ یہ سحری کا کھانا تھا۔

(۵۷)حضرت حذیفہؓ بن اسید[2]

بعض متاخرین نے حضرت حذیفہ بن اسید ابو سریحہ غفاریؓ کو بھی اہل صفہ میں ذکر کیا ہے،حضرت حذیفہؓ بیعت شجرہ میں حاضر تھے۔

۱۲۴۵-عبداللہ بن جعفر،یونس بن حبیب،ابوداؤد طیالسی،مسعودی،فرات قزاز،ابوطفیل کے سلسلۂ سند سے حضرت حذیفہ بن اسید غفاریؓ جو کہ اہل صفہ میں سے تھے کی حدیث مروی ہے:حضرت حذیفہ بن اسیدؓ کہتے ہیں:ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے اور ہم لوگ آپس میں قیامت کا تذکرہ کر رہے تھے۔آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:بلاشبہ قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہوگی جب تک کہ دس نشانیاں نہ ظاہر ہو جائیں۔(۱)دھواں(۲)دجال(۳)دابۃ الارض(جانور)(۴)سورج کا مغرب سے طلوع ہونا اور تین خسوف یعنی تین جگہوں سے زمین کا دھنسنا)(۶)ایک خسف مشرق میں(۷)دوسرا خسف مغرب میں(۸)تیسرا خسف جزیرہ عرب میں(۹)

[1] صحیح مسلم، کتاب الجهاد ۹۹. السنن الکبری للبیهقی ۱۴۸/۹. وتفسیر القرطبی ۱۳۷/۱۴. وتفسیر ابن کثیر ۳۸۲/۶.

[2] طبقات ابن سعد ۲۴/۶. والتاریخ الکبیر ۳/ت ۳۳۳. والجرح ۳/ت ۱۱۴۱. والجمع ۱/ت ۴۱۵. والکاشف ۲۱۰/۱، وأسد الغابة ۱/۱۴۸۱. والاصابة ت ۱۶۴۴. وتهذیب الکمال ۹۳/۵.

یاجوج ماجوج کا ظاہر ہونا (۱۰) اور ایک آگ کا ظاہر ہونا جو کہ عدن میں ظاہر ہوگی اور لوگوں کو محشر کی طرف ہانک کرلے جائے گی۔[۱]
شیخ ابونعیم اصفہانی رحمہ اللہ کہتے ہیں: میں سمجھتا ہوں کہ انہوں نے نزول عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کا بھی ذکر کیا ہے۔
۱۲۴۶- محمد بن احمد بن حمدان، حسن بن سفیان، نصر بن عبدالرحمٰن وشاء، زید بن حسن انماطی، معروف خربوذ مکی، ابوطفیل عامر بن واثلہ کے سلسلۂ سند سے حضرت حذیفہؓ بن اسید کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اے لوگو! یقیناً میں تمہارے لئے امیر سامان ہوں اور بلاشبہ تم نے حوض کوثر پر وارد ہونا ہے اور جب تم میرے پاس آؤ گے بے شک میں تم سے دو محکم چیزوں کے بارے میں سوال کروں گا پس غور وفکر کرو کہ تم میرے بعد ان دونوں کے بارے میں کس کیفیت میں ہوگے، بڑی محکم چیز کتاب اللہ ہے، اس کی رسی کا ایک کنارہ اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے اور دوسرا کنارہ تمہارے ہاتھوں میں ہے۔ پس کتاب اللہ کو مضبوطی سے تھامے رکھو اور گمراہ مت ہو جاؤ اور نہ ہی تبدیل ہو جاؤ، دوسری محکم چیز میری عترت یعنی میرے اہل بیت ہیں۔ بلاشبہ خدائے تعالیٰ جو کہ لطیف وخبیر ہے اس نے آگاہ کیا ہے کہ یہ دونوں افتراق کا شکار نہیں ہوں گی تاوقتیکہ حوض پر وارد ہو جائیں۔[۲]

(۵۸) حضرت حبیب بن زیدؓ[۳]

بعض نے حضرت حبیب بن زید بن عاصم انصاری ازدی جنکا تعلق قبیلے بونجار سے ہے کو بھی اہل صفہ کی طرف منسوب کیا ہے، حالانکہ وہ اہل عقبہ میں سے ہیں (یعنی وہ ان حضرات صحابہ کرامؓ میں سے ہیں جو بیعت عقبہ میں شریک ہوئے تھے)۔
انہیں مسیلمہ کذاب نے پکڑ لیا تھا اور ان سے پوچھنے لگا: کیا تم گواہی دیتے ہو کہ محمد اللہ کے رسول ہیں؟ حبیبؓ نے جواب دیا! جی ہاں میں گواہی دیتا ہوں۔ مسیلمہ نے پھر پوچھا: کیا تم گواہی دیتے ہو کہ میں اللہ کا رسول ہوں؟ حبیبؓ نے جواب دیا: میں گواہی نہیں دیتا ہوں۔ چنانچہ مسیلمہ نے انہیں اسی وقت شہید کر دیا۔ حبیبؓ کی والدہ کا نام نسیبہ تھا اور بیعت عقبہ میں وہ بھی شریک تھیں۔ چنانچہ حضرت ابوبکرؓ کے عہد خلافت میں مسلمانوں کے ہمراہ مسیلمہ کے خلاف جہاد میں نکلیں چنانچہ بذات خود جہاد میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا حتی کہ مسیلمہ کذاب کو واصل جہنم کیا گیا اور وہ مدینہ واپس لوٹ آئیں ان کے جسم پر نیزوں اور تلواروں کے بے شمار زخم آئے تھے۔
۱۲۴۷- حبیب بن حسن، محمد بن یحییٰ، احمد بن محمد بن ایوب، ابراہیم بن سعد، ابن اسحٰق کی سند سے ہمیں مذکورہ بالا حدیث پہنچی ہے۔

(۵۹) حضرت حارثہؓ بن نعمان

بعض متاخرین نے حارثہ بن نعمان انصاری نجاریؓ کو بھی اہل صفہ میں ذکر کیا ہے اور انہیں ابوعبدالرحمٰن نسائی کے حوالہ سے ذکر کیا ہے۔ یہ بدری صحابی ہیں اور غزوہ حنین میں ان اسی (۸۰) جانثاران اسلام میں سے تھے جنہوں نے ثابت قدمی کے جوہر دکھائے اور سینہ سپر رہے، پشت نہیں پھیری۔ آخری عمر میں ان کی بینائی ختم ہوگئی تھی۔
۱۲۴۸- سلیمان بن احمد، اسحٰق بن ابراہیم، عبدالرزاق، معمر، زہری، عروہ کے سلسلۂ سند سے حضرت عائشہؓ کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: میں ایک مرتبہ سو گیا اور اپنے آپ کو (غالباً خواب میں) جنت میں پایا پس میں نے ایک (عظیم الشان) قاری کی آواز سنی میں نے پوچھا: یہ کون ہے؟ لوگوں نے مجھے جواب دیا: یہ حارثہ بن نعمان ہیں، پھر رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اسی طرح

۱۔ مسند الامام أحمد ۴/۷، والمعجم الكبير للطبراني ۳/۱۹۰. والجامع الكبير ۵۵۲۸. ومنحة المعبود ۲۷۶۹. وفتح الباري ۱۱/۳۷۸، وكنز العمال ۳۸۶۳۹.
۲۔ المعجم الكبير للطبراني ۳/۶۵، وكنز العمال ۳۹۱۶۹، والجامع الكبير ۹۶۳۵.
۳۔ التاريخ الكبير ۲/ت ۲۶۰۵. والجرح ۳/۴۶۸، والكاشف ۱/۲۰۲. وتهذيب الكمال ۵/۳۷۳.

اطاعت وفرمانبرداری ہوتی ہے، اسی طرح اطاعت وفرمانبرداری ہوتی ہے[۱]۔ چنانچہ حضرت حارثہؓ بن نعمان لوگوں میں سے سب سے زیادہ اپنی والدہ کے فرمانبردار تھے۔

یہ حدیث ابن ابی عتیق نے زہری، سعید بن مسیب، ابوہریرۃؓ کے طریق سے روایت کی ہے۔

۱۲۴۹- ابوعمرو بن حمدان، حسن بن سفیان، یعقوب بن یوسف صفار، ابن ابی فدیک، محمد بن عثمان، عثمان کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ حضرت حارثہؓ بن نعمان کی بینائی ختم ہوگئی تھی انہوں نے اپنی جائے نماز سے حجرے کے دروازے تک ایک رسی باندھ رکھی تھی اور اپنے پاس کھجوروں سے بھری ہوئی ایک ٹوکری رکھ لیتے تھے چنانچہ جب کوئی مسکین آتا اور سلام کرتا تو حارثہؓ ٹوکری سے کچھ کھجوریں لیتے اور رسی پکڑ کر چلتے ہوئے مسکین کے پاس آتے اور کھجوریں اسے تھما دیتے۔ گھر والوں نے بارہا اصرار کیا کہ آپ کی بجائے ہم خود یہ کام بخوبی انجام دے سکتے ہیں آپ کیوں زحمت کرتے ہیں؟ آگے سے جواب دیتے: میں نے رسول اللہ ﷺ کو سنا ہے ارشاد فرمارہے تھے کہ مسکین کو کوئی چیز تھمانا بری موت سے بچادیتا ہے[۲]۔

(۶۰) حضرت حازم بن حرملہؓ [۳]

بعض متاخرین نے حضرت حازمؓ بن حرملہ کو بھی حسن بن سفیان کے حوالے سے اہل صفہ کی طرف سے منسوب کیا ہے۔

۱۲۵۰- ابواحمد غطریفی، حسن بن سفیان، ابراہیم بن منذر، محمد بن معن بن فضلہ غفاری، خالد بن سعید، حازم بن حرملہ کے آزاد کردہ غلام ابوزینب کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ حضرت حازمؓ فرماتے ہیں میں ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ کے پاس سے گزرا آپؐ نے مجھے پکارا جب میں آپ ﷺ کے پاس آکر کھڑا ہوا تو ارشاد فرمایا: اے حازم اتم "لاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم" زیادہ سے زیادہ کہا کرو چونکہ یہ جنت کے خزانوں میں سے ایک خزانہ ہے[۴]۔

(۶۱) حضرت حنظلہ بن ابی عامرؓ [۵]

بعض متاخرین نے حضرت حنظلہ بن ابی عامر (راہب منش) انصاریؓ کو بھی موسیٰ محمد بن مثنیٰ کے حوالے سے اہل صفہ کی طرف منسوب کیا ہے۔ حضرت حنظلہؓ کو غسیل الملائکہ بھی کہا جاتا ہے۔

۱۲۵۱- محمد بن احمد بن حسن، ابوشعیب حرانی، ابوجعفر نفیلی، محمد بن سلمہ، محمد بن اسحاق، عاصم بن عمر بن قتادہ، محمود بن عبیدؓ کی روایت ہے کہ غزوۂ احد میں حضرت حنظلہؓ بن ابی عامر جو عمرو بن عوف کے بھائی ہیں کا ابوسفیان کے ساتھ آمنا سامنا ہوگیا۔ جب حضرت حنظلہؓ نے ابوسفیان کو مغلوب وزچ کرلیا تو انہیں شداد بن اسود جسے ابن شعوب کہا جاتا تھا نے دیکھ لیا چنانچہ اس نے آگے بڑھ کر حضرت حنظلہؓ پر حملہ کرکے انہیں شہید کردیا۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: بلاشبہ تمہارے ساتھی یعنی حنظلہؓ کو فرشتے غسل دے رہے ہیں۔ چنانچہ بعد

۱۔ مسند الامام احمد ۱/ ۱۵۱. ۱۶۷. والمستدرک ۴/ ۱۵۱. والمصنف لعبد الرزاق ۲۰۱۱۹. والدر المنثور ۴/ ۱۷۳.

۲۔ المعجم الکبیر للطبرانی ۳/ ۲۵۸. ۲۶۰. ومجمع الزوائد ۳/ ۱۱۲، ۴/ ۹، وکنز العمال ۱۶۰۷۷. والبدایۃ والنہایۃ ۸/ ۵۷.

۳۔ التاریخ الکبیر ۳/ت ۳۷۰. والجرح ۳/ت ۱۲۴۲. والاستیعاب ۱/ ۳۱۰. واسد الغابۃ ۱/ ۳۶۰. والکاشف ۱/ ۱۹۹. الاصابۃ ت ۱۵۳۴. وتہذیب الکمال ۵/ ۳۱۹.

۴۔ سنن ابن ماجۃ ۳۸۲۶. وکنز العمال ۱۹۶۵. ۵۔ طبقات ابن سعد ۲/ ۴۳، ۳/ ۱۸۶.

میں صحابہ کرامؓ نے ان کے گھر والوں سے ان کے متعلق دریافت کیا تو ان کی بیوی کہنے لگی: جونہی صبح کو جنگ کے لئے کوچ کرنے کی آواز لگی..... حنظلہؓ حالت جنابت میں ہی اٹھ کر چل پڑے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اسی وجہ سے فرشتوں نے انہیں غسل دیا ہے۔[1]

(۶۲) حضرت حجاجؓ بن عمرو[2]

بعض متاخرین نے حضرت حجاج بن عمرو اسلمیؓ کو حافظ عبداللہ کے حوالہ سے اہل صفہ کی طرف منسوب کیا ہے۔ حالانکہ انھیں اہل صفہ کی طرف منسوب کرنا وہم ہے۔ چونکہ حجاج اسلمی دراصل حجاج بن مالک ابوحجاج بن حجاج ہیں جبکہ حجاج بن عمرو وہ مازنی انصاری ہیں۔ حجاج بن عمرو انصاریؓ کو کسی نے بھی اہل صفہ میں سے قرار نہیں دیا۔ بہر حال ان کی سند سے ذیل کی حدیث روایت کی گئی ہے۔

۱۲۵۲- محمد بن جعفر بن ہیثم، محمد بن احمد بن ابی عوام، ابوعاصم، حجاج بن ابی عثمان، یحییٰ بن ابی کثیر، عکرمہ مولیٰ ابن عباس کے سلسلۂ سند سے حضرت حجاجؓ بن عمرو کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس آدمی کا پاؤں ٹوٹ گیا یا وہ لنگڑا ہو گیا تو وہ احرام سے حلال ہو جائے اس پر دوسرا حج واجب ہے۔ (یعنی جس آدمی نے حج کی نیت کر لی اور احرام باندھ لیا پھر وہ محصور ہو گیا تو وہ ہدی ذبح کر کے احرام کھول لے اور پھر آئندہ سال دوبارہ حج کر لے)۔[3]

(۶۳) حضرت حکم بن عمیرؓ[4]

بعض متاخرین نے حکم بن عمیرؓ کو بھی اہل صفہ کی طرف منسوب کیا ہے۔

۱۲۵۳- ابوعمرو بن حمدان، حسن بن سفیان، محمد بن مصفّی، بقیہ، عیسیٰ بن ابراہیم، موسیٰ بن ابی حبیب کے سلسلۂ سند سے حضرت حکمؓ بن عمیرؓ صحابی رسول اللہ ﷺ کی حدیث مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: (اے لوگو!) دنیا میں مہمان بن کر رہو! (یعنی جس طرح مہمان میزبان کے گھر میں ایک دو دن ہی ٹھہرتا ہے پھر رخصت ہو جاتا ہے اسی طرح دنیا کو عارضی قیامگاہ بناؤ) اور مساجد کو اپنے گھر بنالو (یعنی تمہارے اوقات زیادہ سے زیادہ مساجد میں گزریں) اپنے دلوں کو رقت و مہربانی کا عادی بنالو اور کثرت سے غور و فکر کرو (یعنی غمگین رہو اور آخرت کی فکر کرو) اور کثرت سے رویا کرو (خواہشات نفسانیہ کا تمہارے دلوں میں دور دورہ نہ ہو۔) تم ایسی عمارتیں بناؤ گے جن میں تم سکونت نہیں کر سکو گے تم ایسے اموال جمع کرو گے جنہیں کھا نہیں سکو گے، ایسے امور کی آرزوئیں کرو گے جنہیں تم پا نہیں سکو گے، رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: آدمی کے دین میں ناقص ہونے کے لئے اتنی بات کافی ہے کہ اسکی خطائیں کثیر ہوں اور اس کی بردباری

۱- المستدرک ۲۰۴/۳، وتلخیص الحبیر ۱۸/۲ ا. ودلائل النبوۃ ۲۴۶/۳. والبدایۃ والنہایۃ ۲۱/۴. وکنز العمال ۳۳۲۵۸.

۲- طبقات ابن سعد ۲۶۷/۵. والتاریخ الکبیر ۲/ت ۲۸۰۶. والجرح ۳/ت ۸۱. والاستیعاب ۳۲۶/۱. واسد الغابۃ ۳۸۲/۱، والکاشف ۲۰۷/۱. والاصابۃ ت ۱۶۲۳. وتھذیب الکمال ۴۴۳/۵.

۳- سنن الترمذی ۹۴۰. وسنن النسائی ۱۹۹/۵. والسنن الکبری للبیہقی ۲۲۰/۵. والمستدرک ۴۸۳/۱، ۴۷۰. وسنن الدارمی ۶۱/۲. والمعجم الکبیر للطبرانی ۲۵۳/۳. وطبقات ابن سعد ۴۷/۲/۴. وسنن ابن ماجۃ ۳۰۷۷، ۳۰۷۸، وسنن الدارقطنی ۲۷۸/۲.

۴- طبقات ابن سعد ۴۵۲/۷. والتاریخ الکبیر ۳/ت ۶۴. والجرح ۳/ت ۸۹۵. والکاشف ۲۴۹/۱. وتھذیب الکمال ۱۹۹/۷.

ناقص ہو۔

''ویقل حقیقتہ جیفۃ باللیل'' (عبارت مشوش ہے مفہوم واضح نہیں لہذا عبارت ہی نقل کردی گئی ہے) بہرحال مفہوم ترجمہ حاضر ہے) اور اس کی حقیقت ایمان کم ہو، وہ آدمی رات کو مردے کی طرح پڑا ہوتا ہے اور دن کو بیکار، ڈرپوک، بخیل اور خیر کی باتوں سے رکا ہوا اور آسودہ زندگی گزارنے کی فکر میں لگا رہتا ہو۔[1]

۱۲۵۴-سلیمان بن احمد، یحییٰ بن عبدالباقی، محمد بن مصفیٰ، بقیہ، عیسیٰ بن ابراہیم، موسیٰ بن ابی حبیب کے سلسلۂ سند سے حضرت حکمؓ بن عمیر کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ سے جس طرح حیاء کرنے کا حق ہے اس طرح حیاء کرو۔ سر کی حفاظت کرو اور جس چیز کا اس نے احاطہ کر رکھا ہے اس کی بھی حفاظت کرو۔ بطن (پیٹ) کی حفاظت کرو اور جو اس نے اپنے اندر جمع کر رکھا ہے اس کی حفاظت کرو، موت اور بوسیدگی کو یاد رکھو، پس جو آدمی ان امور کو عمل میں لائے گا اس کا ثواب ٹھکانا جنت ہے۔[2]

(۶۴) حضرت حرملہؓ بن ایاس[3]

بعض متاخرین نے حذیفہ بن خیاط کے حوالے سے حضرت حرملہؓ بن ایاس کو بھی اہل صفہ میں ذکر کیا ہے ایک قول یہ بھی ہے کہ حرملہؓ کا نام حرملہ بن عبداللہ عنبری ہے۔

۱۲۵۵-عبداللہ بن جعفر، یونس بن حبیب، ابوداؤد، قرہ بن خالد، ضرغامہ بن علیبہ بن حرملہ، علیبہ بن حرملہ کے سلسلۂ سند سے مروی ہے:

حضرت حرملہؓ کہتے ہیں: کہ میں ایک مرتبہ ایک بستی کے سواروں کے ساتھ نبی ﷺ کے پاس آیا جب میں نے واپس لوٹنے کا ارادہ کیا تو میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! مجھے وصیت کیجئے آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو اور جب تم مجلس سے اٹھ کر جانے لگو اور اہل مجلس کو ایسی باتیں کرتے سنا ہو جو تمہیں اچھی لگیں تو ان باتوں کو بجالاؤ اور اگر تم نے انہیں ایسی باتیں کرتے سنا ہو جسے تم ناپسند کرتے ہو تو ان باتوں سے اجتناب کرو۔[4]

۱۲۵۶-احمد بن محمد بن یوسف، عبداللہ بن محمد بن عبدالعزیز، ابوخیثمہ، عبدالصمد بن عبدالوارث، عبداللہ بن حسان، حبان بن عاصم کے سلسلۂ سند سے مروی ہے: حضرت حرملہؓ بن ایاس نبی ﷺ کے پاس آئے اور آپ ﷺ ہی کے پاس اقامت کی..... حتیٰ کہ انوارِ نبوت سے اپنے دل و دماغ کو منور کرلیا جب واپس لوٹنے کا ارادہ کیا تو کہتے ہیں: میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور عرض کیا: یارسول اللہ! آپ مجھے کیا حکم دیتے ہیں؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اے حرملہ! بھلی باتوں کو بجالاؤ اور بری باتوں سے اجتناب کرو۔ میں آپ ﷺ کے پاس سے چل پڑا پھر مجھے خیال آیا کہ اگر میں دوبارہ پلٹ کر آپ ﷺ سے عرض کروں عین ممکن ہے کہ آپ ﷺ مجھے مزید کچھ وصیت کریں، چنانچہ میں نے (دوبارہ پلٹ کر) عرض کیا: یارسول اللہ! مجھے وصیت کیجئے! آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: بری باتوں سے اجتناب کرو اور بھلی باتوں کو بجالاؤ۔ اہل مجلس جو باتیں تم سے کہہ رہے ہوں وہ تمہارے کانوں کو مسرور کررہی ہوں تو ان کے پاس سے اٹھ کر جانے کے بعد ان باتوں کو بجالاؤ اور ان پر عمل کرو چونکہ وہ اچھی باتیں یعنی دین اسلام کی باتیں ہیں۔ اور اگر وہ ایسی باتیں کررہے ہوں جو تمہارے

---

[1] تفسیر القرطبی ۱۲/۲۷۷. و کنز العمال ۴۳۸۳۹. ۴۳۸۹۵.

[2] سنن الترمذی ۲۴۵۸. والمستدرک ۴/۳۲۳. والمعجم الکبیر للطبرانی ۳/۲۴۶. ۱۰/۱۸۸. والصغیر ۱/۱۷۷. والمسند للامام احمد ۱/۳۸۷، ومجمع الزوائد ۱۰/۲۸۴، وکشف الخفا ۱/۱۳۸. وأمالی الشجری ۲/۱۹۷. ومشکاۃ المصابیح ۵/۱۶۰۸.

[3] التاریخ الکبیر ۳/ت ۲۴۰. والجرح والتعدیل ۳/ت ۱۲۲۱. والکاشف ۱/۲۱۲. ومیزان الاعتدال ۱/۴۷۲. وتهذیب الکمال ۵/۵۴۱. [4] مسند الامام احمد ۴/۳۰۵، ومنحة المعبود ۲۱۲۳. و کنز العمال ۴۴۵۲.

کانوں کو بری لگیں جب تم ان کے پاس سے جانے لگو تو ان باتوں سے اجتناب کرو۔[1]

یہ حدیث احمد بن اسحٰق حضرمی نے عبداللہ بن حسان، حیان بن عاصم کے طریق سے روایت کی ہے۔ نیز احمد بن اسحٰق کہتے ہیں کہ ہمیں یہ حدیث علیہ کی دو بیٹیوں نے بھی سنائی ہے کہ حضرت حرملہ نے انہیں حدیث سنائی کہ وہ نبی ﷺ کے پاس آیئے اور مذکور بالا حدیث کی طرح حدیث سنائی، اس میں اضافہ ہے کہ جب میں باہر نکلا تو سوچا کہ بھلی بات بجالانے اور بری باتوں سے اجتناب کرنے میں تقریباً تمام امور شامل ہوجاتے ہیں۔

حضرت خبابؓ بن ارت

بعض متاخرین نے حضرت خبابؓ بن ارت کو کردوس کے حوالے سے اہل صفہ کی طرف منسوب کیا ہے۔ خبابؓ سابقین اولین میں سے تھے اور مہاجرین میں سے تھے۔ ہم نے ان کے احوال کا تذکرہ پہلے کردیا ہے، چنانچہ اسلام کی خاطر انہوں نے بھی بہت مصیبتیں برداشت کیں۔ غزوۂ بدر میں شریک رہے اس کے علاوہ دیگر غزوات میں بھی شریک رہے۔ (چھٹے نمبر پر اسلام لائے تھے۔ ۳۷ھ میں انہوں نے کوفہ میں وفات پائی حضرت علیؓ نے نماز جنازہ پڑھائی ان کی مرویات کی تعداد ۳۳ ہے۔)

۱۲۵۷- محمد بن احمد بن حسن، محمد بن عثمان بن ابی شیبہ، سعید بن عمرو، سفیان بن عیینہ، مسعر، قیس بن مسلم کے سلسلۂ سند سے حضرت طارق بن شہابؓ کی روایت ہے کہ حضرت خبابؓ مہاجرین صحابہ کرامؓ میں سے تھے۔ اور یہ ان حضرات میں سے ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ کی خاطر سخت عذاب دیا گیا۔

۱۲۵۸- محمد بن احمد بن حسن، محمد بن عثمان بن ابی شیبہ، ابوبکر، محمد بن فضل، فضیل، کردوس رحمہ اللہ کا بیان ہے کہ حضرت خبابؓ بن ارت چھٹے نمبر پر اسلام لائے گویا وہ اس وقت اسلام کے ایک سدس (چھٹے حصے) تھے۔

۱۲۵۹- محمد بن احمد، محمد بن عثمان، علی بن مدینی، یحییٰ بن سعید، سفیان، ابواسحٰق، ابولیلیٰ کندی کی روایت ہے کہ ایک مرتبہ حضرت خبابؓ حضرت عمرؓ کے پاس تشریف لائے۔ حضرت عمرؓ ان سے فرمانے لگے: قریب ہوجایئے میں آپ کے سوا اس مجلس کا زیادہ حقدار کسی کو نہیں سمجھتا ہوں۔ چنانچہ حضرت خبابؓ حضرت عمرؓ کو اپنے پیٹ پر زخموں کے نشانات دکھانے لگے جو انہیں مشرکین کی مصیبتوں سے پہنچے تھے۔

۱۲۶۰- عبداللہ بن جعفر، اسماعیل بن عبداللہ، آدم بن ابی ایاس، شعبہ، اسماعیل بن ابی خالد، قیس بن ابی حازم کہتے ہیں ایک مرتبہ ہم حضرت خبابؓ بن ارت کے پاس ان کی عیادت کرنے گئے۔ چنانچہ ان کے جسم پر جلائے جانے سے سات نشانات پڑے ہوئے تھے، پھر فرمانے لگے: بلاشبہ ہمارے کچھ ساتھی دنیا سے سدھار گئے ہیں۔ تاہم دنیا ان کی عزت وشرف میں کچھ کمی نہ کرسکی جبکہ ہم دنیا میں اسقدر مبتلا ہوگئے کہ صرف مٹی ہی کو اپنے لئے جائے پناہ سمجھتے ہیں۔ چنانچہ ایک دوسری مرتبہ ہم ان کے پاس آئے۔ اس وقت اپنے گھر کی ایک دیوار بنا رہے تھے، کہنے لگے: ہر چیز میں مومن کے لئے اجر ہے بجز اس چیز کے جسکو وہ مٹی میں بنا رہا ہو۔ کاش! اگر ہمیں رسول اللہ ﷺ نے موت کی دعا مانگنے سے منع نہ کیا ہوتا میں ضرور موت کی دعا مانگ لیتا۔

یہ حدیث یزید بن ابوانیسہ نے ایک بڑی جماعت میں اسماعیل سے مثل مذکور بالا کے روایت کی ہے۔

۱۲۶۱- سلیمان بن احمد، ابوزرعہ دمشقی وموسیٰ بن عیسیٰ، ابویمان، شعیب بن ابی حمزہ، زہری، عبداللہ بن حارث بن نوفل، عبداللہ بن خباب بن ارت کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ ان کے والد حضرت خبابؓ بن ارت نے ایک رات رسول اللہ ﷺ کی نگہبانی کی آپ ﷺ فجر

---

[1] الأدب المفرد للبخاری ۲۲۳. والترغيب والترهيب ۳۱۰. وكنز العمال ۴۳۲۰۹.

تک نماز میں مشغول رہے۔ خباب ؓ نے عرض کیا: یارسول اللہ! آج رات میں نے آپ کو ایسی نماز میں مشغول دیکھا ہے اس سے پہلے اس طرح نہیں دیکھا۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جی ہاں بلاشبہ یہ رغبت اور خوف کی نماز تھی۔ تاہم میں نے اپنے پروردگار سے تین چیزوں کا سوال کیا میرے رب نے مجھے دو عطا فرما دیں اور ایک سے منع کر دیا؛ میں نے رب تعالیٰ سے ایک اس چیز کا سوال کیا کہ اللہ تعالیٰ ہمیں ہلاک نہ کردے جس طرح کہ دیگر امتوں کو عذاب دے کر ہلاک کردیا گیا، میرا یہ مطالبہ اللہ تعالیٰ نے منظور کرلیا، دوسری چیز کا میں نے اللہ سے یہ مطالبہ کیا کہ ہمارے اوپر دشمن کو مسلط نہیں کرنا جو ہمارا استیصال کردے سو اللہ تعالیٰ نے میرا یہ مطالبہ پورا کیا، تیسرا مطالبہ یہ کیا کہ میری امت آپس میں دست و گریباں ہو کر مختلف گروہوں کا شکار نہ ہو جائے مجھے اس مطالبے سے باز رہنے کی تاکید کی گئی۔[1]

یہ حدیث صالح بن کیسان، معمر و نعمان بن راشد و زبیدی نے آخرین میں زہری سے روایت کی ہے۔

۱۲۶۲- ابوبکر طلحی، عبید بن حازم، ابوبکر بن ابی شیبہ، ابن عیینہ، عمرو بن دینار، یحییٰ بن جعدہ کا بیان ہے کہ نبی ﷺ کے صحابہ کرام ؓ سے بعض حضرات نے حضرت خباب ؓ کی تیمارداری کی۔ یہ حضرات کہنے لگے: اے اللہ کے بندے! خوش ہو جائیے ابھی آپ نبی ﷺ کے پاس وارد ہونا ہی چاہتے ہیں۔ خباب ؓ نے فرمایا: یہ کیسے ہوسکتا ہے؟ حالانکہ مکان کی یہ نچلی منزل ہے اور اس کے اوپر ایک اور منزل بھی ہے (یہ بات حضرت خباب ؓ نے عاجزی میں کہی کہ ہم تو دنیاوی بکھیڑوں میں گھسے ہوئے ہیں۔ یہ کیسے ہوسکتا ہے) حالانکہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں ارشاد فرمایا تھا کہ تمہیں دنیا میں سے اتنا کافی ہے جتنا مسافر کا زاد سفر۔[2]

(۶۵) حضرت خنیس بن حذافہ ؓ[3]

بعض متاخرین نے حضرت خنیس بن حذافہ سہمی ؓ کو بھی حافظ ابوطالب اور محمد بن اسحٰق بن یسار کے حوالے سے اہل صفہ میں ذکر کیا ہے۔ خنیس ؓ مہاجرین اولین میں سے ہیں۔ انہی کے نکاح میں پہلے ام المؤمنین حضرت حفصہ بنت عمر ؓ مہاجرۂ حبشہ تھیں۔ بدر میں شریک رہے (وہیں انہیں زخم آئے) اور مدینہ منورہ میں اول اسلام میں وفات پائی۔ حفصہ ؓ ان سے بیوہ ہوئیں تو رسول اللہ ﷺ اپنے نکاح میں لے آئے۔

۱۲۶۳- ابوبکر بن مالک، عبداللہ بن احمد بن حنبل، احمد بن حنبل، عبدالرزاق، معمر، زہری، سالم، ابن عمر ؓ کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ حضرت عمر ؓ نے فرمایا: حفصہ بنت عمر ؓ خنیس بن حذافہ سہمی سے بیوہ ہوگئیں۔ حذافہ ؓ نبی ﷺ کے صحابہ کرام ؓ میں سے تھے۔ بدر میں شریک رہے اور مدینہ میں وفات پائی۔ عمر فرماتے ہیں: میری حضرت ابوبکر ؓ سے ملاقات ہوئی میں نے کہا: اگر آپ چاہیں تو میں حفصہ بنت عمر سے آپ کا نکاح کرادوں۔ انہوں نے خاموشی اختیار کی اور مجھے کچھ جواب نہ دیا۔ پس میں چند ہی دن ٹھہرا تھا کہ رسول اللہ ﷺ نے حفصہ ؓ کے نکاح کا پیام دے دیا۔ میں نے حفصہ کے ساتھ آپ ﷺ کا نکاح کردیا۔ پھر مجھ سے ابوبکر ؓ ملے اور فرمایا: جب تم نے مجھ سے حفصہ ؓ کے ساتھ نکاح کرنے کی خواہش ظاہر کی اور میں خاموش رہا ممکن ہے آپ کو ناگوار گزرا ہو لیکن میں نے اسی بناپر کچھ جواب نہیں دیا تھا کہ رسول اللہ ﷺ نے حفصہ ؓ کا ذکر کیا تھا اور میں ان کا راز فاش کرنا نہیں چاہتا تھا۔ اگر رسول اللہ ﷺ کا ان سے نکاح کا قصد نہ ہوتا تو میں اس کے لئے آمادہ تھا۔

۱۔ المعجم الکبیر للطبرانی ۶۵/۴۔ وصحیح ابن حبان ۱۸۲۰۔ (موارد) ومشکاۃ المصابیح ۵۴۷۔

۲۔ مجمع الزوائد ۲۵۴/۱۰۔ والمصنف لابن ابی شیبۃ ۲۱۹/۱۲۔ وأمالی الشجری ۱۹۹/۲۔ وتاریخ أصبہان للمصنف ۸۹/۱۔

۳۔ طبقات ابن سعد ۳۰۰/۳۔ وتاریخ الطبری ۴۹۹/۲۔ وابن ہشام ۲۵۶/۱۔

(۶۶) حضرت خالد بن زید (ابوایوب انصاریؓ)[۱]

بعض متاخرین نے خالد بن زید ابوایوب انصاریؓ کو محمد بن جریر کے حوالے سے اہل صفہ میں ذکر کیا ہے اور ابوایوب وہ مشہور صحابی اور اس گھر کے مالک ہیں جس میں رسول اللہ ﷺ ہجرت مدینہ کے موقع پر مدینہ پہنچ کر جلوہ افروز ہوئے تھے۔ یہاں تک کہ مسجد بنائی اور ایک حجرہ بھی بنایا اور وہ مشہور گھر آج بھی مدینہ میں موجود ہے۔ ابوایوبؓ قیام صفہ سے مستغنی تھے۔ آپؓ شرکائے بدر میں سے ہیں اور بیعت عقبہ میں بھی حصہ لیا لہذا وہ اہل عقبہ میں سے ہیں نہ کہ اہل صفہ میں سے۔ قسطنطنیہ میں (۵۲ھ میں) وفات پائی اور شہر کی سرحد پر انہیں دفن کیا گیا۔

۱۲۶۴- فاروق الخطابی، زیاد بن خلیل اللہ، ابراہیم بن منذر، محمد بن فلیح، موسیٰ بن عقبہ ابن شہاب زہری سے مروی ہے کہ ابوایوب خالد بن زیدؓ ان لوگوں میں سے ہیں جو بیعت عقبہ میں شریک رہے۔

۱۲۶۵- ابوایوبؓ کی چند مسانید...... ابوبکر بن خلاد، حارث بن ابی اسامہ، داؤد بن محبر، میسرہ بن عبدربہ، موسیٰ بن عبیدہ، زہری، عطاء بن زید کے سلسلۂ سند سے حضرت ابوایوب انصاریؓ کی روایت ہے کہ نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا: یقیناً دو آدمی مسجد کی طرف جاتے ہیں اور دونوں نماز پڑھتے ہیں پھر ان میں سے ایک واپس لوٹ آتا ہے اور اسکی نماز (از روئے قبولیت) احد کے پہاڑ سے بھی زیادہ وزن دار ہوتی ہے۔ جبکہ دوسرا آدمی واپس لوٹتا ہے تو اسکی نماز ایک ذرہ کے برابر بھی حیثیت نہیں رکھتی۔ حضرت ابوحمید ساعدیؓ کہنے لگے: یارسول اللہ! یہ کیسے ہوسکتا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: جب وہ آدمی اس دوسرے سے عقلاً اچھا ہو۔ انہوں نے پھر عرض کیا: یہ کیسے ہوسکتا ہے؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: وہ ان اللہ تعالیٰ کی حرام کردہ اشیاء سے زیادہ سے زیادہ بچنے والا ہو اور بھلائی کے امور میں بے زیادہ سبقت کرنے والا ہو اگرچہ نفلی عبادت میں دوسرے سے کمتر ہی کیوں نہ ہو۔[۲]

زہری رحمہ اللہ کی یہ حدیث غریب ہے۔ اسی طرح موسیٰ بن عبیدہ کی سند سے بھی غریب ہے۔ ہاں البتہ زبیدی نے موسیٰ بن عبیدہ کی متابعت کی ہے اور انہوں نے ابوحمیدؓ کے قول کا ذکر نہیں کیا۔

۱۲۶۶- حبیب بن حسن، ابوشعیب حرانی، عاصم بن علی، عبداللہ بن خثیم، ابن جبیر، جبیر کے سلسلۂ سند سے حضرت ابوایوبؓ کی روایت ہے کہ ایک آدمی نبی ﷺ کے پاس آیا اور کہنے لگا: یارسول اللہ! مجھے مختصر سی تعلیم کیجئے، آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب تم نماز میں کھڑے ہو جاؤ تو رخصت کیے ہوئے آدمی کی سی نماز پڑھو اور ایسی بات ہرگز ہرگز مت کرو جس سے تمہیں معذرت کرنی پڑے اور لوگوں کے پاس موجود مال و دولت سے اپنی امیدیں وابستہ نہ رکھو۔[۳]

شیخ ابونعیم اصفہانی رحمہ اللہ کہتے ہیں حضرت ابوایوبؓ کی حدیث بالا غریب ہے اسے صرف عبداللہ بن عثمان بن خثیم نے ہی

۱۔ طبقات ابن سعد ۳/ت ۳۸۴. والتاریخ ۳/ت ۴۶۲، والجرح ۳/ت ۱۳۸۴. وتاریخ بغداد ۱/۱۵۳. والاستیعاب ۴/۱۶۰۶. والجمع ۱/۱۱۸. وأسد الغابة ۲/۸۰. وسیر النبلاء ۲/۴۰۲. والکاشف ۱/۲۶۸، والاصابة ۱/۴۰۵. وتهذیب الکمال ۸/۶۶.

۲۔ المطالب العالیة ۲۷۵۲. والبدایة والنهایة ۸/۵۹.

۳۔ سنن ابن ماجة ۴۱۷۱. ومسند الامام أحمد ۵/۴۱۲. والمعجم الکبیر للطبرانی ۴/۱۸۵. ومشکاة المصابیح ۵۲۲۶. واتحاف السادة المتقین ۸/۱۲۰. ۱۰/۲۵۱.

روایت کیا ہے ہاں البتہ ابن عمرؓ نے اس جیسی ایک اور حدیث رسول اللہ ﷺ سے روایت کی ہے۔

۱۲۶۷-سلیمان بن احمد، احمد بن حماد بن زغبہ، سعید بن ابی مریم، ابن لہیعہ، ابوقبیل، عباد بن ناشرہ، ابورحمہ اللہ کے سلسلۂ سند سے حضرت ابوایوب انصاریؓ کی روایت ہے کہ ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے اور ارشاد فرمایا: بلاشبہ میرے پروردگار نے مجھے اختیار دیا ہے اس میں کہ ستر ہزار آدمی بغیر حساب وکتاب کے جنت میں داخل ہو جائیں یا اللہ تعالیٰ اپنے پاس سے لپ بھر جنت میں داخل کر دے۔ ایک صحابی بولے: یارسول اللہ: کیا اللہ تعالیٰ آپ کے لئے لپ بھریں گے؟ پس رسول اللہ ﷺ اندر داخل ہوئے پھر باہر نکل کر صحابہ کے پاس تشریف لائے درآں حالانکہ آپ ﷺ تکبیر پڑھ رہے تھے۔ ارشاد فرمایا: بلاشبہ میرے رب نے میرے لئے اضافہ کیا ہے کہ ہر ہزار کے پیچھے ستر ہزار لوگ ہوں گے (جو جنت میں داخل ہوں گے) اور ان کے ساتھ ساتھ اللہ تعالیٰ اپنے پاس سے لپ بھر بھی جنت میں داخل فرمائیں گے۔ راوی حدیث ابورھم کہنے لگے: اے ابوایوب! اللہ تعالیٰ کی لپ کے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے؟ اسے تو لوگ اپنے مونہوں سے کھالیں گے۔ چنانچہ ابوایوب انصاریؓ نے جواب دیا۔ چھوڑ دو اپنی ساتھی کو (آؤ) میں تمہیں نبی ﷺ کی لپ کے بارے میں خبر دیتا ہوں، جیسا کہ مجھے گمان ہے بلکہ یقین ہے۔ نبی ﷺ کی لپ یہ ہے کہ آپ ﷺ فرماتے تھے: اے میرے پروردگار! جو آدمی گواہی دے کہ تیرے سوا کوئی معبود نہیں اور تیری توحید کا اقرار کرے اور تیرے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرائے اور گواہی دیتا ہو کہ محمد تیرے بندے اور تیرے رسول ہیں پھر اسکا دل اسکی زبان کی تصدیق بھی کرتا ہو اس کے لئے جنت واجب ہو جاتی ہے

یہ حدیث غریب ہے چونکہ ابوقبیل متفرد ہیں عباد سے اس حدیث کو روایت کرنے میں۔ یہ حدیث کبار نے سعید بن ابی مریم سے مثل محمد بن سہل بن عسکر کی روایت کے نقل کی ہے۔[1]

(۶۷) حضرت خریم بن فاتکؓ[2]

بعض متاخرین نے حضرت خریم بن فاتک اسدیؓ کو بھی احمد بن سلیمان مروزی کے حوالے سے اہل صفہ میں ذکر کیا ہے۔ خریمؓ غزوۂ بدر میں شریک رہے یہ وہی صحابی ہیں جنہیں قیام ابرق عراق میں رات ہو گئی تھی اور ایک غیبی آواز سنائی دی تھی اور کسی نے ذیل کے دو اشعار پڑھے تھے۔

ویحک عذ باللہ ذی الجلال　　والمجد و البقاء و الافضال.

تیری ہلاکت، اس اللہ تبارک وتعالیٰ کی پناہ مانگ جو جلال والا ہے بزرگی والا ہے بقا والا ہے اور فضل والا ہے۔

واقرا لآیات من الانفال　　ووحد اللہ و لاتبالی.

اور انفال کی آیتیں پڑھ اور اللہ تعالیٰ کی توحید کا اقرار کر اور بے پرواہ ہو جا۔

چنانچہ اس کے بعد خریمؓ نے مدینہ منورہ کا قصد کیا اور مدینہ آن پہنچے اس وقت نبی ﷺ منبر پر کھڑے خطبہ ارشاد فرمارہے تھے پس اسلام کی دولت سے مالا مال ہوئے اور پھر غزوۂ بدر میں بھی شرکت کی (حضرت معاویہؓ کے عہد خلافت میں شام میں وفات پائی)۔

۱۲۶۸-عبداللہ بن ابراہیم، ابوبرزہ فضل بن محمد حاسب، محمد بن صباح، سلمہ بن صالح، ابواسحٰق، شمر بن عطیہ کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ حضرت خریم بن فاتکؓ کہتے ہیں نبی ﷺ نے میری طرف نظر کی اور ارشاد فرمایا: اے آدمی! اگر تم میں دو خصلتیں نہ ہوتیں[3] (کیا ہی

---

[1] المعجم الکبیر ۴/۱۵۱. واتحاف السادۃ المتقین ۱۰/۵۶۸، وکنز العمال ۳۹۱۰۱.

[2] طبقات ابن سعد ۶/۳۸، والتاریخ الکبیر ۳/ت۷۵۷. والجرح ۳/ت۱۸۴۷. واسد الغابۃ ۲/۱۱۲. والکاشف ۱/۲۷۹. والاصابۃ ۱/۴۲۴. وتھذیب الکمال ۸/۲۳۹.

[3] الجامع الکبیر للسیوطی ۹۶۵۴. والمعجم الکبیر للطبرانی ۴/۲۴۷.

اچھا ہوتا)؟ میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! بھلا وہ کونسی دو خصلتیں ہیں! بلاشبہ (ایسی خصلت تو برائی کیلئے) ایک بھی کافی ہے؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: تہبند کا لٹکانا اور بالوں کا بڑھا ہوا ہونا۔ راوی حدیث کہتے ہیں کہ خریم ؓ نے اپنی تہبند کو اوپر کرلیا اور بال بھی چھوٹے کرالئے۔

یہ حدیث قیس بن ربیع نے ابو اسحٰق سے روایت کی ہے۔

(۶۸) حضرت خریمؓ بن اوس [۱]

بعض متاخرین نے حضرت خریم بن اوس طائیؓ کو ابوالحسن بن عمر دار قطنی کے حوالے ؒ اہل صفہ میں ذکر کیا ہے حضرت خریمؓ مہاجرین میں سے ہیں یہ۔ وہی ہیں کہ جب نبی کریم ﷺ کو حیرہ پیش کیا گیا (یعنی فتح حیرہ کی خوشخبری دی گئی) تو انہوں نے شیماء بنت بقیلہ کو چادر اوڑھے ہوئے سیاہی مائل ایک طاقتور خچر پر سوار دیکھا۔ خریمؓ نے کہا: یارسول اللہ! ہم نے حیرہ کو فتح کرلیا اور ہم نے شیماء کو اسی حالت میں پایا تو کیا وہ میری ہوگئی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں وہ تیری ہوگئی، پھر خریمؓ خالد بن ولیدؓ کے ساتھ مسیلمہ کذاب کو قتل کرنے چل پڑے۔ چنانچہ حضرات صحابہ کرامؓ نے مسیلمہ کذاب کو جہنم واصل کیا پھر خریمؓ حضرت خالد بن ولیدؓ کے ساتھ حیرہ کی طرف چل دیئے۔ جب مسلمانوں کا لشکر حیرہ میں داخل ہوا تو سب سے پہلے انہیں (شیماء) بنت بقیلہ سیاہی مائل ایک طاقتور خچر پر سوار ملی جیسا کہ نبی ﷺ نے اس کی حالت بیان فرمائی تھی، چنانچہ اسے دیکھتے ہی خریمؓ اس کے ساتھ چمٹ گئے اور اسکا دعویٰ کرنے لگے: ان کے متعلق حضور کے فرمان کی گواہی محمد بن مسلمہ اور عبداللہ بن عمرؓ نے دی۔ لہذا خالد بن ولیدؓ نے شیماء خریمؓ کے سپرد کردی۔ پھر شیماء کے پاس اسکا بھائی عبد المسیح قلعے سے نیچے اتر کر آیا اور خریمؓ سے کہنے لگا: شیماء کو مجھے بیچ دے۔ خریمؓ نے جواب دیا بخدا! میں ایک ہزار سے کم نہیں کروں گا چنانچہ عبدالمسیح نے ایک ہزار دے کر شیماء کو لے لیا اور پھر کہنے لگا: اگر تم ایک لاکھ بھی مانگتے میں وہ بھی دینے کو تیار تھا۔ حضرت خریمؓ کہنے لگے: میں تو یہ سمجھتا رہا کہ مال دس سو (یعنی ایک ہزار) سے زیادہ ہوتا ہی نہیں۔ (یہاں نبی کریم ﷺ کا فرمان: المومن غر کریم والفاجر خب لئیم۔ (مشکوٰۃ) کہ مومن بھولا بھالا شریف آدمی ہوتا ہے اور کافر دھوکہ باز کمینہ ہوتا ہے صادق آتا ہے۔)

۱۲۶۹- یحییٰ بن محمد، ابوسکین زکریا بن یحییٰ، ابوزجر بن حصن کے چچا، حمید بن منہب کے سلسلۂ سند سے خریم بن اوسؓ کی حدیث مروی ہے کہ خریمؓ کہتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کی طرف ہجرت کی چنانچہ میں آپ ﷺ کے پاس اس وقت پہنچا جب آپ ﷺ غزوۂ تبوک سے واپس تشریف لا رہے تھے۔ پھر میں نے اسلام قبول کیا: اس موقع پر حضرت عباسؓ نے خریم بن اوسؓ سے کہا: بلاشبہ میں چاہتا ہوں کہ آپ کی مدح کروں! خریمؓ نے جواب دیا: کیجئے: فرمایا: یہ دعا کیجئے کہ اللہ تعالیٰ آپ کے دانت نہ توڑے یعنی اللہ تعالیٰ آپکو فصیحانہ و بلیغانہ انداز میں گفتگو کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔[۲]

(۶۹) حضرت خبیب بن یسافؓ [۳]

بعض متاخرین نے حضرت خبیب بن یساف عتبہ ابوعبدالرحمٰنؓ کو حافظ ابوعبداللہ نیشاپوری کے حوالے سے اہل صفہ میں ذکر کیا ہے اور ابوبکر بن ابوداؤد کے حوالے سے کہا ہے کہ وہ بدری صحابی ہیں۔

۱۲۷۰- ابوبکر بن مالک، عبداللہ بن احمد بن حنبل، احمد بن حنبل، یزید بن ہارون، مسلم بن سعید ثقفی، خبیب بن عبدالرحمٰن بن خبیب، عبدالرحمٰن بن خبیب کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ حضرت خبیبؓ کہتے ہیں میں نبی ﷺ کے پاس آیا اور اس وقت آپ ﷺ کسی غزوے

۱۔ المنتظم لابن الجوزی ۳/۱۷۱۔ ۲۔ المستدرک ۳/۳۲۶۔

۳۔ طبقات ابن سعد ۳/۴۰۴۔ والمغازی ۳۶، ۴۷، ۸۱، ۸۳، ۸۴۔

کے ارادے سے نکلنا چاہتے تھے میں اور میری قوم کا ایک اور آدمی مشرف بہ اسلام نہیں ہوئے تھے۔ ہم دونوں آپس میں کہنے لگے: یقیناً ہمیں شرم آتی ہے کہ ہماری قوم جہاد میں حصہ لے اور ہم ان کے ساتھ مل کر حصہ نہ لے سکیں۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کیا تم دونوں مسلمان ہو چکے ہو؟ ہم نے نفی میں جواب دیا۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا بلاشبہ ہم مشرکین سے مدد نہیں حاصل کرتے۔ خبیب کہتے ہیں: ہم مشرف بہ اسلام ہوئے اور آپ ﷺ کے ساتھ جہاد میں شرکت کی چنانچہ جہاد میں میں نے ایک آدمی کو قتل کیا اس نے بھی مجھ پر تلوار سے حملہ کیا مگر اسکا وار ضائع گیا لیکن معمولی زخم آیا بعد میں میں نے اس کی بیٹی کے ساتھ شادی کرلی۔ وہ کہا کرتی تھی "تم نے کسی اور ایسے آدمی کو قتل نہیں کیا جس نے تمہارے گلے میں یہ خوبصورتی سجائی اور میں کہا کرتا تھا تم بھی کسی ایسے آدمی کو چھوڑ کر نہیں جا سکتی جس نے تمہارے باپ کو آنا فانا جہنم واصل کیا۔[۱]

یہ حدیث ابو جعفر رازی نے مسلم سے روایت کی ہے۔

(۷۰) حضرت دکین بن سعید[۲]

بعض متاخرین نے حضرت دکین بن سعید مزنی ایک قول کے مطابق خثعمی کو بھی اہل صفہ میں ذکر کیا ہے انہوں نے کوفہ میں سکونت اختیار کی تھی۔ دکینؓ چار سو آدمیوں کی ایک جماعت میں نبی ﷺ کے پاس آئے تھے انہوں نے آکر نبی ﷺ سے کھانا طلب کیا چنانچہ آپ ﷺ نے ان تمام لوگوں کو کھانا کھلایا اور ان کے لئے زاد سفر کا بھی بندوبست کیا۔

شیخ ابو نعیم رحمہ اللہ کہتے ہیں: مجھے معلوم نہیں کہ دکینؓ نے صفہ کو ٹھکانا بنایا ہو یا صفہ میں کبھی ٹھہرے ہوں، اس بارے میں مجھے کوئی اثر صحیح نہیں معلوم ہو سکا۔

۱۲۷۔ معجزۂ نبوت ...... محمد بن احمد بن حسن، ثور بن موسیٰ، حمیدی، سفیان بن عیینہ، اسماعیل بن ابی خالد، قیس بن ابی حازم کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ حضرت دکینؓ کہتے ہیں ہم چار سو سواروں (مسافروں) کی ایک جماعت میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور ہم نے آپ ﷺ سے کھانا طلب کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اے عمر! جاؤ اور ان لوگوں کو کھانا دو اور انہیں ساتھ لے جانے کے لئے بھی دو۔ عمرؓ نے کہا: یا رسول اللہ! میرے پاس تو صرف چند ایک صاع (ایک پیمانہ جو تین کلو کے برابر ہوتا ہے) کھجوریں ہوں گی اور کھجوروں کی یہ مقدار میری اور میرے اہل وعیال کی موسم گرما میں بمشکل کفایت کریگی۔ ابوبکرؓ نے فرمایا (اے عمر!) بات سنو اور بس اطاعت کرو۔ عمرؓ بولے: ہم نے حکم سنا اور اسکی اطاعت کی چنانچہ عمرؓ چل پڑے حتی کہ ایک کمرے میں داخل ہوئے اور چابی نکال کر اپنے ایک حجرے میں تشریف لے گئے۔ حجرہ کھولا اور پھر لوگوں سے کہا: داخل ہو جاؤ (وہ اندر جا کر کھانے لگے اور) میں لوگوں میں سے سب سے آخر میں داخل ہوا میں نے کھجوریں لیں اور پھر نظر ڈالی کیا دیکھتا ہوں کہ کھجوروں کا ایک بڑا ڈھیر ابھی باقی ہے۔

یہ صحیح حدیث ہے اور اسے اسماعیل سے بہت سارے محدثین نے روایت کیا ہے یہ حدیث نبی ﷺ کے دلائل نبوت میں سے ہے (یعنی معجزۂ نبوت ہے)۔

۱۔ المعجم الکبیر للطبرانی ۴/۲۶۴، وکنز العمال ۳۶۸۱۰.

۲۔ طبقات ابن سعد ۶/۳۸. والتاریخ الکبیر ۳/ت ۸۸۱. والجرح ۳/ت ۱۹۹۴ . والاستیعاب ۲/ ۴۶۲. وأسد الغابة ۲/۱۳۳. والکاشف ۱/ ۲۹۴. والاصابة ۱/۴۷۶، وتهذیب الکمال ۸/ ۴۹۲.

حضرت عبداللہ ذوالبجادینؓ

بعض متاخرین نے حضرت عبداللہ ذوالبجادینؓ کو بھی علی بن مدینی کے حوالے سے اہل صفہ میں شمار کیا ہے، ہم نے انہیں جملہ مہاجرین سابقین میں پہلے ذکر کر دیا ہے۔ ان کا نام ذوالبجادین پڑنے کی وجہ یہ ہوئی کہ وہ اپنے چچا کی کفالت کے زیر سایہ تھے اور وہ چچا ہی ان کی پرورش کرتے تھے۔ چنانچہ جب ذوالبجادینؓ مشرف بہ اسلام ہوئے تو چچا نے جمیع مشفقانہ اقدار کو سلب کر لیا لیکن بھتیجے تھے کہ ان کی زبان پر صرف اسلام اور اسلام کا نعرہ تھا۔ والدہ نے ترس ﷺ انہیں ایک بڑی دھاری دار چادر عنایت فرمائی انہوں نے چادر کو دو حصوں میں پھاڑ لیا ایک حصہ کی تہبند بنالی اور دوسرا حصہ اوپر اوڑھ لیا۔ پھر نبی ﷺ کے دربار اقدس میں تشریف لائے آپ ﷺ نے ان سے پوچھا: تمہارا نام کیا ہے؟ انہوں نے جواب دیا: میرا نام "عبدالعزیٰ" ہے آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: "نہیں بلکہ تمہارا نام "عبداللہ ذوالبجادین" (یعنی دو چادروں والا) ہے۔ غزوۂ تبوک میں مرتبہ شہادت سے سرفراز ہوئے اور سرکار دو عالم ﷺ بذات خود ان کی قبر میں اترے اور اپنے نبوت والے مبارک ہاتھوں سے انہیں دفنایا۔[1]

(۷۱) حضرت رفاعہ ابولبابہؓ

بعض متاخرین نے حضرت رفاعہ ابولبابہ انصاریؓ کو بھی حافظ ابوعبداللہ نیشاپوری کے حوالے سے اہل صفہ میں ذکر کیا ہے۔ ایک دوسرے قول کے مطابق ان کا نام بشیر بن عبدالمنذر ہے اور ان کا تعلق قبیلہ بنوعمرو بن عوف سے بتایا گیا ہے۔ رفاعہؓ بدری صحابی ہیں مال غنیمت میں سے انہیں بھی حصہ ملا تھا۔

۱۲۷۲- ابوبکر بن خلاد، حارث بن ابی اسامہ، یحییٰ بن ابی بکیر، زہیر بن محمد، عبداللہ بن محمد بن عقیل، عبدالرحمن بن یزید کے سلسلۂ سند سے حضرت ابولبابہ بن عبدالمنذرؓ کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جمعہ کا دن اللہ تعالیٰ کے نزدیک تمام دنوں کا سردار ہے اور تمام دنوں میں سب سے زیادہ باعظمت ہے اور خدا کے نزدیک جمعہ کے دن کی عظمت عید الاضحی اور عید الفطر سے بھی زیادہ ہے۔ اس دن کی پانچ خصلتیں ہیں (۱) اسی دن اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کی تخلیق فرمائی (۲) اسی دن اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو جنت سے نیچے اتارا (۳) اسی دن اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو وفات دی (۴) اسی دن میں ایک ساعت آتی ہے کہ اس میں بندہ اللہ تعالیٰ سے حرام چیز کے سوا جو کچھ مانگتا ہے اللہ تعالیٰ اسے ضرور عنایت فرماتا ہے۔ (یعنی حرام چیز مانگنا مقبول نہیں) (۵) اور اسی دن قیامت قائم ہوگی۔ تمام مقرب فرشتے، آسمان، زمین، ہوا، پہاڑ، اور دریا سب جمعہ کے دن سے ڈرتے ہیں۔ اس وجہ سے کہ قیامت جمعہ کے دن آنی ہے نہ معلوم کس وقت آجائے۔[2]

(۷۲) حضرت ابورزینؓ[3]

بعض متاخرین نے حضرت ابورزینؓ کو بھی اہل صفہ میں ذکر کیا ہے اور اس پر مندرجہ ذیل حدیث سے استشہاد پیش کیا ہے۔ اس حدیث کو روایت کیا ہے عمرو بن بکر سکسکی، محمد بن یزید، ابوسلمہ بن عبدالرحمن، عبدالرحمنؓ نے کہ نبی ﷺ نے اہل صفہ میں سے ایک آدمی

۱۔ مجمع الزوائد ۸/ ۵۱. ۵۳.

۲۔ سنن ابن ماجة ۱۰۸۴، والمعجم الکبیر للطبرانی ۵/ ۲۳. والمصنف لابن أبی شیبة ۲/ ۱۵۰. ومشکاة المصابیح ۱۳۶۳. والترغیب والترهیب ۱/ ۴۹۰. وکنز العمال ۲۱۰۶۱.

۳۔ تهذیب الکمال ۳۳/ ۳۱۲. ۳۱۳.

جسے ابورزین کہا جاتا تھا سے فرمایا: اے ابورزین! جب تم خلوت میں ہو تو اپنی زبان کو ذکر اللہ سے تر رکھو چونکہ جب تک تم ذکر اللہ میں مشغول رہو گے اس وقت تک تم برابر نماز میں رہو گے، (یعنی نماز جیسا ثواب ملے گا) اگر تم علانیہ ذکر کرو گے تو وہ علانیہ نماز کی طرح ہوگا اور اگر تم تنہائی میں ذکر کرو گے تو وہ خلوت کی نماز کی طرح ہوگا۔ اے ابورزین! جب لوگ راتوں کے قیام اور دنوں کے روزوں کی مشقتیں جھیل رہے ہوں تو اس وقت تم مسلمانوں کے لئے خیر خواہی کی مشقتیں جھیلو۔ اے ابورزین! جب لوگ جہاد فی سبیل اللہ میں مشغول ہوں اور تم پسند کرو کہ تمہارے واسطے بھی انہی جیسا اجر وثواب ہو تو تم مسجد کو لازم پکڑلو اس میں آذان دو اور آذان پر اجرت مت لو۔ (تمہیں بھی ان جیسا اجر وثواب ملے گا)۔[1]

۱۲۷۳- ابراہیم بن عبداللہ، عبدالملک بن محمد بن عدی، عباس بن ولید، ولید، عثمان بن عطاء، عطاء، حسن رحمہ اللہ کے سلسلۂ سند سے حضرت ابورزینؓ کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمایا کہ میں تمہیں اس امر یعنی دین کی جڑ نہ بتا دوں جس کے ذریعے تم دنیا وآخرت کی بھلائی حاصل کرسکو؟ (تو سنو) ان چیزوں کو تم اپنے اوپر لازم کرلو: اہل ذکر کی مجالس میں بیٹھا کرو (تاکہ تمہیں بھی ذکر اللہ کی توفیق نصیب ہو) جب تنہا رہو تو جس قدر ممکن ہو ذکر اللہ کے ذریعہ اپنی زبان کو حرکت میں رکھو، اگر کسی کو دوست رکھو تو محض اللہ کی خوشنودی کے لئے دوست رکھو اور (جسکو دشمن رکھو) محض اللہ کی رضا وخوشنودی کے لئے اس سے بغض رکھو، اے ابورزین! کیا تمہیں معلوم ہے! کہ جب کوئی شخص اپنے کسی مسلمان بھائی کی زیارت وملاقات کے ارادے سے گھر سے نکلتا ہے تو ستر ہزار فرشتے اس کے پیچھے پیچھے چلتے ہیں اور وہ فرشتے اس کے لئے دعا استغفار کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اے ہمارے پروردگار! اس شخص نے محض تیری رضاء کی خاطر (ایک مسلمان بھائی سے) ملاقات کی ہے تو اس کو اپنی رحمت ومغفرت کے ساتھ منسلک کردے پس (اے ابورزین) اگر تمہارے لئے ان (مذکورہ) چیزوں میں اپنی جان کو لگانا (یعنی ان پر عمل کرنا) ممکن ہو تو ان چیزوں کو ضرور اختیار کرو۔[2]

یہ حدیث علی بن ہاشم نے عثمان بن عطاء، ابورزین کے طریق سے روایت کی اور حسن البصری رحمہ اللہ کا واسطہ ذکر نہیں کیا۔

(۷۳) حضرت زید بن خطاب[3]

بعض متاخرین نے حضرت زید بن خطاب کو حافظ ابوعبداللہ کے حوالے سے اہل صفہ میں ذکر کیا ہے، زیدؓ مسیلمہ کذاب والے معرکہ میں شہید ہوئے۔ بدری صحابیؓ تھے ان کی کنیت ابوعبدالرحمٰن تھی۔

۱۲۷۴- **خطاب کے دو فرزندوں کا شوق شہادت**...... سلیمان بن احمد، عبدالعزیز، ابراہیم بن ضمرہ، عبدالعزیز بن محمد بن عبداللہ بن عمر، نافع، ابن عمرؓ کی روایت ہے کہ غزوۂ احد میں عمرؓ نے اپنے بھائی حضرت زیدؓ سے کہا: میری زرہ پکڑو۔ زیدؓ نے جواب دیا: جس طرح آپ شہادت کے متمنی ہیں اسی طرح میں بھی شہادت کا متمنی ہوں، چنانچہ دونوں نے زرہ کو چھوڑ دیا۔

۱۲۷۵- سلیمان بن احمد، اسحٰق بن ابراہیم، عبدالرزاق، معمر، زہری، سالم، ابن عمرؓ کی روایت ہے کہ مجھے ایک مرتبہ حضرت ابولبابہؓ یا زید بن خطاب نے اس حال میں دیکھا کہ میں ایک سانپ پر حملہ کرکے اسے قتل کرنا چاہتا تھا، انہوں نے مجھے سانپ کو قتل کرنے سے روک دیا

۱۔ تاریخ ابن عساکر ۴/ ۲۳۴. (التھذیب)

۲۔ تاریخ ابن عساکر ۴/ ۲۳۴. ومشکاۃ المصابیح ۵۰۲۵. وکنز العمال ۴۳۳۲۹.

۳۔ طبقات ابن سعد ۳/ ۳۷۶. والتاریخ الکبیر ۳/ت ۱۲۷۴. والجرح ۳/ت ۲۵۳۹. والاستیعاب ۲/ ۵۵۰. والجمع ۱/ ۱۴۵. واسد الغابۃ ۲/ ۲۲۸..وسیر النبلاء ۱/ ۲۹۷. والکاشف ۱/ت ۱۷۵۲. والاصابۃ ۱/ ۵۶۵، وتھذیب الکمال ۱۰/ ۶۵.

اور کہنے لگے: بلاشبہ رسول اللہ ﷺ نے گھروں کے اندر رہنے والے سانپوں کو قتل کرنے سے منع فرمایا ہے۔
یہ حدیث ابراہیم بن سعد وابراہیم بن اسماعیل بن مجمع وزمعہ بن صالح نے زہری، ابولبابہؓ وزیدؓ سے بدون شک کے روایت کی ہے۔

حضرت سلمان فارسیؓ

بعض متاخرین نے حضرت ابوعبداللہ سلمان فارسیؓ کو بھی اہل صفہ میں ذکر کیا ہے۔ ہم نے ان کے بعض احوال پہلے ذکر کردیے ہیں کہ وہ نجیب شریف ذکی الفہم اور پردیسی منش انسان تھے۔

۱۲۷۶- عبداللہ بن محمد بن جعفر، محمد بن حیان، عمر بن حصین، عبدالعزیز بن مسلم، اعمش، ابوسلمان (نسخہ میں اسی طرح ہے) کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ کے راستے (یعنی جہاد میں) جب مومن کا دل کپکپاتا ہے تو اس کے گناہ اس سے اس طرح جھڑتے (گرتے) ہیں جس طرح کھجور کی شاخدار ٹہنی سے پتے گرتے ہیں۔[1]

۱۲۷۷- ابومحمد بن حیان، محمد بن عبدالرحیم بن شبیب، اسحٰق طائی کوفی، عمرو بن خالد کوفی، ابوہاشم رمانی، زاذان ابوعمر کندی کے سلسلۂ سند سے سلمان فارسیؓ کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: میں ہر ان دو آدمیوں کے لئے اپنی بعثت سے لیکر قیامت کے دن تک سفارش کرنے والا ہوں جو محض اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کی خاطر آپس میں محبت کررہے ہوں۔[2]

حضرت سعد بن ابی وقاصؓ

بعض متاخرین نے حضرت سعد بن ابی وقاصؓ کو بھی اہل صفہ میں ذکر کیا ہے اور اپنے اس قول پر درج ذیل آیت سے استدلال کیا ہے کہ حضرت سعدؓ نے فرمایا: یہ آیت کریمہ ہمارے بارے میں نازل ہوئی:

ولا تطرد الذين يدعون ربهم بالغداة والعشى الآية. (انعام،۵۲)

اور انہیں دور نہ کیجئے جو صبح وشام اپنے پروردگار کی عبادت کرتے ہیں۔

ہم نے سعد بن ابی وقاصؓ کا ذکر پہلے کردیا ہے کہ وہ یقیناً مہاجرین میں سے تھے۔ ان کی کنیت ابواسحٰق ہے اور انہوں نے (۵۲ھ) میں مدینہ منورہ میں مقام عقیق میں وفات پائی۔

۱۲۷۸- عبداللہ بن جعفر، یونس بن حبیب، ابوداؤد، شعبہ وہشام وحماد بن سلمہ، عاصم بن بہدلہ، مصعب بن سعد کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ ان کے والد حضرت سعد بن ابی وقاصؓ نے فرمایا:

میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! لوگوں میں سب سے زیادہ مشقتوں کا سامنا کسے کرنا پڑتا ہے؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: سب سے زیادہ مشقتوں کا سامنا انبیاء کرام علیہم السلام کو کرنا پڑتا ہے۔ پھر درجہ بدرجہ (یعنی پھر انبیاء سے جو لوگ کم درجہ میں ہوں یعنی انبیاء کے صحابہ کو پھر ان کے تابعین کو یا یوں کہہ لیجئے کہ انبیاء کے بعد صدیقین کو پھر شہداء کو پھر صالحین کو یعنی اولیاء کرام کو) حتیٰ کہ آدمی کو اس کے (مرتبہ ودرجہ کے) بقدر آزمائش میں مبتلا کیا جاتا ہے۔ چنانچہ مومن پر لگاتار آزمائشیں آتی رہتی ہیں حتیٰ کہ وہ سطح زمین پر چل رہا ہوتا ہے اور اس کے ذمہ میں کوئی گناہ باقی نہیں رہتا (یعنی آزمائشیں اس کے گناہوں کا صفایا کردیتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ امتحان سے انہیں اپنی پناہ میں

۱۔ المعجم الكبير للطبرانی ۲۸۹/۶. ومجمع الزوائد ۲۷۶/۵. والترغيب والترهيب ۲۷۴/۲، والدر المنثور ۲۴۸/۱. وكنز العمال ۱۰۴۸۵.

۲۔ كنز العمال ۲۴۶۴۴.

رکھے اور اگر آزمائشوں سے واسطہ پڑ جائے تو صبر کی توفیق عطا فرمائے آمین)۔!

۱۲۷۹- ابوبکر بن خلاد، حارث بن ابی اسامہ، محمد بن عمر واقدی، بکیر بن مسمار، عامر بن سعد اپنے والد حضرت سعدؓ بن ابی وقاص سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو سنا ارشاد فرما رہے تھے: یقیناً اللہ تعالیٰ اس بندے کو بہت پسند کرتے ہیں جو متقی وغنی اور گوشہ نشین ہو (یعنی جو اللہ تعالیٰ کی حرام کردہ اشیاء سے پرہیز کرتا ہو اور مالدار وغنی ہو کر اللہ تعالیٰ کے راستے میں خرچ کرتا ہو یا دل کا غنی ہو اور لوگوں سے کنارہ کش ہو فتنوں میں نہ پڑتا ہو)۔۲

سعید بن عامر بن جزیم جمحی ......اسی طرح بعض متاخرین نے حضرت سعید بن عامر بن جزیم جمحیؓ کو بھی واقدیؒ کے حوالے سے اہل صفہ میں ذکر کیا ہے نیز یہ کہ ان کا کوئی گھر مدینہ میں معروف نہیں تھا بہر حال ہم نے ان کے احوال کا تذکرہ پہلے کر دیا ہے کہ وہ دنیا سے بالکل تہی دست تھے اور انہوں نے جملہ مہاجرین میں فقر کو ترجیح دی تھی۔

(۷۴) حضرت سفینہ ابوعبدالرحمنؓ ۳

بعض متاخرین نے حضرت سفینہ ابوعبدالرحمنؓ رسول اللہ ﷺ کے آزاد کردہ غلام کو یحییٰ بن سعید قطان کے حوالے سے اہل صفہ میں ذکر کیا ہے۔ انہیں حضرت ام سلمہؓ نے آزاد کیا تھا اور یہ شرط لگا دی تھی کہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت کریں جب تک زندہ رہیں چنانچہ سفینہؓ نے آپ ﷺ کی دس سال تک خدمت کی۔ حضرت سفینہؓ اہل صفہ کے ساتھ میل جول رکھتے تھے اور ان سے انہیں محبت والفت بھی تھی۔

۱۲۸۰- جعفر بن محمد بن عمرو، ابوحصین، یحییٰ بن حمانی، عبدالوارث بن سعید، سعید بن جمہان کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ حضرت سفینہؓ نے فرمایا: مجھے حضرت ام سلمہؓ نے خرید لیا تھا اور پھر انہوں نے مجھے اس شرط پر آزاد کر دیا کہ میں جب تک زندہ رہوں نبی ﷺ کی خدمت کرتا رہوں گا میں نے عرض کیا کہ مجھے قطعاً یہ پسند نہیں کہ جب تک میں زندہ رہوں لمحہ بھر کے لئے بھی نبی ﷺ سے جدا ہو جاؤں۔

۱۲۸۱- سلیمان بن احمد، حفص سدوسی، عاصم بن علی، حشرج بن نباتہ، سعید بن جمہان کہتے ہیں میں نے ایک مرتبہ حضرت سفینہؓ سے ان (ان کا) نام "سفینہ" پڑنے کے متعلق دریافت کیا! فرمانے لگے: میں تمہیں اپنے نام کے متعلق خبر دیتا ہوں۔ رسول اللہ ﷺ نے میرا نام "سفینہ" رکھا ہے۔ میں نے ان سے اس کی وجہ پوچھی: کہنے لگے: ایک مرتبہ آپ ﷺ کوئی مہم سر کرنے کے لئے اپنے صحابہ کے ساتھ گھر سے نکلے چنانچہ ان حضرات پر ان کے سازوسامان کا زیادہ بوجھ ہو گیا، تاہم آپ ﷺ نے مجھے حکم دیا کہ اپنی چادر بچھاؤ، میں نے اپنی چادر بچھائی اس میں صحابہ کرام کا سازوسامان رکھ دیا پھر (باندھ کر) میرے اوپر لاد دی اور آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اٹھاؤ تم نہیں ہو مگر ایک

۱۔ سنن الترمذی ۲۳۹۸. وسنن ابن ماجة ۴۰۲۳. ومسند الامام أحمد ۱/۱۷۲، ۱۸۰، ۱۸۵، والمستدرک ۱/۴۱، ۳۰۷/۴، وشرح السنة ۲۴۳/۵، والأدب المفرد للبخاری ۵۱۰. وفتح الباری ۱۰/۱۱۱. ومنحة المعبود ۲۰۹۱. وطبقات ابن سعد ۲/۲/۱۲. والترغيب والترهيب ۲۸۰/۴.

۲۔ صحيح مسلم، كتاب الزهد ۱۱، ومسند الامام احمد ۱۶۸/۱. وشرح السنة ۱۵/۲۲. ومشكاة المصابيح ۵۲۸۴، وكشف الخفا ۲۸۷/۱، واتحاف السادة المتقين ۸/۳۱، ۳۰۸.

۳۔ التاريخ الكبير ۴/ت ۲۵۲۴. والجرح ۴/ت ۱۳۹۲. والاستيعاب ۶۸۴/۲. والجمع ۲۰۶/۱. وأسد الغابة ۳۲۴/۲، ۳۲۴. وسير النبلاء ۱۷۲/۳. والكاشف ۱/ت ۱۰۲۶. والاصابة ۲/ت ۳۳۳۵. وتهذيب الكمال ۲۰۴/۱۱.

سفینہ (یعنی کشتی) ہی! سفینہؓ نے فرمایا: اگر میں اس دن ایک اونٹ یا دو اونٹوں یا پانچ اونٹوں یا چھ اونٹوں کا بوجھ اٹھاتا پھر بھی وہ میرے لئے بھاری نہ ہوتا۔

۱۲۸۲- ابراہیم بن عبداللہ بن ابی عزائم، ابوعمرو بن ابی غزوۃ، عبید بن موسیٰ، اسامہ بن زید، محمد بن منکدر کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے آزاد کردہ غلام سفینہؓ نے فرمایا: میں ایک مرتبہ سمندر میں کشتی پر سوار ہوا۔ سمندری طوفان کی وجہ سے کشتی ٹوٹ گئی میں ایک تختے پر سوار ہو گیا چنانچہ مجھے سمندری لہروں نے جھاڑیوں میں لا پھینکا۔ کیا دیکھتا ہوں کہ ان جھاڑیوں میں ایک شیر کھڑا ہے۔ میں نے کہا: اے ابو حارث! (ابو حارث شیر کی کنیت ہے یعنی اے شیر) میں رسول اللہ ﷺ کا آزاد کردہ غلام سفینہ ہوں۔ شیر نے سنتے ہی سر جھکا لیا اور اپنے پہلو سے مجھ ایک طرف ہونے کا اشارہ کرنے لگا حتی کہ مجھے ایک راستے پر لا چھوڑا جب میں راستے پر پہنچ گیا تو شیر نے اپنی راہ لی میں یہی سمجھا کہ شیر مجھے الوداع کر رہا تھا۔

۱۲۸۳- عبداللہ بن جعفر، اسماعیل، عبداللہ، مسلم بن ابراہیم، حماد بن سلمہ، سعید بن جمہان کے سلسلۂ سند سے حضرت سفینہؓ کی روایت ہے کہ ایک مرتبہ حضرت علیؓ نے عمدہ کھانا بنا کر ایک آدمی کی مہمان نوازی کی۔ فاطمہؓ نے حضرت علیؓ سے کہا: نبی ﷺ سے پوچھئے کیوں واپس لوٹ گئے ہیں؟ حضرت علیؓ نے آپ ﷺ سے پوچھا تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: میرے لئے جائز ہے اور نہ ہی کسی نبی کے لئے کہ وہ کسی مزین گھر میں داخل ہو۔ (غالباً آپ ﷺ کو بھی دعوت دی ہوگی لیکن آپ ﷺ گھر کو مزین دیکھ کر واپس لوٹ گئے۔)[۱]

(۷۵) حضرت سعد بن مالکؓ[۲]

بعض متاخرین نے حضرت ابوسعید سعد بن مالک خدریؓ کو بھی ابوعبیدہ قاسم بن سلام کے حوالے سے اہل صفہ میں ذکر کیا ہے چنانچہ ابوسعید خدریؓ کے احوال اہل صفہ کے قریب قریب تھے۔ اگر چہ وہ انصاری تھے لیکن انہوں نے صبر و فاقہ کو ترجیح دی اور کسی کے آگے ہاتھ نہیں پھیلایا اللہ تعالیٰ نے انہیں جوہر استغناء سے مالا مال کیا ہوا تھا۔

۱۲۸۴- ابراہیم بن عبداللہ، محمد بن اسحٰق، قتیبہ بن سعید، لیث بن سعد، ابن عجلان، سعد مقبری کے سلسلۂ سند سے حضرت ابوسعید خدریؓ کی سے منقول ہے کہ ایک مرتبہ میرے گھر والوں نے مجھے فقر و فاقہ کی شکایت کی چنانچہ میں حضور ﷺ کی طرف چل پڑا تا کہ آپ ﷺ سے کوئی چیز مانگ لاؤں۔ ابوسعید خدریؓ نے آپ ﷺ کو منبر پر بیٹھے ہوئے پایا اور آپ ﷺ ارشاد فرما رہے تھے: اے لوگو! اب وہ گھڑی آن پہنچی ہے کہ تم لوگوں سے سوال کرنے سے بچو اور جو لوگ سوال کرنے سے بچتے ہیں اللہ تعالیٰ انہیں بری باتوں سے بچاتا ہے اور انہیں لوگوں کا محتاج نہیں کرتا اور جو لوگ بے پروائی ظاہر کرتے ہیں (یعنی مخلوق سے مستغنی ہو جاتے ہیں) اللہ تعالیٰ انہیں بے پرواہ (یعنی غنی) کر دیتا ہے۔ قسم اس ذات کی جس کے قبضۂ قدرت میں محمد کی جان ہے! بندے کو صبر سے زیادہ بہتر و وسیع کوئی دوسری چیز عطا نہیں کی گئی اور اگر تم نے انکار کیا کہ مجھ سے سوال نہیں کرو گے تو میں جو کچھ پاؤں گا تمہیں عطا کروں گا۔[۳]

۱۔ مسند الامام احمد ۵/ ۲۲۱. والمستدرک ۳/ ۲۰۲. والمعجم الکبیر للطبرانی ۷/ ۹۷. ودلائل النبوۃ للبیهقی ۶/ ۴۷. ومجمع الزوائد ۹/ ۳۶۶.

۲۔ المستدرک ۲/ ۱۸۶. ومسند الامام احمد ۵/ ۲۲۱. ۲۲۲، والمعجم الکبیر للطبرانی ۷/ ۹۹. وتاریخ ابن عساکر ۲/ ۲۹۷، (التهذیب) وکنز العمال ۳۱۵۸۴. والبدایة والنهایة ۸/ ۳۲۳.

۳۔ التاریخ الکبیر ۴/ ت ۱۹۱۰. والجرح ۴/ ۴۰۶. وتاریخ بغداد ۱/ ۱۸۰. والاستیعاب ۲/ ۶۰۲. ۴/ ۱۶۷۱. والجمع ۱/ ۱۵۸. وأسد الغابة ۲/ ۲۸۹. وسیر النبلاء ۳/ ۱۶۸. والکاشف ۱/ ت ۱۸۶۰. والاصابة ۲/ ۳۱۹۶. وتهذیب الکمال ۱۰/ ۲۹۴.

۴۔ البدایة والنهایة لابن کثیر ۹/ ۴.

یہ حدیث عطاء بن یسار نے بھی ابوسعیدؓ سے اسی طرح روایت کی ہے۔

۱۲۸۵- سلیمان بن احمد، مقدام بن داؤد، خالد بن نزار، ہشام بن سعد، زید بن اسلم، عطاء بن یسار کے سلسلۂ سند سے حضرت ابوسعید خدریؓ کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو صبر کرتا ہے اللہ تعالیٰ اسے صبر کی توفیق عطا فرماتے ہیں اور جو لوگوں سے سوال کرنے سے بچتا ہے اللہ تعالیٰ اسے دولت غنا سے مالا مال کر دیتے ہیں اور جو ہم سے سوال کرتا ہے (یعنی کوئی چیز مانگتا ہے) ہم اسے عطا کر دیتے ہیں۔ لیکن سنو! کسی بندے کو صبر سے زیادہ بہتر و وسیع کوئی دوسری چیز عطا نہیں کی گئی۔[1]

۱۲۸۶- سلیمان بن احمد، مقدام بن داؤد، خالد بن نزار، ہشام بن سعد، زید بن اسلم، عطاء بن یسار کے سلسلۂ سند سے حضرت ابوسعید خدریؓ کی روایت ہے کہ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! کن لوگوں کو سخت آزمائشوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: نبیین کو۔ میں نے عرض کیا: پھر کن کو؟ ارشاد فرمایا: پھر صالحین کو۔ یقیناً نبیین و صالحین کو (بسا اوقات) فقر و فاقہ کی آزمائش میں مبتلا کیا جاتا ہے..... حتی کہ وہ اپنے پاس کھجور تک نہیں پاتے (جسے وہ کھا کر اپنے جی کو بہلا سکیں) اور یقیناً ان میں سے کسی کو جوؤں کی آزمائش میں مبتلا کر دیا جاتا ہے کہ اس کے جسم اور سر میں جوئیں ہی جوئیں پڑ جاتی ہیں حتی کہ وہ اپنے جسم سے جوئیں اٹھا اٹھا کر پھینکتا رہتا ہے لیکن سنو! نبیین و صالحین کو فراخی کی بنسبت بلاء و آزمائش سے زیادہ خوشی حاصل ہوتی ہے۔

۱۲۸۷- ابوبکر بن خلاد، حارث بن ابی اسامہ، ابوعبدالرحمٰن مقری، حیوۃ، سالم بن غیلان، ابوالسمح، ابوہیثم کے سلسلۂ سند سے حضرت ابو سعید خدریؓ کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: بلاشبہ اللہ تعالیٰ جب بندے سے راضی ہوتے ہیں تو اسے خیر و بھلائی کا سات گنا بڑھا کر اجر و ثواب دیتے ہیں...... حالانکہ اس نے اس قدر خیر و بھلائی کے کام کئے نہیں ہوتے اور جب اللہ تعالیٰ بندے پر ناراض ہو جاتے ہیں اسکی شر و برائی کو سات گنا تک بڑھا دیتے ہیں حالانکہ اس نے اس قدر برے اعمال کئے نہیں ہوتے۔[2]

ابوحذیفہؓ کے آزاد کردہ غلام حضرت سالمؓ

بعض متاخرین نے ابوحذیفہ کے آزاد کردہ غلام سالمؓ کو بھی اہل صفہ میں ذکر کیا ہے۔ حالانکہ ہم نے ان کا ذکر پہلے کر دیا ہے انہیں جنگ یمامہ میں شہید کیا گیا، جنگ میں انہوں نے جھنڈا پہلے دائیں ہاتھ میں پکڑے رکھا جب دایاں ہاتھ کٹ گیا تو جھنڈا بائیں ہاتھ میں لے لیا جب وہ بھی کٹ گیا تو جھنڈے کو کٹے ہوئے ہاتھوں کے سہارے سینے سے چمٹا لیا تا کہ لمحہ بھر کے لئے بھی جھنڈا سرنگوں نہ ہونے پائے اور زبان سے تلاوت کئے جا رہے تھے:

وما محمد الا رسول قد خلت من قبله الرسل افئن مات او قتل انقلبتم علىٰ اعقابكم

حضرت محمد ﷺ صرف رسول ہیں ان سے پہلے بہت سے رسول گزر چکے ہیں کیا اگر ان کا انتقال ہو جائے یا یہ شہید ہو جائیں تو تم اسلام سے اپنی ایڑیوں کے بل پھر جاؤ گے؟

حتی کہ پڑھتے پڑھتے جان اللہ تعالیٰ کے سپرد کر دی۔

۱۲۸۸- ابوعمرو بن حمدان، حسن بن سفیان، صفوان بن صالح محمد بن مصفی، ولید، حنظلہ بن ابی سفیان، عبدالرحمٰن بن سابط کے سلسلۂ سند

---

[1] صحيح البخاري ۲/۱۵۱. وصحيح مسلم، كتاب الزكاة ۱۲۴. وسنن الترمذي ۲۰۲۴. وسنن النسائي، كتاب الزكاة باب ۸۳. ومسند الامام أحمد ۴۷/۳. والسنن الكبرى للبيهقي ۱۹۵/۴. والتمهيد ۱۳۲/۱۰.

[2] مسند الامام أحمد ۳۸/۳. وتاريخ أصفهان للمصنف ۱۹۶/۲. والعلل المتناهية لابن الجوزي ۳۴۲/۲. والجامع الكبير للسيوطي ۴۶۴۴.

سے حضرت عائشہؓ کی روایت ہے کہ ایک مرتبہ مجھے رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضر ہونے میں دیر ہوئی آپ ﷺ نے توقف کی وجہ دریافت کی تو میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! مسجد میں ایک آدمی تلاوت کر رہا ہے میں اسے سن رہی تھی۔ خوش الحانی کی اسقدر تعریف کی کہ آنحضرت ﷺ باہر تشریف لے آئے میں بھی ان کے پیچھے پیچھے ہولی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: تم کیا چاہتی ہو؟ میں نے عرض کیا: کچھ نہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: یہ تو سالم مولیٰ ابی حذیفہ ہیں پھر فرمایا: تمام تعریفیں اس اللہ کے لئے ہیں جس نے اس جیسا آدمی میری امت میں پیدا کیا۔[1]

یہ حدیث ابن مبارک نے بھی حنظلہ سے روایت کی ہے۔

(۷۶) حضرت سالم بن عبید اشجعی[2]

حضرت سالم بن عبید اشجعیؓ صفہ میں سکونت پذیر رہے پھر کوفہ منتقل ہو گئے تھے اور وہیں رہائش اختیار کی۔

۱۲۸۹- ابوبکر طلحی، حسن، وہب بن بقیہ، اسحٰق بن یوسف سلمہ بن نبیط ونعیم بن ابی ھند، نبیط بن شریط کے سلسلۂ سند سے حضرت سالم بن عبیدؓ کی روایت ہے (سالم بن عبیدؓ اہل صفہ میں سے تھے) کہ نبی کریم ﷺ کے مرض نے جب شدت اختیار کر لی تو آپ ﷺ پر بیہوشی طاری ہوگئی جب افاقہ ہوا ارشاد فرمایا: بلال سے کہو کہ آذان دے اور ابوبکر سے کہو کہ لوگوں کو نماز پڑھائیں۔ سالم بن عبیدؓ کہتے ہیں: آپ ﷺ پر پھر بیہوشی طاری ہوگئی۔ حضرت عائشہؓ کہنے لگیں: بلاشبہ میرے باپ (یعنی حضرت ابوبکر صدیقؓ) نرم دل انسان ہیں اگر تم کسی اور کو نماز پڑھانے کا کہہ دو۔ (جب افاقہ ہوا تو) آپ ﷺ نے فرمایا: یقیناً تم یوسف علیہ السلام کے قصہ والی عورتیں ہو (یعنی ایک بات پر مسلسل اصرار کئے جا رہی ہو) بلال سے کہو کہ آذان دے اور ابوبکر سے کہو لوگوں کو نماز پڑھائیں۔[3]

(۷۷) حضرت سالم بن عمیر[4]

بعض متاخرین نے ابوعبداللہ کے حوالے سے حضرت سالم بن عمیرؓ کو بھی اہل صفہ میں ذکر کیا ہے۔ بدر میں شریک رہے اور قبیلہ بنوثعلبہ بن عمرو بن عوف کی شاخ اوس سے ہیں۔ آپ ان صحابہ کرام میں سے ہیں۔ آپؓ تو ابین میں سے تھے، انہی کے بارے میں اور ان کے دیگر ساتھیوں کے بارے میں آیت کریمہ: "تولو اواعينهم تفيض من الدمع" (توبہ۹۲) نازل ہوئی۔

۱۲۹۰- خدا کے برگزیدہ..... سلیمان بن احمد، بکر بن سہل، عبدالغنی بن سعید، موسیٰ بن عبدالرحمٰن، ابن جریج، عطاء، ابن عباسؓ (دوسرا طریق حدیث) مقاتل، ضحاک کے سلسلۂ سند سے حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ آیت کریمہ:

ولاعلى الدين اذا ماا توک لتحملهم قلت لا اجدما احملكم عليه تولوا واعينهم تفيض من الدمع (توبہ۹۲)

۱۔ سنن ابن ماجة ۱۳۳۸، والمستدرک ۲۲۵/۳. ومسند الامام أحمد ۱۶۵/۶. مجمع الزوائد ۱۶۵/۵. ۳۰۰/۹.

۲۔ طبقات ابن سعد ۴۴/۶. والتاريخ الكبير ۴/ت ۲۱۳۰. والجرح ۷۹۵/۴. والاستيعاب ۵۶۶/۲، وأسد الغابة ۲۴۷/۲. والكاشف ۱/ت۱۷۹۶. وتهذيب الكمال ۱۶۲/۱۰.

۳۔ سنن ابن ماجة ۱۲۳۴. وصحيح ابن خزيمة ۱۵۴۱. ۱۶۲۴. والمعجم الكبير للطبراني ۶۵/۷. والمصنف لابن أبي شيبة ۲۰۴/۱. والشمائل للترمذی ۲۰۷. ومجمع الزوائد للطبرانی ۶۵/۷. والمصنف لابن أبي شيبه ۲۰۴/۱. والشمائل للترمذی ۲۰۷. ومجمع الزوائد ۱۸۲/۵.

۴۔ المنتظم ۲۱۸/۵. وطبقات ابن سعد ۴۶/۲/۳.

اوران لوگوں پر بھی کوئی حرج نہیں جو آپ کے پاس آئے ہیں کہ آپ انہیں سواری مہیا کر دیں تو آپ جواب دیتے ہیں کہ میں تو آپ کی سواری کے لئے کچھ نہیں پاتا تو وہ واپس لوٹتے ہیں دراں حالانکہ ان کی آنکھوں سے آنسو بہہ رہے ہوتے ہیں۔

ابن عباسؓ نے فرمایا: سواری مانگنے والے سالم بن عمیرؓ ہیں جو کہ قبیلہ بنو عمرو بن عمرو بن ثعلبہ بن زید کے ایک آدمی ہیں۔

(۷۸) حضرت سائب بن خلادؓ[1]

بعض متاخرین نے حضرت سائبؓ بن خلاد کو بھی حافظ ابو عبداللہ کے حوالے سے اہل صفہ میں ذکر کیا ہے۔

۱۲۹۱- علی بن ہارون، جعفر فریابی، قتیبہ بن سعید، اسماعیل بن جعفر، یزید بن حصیفہ، عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن ابی صعصعہ، عطاء بن یسار، سائب بن خلادؓ (جو کہ ابو حارث بن خزرج کے بھائی ہیں) کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس نے اہل مدینہ کو ظلماً ڈرایا دھمکایا اللہ تعالیٰ اسے ڈرائے گا اور اس پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو، فرشتوں کی لعنت ہو اور تمام کے تمام لوگوں کی لعنت ہو، اللہ تعالیٰ اس سے صرف عدل (فرض و نفل کچھ بھی) قبول نہیں فرمائیں گے۔[2]

(۷۹) شقرانؓ مولیٰ رسول اللہ ﷺ[3]

بعض متاخرین نے رسول اللہ ﷺ کے آزاد کردہ غلام حضرت شقرانؓ کو بھی جعفر بن محمد بن صادقؒ کے حوالے سے اہل صفہ میں ذکر کیا ہے۔

۱۲۹۲- عمر بن محمد زیات، عبداللہ بن عمر مثنی، محمد بن عبدالوہاب، مسلم بن خالد زنجی، عمر بن یحییٰ مازنی، یحییٰ مازنی کے سلسلۂ سند سے حضرت شقرانؓ کی روایت ہے کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو گدھے پر سوار خیبر کی طرف جاتے ہوئے دیکھا۔

(۸۰) حضرت شداد بن اسیدؓ[4]

بعض متاخرین نے حضرت شداد بن اسیدؓ کو بھی اہل صفہ میں ذکر کیا ہے اور اس سند سے استدلال کیا ہے، عمرو بن قینطی بن عامر بن شداد، قینطی بن عامر بن شداد، عامر بن شداد کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ حضرت شداد بن اسیدؓ نبی ﷺ کے پاس آئے تو آپ ﷺ نے انہیں صفہ میں رہائش دی۔

۱۲۹۳- سلیمان بن احمد، معاذ بن مثنیٰ، علی بن مدینی، زید بن حباب، عمرو بن قینطی بن عامر بن شداد بن اسید سلمی مدنی، قینطی بن عامر بن شداد کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ میرے دادا حضرت شداد بن اسیدؓ نبی ﷺ کے پاس آئے اور ان کے ہاتھ پر ہجرت کی بیعت کی اور (چند ہی دن کے بعد) انہیں کسی مرض کی شکایت ہوگئی۔ آپ ﷺ نے پوچھا: اے شداد! تمہیں کیا ہوگیا؟ میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! مجھے ایک مرض کی شکایت ہے کاش کہ میں بطحان کے پانی کو چند مرتبہ پی لوں! آپ ﷺ نے فرمایا: پھر تمہیں کس نے روکا ہے؟ عرض

۱۔ التاریخ الکبیر ۴/ت ۲۲۸۵. والجرح ۴/ت ۱۰۲۷. والاستیعاب ۲/ ۵۷۱. واسد الغابة ۲/ ۲۵۱. والکاشف ۱/ت ۱۸۰۸. والاصابة ۱/ت ۳۰۶۲. وتھذیب الکمال ۱۰/ ۱۸۶.

۲۔ مسند الامام احمد ۳/ ۳۹۳. ۴/ ۵۵. والمعجم الکبیر للطبرانی ۷/ ۱۶۹. ۱۷۱. وصحیح ابن حبان ۱۰۳۹ (موارد) والکنی والاسماء ۱/ ۷۲. ۱۲۳. والترغیب والترھیب ۲/ ۲۳۲. والتاریخ الکبیر ۱/ ۱۱۷. ۳/ ۱۸۶.

۳۔ التاریخ الکبیر ۴/ت ۲۷۵۸. والجرح ۴/ت ۱۶۹۲. والاستیعاب ۲/ ۷۰۹. ۷۳۵. واسد الغابة ۲/ ۲. والکاشف ۲/ت ۲۳۲۰. والاصابة ۲/ت ۳۹۱۹. وتھذیب الکمال ۱۲/ ۵۴۴.

۴۔ طبقات ابن سعد ۷/ ۴۰۱ والتاریخ الکبیر ۴/ت ۲۵۹۱. والجرح ۴/ت ۱۳۳۴. والاستیعاب ۲/ ۳۸۷ والکاشف ۲/ ۲۲۶۵. والاصابة ۲/ت ۳۸۴۷. وتھذیب الکمال ۱۲/ ۳۸۹.

کیا: میری ہجرت نے مجھے بطحان جانے سے روک رکھا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: جاؤ تم جہاں بھی ہو پس تم مہاجر ہو۔[1]

حضرت صہیب بن سنانؓ

بعض متاخرین نے حضرت صہیبؓ بن سنان کو ابو ہریرہؓ کے حوالے سے اہل صفہ میں ذکر کیا ہے۔ ہم نے ان کا تذکرہ خیر پہلے کر دیا ہے کہ وہ سابقین اولین میں سے تھے۔

۱۲۹۴- سلیمان بن احمد، ابراہیم بن ہاشم بغوی، عمرون حصین، فضل بن سلیمان، موسیٰ بن عقبہ، عطاء بن ابی مروان، مروان، عبدالرحمن بن مغیث، کعب احبار کے سلسلۂ سند سے حضرت صہیبؓ کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ یہ دعا کیا کرتے تھے:

اللهم لست باله استحدثناه ولا برب ابتد عناه ولا كان لناقبلك من اله نلجأ اليه وندعك ولا اعانك على خلقنا احد فنشر كه فيك تباركت وتعاليت.

یا اللہ تو ایسا خدا تو نہیں ہے جسے ہم نے گھڑ لیا ہو اور نہ ایسا پروردگار ہے جسکا ذکر ناپائیدار ہے کہ ہم نے اسے اختراع کر لیا ہو اور نہ تجھ سے پہلے ہی ہمارا کوئی خدا تھا جس سے ہم پناہ حاصل کرتے رہے ہوں اور تجھ کو چھوڑ دیتے ہوں اور نہ کسی نے ہمارے پیدا کرنے میں تیری مدد کی ہے کہ ہم اس کو تیرے ساتھ شریک سمجھیں تو بابرکت ہے اور تو برتر ہے،، کعب احبار رحمہ اللہ کہتے ہیں: اسی طرح اللہ تعالیٰ کے نبی داؤد علیہ السلام دعا کیا کرتے تھے۔

(۸۱) حضرت صفوان بن بیضاءؓ[2]

بعض متاخرین نے حضرت صفوانؓ بن بیضاء کو حافظ ابوعبداللہ کے حوالے سے اہل صفہ میں ذکر کیا ہے۔ ان کا تعلق قبیلہ بنو بہر سے ہے۔ بدر میں شریک تھے۔ نبی ﷺ نے انہیں ایک سریہ میں بھی بھیجا تھا حضرت عبداللہ بن جحشؓ سے مروی ہے کہ انہی کے بارے میں آیت نازل ہوئی:

ان الذين آمنوا والذين هاجروا وجاهدوا في سبيل الله اولئك يرجون رحمة الله (بقرہ، ۲۱۵) یقیناً جو لوگ ایمان لائے اور ہجرت کی پھر اللہ تعالیٰ کے راستے میں جہاد بھی کرتے رہے یہی لوگ اللہ تعالیٰ کی رحمت کی امید رکھتے ہیں۔

(۸۲) حضرت طہفہؓ بن قیس[3]

بعض متاخرین نے حضرت طہفہ بن قیس غفاریؓ کو بھی اہل صفہ میں ذکر کیا ہے۔ مدینہ منورہ میں سکونت اختیار کی اور صفہ ہی میں وفات پائی۔

۱۲۹۵- فاروق خطابی وحبیب بن حسن، ابو مسلم، حجاج بن نصیر، ہشام، یحییٰ بن ابی کثیر، ابو سلمہ، انس بن طہفہ بن قیس غفاری اپنے والد حضرت طہفہؓ بن قیس (جو کہ اہل صفہ میں سے ہیں) سے روایت کرتے ہیں طہفہؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے صحابہ کرامؓ کو حکم دیا چنانچہ کوئی صحابی اہل صفہ کے ایک آدمی کو اپنے ساتھ لے جا رہا ہے اور کوئی صحابی دو آدمیوں کو اپنے ساتھ (گھر میں کھانا کھلا کے لئے)

۱۔ المعجم الكبير للطبراني ۷/۳۲۸. ومجمع الزوائد ۹/۴۱۱. وكنز العمال ۳۷۲۱۶.

۲۔ طبقات ابن سعد ۳/۳۱۸، ۲/۱۲.

۳۔ التاريخ الكبير ۴/ت ۳۱۲۷. والجرح ۴/ت ۲۲۰۱. والكاشف ۲/ت ۲۴۸۲. والاصابة ۲/ت ۴۲۹۶. وتهذيب الكمال ۱۳/۳۷۵. التاريخ الصغير للبخاري ۱/۱۵۱، ۱۵۲.

لے کر جارہا ہے..... حتی کہ پانچ آدمی باقی رہ گئے۔ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں اپنے ساتھ چلنے کا حکم دیا چنانچہ ہم آپ ﷺ کے ساتھ چل پڑے اور عائشہؓ کے پاس جا پہنچے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اے عائشہ ہمیں کھانا کھلاؤ اور پانی بھی پلاؤ۔ چنانچہ عائشہؓ ہمارے پاس جشیشہ (ایک حلوہ قسم کا کھانا کہ گندم کو اچھی طرح پیس کر ہانڈی میں پکنے کے لئے ڈال دیا جائے اور اس میں گوشت یا کھجور ملا لی جائے) لے کر آئیں۔ ہم نے وہ کھایا۔ پھر عائشہؓ حیسہ (ایک کھانا جو گھی ستو اور کھجور سے بنتا ہے) جو کہ قطاہ کی مانند تھا لے کر آگئیں ہم نے وہ بھی کھایا پھر آپ ﷺ نے فرمایا: اے عائشہ! اب ہمیں کچھ پلاؤ۔ چنانچہ عائشہؓ دودھ سے بھرا ہوا ایک چھوٹا سا برتن اٹھا لائیں۔ ہم نے دودھ بھی پیا پھر آپ ﷺ نے فرمایا: اگر تم چاہو تو یہیں سو جاؤ اور اگر چاہو تو مسجد میں چلے جاؤ۔ ہم نے عرض کیا: ہم مسجد میں جائیں گے۔ طخفہؓ کہتے ہیں: اسی دوران میں مسجد میں پیٹ کے بل سو رہا تھا اچانک کسی آدمی نے مجھے پاؤں کے ساتھ ہلایا اور کہا: یقیناً اللہ تعالیٰ سونے کی اس ہیئت کو ناپسند کرتے ہیں۔ میں نے نظر جو اوپر اٹھا کر دیکھا تو کیا دیکھتا ہوں کہ وہ رسول اللہ ﷺ ہیں۔[1]

یہ حدیث عبدالوہاب ثقفی و ابن علیہ و خالد بن حارث نے بھی ہشام سے بمثل مذکور بالا روایت کی ہے جبکہ شیبان و اوزاعی نے یحییٰ بن کثیر سے اس جیسی روایت نقل کی ہے۔

(۸۳) حضرت طلحہؓ بن عمروؓ

بعض متاخرین نے طلحہ بن عمرو بصریؓ کو بھی اہل صفہ میں ذکر کیا ہے انہوں نے پہلے صفہ میں قیام کیا پھر وہ بصرہ میں مقیم ہو گئے[2]

۱۲۹۶- ابوبکر بن مالک، عبداللہ بن احمد بن حنبل، ابن نمیر، حفص بن غیاث، (دوسری سند) ابوعمرو بن حمدان، حسن بن سفیان، وہب بن بقیہ، خالد بن عبداللہ (دونوں راوی) داؤد بن ابی ہند، ابوحرب بن ابی اسود دوئلی کے سلسلۂ سند سے حضرت طلحہ بن عمروؓ کی روایت نقل کرتے ہیں:

ایک صحابی کی کھانے کی شکایت...... طلحہ فرماتے ہیں: کہ جب کوئی آدمی نبی ﷺ کے پاس آتا اگر مدینہ میں اس کی جان پہچان والا کوئی ہوتا تو وہ اس کے پاس ٹھہرتا اور اگر مدینہ میں اسکو جاننے والا کوئی نہ ہوتا تو اہل صفہ کے پاس ٹھہرتا چنانچہ میں ان لوگوں میں سے تھا جو اہل صفہ کے ہاں ٹھہرتے تھے صفہ میں ایک آدمی کے ساتھ میری رفاقت ہو گئی تھی۔ نبی ﷺ کی طرف سے ہمارے لئے روزانہ ایک مد کھجوریں جاری کی جاتیں جو دو آدمی مل کر کھا لیتے (یعنی ہر دو آدمیوں کے لئے ایک مد کھجوریں جاری کی جاتیں) ایک دن آپ ﷺ نے نماز سے سلام پھیرا ہم اہل صفہ میں سے ایک آدمی پکار کر کہنے لگا: یا رسول اللہ! کھجوروں نے ہمارے پیٹ جلا دیئے اور ہماری چادریں اور کپڑے وغیرہ پھٹ گئے۔ نبی ﷺ اٹھے اور منبر پر چڑھ گئے۔ اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء کے بعد اپنی قوم کے برے کردار کا ذکر کیا اور پھر ارشاد فرمایا: یقیناً میں اور میرا ساتھی (یعنی ابوبکر صدیقؓ) دس سے زیادہ دن اس حالت میں (ایک جگہ) ٹھہرے کہ ہمارے پاس کھانے کو بجز پیلو کے درخت کے پھل کے کچھ نہیں تھا۔ پھر ہم اپنے بھائیوں یعنی انصار کے پاس آئے انکا بڑا کھانا کھجوریں ہوتا تھا ہم نے کھجوروں سے مدد حاصل کی۔ بخدا! اگر میں تمہارے لئے گوشت روٹی پاتا تمہیں ضرور کھلاتا۔ لیکن عین ممکن ہے کہ تم ایک زمانے کو پاؤ گے جس میں تم کعبہ کے پردوں جیسے (نرم و ملائم) کپڑے پہنو گے۔ تم لوگ بھرے پیالوں میں صبح کو بھی شکم سیر ہو کر کھاؤ گے اور شام کو بھی۔[3]

۱۔ سنن الترمذی ۵۰۴۰. ومسند الامام أحمد ۴۳۰/۳، ۴۲۶/۵. والمصنف لعبد الرزاق ۱۹۸۰۲. والمعجم الکبیر للطبرانی ۳۹۳/۸، ومشکاۃ المصابیح ۴۷۱۹. والتاریخ الکبیر ۳۶۶/۴. والترغیب والترھیب ۵۷/۴.

۲۔ طبقات ابن سعد ۴۹۴/۵. التاریخ الکبیر ۴/ت ۳۱۰۴. والجرح ۴/ت ۲۰۹۷. والکاشف ۲/ت ۲۴۹۸. وتھذیب التھذیب ۲۳/۵. وتھذیب الکمال ۴۲۷/۱۳.

۳۔ کنز العمال ۱۸۶۳۱.

یہ حدیث وہب بن بقیہ کی ہے۔

(۸۴) حضرت طفاوی دوسیؓ

حضرت طفاوی دوسیؓ کو بھی ابونضرہ کے حوالے سے اہل صفہ میں ذکر کیا گیا ہے۔

۱۲۹۷-ابوعمرو بن حمدان، حسن بن سفیان، ہدبہ، حماد بن سلمہ، جریر، ابونضرہ کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ حضرت طفاویؓ کہتے ہیں میں مدینہ آیا اور ابوہریرہؓ کے پاس ایک مہینہ قیام کیا اس دوران مجھے سخت بخار ہوگیا رسول اللہ ﷺ مسجد میں تشریف لائے اور پوچھا کہاں ہے وہ دوسی نوجوان؟ کسی نے کہا: وہ ہے مسجد کے کونے میں اور اسے سخت بخار ہے۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ میرے پاس تشریف لائے اور میرے ساتھ اچھی اچھی باتیں کیں۔

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ

بعض متاخرین نے حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کو بھی یحییٰ بن معین کے حوالے سے اہل صفہ میں ذکر کیا ہے ہم نے ان کے بعض احوال واقوال کا ذکر پہلے کر دیا ہے کہ حضرت ابن مسعودؓ مہاجرین کے طبقہ سابقین میں سے تھے۔ آثار ونصوص کے متبع تھے، نبی کریم ﷺ کے محفوظین صحابہ کرام میں سے ہیں (یعنی مشاجرات سے محفوظ رہے صحابہ کے باہمی جھگڑوں سے پہلے ہی دنیا سے رخصت ہو گئے تھے ۳۲ھ میں وفات پائی) حضرت عبداللہ بن مسعودؓ وسیلہ کے اعتبار سے اقرب الی اللہ تھے۔

۱۲۹۸-عبداللہ بن جعفر، یونس بن حبیب، ابوداؤد، مسعودی، عاصم، ابووائل کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے فرمایا: بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کے دلوں میں دیکھا تو محمد ﷺ کو منتخب کیا اور انہیں اپنی مخلوق کی طرف مبعوث کیا اور انہیں رسول بنا کر بھیجا اور انہیں اپنے علم سے منتخب کیا۔ اللہ تعالیٰ نے پھر بندوں کے دلوں میں دیکھا تو محمد ﷺ کے لئے ان کے صحابہ کو منتخب کیا اور انہیں اللہ تعالیٰ نے اپنے دین کا مددگار بنا دیا اور ان کو اپنے نبی ﷺ کے وزراء بنا دیا۔ سو جس چیز کو مومنین اچھی سمجھیں، وہ اچھی ہے اور جس چیز کو بری سمجھیں وہ بری ہے۔

۱۲۹۹-سلیمان بن احمد، ابراہیم بن ہاشم بغوی، سلیمان بن داؤد، شاذکونی، ربیع بن زید، اعمش، ابووائل کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ عبداللہؓ کی حدیث ہے کہ نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا: لوگ دو طرح کے ہو سکتے ہیں یا عالم یا متعلم ان دو کے علاوہ کسی سے خیر و بھلائی کی توقع نہیں کی جا سکتی۔[۱]

۱۳۰۰-ابواسحٰق ابراہیم بن محمد بن حمزہ، محمد بن جعفر رافقی، محمد بن ہارون بن بکار دمشقی، محمد بن سلیمان تستری، ابن سماک، اعمش، ابووائل شقیق کے سلسلۂ سند سے حضرت عبداللہؓ بن مسعود کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: بندہ جو قدم بھی اٹھاتا ہے اس سے اس قدم کے بارے میں سوال کیا جاتا ہے کہ اس کے اٹھانے سے بندے کا کس کام کا ارادہ ہے۔[۲]

۱۳۰۱- محمد بن حمید، عبداللہ بن صالح بخاری، حسن بن علی حلوانی، عون بن عمارہ، بشر مولی ہاشم، اعمش، ابووائل کے سلسلۂ سند سے حضرت عبداللہؓ بن مسعود کی روایت ہے کہ ایک مرتبہ ہم (یعنی جماعت صحابہؓ) رسول اللہ ﷺ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے اچانک ایک مسافر سوار سامنے سے نمودار ہوا اور نبی ﷺ کے سامنے راستے میں سواری لا بٹھائی اور کہنے لگا: یا رسول اللہ میں آپ کے پاس نو دن کی مسافت طے کر کے آیا ہوں۔ میری سواری لاغر ہو چکی۔ میں تو راتوں کو بیدار رہا، دنوں میں بھوکا پیاسا رہا میں ضرور آپ سے دو خصلتوں کے متعلق

۱۔ مجمع الزوائد ۱/۱۲۲.   ۲۔ تاریخ ابن عساکر ۱/۲۷۶، ۲/۱۰۶. (التهذيب) و كنز العمال ۴۱۶۱۶.

سوال کروں گا جنہوں نے مجھے بیدار رکھا ہے! نبی ﷺ نے فرمایا: تیرا نام کیا ہے؟ عرض کیا: زید الخیل، ہے آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: بلکہ تمہارا نام "زید الخیر" ہے اور اب سوال کرو، ہاں! بہت ساری بیکار چیزوں کے متعلق سوال کیا جاتا ہے، وہ آدمی بولا: میں آپ سے سوال کرتا ہوں کہ جس آدمی کے ساتھ اللہ تعالیٰ خیر و بھلائی کرنے کا ارادہ رکھتا ہے تو اس کی کیا علامت ہے اور جس کے ساتھ بھلائی کا ارادہ نہیں رکھتا اس کی کیا علامت ہے؟ نبی کریم ﷺ نے اس آدمی سے پوچھنے لگے: تم نے صبح کس حالت میں کی ہے؟ اس آدمی نے جواب دیا: میں نے صبح کی ہے کہ میں خیر واہل خیر اور جو خیر پر عمل کرے ان سب سے مجھے محبت ہے اور اگر میں خود خیر و بھلائی پر عمل پیرا ہوں تو مجھے اس کے اجر و ثواب کا یقین ہے اور اگر خیر و بھلائی پر عمل مجھ سے فوت ہو جائے تو میرے دل میں اسکے کرنے کا شوق اجاگر رہتا ہے۔ نبی ﷺ نے فرمایا: پس جس آدمی کے ساتھ اللہ تعالیٰ بھلائی کا ارادہ رکھتا ہے اس کے بارے میں اللہ کی یہی علامت ہے اور اللہ تعالیٰ جس آدمی کے ساتھ خیر و بھلائی کا ارادہ نہیں رکھتا اس میں اللہ تعالیٰ کی علامت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ تجھ میں مذکور اوصاف کے برعکس کرنے کا ارادہ پیدا کر دے اور تجھے اس کیلئے تیار بھی کر دے۔ پھر اللہ تعالیٰ کو تیری کچھ پرواہ نہیں تو جس وادی (جگہ) میں چاہے ہلاک ہو جائے۔[1]

(۸۵) حضرت ابو ہریرہؓ[2]

ابو ہریرہؓ کا نام گرامی...... بعض متاخرین نے حضرت ابو ہریرہؓ کو بھی اہل صفہ میں ذکر کیا ہے، ان کے نام میں شدید اختلاف ہے بعض نے کہا ان کا نام عبد الشمس تھا بعض نے کہا: "عبد الرحمٰن" بعض نے "صخر" کا بھی قول کیا ہے۔ بہر حال حضرت ابو ہریرہؓ صفہ کے مشہور مساکین میں سے ہیں جب تک نبی ﷺ دنیا میں رہے حضرت ابو ہریرہؓ نے صفہ ہی کو اپنا مسکن بنائے رکھا اور لمحہ بھر کے لئے بھی وہاں سے منتقل نہیں ہوئے۔ صفہ میں رہنے والے حضرات سے باخوبی واقف تھے اور ان کو بھی باخوبی جانتے تھے جو کچھ وقت کے لئے مدینہ آتے اور صفہ میں قیام کرتے تھے۔

جب نبی ﷺ ارادہ کرتے کہ اہل صفہ کو کھانے پر جمع کریں تو حضرت ابو ہریرہؓ کو انہیں بلانے کے لئے بھیجتے تھے، چنانچہ حضرت ابو ہریرہؓ حسن وخوبی کے ساتھ اہل صفہ کو جمع کرلاتے چونکہ وہ اہل صفہ کے ہر فرد کو جانتے تھے ان کے منازل و مراتب سے بھی باخوبی واقف تھے۔ آپؓ فقراء و مساکین کے اعلام (نشانیوں) میں سے ہیں۔ انہوں نے شدید فقر و فاقہ پر صبر کیا حتیٰ کہ یہی صبر انہیں دائمی سائے (جنت) کی طرف لے گیا۔ دنیاوی بکھیڑوں سے کنارہ کش رہے، باغبانی سے اعراض کیا، نہریں جاری کرنے کی فکر انہیں ذرہ برابر بھی دامن گیر نہیں ہوئی، اغنیاء اور تاجروں کے میل جول سے دوری اختیار کی، عارضی دنیا سے الگ تھلگ رہے، معبود حقیقی کے دائمی تحائف سے نفع اٹھانے کی فکر میں رہے، نرم و ملائم اور ریشم پہننے سے پرہیز کیا اور اپنے آپ کو حق تعالیٰ کے حکم کے سپرد کر دیا (نیز ان کی مرویات کی تعداد ۵۳۷۴ ہے تمام صحابہ میں انہوں نے سب سے زیادہ احادیث روایت کی ہیں، ۵۷ھ میں وفات پائی رضی اللہ عنہ وارضاہ)۔

۱۳۰۲-سلیمان بن احمد، علی بن عبد العزیز، ابو نعیم، عمر بن ذر، مجاہد کے سلسلہ سند سے مروی ہے کہ حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے تھے: یقیناً میں اپنے پیٹ پر شدت بھوک کی وجہ سے سب سے زیادہ پتھر باندھتا تھا، بخدا میں ایک دن ایک راستے پر بیٹھ گیا جس پر صحابہ کی کثرت سے

۱- اتحاف السادة المتقين ۹/ ۱۶۸. وتاريخ ابن عساكر ۶/ ۳۷. (التهذيب) والسنة لابن أبي عاصم ۱/ ۱۸۱. وتخريج الاحياء ۴/ ۱۴۱. وكنز العمال ۳۰۸۰۹.

۲- تهذيب الكمال ۳۴/ ۳۶۶، ۳۷۹، وسير النبلاء ۲/ ۵۸۳، ۵۸۴. وطبقات ابن سعد ۴/ ۳۲۰. والتاريخ الكبير ۵/ت ۱۱۳۵. والجرح ۵/ ۱۳۹۳.

آمد ورفت ہوتی رہتی تھی۔ میرے پاس سے حضرت ابوبکرؓ کا گزر ہوا میں نے ان سے کتاب اللہ کی ایک آیت کے متعلق سوال کیا، میں نے ان سے سوال صرف اس لئے کیا تھا کہ وہ مجھے اپنے ساتھ لے جائیں (اور کچھ کھلا پلا دیں)۔ مگر وہ (بتلا کر) آگے بڑھ گئے اور میرے حال پر انہوں نے کچھ توجہ نہ دی پھر میرے پاس سے حضرت عمرؓ کا گزر ہوا میں نے ان سے بھی کتاب اللہ کی ایک آیت کے بارے میں سوال کیا اور ان سے بھی سوال صرف اس لئے کیا تا کہ مجھے اپنے ساتھ لیتے جائیں (اور کچھ کھلا پلا دیں) مگر وہ بھی بتلا کر آگے بڑھ گئے اور میرے حال پر انہوں نے بھی توجہ نہیں کی۔ پھر میرے پاس سے ابوالقاسم ﷺ کا گزر ہوا آپ ﷺ میرے چہرے پر بھوک کے اثرات کو فوراً سمجھ گئے اور فرمایا: اے ابوہریرہ! میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! حاضر خدمت ہوں، فرمایا: آجاؤ پھر آپ ﷺ چل پڑے اور میں ان کے پیچھے پیچھے ہولیا آپ ﷺ گھر میں داخل ہوئے میں نے اجازت طلب کی مجھے اجازت ملی میں بھی اندر داخل ہو گیا آپ ﷺ نے ایک پیالے میں دودھ رکھا ہوا پایا گھر والوں سے دریافت کیا کہ یہ کہاں سے آیا ہے؟ گھر والوں نے جواب دیا فلاں عورت نے آپکے لئے ہدیہ کیا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اے ابوہریرہ! میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! حاضر ہوں، ارشاد فرمایا: جاؤ اور اہل صفہ کو بلا لاؤ۔[1]

فرمایا: اہل صفہ اسلام کے مہمان ہیں ان کے پاس نہ کوئی ٹھکانا ہے جس میں وہ رات گزارتے ہوں اور نہ ہی ان کے پاس مال ودولت ہے۔ جب آپ ﷺ کے پاس صدقہ آجاتا اسے اہل صفہ کے پاس بھیج دیتے اور خود اس میں سے کچھ نہ لیتے اور جب آپ ﷺ کے پاس ہدیہ آجاتا تو اہل صفہ کے پاس بھی بھیج دیتے اور خود بھی اس میں سے لے لیتے۔ گویا ہدیہ میں بھی اہل صفہ کو شریک کرتے۔

۱۳۰۳- ابواسحٰق ابراہیم بن محمد بن حمزہ، محمد بن یحییٰ بن مندہ، محمد بن علاء، محمد بن فضیل، فضیل، ابوحازم کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ حضرت ابوہریرہؓ نے فرمایا: اصحاب صفہ کے ستر (۷۰) آدمیوں میں ایک میں بھی تھا، اہل صفہ میں ایک آدمی بھی ایسا نہیں تھا جس پر پوری بڑی چادر ہو کسی کے پاس یا تو چھوٹی سے دھوتی ہوتی یا رومال جتنا چھوٹا سا کپڑا ہوتا جسے اہل صفہ گردن میں باندھ لیتے تھے۔

۱۳۰۴- قاضی ابواحمد محمد بن احمد بن ابراہیم، احمد بن محمد بن ہیثم دوری، محمد بن علی بن حسن بن شقیق، علی بن حسن شقیق، ابوحمزہ، جابر، عامر کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ حضرت ابوہریرہؓ نے فرمایا: میں اصحاب صفہ میں سے تھا، میں ایک مرتبہ دن بھر روزے میں رہا اور شام کو مجھے سخت بھوک نے ستایا، میں قضائے حاجت کے لئے چلا گیا واپس آیا تو اہل صفہ کھانا کھا چکے تھے۔ قریش کے مالدار لوگ اہل صفہ کے پاس کھانا بھیجتے تھے۔ میں نے پوچھا کس کی طرف (کھانے کیلئے جاؤں)؟: جواب ملا عمر بن خطاب کی طرف۔ چنانچہ میں حضرت عمرؓ کے پاس آ گیا اور وہ نماز کے بعد تسبیحات کر رہے تھے، میں نے ان کا انتظار کیا جب تسبیحات سے فارغ ہوئے ان کے قریب گیا عرض کیا: مجھے سورۂ آل عمران کی آیات پڑھایئے؟ میں نے صرف کھانے کا ارادہ کیا تھا۔ چنانچہ چلتے چلتے جب عمرؓ اپنے گھر پہنچے تو خود اندر داخل ہو گئے اور مجھے دروازے پر چھوڑ گئے۔ کافی دیر ہو گئی مگر باہر تشریف نہ لائے میں یہی سمجھا کہ شاید کپڑے اتار رہے ہوں اور گھر والوں کو میرے لئے کھانے کا حکم دیا ہو۔ لیکن میں نے کچھ نہ پایا جب مجھے ادھر کھڑے کھڑے کافی دیر ہو گئی میں چل پڑا راستے میں مجھے رسول اللہ ﷺ سامنے سے آتے ہوئے ملے ارشاد فرمایا: اے ابوہریرہ! آج رات تیرے منہ کی بدبو بہت سخت ہے۔ میں نے عرض کیا جی ہاں یارسول اللہ چونکہ میں دن بھر روزے میں رہا ہوں اور ابھی تک افطاری نہیں کی اور نہ ہی میں اپنے پاس کوئی ایسی چیز پاتا ہوں جس سے میں روزہ افطار کروں! ارشاد فرمایا: میرے ساتھ چلو، چنانچہ میں آپ ﷺ کے ساتھ چل دیا حتی کہ آپ ﷺ اپنے گھر پہنچے۔ ایک سیاہ فام لونڈی کو آواز دی اور پھر فرمایا: پیالہ ہمارے پاس لے آؤ۔ ابوہریرہؓ کہتے ہیں: لونڈی ہمارے پاس پیالہ اٹھا لائی، پیالے کے کناروں پر

---

[1] صحیح البخاری ۸/۹۸، ۱۲۰. وسنن الترمذی ۲۴۷۷. والسنن الکبری للبیهقی ۷/۸۳، ۸/۳۴۰. وعمل الیوم واللیلة لابن السنی ۴۰۶. والدر المنثور ۱/۳۵۸.

کچھ کچھ کھانا لگا ہوا تھا۔ دراصل اس پیالے میں کسی نے کھانا کھایا تھا اور کچھ چکناہٹ سی پیالے پر باقی لگی رہ گئی تھی۔ تاہم میں نے وہی کھایا حتی کہ میں شکم سیر ہوگیا۔[1] (یہ نبی ﷺ کا معجزہ ہے واضح رہے، کہ اس حدیث میں اور اس طرح کی دیگر احادیث میں بیان کیا گیا ہے کہ ابوبکر و عمرؓ ابوہریرہؓ کے پاس سے گزر گئے مگر ان حضرات نے ابوہریرہؓ کی طرف کوئی توجہ نہ دی یعنی انہیں کھانے کی دعوت نہ دی پہلی بات تو یہ ہے کہ عین ممکن ہے حضرات شیخین کو ان کی بھوک کا احساس ہی نہ ہوا ہو۔ اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ خود ان حضرات کے گھر میں کچھ نہ دستیاب ہو جو ابوہریرہؓ کو کھلاتے چونکہ ان حضرات کے گھروں میں مہینہ مہینہ چولہا تک نہیں جلتا تھا۔ کیا خیال ہے جب ایک غزوہ کے موقع پر ابوبکر صدیقؓ نے سوئی تک بھی اللہ تعالیٰ کی راہ میں دیدی تھی تو کیا ابوہریرہؓ کو بھوکے واپس لوٹاتے؟)

۱۳۰۵- ابومحمد بن حیان، ابوعباس احمد بن محمد خزاعی، موسیٰ بن اسماعیل، ابوہلال، محمد بن سیرین کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں: بلاشبہ میں نے اپنے آپ کو بارہا دیکھا ہے کہ میں رسول اللہ ﷺ کے منبر اور حضرت عائشہؓ کے حجرے کے درمیان غشی کھا کر گر جاتا تھا لوگ مجھے دیکھ کر کہتے اسے جنون آ گیا ہے حالانکہ مجھے جنون کی شکایت نہیں ہوتی تھی بلکہ میری یہ کیفیت صرف بھوک کی وجہ سے ہوتی تھی۔

یہ حدیث یحییٰ بن حسان نے بھی حضرت ابوہریرہؓ سے روایت کی ہے جبکہ وکیع نے یزید بن ابراہیم، ابن سیرین کے طریق سے روایت کی ہے اور یہی حدیث مقبری و ابوحازم وغیرہ ہمانے بھی ابوہریرہؓ سے روایت کی ہے۔

۱۳۰۶- سلیمان بن احمد، ابوزرعہ دمشقی، ابویمان، شعیب بن ابی حمزہ، زہری، سعید و ابوسلمہ کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ حضرت ابوہریرہؓ نے فرمایا: تم لوگ کہتے ہو کہ ابوہریرہ کثرت سے نبی ﷺ کی احادیث روایت کرتا ہے، مہاجرین اور انصار کو کیا ہوا کہ وہ ابوہریرہ کی طرح اتنی کثرت سے نبی ﷺ کی احادیث روایت نہیں کرتے؟ دراصل بات یہ ہے کہ میرے مہاجرین بھائیوں کو بازاروں میں تجارت مشغول رکھتی تھی اور میرے انصاری بھائیوں کو مالی شغل سے فرصت نہیں ملتی تھی حالانکہ میں صفہ کے مسکینوں میں سے ایک مسکین آدمی تھا اور محض پیٹ بھر جانے کے سوا کوئی فکر نہ رکھتا تھا اور نبی ﷺ کے ساتھ احادیث سننے کیلئے لازم رہتا تھا پس جب مہاجرین وانصار موجود نہ ہوتے میں آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر رہتا اور جب وہ احادیث کو بھول جاتے میں یاد کر رہا ہوتا۔

۱۳۰۷- ابوبکر بن مالک، عبداللہ بن احمد بن حنبل، احمد بن حنبل، روح، ہشام، محمد بن سیرین کہتے ہیں ایک مرتبہ ہم حضرت ابوہریرہؓ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے ان کے پاس کتان کے عمدہ دو کپڑے تھے ان میں وہ رینٹ صاف کرتے۔ ایک مرتبہ کہنے لگے: واہ واہ ابوہریرہ آج تو کتان کے کپڑے میں رینٹ صاف کرتا ہے، حالانکہ میں نے اپنے آپ کو دیکھا ہے کہ میں رسول اللہ ﷺ کے منبر اور حضرت عائشہؓ کے حجرے کے درمیان غشی کھا کر گر جاتا تھا کوئی راہ گیر آتا اور عارضۂ جنون سمجھ کر میرے سینے پر بیٹھ جاتا۔ میں کہتا ہوں کہ مجھے جنون کا عارضہ نہیں پیش آتا تھا میری یہ کیفیت تو صرف بھوک کی وجہ سے ہوتی تھی۔

۱۳۰۸- ابوبکر بن خلاد، اسماعیل بن اسحق قاضی، ابراہیم بن حمزہ، عبدالعزیز بن محمد بن ابی ذئب، مقبری کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ حضرت ابوہریرہؓ نے فرمایا: لوگ کہتے ہیں کہ ابوہریرہ کثرت سے احادیث بیان کرتا ہے حالانکہ بخدا میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ محض پیٹ بھرنے کے لئے چمٹا رہتا تھا۔ حتی کہ میں خمیری روٹی نہیں کھاتا تھا اور نہ ہی ریشم پہنتا تھا اور نہ ہی مجھے فلاں مرد اور فلاں عورت حدیثیں سناتی تھی۔ میں بھوک کی وجہ سے اپنے پیٹ کو سنگریزوں کے ساتھ چمٹا کر رکھتا تھا اور کسی آدمی سے کتاب اللہ کی آیت کے متعلق میں سوال کرتا حالانکہ اس آیت کا علم میرے پاس ہوتا میں صرف اس لئے سوال کرتا تا کہ یہ آدمی میری طرف متوجہ ہو اور مجھے کچھ کھانا کھلادے۔

---

[1] البداية والنهاية لابن كثير ۸/۱۱۱.

۱۳۰۹-ابواحمد بن احمد، ابوبکر بن خزیمہ، حوثرہ بن محمد، ابواسامہ، اسماعیل، قیس کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ حضرت ابوہریرہؓ نے فرمایا: جب میں اسلام قبول کرنے نبی ﷺ کے پاس آیا راستے میں یہ شعر پڑھتا آیا:

یالیلة من طولها وعنائها علی انها من دارة الکفر نجت.

اے رات! تیرے طول اور دشواری کا مجھے سامنا ہے مگر تیرا احسان بھی ہے کہ تو نے مجھے کفر کے گڑھ سے نجات دی۔

ابوہریرہؓ کہتے ہیں: راستے میں میرا ایک غلام بھاگ گیا جب میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور ان کے دست اقدس پر بیعت کی ابھی میں آپ ﷺ کے پاس کھڑا تھا کیا دیکھتا ہوں کہ سامنے سے وہی غلام نمودار ہوا آپ ﷺ نے فرمایا: اے ابوہریرہ! تیرا غلام تو یہ ہے۔ میں نے کہا: وہ خدا کی رضا کے لئے آزاد ہے۔ چنانچہ حضرت ابوہریرہؓ نے غلام آزاد کر دیا۔[1]

۱۳۱۰-ابوبکر بن خلاد، ابراہیم بن اسحق حربی، عفان بن مسلم بن حیان، مسلم بن حیان کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ حضرت ابوہریرہؓ نے فرمایا: میں نے یتیمی کی حالت میں پرورش پائی اور مسکینی کی حالت میں ہجرت کی، میں بنت غزوان کے پاس روٹی کپڑے پر ملازم تھا اور یہ خدمت بھی میرے سپرد تھی کہ جب اس کے قافلہ کے لوگ کہیں جانے لگتے میں ان کی سواری کے ساتھ پاپیادہ چلتا جب سوار ہوتے تو میں ان کی سواری کو حدی لگاتا اور جب کسی جگہ اترتے میں ان کے لئے لکڑیاں جمع کرتا، شکر ہے اس اللہ کا جس نے دین کو سیدھا اور درستی والا بنایا اور ابوہریرہ کو پیشوا بنایا۔

۱۳۱۱-ابراہیم بن عبداللہ، محمد بن اسحق، قتیبہ بن سعید، ابن لہیعہ، ابویونس کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ حضرت ابوہریرہؓ نے لوگوں کو نماز پڑھائی جب سلام پھیرا تو بآواز بلند فرمایا: تمام تعریفیں اس ذات کے لئے ہیں جس نے ہمارے اس دین اسلام کو درستی والا بنایا اور ابوہریرہ کو امام بنایا بعد اس کے کہ وہ تھا بنت غزوان کا ملازم پیٹ بھرنے اور ان کے بار برداری کے اونٹوں کو ہنکانے پر۔

۱۳۱۲-ابوحامد بن جبلہ، محمد بن اسحق، یعقوب دورقی، اسماعیل بن علیہ، جریری، مضارب بن حزن کہتے ہیں ایک مرتبہ میں رات کو چلا جارہا تھا کیا دیکھتا ہوں کہ ایک آدمی میرے آگے تکبیر کہتا جارہا ہے میرے اونٹ نے آگے بڑھ کر اسے پکڑ لیا میں نے کہا: یہ کون مکبر ہے؟ جواب ملا: میں ابوہریرہ ہوں۔ میں نے کہا: یہ تکبیر کیسی ہے؟ فرمایا: اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کر رہا ہوں۔ میں نے پوچھا آپ کس چیز پر شکر ادا کر رہے ہیں؟ فرمایا: اس بات پر کہ میں بسرہ بنت غزوان کا ملازم تھا یہ خدمت میرے سپرد تھی کہ میں اسکی سواری کے ساتھ پیدل چلوں، جسے میں مجھے صرف پیٹ بھرنے کے لئے کھانا ملتا تھا۔ چنانچہ جب وہ لوگ اونٹوں پر سوار ہوتے میں ان کے اونٹوں کو پیچھے سے ہنکاتا تھا اور جب کسی جگہ اترتے میں ان کی خدمت کرتا پھر اسی بسرہ بنت غزوان سے اللہ تعالیٰ نے میری شادی کرادی اور وہ آج میری بیوی ہے اور جب وہ لوگ سوار ہوتے میں بھی سوار ہو جاتا اور جب کسی جگہ اترتے میں ان کی خدمت کرتا۔

۱۳۱۳- ابوبکر بن مالک، عبداللہ بن احمد بن حنبل، احمد بن حنبل، ابن بشر، مسعر، عثمان بن مسلم کہتے ہیں ہمارا ایک آزاد کردہ غلام تھا جو ہر وقت ابوہریرہؓ کے ساتھ لازم رہتا۔ جب ابوہریرہؓ اس کو سلام کرتے تو کہتے السلام علیکم ورحمۃ اللہ! تو ہمیشہ جلد باز رہے اور اللہ تیرے مال کو بڑھائے اس میں کمی نہ کرے۔

۱۳۱۴-سلیمان بن احمد، اسحق بن ابراہیم، عبدالرزاق، معمر، ایوب، (دوسری سند) ابونعیم، ابومحمد بن حیان، فریابی، قتیبہ بن سعید، حماد بن زید، ایوب، محمد بن سیرین رحمہ اللہ کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ حضرت ابوہریرہؓ اپنی بیٹی سے فرمایا کرتے تھے: سونے کے زیورات مت پہنو چونکہ مجھے تم پر دوزخ کی آگ کے شعلوں کا ڈر ہے۔

---

[1] المسند الامام احمد ۲/۲۸۶. وفتح الباری ۵/۱۶۲، ۸/۱۰۱، ودلائل النبوة للبیهقی ۵/۳۶۰، وطبقات ابن سعد ۴/۲/۵۳. والبدایة والنهایة ۵/۶۸.

یہ حدیث بشر بن بکر نے اوزاعی، ابن سیرین، ابو ہریرہؓ کے طریق سے بھی روایت کی ہے۔

۱۳۱۵-محمد بن احمد بن حسن، بشر بن موسیٰ، حمیدی، سفیان بن عیینہ، ابن طاؤس، طاؤس کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ حضرت ابو ہریرہؓ اپنی بیٹی سے کہہ رہے تھے: بیٹی یوں کہہ: ابا جان! ابا جان! مجھے سونے کے زیورات نے مزین کردیا ہے اور مجھ پر میرا باپ آگ کے شعلوں سے ڈرتا ہے۔

۱۳۱۶-ابوبکر بن مالک، عبداللہ بن احمد بن حنبل، احمد بن حنبل، حجاج، شعبہ، سماک بن حرب، ابو ربیع کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ حضرت ابو ہریرہؓ نے فرمایا: یہ کوڑا کرکٹ (یعنی زیورات) تمہاری دنیا و آخرت دونوں کو ہلاک و تباہ کردے گا۔

۱۳۱۷-سلیمان بن احمد، محمد بن اسحق، شاذان، اسحق، سعید بن صامت، یحییٰ بن علیاء، ایوب سختیانی، محمد بن سیرین رحمہ اللہ کے سلسلۂ سند سے ابو ہریرہؓ کی روایت ہے کہ ایک مرتبہ حضرت عمر بن الخطاب نے انہیں کسی علاقے کا گورنر بنانا چاہا مگر انہوں نے انکار کردیا عمرؓ نے فرمایا: کیا تم گورنری کو ناپسند کرتے ہو حالانکہ اس عہدے کا مطالبہ تم سے بدرجہا افضل آدمی نے کیا تھا؟ ابو ہریرہؓ نے کہا: وہ کون ہے؟ عمرؓ نے فرمایا: وہ یوسف بن یعقوب علیہ السلام ہیں۔ ابو ہریرہؓ کہنے لگے: یوسف علیہ السلام خود بھی اللہ کے نبی تھے اور اللہ کے نبی کے بیٹے بھی تھے۔ میں تو ابو ہریرہ بن امیہ ہوں۔ میں تین اور دو سے ڈرتا ہوں! عمرؓ نے فرمایا: تین اور دو پانچ ہوتے ہیں تم نے پانچ کیوں نہ کہا؟ حضرت ابو ہریرہؓ بولے: میں ڈرتا ہوں کہ بغیر علم کے کوئی بات کہہ دوں گا اور بغیر عدل و انصاف کے کوئی فیصلہ کردوں گا اور میں ڈرتا ہوں کہ میری پیٹھ پر کوڑے برسائے جائیں گے میرا مال چھین لیا جائے گا اور مجھے بے عزت کیا جائے گا۔

۱۳۱۸-سلیمان بن احمد، ابوزرعہ، ابو یمان، شعیب بن ابی حمزہ، زہری، سعید و ابو سلمہ کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ حضرت ابو ہریرہؓ کہتے ہیں ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ نے ایک حدیث سنائی اس میں فرمایا: جو آدمی بھی اپنا کپڑا (چادر وغیرہ) پھیلائے گا حتیٰ کہ میں اپنی بات پوری کرلوں پھر وہ کپڑا سمیٹ کر اپنے پاس رکھ لے میں نے جو کچھ بھی کہا ہوگا وہ اسے ازبر ہوگا، چنانچہ میں نے اپنی چادر پھیلا دی حتیٰ کہ جب نبی ﷺ نے بات پوری کی میں نے چادر سمیٹ کر اپنے سینے کے ساتھ لگالی، پس میں آپ ﷺ کے اس مقالے میں کچھ بھی نہیں بھولا ہوں۔

یہ حدیث مالک بن عیینہ نے زہری، اعرج، ابو ہریرہؓ کے طریق سے روایت کی ہے۔

۱۳۱۹-محمد، حسین بن محمد بن مودود، محمد بن مثنیٰ، ابوبکر حنفی، عبداللہ بن ابی یحییٰ، سعید بن ابی ہند، ابو ہریرہؓ کی روایت ہے کہ ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: (اے ابو ہریرہ) کیا تم مجھ سے یہ علم طلب نہیں کرتے ہو جنہیں تمہارے ساتھی مجھ سے طلب کرتے ہیں؟ میں نے عرض کیا: میں آپ سے وہ علم طلب کرتا ہوں جو اللہ تعالیٰ نے آپ کو عطا فرمایا ہے؟ میں نے اپنی چادر اتاری اپنے اور آپ ﷺ کے درمیان بچھادی پھر مجھے یوں لگا جیسا میرے بدن پر جوئیں رینگ رہی ہوں، آپ ﷺ نے مجھے حدیثیں سنائیں حتیٰ کہ میں نے آپ ﷺ کی حدیثوں کو اچھی طرح ازبر کیا، آپ ﷺ نے فرمایا: چادر سمیٹ کر اپنے سینے کے ساتھ لگالو، پس اس وقت سے آپ ﷺ کی احادیث سے ایک حرف بھی نہیں بھولا ہوں۔[۲]

۱۳۲۰-ابوبکر بن خلاد، حارث بن ابی اسامہ، کثیر بن ہشام، جعفر بن برقان، یزید بن اصم کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ لوگ اعتراض کرتے کہ اے ابو ہریرہ! آپ اتنی کثرت سے احادیث کیوں بیان کرتے ہیں، ابو ہریرہؓ کہتے: جتنی احادیثیں میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنی ہیں وہ سب کی سب اگر تمہیں کہہ سناؤں لامحالہ تم لوگ مجھے ٹھیکریوں سے مارنا شروع کردو اور پھر تم مجھ سے آمنے سامنے بھی نہ

۱۔ صحیح البخاری ۶۸/۳، ۱۴۳۔

۲۔ البدایۃ والنہایۃ ۱۱۱/۸۔

ہوسکو۔

۱۳۲۱- ابراہیم بن عبداللہ، محمد بن اسحٰق، قتیبہ بن سعید، عمر بن عبداللہ رومی، عبداللہ کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ حضرت ابو ہریرہؓ نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے پانچ تھیلوں کی بقدر احادیث یاد کی ہیں میں نے ان میں سے صرف دو ہی تھیلے باہر نکالے ہیں اگر میں تیسرا باہر نکال دوں تو تم لوگ مجھے پتھروں کے ساتھ سنگسار کر دو۔

۱۳۲۲- ابوبکر بن مالک، عبداللہ بن احمد بن حنبل، ہدبہ بن خالد، ہمام، قتادہ، انسؓ کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ حضرت ابو ہریرہؓ نے فرمایا: کیا میں تمہیں ٹھنڈی غنیمت کے بارے میں نہ بتاؤں؟ لوگوں نے پوچھا: اے ابو ہریرہ وہ کیا ہے؟ سردیوں کے روزے۔

۱۳۲۳- عبداللہ بن محمد بن جعفر، محمد بن علی رستہ، محمد بن عبید بن حساب، حماد بن زید عباس بن فروخ، ابوعثمان نہدی کہتے ہیں ایک مرتبہ میں نے سات روز تک حضرت ابو ہریرہؓ کی مہمان نوازی کی۔ اس دوران میں نے ان سے پوچھا: آپ روزے کیسے رکھتے ہیں؟ انہوں نے جواب دیا: میں ہر مہینے کے شروع میں تین روزے رکھ لیتا ہوں۔ اگر کوئی نیا واقعہ پیش آجائے اور میں روزے نہ رکھ سکوں تو یہ تین دن کے روزے میرے پورے مہینے کے روزوں کا ثواب بن جاتے ہیں۔ (**من جاء بحسنة فله عشر امثالها**)۔

۱۳۲۴- ابوعمرو بن حمدان، حسن بن سفیان، عبدالاعلیٰ بن حماد، حماد بن سلمہ، ثابت، ابوعثمان نہدی کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ حضرت ابو ہریرہؓ ایک سفر پر تھے...... جب ایک جگہ رفقائے سفر نے پڑاؤ کیا انہوں نے دستر خوان لگایا اور ایک آدمی کو حضرت ابو ہریرہؓ کے پاس بھیجا حضرت ابو ہریرہؓ اس وقت نماز میں مشغول تھے کہنے لگے: میں روزے میں ہوں چنانچہ لوگ جب کھانا کھا کر فارغ ہو گئے حضرت ابو ہریرہؓ آئے اور کھانا کھانا شروع کر دیا۔ سارے لوگ قاصد کو گھورنے لگے، قاصد بولا: تم لوگ مجھے کیا دیکھتے ہو؟ بخدا! انہوں نے تو مجھے یہی خبر دی کہ میں روزے میں ہوں۔ حضرت ابو ہریرہؓ نے فرمایا:

یہ آدمی سچ کہتا ہے: بلاشبہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے کہ رمضان کے مہینے کے روزے اور ہر مہینے میں تین دن کے روزے زمانہ بھر کے روزوں کے برابر ہوتے ہیں، میں تو شروع مہینہ میں تین دن کے روزے رکھ چکا ہوں، سو میں اللہ تعالیٰ کی عطا کی ہوئی تخفیف کے اعتبار سے افطار کر رہا ہوں اور اسکی تضعیف کے اعتبار سے روزے میں ہوں۔

۱۳۲۵- ابوبکر بن مالک، عبداللہ بن احمد بن حنبل، احمد بن حنبل، عبدالملک بن عمرو، اسماعیل، ابومتوکل کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ حضرت ابو ہریرہؓ اور ان کے تلامذہ جب روزہ رکھتے تو مسجد میں بیٹھ جاتے اور کہتے: ہم اپنے روزے کو پاکیزہ کر رہے ہیں۔

۱۳۲۶- حبیب بن حسن، ابومسلم کشی، ابوعاصم، ابن ابی ذئب، عثمان بن نجیح، سعید بن مسیب رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ حضرت ابو ہریرہؓ بازار میں چکر لگا کر واپس گھر آتے اور گھر والوں سے پوچھتے: کیا تمہارے پاس کھانے کو کچھ ہے؟ اگر جواب نفی میں ملتا تو کہتے: پھر میں روزے کی نیت کرتا ہوں۔

۱۳۲۷- احمد بن جعفر بن حمدان، عبداللہ بن احمد بن حنبل، احمد بن حنبل، ابوعبیدہ حداد، عثمان شحام ابوسلمہ، فرقد سبخی سے مروی ہے کہ حضرت ابو ہریرہؓ گھر کا چکر لگاتے اور پھر کہتے: مجھے اپنے پیٹ کا بڑا افسوس ہے اگر میں اسے بھر دیتا ہوں تو مجھے سانس نہیں لینے دیتا اور اگر اسے بھوکا رکھتا ہوں تو مجھے گالیاں دیتا ہے۔

۱۳۲۸- ابومحمد بن حیان، عبداللہ رستہ، محمد بن عبید بن حساب، حماد بن زید، عباس بن فروخ، ابوعثمان نہدی کہتے ہیں میں نے ایک مرتبہ سات دن تک حضرت ابو ہریرہؓ کی مہمان نوازی کی۔ اس دوران وہ خود اور ان کا خادم اور ان کی بیوی رات کو باری باری اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتے تھے۔

۱۳۲۹- احمد بن جعفر بن حمدان، عبداللہ بن احمد بن حنبل، حسن بن الصباح، زید بن الحباب، عبدالواحد بن موسیٰ، نعیم بن محرر بن ابی ہریرہ

اپنے داذ سے روایت کرتے ہیں حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں: میں اللہ تعالیٰ سے ہر روز بارہ ہزار دفعہ توبہ واستغفار کرتا ہوں۔ اور یہ میرے دین کے بقدر ہوتا ہے۔

۱۳۳۰- احمد بن جعفر بن حمدان، عبداللہ بن احمد بن حنبل، حسن بن صباح، زید بن حباب، عبدالواحد بن موسیٰ، نعیم بن محرر بن ابو ہریرہ کہتے ہیں کہ میرے دادا جان حضرت ابو ہریرہؓ کے پاس ایک دھاگہ تھا جسکو انہوں نے ایک ہزار گرہیں دے رکھی تھیں چنانچہ رات کو اس وقت تک نہیں سوتے تھے جب تک اس دھاگے پر تسبیحات نہ مکمل کر لیتے۔

۱۳۳۱- احمد بن بندار، ابراہیم بن محمد بن حارث، عباس نرسی، عبدالوھاب بن ورد، سالم بن بشر بن جحل سے مروی ہے کہ حضرت ابو ہریرہؓ اپنے مرض وفات میں رونے لگے۔ ان سے کسی نے رونے کی وجہ دریافت کی؟ فرمایا: میں تمہاری اس دنیا کے چھوٹ جانے پر نہیں رو رہا ہوں لیکن میں تو اپنے سفر کی دوری اور زادِ راہ کی قلت پر رو رہا ہوں چونکہ آنے والی صبح کو میں نے یا تو جنت کے بالا خانوں میں سدھار جانا ہے یا دوزخ کی پستی میں۔ مجھے معلوم نہیں ان دونوں میں سے کس ٹھکانے میں میری دارو گیری ہونی ہے۔ (سبحان اللہ! یہ حضرت ابو ہریرہؓ کی عاجزی تھی ورنہ جنت الفردوس تو ان کا یقینی ٹھکانہ ہے ان شاء اللہ)۔

۱۳۳۲- ابراہیم بن عبداللہ، محمد بن اسحٰق، قتیبہ بن سعید، فرج بن فضالہ، ابو سعید، ابو ہریرہؓ نے فرمایا: جب تم اپنی مساجد کو مزین کرو گے اور قرآن مجید کے نسخوں کو آراستہ کرو گے اس وقت ہلاکت تمہارا مقدر بن جائے گی (یعنی محض ظاہری کروفر ہوگی عمل کچھ نہیں ہوگا)۔

۱۳۳۳- سلیمان بن احمد، اسحٰق بن ابراہیم، عبدالرزاق، معمر کہتے ہیں: مجھے حدیث پہنچی ہے کہ حضرت ابو ہریرہؓ جب کسی جنازے کے پاس سے گزرتے تو (جنازے کو مخاطب کر کے) کہتے: تم شام کو اپنے اصل ٹھکانے پر پہنچ گئے ہو ہم صبح کو آنے والے ہیں۔ یا یوں کہتے تم صبح کو چل پڑے ہو ہم شام کو آنے والے ہیں، یہ موت ایک بلیغ وعظ ہے لیکن تیز رفتار غفلت ساتھ ساتھ لگی ہوئی ہے۔ اول جا رہا ہے دوسرا باقی ہے لیکن سمجھ میں کچھ نہیں آتا۔

۱۳۳۴- ابوبکر بن مالک، عبداللہ بن احمد بن حنبل، ابوبکر لیث بن خالد بلخی، عبدالمومن بن عبداللہ سدوسی، ابو یزید مدینی کہتے ہیں ایک مرتبہ حضرت ابو ہریرہؓ مدینہ منورہ میں منبر رسول اللہ ﷺ پر آپ ﷺ کے کھڑے ہونے کی جگہ سے ایک زینہ نیچے کھڑے ہوئے اور فرمایا: اللہ تعالیٰ کا شکر ہے جس نے ابو ہریرہؓ کو ہدایت اسلام سے مالا مال کیا۔ اللہ تعالیٰ کا شکر ہے جس نے ابو ہریرہ کو قرآن مجید کے علوم سے نوازا۔ اللہ تعالیٰ کا شکر ہے جس نے محمد ﷺ کے ذریعے ابو ہریرہ پر احسان عظیم فرمایا اللہ تعالیٰ کا شکر ہے جس نے ابو ہریرہ کو خیر و بھلائی کی نعمت عظمیٰ عطا فرمائی اور مجھے ریشم پہنایا۔ تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہیں جس نے بنت غزوان سے میری شادی کرائی حالانکہ اس سے پہلے میں محض پیٹ پالنے پر اسکا ملازم رہ چکا تھا۔ وہ مجھے سوار کراتی ہے جیسے میں اسے سوار کراتا تھا۔ پھر فرمایا: ہلاکت ہے عربوں کے لئے اس شر و برائی سے جو قریب تر ہو چکی ہے، عربوں کے لئے لونڈوں کی بادشاہت سے ہلاکت ہے، جس بادشاہت کے تحت وہ اپنے من پسند فیصلے کریں گے، محض غصے کی بنیاد پر معصوم لوگوں کا قتل عام کریں گے، اے عجمی لوگو! خوشخبری ہے تمہارے لئے قسم اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے، بالفرض اگر دین ثریا پر بھی ہوتا وہاں سے بھی عجمیوں کے کچھ لوگ اسے اتار لاتے۔

۱۳۳۵- ابوبکر بن مالک، عبداللہ بن احمد بن حنبل، احمد بن حنبل، علی بن ثابت، اسامہ بن زید، ابو زیاد مولیٰ ابن عباس کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ حضرت ابو ہریرہؓ نے فرمایا: ایک مرتبہ میرے پاس پندرہ عدد کھجوریں تھیں پانچ کھجوروں سے میں نے روزہ افطار کر لیا پانچ سے سحری کھائی اور پانچ کھجوریں افطاری کے لئے میرے پاس باقی بچ گئیں۔

۱۳۳۶- خدا خریدار ہے، ہے کوئی فروخت کرنے والا؟ ابوبکر بن مالک، عبداللہ بن احمد بن حنبل، احمد بن حنبل، عبدالملک بن

عمرو، اسماعیل عبدی، ابومتوکل کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ حضرت ابوہریرہؓ کی ایک حبشیہ لونڈی تھی اس نے حضرت ابوہریرہؓ کو کچھ پریشان کررکھا تھا ایک دن ڈنڈے سے اسکی پٹائی کرنے لگے لیکن فرمایا: اگر قصاص کی بات نہ ہوتی تجھے میں اس ڈنڈے سے مار مار کر بیہوش کردیتا لیکن عنقریب میں تجھے ایسے خریدار کے ہاتھ بیچ دوں گا جو مجھے تیری پوری پوری قیمت ادا کرے گا پس چلی جا اللہ کی رضاء کے لئے تو آزاد ہے۔

۱۳۳۷-عبدالرحمٰن بن عباس، ابراہیم بن اسحٰق حربی، عبیداللہ بن عمر، حماد، ایوب، یحییٰ بن ابی کثیر، ابوسلمہ کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ حضرت ابوہریرہؓ بیمار ہوگئے۔ میں ان کی تیمارداری کرنے گیا اور ان کے پاس بیٹھ کر کہا: یا اللہ! ابوہریرہ کو شفاء عطا فرما۔ حضرت ابوہریرہؓ بولے: یا اللہ! شفاء عطاء نہ فرمانا۔ پھر فرمایا: اے ابوسلمہ! عنقریب لوگوں پر ایک ایسا زمانہ آنے والا ہے کہ اس میں انہیں موت سرخ سونے سے بھی زیادہ محبوب ہوگی۔

۱۳۳۸-عبداللہ بن عباس، ابراہیم حربی، محمد بن منصور، حسن بن موسیٰ، حاتم بن راشد، عطاء کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ حضرت ابوہریرہؓ نے فرمایا: جب تم چھ چیزیں دیکھ لو اگر تمہاری جان تمہارے اپنے قبضے میں ہو تو جان کو ختم کرکے مرجاؤ۔ اسی لئے میں بھی موت کی آرزو کرتا رہتا ہوں مجھے خوف ہے کہیں میں ان چھ چیزوں کو نہ دیکھ لوں وہ چھ چیزیں یہ ہیں (۱) جب سفہاء (بے وقوفوں) کو امارت (حکومت) مل جائے۔ (۲) عدالتی فیصلوں کی بولی لگائی جانے لگے (یعنی بدون علم کے فیصلے ہونے لگیں یا رشوت لے دے کے فیصلے ہونے لگیں)۔ (۳) معصوم جانوں کا ضیاع بیچ و کمتر سمجھا جانے لگے۔ (۴) قطع تعلقی کی جانے لگے۔ (۵) حکومت کے سپاہی راہزنی کرنے لگیں (۶) اور جب قرآن مجید کو گانے بجانے کا سامان بنالیا جائے۔

۱۳۳۹-عبداللہ الاصفہانی، ابراہیم بن محمد بن حسن، احمد بن سعید بن وہب، عمرو بن حارث، یزید بن زیاد قرظی، ثعلبہ بن ابی مالک قرظی کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ حضرت ابوہریرہؓ بازار سے واپس آئے اور پیٹھ پر لکڑیوں کا ایک گٹھا اٹھالائے وہ اس وقت مروان کے نائب تھے۔ فرمانے لگے: اے ابن ابی مالک! امیر کے لئے راستہ کشادہ کرو، میں نے ان سے کہا: یہ راستہ تو کافی ہے، فرمایا: امیر کیلئے راستہ کشادہ کرو چونکہ امیر نے پیٹھ پر لکڑیوں کا گٹھا اٹھا رکھا ہے۔

۱۳۴۰-عبداللہ الاصفہانی، ابراہیم بن محمد بن حسن، احمد بن سعید، ابن وہب، ابراہیم بن نشیط، عبدالرحمٰن بن عباس بنی الاسود کے سلسلۂ سند سے مروی ہے:

عبدالرحمٰن کہتے ہیں: کہ ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ مدینہ منورہ میں ایک آدمی نے گھر بنایا جب اس کی تعمیر سے فارغ ہوا تو گھر کے پاس سے حضرت ابوہریرہؓ کا گزر ہوا مالک مکان دروازے پر کھڑا تھا، کہنے لگا: اے ابوہریرہ! ذرا ٹھہریئے۔ مجھے بتایئے: میں اپنے گھر کے دروازے پر کیا لکھوں؟ راوی کہتا ہے: اتفاق سے وہاں ایک اعرابی بھی موجود تھا۔ حضرت ابوہریرہؓ بولے: اس گھر کے دروازے پر لکھو "ابن للخراب، ولد للثکل و اجمع للوارث" یعنی کھنڈر و خراب ہونے کے لئے گھر بناؤ اور ضائع ہونے کے لئے بچے جنو اور مال و دولت ورثاء کے لئے جمع کرو۔ اعرابی سن کر کہنے لگا اے شیخ! تو نے بہت بری بات کہی۔ گھر کے مالک نے اعرابی سے کہا: (اے کمبخت!) تیری ہلاکت ہو! (جانتا نہیں) یہ تو رسول اللہ ﷺ کے صحابی حضرت ابوہریرہؓ ہیں۔

و آخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین قد تم ترجمته الى اللغة الاردية بعون الله نسئل الله ان يتقبل قبولاً حسنا و يرزقنا الصلاح و السداد و الاجتناب عن المعاصي و اتباع سنة نبينا محمد ﷺ و اصحابه. و سبحان الله و بحمده و سبحان الله العظيم و الله مولانا و لا رب غيره.

ختم شد